فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح البخاری

۲۵-۲۶-۲۷

تقدیم

تصدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں ! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیه ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۵

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ

بحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد نہم



مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

www.KitaboSunnat.com

قیمت کامل سیٹ 10000

کمپوزنگ وڈیزائننگ .... حافظ عبدالوہاب 0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر:12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم الله الرحمن الرحيم

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا﴾.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے اور جو شفاعت کرے شفاعت نیک تو ہوتا ہے واسطے اس کے حصہ اس سے مقیتا تک۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ اس باب کے پیچھے وہ حدیث لایا ہے جو پہلے مذکور ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ سفارش پر ثواب ملنا نہیں ہے عموم پر بلکہ وہ مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے اس میں سفارش اور وہ نیک شفاعت ہے یعنی ہر شفاعت پر ثواب نہیں ملتا بلکہ ثواب فقط اسی سفارش میں ملتا ہے جس میں شرعا سفارش کرنا جائز ہو اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ شفاعت حسنہ وہ چیز ہے جس میں شرع نے اجازت دی ہے نہ وہ جس کی شرع نے اجازت نہیں دی جیسے کہ دلالت کی اس پر آیت نے اور البتہ روایت کی طبری نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد سے کہ یہ آیت بیچ شفاعت بعض کے واسطے بعض کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جو نیک کام میں کسی کے واسطے سفارش کرے اس کو ثواب سے حصہ ملتا ہے اور جو کسی کے واسطے باطل میں سفارش کرے اس کو اس سے گناہ کا حصہ ملتا ہے اور بعض نے کہا کہ شفاعت حسنہ دعا کرنا ہے واسطے ایمان دار کے اور سفارش بری بد دعا کرنا ہے اوپر اس کے۔ (فتح)

﴿كِفْلٌ﴾ نَصِيبٌ

کفل کے معنی ہیں حصہ

فائدہ: یہ تفسیر ابو عبیدہ کی ہے اور کہا حسن اور قتادہ نے کہ کفل کے معنی ہیں وزر یعنی گناہ اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ کبھی کفل سے مراد حصہ ہوتا ہے اور کبھی اجر اور یہ کہ نساء کی آیت میں ساتھ معنی جزا کے ہے اور حدید کی آیت میں ساتھ معنی اجر کے۔

قَالَ أَبُو مُوسٰی ﴿كِفْلَيْنِ﴾ أَجْرَيْنِ بِالْحَبَشِيَّةِ.

اور کہا ابو موسیٰ نے یعنی بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يؤتكم كفلين من رحمته﴾ کہ مراد کفلین سے دوہرا اجر ہے حبش کی زبان میں۔

٥٥٦٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

٥٥٦٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کوئی سائل یا محتاج آپ کے پاس آتا تو فرماتے سفارش کرو اجر پاؤ گے اور حکم کرتا ہے اللہ

كَانَ إِذَا أَتَاهُ السَّآئِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَآءَ.

اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہتا ہے۔

بَابُ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا

یعنی نہ تھے حضرت ﷺ گالی بکنے والے اور نہ گالی کا جواب زیادہ کر کے دینے والے

فائدہ: فحش اس بات کو کہتے ہیں جو اپنے مقدار سے نکلے یہاں تک کہ قبیح معلوم ہو اور داخل ہوتا ہے فعل میں اور قول میں اور متفحش وہ ہے جو اس کا قصد کرے اور بکنے میں تکلف کرے اور زیادہ کہے۔ (فتح)

٥٥٦٩۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَخْيَرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا.

٥٥٦٩۔ حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر داخل ہوئے جب کہ وہ معاویہ کے ساتھ کوفے میں آیا اور اس نے حضرت ﷺ کو ذکر کیا سو کہا کہ نہ تھے حضرت ﷺ گالی بکنے والے اور نہ گالی کا جواب زیادہ کر کے دینے والے اور کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ آدمی ہے جو زیادہ تر نیک خو ہو۔

٥٥٧٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ قَالَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ

٥٥٧٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی حضرت ﷺ کے پاس آئے سو انہوں نے حضرت ﷺ سے السلام علیکم کے بدلے السام علیکم کہا یعنی تم پر موت پڑے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم پر موت اور اللہ کی لعنت اور اس کا غضب پڑے سو حضرت ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اپنے اوپر نرمی اختیار کر اور بچ سختی اور بدگوئی سے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا آپ نے سنا جو انہوں نے کہا؟ حضرت ﷺ نے

وَالْعُنفَ وَالْفُحْشَ قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا جو میں نے کہا: میں نے ان کو اس کا جواب دیا یعنی میں نے کہا کہ تم پر بھی موت پڑے سو میری بد دعا ان کے حق میں قبول ہوتی ہے اور ان کی بد دعا میرے حق میں قبول نہیں ہوتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٥٧١۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ يَحْيٰى هُوَ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَلَا فَحَّاشًا وَلَا لَعَّانًا كَانَ يَقُوْلُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ.

۵۵۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت گالی دینے والے اور نہ بد گو اور نہ بہت لعنت کرنے والے ہم میں سے کسی کو عتاب اور جھڑکنے کے وقت کہتے کیا ہے اس کو اس کا چہرہ خاک میں ملے۔

٥٥٧٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَتٰى عَهِدْتِنِيْ فَحَّاشًا إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ

۵۵۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا برا بھائی ہے اپنی قوم میں اور برا بیٹا ہے اپنے قبیلے میں یعنی اپنی قوم میں برا آدمی ہے (اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی) پھر جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے روبرو کشادہ پیشانی ظاہر کی اور اس کو خوش خلقی اور خوش مزاجی سے پیش آئے سو جب وہ مرد چلا گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا: یا حضرت! جب آپ نے اس مرد کو دیکھا تو اس کو ایسا یعنی برا کہا تھا پھر آپ نے اس کے روبرو کشادہ پیشانی ظاہر کی اور اس کو خوش مزاجی سے پیش آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! تو نے مجھ کو بد گو اور فحش بکنے والا کب پایا تھا بیشک سب آدمیوں سے بدتر اللہ کے نزدیک مرتبے

مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَآءَ شَرِّهٖ. میں قیامت کے دن وہ آدمی ہے جس کا لوگ ملنا چھوڑ دیں اس کی زبان درازی اور گالی کے ڈر سے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ جمع کیا ہے اس حدیث نے علم اور ادب کو اور حضرت ﷺ نے جو بعض مکروہ اور برے کاموں کو اپنی امت کی طرف منسوب کیا ہے اور ان کے ساتھ ان کا نام رکھا ہے تو یہ غیبت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غیبت بعض سے بعض کے حق میں ہوتی ہے بلکہ واجب ہے حضرت ﷺ پر کہ اس کو بیان کریں اور اس کا حال لوگوں کو معلوم کروا دیں اس واسطے کہ یہ باب نصیحت اور شفقت سے ہے اپنی امت پر لیکن چونکہ حسن خلق حضرت ﷺ کی پیدائشی صفت تھی اس واسطے اس کو خوش خلقی سے پیش آئے اور اس کو برا جواب نہ دیا تا کہ حضرت ﷺ کی امت اس میں حضرت ﷺ کی پیروی کرے اور جو ایسا ہو اس سے بچے میں کہتا ہوں اور ظاہر اس کی کلام کا یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ حکم عام ہے کہ جو کسی شخص کے حال سے کسی چیز پر خبردار ہو اور ڈرے کہ کوئی غیر آدمی اس کی ظاہری خوبی پر مغرور ہو کر واقع ہو کسی گناہ میں تو اس پر لازم ہے کہ اس کو اطلاع دے اس چیز پر کہ اس سے ڈرے اس کی خیر خواہی کی نیت سے اور کہا قرطبی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے غیبت اس شخص کی کہ ظاہر کرنے والا ہو فسق یا فحش کو یا مانند اس کی کو جیسے حاکم ظالم یا بدعت کی طرف بلانے والا باوجود اس کے کہ جائز ہے صلح کرنی ان سے ان کی بدی کے ڈر سے جب تک کہ نہ پہنچائے یہ نوبت مداہنت کی دین میں اور فرق درمیان مدارات اور مداہنت کے یہ ہے کہ مدارات خرچ کرنا دنیا کا ہے واسطے صلاح دنیا اور دین دونوں کے یا ایک کے اور یہ مباح ہے اور کبھی مستحب ہوتی ہے اور مداہنت ترک کرنا دین کا ہے واسطے بہتری دنیا کے اور حضرت ﷺ نے خرچ کی اس کے واسطے دنیا سے خوشی یعنی خوش خلقی سے اس کے پیش آئے اور کشادہ پیشانی سے اس سے کلام کیا اور باوجود اس کے زبان سے اس کی تعریف کی سو حضرت ﷺ کا قول اور فعل اس میں متناقض نہ ہوگا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا قول اس کے حق میں قول حق ہے اور فعل حضرت ﷺ کا ساتھ اس کے خوش خلقی ہے پس زائل ہوگا ساتھ اس کے اشکال اور وہ مرد عیینہ تھا اور کہا عیاض نے کہ عیینہ اس وقت مسلمان نہ ہوا تھا سو اس کی عیب جوئی کرنی غیبت نہ ہوگی یا اسلام لایا ہوا تھا لیکن اس کا اسلام خالص نہ تھا سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو بیان کریں تا کہ نہ مغرور ہو ساتھ اس کے جو اس کے حال سے واقف نہ ہو اور حضرت ﷺ کی زندگی میں اور آپ کے بعد اس سے ایسے کام صادر ہوئے جو دلالت کرتے ہیں اس کے ایمان کے ضعیف ہونے پر سو جس چیز کے ساتھ حضرت ﷺ نے اس کو موصوف کیا وہ حضرت ﷺ کی پیغمبری کی علامتوں سے ہوگی اور یہ جو حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نرمی سے کلام کیا تو یہ بطور تالیف قلوب کی ہے اور یہ حدیث اصل ہے بیچ مدارات اور صلح کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے غیبت کرنا اہل کفر اور فسق کی اور جو ان کی مانند ہیں۔ (فتح)

بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَآءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

باب ہے بیچ بیان خوش خلقی اور سخاوت کے اور جو مکروہ ہے بخل سے

فائدہ: جمع کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ میں تین امروں کو اس واسطے کہ سخاوت بھی منجملہ خوش خلقی کے ہے بلکہ وہ اس کا ایک بڑا فرد ہے اور بخل اس کی ضد ہے اور سر حسن سو وہ عبارت ہے ہر چیز مرغوب فیہ سے خواہ عقل کی جہت سے ہو یا عرض کی جہت سے یا حسن کی جہت سے اور اکثر عرف عام میں اس چیز کو کہتے ہیں جو آنکھ سے پائی جائے اور اکثر جو شرع میں آئی ہے وہ چیز ہے کہ عقل اور دانائی سے معلوم ہو اور خلق فتح کے ساتھ ہیئت اور صورت کو کہتے ہیں جو آنکھ سے دیکھی جائے اور ضمہ کے ساتھ قوتیں اور خصلتیں ہیں جو عقل اور دانائی سے معلوم کی جاتی ہیں اور البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ الٰہی! جیسا تو نے مجھ کو خوب صورت پیدا کیا ویسا میری خلق کو نیک کر دے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ اخلاق آدمی کے اوصاف ہیں کہ معاملہ کرتا ہے اس سے آدمی ساتھ غیر اپنے کے اور وہ دو قسم ہیں محمود اور مذموم، سو اوصاف محمودہ مجمل طور سے یہ ہیں کہ تو اپنے غیر کے ساتھ اپنے نفس پر غالب ہو اس کے واسطے اپنے نفس سے انصاف لے اور اپنے واسطے اس سے انصاف نہ کرے اور مفصل طور سے عفو ہے اور حلم اور جود اور جبر اور اٹھانا ایذا کا اور رحمت اور شفقت اور لوگوں کی حاجت روائی کرنی اور باہم دوستی رکھنی اور نرم جانب ہونا اور مانند اس کے اور مذموم اس کی ضد ہے اور سخا خرچ کرنا اس چیز کا ہے کہ حاصل کی جائے بغیر عوض کے اور بخل منع کرنا اس چیز کا ہے کہ طلب کی جائے اس چیز سے کہ حاصل کی جائے اور روکنا اس چیز کا کہ اس کا طالب مستحق ہو خاص کر جب کہ ہو غیر مال مسئول کے سے اور یہ جو کہا کہ من البخل تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بخل مذموم نہیں ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں زیادہ تر سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں سب وقتوں سے زیادہ تر سخاوت کرتے تھے یعنی جب کہ جبریل علیہ السلام سے ملاقات کرتے۔

فائدہ: اسی حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان سبب کا ہے بیچ اکثر ہونے سخاوت آپ کی کا رمضان میں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيْهِ ارْكَبْ إِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ فَرَجَعَ فَقَالَ رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ.

اور کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جب کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر پہنچی یعنی ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس نالے یعنی مکے کی طرف سوار ہو جا اور اس کی بات سن کیا کہتا ہے سو وہ پھرا سو اس نے کہا کہ میں نے

اس کو یعنی حضرت ﷺ کو دیکھا کہ حکم کرتا ہے خوش خلقی اور نیک عادتوں کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مبعث نبوی میں گزر چکی اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ حکم کرتا ہے نیک عادتوں کا اور مکارم جمع ہے مکرمہ کی اور وہ اسم ہے اخلاق کا اور اسی طرح افعال محمودہ اور چونکہ سب کاموں میں اکرم فعل ہے کہ قصد کیا جائے ساتھ اس کے اشرف وجوہ کو اور اشرف وجہ وہ ہے کہ اس سے اللہ کی رضا مندی مقصود ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ فعل متقی سے اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللهِ أَتْقَاكُمْ﴾ یعنی سب لوگوں میں بزرگ تر اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو تم میں زیادہ تر پرہیز گار ہو۔ (فتح)

٥٥٧٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَنْ تُرَاعُوْا لَنْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ.

۵۵۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ تر خوش خلق اور زیادہ تر سخی اور زیادہ تر دلاور تھے اور البتہ ایک رات اہل مدینہ میں ہول پڑی یعنی انہوں نے ایک آواز ہولناک سنی سو وہ ڈرے کہ دشمن ان پر آ پڑے سو لوگ آواز کی طرف چلے تو حضرت ﷺ ان کو آگے سے آ ملے، البتہ آواز کی طرف لوگوں سے آگے بڑھ گئے تھے یعنی تا کہ حال دریافت کریں سو حضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ کچھ نہ تھا تو پلٹ کر لوگوں کو آگے آ ملے اور حالانکہ کہتے تھے مت ڈرو، مت ڈرو، اور حضرت ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے جو ننگا تھا اس پر زین نہ تھی حضرت ﷺ کی گردن میں تلوار لٹکی تھی سو فرمایا کہ البتہ ہم نے تو اس گھوڑے کا قدم دریا پایا یا فرمایا کہ بیشک وہ دریا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الھبہ میں گزر چکی ہے اور یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے فقط انہیں تین اوصاف کو ذکر کیا اور کسی وصف کو ذکر نہ کیا تو اس واسطے کہ یہ تینوں اوصاف ماں ہیں سب اخلاق کی اس واسطے کہ ہر آدمی میں تین قوتیں ہیں ایک غضبی قوت ہے اور اس کا کمال شجاعت ہے اور ایک شہوانی قوت ہے اور اس کا کمال جود ہے اور ایک عقلی قوت ہے اور اس کا کمال بولنا ہے ساتھ حکمت کے اور اشارہ کیا اس کی طرف ساتھ اپنے قول احسن الناس کے اس واسطے کہ حسن شامل ہے قول اور فعل دونوں کو۔ (فتح)

٥٥٧٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا

۵۵۷۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے

سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا.

حضرت ﷺ سے کبھی کچھ نہیں مانگا سو کہا ہو کہ نہ۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں طلب کی گئی حضرت ﷺ سے کوئی چیز کبھی دنیا کے امر سے پھر حضرت ﷺ نے اس کو نہ دی ہو میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مراد یہ کہ دیتے تھے حضرت ﷺ جو چیز کہ طلب کی جاتی آپس سے جزمًا بلکہ مراد یہ ہے کہ نہیں بولتے تھے ساتھ رد کے بلکہ اگر حضرت ﷺ کے پاس وہ چیز ہوتی تو دیتے ورنہ چپ رہتے اور البتہ وارد ہوا ہے بیان اس کا ایک حدیث میں جس کو ابن سعد نے روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب سوال کیے جاتے کسی چیز سے اور اس کے کرنے کا ارادہ نہ ہوتا تو چپ رہتے اور اس کی نظیر یہ حدیث ہے کہ حضرت ﷺ نے کبھی کسی طعام کو عیب نہیں کیا اگر بھوک ہوتی تو کھا لیتے ورنہ نہ کھاتے اور سمجھا ہے بعض نے عدم قول لا سے اثبات نعم کا اور مرتب کیا اس پر کہ لازم آتا ہے اس سے حرام ہونا بخل کا اس واسطے کہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ جب حضرت ﷺ کسی چیز پر ہمیشگی کریں تو ہوتی ہے یہ علامت اس کے وجوب کی اور ترجمہ تقاضا کرتا ہے کہ بخل مکروہ ہے اور جواب دیا گیا ہے یہ کہ جب یہ بحث تمام ہو تو محمول ہو گی کراہت تحریم پر لیکن وہ تمام نہیں اس واسطے کہ بخل حرام وہ ہے جو واجب کو منع کرے ہم نے مانا کہ وہ وجوب پر دلالت کرتی ہے لیکن اس پر جو پیغمبری کے مقام میں ہو اس واسطے کہ اس کے مقابل میں نقص ہے جس سے پیغمبر لوگ پاک ہیں پس خاص ہو گا وجوب ساتھ حضرت ﷺ کے اور ترجمہ شامل ہے اس کو کہ بعض بخل مکروہ ہے اور مقابل اس کا یہ ہے کہ بعض بخل حرام ہے جیسا کہ اس میں مباح بلکہ مستحب بھی ہے بلکہ اور واجب بھی پس اسی واسطے اقتصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے مکروہ۔ (فتح)

۵۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا إِذْ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا.

۵۵۷۵۔ حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے ہم سے حدیث بیان کرتا تھا کہ اچانک اس نے کہا کہ نہ حضرت ﷺ گالی دینے والے تھے اور نہ گالی کا جواب زیادہ کر کے دینے والے اور یہ کہ حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ تم لوگوں میں بہت بہتر وہ شخص ہے جو زیادہ تر خوش خلق ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور روایت کی ابو یعلی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ مسلمانوں میں زیادہ تر کامل ایمان دار وہ آدمی ہے جو ان میں زیادہ تر خوش خلق ہو اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت! سب بندوں میں اللہ کے نزدیک بہت پیارا بندہ کون ہے حضرت ﷺ نے فرمایا جو زیادہ خوش خلق ہو

اور صحیح حدیثوں سے جو خوش خلقی میں وارد ہوئی ہیں حدیث نواس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ نیکی خوش خلقی ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور بخاری نے ادب مفرد میں اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی چیز زیادہ تر بھاری میزان میں خوش خلقی سے اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا چیز ہے جو لوگوں کو زیادہ بہشت میں لے جائے گی، فرمایا اللہ سے ڈرنا اور خوش خلقی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک تم ہرگز وسیع نہیں ہوسکو گے لوگوں کو اپنے مالوں سے لیکن احاطہ کرتی ہے ان کو تم سے کشادہ پیشانی اور خوش خلقی اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں۔ (فتح)

۵۵۷۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَ تِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ أَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ الشَّمْلَةُ فَقَالَ سَهْلٌ هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوْجَةٌ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكْسُوْكَ هٰذِهٖ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَحْسَنَ هٰذِهٖ فَاكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهُ أَصْحَابُهُ قَالُوْا مَا أَحْسَنْتَ حِيْنَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهُ فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّيْ أُكَفَّنُ فِيْهَا.

۵۵۷۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بردہ لائی تو سہل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کیا ہے بردہ؟ لوگوں نے کہا وہ چادر ہے کہا سہل رضی اللہ عنہ نے وہ چادر ہے کہ اس کا حاشیہ اس میں بنا ہوا ہوتا ہے تو اس عورت نے کہا کہ یا حضرت! میں آپ کو یہ پہناتی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا اس کی طرف محتاج ہو کر سو اس کو پہنا تو ایک صحابی نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دیکھا تو اس نے کہا: یا حضرت! یہ چادر کیا خوب ہے، سو یہ مجھ کو پہنایئے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے تو اصحاب نے اس کو ملامت کی کہا تو نے خوب نہیں کیا جب تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اس کو لیا اس کی طرف محتاج ہو کر پھر تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سوال کیا اور البتہ تو جانتا ہے جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگے آپ اس کو دے دیتے ہیں تو اس نے کہا کہ میں اس کی برکت کا امید وار ہوں جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا میں امید رکھتا ہوں کہ اس میں کفنایا جاؤں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ لوگوں نے اس سے کہا کہ تو

نے حضرت ﷺ سے اس کا سوال کیا اور البتہ تو جانتا ہے کہ حضرت ﷺ سائل کو نہیں پھیرتے۔ (فتح)

۵۵۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ.

۵۵۷۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہو جائے گا زمانہ اور کم ہو جائے گا علم اور لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی یعنی زکوٰۃ اور خیرات موقوف ہو جائے گی اور کثرت سے ہرج ہو گا، اصحاب نے کہا یا حضرت! ہرج کیا چیز ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قتل قتل یعنی خونریزی کثرت سے ہوگی۔

فائدہ: قیامت کی نشانیاں اس حدیث میں ارشاد فرمائیں اور یہ جو فرمایا کہ زمانہ قریب ہو جائے گا یعنی قیامت کا زمانہ متصل ہو جائے گا یا یہ مطلب کہ رات اور دن چھوٹے معلوم ہوں گے اور اس حدیث کی شرح کتاب فتن میں آئے گی اور اس حدیث میں ہے کہ لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی تو یہی ہے مقصود باب کا اور وہ خاص تر ہے بخل سے اس واسطے کہ وہ بخل ہے ساتھ حرص کے اور یہ جو کہا یلقی یعنی بخیلی دلوں میں ڈالی جائے گی۔ (فتح)

۵۵۷۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ سَمِعَ سَلَّامَ بْنَ مِسْكِيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ.

۵۵۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دس برس حضرت ﷺ کی خدمت کی سو حضرت ﷺ نے مجھ کو کبھی اف نہیں کہا اور نہ یہ کہا کہ تو نے کیوں کیا اور نہ یہ کہ تو نے کیوں نہ کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں فرمایا حضرت ﷺ نے واسطے کسی چیز کے جس کو میں نے کیا ہو کہ تو نے اس کو اس طرح کیوں کیا اور نہ واسطے کسی چیز کے کہ میں نے اس کو نہ کیا کہ تو نے اس کو اس طرح کیوں نہ کیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے ترک کرنا عتاب کا اس چیز پر کہ فوت ہوا اس واسطے کہ اس جگہ فائدہ ہے پاک کرنے زبان کے کا زجر اور ذم سے اور الفت چاہنا خاطر خادم کا ساتھ ترک کرنے عتاب اس کے کے اور یہ سب حکم اُن امروں میں ہے کہ متعلق ہیں ساتھ خط زبان کے اور بہر حال جو امر کہ لازم ہیں شرعاً تو نہ نرمی کی جائے ان میں اس واسطے کہ وہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہے۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يَكُوْنُ الرَّجُلُ فِيْ أَهْلِهِ

کس طرح ہو مرد اپنے گھر والوں میں؟

۵۵۷۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ

۵۵۷۹۔ حضرت اسود سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت ﷺ اپنے گھر والوں میں کیا کرتے

الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ قَالَتْ كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ.

تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت میں ہوتے تھے سو جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کی طرف کھڑے ہوتے۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث میں عروہ سے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ کہا کہ اپنا کپڑا سیتے تھے اور اپنا جوتا گانٹھتے تھے اور کرتے تھے جو لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی بکری دوہتے اور اپنی جان کی خدمت کرتے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے شمائل میں اور ابن سعد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نرم تر سب لوگوں میں اور اکرم سب لوگوں میں اور ایک مرد تھے تمہارے مردوں میں سے کہا ابن بطال نے کہ پیغمبروں کے اخلاق اور عادات سے ہے تواضع کرنا اور دور رہنا چین کرنے سے اور ذلیل کرنا نفس کو تا کہ پیروی کی جائے ان کی اور تا کہ نہ پڑیں آسودگی میں جو مذموم ہے اور البتہ اشارہ کیا گیا ہے طرف مذمت اس کی کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا﴾۔

بَابُ الْمِقَةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى

محبت اللہ کی طرف سے ہے یعنی ابتدا اس کا اللہ کی طرف سے ہے

فائدہ: اور یہ ترجمہ لفظ زیادتی کا ہے کہ واقع ہوئی ہے بیچ مثل حدیث باب کے اس کے بعض طریقوں میں لیکن وہ بخاری کی شرط پر نہیں ہے سو اشارہ کیا ترجمہ میں اس کی طرف موافق عادت اپنی کے روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی وغیرہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ محبت اللہ کی طرف سے ہے اور صیت یعنی ذکر خیر آسمان سے ہے سو جب اللہ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے، الحدیث اور بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں مگر کہ اس کے واسطے آسمان میں صیت ہے سو اگر نیک ہو تو رکھا جاتا ہے زمین میں اور اگر بد ہو تو رکھا جاتا ہے زمین میں اور مراد ساتھ صیت کے ذکر جمیل ہے۔ (فتح)

۵۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا

۵۵۸۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو پکارتا ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ سو جبریل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں یعنی فرشتوں میں پکار دیتا

فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِيْ جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَآءِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ.

ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تم بھی اس کو دوست رکھو سو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اللہ جس بندے سے محبت ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس کو آسمان اور زمین میں مشہور کر دیتا ہے تاکہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کیا کریں اور زمین کے لوگ اس کے واسطے دعا خیر کریں اس سے محبت رکھیں اور واقع ہوا ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں بیان سبب اس محبت کا اور مراد اس کی کا سو ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بیشک بندہ اللہ کی رضا مندی تلاش کرتا ہے سو ہمیشہ رہتا ہے تلاش کرتا یہاں تک کہ اللہ کہتا ہے اے جبریل! بیشک فلانا بندہ میری رضا مندی چاہتا ہے خبر دار ہو اور بیشک میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی اور شاہد ہے اس کے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو رقاق میں آئے گی کہ میرا بندہ ہمیشہ میری نزدیکی نفل عبادتوں کے واسطے سے چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور یہ جو کہا کہ پھر زمین میں اس کی قبولیت اُتاری جاتی ہے تو ایک روایت میں ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ اور طبرانی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بیشک بندہ عمل کرتا ہے ساتھ غضب اللہ کے تو اللہ فرماتا ہے اے جبریل! فلانا میرا غضب چاہتا ہے سو بیان کیا اس کو جیسے محبت کو بیان کیا اور اس میں ہے سو جبریل علیہ السلام کہتا ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے پر غصہ کیا اور کہا ابن بطال نے کہ اس زیادتی میں رد ہے قدریہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ شر بندے کا فعل ہے اللہ کی پیدائش سے نہیں اور مراد ساتھ قبول کے باب کی حدیث میں قبول کرنا دلوں کا ہے اس کو ساتھ محبت کے یعنی لوگ اس سے راضی ہوتے ہیں اور محبت رکھتے ہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ لوگوں کی محبت اللہ کی محبت کی نشانی ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو جنازے میں گزر چکی ہے کہ تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں اور مراد اللہ کی محبت سے ارادہ خیر کا ہے واسطے بندے کے یعنی اللہ تعالیٰ بندے کے واسطے ارادہ خیر کرتا ہے اور اس کے واسطے ثواب حاصل ہوتا ہے اور فرشتوں کی محبت سے مراد یہ ہے کہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور ارادہ کرتے ہیں اس کے لیے خیر دارین کا اور دلوں سے اس کی طرف مائل رکھتے ہیں واسطے ہونے اس کے مطیع اللہ کا اور محب اس کا اور مراد بندوں کی محبت سے یہ ہے کہ اس کو نیک جانتے ہیں اور جہاں تک ہو سکے بدی کو اس سے دور کرتے ہیں اور حقیقت محبت کی نزدیک اہل معرفت کے ان معلومات میں سے ہے جن کی کوئی حد نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانتا ہے اس کو جو قائم ہو محبت ساتھ اس کے وجدان میں نہیں ممکن ہے تعبیر کرنا اس سے اور محبت تین قسم ہے ایک حب الٰہی اور ایک روحانی اور ایک طبعی اور باب کی حدیث تینوں قسموں کو شامل ہے سو اللہ کی محبت بندے سے حب الٰہی ہے اور محبت

جبریل علیہ السلام اور فرشتوں کی حب روحانی ہے اور حب بندوں کی اس کے واسطے حب طبعی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

اللہ کے واسطے محبت رکھنا

۵۵۸۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَحَتّٰى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ وَحَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

۵۵۸۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی ایمان کی شیرینی کا مزہ نہیں پاتا یہاں تک کہ آدمی سے محبت رکھے اس طرح کہ نہ محبت رکھتا ہو اس سے مگر اللہ ہی کے واسطے یعنی محبت میں دنیا کا کچھ لگاؤ نہ ہو اور یہاں تک کہ آگ میں ڈالا جانا اس کو محبوب تر ہو کفر کی طرف پلٹ جانے سے اس کے بعد کہ اللہ نے اس کو کفر سے نکالا اور یہاں تک کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول تمام عالم سے زیادہ تر محبوب ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور بیان اس کا کہ یہ ترجمہ اول حدیث کا ہے کہ روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اللہ ہی کے واسطے محبت رکھنی اور اللہ ہی کے واسطے دشمنی رکھنی ایمان سے ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول تمام عالم سے محبوب تر ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ایمان کو کامل کرے تو وہ جان لیتا ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق مؤکد تر ہے اس پر اس کے باپ اور اس کی ماں اور اولاد اور بیوی اور تمام لوگوں کے حق سے اس واسطے کہ گمراہی سے ہدایت پانا آگ سے خلاص ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اور اس کی محبت کی نشانیوں سے ہے اس کے دین کی مدد کرنی قول سے اور فعل سے اور ہٹانا اس کی شریعت سے نقص اور عیب کو اور آراستہ ہونا اس کے اخلاق سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والو! نہ ٹھٹھا کرے کوئی قوم کسی قوم سے شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔

۵۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۵۸۲۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ ہنسے آدمی لوگوں کے گوز سے اور فرمایا کہ کس سبب سے مارتا ہے کوئی اپنی عورت کو جیسے

أَنْ يَّضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْفُسِ وَقَالَ بِمَ يَضْرِبُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَحْلِ أَوِ الْعَبْدِ ثُمَّ لَعَلَّهُ يُعَانِقُهَا وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَوُهَيْبٌ وَّأَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ جَلْدَ الْعَبْدِ.

حیوان کو مارتا ہے پھر شاید اس کو بغل میں لے یعنی اس سے صحبت کرے اور کہا ثوری وغیرہ نے ہشام سے جیسے غلام کو مارتا ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا لا یسخر تو یہ نہی ہے مسخرہ پن کرنے سے اور یہ فعل ساخر کا ہے اور ساخر وہ ہے جو اس سے ٹھٹھا کرے اور سخر یہ خاص تسخیر کا نام ہے اور سخر یہ روانہ کرنا چیز کا ہے طرف غرض کی کہ خاص کی گئی ہے ساتھ اس کے قہر سے سو وارد ہوئی نہی ٹھٹھا کرنے سے ساتھ ایک دوسرے کے واسطے حقیر جاننے اس کے کے باوجود اس احتمال کے کہ وہ واقع میں اس سے بہتر ہو اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کے درمیان ہے کہ کافی ہے مرد کے واسطے یہ برائی کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے۔ (فتح)

۵۵۸۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ أَتَدْرُوْنَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا.

۵۵۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا یعنی حجۃ الوداع کے دن بھلا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، فرمایا کہ بیشک یہ دن حرام ہے پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اس رسول زیادہ تر دانا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شہر حرام ہے پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، فرمایا یہ مہینہ حرام ہے، فرمایا کہ بیشک اللہ نے تمہارے خونوں اور تمہارے مالوں اور تمہاری آبروؤں کو تم پر حرام کیا ہے جیسے اس تمہارے دن کی حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے میں اور ذی الحجہ کے مہینے میں عرفے کا دن حرام ہے اس میں کسی طرح کی زیادتی درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں اور آبروؤں کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق جان مارنا اور مال چھیننا اور بے عزت کرنا درست نہیں اور غرض اس سے یہاں بیان حرام کرنے عزت کا ہے اور یہ ہی جگہ مدح اور ذم کی شخص

سے عام تر ہے اس سے کہ اس کی جان میں ہو یا نسب میں یا حسب میں اور روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اور مال اور اس کی عزت۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ جو منع ہے گالی دینے اور لعنت کرنے سے

فائدہ: اور سباب محتمل ہے کہ تفاعل سے ہو اور احتمال ہے کہ ہو ساتھ معنی سب کے اور وہ نسبت کرنا ہے آدمی کو طرف کسی عیب کے اور پہلے احتمال پر پس حکم اس کا یہ ہے کہ گناہ اس پر ہے جو پہلے گالی دینے والے شیطان ہیں آپس میں جھوٹ بولتے ہیں۔ (فتح)

٥٥٨٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

۵۵۸۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے متابعت کی ہے اس کی شعبہ نے غندر سے۔

٥٥٨٥ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيْلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ.

۵۵۸۵۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کو فاسق یا کافر نہیں کہتا مگر کہ وہ فسق یا کفر قائل پر الٹ پڑتا ہے اگر اس کا ساتھی اس طرح نہ ہو۔

فائدہ: اس کا ساتھی یعنی جس کو فاسق یا کافر کہا گیا اگر اس کا مستحق نہ ہو تو کہنے والے پر الٹ پڑتا ہے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ جو دوسرے کو فاسق یا کافر کہے سو اگر وہ ایسا نہ ہو جیسا اس نے کہا تو ہوتا ہے قائل اس کا وہی مستحق ساتھ وصف مذکور کے اور اگر ہو وہ اسی طرح جیسا اس نے کہا تو نہیں الٹ پڑتی ہے اس پر کوئی چیز واسطے ہونے اس کے سچا اپنے قول میں اور اگرچہ وہ اس فاسق یا کافر کہنے میں خود فاسق یا کافر نہیں ہوتا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ ہو گنہگار اس صورت میں کہ کہے اے فاسق! بلکہ اسی صورت میں تفصیل ہے اگر اس کی خیر خواہی یا اس کے غیر کی خواہی مقصود ہو اس کا حال بیان کرنے سے تو جائز ہے اور اگر اس کو عیب کرنا اور مشہور کرنا اور اس کی محض ایذا مقصود ہو تو

نہیں جائز ہے اس واسطے کہ اس کو حکم ہے اس کی پردہ پوشی کا اور اس کے سکھلانے کا اور اس کے وعظ کرنے کا ساتھ اچھی طرح کے سو جہاں تک کہ ممکن ہو اس کو یہ ساتھ نرمی کے نہیں جائز ہے اس کے واسطے یہ کہ کرے اس کو ساتھ سختی کے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے یہ سبب واسطے اصرار کرنے اس کے کے اس فعل پر جیسے کہ اکثر لوگوں میں عار پیدا ہوگئی ہے خاص کر جب کہ حکم کرنے والا مامور سے مرتبے میں کم ہو اور مسلم کی ایک روایت میں یہ لفظ واقع ہوا ہے کہ جو کسی مرد کو کافر یا عدو اللہ کہے اور حالانکہ وہ اس طرح نہ ہو تو وہ کہنے والے پر الٹ پڑتا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اختلاف ہے اس الٹ پڑنے کی تاویل میں سو بعض نے کہا کہ اُلٹ پڑتا ہے اس پر کفر اگر اس کو حلال جانتا اور یہ بعید ہے حدیث کے سیاق سے اور بعض نے کہا کہ محمول ہے خارجیوں پر اس واسطے کہ وہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ صحیح اکثر کے نزدیک یہ ہے کہ خارجیوں کو ان کی بدعت کے سبب سے کافر نہیں کہا جاتا میں کہتا ہوں اور یہ قول مالک سے منقول ہے اور اس کے واسطے ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض ان میں سے بہت اصحاب کو کافر کہتے ہیں جن کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت اور ایمان کی گواہی دی سو ان کو کافر کہنا اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے گواہی مذکور کی تکذیب کی نہ اس وجہ سے کہ ان سے یہ تکفیر صادر ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ حدیث بیان کی گئی ہے واسطے روکنے اور جھڑکنے مسلمان کے اس سے کہ اپنے بھائی کو ایسا کہے اور یہ خوارج وغیرھم کے وجود سے پہلے ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ الٹ پڑتا ہے اس پر نقص اس کا یا گناہ اس کی تکفیر کا اور اس کا کچھ ڈر نہیں اور بعض نے کہا کہ اس پر خوف ہے کہ اس کا انجام کفر ہو جیسے کہ کہا گیا کہ گناہ ایلچی ہیں کفر کے سو جو ان پر ہمیشگی کرے اور اصرار کرے اس پر خوف ہے کہ اس کا خاتمہ بد ہو اور راجح تر سب سے یہ ہے کہ جو کہے یہ بات کہے واسطے جس سے اسلام کو پہچانتا ہو اور نہ قائم ہو اس کے لیے کوئی شبہ اس کے زعم میں کہ وہ کافر ہے تو تکفیر کیا جاتا ہے اس کہنے کے سبب سے تو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اس کی تکفیر اس پر الٹ پڑتی ہے سو الٹ پڑنے والی تکفیر ہے نہ کفر سو گویا کہ اس نے اپنے نفس کی تکفیر کی اس واسطے کہ اس نے کافر کہا اس کو جو اس کی مثل ہے اور جس کو نہیں کافر کہتا مگر کافر جو دین اسلام کے بطلان کا معتقد ہے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ واجب ہوا کفر ایک پر اور کہا قرطبی نے کہ جس جگہ آیا ہے کفر بیچ زبان شرع کے تو وہ انکار اس چیز کا ہے جو معلوم ہے دین اسلام سے ساتھ ضرورت شرعیہ کے اور البتہ وارد ہوا ہے کفر بیچ شرع کے ساتھ معنی انکار نعمتوں کے اور ترک شکر منعم کے اور قیام کے ساتھ حقوق اس کے کے جیسے کہ اس کی تقریر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ **یکفرن الاحسان ویکفرن العشیر** یعنی ناشکری کرتے ہیں احسان کی اور ناشکری کرتی ہیں خاوند کی اور یہ جو کہا **بار بھا احدھما** یعنی پھر آیا ساتھ گناہ اس کے ایک دونوں سے اور لازم اس کے اور حاصل یہ ہے کہ اگر مقول لہ یعنی جس کے حق میں کہا گیا کافر شرعی ہو تو کہنے والا سچا ہے اور مقول لہ اس کو لے جاتا ہے اور اگر کافر شرعی نہ ہو تو

الٹ پڑتا ہے طرف قائل کے گناہ اس قول کا اور اقتصار کیا ہے اس نے اس تاویل پر اور یہ جواب قریب تر ہے طرف انصاف کے اور البتہ روایت کی ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہ جب بندہ کسی چیز کو لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اس کے چڑھنے سے پہلے پھر زمین کی طرف اترتی ہے سو دائیں بائیں دوڑتی ہے سو اگر کوئی راہ نہ پائے تو رجوع کرتی ہے اس کی طرف جو لعنت کیا گیا اگر اس کے لائق ہو ورنہ لعنت کرنے والے پر الٹ پڑتی ہے۔ (فتح)

٥٥٨٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ.

٥٥٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فحش بکنے والے اور نہ بہت لعنت کرنے والے اور نہ بہت گالی دینے والے اور عتاب کے وقت کہتے کیا ہے اس کو اس کا ماتھا خاک آلود ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٥٥٨٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

٥٥٨٧۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا اس نے کہا اور نہیں واجب ہے آدمی پر نذر اس کی جس کا وہ مالک نہیں اور جو دنیا میں اپنی جان کو کسی چیز سے مارے گا تو قیامت کے دن اس کے ساتھ اس کو عذاب ہوگا اور جس نے کسی مسلمان کو لعنت کی تو وہ ویسے ہے جیسے اس کو قتل کیا اور جو عیب کرے کسی ایمان دار پر کفر کا تو وہ ویسے ہے جیسے اس کو قتل کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان والنذور میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور لیا جاتا ہے حکم اس چیز کا کہ متعلق ہے ساتھ تکفیر اس کی کے جو ایمان دار کو کافر کہے اس چیز سے کہ پہلے گزری اور یہ جو کہا کہ مسلمان کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے یعنی اس واسطے کہ جب اس نے اس کو لعنت کی تو گویا کہ اس نے بد دعا دی اس کو

ساتھ ہلاک کے۔ (فتح)

۵۵۸۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِيْ يَجِدُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ أَتُرٰى بِيْ بَأْسٌ أَمَجْنُوْنٌ أَنَا اذْهَبْ.

۵۵۸۸۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو مرد آپس میں لڑے تو ان میں سے ایک سخت غصہ ہوا یہاں تک کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں ایک بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس کو کہتا تو اس کا غصہ جاتا رہتا تو ایک مرد اس کی طرف چلا اور اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے خبر دی اور فرمایا کہ اللہ کی پناہ مانگ شیطان سے یعنی کہہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے تو اس نے کہا کیا تو گمان کرتا ہے کہ مجھ کو کوئی بیماری ہے یا میں دیوانہ ہوں چلا جا۔

فائدہ: یہ خطاب ہے اس مرد سے جس کو غصہ آیا تھا اس مرد کے واسطے جس نے اس کو پناہ مانگنے کا حکم کیا تھا یعنی چلا جا اپنے شغل میں اور بجا لا اس مامور کو اور وہ مرد کافر تھا یا منافق یا اس پر غصہ غالب ہوا یہاں تک کہ نکالا اس کو اعتدال سے اس طور سے کہ جھڑکا اس نے نصیحت کرنے والے کو ساتھ اس بد جواب کے اور بعض نے کہا کہ وہ گنوار تھا سخت مزاج والا اور گمان کیا اس نے کہ نہیں پناہ مانگتا شیطان سے مگر جس کو جنون ہو اور نہ جانا اس نے کہ غصہ شیطان کے شر سے ہے اسی واسطے نکالتا ہے اس کو اپنی صورت سے اور اچھا کر دکھلاتا ہے اس کے مال کے فاسد کرنے کو مانند کاٹنے کپڑے اس کے کے اور توڑ ڈالنے اس کے برتنوں کے یا بڑھنا اس پر جس نے اس کو غصہ ولایا اور مانند اس کی اس قسم سے کہ کرتا ہے اس کو جو حد اعتدال سے نکل جائے۔ (فتح)

۵۵۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ حَدَّثَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ

۵۵۸۹۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تا کہ لوگوں کو شب قدر کی خبر دیں سو دو مسلمان مردوں نے آپس میں جھگڑا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکلا تھا تا کہ تم شب قدر کی خبر دوں یعنی اس کی تعیین کی کہ فلانی رات ہے سو فلانے اور فلانے مرد نے آپس

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّإِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.

میں جھگڑا کیا اور البتہ شب قدر اٹھائی گئی یعنی میں اس کی تعیین کو بھول گیا ہوں اور امید ہے کہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہو سو تلاش کرو اس کو نویں رات میں اور ساتویں میں اور پانچویں یعنی بعد بیس راتوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں قول حضرت ﷺ کا ہے کہ دو مردوں نے آپس میں تنازع کیا اور تنازع اکثر اوقات پہنچاتا ہے طرف گالی دینے کی آپس میں۔ (فتح)

۵۵۹۰۔ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ هُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلٰى غُلَامِهِ بُرْدًا فَقُلْتُ لَوْ أَخَذْتَ هٰذَا فَلَبِسْتَهُ كَانَتْ حُلَّةً وَّأَعْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ وَّكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ أَسَابَبْتَ فُلَانًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ قُلْتُ عَلٰى حِيْنِ سَاعَتِيْ هٰذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ قَالَ نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ.

۵۵۹۰۔ حضرت معرور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذرغفاری رضی اللہ عنہ پر چادر دیکھی اور ان کے غلام پر بھی چادر دیکھی تو میں نے کہا کہ اگر تو اس کو لے کر پہنے تو جوڑا ہو جائے اور اس کو اور کپڑا دے تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اور ایک مرد یعنی بلال رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی اور اس کی ماں عجمی تھی یعنی غیر عربی سو میں نے اس کو ماں کی گالی دی یعنی میں نے اس سے کہا لونڈی کا جنا سو اس نے مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس ذکر کیا حضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا تو نے فلانے کو گالی دی؟ میں نے کہا: ہاں، فرمایا کیا تو نے اس کی ماں کی اہانت کی؟ میں نے کہا: ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک تو ایسا مرد ہے کہ تجھ میں جاہلیت کی خو بو ہے میں نے کہا میری اس گھڑی میں بڑھاپے سے یعنی کیا مجھ میں جہالت ہے اور حالانکہ میں بہت بوڑھا ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں، تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور تمہارے خدمت گار ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ کے نیچے ڈالا ہے یعنی ان کا مالک کیا ہے سو جس کا بھائی اللہ نے اس کے زیردست کیا ہو تو چاہیے کہ اس کو کھلائے جو آپ کھاتا ہو اور چاہیے کہ اس کو پہنائے جو آپ پہنتا ہو اور اس کو ایسا بھاری کام نہ بتلائے جو اس کو دبا ڈالے اور اگر اس کو ایسا

کام بتلائے جو اس کو دبا ڈالے تو خود بھی اس کی مدد کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور یہ کہ مرد مذکور وہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں جو مؤذن تھے اور جاہلیت سے وہ زمانہ مراد ہے جو اسلام سے پہلے تھا اور احتمال ہے کہ مراد اس کی اس جگہ جہالت ہو یعنی تجھ میں جہالت ہے اور مراد عبید سے غلام ہیں یا خادم تا کہ داخل ہو اس میں جو نہیں ہے غلامی میں ان میں سے اور لیا جاتا ہے اس سے مبالغہ بیچ ذم سب اور لعن کے اس واسطے کہ اس میں حقارت ہے مسلمان کی اور البتہ وارد ہوئی ہے شرع کہ مسلمان لوگ بڑے بڑے احکام میں سب برابر ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تفاضل حقیقی یعنی ایک دوسرے سے بزرگ ہونا ان کے درمیان ساتھ تقویٰ اور پرہیز گاری کے ہے سو شریف نسب والے کو نسب فائدہ نہیں دیتا جب کہ نہ ہو اہل تقویٰ سے اور نفع پاتا ہے خسیس نسب والا ساتھ تقویٰ کے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ کہ تم لوگوں میں بڑا بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تر پرہیز گار ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ وَمَا لَا يُرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے ذکر لوگوں کے سے یعنی ان کی اوصاف سے جیسے کہتے ہیں دراز قد والا اور پست قد والا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے ذوالیدین یعنی دو ہاتھ والا اور بیان اس چیز کا کہ نہیں ارادہ کیا جاتا اس سے عیب اور نقص مرد کا۔

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے واسطے بیان حکم القاب کے اور بیان اس چیز کے کہ نہیں چاہتا مرد یہ کہ موصوف کیا جائے ساتھ اس کے اس چیز سے کہ وہ اس میں ہے اور حاصل یہ ہے کہ اگر لقب پسند ہو اس کو جس کا وہ لقب ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہ ہو جو شرع میں منع ہے تو وہ لقب جائز ہے یا مستحب اور اگر وہ اس قسم سے ہو کہ اس کو خوش نہ لگتا ہو تو وہ حرام ہے یا مکروہ مگر یہ کہ معین ہو راہ طرف تعریف کرنے کے ساتھ اس کے جس جگہ اس کے ساتھ مشہور ہو اس کے اور اس کے سوائے اپنے غیر سے جدا نہ ہوتا ہو اسی واسطے بہت ذکر کیا ہے راویوں نے اعمش اور اعرج وغیرہ کو اور عارم اور غندر وغیرہ کو اور اصل اس میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جب کہ آپ نے ظہر کی نماز میں دو رکعتوں پر سلام کیا تو فرمایا کہ کیا ایسا ہی ہے، جیسا ذوالیدین کہتا ہے؟ اور البتہ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے باب میں اور نہیں ذکر کیا اس زیادتی کو اور جو بخاری رحمہ اللہ نے اس میں تفصیل کی ہے یہی مذہب ہے جمہور کا اور ایک قوم جدا ہوئی ہے سو انہوں نے اس میں تشدید کی یہاں تک کہ حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے اس نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں یہ کہ قول ہمارا حمید الطویل غیبت اس کی اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف جس جگہ ذکر کیا قصہ ذوالیدین کا اور اس میں ہے کہ ایک مرد تھا اس کے ہاتھ میں درازی تھی اور کہا ابن منیر نے یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ ایسے لقب کا

ذکر کرنا اگر بیان اور تمیز کے واسطے ہو تو جائز ہے اور اگر اس کی تنقیص کے واسطے ہو تو نہیں ہے جائز۔ (فتح)

۵۵۹۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتْ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ قَالُوا بَلْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ صَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ.

۵۵۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی پھر سلام کیا پھر ایک لکڑی کی طرف اُٹھ کھڑے ہوئے جو مسجد کی اگلی طرف میں پڑی تھی اور اس دن لوگوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے سو دونوں ڈرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کریں اور جلد باز لوگ مسجد سے نکلے سو انہوں نے کہا کہ کیا نماز چھوٹی کی گئی اور قوم میں ایک مرد تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذوالیدین بلاتے تھے سو اس نے کہا یا حضرت! کیا آپ بھول گئے یا نماز چھوٹی ہوگئی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں بھولا نہ نماز چھوٹی ہوئی اس نے کہا بلکہ آپ بھول گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے یعنی اور لوگوں نے کہا ہاں، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام کیا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدے اپنے کے یا اس سے درازتر پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر سجدہ کیا مثل سجدے اپنے کے یا درازتر اس سے پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

بَابُ الْغِيبَةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾

باب ہے بیچ بیان غیبت کے اور اللہ نے فرمایا اور نہ غیبت کرے کوئی تم میں سے کسی کی، رحیم تک۔

فائدہ: اسی طرح اکتفا کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے جو تصریح کرنے والی ہے ساتھ نہی کے غیبت سے اور نہیں ذکر کیا حکم اس کا جیسا کہ ذکر کیا ہے حکم چغلی کا بعد دو بابوں کے جہاں جزم کیا ہے اس نے کہ چغلی کبیرہ گناہ ہے اور البتہ اختلاف ہے غیبت کی تعریف میں اور اس کے حکم میں بہرحال تعریف اس کی سو کہا راغب نے کہ غیبت یہ ہے کہ آدمی دوسرے کا عیب ظاہر کرے بغیر حاجت کے طرف ذکر کرنے اس کے کے اور کہا غزالی نے کہ حد غیبت کی یہ

ہے کہ تو اپنے بھائی کو یاد کرے ساتھ اس طور کے کہ اس کو برا معلوم ہو اگر اس کو پہنچے اور کہا ابن اثیر نے غیبت یہ ہے کہ تو کسی آدمی کو اس کی پس پشت بدی سے یاد کرے اور اگر چہ وہ بدی اس میں موجود ہو اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے غیبت ذکر کرنا آدمی کا ہے غیر کو ساتھ اس چیز کے جو اس کو بری لگے برابر ہے کہ ہو یہ آدمی کے بدن میں یا اس کے دین میں یا اس کی دنیا میں یا اس کی جان میں یا اس کی پیدائش میں یا اس کی خو میں یا اس کی اولاد میں یا اس کی بیوی میں یا اس کے خادم میں یا اس کے کپڑے میں یا اس کی حرکت میں یا اس کی کشادہ پیشانی میں یا اس کی تنگ پیشانی میں یا سوائے اس کے جو متعلق ہے ساتھ اس کے اور برابر ہے کہ ذکر کیا ہو اس کو ساتھ لفظ کے یا اشارہ اور رمز کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور استعمال کیا ہے بہت فقہاء نے تعریض کو تضعیفوں میں مثل قول ان کے بعض آدمی جو علم کا دعویٰ کرتا ہے یا نیکوکاری کی طرف منسوب ہے اور مانند اس کی اس قسم سے کہ سامع اس کی مراد کو سمجھتا ہے تو یہ سب غیبت ہے اور تمسک کیا اس نے جس نے کہا کہ نہیں شرط ہے غیبت میں غیب ہونا شخص کا ساتھ حدیث مشہور کے جو مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا تم جانتے ہو کیا ہے غیبت؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی مسلمان کو یاد کرے جو اس کو برا لگے، اسی کا نام غیبت ہے، لوگوں نے کہا: بھلا فرمایئے تو اگر اس میں سچ مچ وہی بات موجود ہو جو میں کہتا ہوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیرے بھائی میں فی الحقیقت وہی بات ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں جو تو نے کہی تو تو نے اس پر بہتان باندھا سو اس میں یہ قید نہیں کہ وہ حاضر نہ ہو جس کی تو نے غیبت کی سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے فرق اس میں کہ یہ اس کے روبرو کہے یا اس کی پس پشت اور راجح تر خاص ہونا اس کا یہ ساتھ نہ موجود ہونے اس کے کے واسطے رعایت اشتقاق کے اور حکم کتابت اور اشارت کا ساتھ نیت کے اسی طرح ہے اور حدیث بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے صفت اس کی کے اور کفایت کرنے کے ساتھ اسم اس کے کے اوپر ذکر کرنے اس کے محل کے ہاں روبرو ایسا کرنا حرام ہے اس واسطے کہ وہ داخل ہے سب اور شتم میں اور بہر حال حکم اس کا سو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ غیبت یعنی گلہ کرنا اور چغلی دونوں حرام ہیں ساتھ اجماع مسلمانوں کے اور دلالت کی ہے حدیثوں نے اوپر اس کے اور ذکر کیا گیا ہے روضہ میں پیروی رافعی کے کہ غیبت صغیرے گناہوں میں سے ہے اور تعقب کیا ہے اس کا ایک جماعت نے اور نقل کیا ہے قرطبی نے اپنی تفسیر میں اجماع کو اس کے کبیرہ ہونے پر اس واسطے کہ تعریف کبیرے کی صادق ہے اس واسطے کہ کبیرہ وہ ہے کہ اس میں وعید شدید ثابت ہوئی ہو اور اس میں وعید ثابت ہو چکی ہے اور جب اس میں اجماع ثابت نہ ہوا تو اس میں تفصیل ہے سو جو ولی کی غیبت کرے یا کسی عالم کی تو وہ ویسا نہیں جس نے مجہول العدالۃ کی غیبت کی اور اُن حدیثوں سے جو غیبت کی حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو معراج ہوئی تو میں ایک قوم پر گزرا کہ ان کے

ناخن تانبے کے تھے ان سے اپنے منہ کو چھیلتے ہیں میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ لوگ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی آبرو میں زبان درازی کرتے ہیں، روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ہے کہ بہت برا بیاج زبان درازی کرنی ہے مسلمان کی آبرو میں ناحق روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور ایک حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ جو اپنے بھائی مسلمان کا گوشت دنیا میں کھائے تو اس کو قیامت میں قریب کیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا کہ اس کی لاش کو کھا جیسے تو نے اس کو دنیا میں زندہ کھایا سو اس کو کھائے گا اور تنگ ہوگا اور چیخ مارے گا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ آدمی کی غیبت سخت تر ہے مردار کے کھانے سے اور اسی طرح اور بھی بہت حدیثیں ہیں اور یہ وعید ان حدیثوں میں دلالت کرتی ہے کہ غیبت کبیرے گناہوں سے ہے لیکن قید کرنا اس کا بعض طریقوں میں ساتھ ناحق کے خارج کرتا ہے اس غیبت کو جو باحق ہو واسطے اس کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ غیبت ذکر کرنا آدمی کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے یعنی جو باحق ہو وہ غیبت نہیں۔ (فتح)

٥٥٩٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَأَمَّا هٰذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

٥٥٩٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے سو فرمایا کہ بیشک دونوں قبر والوں کو عذاب ہوتا ہے اور ان پر کسی مشکل کام میں عذاب نہیں ہوتا یہ تو اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور بہرحال یہ سو چغلی کے ساتھ آمد ورفت کیا کرتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تازہ چھڑی منگوائی اور اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا سو ایک ٹکڑا ایک قبر پر گاڑا اور ایک دوسری پر پھر فرمایا امید ہے کہ دونوں سے عذاب کی تخفیف ہو جب تک کہ یہ دونوں خشک نہ ہوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کسی مشکل کام میں یعنی چغل خوری سے اور پیشاب سے بچنا ایسے کام نہیں جو آدمی پر مشکل ہو اس سے بچنا دشوار ہو اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور نہیں ہے اس میں ذکر غیبت کا بلکہ اس میں ہے کہ وہ چغلی کے ساتھ چلتا تھا اور کہا ابن تین نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ غیبت کے اور ذکر کیا ہے چغلی کو اس واسطے کہ جامع دونوں کے درمیان ذکر کرنا اس چیز کا ہے جو منقول فیہ کو برا لگے پس پشت اور کہا کرمانی نے کہ غیبت ایک قسم ہے چغلی کی اس واسطے کہ اگر سنے منقول عنہ جو اس سے منقول ہوا تو البتہ غمگین کرے اس کو میں کہتا ہوں کہ چغلی کی بعض صورتوں میں غیبت بھی پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ذکر کرے اس کو پس پشت اس کے ساتھ

اس چیز کے کہ اس میں ہے جو اس کو بری لگے مقصود اس کا ساتھ اس کے افساد ہو سو احتمال ہے کہ ہو قصہ اس کا جس کو قبر میں عذاب ہوتا تھا اسی طرح اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں ساتھ لفظ غیبت کے صریح روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر آئے پس ذکر کی حدیث مانند حدیث باب کی اور اس میں ہے کہ ایک تو لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا اور روایت کی ہے احمد اور طبرانی نے ساتھ سند صحیح کے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے سو فرمایا کہ بیشک ان دونوں پر عذاب ہوتا ہے اور ان کو کسی مشکل کام میں عذاب نہیں ہوتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور نہیں عذاب ہوتا ہے ان کو مگر غیبت اور پیشاب میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر گزرے جس کو عذاب ہوتا تھا سو فرمایا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھایا کرتا تھا پھر ایک تازہ چھڑی منگوائی، الحدیث، اور لوگوں کا گوشت کھانا صادق آتا ہے چغلی اور غیبت پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ

قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ انصار کے محلوں میں بہتر محلہ

۵۵۹۳۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ.

۵۵۹۳۔ حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلہ بہتر ہے۔

فائدہ: یہ حدیث مناقب میں گزر چکی ہے اور بیچ وارد کرنے اس ترجمہ کے اس جگہ اشکال ہے اس واسطے کہ یہ بالکل غیبت نہیں مگر یہ کہ لیا جائے اس سے کہ برا جانتے ہیں اس کو جن پر فضیلت دی گئی سو مستثنیٰ ہو گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم قول سے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر کرے جو اس کو برا لگے اور ہو گا محل زجر کا جب کہ نہ مرتب ہو اس پر کوئی حکم شرعی اور بہر حال جس پر حکم شرعی مرتب ہو وہ غیبت میں داخل نہیں ہے اگرچہ برا جانے اس کو وہ جو جس سے بات کی گئی اور داخل ہے اس میں جو ذکر کیا جائے واسطے قصد نصیحت کے بیان غلطی اس شخص کے سے کہ ڈر ہو کہ اس کی تقلید کی جائے یا مغرور ہو ساتھ اس کے کوئی کسی امر میں سو نہیں داخل ہے ذکر اس کا ساتھ اس چیز کے کہ برا جانے اس سے غیبت حرام میں اور اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو باب باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد اور کہا ابن تین نے کہ ابو اُسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلیل ہے اوپر جواز متفاضلہ کے درمیان لوگوں کے یعنی ایک کو دوسرے پر فضیلت دینی جائز ہے واسطے اس کے جو ان کے احوال کو جانتا ہو تا کہ تنبیہ کرے اوپر فضیلت فاضل کے اور جو نہیں ملحق ہے ساتھ درجے اس کے کی فضیلت میں پس بجا لائے حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اتارو لوگوں کو اپنی اپنی جگہوں میں

یعنی جس درجے کا آدمی ہو اسی کے موافق اس کی خاطر داری چاہیے اور نہیں ہے یہ غیبت۔(فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ

جو جائز ہے غیبت کرنا فساد اور تہمت والوں کی

٥٥٩٤۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ أَوِ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ الَّذِيْ قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ قَالَ أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَآءَ فُحْشِهٖ.

۵۵۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آنے کی اجازت دو برا بھائی ہے اپنی قوم کا یا فرمایا کہ برا بیٹا ہے اپنی قوم کا سو جب وہ اندر آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے نرم کلام کیا یعنی حضرت ﷺ نے اس سے خوش خلقی کی میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کے حق میں کہا جو کہا پھر آپ نے اس سے نرم کلام کیا فرمایا: اے عائشہ! بدترین خلق سے اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے کہ لوگ اس کا ملنا چھوڑ دیں اس کی بدگوئی اور زبان درازی کے سبب سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے، اور البتہ نزاع کی گئی ہے اس کی غیبت ہونے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نصیحت ہے تا کہ ڈرے سننے والا اور حضرت ﷺ نے یہ بات اس کے روبرو نہ کہی واسطے خوش خلقی اپنی کے اور اگر یہ اس کے روبرو کہتے تو البتہ خوب ہوتا لیکن حاصل ہوا قصہ بغیر روبرو ہونے کے اور جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ صورت غیبت کی اس میں موجود ہے اگرچہ نہیں شامل ہے اس غیبت کو جو شرع میں مذموم ہے اور اس کی غایت یہ ہے کہ تعریف غیبت کی جو اول مذکور ہے وہ لغوی ہے اور جب مستثنیٰ کیا جائے اس سے جو مذکور ہوا تو یہ اس کی شرعی تعریف ہوگی اور یہ جو فرمایا کہ بیشک بدتر لوگوں میں الخ تو یہ از سر نو کلام ہے مانند تعلیل کے واسطے ترک مواجہت اس کی کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے پس پشت ذکر کی اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ جو کوئی فسق اور شر کو کھلم کھلا کرنے والا ہو اس کی غیبت کرنا مذموم نہیں جو ذکر کیا جائے اس سے اس کے پیچھے سے کہا علماء نے کہ جائز ہے غیبت کرنا ہر غرض میں جو صحیح ہو شرعا جس جگہ کہ متعین ہو راہ پہنچنے کی طرف اس کے ساتھ اس کی مانند ظلم ہونے کے اور مدد چاہنے کے اوپر تغیر کرنے منکر کے اور استفتاء کے اور محاکمہ کے اور ڈرانے کے بدی سے اور داخل ہے اس میں جرح کرنا راویوں اور شاہدوں کا اور خبردار کرنا بادشاہ کو ساتھ خصلت اس شخص کے کہ اس کے ہاتھ کے نیچے ہو اور مانند جواب مشورہ لینے کے نکاح میں یا کسی عقد میں عقود سے اور اسی طرح جو دیکھے کسی طالب علم کو کہ کسی بدعتی یا

فاسق عالم کی طرف آتا جاتا ہو اور اس پر خوف ہو کہ یہ بھی اس کی پیروی کرے گا تو اس کو اس کی غیبت کرنا جائز ہے تا کہ وہ اس کے پاس نہ جائے اور جن لوگوں کی غیبت جائز ہے ان میں سے ہے وہ شخص جو کھلم کھلا فسق اور ظلم اور بدعت کرتا ہو اور جو غیبت کی تعریف میں داخل ہے اور غیبت نہیں وہ چیز ہے جو باب ما یجوز من ذکر الناس میں گزر چکی ہے سو وہ بھی اس سے مستثنیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ النَّمِيمَةِ مِنَ الْكَبَآئِرِ

چغلی کرنا کبیرے گناہوں سے ہے

۵۵۹۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيْرٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا وَكِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

۵۵۹۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے کسی باغ سے نکلے سو دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہوتا تھا سو فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور ان کو کسی مشکل کام میں عذاب نہیں ہوتا اور البتہ وہ کبیرہ گناہ ہے ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کے ساتھ آمد و رفت کیا کرتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹہنی منگوائی سو اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا سو ایک ٹکڑا ایک قبر پر گاڑا اور ایک ٹکڑا دوسری قبر پر اور فرمایا امید ہے کہ ان سے عذاب کی تخفیف ہو جب تک یہ خشک نہ ہوں۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے سیاق میں کہ البتہ وہ کبیرہ ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ساتھ اس لفظ کے اور دوسرا لوگوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتا تھا اور ان کے درمیان چغلی کے ساتھ آمد و رفت کیا کرتا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ

جو مکروہ ہے چغلی سے

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف کہ بعض قول جو منقول ہو اوپر جہت فساد کے جائز ہے جب کہ ہو مقول فیہ کافر مثلا جیسے کہ جائز ہے جاسوسی کرنی کفار کے شہروں میں اور نقل کرنا اس چیز کا جو ان کو ضرر کرے۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ ﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ﴾ ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ وَيَعِيْبُ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہماز چغلی کے ساتھ آمد و رفت کرنے والا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خرابی ہے واسطے

وَاحِدٌ.

ہر چغل خور عیب جو کے۔

فائدہ: اور نقل کیا ہے ابن تین نے کہ لمز عیب کرنا ہے روبرو اور ہمز کے معنی ہیں عیب کرنا پس پشت اور یلمز کے معنی ہیں عیب کرتا ہے۔

۵۵۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ.

۵۵۹۶۔ حضرت ہمام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو کسی نے ان سے کہا کہ ایک مرد کلام کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف پہنچاتا ہے یعنی ان کی چغلی کرتا ہے یا لوگوں کی بات ان کے آگے ذکر کرتا ہے سو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں جائے گا بہشت میں چغل خور۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ تمام وہ ہے جو بات کو دیکھ کر نقل کرے اور قتات وہ ہے جو سن کر کرے اور کہا غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لائق ہے اس کے واسطے جس کی طرف چغلی اٹھائی جائے یہ کہ چغل خور کی بات کو سچ نہ مانے اور جس کی چغلی کی گئی اس پر اس بات کا گمان نہ کرے جو اس سے چغل خور نے نقل کی کہ یہ بات اس نے کہی ہو اور اس کی تحقیق کے درپے نہ ہو اور یہ کہ اس کو چغلی سے منع کرے اور اس کے فعل کو برا جانے اور اس سے عداوت رکھے اگر وہ اس سے باز نہ آئے اور نہ راضی ہو واسطے نفس اپنے کے جس سے چغل خور کو منع کیا اس نے سو چغلی پر چغلی کرے اور چغل خور ہو جائے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہ سب حکم اس وقت ہے جب کہ نہ ہو نقل میں کوئی مصلحت شرعی نہیں تو مستحب ہے یا واجب جیسے کہ کسی شخص کو کسی کے حال پر اطلاع ہو یہ کہ وہ چاہتا ہے کہ کسی پر ظلم کرے سو اس کو ڈرائے یعنی کہے کہ فلانا شخص تجھ کو ایذا دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اسی طرح جو خبر دے امام کو یا بادشاہ کو مثلا اس کے نائب کی خصلت سے سو یہ منع نہیں اور کہا غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نمیمہ اصل میں نقل کرنا قول کا ہے طرف مقول فیہ کی اور نہیں اختصاص ہے اس کے واسطے ساتھ اس کے بلکہ ضابطہ اس کا یہ ہے کہ وہ کشف کرنا ہے اس چیز کا جس کا کشف کرنا برا ہے برابر ہے کہ برا جانے اس کو منقول عنہ یا منقول الیہ یا غیر ان کا اور برابر ہے کہ منقول قول ہو یا فعل اور برابر ہے کہ عیب ہو یا نہ اور اختلاف ہے چغلی اور غیبت میں کہ دونوں ایک ہیں یا جدا یا جدا راجح یہ ہے کہ دونوں جدا جدا ہیں اور ان کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ چغلی نقل کرنا حال کسی شخص کا ہے واسطے غیر اس کے کے بطور فساد اور فتنہ انگیزی کے بغیر اس کی رضا مندی کے برابر ہے کہ وہ اس کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور غیبت ذکر کرنا اس کا ہے پس پشت اس کے ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس سے راضی نہ ہو یعنی چغلی میں فتنہ انگیزی کا قصد ہوتا ہے اور غیبت میں یہ شرط نہیں سو دونوں جدا جدا ہو گئیں اور بعض علماء نے غیبت میں یہ شرط

کی ہے کہ مقول فیہ غائب ہو، واللہ اعلم۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ بچو جھوٹی بات سے

فائدہ: اور غرض اس ترجمہ سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ جو بات منقول ہے چغلی میں جب کہ عام ہے جھوٹ اور سچ کو تو جھوٹ اس میں قبیح تر ہے۔

٥٥٩٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ قَالَ أَحْمَدُ أَفْهَمَنِيْ رَجُلٌ إِسْنَادَهٗ.

٥٥٩٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو روزے میں جھوٹی بات کہنا اور کرنا اور جہالت نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانے پینے چھوڑنے کی کچھ حاجت نہیں، کہا احمد نے کہ ایک مرد نے مجھ کو اس کی سند سمجھائی۔

فائدہ: یعنی روزہ رکھنے سے غرض یہ ہے کہ آدمی کا ظاہر اور باطن پاک ہو جب واہی تباہی قول وفعل کرتا رہا تو کھانے پینے کے چھوڑ دینے سے وہ غرض حاصل نہ ہوگی اور جہالت یعنی لوگوں کے ساتھ جھگڑنا اور بیہودہ گوئی کرنا کہا ابن تین نے کہ ظاہر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو روزے میں غیبت کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مذہب ہے بعض سلف کا اور جمہور کے نزدیک اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن حدیث کے معنی یہ ہیں کہ غیبت کبیرے گناہوں سے ہے اور یہ کہ اس کا گناہ نہیں پورا ہونے دیتا اس کے روزے کے اجر کو، میں نے کہا اور اس کے کلام میں مناقشہ ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث میں غیبت کا ذکر نہیں اور اس میں تو فقط قول زور ہے لیکن حکم اور تاویل اس سب میں وہ ہے جو اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں تو یہ مجاز ہے نہ قبول ہونے سے یعنی اس کا روزہ قبول نہیں ہوتا اور یہ جو احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک مرد نے مجھ کو اس کی سند سمجھائی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس نے ابن ابی ذئب سے حدیث سنی تو نہ یقین ہوا اس کو اس کی سند کا اپنے شیخ کے لفظ سے یعنی جس طرح اس نے اس حدیث کی سند ابن ابی ذئب سے سنی تھی سو ہو بہو اس کی سند اس کو یاد نہ رہی کچھ شک پڑا سو ایک مرد نے اس کو اس کی سند سمجھائی جو اس کے ساتھ اس مجلس میں حاضر تھا۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ ذِي الْوَجْهَيْنِ

جو چیز دو منہ والے کے حق میں آئی ہے

٥٥٩٨۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ

٥٥٩٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پاؤ گے سب لوگوں میں بدتر اللہ

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

کے نزدیک قیامت میں دو منہ والے کو جو آئے ان لوگوں کے پاس ایک منہ لے کر اور جائے ان لوگوں کے پاس دوسرا منہ لے کر۔

فائدہ: ایک روایت میں من کا حرف زیادہ ہے یعنی بدتر لوگوں میں سے ہے دو منہ والا اور جو روایت مطلق ہے وہ اس پر مقید ہے کہا قرطبی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دو منہ والا سب لوگوں سے بدتر ہے اس واسطے کہ اس کا حال منافق کا سا ہے اس واسطے کہ وہ آراستہ کرنے والا ہے اپنے آپ کو ساتھ باطل اور کذب کے داخل کرنے والا ہے فساد کو لوگوں میں کہا نووی رحمہ اللہ نے دو منہ والا وہ شخص ہے جو ہر گروہ کے پاس ان کی سی بات کہے جس سے وہ راضی ہوں اور ظاہر کرے کہ وہ انہیں میں سے ہے اور ان کے موافق ہے اور ان کے مخالفوں کے مخالف ہے اور اس کا فعل نفاق ہے اور محض کذب اور دغا اور حیلہ جوئی تا کہ دونوں گروہ کے راز پر واقف ہو اور یہ مداہنت ہے حرام اور بہر حال جس کا مقصود یہ ہو کہ دونوں گروہ کے درمیان صلح کرے تو یہ محمود اور خوب ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اس حدیث میں مذمت اس شخص کی ہے جو آراستہ کرے ہر گروہ کے واسطے عمل ان کا اور بد بیان کرے اس کو نزدیک دوسرے گروہ کے اور مذمت کرے ہر گروہ کے نزدیک دوسرے کی اور محمود اور بہتر یہ ہے کہ ہر گروہ کے پاس ایسی بات کرے جس میں دوسرے کی صلاح ہو اور عذر کرے ہر ایک کے واسطے دوسرے کی طرف سے اور نقل کرے اس کی طرف جو ہو سکے خوبی سے اور چھپائے بد بات کو اور تائید کرتی ہے اس فرق کی جو روایت کی اسماعیلی نے کہ دو منہ والا وہ شخص ہے جو ان لوگوں کے پاس ان کی بات لائے اور ان کے پاس ان کی بات لے جائے کہا ابن عبدالبر نے کہ حمل کیا ہے اس کو ایک جماعت نے ظاہر پر اور یہ اولیٰ ہے اور تاویل کی ہے اس کی ایک قوم نے کہ مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو اپنا عمل لوگوں کو دکھلائے سو لوگوں کو خشوع اور عاجزی دکھلائے اور ان کو وہم دلائے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے تا کہ اس کی تعظیم کریں اور وہ باطن میں اس کے برخلاف ہو اور اس کا یہی احتمال ہے اگر اقتصار کیا جائے حدیث کی ابتداء پر لیکن باقی حدیث اس تاویل کو رد کرتی ہے اور وہ قول اس کا ہے یاتی ھؤلاء بوجه وھؤلا بوجه اور روایت کی ابوداؤد نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دنیا میں دو منہ ہوں اس کے واسطے قیامت کے دن دو زبانیں ہوں گی آگ سے اور یہ لفظ شامل ہے اس کو جس کو ابن عبدالبر نے حکایت کیا ہے برخلاف حدیث باب کے کہ وہ تفسیر کرتی ہے کہ مراد وہ شخص ہے کہ دو گروہ کے درمیان آمد ورفت کرے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ

باب ہے جو خبر دے اپنے ساتھی کو ساتھ اس چیز کے جو

اس کے حق میں کہی جائے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی کہ مذموم خبر کے ناقلوں سے وہ شخص ہے جو فتنہ انگیزی کا ارادہ کرتا ہو اور بہر حال جو قصد کرتا ہو خیر خواہی کا اور کوشش کرتا ہو سچ کی اور پرہیز کرتا ہو ایذا سے تو وہ مذموم نہیں اور کم ہیں وہ لوگ جو فرق کرتے ہیں دونوں بابوں میں اور جو ڈرے کہ چغلی مباح اور غیر مباح کو نہیں پہچان سکے گا تو اس کے واسطے راہ سلامتی کی یہ ہے کہ اپنی زبان کو اس سے بند رکھے اور مطلق کسی کی چغلی نہ کرے۔ (فتح)

۵۵۹۹۔ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَاللّٰهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا وَجْهَ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۵۵۹۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال بانٹا تو ایک انصاری مرد نے (جس کا نام ذوالخویصرہ تھا) کہا قسم ہے اللہ کی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں یعنی اس میں انصاف نہیں ہوا سب کو برابر حصہ نہیں دیا سو میں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوا اور فرمایا کہ اللہ رحمت کرے موسیٰ علیہ السلام پر وہ تو اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا سو اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ، اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس ترجمہ سے یہ ہے کہ جائز ہے نقل کرنا یعنی چغلی کرنا بطور خیر خواہی کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اس کی نقل کرنے میں انکار نہ کیا بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منقول عنہ سے غضبناک ہوئے پھر حلیمی کی اس سے اور صبر کیا اس کی ایذا پر واسطے پیروی کرنے کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اور واسطے بجا لانے حکم اللہ تعالیٰ کے ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ یعنی اگلے پیغمبروں کی راہ کی پیروی کر۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ

جو مکروہ ہے مدح اور تعریف سے

فائدہ: یہ تفاعل ہے مدح سے یعنی مبالغہ کرنا مدح میں اور ممادحت مدح کرنی ایک کے واسطے دوسرے کی اور شاید اس نے باب باندھا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث صورتوں سے اس واسطے کہ وہ عام تر ہے اس سے کہ دونوں جانب سے ہو یا ایک جانب سے اور احتمال ہے کہ مراد تفاعل نہ ہو۔ (فتح)

۵۶۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّآءَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي

۵۶۰۰۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو سنا ایک مرد کی تعریف کرتا ہے اور اس کی تعریف میں زیادتی کرتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ

مُوْسٰى عَنْ أَبِىْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُثْنِيْ عَلٰى رَجُلٍ وَيُطْرِيْهِ فِى الْمِدْحَةِ فَقَالَ أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ.

تم نے ہلاک کر ڈالا یا یوں فرمایا کہ تم نے اس مرد کی پیٹھ کاٹ ڈالی۔

فائدہ: یعنی دوسرے شخص کے روبرو بے حد تعریف کرنا نہایت بد بات ہے کہ آدمی اپنی تعریف سن کر گھمنڈ میں آتا ہے اور آپ کو بہتر سمجھ کے تحصیل کمالات سے محروم رہتا ہے۔

۵۶۰۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِىْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ يَقُوْلُهُ مِرَارًا إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يُرٰى أَنَّهُ كَذٰلِكَ وَحَسِيْبُهُ اللّٰهُ وَلَا يُزَكِّىْ عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا قَالَ وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ وَيْلَكَ.

۵۶۰۱۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد کا ذکر ہوا تو ایک شخص نے اس کی نیک تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار فرمایا اگر کوئی اپنے بھائی مسلمان کی ضرور تعریف کرنا چاہے تو یوں کہے کہ میں فلانے کو گمان کرتا ہوں ایسا ہے اور ایسا اگر گمان کرتا ہو کہ وہ سچ مچ اسی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے حساب لینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے روبرو کسی کے بے عیب نہ کہے اور کہا وہیب نے خالد سے ویلک بدلے ویحک کے۔

فائدہ: یہ جو کہا اللہ اس سے حساب لینے والا ہے یعنی کافی ہے اس کے حساب لینے میں اور احتمال ہے کہ فعیل ہو حساب سے یعنی حساب کرنے والا ہے اس کے عمل پر کہ اس کی حقیقت کو جانتا ہے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ چاہیے کہ کہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فلانا ایسا ہے اگر گمان کرتا ہوں کہ سچ مچ ویسا ہے اور اللہ اس کے بھید کو جانتا ہے اس واسطے کہ وہی اس کو بدلا دے گا اور یہ نہ کہے کہ میں یقین کرتا ہوں، کہا ابن بطال نے حاصل نہی کا یہ ہے کہ جو کسی کی بے حد تعریف کرے جو اس میں نہ ہو تو ممدوح اپنی تعریف سن کر خود پسندی اور غرور میں آ کر اپنے آپ کو بہتر جانے گا، پس اکثر اوقات اپنے عمل کو ضائع کرے گا اور اس پر بھروسہ کر کے زیادہ نیکی کرنے اور تحصیل کمالات سے محروم رہے گا اور اسی واسطے علماء نے دوسری حدیث میں تاویل کی ہے کہ مدح کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو کہ مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کے روبرو جھوٹی تعریف کرے اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ مدح ذبح کرنا ہے اور بہر حال جو تعریف کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہو تو نہیں داخل ہے نہی میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدح کیے گئے شعر اور خطبے اور

مخاطبت میں اور تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی نہ ڈالی اور بہر حال جس حدیث کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے یعنی مدح کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو تو روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور علماء کے واسطے اس کی تاویل میں پانچ قول ہیں ایک حمل کرنا اس کا اس کے ظاہر پر ہے یعنی اس کے منہ میں سچ مچ مٹی ڈالنا اور دوسرا ناامید اور خالی ہاتھ پھرنا، تیسرا یہ کہ اس سے کہو کہ تیرے منہ میں خاک اور عرب کے لوگ استعمال کرتے ہیں اس لفظ کو اس کے واسطے جس کی بات کو برا جانیں، چوتھا یہ کہ یہ ممدوح کے ساتھ متعلق ہے کہ خاک لے کر اپنے آگے ڈالی کہ اس کے ساتھ یاد کرے کہ اس کا ٹھکانہ اس کی طرف ہے سو نہ گھمنڈ کرے ساتھ اس مدح کے جو اس نے سنی، پانچواں مراد مٹی ڈالنے سے مادح کے منہ میں یہ ہے کہ اس کو دے جو اس نے مانگا اس واسطے کہ جو چیز کہ مٹی پر ہے وہ سب مٹی ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بہر حال اثر عمر کا سو روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور احمد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بچو باہم مدح کرنے سے اس واسطے کہ وہ ذبح کرنا ہے اور اس روایت کی طرف رمز کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور بہر حال وہ چیز کہ مدح کی جائے ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو ارشاد کیا مادح کو طرف اس چیز کی کہ اس سے جائز ہے ساتھ قول اپنے کے کہ تم میری بے حد تعریف نہ کیا کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بے حد تعریف کی اور اس کا بیان احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور البتہ ضبط کیا ہے علماء نے مبالغہ جائز کو مبالغہ منع سے ساتھ اس کے کہ جائز مبالغہ کے ساتھ شرط ہوتی ہے یا تقریب اور جو اس کے برخلاف ہے وہ منع ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے جو آیا ہے نبی معصوم سے کہ وہ نہیں محتاج ہے طرف کسی قید کی مانند ان الفاظ کے کہ وصف کیا ساتھ ان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا کہ خوب بندہ ہے عبداللہ اور سوائے اس کے اور کہا غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء میں کہ آفت مدح کی مادح میں یہ ہے کہ کبھی وہ جھوٹ بولتا ہے اور دکھلاتا ہے ممدوح کو ساتھ مدح اس کی کے خاص کر جب کہ ہو ممدوح فاسق یا ظالم سو البتہ آیا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جب فاسق کی مدح کی جائے تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابو یعلی نے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور کبھی کہتا ہے جو اس کے نزدیک نہیں اس قسم سے کہ نہیں ہے راہ طرف اطلاع پانے کی اوپر اس کے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فلانا ایسا ہے اور یہ مانند قول اس کے ہے کہ وہ متقی ہے زاہد ہے برخلاف اس کے کہ کہے کہ میں نے اس کو دیکھا نماز پڑھتے یا حج کرتے یا زکوٰۃ دیتے اس واسطے کہ اس پر اطلاع ممکن ہے لیکن بچے آفت سے ممدوح پر اس واسطے کہ نہیں امن میں ہے اس سے کہ پیدا کرے اس میں مدح گھمنڈ اور خود پسندی کو یا اس پر تکیہ کر کے عمل چھوڑ دے اس واسطے کہ عمل پر ہمیشہ وہی شخص قائم رہتا ہے جو اپنے آپ کو قصور وار گنے سو اگر سالم ہو مدح ان امروں سے تو نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے اور اکثر اوقات مستحب ہوتی ہے

اور کہا ابن عیینہ نے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس کو مدح ضرر نہیں کرتی اور کہا بعض سلف نے کہ جب کسی کی روبرو تعریف کی جائے تو چاہیے کہ کہے الٰہی! مجھ کو بخش دے جو نہیں جانتے اور نہ مؤاخذہ کر مجھ پر اس چیز کا جو کہتے ہیں اور کر مجھ کو بہتر اس سے جو کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ اَثْنٰی عَلٰی أَخِيْهِ بِمَا يَعْلَمُ

جو تعریف کرے کسی شخص کی ساتھ اس چیز کے کہ جانتا ہو

فائدہ: یعنی پس وہ جائز ہے اور مستثنیٰ ہے پہلے تعریف سے جو گزرے اور ضابطہ یہ ہے کہ نہ ہو مدح میں زیادتی اور ممدوح پر خود پسندی اور تکبر کا ڈر جیسا کہ پہلے گزرا۔

وَقَالَ سَعْدٌ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ.

یعنی اور کہا سعد رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسی کے واسطے کہا ہو جو زمین پر چلتا ہو کہ وہ بہشتیوں میں سے ہے مگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے واسطے۔

فائدہ: یہ حدیث مناقب میں گزر چکی ہے۔

٥٦٠٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ إِزَارِيْ يَسْقُطُ مِنْ أَحَدِ شِقَّيْهِ قَالَ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ.

٥٦٠٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تہ بند کو جو ذکر کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میرا تہ بند ایک طرف گر پڑتا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نہیں ان لوگوں میں سے جو ازراہِ تکبر کے چھوڑتے ہیں اور یہ قول منجملہ مدح کے ہے لیکن چونکہ وہ محض سچ تھا اور ممدوح پر خود پسندی اور تکبر کا خوف نہ تھا تو مدح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اور نہیں داخل ہے یہ منع میں اور منجملہ اس کے ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ شیطان تجھ کو کسی راہ میں نہیں ملا مگر کہ وہ راہ چھوڑ کر اور راہ میں چلا گیا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾

اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ عدل اور احسان کے

فائدہ: اور روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں قرآن میں کوئی آیت جو جامع ہو حلال اور حرام کو اور امر اور نہی کو اس آیت سے کہ بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ عدل اور احسان کے اور دینے

قرابت والوں کے۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ ﴿إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَى أَنفُسِكُمْ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہاری سرکشی تمہاری جان پر ہے

فائدہ: یعنی سرکشی کا گناہ سرکشی کرنے والے پر ہے یا دنیا میں اس کو اس کی سزا ملے گی یا آخرت میں۔

﴿ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس پر سرکشی کی جائے اس کو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا

فائدہ: اصل تلاوت ثم بغی علیہ ہے کہا راغب نے اصل بغی بڑھ جانا ہے حد متوسط سے سو اس میں سے بعض قسم محمود ہے اور بعض مذموم ہے پس محمود بڑھ جانا ہے عدل میں کہ وہ لانا ہے مامور کو بغیر زیادتی اور نقصان اور اس میں سے ہے احسان اور وہ زیادتی ہے اوپر اس کے اور اس میں ہے زیادتی فرض پر ساتھ نفل کے جس کی اجازت دی گئی ہے اور مذموم بڑھ جانا ہے عدل سے طرف ظلم کی اور حق سے طرف باطل کی اور مباح سے طرف شبہ کی اور باوجود اس کے پس اکثر اطلاق بغی کا مذموم پر آتا ہے۔ (فتح)

وَتَرْكِ إِثَارَةِ الشَّرِّ عَلَى مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ

اور ترک کرنا فتنہ انگیزی کا اوپر مسلمان اور کافر کے

٥٦٠٣ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ يَعْنِي مَسْحُورًا قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ قَالَ وَفِيمَ قَالَ فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ

٥٦٠٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ایسا یعنی چند روز ٹھہرے آپ کی طرف خیال کیا جاتا تھا کہ اپنے گھر والوں سے صحبت کرتے ہیں اور حالانکہ صحبت نہیں کرتے تھے تو ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم چاہا یعنی میری دعا قبول ہوئی اور جادو کا حال بتلا دیا میرے پاس دو مرد آئے سو ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پیر کے پاس سو کہا اس نے جو میرے پیر کے پاس تھا اس سے جو میرے سر کے پاس تھا کیا حال ہے اس مرد کا؟ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا، اس نے جواب دیا کہ اس پر جادو کا اثر ہے اس نے کہا کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے کیا ہے، اس نے کہا کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ نر کھجور کے بالی

فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا كَأَنَّ رُؤُوْسَ نَخْلِهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ وَكَأَنَّ مَآئَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهَلَّا تَعْنِيْ تَنَشَّرْتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِيْ وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيْرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا قَالَتْ وَلَبِيْدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ حَلِيْفٌ لِيَهُوْدَ.

کے غلاف میں کنگھی اور السی کی تاروں میں رعوفہ کے نیچے ذی اروان کے کنویں میں سو حضرت ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہی ہے وہ کنواں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا اس کی کھجور کے درختوں کے سر جیسے شیطانوں کے سر اور اس کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کے نکالنے کا سو نکالا گیا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے کہا یا حضرت! آپ نے ظاہر کیوں نہ کیا یعنی تا کہ وہ جادو گر لوگوں میں رسوا ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تو شفا دی سو میں برا جانتا ہوں کہ لوگوں میں فساد اٹھاؤں اور ان میں فتنہ انگیزی کروں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور لبید ایک مرد تھا قبیلے بنی زریق سے ہم قسم یہود کا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ وجہ مطابقت آیات اور حدیث کے ساتھ ترجمہ باب کے یہ ہے کہ جب اللہ نے سرکشی سے منع کیا اور بتلا دیا کہ سرکشی کا ضرر باغی کی طرف راجع ہے اور ضامن ہوا مدد کا واسطے مظلوم کے تو مظلوم پر حق ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے جو اس نے اس کے ساتھ احسان کیا یعنی ظالم سے معاف کرنے اس سے بدلہ نہ لے سو حضرت ﷺ اس کو بجا لائے اور جس نے حضرت ﷺ پر جادو کیا تھا اس کو سزا نہ دی باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اس پر قادر تھے اور احتمال ہے کہ ہو مطابقت آیات اور حدیث کی ساتھ ترجمہ کے یہ کہ حضرت ﷺ نے جادو کو کنویں سے نہ نکالا واسطے خوف فتنہ انگیزی کے لوگوں میں سو چلے حضرت ﷺ راہ عدل کے اس میں کہ نہ حاصل ہو واسطے اس کے جس نے جادو کو استعمال نہ کیا ہوا اثر ضرر کے سے جو پیدا ہونے والا ہے سحر سے فتنہ فساد اور پہلے حضرت ﷺ راہ احسان کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سزا نہ دی اور اختلاف کیا ہے سلف نے کہ عدل اور احسان سے آیت میں کیا مراد ہے؟ سو بعض نے کہا کہ مراد عدل سے لا الہ الا اللہ ہے اور احسان سے مراد فرائض ہیں اور بعض نے کہا کہ عدل لا الہ الا اللہ ہے اور احسان سے مراد اخلاص ہے اور بعض نے کہا کہ مراد عدل سے فرائض ہیں اور مراد احسان سے نوافل اور بعض نے کہا کہ عدل سے مراد انصاف ہے اور احسان سے انعام اور بعض نے کہا کہ عدل بجا لانا ماموارت کا ہے اور احسان پرہیز کرنا ہے منع چیزوں سے اور بعض نے کہا کہ عدل خرچ کرنا حق کا ہے اور احسان ترک کرنا ظلم کا اور بعض نے کہا کہ عدل افعال میں ہے اور احسان اقوال میں اور کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ عدل بندے اور رب کے درمیان یہ ہے کہ اس کے حکموں کو بجا لائے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے بچے اور بندے اور اس کے نفس کے

درمیان یہ ہے کہ زیادہ بندگی کرے اور شہوات سے بچے اور اس کے اور غیر کے درمیان انصاف ہے اور کہا راغب نے کہ عدل مساوات ہے بدلے میں نیکی میں ہو یا بدی میں اور احسان مقابلہ کرنا خیر کا ساتھ اکثر کے اس سے اور مقابلہ کرنا شر کا ہے ساتھ ترک کرنے کے اسے یا کمتر کے اس سے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾.

جو منع ہے باہم حسد کرنے اور پشت دینے سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ پناہ مانگتا ہوں حاسد کی بدی سے جب حسد کرے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے طرف اس کی کہ نہی باہم حسد کرنے سے نہیں ہے بند درمیان واقع ہونے اس کے درمیان دو کے کے یا زیادہ کے بلکہ حسد مذموم ہے اور منع ہے اگرچہ ایک جانب سے واقع ہو اس واسطے کہ جب وہ مذموم ہے باوجود واقع ہونے اس کے کے ساتھ بدلے کے تو وہ باوجود افراد کے بطریق اولیٰ منع ہوگا۔ (فتح)

٥٦٠٤ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.

۵۶۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور لوگوں کی عیب جوئی نہ کرو اور آپس میں حسد نہ کرو اور آپس میں بغض اور عداوت نہ رکھو اور ایک دوسرے کو پشت دے کر نہ بیٹھو اور آپس میں بھائی بن جاؤ اے اللہ کے بندو!۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بچو ظن سے تو کہا خطابی نے کہ نہیں مراد ہے ترک کرنا عمل کا ساتھ ظن کے کہ متعلق ہیں ساتھ اس کے احکام غالبًا بلکہ مراد یہ ہے کہ ظن کو تحقیق نہ کرو جو مظنون بہ کو ضرر کرے اور اسی طرح جو واقع ہو دل میں بغیر دلیل کے اور یہ اس واسطے ہے کہ اوائل ظنون سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطرے ہیں نہیں ممکن ہے دفع کرنا ان کا اور اس کی تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کیا ہے میری امت کو جو ان کے دل میں خطرہ گزرے اور کہا قرطبی نے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ تہمت ہے جس کا کوئی سبب نہ ہو جیسے کوئی شخص کسی کو بدکاری کی تہمت دے بغیر اس کے کہ ظاہر ہوا اس پر جو اس کا تقاضا کرے اسی واسطے عطف کیا اس پر اس قول کو کہ لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈھو اور یہ اس واسطے کہ ایک شخص کو تہمت کا خطرہ گزر چکا ہے سو ارادہ کرتا ہے کہ اس کی تحقیق کرے اور اس کی بحث اور جستجو کرے اور سنے سو منع کیا گیا اس سے اور یہ حدیث موافق ہے اس آیت کے کہ بچو بہت ظن سے کہ بعض ظن گناہ ہے

اور نہ لوگوں کی عیب جوئی کرو اور نہ غیبت کرے کوئی کسی کی سو دلالت کی سیاق آیت نے اوپر امر کے ساتھ نگاہ رکھنے آبرو مسلمان کے نہایت نگاہ رکھنا واسطے مقدم ہونے نہی کے اس میں کریدنے سے ساتھ گمان کے سو اگر کہے گمان کرنے والا کہ میں بحث کرتا ہوں تا کہ تحقیق کروں تو اس سے کہا جائے گا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نہ عیب جوئی کرو اور اگر کہے کہ میں نے تحقیق کیا ہے بغیر جستجو کے تو اس سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ غیبت کرے کوئی کسی کی کہا عیاض نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے ایک قوم نے اس پر کہ اجتہاد اور قیاس کے ساتھ احکام میں عمل کرنا منع ہے اور حمل کیا ہے اس کو محققین نے اس ظن پر جو دلیل سے خالی ہو اور نہ مبنی ہو کسی اصول پر اور نہ تحقیق نظر پر اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل، میں کہتا ہوں کہ یہ باطل نہیں ہے اس واسطے کہ لفظ اس کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ ظن بڑی جھوٹی بات ہے باوجود اس کے کہ جھوٹ بولنا جان بوجھ کر جو بالکل کسی ظن کی طرف مستند نہ ہو سخت تر ہے اس کام سے کہ گمان کی طرف مستند ہو سو واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس کی کہ ظن منہی عنہ وہی ہے جو نہ مستند ہو طرف کسی چیز کی کہ جائز ہو اعتماد کرنا اوپر اس کے پس اعتماد کیا جائے اوپر اس کے اور ٹھہرایا جائے اصل اور جزم کیا جائے ساتھ اس کے ساتھ جزم کرنے والا کاذب ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کاذب سے اشر ہو گیا اس واسطے کہ کذب اصل میں قبیح جانا گیا ہے استغنا کیا گیا ہے اس کے ذمہ سے برخلاف اس کے کہ اس کا صاحب اپنے زعم میں استشہاد کرنے والا ہے طرف ایک چیز کی سو وصف کیا گیا ساتھ ہونے اس کے اشد کذب میں واسطے مبالغہ کے اس کے فہم میں اور نفرت دلانے کے اس سے اور واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس کی کہ مغرور ہونا اس کے ساتھ اکثر ہے محض جھوٹ سے واسطے پوشیدہ ہونے اس کے غالبًا اور واضح ہونے کذب محض کے اور تحسس اور تجسس دونوں کے ایک معنی ہیں اور بعض نے کہا کہ جیم کے ساتھ بحث ہے ان کے پردے کی باتوں سے اور ح کے ساتھ دوسرے کی بات کو کان لگا کر سننا اور بعض نے کہا کہ جیم کے ساتھ بحث کرنا ہے باطن امروں سے اور اکثر استعمال اس کا شر میں ہوتا ہے اور ساتھ ح کے بحث کرنا ہے اس چیز سے کہ پائی جائے ساتھ حاسہ آنکھ اور کان کے اور مستثنیٰ ہے اس نہی سے جو متعین ہو طریق طرف چھوڑانے کسی جان کے ہلاک سے جیسے مثلاً ثقہ خبر دے کہ فلانا فلانے کے ساتھ تنہا ہوا ہے تا کہ اس کو قتل کرے یا کسی عورت کے ساتھ کہ اس سے حرام کاری کرے تو جائز ہے اس صورت میں جستجو کرنا اور تحقیق کرنا واسطے اس خوف کے کہ پھر اس کا تدارک نہ ہو سکے اور یہ جو کہا کہ حسد نہ کرو تو حسد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت نہ دیکھ سکے اور چاہے کہ وہ نعمت اس کے مستحق سے جاتی رہے برابر ہے کہ اس میں کوشش کرے یا نہ سو اگر اس میں کوشش کرے تو باغی ہوگا اور اگر اس میں سعی نہ کی ورنہ اس کو ظاہر کیا اور نہ کوئی سبب پیدا کیا بیچ تاکید اسباب کراہت کے جس سے مسلمان منع کیا گیا ہے دوسرے مسلمان کے حق میں تو نظر کی جائے سو اگر اس کو اس سے عجز مانع ہوا اس طور پر کہ اگر قادر ہو تو کرے تو یہ گنہگار ہے اور اگر اس کو اس سے تقویٰ مانع

ہو تو معذور ہے اس واسطے کہ نہیں قادر ہے اوپر دفع کرنے خطروں کے جو دل میں گزرتے ہیں تو کفایت کرتا ہے اس کو اس کے مجاہدے میں یہ کہ نہ عمل کرے ساتھ ان خطروں کے اور نہ قصد کرے ان کے عمل پر اور البتہ روایت کی عبدالرزاق نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ کوئی مسلمان ان سے نہیں بچتا شگون بد لینا ار گمان اور حسد کہا گیا اور کیا ہے صورت رہائی کی یا حضرت! فرمایا کہ جب تو شگون بد لے تو نہ پھر آ اور جب تو کچھ گمان کرے تو نہ تحقیق کر اور جب حسد کرے تو لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈھ اور یہ جو کہا کہ ایک دسرے کو پشت نہ دو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے سے ملاقات اور سلام کلام ترک نہ کرو اور یہ جو کہا نہ بغض رکھو یعنی نہ استعمال کرو بغض کے اسباب کو اس واسطے کہ بغض نہیں کمایا جاتا ہے ابتدا میں اور بعض نے کہا کہ مراد نہی سے جو گمراہ کرنے والے ہیں چاہنے والے ہیں باہم بغض کو، میں کہتا ہوں بلکہ وہ عام تر ہے اس واسطے کہ استعمال کرنا خواہشوں کا ایک قسم اس سے اور درحقیقت تباغض کی یہ ہے کہ واقع ہو دو شخصوں میں اور کبھی اس کو بھی کہتے ہیں جو ایک جانب سے ہو اور مذموم اس سے وہ ہے جو ہو غیر اللہ میں اور اللہ تعالیٰ کے واسطے واجب ہے اور اس کے فاعل کو ثواب ملتا ہے واسطے تعظیم حق اللہ کے اگرچہ دونوں یا ایک اللہ کے نزدیک اہل سلامت سے ہوں جیسے کہ پہنچائے کسی کو اجتہاد طرف ایسے اعتقاد کے کہ آخرت کے مخالف ہو سو اس بنا پر اس سے بغض رکھے اور وہ اللہ کے نزدیک معذور ہے اور یہ جو کہا کہ باہم بھائی ہو جاؤ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! تو یہ جملہ مانند تعلیل کے ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری یعنی جب تم ان منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دو گے تو آپس میں بھائی ہو جاؤ گے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تم ان کو نہ چھوڑو گے تو باہم دشمن ہو جاؤ گے، اور کونوا اخوانا کے یہ معنی ہیں کہ کسب کرو وہ چیز ساتھ تم بھائی ہو جاؤ اس چیز سے کہ گزری اور سوائے اس کے کچھ اور امروں سے جو تقاضا کرتی ہیں نفی سے یا اثبات سے اور یہ جو کہا اے اللہ کے بندو! تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ تم اللہ کے بندے ہو سو تمہارا حق ہے کہ تم آپس میں بھائی ہو جاؤ اور کہا قرطبی نے معنی یہ ہیں کہ ہو جاؤ سگے بھائیوں کی طرح شفقت اور رحمت اور محبت اور سلوک اور باہم مدد کرنے میں اور خیر خواہی کرنے میں اور شاید قول اس کا دوسری روایت میں کما امر کم اللہ یعنی ساتھ ان کاموں کے جو پہلے مذکور ہیں کہ وہ جامع ہیں بھائی ہونے کے معانی کو اور نسبت ان کی طرف رسول کے اس واسطے ہے کہ وہ پہنچانے والے ہیں اللہ کی طرف سے کہا ابن عبدالبر نے کہ حدیث شامل ہے اس کو کہ حرام ہے بغض اور عداوت رکھنا مسلمان سے اور اعراض کرنا اس سے اور توڑنا اس کا بعد چھوڑنے کے اس سے بغیر گناہ شرعی کے اور یہ کہ حرام ہے حسد کرنا اس سے اوپر اس چیز کے کہ انعام کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اس پر اور یہ کہ معاملہ کرے اس سے جیسے نسبی بھائی سے معاملہ کرتا ہے اور نہ سوا رخ لے جائے اس کے عیبوں کی طرف اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان حاضر اور غائب کے اور کبھی مردہ بھی زندہ کے ساتھ اکثر ان کاموں میں شریک ہوتا ہے۔

تنبیہ: ایک روایت میں اس حدیث کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ذلیل کرے اور نہ اس کو حقیر جانے کفایت کرتا ہے مسلمان کو بدی سے یہ کہ دوسرے مسلمان کو حقیر جانے مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اور مال اور اس کی آبرو اور تقویٰ کا مقام یہ ہے یعنی سینہ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تمہارے بدنوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے لیکن تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (فتح)

٥٦٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

٥٦٠٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں بغض اور دشمنی نہ رکھو اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کو پشت دو اور بھائی ہو جاؤ اے اللہ تعالیٰ کے بندو اور نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے ملاقات اور سلام کلام چھوڑے تین دن سے زیادہ۔

بَابُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! بچو بہت بدگمانی سے کہ بعض گمان گناہ ہے۔

٥٦٠٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.

٥٦٠٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈھو اور نہ دم دے کر قیمت بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ آپس میں بغض عداوت رکھو اور نہ ایک دوسرے کو پشت دے کر بیٹھو اور بھائی ہو جاؤ اے اللہ کے بندو!۔

فائدہ: نجش یہ ہے کہ ایک چیز بکتی ہے ایک قیمت معین پر دوسرا آ کر قیمت زیادہ لگائے اور اس کا خریدنے کا ارادہ نہ ہوتا کہ دوسرا اس کو خریدے۔

بَابُ مَا يَكُونُ مِنَ الظَّنِّ

جو جائز ہے گمان سے

٥٦٠٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا قَالَ اللَّيْثُ كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ.

٥٦٠٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ فلانا اور فلانا پہچانتے ہوں ہمارے اس دین سے کچھ چیز یعنی جس پر ہم ہیں، کہا لیث نے کہ وہ دونوں مرد منافق تھے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهٰذَا وَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ دِيْنَنَا الَّذِيْ نَحْنُ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن میرے پاس اندر تشریف لائے سو فرمایا اے عائشہ! میں نہیں گمان کرتا کہ فلانا فلان ہمارے اس دین کو پہچانتے ہوں جس پر ہم ہیں۔

فائدہ: کہا داودی نے کہ تاویل لیث کی بعید ہے اور حضرت ﷺ نہیں پہچانتے تھے تمام منافقوں کو اور اس کے غیر نے کہا کہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اس واسطے کہ ترجمہ میں ثابت کرنا گمان کا ہے اور حدیث میں گمان کی نفی ہے اور جواب یہ ہے کہ نفی حدیث میں واسطے گمان نفی کے ہے نہ واسطے نفی گمان کے سو نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان ترجمہ کے اور حاصل ترجمہ کا یہ ہے کہ ایسا گمان جو اس حدیث میں واقع ہوا ہے یہ اس گمان کی قسم سے نہیں جو منع ہے اس واسطے کہ وہ بیچ مقام تحذیر کے ہے ایسے شخص سے جس کا حال ان دونوں مرد کی طرح ہو اور نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بدگمانی سے ہے ساتھ مسلمان کے جو اپنے دین اور اپنی آبرو میں سالم ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ہم کسی مرد کو عشاء کی نماز میں نہ پاتے تو اس کے ساتھ بدگمانی کرتے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ غیب ہوتا وہ مگر کسی بری چیز کے واسطے یا اس کے بدن میں یا اس کے دین میں۔ (فتح)

بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهٖ

پردہ پوشی کرنا ایمان دار کا اپنی جان پر یعنی اپنے عیب اور گناہ کو چھپانا

٥٦٠٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

٥٦٠٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری سب امت کے گناہ معاف ہوں گے مگر ان کے گناہ معاف نہیں ہوں گے جو اپنے چھپے گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں اور البتہ یہ بات بھی اظہار میں داخل ہے کہ بندہ رات کو کوئی کام کرے پھر اس کو صبح اس حالت میں

كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلَ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهٗ رَبُّهٗ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ.

ہو کہ اس کے رب نے اس کے گناہ کو چھپا ڈالا سو وہ شخص خود یوں کہے کہ اے فلانے میں نے تو رات کو ایسا ایسا کام کیا اس کے رب نے رات کو اس کے گناہ پر پردہ ڈالا اور وہ صبح کے وقت اللہ کے پردے کو کھولتا ہے۔

فائدہ: مجاہرون مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی جو اپنے چھپے گناہ کو ظاہر کرتے ہیں ان کے گناہ معاف نہیں ہوں گے اور کہا کرمانی نے حاصل کلام کا یہ ہے کہ ہر ایک آدمی کا امت سے گناہ معاف ہوگا مگر فاسق معلن کا یعنی جو اپنے گناہ کو ظاہر کرے اور مجاہر وہ شخص ہے جو اپنے گناہ کو ظاہر کرے اور کھولے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی سو بیان کرے اس کو آگے لوگوں کے اور البتہ ذکر کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو ظاہر کرے اپنے فسق یا بدعت کو تو جائز ہے ذکر اس کا ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر کیا اس نے اس کو سوائے اس چیز کے کہ نہ ظاہر کیا اس کو اور مجاہر اس حدیث میں تفاعل ہے اور جائز ہے کہ ایک جانب سے ہو اور احتمال ہے کہ مفاعلہ اپنے ظاہر پر ہو اور مراد وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے آگے اپنے گناہ بیان کرتے ہیں اور باقی حدیث پہلے احتمال کی تاکید کرتی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے پردہ پوشی کے امر میں حدیث جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر نہیں ہے اور وہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے مرفوع کہ بچو ان مکروہ چیزوں سے جس سے اللہ نے منع کیا ہے یعنی اللہ کی منع کردہ چیزوں سے اور گناہوں سے سو جو آلودہ ہو ساتھ کسی چیز کے ان سے تو چاہیے کہ پردہ پوشی کرے ساتھ پردے اللہ کے روایت کیا ہے اس کو حاکم نے کہا ابن بطال نے کہ گناہ کے ظاہر کرنے میں خفیف جاننا ہے اللہ کے اور اس کے رسول کے حق کو اور نیک مسلمانوں کے حق کو اور اس میں ایک قسم عداوت ہے ان کے واسطے اور پردہ کرنے میں سلامتی ہے ہلکا ہونے سے اس واسطے کہ گناہ گاروں کو ان کے گناہ ذلیل کرتے ہیں اور سلامتی ہے حد سے اگر اس میں جدا ہو اور تعزیر ہے اگر اس میں حد واجب نہ ہو اور جب محض اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہو تو وہ اکرم الاکرمین ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب سے آگے بڑھ گئی ہے اور اسی واسطے جب اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس کی پردہ پوشی کی تو آخرت میں بھی اس کو رسوا نہ کرے گا اور جو گناہ کو ظاہر کرتا ہے فوت ہوتے ہیں اس سے یہ سب امر اور ساتھ اس کے پہچانا جاتا ہے موقع وارد کرنے حدیث سرگوشی کا پیچھے اس حدیث کے اور البتہ مشکل جانی گئی ہے مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے کہ وہ عقد کیا گیا واسطے پردہ پوشی کرنے ایماندار کے اپنی جان پر اور حدیث میں پردہ پوشی اللہ کی ہے ایماندار پر اور جواب یہ ہے کہ حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ مذمت اس شخص کے جو اپنے گناہ کو ظاہر کرے پس یہ مستلزم ہے اس کی مدح کو جو پردہ پوشی کرے اور نیز اللہ کا پردہ کرنا مستلزم ہے واسطے پردہ پوشی ایمان دار کے اپنی جان پر سو جو قصد کرے گناہ کے ظاہر کرنے کا تو اس نے

اپنے رب کو غصہ دلایا سو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی نہیں کرتا اور جس نے قصد کیا ان کے چھپانے کا واسطے حیا کرنے کے اپنے رب سے اور لوگوں سے سو اللہ تعالیٰ اس پر احسان کرتا ہے کہ اس کا پردہ ڈھانکتا ہے اور بعض نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر کرنے اس حدیث کے اس ترجمہ میں طرف تقویت مذہب اپنے کے کہ افعال بندوں کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں۔ (فتح)

٥٦٠٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي النَّجْوٰى قَالَ يَدْنُوْ أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهٗ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ وَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ إِنِّيْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ.

٥٦٠٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے سرگوشی میں کہا کہ کوئی تم میں سے اپنے رب سے قریب ہوگا یعنی قیامت میں یہاں تک کہ اللہ اس پر اپنی رحمت کا پردہ ڈالے گا سو فرمائے گا کہ تو نے فلانا فلانا گناہ کیا تھا ؟ دو بار فرمائے گا بندہ مسلمان کہے گا ہاں! پھر فرمائے گا کہ تو نے فلانا فلانا گناہ کیا تھا؟ مسلمان کہے گا کہ ہاں کیا تھا یہاں تک کہ اس سے ان کے گناہ قبول کرائے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بیشک ہم نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے اور آج بھی ان کو تیرے لیے بخشیں ہیں۔

فائدہ: نجویٰ وہ ہے کہ کلام کرے ساتھ اس کے آدمی اپنے جی میں اس طور سے کہ فقط آپ ہی سنے کوئی غیر نہ سن سکے یا سنائے غیر کو پوشیدہ سوائے اس کے پاس والے کے اور مراد اس جگہ وہ سرگوشی ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کے ساتھ واقع ہوگی اور اس کو سرگوشی کہا واسطے مقابلے مخاطبہ کفار کے سامنے گواہوں کے اس جگہ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ تو اپنا فلانا فلانا گناہ پہچانتا ہے وہ کہے گا کہ ہاں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو اپنا نامہ اعمال پڑھ وہ اس کو پڑھے گا اور ہر گناہ کا اس سے اقرار کرائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ بندہ مسلمان دائیں بائیں دیکھے گا اللہ فرمائے گا کہ تجھ پر کوئی ڈر نہیں بیشک تو میری رحمت کے پردے میں ہے میرے سوا کسی کو تیرے گناہ پر خبر نہ ہوگی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بہر حال کافر جو فقط زبانی مسلمان تھے سو ان کو گواہوں یعنی پیغمبروں یا فرشتوں کے روبرو پکارا جائے گا کہ یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے تھے خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر یعنی جو حد سے بڑھ گئے بندگی کے بدلے نافرمانی کی کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں انعام ہے اللہ کا اپنے بندوں پر ساتھ چھپانے ان کے گناہوں کے قیامت میں اور یہ کہ جو اللہ تعالیٰ جس کے گناہوں کو ان میں سے چاہے گا بخش دے گا برخلاف اس شخص کے جو جاری کرتا ہے وعید کو ایمانداروں پر اس واسطے کہ اس حدیث میں اللہ کی پردہ پوشی سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا مگر کافروں اور منافقوں کے کہ وہی ہیں جن پر

قیامت کے دن گواہوں کے روبرو لعنت پکاری جائے گی میں کہتا ہوں اور البتہ بخاری نے اس کو معلوم کر لیا ہے سو وارد کیا ہے اس نے کتاب المظالم میں اس حدیث کو اور اس کے ساتھ ابو سعید کی حدیث کو کہ جب مسلمان لوگ آگ سے خلاصی پائیں گے تو روکے جائیں گے پل صراط پر جو بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے بدلہ پائیں گے ظلموں کا جو دنیا میں ان کے درمیان تھے یہاں تک کہ جب گناہوں سے پاک وصاف ہو جائیں گے تو ان کو بہشت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی ، الحدیث سو دلالت کی اس حدیث نے اس پر کہ مراد ساتھ گناہوں کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وہ گناہ ہیں جو بندے اور اس کے رب کے درمیان ہوں سوائے حقوق العباد کے سو حدیث تقاضا کرتی ہے کہ وہ محتاج ہیں طرف باہم بدلہ پانے کے اور شفاعت کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ بعض گنہگار مسلمان آگ میں عذاب کیے جائیں گے پھر شفاعت کے ساتھ آگ سے نکالے جائیں گے، **کما تقدم تقریرہ فی کتاب الایمان** سو مجموع ان حدیثوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ گنہگار مسلمان قیامت کے دن دو قسم ہوں گے ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کے گناہ ان کے اور ان کے رب کے درمیان ہوں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ قسم دو قسم پر ہے ایک قسم وہ ہے کہ اس کا گناہ دنیا میں چھپا رہا سو یہی لوگ ہیں جن کے گناہ اللہ قیامت میں چھپائے گا اور یہ ساتھ منطوق حدیث کے ہے اور ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کا گناہ ان کے اور بندوں کے درمیان ہوں سو یہ بھی دو قسم ہیں ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کی بدیاں ان کی نیکیوں سے بھاری ہوں گی سو یہ لوگ آگ میں ڈالے جائیں گے پھر شفاعت کے ساتھ اس سے نکالے جائیں گے اور ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی سو یہ لوگ نہیں داخل ہوں گے بہشت میں یہاں تک کہ پل صراط پر ایک دوسرے کا بدلہ لیا جائے گا اور نہیں واجب ہے اللہ پر کوئی چیز اور وہ اپنے بندوں میں کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْكِبْرِ — باب ہے بیچ بیان تکبر کے

فائدہ: کہا راغب نے کہ کبر اور تکبر اور استکبار کے معنی قریب قریب ہیں سو کبر وہ حالت ہے کہ خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے آدمی اپنی خود پسندی سے اور وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو غیر سے بڑا جانے اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اپنے رب پر تکبر کرے ساتھ اس طور کے کہ باز رہے قبول حق سے اور اعتقاد کرنے سے اس کے واسطے ساتھ توحید کے اور بندگی کے اور تکبر آتا ہے دو وجہ پر ایک یہ کہ نیک کام غیر کے نیک کاموں سے زائد ہوں اسی واسطے وصف کیا گیا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ساتھ متکبر کے دوسرا یہ کہ ہو تکلف کرنے والا اس کے واسطے ظاہر کرنے والا جو اس میں نہیں یعنی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ وصف اس میں پائی جاتی ہے اور حالانکہ وہ اس میں نہیں پائی جاتی اور یہ وصف عام لوگوں کی ہے اور متکبر مثل اس کی ہے اور تکبر استدعا کرتا ہے متکبر علیہ کو یعنی جس پر تکبر کیا جائے کہ اپنے آپ کو اس سے اوپر دیکھے سو جو تنہا پیدا ہو وہ معجب ہو سکتا ہے متکبر نہیں ہو سکتا۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ثَانِيَ عِطْفِهِ﴾ مُسْتَكْبِرٌ فِيْ نَفْسِهِ عِطْفُهُ رَقَبَتُهُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ثانی عطفہ کہ اس کے معنی ہیں تکبر کرنے والا اپنے نفس میں اور عطف کے معنی ہیں گردن یعنی اپنی گردن کو پھیرنے والا۔

٥٦١٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَيْسِيُّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَاعِفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ.

٥٦١٠۔ حضرت حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو بہشتی لوگ ہر غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے کیا نہ بتلاؤں میں تم کو دوزخی لوگ ہر اُجڈ موٹا حرام خور غرور والا۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ إِمَآءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَآءَتْ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ ایک لونڈی مدینے والوں کی لونڈیوں سے البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑتی تھی سو آپ کو لے جاتی جہاں چاہتی۔

فائدہ: اور مقصود ہاتھ پکڑنے سے لازم اس کا ہے اور وہ نرمی اور تابع ہونا ہے اور البتہ شامل ہے یہ حدیث کئی قسم مبالغہ پر تواضع سے اس واسطے کہ ذکر کیا اس نے عورت کو نہ مرد کو پھر لونڈی کو نہ آزاد کو پھر لفظ اما کو عام کیا کہ جو کوئی لونڈی ہو اور پھر ساتھ قول اپنے کے کہ جس جگہ چاہتی مکانوں سے اور تعبیر ساتھ پکڑنے ہاتھ کے اشارہ ہے طرف نہایت تصرف کے یہاں تک کہ اگر اس کو مدینے سے باہر حاجت ہوتی اور چاہتی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے سے باہر جائیں تو اس کے ساتھ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر زیادہ ہونے تواضع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پاک ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب قسم تکبر سے اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ ذم تکبر کے اور مدح تواضع کی حدیثیں ان میں صحیح تر وہ حدیث ہے جو روایت کی مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ جائے گا بہشت میں جس کے دل میں ذرہ کے برابر تکبر ہو سو عرض کیا گیا کہ ہر مرد چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور جوتا اچھا ہو، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکبر حق کو نہ قبول کرنا ہے اور لوگوں کو ناچیز جاننا اور روایت کی عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما

کی حدیث سے کہ تکبر سفہ ہے حق سے اور غمص ہے لوگوں سے سو کہا یا حضرت! کیا ہے وہ؟ فرمایا سفہ یہ ہے کہ تیرا کسی مرد پر حق ہو اور وہ منکر ہو جائے سو حکم کرے اس کو کوئی مرد ساتھ تقویٰ اللہ تعالیٰ کے اور وہ انکار کرے اور غمص یہ ہے کہ آئے ناک چڑھائے اور جب مسکینوں محتاجوں کو دیکھے تو ان پر سلام نہ کرے اور نہ ان کے پاس بیٹھے ان کو حقیر جان کر اور روایت کی ترمذی وغیرہ نے ثوبان کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ خالی ہو تکبر اور غلول اور قرض سے تو بہشت میں داخل ہوگا اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک درجہ تواضع کرے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ پہنچاتا ہے اس کو اعلیٰ علیین میں اور جو تکبر کرے اللہ پر ایک درجہ تو اللہ اس کو ایک درجہ پست کرتا ہے یہاں تک کہ ڈالتا ہے اس کو سب سے نیچے کے دوزخ میں اور حکایت کی ابن بطال نے طبری سے کہ مراد ساتھ تکبر کے ان حدیثوں میں کفر ہے ساتھ دلیل قول حضرت ﷺ کی حدیثوں میں اللہ پر اور نہیں انکار کیا جاتا ہے کہ ہو مراد کبر سے تکبر کرنا غیر اللہ پر لیکن وہ نہیں خارج ہے معنی اس چیز کے سے جو ہم نے کہے اس واسطے کہ جو اللہ تعالیٰ پر تکبر کرے وہ خلق کو زیادہ تر حقیر جانے گا اور روایت کی مسلم نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو وحی ہوئی کہ آپس میں تواضع کرو تا کہ کوئی کسی پر سرکشی نہ کرے اور حکم ساتھ تواضع کے نہی ہے تکبر سے اس واسطے کہ وہ اس کی ضد ہے اور وہ عام تر ہے کفر وغیرہ سے اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے اس کی تاویل میں مسلمان کے حق میں سو بعض نے کہا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں ساتھ ان لوگوں کے جو پہلے پہل ان میں داخل ہوں گے اور بعض نے کہا کہ بغیر سزا کے ان میں داخل نہیں ہوگا اور بعض نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ اس میں داخل نہ ہو لیکن کبھی اللہ اس کو معاف کر دے گا اور بعض نے کہا کہ یہ حدیث زجر اور تغلیظ پر محمول ہے اور اس کا ظاہر مراد نہیں یعنی یہ مراد نہیں کہ وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ بڑا اشد گناہ ہے آدمی کو لازم ہے کہ اس سے بچے اور کہا طیبی نے کہ مقام تقاضا کرتا ہے کہ حمل کیا جائے کبر کو اس شخص پر جو مرتکب باطل کا ہو اس واسطے کہ اگر استعمال کرنا زینت کا اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ظاہر کرنے کے واسطے ہو تو یہ جائز ہے یا مستحب اور اگر تکبر کے واسطے ہو جو نوبت پہنچائے طرف اس کی کہ حق کو قبول نہ کرے اور لوگوں کو حقیر جانے اور اللہ کی راہ سے بند کرے تو یہ برا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْهِجْرَةِ — باب ہے بیچ بیان ہجرت کے

فائدہ: ہجرت کے معنی ہیں دوسرے شخص کی ملاقات اور سلام کلام کو چھوڑ دینا اور دراصل اس کے معنی ہیں ترک کرنا قول سے ہو یا فعل سے اور وطن کا چھوڑنا مراد نہیں کہ اس کا حکم پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ (فتح)

۵۶۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْفُ بْنُ مَالِكِ

۵۶۱۱۔ حضرت عوف بن طفیل سے روایت ہے اور وہ بھتیجا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کا ماں کی طرف سے کہ کسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

بْنِ الطُّفَيْلِ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ وَهُوَ ابْنُ أَخِيْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّهَا أَنَّ عَائِشَةَ حُدِّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِيْ بَيْعٍ أَوْ عَطَآءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَهُوَ قَالَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ قَالَتْ هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَّا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا أُشَفِّعُ فِيْهِ أَبَدًا وَلَا أَتَحَنَّثُ إِلٰى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَهُمَا مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ وَقَالَ لَهُمَا أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِيْ فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِأَرْدِيَتِهِمَا حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَا السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَنَدْخُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ ادْخُلُوْا قَالُوْا كُلُّنَا قَالَتْ نَعَمْ ادْخُلُوْا كُلُّكُمْ وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِيْ وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ وَيَقُوْلَانِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بیان کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے) نے کہا ایک بیع میں یا بخشش میں جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی کہ بے شک باز رہے گی عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھروں کے بیچنے سے یا میں اس کو تصرف سے روک دوں گا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا اس نے یہ کہا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نظر مانی کہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کبھی کلام نہیں کروں گی سو جب جدائی دارز ہوئی تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سفارش چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس میں کبھی سفارش قبول نہیں کروں گی اور میں اپنی نذر میں حانث نہیں ہوں گی یعنی میں اپنی نذر نہیں توڑوں گی سو جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر جدائی دراز ہوئی تو اس نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن اسود رضی اللہ عنہ سے کلام کیا اور وہ دونوں قبیلے بنی زہرہ سے ہیں اور دونوں سے کہا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ البتہ تم مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر لے چلو اس واسطے کہ اس کو حلال نہیں کہ میری قرابت توڑنے کی نذر مانے سو مسور اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہما اس کو لے کر سامنے چلے اس حال میں کہ اپنی چادریں لپیٹے تھے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو کہا کہ سلام تجھ پر اور رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں کیا ہم اندر آئیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آؤ، انہوں نے کہا ہم سب آئیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں سب آؤ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہے سو جب اندر آئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ پردے میں داخل ہوا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے لگا سو شروع کیا اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسم دینا اور رونا اور شروع کیا مسور اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہما عائشہ کو قسم دیتے تھے

وَسَلَّمَ نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلٰى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا نَذْرَهَا وَتَبْكِيْ وَتَقُوْلُ إِنِّيْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ فِيْ نَذْرِهَا ذٰلِكَ أَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً وَّكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِيْ حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا.

مگر یہ کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کلام کریں اور اس کا عذر قبول کریں اور دونوں کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدائی سے منع کیا ہے جو تجھ کو معلوم ہے اور یہ کہ نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے سلام کلام چھوڑے تین دن سے زیادہ سو جب بہت کیا انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تذکرہ اور تحریج سے تو شروع کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یاد دلاتیں اور روتیں اور کہتیں کہ میں نے نذر مانی ہے اور نذر سخت ہے سو ہمیشہ رہے دونوں عرض کرتے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کلام کیا اور اپنی اس نذر میں چالیس لونڈی غلام آزاد کیے اور اس کے بعد اپنی نذر کو یاد کرتی تھیں اور روتی تھیں یہاں تک کہ ان کے آنسو سے ان کی اوڑھنی تر ہو جاتی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک گھر بیچا اس پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان سے ناراض ہوا تا کہ متروکہ چھوڑیں اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر میں لپیٹا ہوا تھا اور تذکرہ کے معنی ہیں یاد دلانا ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ فضیلت صلہ رحم کے اور معاف کرنے کے اور غصہ کھانے کے اور تحریج کے معنی ہیں واقع ہونا تنگی میں واسطے اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے کہ برادری سے قطع کرنا منع ہے اور یہ جو فرمایا کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑے تین دن سے زیادہ تو مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس جگہ یہ ہے کہ بیان کرے کہ عموم اس کا خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے جو اپنے بھائی سے کلام کرنا چھوڑے بغیر کسی سبب کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا علماء نے کہ حرام ہے کلام چھوڑنا مسلمانوں میں تین دن سے زیادہ ساتھ نص کے اور مباح ہے تین دنوں میں ساتھ مفہوم کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ معاف کیا گیا ہے اس واسطے کہ غصہ آدمی میں پیدائشی چیز ہے سو آسانی کی گئی ساتھ اس قدر کے تا کہ رجوع کرے اور یہ عارض زائل ہو اور مراد تین دن سمیت اپنی راتوں کی ہے سو اگر مثلاً جدائی ہفتے کے دن کی ظہر سے شروع ہو تو اس کی انتہا منگل کی ظہر تک ہو گی۔ (فتح)

٥٦١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

٥٦١٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آپس میں بغض عداوت رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کو پشت دے کر بیٹھو اور بھائی ہو جاؤ اے اللہ

لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.

کے بندو! اور نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑے تین دن سے زیادہ۔

فائدہ: ظاہر اس کا مباح ہونا ہے جدائی کا تین دن یعنی تین دن تک نہ کلام کرنا جائز ہے اور وہ از قسم نرمی کے ہے اس واسطے کہ آدمی کی طبع میں غصہ اور بدخوئی اور مانند اس کے پیدائشی چیز ہے اور غالبا وہ تین دن یا کم میں دور ہو جاتا ہے۔ (فتح)

٥٦١٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.

٥٦١٣ - حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے کسی مرد کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑے تین دن سے زیادہ سو دونوں ملیں سو یہ اس سے منہ پھیرے اور وہ اس سے منہ پھیرے اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے پھر اگر تین دن گزر جائیں اور ایک دوسرے سے ملے تو چاہیے کہ اس کو سلام کرے اور اگر دوسرا سلام کا جواب دے تو دونوں ثواب میں شریک ہوئے نہیں تو گنہگار ہوا اور یہ جو کہا کہ بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے تو کہا اکثر علماء نے کہ دور ہو جاتی ہے جدائی ساتھ مجرد سلام کے اور جواب اس کے سے اور کہا احمد نے نہیں بری ہوتا ہے جدائی سے مگر ساتھ پھرنے کے پہلی حالت کی طرف جس پر پہلے تھے اور نیز کہا کہ اگر کلام کا ترک کرنا اس کو ایذا دیتا ہو تو نہیں قطع ہوتی ہے جدائی ساتھ سلام کے اور کہا عیاض نے کہ اگر اس کی کلام سے الگ رہے تو اس کی گواہی اس پر قبول نہیں ہوتی نزدیک ہمارے اگرچہ اس کو سلام کرے اور بہرحال دور ہونا جدائی کا ساتھ سلام کرنے کے بعد ترک کرنے اس کے سے تین دنوں میں تو نہیں ہے منع اور استدلال کیا گیا ہے واسطے جمہور کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی طبرانی نے زید بن وہب کے طریق سے موقوف حدیث کے درمیان میں اور اس میں ہے اور اس کا رجوع یہ ہے کہ آئے اور اس کو سلام کرے اور یہ جو کہا اپنے بھائی سے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ نہیں حجت ہے بیچ قول اس کے کے لا یحل لمسلم اس شخص کے واسطے جو کہتا ہے کہ کفار نہیں مخاطب ہیں ساتھ فروعات شریعت کے اس واسطے کہ تقیید ساتھ مسلمان کے اس وجہ سے ہے کہ وہی ہے جو قبول کرتا ہے شرع کے حکم کو اور نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے اور بہرحال قید کرنا ساتھ بھائی کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ جائز ہے مسلمان کو کہ جدائی کرے کافر سے بغیر تقیید دن کے یعنی

جتنی مدت چاہے کافر سے جدائی کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان حدیثوں کے اس پر کہ جو اپنے بھائی مسلمان سے منہ پھیرے اور اس کے سلام کلام سے باز رہے تو وہ گنہگار ہوتا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ نفی حلت کی مستلزم ہے تحریم کو اور حرام کا مرتکب گنہگار ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے چھوڑنا کلام کا تین دن سے زیادہ مگر اس کے واسطے جو ڈرے اس کے کلام سے اس چیز سے کہ اس کے دین کو اس پر فاسد کرے یا داخل ہو اس سے ضرر اس کی جان یا دنیا پر سو اگر اسی طرح ہو تو جائز ہے اور اکثر جدائی بہتر ہوتی ہے موذی کی صحبت سے اور البتہ مشکل جانا گیا ہے بنا بر اس کے جو صادر ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں کہا ابن تین نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منعقد ہوتی ہے نذر جب کہ ہو اللہ کی فرمانبرداری میں جیسے کہے کہ میں نے نذر مانی کہ نماز پڑھوں گا یا بردہ آزاد کروں گے اور اگر ہو نذر حرام میں یا مکروہ میں یا مباح میں تو نہیں ہے نذر اور کلام کا نہ کرنا پہنچاتا ہے طرف جدائی کی اور وہ حرام ہے اور جواب دیا ہے طبری نے کہ حرام تو فقط سلام کا چھوڑنا ہے اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے صادر ہوا اس میں یہ نہیں کہ باز رہیں سلام کرنے سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر اور نہ سلام کے جواب سے جب کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو سلام کیا اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس کا اور صواب وہ ہے جو اس کے غیر نے جواب دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے امر کا مرتکب ہوا ہے اور وہ قول ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ البتہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو تصرف سے روک دوں گا اس واسطے کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی قدر کی تنقیص ہے اور منسوب کرنا اس کا ہے طرف ارتکاب اس چیز کی کہ نہیں جائز ہے بے جا اور خلاف شرع خرچ سے جو موجب ہے واسطے منع کرنے اس کے تصرف سے اس چیز میں جو اللہ نے اس کو رزق دیا ہے باوجود ہونے اس کے کے ام المؤمنین اور اس کی خالہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک جیسے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی قدر تھی ویسی اور کسی کی نہ تھی **كما تقدم التصريح به في المناقب** تو گویا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے واقع ہوا یہ ایک قسم کی نافرمانی ہے اور آدمی کو اپنے قرابتی سے ایک چیز بری لگتی ہے اور وہ چیز اس کو اجنبی سے بری نہیں لگتی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے مناسب جانا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ اس سے کلام کرنا چھوڑ دیا جائے جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرمایا ان کو سزا دی اس کی کہ وہ جنگ تبوک میں بغیر عذر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گئے اور ان کے سوائے اور منافقین جو پیچھے رہے تھے ان کے کلام سے منع نہ کیا واسطے بڑے ہونے مرتبے ان تینوں کے اور حقیر جاننے منافقوں کے اور اسی پر محمول ہے جو صادر ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ذکر کیا ہے خطابی رحمہ اللہ علیہ نے کہ جدا ہونا والد کا اپنی اولاد سے اور خاوند کا بیوی سے نہیں مقید ہے ساتھ تین دن کے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے ایک مہینہ جدا رہے اور اسی طرح ہے جو صادر ہوا اکثر سلف سے کہ انہوں نے ترک کلام کو جائز جانا باوجود اس کے کہ ان کو معلوم تھا کہ ترک کرنا کلام کا زیادہ تین دن سے منع ہے اور نہیں ہے مخفی کہ اس

جگہ دو مقام ہیں ایک اعلیٰ ہے اور ایک ادنیٰ اعلیٰ مقام یہ ہے کہ کسی قسم سے منہ نہ پھیرے بلکہ خرچ کرے سلام اور کلام کو اور پیدا کرے دوستی ہر طریق سے اور ادنیٰ مقام اقتصار کرنا ہے فقط سلام پر سوائے غیر اس کے کے اور وعید شدید تو صرف اس کے حق میں ہے جو ادنیٰ مقام کو چھوڑے اور بہرحال اعلیٰ مقام سو اگر کوئی اجنبی اس کو ترک کرے تو اس کو ملامت لاحق نہیں ہوتی برخلاف قرابتیوں کے کہ داخل ہے اس میں توڑنا ناتے کا اور اسی طرف اشارہ کیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کہ کہ نہیں حلال ہے اس کو توڑنا ناتے کا مجھ سے یعنی اگر میری جدائی سزا ہے میرے گناہ کی تو لازم ہے کہ اس کی کوئی مدت متعین ہو ورنہ اس پر ہمیشگی کرنا نوبت پہنچاتا ہے طرف قطع رحمی کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ معلوم تھا لیکن معارض ہوئی نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے نذر جو مانی اور جب واقع ہوا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے عذر اور سفارش تو راجح ہوا نزدیک ان کے چھوڑنا جدائی کا اور حاجت پڑی ان کو کفارہ دینے کی اس نذر سے جو مانی تھی ساتھ آزاد کرنے بردوں کے جن کا ذکر پہلے گزرا پھر اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا کو شک ہوتا تھا اس میں کہ کفارہ مذکور نے اُن سے کفایت نہ کی ہو سو ظاہر کرتی تھیں اس پر افسوس کو یعنی اس پر افسوس کرتی یا تو نادم ہونے کے واسطے اس پر جو صادر ہوا ان سے اصل نذر مذکور سے اور یا واسطے خوف کرنے کے نہ پورا کرنے نذور کی عاقبت سے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصٰى — جو جائز ہے ترک کلام سے واسطے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے

فائدہ: مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے بیان کرنا ہجران جائز کا ہے اس واسطے کہ عموم نہی کا مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جس کی جدائی کے واسطے کوئی سبب مشروع نہ ہو سو بیان ہوا یہاں سبب جو جائز کرنے والا ہے جدائی کو اور وہ اس شخص کے واسطے ہے جس سے اللہ کی نافرمانی صادر ہو سو جائز ہے واسطے اس کے جس کو اس پر اطلاع ہو ترک کرنا کلام کا اس سے تاکہ وہ اس سے باز آئے۔ (فتح)

وَقَالَ كَعْبٌ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا وَذَكَرَ خَمْسِينَ لَيْلَةً.

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب کہ وہ جنگ تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے پیچھے رہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہماری کلام سے منع کیا اور ذکر کیا پچاس راتوں کو۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا اور اس کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

٥٦١٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۵۶۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں پہچانتا ہوں تیرا ناراض ہونا اور تیرا راضی ہونا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے کہا یا حضرت! بھلا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ قَالَتْ قُلْتُ وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ بَلٰى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ لَسْتُ أُهَاجِرُ إِلَّا اسْمَكَ.

آپ اس کو کس طرح پہچانتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بات چیت میں یوں قسم کھاتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں محمد ﷺ کے رب کی اور اگر تو ناخوش ہوتی ہے تو یوں کہتی ہے قسم کھاتی ہوں میں ابراہیم علیہ السلام کے رب کی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں نے کہا ہاں! سچ ہے میں ناخوشی میں آپ کا نام زبان سے چھوڑ دیتی ہوں یعنی دل سے نہیں چھوڑتی۔

فائدہ: مراد دنیاوی ناخوشی ہے گھر بار کے معاملات میں معاذ اللہ دینی ناخوشی مراد نہیں جو ایمان میں خلل ڈالے سوکنوں کے سبب سے کبھی رنج آتا تھا سوکنوں کی غیرت یعنی جہل اور جلن عورتوں میں پیدائشی بات ہے اس پر شرع میں مؤاخذہ نہیں ہے اور اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے کہا مہلب نے غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ بیان کرے صفت اس جدائی کی جو جائز ہے اور یہ کہ وہ منقسم ہوتی ہے موافق قدر جزم کے سو جو نافرمانی کرنے والوں میں سے ہو وہ مستحق ہے اس کا کہ اس سے ترک کلام کے ساتھ جدائی کی جائے جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ہے اور جو ہو جدائی ناراضی سے درمیان گھر والوں اور بھائیوں کے تو جائز ہے جدائی کرنا اس میں ساتھ ترک کرنے نام کے مثلاً یا ساتھ ترک کرنے کشادہ پیشانی کے باوجود نہ چھوڑنے سلام اور کلام کے اور کہا کرمانی نے اور شاید مراد قیاس کرنا ہے اس شخص کی جدائی کو جو امر شرعی کے مخالف ہو اوپر چھوڑنے اسم اس شخص کے جو طبعی امر کے مخالف ہو اور کہا طبرانی نے کہ قصہ کعب رضی اللہ عنہ کا اصل ہے بیچ چھوڑنے سلام کلام کے نافرمانی کرنے والوں سے اور مشکل جانی گئی ہے یہ بات کہ فاسق اور بدعتی سے سلام کلام کا چھوڑنا جائز ہے اور نہیں مشروع ہے چھوڑنا کلام کا کافر سے باوجود اس کے کہ وہ جرم میں دونوں سے زیادہ ہے اس واسطے کہ وہ فی الجملہ اہل توحید میں سے ہیں اور جواب دیا ہے ابن بطال نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت احکام ہیں ان میں بھلائی ہے بندوں کی اور وہ دانا تر ہے ساتھ حال ان کے سے اور لازم ہے ان پر مان لینا اس کے حکم کو بیچ ان کے یعنی یہ تعبد ہے ان کے معنی معلوم نہیں اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے کہ ہجران کے دو مرتبے ہیں ایک دل سے چھوڑنا اور ایک زبان سے سو جدا ہونا کافر سے ساتھ دل کے ہے اور ساتھ ترک دوستی اور مدد کرنے کے خاص کر جب کہ کافر حربی ہو اور نہیں مشروع ہے جدائی اس کی ساتھ چھوڑنے کلام کے اس سے واسطے نہ باز رہنے اس کے کے ساتھ اس کے اپنے کفر سے برخلاف مسلمان گنہگار کے کہ وہ اکثر اوقات اس کے ساتھ اس سے باز آ جاتا ہے اور اس امر میں کافر اور گنہگار شریک ہیں کہ مشروع ہے ان سے کلام کرنا ساتھ بلانے کے طرف بندگی کے اور امر بالمعروف کے اور نہی کے منکر

سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کلام کا چھوڑنا ہے جو دوستی سے ہو، کہا عیاض نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معاف کیا گیا ناراض ہونا عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر باوجود اس کے کہ اس میں بڑا حرج ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ کرنا بڑا گناہ ہے اس واسطے کہ باعث اس کا غیرت ہے جو عورتوں میں پیدائشی چیز ہے اور وہ نہیں پیدا ہوتی ہے مگر نہایت محبت سے اور جب کہ غصہ بغض کو مستلزم نہیں تھا تو معاف کیا گیا اس واسطے کہ بغض ہی ہے جو نوبت پہنچاتا ہے طرف کفر کی یا گناہ کی اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں فقط آپ کے اسم کو چھوڑتی ہوں تو یہ قول اس کا دلالت کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھرا ہوا تھا۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَزُوْرُ صَاحِبَهٗ كُلَّ يَوْمٍ أَوْ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا

کیا ملاقات کرے اپنے ساتھی سے ہر روز یا صبح وشام کو؟

فائدہ: عشی اس وقت کو کہتے ہیں جو زوال سے عشاء تک ہے۔ (فتح)

٥٦١٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْهِمَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَّأْتِيْنَا فِيْهَا قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَا جَآءَ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَ إِنِّيْ قَدْ أُذِنَ لِيْ بِالْخُرُوْجِ.

٥٦١٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پایا میں نے ہوش سنبھل کے اپنے ماں باپ کو مگر اس حال میں کہ وہ دین اسلام کے تابعدار تھے یعنی میری ہوش سنبھلنے سے پہلے ہی مسلمان تھے اور کوئی دن ہم پر نہ گزرتا تھا مگر کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لاتے تھے دن کی دونوں طرف میں صبح کو اور شام کو سو جس حالت میں کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھے تھے دوپہر کی سخت گرمی میں کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تشریف لائے ایسے وقت میں جس میں ہمارے پاس نہ آیا کرتے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت میں مگر کوئی بڑا امر، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی۔

فائدہ: اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ساتھ اس کے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیوں نہیں جاتے تھے تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پاس آنے کے واسطے تکلیف اٹھانی نہ پڑتی اور حالانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آسکتے تھے اور جواب دیا ہے ابن تین نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس مجرد ملاقات کو نہیں آتے تھے بلکہ اس

چیز کے واسطے کہ زیادہ ہوتی نزدیک حضرت ﷺ کے علم الٰہی سے اور نہیں ظاہر ہوا میرے لیے یہ جواب اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو منع کرے اس بات کو کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس دن رات میں دو بار سے زیادہ آیا کرتے تھے اور احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ جب حضرت ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے تھے تو مشرکوں کی ایذا سے امن میں رہتے تھے برخلاف اس کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آتے اور احتمال ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گھر حضرت ﷺ کے گھر اور مسجد کے درمیان ہو سو جب حضرت ﷺ مسجد میں جاتے تو وہاں گزرتے اور مقصود مسجد کا جانا ہوتا اور اس کی پوری شرح ہجرت میں گزر چکی ہے اور شاید رمز کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ترجمہ کے اس طرف کہ یہ حدیث جو مشہور ہے زر غبا تزود حبا یعنی ملاقات کیا کر دو دوسرے دن محبت زیادہ ہو سو یہ حدیث ضعیف ہے اور یہ حدیث بہت طریقوں سے وارد ہوئی ہے کوئی طریق اس کا کلام سے خالی نہیں میں نے کہا کہ نہیں ہے کوئی منافات درمیان اس حدیث کے اور باب کی حدیث کے اس واسطے کہ عموم اس کا تخصیص کے قابل ہے پس محمول ہوگی اس پر کہ نہ ہو اس کے لیے کوئی خصوصیت اور مودت ثابت سو نہ کم ہوگی بہت ملاقات سے قدر اس کی، کہا ابن بطال نے کہ نہیں زیادہ کرتا ہے صدیق ملاطف کو بہت ملاقات کرنا مگر محبت برخلاف اس کے غیر کے۔ (فتح)

بَابُ الزِّيَارَةِ وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ

باب ہے بیچ بیان مشروع ہونے زیارت کے یعنی ملاقات کے اور جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے اور ان کے پاس کھانا کھائے؟

فائدہ: یعنی تمام ملاقات سے ہے یہ کہ گھر والا ملاقات کرنے والے کے آگے کھانا لائے جو حاضر ہو کھلا دے کہا ابن بطال نے کہ یہ دوستی کو جماتا ہے اور محبت کو بڑھاتا ہے، میں نے کہا اور البتہ وارد ہوئی ہے اس میں حدیث جو روایت کی حاکم نے عبداللہ بن عبید کے طریق سے کہ حضرت ﷺ کے چند اصحاب جابر رضی اللہ عنہ کے پاس ملاقات کو گئے تو جابر رضی اللہ عنہ روٹی اور سرکہ ان کے آگے لائے اور کہا کہ کھاؤ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اچھا سالن ہے سرکہ تحقیق شان یہ ہے کہ ہلاکی مرد کی یہ ہے کہ مسلمان بھائی اس کی ملاقات کو آئیں اور وہ حقیر جانے ماحضر کو ان کے آگے نہ لائے اور ہلاکی ہے اس قوم کی کہ اس کے ماحضر کو حقیر جانیں اور نہ کھائیں اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ فضیلت ملاقات کے چند حدیثیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جو ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو کسی بیمار کی خبر لے یا اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات کرے اللہ کے واسطے تو اس کو کوئی پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ خوش ہو اور خوش ہوا چلنا تیرا اور تو نے بہشت میں اپنا ٹھکانہ بنایا اور مالک کے نزدیک معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت ہوئی میری محبت ان کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ملاقات کرتے ہیں۔ (فتح)

وَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَآءِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ عِنْدَهُ

اور ملاقات کی سلمان رضی اللہ عنہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اوران کے پاس کھانا کھایا

فائدہ: یہ تمام حدیث اوراس کی پوری شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے۔

٥٦١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَنُضِحَ لَهُ عَلٰى بِسَاطٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ.

٥٦١٦۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری گھر والوں سے ملاقات کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس کھانا کھایا پھر جب چاہا کہ نکلیں تو حکم کیا ایک جگہ گھر میں سو پانی چھڑکا گیا آپ کے واسطے ایک چٹائی پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور ان کے واسطے دعا کی۔

فائدہ: مراد اس حدیث میں عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے جو کئی بار پہلے گزرا اور اس کے اول میں ہے کہ ایک انصاری مرد نے کہا یا حضرت! میں آپ کے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہوسکتا اور اس نے کھانا تیار کیا، الحدیث اور اس حدیث میں مستحب ہونا ملاقات کا ہے اور دعا ملاقات کرنے والے کی اس کے لیے جس کی ملاقات کرے اور کھانا پاس اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُوْدِ

جو ایلچیوں کے واسطے زینت کرے یعنی اپنی شکل وصورت کو خوب بنا دے عمدہ کپڑے سے اور مانند اس کی سے۔

فائدہ: وفود جمع ہے وافد کی اور وافد اس کو کہتے ہیں جو بادشاہ کے پاس آئے ایلچی بن کے یا ملاقات کو اور مراد اس جگہ وفود سے عمر کے قول میں وہ لوگ ہیں جن کو عرب کی قومیں اپنی طرف سے مختار کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجتے تھے تا کہ ان کی طرف سلام کی بیعت کریں اور دین کے احکام سیکھ کر ان کو سکھلائیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کو بیچ صورت استفہام کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کیا اور ظاہر یہ ہے کہ ریشمی کپڑا پہننے سے انکار کیا ساتھ قرینے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اس کو تو وہی پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو اور نہیں انکار کیا اصل زینت کرنے سے لیکن وہ محتمل ہے باوجود اس کے۔ (فتح)

٥٦١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ لِيْ سَالِمُ

٥٦١٧۔ حضرت یحییٰ بن ابی اسحاق سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ کیا چیز ہے استبرق؟ میں نے کہا جو دیبا سے موٹا اور اچھا ہو کہا میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَا الْإِسْتَبْرَقُ قُلْتُ مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيْبَاجِ وَخَشُنَ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ رَأٰى عُمَرُ عَلٰى رَجُلٍ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ فَأَتٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اشْتَرِ هٰذِهٖ فَالْبَسْهَا لِوَفْدِ النَّاسِ إِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فَمَضٰى مِنْ ذٰلِكَ مَا مَضٰى ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِحُلَّةٍ فَأَتٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهٖ وَقَدْ قُلْتَ فِيْ مِثْلِهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتُصِيْبَ بِهَا مَالًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

سنا کہتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرد پر ریشمی کپڑا دیکھا سو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا یا حضرت! اس کو خرید لیں اور اس کو لوگوں کے ایلچیوں کے واسطے پہنا کریں جب کہ آپ کے پاس آئیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہی پہنتا ہے جو بے نصیب ہو سو گزرا اس میں جو گزرا پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جوڑا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیا کہ یا حضرت! آپ نے یہ ریشمی جوڑا مجھ کو بھیجا اور البتہ آپ نے کہا تھا ایسے جوڑے کے حق میں جو کہا تھا یعنی آپ نے اس کو حرام کہا تھا مجھ کو کیوں بھیجا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو تیرے پاس اس واسطے بھیجا تھا کہ تو اس کے ساتھ مال حاصل کرے یعنی اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ پائے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کی سند سے کپڑے میں نقش کو مکروہ جانتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب اللباس میں گزر چکی ہے اور کہا خطابی نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب اس میں ورع تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی روایت میں کہتے تھے کہ مگر نقش کپڑے میں جائز ہے اور یہ اس واسطے کہ مقدار نقش پر پہننے کا نام واقع نہیں ہوتا اور کتاب اللباس میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے کے پہننے سے منع فرمایا مگر بقدر دو یا تین یا چار انگلی کے۔ (فتح)

بَابُ الْإِخَاءِ وَالْحِلْفِ.

باب ہے بیچ بیان بھائی بننے اور عہد و پیمان کرنے کے

فائدہ: ظاہر مغائرت ہے درمیان برادری کرنے اور عہد و پیمان کے۔

وَقَالَ أَبُوْ جُحَيْفَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَآءِ

یعنی اور کہا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا

فائدہ: ہجرت میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو آپس میں بھائی بنایا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں اور مشہور اور ذکر کیا ہے غیر واحد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے درمیان دو بار برادری کروائی ایک بار فقط مہاجرین میں اور ایک بار مہاجرین اور انصار میں۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ

اور کہا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور سعد رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا۔

٥٦١٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

٥٦١٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور سعد رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا یعنی پھر جب عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سہی۔

٥٦١٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِيْ دَارِيْ.

٥٦١٩۔ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ حدیث پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ کفر کے عہد و پیمان کا اسلام میں کچھ اعتبار نہیں؟ تو اس نے کہا کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشی مہاجرین اور انصار کے درمیان عہد و پیمان کروایا میرے گھر میں۔

فائدہ: بہر حال حدیث مسئول عنہ سو وہ حدیث مشہور ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جبیر بن مطعم کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں زمانہ کفر کے عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہیں اور جو عہد و پیمان کفر کے وقت نیک کام میں ہوا تھا تو اسلام نے اس کی زیادہ تر مضبوطی کی۔

فائدہ: کفار عرب کا دستور تھا کہ ایک قوم دوسری قوم سے عہد و پیمان کرتی اور حق ناحق میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتی سو فرمایا کہ اسلام میں ایسے عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہیں رہا لیکن مظلوم کی مدد کرنا اور حق کام کی تائید کرنا اور لوگوں میں انصاف کرنا اور مانند اس کی نیک کاموں سے سو اسلام میں اس کی زیادہ تر تاکید ہے اگر کفر کے وقت میں کسی نیک کام میں عہد و پیمان ہوا ہو تو اسلام میں بھی اس کا حکم بدستور جاری ہے بلکہ اسلام میں اس کی زیادہ تاکید ہے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اسلام میں بدستور اس پر قائم رہے اور ایسے عہد و پیمان کو نہ توڑا اور جواب انس رضی اللہ عنہ کا شامل ہے صدر حدیث کے انکار کو اس واسطے کہ اس میں نفی ہے عہد و پیمان کی اور انس رضی اللہ عنہ کے جواب میں اس کا ثابت کرنا ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ مراد نفی سے ناحق کام مدد کرنا ہے اور آپس میں وارث ہونا اور مانند اس کے جو کفر کے وقت میں دستور تھا اور مثبت چیز ہے جو اس

کے سوائے ہو جیسے مظلوم کی مدد کرنا اور دین کے امر میں قائم ہونا اور مانند اس کی مستحبات شرعیہ سے مانند دوستی اور حفظ عہد کے اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس امر میں کہ دو عہد و پیمان والوں کا آپس میں وارث ہونا منسوخ ہے اور ذکر کیا ہے داؤدی نے کہ وہ لوگ ہم قسم کو چھٹا حصہ دیا کرتے تھے پھر یہ حکم منسوخ ہوا۔ (فتح)

بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضَّحِكِ

باب ہے بیچ بیان تبسم کرنے اور ہنسنے کے

فائدہ: کہا اہل لغت نے کہ تبسم ابتدا ہے ضحک کی اور ضحک کشادہ کرنا منہ کا ہے یہاں تک کہ خوشی سے دانت ظاہر ہوں پھر اگر اس کی آواز سنی جائے تو وہ قہقہ ہے اور اگر بغیر آواز کے ہو تو وہ تبسم ہے۔ (فتح)

وَقَالَتْ فَاطِمَةُ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكْتُ

اور کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کان میں بات کی سو میں ہنسی

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا اور اس کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰی

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ ہی ہے ہنسانے والا اور رولانے والا

فائدہ: یعنی کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آدمی میں ہنسنا اور رونا اور یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو جنازے میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جائز ہے رونا بغیر نوحہ کے اور ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں نو حدیثوں کو اور ان سب میں ذکر ہے تبسم یا ضحک کا اور اس کے اسباب مختلف ہیں لیکن اکثر تعجب کے واسطے ہے اور بعض ملاطفت کے واسطے۔ (فتح)

٥٦٢٠۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ فَجَآءَ تِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ

٥٦٢٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں تو اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کیا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ یا حضرت! وہ یعنی میں رفاعہ کے نکاح میں تھی سو اس نے اس کو آخر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کیا اور بیشک شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی نہیں ساتھ اس کے مگر مانند اس پھندنے کی اس نے اپنی چادر کے پھندنے کی طرف اشارہ کیا اس کو ہاتھ میں لے کر کہا راوی نے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور ابن سعید رضی اللہ عنہ یعنی

هٰذِهِ الْهُدْبَةِ لِهُدْبَةٍ أَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لِيُؤْذَنَ لَهُ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِيْ أَبَا بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَزْجُرُ هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ.

خالد رضی اللہ عنہ حجرے کے دروازے پر بیٹھے تھے تا کہ ان کو اجازت ہو سو خالد رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکارنے لگے اے ابوبکر! کیا تم اس عورت کو نہیں جھڑکتے اس چیز سے جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونچی بولتی ہے اور نہ زیادہ کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسم پر یعنی صرف مسکراتے تھے اس کے سوائے کچھ نہیں بولتے تھے پھر فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں جب تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد نہ چکھے اور وہ تیرا شہد نہ چکھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسم سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔(فتح)

٥٦٢١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ فَقَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ

٥٦٢١۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی عورتیں تھیں آپ سے سوال کرتی تھیں اور خرچ زیادہ مانگتی تھیں اپنی آواز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا کر کے یعنی چلا چلا کر بولتی تھیں، سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو جھٹ پردے میں ہو گئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اجازت دی وہ اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے سو کہا یا حضرت! اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے میرے ماں باپ آپ پر قربان (کیا سبب ہے آپ کے ہنسنے کا) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو ان عورتوں سے تعجب آیا کہ میرے پاس باتیں کرتی تھیں جب تمہاری آواز سنی تو جلدی پردے میں ہو گئیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لائق تر ہیں کہ آپ سے ڈریں پھر عورتوں کی طرف

اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِيْ وَلَمْ تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ إِنَّكَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

متوجہ ہو کے کہا کہ اے دشمن اپنی جانوں کی! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور حضرت ﷺ سے نہیں ڈرتی ؟ عورتوں نے کہا کہ تم زیادہ تر سخت خو اور کڑی مزاج کے ہو، حضرت ﷺ سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لا یعنی زیارت کر حدیث کو اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں ملا تجھ سے شیطان کسی راہ میں چلتا ہوا کبھی مگر کہ چلتا ہے اس راہ میں جو تیری راہ کے سوائے ہے۔

فائدہ: شرح اس حدیث کی مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ ہنستے تھے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جو کہا جائے بڑے آدمی کو جب کہ ہنسے۔ (فتح)

٥٦٢٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّآئِفِ قَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبْرَحُ أَوْ نَفْتَحَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ قَالَ فَغَدَوْا فَقَاتَلُوْهُمْ قِتَالًا شَدِيْدًا وَكَثُرَ فِيْهِمُ الْجِرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ فَسَكَتُوْا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا

٥٦٢٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ طائف میں تھے فرمایا کہ ہم پلٹنے والے ہیں کل کو اگر چاہا اللہ نے تو حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے چند آدمیوں نے کہا کہ ہم نہیں جائیں گے یہاں تک کہ اس کو فتح کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ صبح کو لڑائی پر چلو، کہا راوی نے سو صبح کو لڑائی پر گئے سو لڑے ساتھ ان کے لڑنا سخت اور بہت ہوئے ان میں زخم پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم کل کو پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا پس اصحاب چپ رہے سو حضرت ﷺ ہنسنے لگے، حمیدی نے کہا کہ بیان کی ہم سے سفیان نے ساری حدیث ساتھ خبر کے۔

سُفْيَانُ بِالْخَبَرِ كُلِّهِ.

فائدہ: حضرت ﷺ ہنسنے لگے یعنی واسطے تعجب کرنے کے ان کی پہلی بات سے اور چپ رہنے ان کے دوسری بار میں اور اس حدیث کی شرح غزوہ طائف میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ ہنسنے لگے اور یہ جو کہا کہ بیان کی ہم سے سفیان نے ساری حدیث ساتھ خبر کے یعنی ساتھ لفظ اخبار کے تمام سند میں بغیر عن عن کے۔

٥٦٢٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ لِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ الْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فَقَالَ أَيْنَ السَّآئِلُ تَصَدَّقْ بِهَا قَالَ عَلٰى أَفْقَرَ مِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَأَنْتُمْ إِذًا.

٥٦٢٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا میں نے اپنی عورت سے رمضان میں جماع کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر اس نے کہا میرے پاس نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو روزے رکھ دو مہینے پے در پے اس نے کہا کہ میں روزے نہیں رکھ سکتا، حضرت ﷺ نے فرمایا ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا اس نے کہا میرے پاس کچھ موجود نہیں پھر حضرت ﷺ کے پاس ایک ٹوکری لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں کہا ابراہیم نے کہ عرق کے معنی ہیں ٹوکری حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے سائل؟ لے اس کو خیرات کر، کہا خیرات کروں اس پر جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو قسم ہے اللہ کی مدینے کے دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان کوئی گھر والے نہیں جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہوں سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے فرمایا سو تم اس وقت لائق تر ہو ساتھ کھانے ان کھجوروں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے اور نواجذ داڑھوں کو کہتے ہیں اور وہ نہیں قریب ہے کہ ظاہر ہوں مگر وقت مبالغہ کے ہنسنے میں اور نہیں منافات ہے درمیان اس حدیث کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے کہ میں نے حضرت ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ منہ کھول کر ہنسے ہوں یہاں تک کہ آپ کے حلق کا گوشت دیکھا جائے اس واسطے کہ مثبت مقدم ہے نافی پر یہ ابن بطال نے کہا ہے اور اقوی یہ ہے کہ جس کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی کی ہے وہ اور چیز ہے اور جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ثابت کیا ہے وہ اور چیز ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے مجموع حدیثوں سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ اکثر

احوال میں تبسم سے زیادہ نہیں کرتے تھے اور کبھی ہنستے بھی تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ نہایت زیادہ ہنسنا ہے اس واسطے کہ وہ عزت کو لے جاتا ہے اور آدمی کا رعب جاتا رہتا ہے کہا ابن بطال نے جو چیز کہ لائق ہے یہ کہ پیروی کی جائے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کے فعل سے وہ چیز ہے جس پر حضرت ﷺ نے ہمیشگی کی اور البتہ روایت کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں کہ بہت نہ ہنسا کرو اس واسطے کہ بہت ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ (فتح)

٥٦٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَآئِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً قَالَ أَنَسٌ فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَّالِ اللهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَآءٍ.

۵۶۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا اور آپ پر نجران کی چادر تھی موٹے کناروں والی سو ایک گنوار نے حضرت ﷺ کو پایا اور حضرت ﷺ کی چادر سخت کھینچی سو میں نے حضرت ﷺ کی گردن کے صفحہ کو دیکھا اور حالانکہ اس پر چادر کے کنارے نے اثر کیا تھا یعنی اس پر نشان پڑ گیا تھا اس کے شدت سے کھینچنے کے سبب سے پھر اس نے کہا اے محمد! حکم کر میرے واسطے یعنی مجھ کو دلواؤ اللہ کے مال میں سے جو تمہارے پاس ہے یعنی بیت المال میں سے سو حضرت ﷺ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور ہنسے پھر حکم کیا اس کے واسطے ساتھ عطا کرنے مال کے سو اس کو دیا گیا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ ہنسے اور اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کے حلم کا اور صبر کرنے کا ایذا پر نفس میں اور مال میں اور درگزر کرنا اس شخص کی سختی سے کہ اس سے اسلام کی الفت مقصود ہو اور تا کہ پیروی کریں ساتھ حضرت ﷺ کے حاکم بعد آپ کے آپ کے خلق نیک میں درگزر کرنے سے اور چشم پوشی سے اور جواب دینے سے ساتھ اچھی طرح کے۔ (فتح)

٥٦٢٥ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِي وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّيْ لَا أَثْبُتُ

۵۶۲۵۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں منع کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے یعنی مجلس میں آنے سے جو مردوں کے ساتھ مخصوص تھی یا دینے سے جو میں نے مانگا جب سے میں مسلمان ہوا اور نہ مجھ کو دیکھا مگر کہ میرے روبرو مسکرائے اور البتہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس گلہ کیا کہ میں گھوڑے پر

عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا.

نہیں جم سکتا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا اور کہا یعنی دعا کی کہ الٰہی! ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کر دے اس کو ہدایت کرنے والا راہ یاب۔

فائدہ: غرض اس حدیث سے یہ قول ہے اور نہ مجھ کو دیکھا مگر یہ کہ مسکرائے۔

٥٦٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَ شَبَهُ الْوَلَدِ.

٥٦٢٦۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! بیشک اللہ نہیں شرماتا حق بات کہنے سے سو کیا واجب ہے عورت پر غسل جب کہ اس کو احتلام ہو؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں جب کہ منی دیکھے، سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں اور کہا کہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا پس کس سبب سے بچے کے مشابہ ہوتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں واسطے واقع ہونے اس کے حضرت ﷺ کے روبرو اور حضرت ﷺ نے اس کے ہنسنے پر انکار نہ کیا اس کی اس بات پر انکار کیا کہ اس نے احتلام سے انکار کیا۔ (فتح)

٥٦٢٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ.

٥٦٢٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت ﷺ کو کہ مبالغہ کیا ہو کبھی ہنسنے میں یہاں تک کہ آپ کے لہوات دیکھے جائیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسکراتے تھے۔

فائدہ: یعنی نہیں دیکھا میں نے حضرت ﷺ کو مبالغہ کرنے والے ہنسنے کی جہت سے کہ پوری طور سے ہنسے ہوں متوجہ ہونے والے ہوں بالکل ہنسنے پر اور مراد لہوات سے وہ گوشت ہے جو...... کے اوپر کی طرف ہے منہ کی نہایت میں اور اس حدیث کی شرح سورہ احقاف میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۵۶۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح و قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ قَحَطَ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقِ رَبَّكَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ وَمَا نَرٰى مِنْ سَحَابٍ فَاسْتَسْقٰى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهٗ إِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ مُطِرُوْا حَتّٰى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِيْنَةِ فَمَا زَالَتْ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تَقْلَعُ ثُمَّ قَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهٗ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ غَرِقْنَا فَادْعُ رَبَّكَ يَحْبِسْهَا عَنَّا فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِيْنَةِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا يُمْطَرُ مَا حَوَالَيْنَا وَلَا يُمْطِرُ مِنْهَا شَيْءٌ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ كَرَامَةَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِجَابَةَ دَعْوَتِهٖ.

۵۶۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد جمعہ کے دن حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! مینہ بند ہوا سو اپنے رب سے دعا کیجیے پانی برسا دے، حضرت ﷺ نے آسمان کی طرف نظر کی اور آسمان میں کچھ ابر نظر نہ آتا تھا سو حضرت ﷺ نے پانی کی طلب میں دعا کی سو ہمیشہ رہا مینہ برستا آئندہ جمعے تک اس حال میں کہ نہ بند ہوا پھر کھڑا ہوا وہی مرد یا کوئی اور حضرت ﷺ جمعے کا خطبہ پڑھتے تھے سو اس نے کہا کہ ہم پانی میں غرق ہوئے سو اپنے رب سے دعا کیجیے کہ ہم سے مینہ کو روکے سو حضرت ﷺ ہنسے پھر فرمایا اور یوں دعا کی کہ الٰہی! ہمارے آس پاس برسے ہم پر اب نہ برسے دو بار یا تین بار سو بادل ٹکڑے ہو کر مدینے سے دائیں بائیں ٹل گیا ہمارے آس پاس برستا تھا اور مدینے میں نہ برستا تھا اللہ ان کو دکھلاتا ہے اپنے پیغمبر کا معجزہ اور حضرت ﷺ کی دعا کا قبول ہونا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے ہنسنا حضرت ﷺ کا ہے وقت کہنے اس مرد کے کہ ہم پانی میں غرق ہوئے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْكَذِبِ.

باب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے اور جو منع کیا جاتا ہے جھوٹ سے

فائدہ: کہا راغب نے کہ اصل صدق اور کذب قول میں ہوتا ہے ماضی ہو یا مستقبل وعدہ ہو یا غیر اس کا اور نہیں ہوتے ساتھ قصد اول کے مگر خبر میں اور کبھی اس کے غیر میں بھی ہوتے ہیں مانند استفہام اور طلب کے اور صدق

مطابق ہونا قول کا ہے ضمیر کو اور مخبر عنہ کو اور اگر یہ شرط نہ ہو تو نہ ہوگا صدق بلکہ وہ ہوگا کذب یا متردد درمیان دونوں کے دو اعتبار پر مانند قول منافق کے محمد رسول اللہ سو صحیح ہے کہ اس کو صدق کہا جائے واسطے ہونے مخبر عنہ کے صادق اور صحیح ہے کہ ہو کذب واسطے مخالف ہونے قول کے ضمیر کو اور صدیق وہ شخص ہے جو بہت سچ بولے اور کبھی استعمال کیا جاتا ہے صدق اور کذب ہر چیز میں کہ حق ہو اعتقاد میں، کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ ساتھ سچوں کے سو بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مثل ان کی یا ان میں سے میں کہتا ہوں اور مجھ کو گمان ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ذکر آیت کے طرف قصے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اور جو پہنچایا اس کو اس کے سچ بولنے نے بات میں طرف اس خبر کی کہ ذکر کیا اس کو آیت میں بعد اس کے کہ واقع ہوا اس کے واسطے جو واقع ہوا کہ مسلمانوں نے اتنی مدت اس سے کلام کرنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ تنگ ہوئی اس پر زمین باوجود فراخ ہونے کے پھر اللہ نے اس پر احسان کیا کہ اس کی توبہ قبول کی اور کہا کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے قصے میں کہ نہیں انعام کی اللہ نے مجھ پر کوئی نعمت اس کے بعد کہ ہدایت کی مجھ کو اسلام کی واسطے میرے دل میں میرے سچ بولنے سے بڑھ کر یہ کہ میں نے جھوٹ نہ بولا سو میں ہلاک ہو جاتا جیسے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے، کہا غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جھوٹ قبیح گناہوں سے ہے اور نہیں ہے حرام بعینہ بلکہ اس واسطے کہ اس میں ضرر ہے اور اسی واسطے اس کی اجازت دی جاتی ہے جس جگہ مصلحت کی طرف اس کے سوائے کوئی راہ نہ ہو یعنی مصلحت کے واسطے جھوٹ بولنا درست ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جھوٹ ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔ (فتح)

٥٦٢٩۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا.

٥٦٢٩۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک سچ بولنا نیکی کی طرف پہنچاتا ہے اور نیکی بہشت کی طرف پہنچاتی ہے اور البتہ مرد سچ بولا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک بڑا سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنا نافرمانی کی طرف پہنچاتا ہے اور نافرمانی دوزخ کی طرف پہنچاتی ہے اور البتہ مرد جھوٹ بولا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سچ بولنے کا انجام بہشت ہے اور جھوٹ بولنے کا انجام دوزخ ہے آدمی کو چاہیے کہ جھوٹ بولنے کو آسان نہ جانے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ لازم جانو اپنے اوپر سچ بولنے کو اس واسطے

کہ سچ نیکی کی طرف پہنچاتا ہے اور اس میں ہے کہ بچو جھوٹ بولنے سے اور بر ایک اسم ہے جامع ہے سب نیکیوں کو اور خالص دائمی عمل کو بھی بر کہا جاتا ہے اور اس کا مصداق قرآن میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ﴾ اور یہ جو کہا کہ البتہ مرد سچ بولا کرتا ہے یعنی سچ بولنے کی عادت کرتا ہے یہاں تک کہ مستحق ہوتا ہے اسم مبالغہ کا صدق میں اور فجور کا لفظ جو اس حدیث میں واقع ہوا تو یہ اسم جامع ہے واسطے شر اور بدی کے اور یہ جو کہا کہ اللہ کے نزدیک سچا لکھا جاتا ہے یعنی حکم کرتا ہے اس پر ساتھ اس کے اور ظاہر کرتا ہے اس کو بلند درجہ والوں کی مجلس میں اور ڈالتا ہے اس کو زمین والوں کے دل میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ مرد ہمیشہ جھوٹ بولا کرتا ہے اور قصد کرتا ہے جھوٹ بولنے کا یہاں تک کہ اس کے دل میں ایک نکتہ سیاہ پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے سو اللہ کے نزدیک جھوٹوں میں لکھا جاتا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہا علماء نے کہ اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر قصد کرنے صدق کے اور اوپر ڈرنے کے جھوٹ سے اور تساہل کرنے سے بیچ اس کے اس واسطے کہ جب اس میں تساہل کرے تو بہت صادر ہوتا ہے اس سے جھوٹ پس پہچانا جاتا ہے ساتھ اس کے، میں کہتا ہوں اور بیچ تقلید کے ساتھ تحری کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو بچے جھوٹ سے ساتھ قصد صحیح کے تو سچ بولنا اس کی عادت ہو جاتی ہے یہاں تک کہ مستحق ہوتا ہے اس وصف کا یعنی صدیق کا اور اسی طرح عکس اس کا اور نہیں مراد ہے کہ حمد اور ذم ان میں خاص ہے ساتھ اس کے جو فقط ان کی طرف قصد کرے اور اگرچہ سچ بولنے والا اصل میں ممدوح ہے اور جھوٹا مذموم۔ (فتح)

٥٦٣٠۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِيْ عَامِرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

۵۶۳۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو چرائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

٥٦٣١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ قَالَا الَّذِيْ رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ

۵۶۳۱۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات دو مردوں کو دیکھا کہ میرے پاس آئے دونوں نے کہا اس مرد کو جو تو نے دیکھا تھا جس کے گل پھڑے چیرے جاتے تھے سو جھوٹا آدمی تھا کہ جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے کہتا تھا سو لوگ اس سے سیکھ کر

فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اوروں سے نقل کرتے تھے۔

فائدہ: یہاں تک کہ مستحق ہو اسم مبالغہ کا ساتھ وصف کذب کے تو نہیں ہوتا ہے صفات کامل مسلمانوں سے بلکہ صفات منافقوں سے یعنی پس اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے پیچھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لایا ہے، میں کہتا ہوں اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو منافق کی نشانیوں میں ہے شامل ہے کذب کو قول میں اور فعل میں اور قصد میں اول اس کی بات میں اور ثانی اس کی امانت میں اور ثالث اس کے وعدے میں کہا اور خبر دی سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ عذاب جھوٹ بولنے والے کے کہ اس کے گل پھڑے چیرے جاتے تھے اور وہ نافرمانی کی جگہ میں ہے اور وہ اس کا منہ ہے جس کے ساتھ اس نے جھوٹ بولا تھا، میں کہتا ہوں اور مناسبت اس کی پہلی حدیث کے واسطے یہ ہے کہ عقوبت کاذب کی مطلق ہے پہلی حدیث میں ساتھ آگ کے سو ہو گا سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان اس کا۔ (فتح)

بَابُ فِي الْهَدْيِ الصَّالِحِ

باب ہے بیچ بیان نیک طریقے کے

فائدہ: اور یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب میں کہ ہدی صالح اور سمت نیک اور اقتصار پچیسواں حصہ نبوت کا ہے۔

٥٦٣٢۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمُ الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ شَقِيْقًا قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ إِلٰى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ أَهْلِهٖ إِذَا خَلَا.

٥٦٣٢۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بول چال وغیرہ اور حال ہیئت میں اسلام کے طریقے پر البتہ ابن ام عبد تھے اس وقت سے جب کہ گھر سے نکلتے یہاں تک کہ اس کی طرف پھرتے نہیں جانتے ہم کہ اپنے گھر والوں میں کیا کرتے تھے جب کہ تنہا ہوتے۔

فائدہ: مراد ابن ام عبد سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے گواہی دی کہ وہ ان خصلتوں میں سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں تقویٰ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس نے اس کے واسطے ظاہر کی شہادت دی جس کا مشاہدہ ممکن تھا اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اپنے گھر والوں میں کیا کرتے تھے اس واسطے کہ جائز ہے کہ اپنے گھر والوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور وطرز سے کمی بیشی کرتے ہوں اور نہیں مراد ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے ثابت کرنا نقص کا ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کے حق میں اور روایت میں آیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی اس کے حال چال اور طور طرز سے مشابہت کرتے تھے سو شاید کہ باعث ان کے واسطے اس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ سب لوگوں سے زیادہ مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بول چال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے سو مشابہ ہونا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا محمول ہے اوپر بول چال کے اور مشابہ ہونا عمر رضی اللہ عنہ کا محمول ہے اوپر قوت کے دین میں اور ایک روایت میں ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ تھیں بول چال اور طریق طرز میں سو یہ محمول ہے عورتوں کے حق میں۔ (فتح)

٥٦٢٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَارِقٍ سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٦٢٣۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہایت بہتر بات اللہ کی کتاب ہے یعنی قرآن اور نہایت بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ سب کاموں میں بدتر وہ کام ہے جو نیا نکالا گیا ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے، الحدیث۔

بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْأَذٰى — تکلیف پر صبر کرنا

فائدہ: یعنی روکنا نفس کو بدلہ لینے سے ساتھ قول کے ہو یا فعل کے اور کبھی حلم کو صبر کہا جاتا ہے۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پورا دیا جائے گا صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے

فائدہ: کہا بعض اہل علم نے کہ صبر کرنا ایذا پر جہاد ہے نفس کا اور اللہ نے نفس کی پیدائش میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ رنج پاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے ساتھ کی جائے یا اس کے حق میں کہی جائے اسی واسطے رنج ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے کہنے سے جس نے کہا تھا کہ آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ صبر کرنے والے کے واسطے بڑا اجر ہے اور یہ کہ اللہ آپ کو بے حساب ثواب دے گا اور صبر کرنے والے کا ثواب زیادہ ہے خرچ کرنے والے کے ثواب سے اس واسطے کہ اس کی نیکی زیادہ ہوتی ہے سات سو گنا تک اور ایک نیکی کا ثواب اصل میں دس گنا ہے مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے زیادہ دیتا ہے اور کتاب الایمان میں گزر چکا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت صبر کرنے کے ایذا پر ایک حدیث جو بخاری کی شرط پر نہیں روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ جو ایمان دار لوگوں میں ملا جلا رہے اور ان کی ایذا پر صبر کرے بہتر ہے اس سے جو لوگوں سے الگ رہے اور ان کی ایذا پر صبر نہ کرے۔ (فتح)

٥٦٢٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

٥٦٢٤۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلٰى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهُ وَلَدًا وَإِنَّهُ لَيُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں یا کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ سے زیادہ تر صبر کرنے والی ہو بیشک وہ پکارتے ہیں اس کے واسطے بیٹا اور وہ ان کو عافیت دیتا ہے اور روزی دیتا ہے۔

فائدہ: صبر سے مراد یہاں حلم ہے یعنی اللہ سے زیادہ تر حلیم کوئی نہیں۔

۵۶۳۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقًا يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً كَبَعْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قُلْتُ أَمَّا أَنَا لَأَقُوْلَنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَسَارَرْتُهُ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ حَتّٰى وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوْذِيَ مُوْسٰى بِأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَبَرَ.

۵۶۳۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا جیسے بعض مال تقسیم کیا کرتے تھے سو ایک انصاری مرد نے جس کا ذی الخویصرہ نام تھا کہا قسم ہے اللہ کی البتہ اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں میں نے کہا خبردار ہو البتہ میں یہ حضرت ﷺ سے کہوں گا سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے سو میں نے آپ سے کان میں کہا سو یہ حضرت ﷺ پر دشوار گزرا سو آپ غضبناک ہوئے اور آپ کا چہرہ متغیر ہوا یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں نے آپ کو خبر نہ دی ہوتی پھر فرمایا کہ البتہ موسیٰ علیہ السلام تو اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا پھر اس نے صبر کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ مال جنگ حنین میں غنیمت میں ہاتھ آیا تھا اور حضرت ﷺ نے جنگ حنین کے دن چند آدمیوں کو تقسیم میں مقدم کیا پس سو اونٹ اقرع کو دیا اور سو اونٹ عیینہ کو دیا اور اسی طرح عرب کے اشرافوں کو بہت سا مال دیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو انصاف کرے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے انصاف نہ کیا؟ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خبر دینا امام کو اور اہل فضل کو جو ان کی شکایت کرے جو ان کے لائق نہ ہوتا کہ ڈرائیں قائل کو اور اس میں بیان ہے اس چیز کا جو مباح ہے غیبت اور چغلی سے اس واسطے کہ غیبت اور چغلی کی صورت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس فعل میں موجود ہے اور حضرت ﷺ نے اس پر

انکار نہ کیا اور یہ اس واسطے ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دار کرنا جو آپ کے حق میں طعن کرتا ہے اور ظاہر میں مسلمان ہے اور باطن میں منافق ہے تا کہ اس سے ڈریں اور یہ جائز ہے جیسے جائز ہے جاسوسی کرنا کفار میں تا کہ ان کے مکر سے نہ ڈر ہو اور البتہ مرتکب ہوا تھا مرد مذکور ساتھ اس کے کہ کہا بڑے گناہ کا سو نہ تھی اس کے واسطے کوئی عزت اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی غضبناک ہوتے ہیں اہل فضل اس چیز سے کہ کہی جائے ان کے حق میں اور جو نہیں ان میں اور باوجود اس کے وہ اس پر صبر کرتے ہیں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا یہ پیروی موسیٰ علیہ السلام کے اور یہ جو فرمایا کہ البتہ موسیٰ علیہ السلام تو اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا تو یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کی ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسٰى﴾ اور البتہ حکایت کیے گئے ان کی صفت ایذا میں تین قصے ایک یہ کہ انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نامرد ہیں دوسرا یہ کہ انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون کو مار ڈالا ہے وحی کر کے سو اللہ نے فرشتوں کو حکم کیا کہ ہارون کی لاش ان کو دکھلا دیں آخر کو بے زخم لاش دیکھ کر شرمندہ ہوئے، تیسرا وہ جو واقع ہوا قارون کے قصے میں کہ قارون نے ایک حرام کار عورت کو حکم کیا کہ کہے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے حرام کاری کی یہاں تک کہ ہوا یہ سبب قارون کے ہلاک ہونے کا اور اس کا بیان تفصیل سے احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

جو لوگوں کو روبرو نہ جھڑکے یعنی واسطے شرمانے کے ان سے

۵۶۳۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَتْ عَائِشَةُ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً.

۵۶۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز کی اور لوگوں کو اس کی اجازت دی سو ایک قوم نے اپنے آپ کو اس سے دور کھینچا یعنی اس کو مکروہ یا ہلکا جانا تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو آپ کو بہت دور کھینچتے ہیں اس چیز سے جو میں کرتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ بے شک میں ان سے زیادہ تر جاننے والا ہوں اللہ کو اور میں بہ نسبت ان کے اللہ سے نہایت ڈرتا ہوں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ نہیں ہے منافی ترجمہ کے اس واسطے کہ مراد ساتھ ترجمہ کے روبرو ہونا مع التعیین ہے جیسے کہے کیا حال ہے تیرا اے فلانے تو ایسا کرتا ہے؟ اور بہرحال ساتھ ابہام کے سو نہیں حاصل ہوتی ہے مواجہت یعنی روبرو ہونا اگرچہ اس کی صورت موجود ہے اور وہ روبرو خطاب کرنا ہے اس کو جو یہ کام کرے لیکن چونکہ تھا وہ

منجملہ مخاطبین کے اور ان سے متمیز اور جدا نہیں تھا تو ہو گیا جیسے اس کو روبرو خطاب نہیں کیا اور یہ جو کہا کہ میں سب سے زیادہ تر اللہ کو جانتا ہوں اور زیادہ تر ڈرتا ہوں تو جمع کیا اس میں درمیان قوت علمی اور عملی کے یعنی انہوں نے گمان کیا کہ منہ پھیرنا ان کا اس چیز سے کہ میں کرتا ہوں قریب کرنے والا ہے ان کو طرف اللہ کی اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ قربت کو زیادہ تر جانتے ہیں اور لائق تر ہیں ساتھ عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور اس حدیث کے معنی کتاب الایمان میں گزر چکے ہیں اس روایت میں کہ دستور تھا کہ جب حضرت ﷺ اصحاب کو حکم کرتے ان کو عملوں سے جو ان سے ہو سکیں اور کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ اپنی امت پر مہربان تھے اسی واسطے ہلکا کیا ان سے عتاب کو اس واسطے کہ کیا انہوں نے جو جائز تھا ان کو لینا اس کا شدت سے اور اگر حرام ہوتا تو حکم کرتے ان کو ساتھ رجوع کرنے کے طرف فعل اپنے کے، میں کہتا ہوں بہر حال عتاب سو بلا شک ان سے حاصل ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جدا کیا اس کو جس سے وہ فعل صادر ہوا تھا واسطے پردہ کرنے کے اوپر اس کے سو حاصل ہوئی مہربانی حضرت ﷺ کی اس حیثیت سے نہ ساتھ ترک عتاب کے بالکل اور اس حدیث میں حث ہے اوپر پیروی کرنے کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور ذم تعمق کے اور کراہت کرنے کے مباح سے اور حسن عشرت وقت نصیحت اور انکار کے اور نرمی کرنے کے اس میں اور میں نے نہیں پہچانا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے اور نہ وہ چیز جس کی حضرت ﷺ نے اجازت دی لیکن ممکن ہے یہ کہ پہچانا جائے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو نکاح میں گزری کہ تین آدمیوں نے حضرت ﷺ کی بیویوں سے حضرت ﷺ کی عبادت کا حال پوچھا انہوں نے جو حال تھا بیان کیا اصحاب نے حضرت ﷺ کی عبادت کو کم جانا اور کہا کہ ہم کہاں اور حضرت ﷺ کہاں، اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے ہیں اور ہم کو اپنا خاتمہ معلوم نہیں تو ہم کو زیادہ عبادت کرنا چاہیے اور اس میں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے جو ان سے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ تر ڈرنے والا ہوں اللہ سے اور زیادہ تر متقی ہوں لیکن میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا اور کبھی تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور کبھی سوتا ہوں۔ (فتح)

۵۶۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ هُوَ ابْنُ أَبِي عُتْبَةَ مَوْلَى أَنَسٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ.

۵۶۳۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کنواری عورت سے زیادہ تر شرمانے والے تھے جو اپنے پردے میں ہو سو جب کسی چیز کو دیکھ کر مکروہ جانتے تو ہم اس کا اثر آپ کے چہرے میں پہچانتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب صفۃ النبی میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے ان سے مستفاد ہوتا ہے حکم کرنا ساتھ

دلیل کے اس واسطے کہ انہوں نے جزم کیا کہ مکروہ چیز کو حضرت ﷺ کے چہرے سے پہچانتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَفَّرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

جو اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے بغیر تاویل کے تو وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسا اس نے کہا

فائدہ: اسی طرح مقید کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مطلق خبر کو ساتھ اس کے کہ صادر ہو قائل سے بغیر تاویل کے اور استدلال کیا ہے اس کے واسطے ساتھ اس چیز کے جو آئندہ باب میں ہے۔ (فتح)

٥٦٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهِ أَحَدُهُمَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنے بھائی مسلمان کو کہے اے کافر تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر پلٹ پڑتا ہے اور کہا عکرمہ بن عمار نے اس کے اس قول تک کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ وہ اس کے ساتھ کافر نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے مثل کافر کی بیچ حال قسم کھانے اس کے اس حالت میں خاص کر اور آئندہ آئے گا کہ اس کے غیر نے حمل کیا ہے حدیث کو زجر اور تشدید پر اور اس کا ظاہر مراد نہیں ہے اور اس میں اور بھی تاویلیں ہیں۔ (فتح)

٥٦٣٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهَا أَحَدُهُمَا.

۵۶۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں سے ایک پر کفر الٹ پڑتا ہے۔

٥٦٤٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۵۶۴۰۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ وہی ہو جاتا ہے جیسا اس نے کہا اور جو

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کرے تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی کے ساتھ عذاب ہوا کرے گا ہمیشہ اور مسلمان کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے اور جو مسلمان کو کافر کہے تو وہ اس کے قتل کرنے کے برابر ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا

جو نہیں دیکھتا کافر کہنا اس شخص کو جو دوسرے کو کافر کہے تاویل سے یا جہالت سے یعنی جاہل ہو ساتھ حکم کے یا مقول فیہ کے۔

وَقَالَ عُمَرُ لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کے واسطے کہا کہ وہ منافق ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے شاید اللہ جنگ بدر والوں پر آگاہ ہو چکا سو اس نے کہا کہ البتہ میں تم کو بخش چکا (پس کرو جو تمہارا جی چاہے)

٥٦٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا سَلِيْمٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمَهُ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الصَّلَاةَ فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلّٰى صَلَاةً خَفِيْفَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِيْنَا وَنَسْقِيْ بِنَوَاضِحِنَا وَإِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى بِنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ فَتَجَوَّزْتُ فَزَعَمَ أَنِّيْ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ ثَلَاثًا اقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

٥٦٤١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا تھا پھر اپنی قوم کے پاس آتا سو ان کو نماز پڑھاتا سو اس نے (ایک رات) ان کے ساتھ سورۂ بقرہ پڑھی سو ایک مرد نے تخفیف کی سو ہلکی نماز پڑھی یعنی جماعت سے الگ ہو کر نماز پڑھی سو یہ خبر معاذ رضی اللہ عنہ کو پہنچی سو اس نے کہا وہ منافق ہے سو یہ قول معاذ رضی اللہ عنہ کا اس مرد کو پہنچا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا حضرت! ہم وہ لوگ ہیں کہ اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں اور اپنے اونٹوں سے پانی سینچتے ہیں اور البتہ معاذ رضی اللہ عنہ نے ہم کو آج رات نماز پڑھائی سو اس نے نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی سو میں نے نماز میں تخفیف کی سو اس نے گمان کیا کہ میں منافق ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کیا تو فتنہ انگیز ہے تین بار فرمایا پڑھ ﴿والشمس وضحاها﴾ اور ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ یعنی یہ دونوں سورتیں پڑھا کر

وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَنَحْوَهُمَا.

اور جوان دونوں کی مانند ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز جماعت میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٢۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

۵۶۴۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے بھول کر لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہہ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ خیرات کرے۔

فائدہ: لات اور عزیٰ عرب میں دو بت تھے کہ کافر اس کی قسمیں کھایا کرتے تھے جب لوگ مسلمان ہوئے تو بموجب عادت کے بعض لوگ بھول کر بتوں کی قسمیں کھا جاتے تو حضرت ﷺ نے اس کا علاج یہ بتلایا کہ جو بت کی قسم کھائے وہ کلمہ پڑھ لیا کرے اس واسطے کہ اگر وہ بدستور اسی حال پر رہے تو خوف ہے کہ اس کا عمل باطل ہو کہ اس نے بعد ایمان کے کفر کا کلمہ بولا اور کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ نہیں اس حدیث میں اطلاق حلف کا ساتھ غیر اللہ کے اور اس میں تو فقط تعلیم ہے کہ جو بھول کر یا جہالت سے بتوں کی قسم کھا جائے تو جلدی کرے اس چیز کی طرف جو اس کا گناہ اس سے اتارے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو زبان سے ایسا کلمہ بولے جس کا بولنا اس کو لائق نہ ہو تو چاہیے کہ جلدی کرے طرف اس چیز کی جو اٹھائے گناہ کو قائل سے اگر کہا ہو اس کے معنی کو قصد کر کے اور پہلے بیان کی ہے میں نے توجیہ اس کی حدیث مذکور میں اور جو کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو اس کو خیرات کرنے کا حکم کیا تو اس کی وجہ مناسبت کی اس حیثیت سے ہے کہ اس نے ارادہ کیا تھا اخراج مال کا باطل میں سو حکم کیا اس کو ساتھ اخراج مال کے حق میں اور وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی اس باب میں ظاہر ہے۔ (فتح)

٥٦٤٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ

۵۶۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پایا چند سواروں میں اور حالانکہ وہ اپنی باپ کی قسم کھاتے تھے تو حضرت ﷺ نے ان کو پکارا خبردار ہو بے شک اللہ تم کو منع کرتا ہے اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے سو جو قسم کھانا چاہے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے اور نہیں تو چپ رہے۔

وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ.

فائدہ: اس حدیث میں نہی ہے قسم کھانے سے بغیر اللہ کے اور اس کی شرح کتاب الایمان والنذور میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مقصود اس کے ذکر کرنے سے اس جگہ اشارہ کرنا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں آ چکی ہے کہ جو اللہ کے سوائے کسی اور چیز کی قسم کھائے اس نے شرک کیا لیکن چونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نہی کے سننے سے پہلے قسم کھائی تھی اس واسطے وہ معذور تھے اس قسم کھانے میں اسی واسطے صرف نہی پر اقتصار کیا ان کو منع کر دیا اور مؤاخذہ نہ کیا اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تاویل کی کہ ان کے باپ کا حق جوان پر ہے تقاضا کرتا ہے اس کو کہ وہ مستحق ہے کہ اس کی قسم کھائی جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے بیان کیا کہ اللہ نہیں چاہتا کہ اس کے سوائے کسی اور کی قسم کھائی جائے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾.

جو جائز ہے غصہ اور سختی کرنا اللہ کے حکم کے واسطے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاد کر اے پیغمبر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کر، آخر آیت تک۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایذا پر صبر کیا کرتے تھے تو یہ فقط اپنی جان کے حق میں ہے اور بہر حال جو اللہ کا کام ہوتا تو اس میں اللہ کا حکم بجا لاتے سختی کرتے۔ (فتح)

٥٦٤٤۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيْهِ صُوَرٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ وَقَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُصَوِّرُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ.

٥٦٤٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر آئے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا تھا جس میں تصویریں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا پھر آپ نے اس پردے کو پکڑا اور اس کو پھاڑ ڈالا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ تر سخت عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو ان تصویروں کو بناتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

٥٦٤٥۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک میں صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں فلانے مرد کے سبب سے کہ وہ

قَالَ أَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا قَالَ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِيْ مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ.

ہماری نماز کو دراز کرتا ہے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ کرنے میں اس دن سے سخت تر غضبناک کبھی نہیں دیکھا سو فرمایا کہ اے لوگو! بے شک تم میں سے بعض نفرت دلانے والے ہیں سو جو تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے یعنی امام بنے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں بیمار اور بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز جماعت میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ رَأٰى فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهٖ فَتَغَيَّظَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ اللّٰهَ حِيَالَ وَجْهِهٖ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهٖ فِي الصَّلَاةِ.

٥٦٤٦۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے آپ نے مسجد کے قبلے میں کھنکار دیکھا سو آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچا اور غصے ہوئے پھر فرمایا کہ جب کوئی نماز میں ہو تو اللہ اس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے پس چاہیے کہ کوئی شخص نماز میں ہرگز اپنے کے سامنے نہ تھوکے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ خُذْهَا

٥٦٤٧۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک سال لوگوں میں مشہور کر پھر اس کے باندھنے کے دھاگے اور اس کی تھیلی کو پہچان رکھ پھر اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے پھر اس نے کہا یا حضرت! بھولی بھٹکی بکری کا کیا حکم ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پکڑ پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا

فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

بھیڑیے کے واسطے یعنی اس کو پکڑ لینا جائز ہے پھر اس نے کہا یا حضرت! پس بھولے بھٹکے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ کہا راوی نے سو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ آپ کے دونوں رخسار یا چہرہ سرخ ہوا پھر فرمایا کیا کام ہے تجھ کو اس سے اس کے ساتھ اس کے موزے ہیں اور اس کی مشک ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو ملے یعنی اس کا پکڑنا جائز نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لقطہ کے بیان میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٨ ـ وَقَالَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً أَوْ حَصِيْرًا فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْهَا فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَّجَآءُوْا يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ ثُمَّ جَآءُوْا لَيْلَةً فَحَضَرُوْا وَأَبْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَرَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيْعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهٗ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ.

۵۶۴۸۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک سال رمضان میں چٹائی کا چھوٹا سا حجرہ بنایا یعنی ایک جگہ مسجد میں چٹائی اپنے گرد کھڑی کی تا کہ آپ کے پاس کوئی آدمی نہ جائے اور آپ کا خشوع زیادہ ہو سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اس میں نماز پڑھنے کو سو بہت لوگوں نے حضرت ﷺ کی طرف قصد کیا اور آئے اس حال میں کہ حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر ایک رات لوگ اور موجود ہوئے اور حضرت ﷺ نے ان سے دیر کی سو ان کی طرف نہ نکلے تو اصحاب نے اپنی آواز بلند کی اور دروازے کو کنکریاں ماریں سو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے غضبناک ہو کر اور ان سے فرمایا کہ ہمیشہ رہا تمہارے ساتھ تمہارا عمل یعنی تراویح کے واسطے جمع ہونا یہاں تک کہ مجھ کو گمان ہوا کہ وہ قریب ہے کہ تم پر فرض ہو جائے سو لازم پکڑو نماز کو اپنے گھروں میں اس واسطے کہ بہتر نماز مرد کی اپنے گھر میں ہے مگر فرض نماز کہ اس کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔

فائدہ: یہ سب حدیثیں پہلے گزر چکی ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں ذکر ہے حضرت ﷺ کے غضبناک ہونے کا مختلف اسباب میں مرجع ان سب کا اس کی طرف ہے کہ یہ سب غصہ حضرت ﷺ کا اللہ کے کام میں اور دینی امر میں تھا اور ظاہر کیا غضب کو اس واسطے کہ وہ زیادہ تر تاکید کرنے والا ہے بیچ زجر کرنے کے اس سے اور غرض اخیر حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے غضبناک ہو کر اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ ان پر غصے اس واسطے ہوئے تھے کہ وہ جمع ہوئے بغیر حضرت ﷺ کے حکم کے انہوں نے اشارے پر کفایت نہ کی یعنی اس اشارے پر کہ حضرت ﷺ ان کی طرف نہ نکلے بلکہ انہوں نے مبالغہ کیا کہ حضرت ﷺ کے دروازے کو کنکریاں ماریں اور آپ کا پیچھا کیا اس واسطے غضبناک ہوئے کہ حضرت ﷺ نے دیر کی واسطے شفقت کرنے کے اوپر ان کے تا کہ ان پر تراویح کی نماز فرض نہ ہو جائے اور حالانکہ ان کا گمان کچھ اور تھا اور بعید تر ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ نماز پڑھی گئی حضرت ﷺ کی مسجد میں بغیر آپ کے حکم کے اور یہ جو آخر حدیث میں کہا کہ افضل نماز مرد کی اپنے گھر میں ہے سوائے فرض نماز کے تو یہ قول حضرت ﷺ کا دلالت کرتا ہے کہ مراد ساتھ صلوۃ کے دوسری حدیث میں **اجعلوا من صلاتکم فی بیوتکم ولا تتخذوھا قبورا** یعنی کچھ نماز اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور نہ ٹھہراؤ ان کو قبریں نفل نماز ہے اور حکایت کی ابن تین نے ایک قوم سے کہ مستحب ہے کہ اپنے گھر میں کچھ فرض نماز پڑھے اور ضعیف کہا ہے اس کو ساتھ حدیث باب کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَآئِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾.

باب ہے بیچ بیان ڈرنے کے غضب سے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے اور جب غصے ہوتے ہیں تو معاف کرتے ہیں وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں خوشی اور ناخوشی میں اور وہ لوگ جو کھاتے ہیں غصے کو اور معاف کرتے ہیں لوگوں سے اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکو کاروں کو۔

فائدہ: اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ دوسری آیت کے طرف اس چیز کے کہ اول حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے سو انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے کہ حضرت ﷺ ایک قوم پر گزرے جو کشتی کرتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلانا آدمی ایسا زور آور ہے کہ کسی سے کشتی نہیں کرتا مگر کہ اس کو پچھاڑ دیتا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتلاؤں جو اس سے سخت تر زور آور ہے وہ مرد ہے کہ کسی مرد نے اس سے کلام کیا اور اس کو غصہ آیا سو اس نے اپنے غصہ کو کھایا سو وہ غالب ہوا اپنے نفس پر اور اپنے شیطان پر اور

اپنے ساتھی کے شیطان پر روایت کیا ہے اس کو بزار نے ساتھ سند حسن کے اور نہیں دونوں آیتوں میں دلالت اوپر ڈرانے کے غضب سے مگر جب غصہ کھانے والے کو۔ بے حیائیوں سے بچنے والے کے ساتھ جوڑا جائے تو ہوگی اس میں اشارت طرف مقصود کی۔ (فتح)

٥٦٤٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

۵۶۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑے پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے یعنی باوجود غصے کے ایسی بے جا حرکت نہ کرے کہ آخر کو پچھتائے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت کے اول میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے درمیان پہلوان کس کو گنتے ہو؟ اصحاب نے کہا کہ جس کو کوئی نہ پچھاڑ سکے اور ایک روایت میں ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے جو غضبناک ہو سو سخت ہو غصہ اس کا اور سرخ ہو چہرہ اس کا پھر وہ اپنے غصے کو پچھاڑے۔ (فتح)

٥٦٥٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوْسٌ وَّأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ.

۵۶۵۰۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑے اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے سو ایک نے اپنے ساتھی کو گالی دی اور اس کا چہرہ غصے کے سبب سے سرخ ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں وہ بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس کو کہتا تو اس کا غصہ جاتا رہتا، اگر کہتا: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے تو اس کا غصہ جاتا رہتا تو لوگوں نے اس مرد سے کہا کہ کیا تو نہیں سنتا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں دیوانہ نہیں۔

فائدہ: اس نے یہ نہ جانا کہ غصہ شیطان کی مس سے ہے اور شاید وہ منافق تھا یا گنوار سخت خو۔ (ق)

٥٦٥١۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

۵۶۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے

أَبُو بَكْرٍ هُوَ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ.

حضرت ﷺ سے کہا کہ مجھ کو نصیحت کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر، سو اس نے کئی بار سوال دوہرایا، حضرت ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ تین بار فرمایا کہا خطابی نے کہ یہ جو فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر تو اس کے معنی یہ ہیں کہ بچ غصے کے اسباب سے اور نہ چھیڑ اس چیز کو جو اس کو حاصل کرے اور بہر حال نفس غصہ سو نہیں حاصل ہوتی ہے اس سے نہی اس واسطے کہ یہ پیدائشی چیز ہے نہیں دور ہوتی ہے پیدائش سے اور اس کے غیر نے کہا کہ جو غصہ طبع حیوانی کی قسم سے ہو اس کا دفع کرنا ممکن نہیں سو نہ داخل ہوگا نہی میں اس واسطے کہ وہ تکلیف مالا یطاق ہے اور جو غصہ اس قسم سے ہو جو ریاضت سے کمایا جاتا ہے تو وہی مراد ہے اس جگہ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ غصہ کیا کر اس واسطے کہ بہت بڑی چیز جس سے غصہ پیدا ہوتا ہے تکبر ہے اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے وہ وقت مخالفت امر کے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے سو باعث ہوتا ہے اس کو تکبر غصے پر سو جو شخص کہ تواضع کرے یہاں تک کہ اس کے نفس کی عزت جاتی رہے سلامت رہتا ہے وہ غصے کی بدی سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ کر جو حکم کرے تجھ کو غصہ کہا ابن بطال نے پہلی حدیث میں ہے کہ مجاہدہ نفس کا اشد ہے دشمن کے مجاہدے سے اس واسطے کہ جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے اس کو حضرت ﷺ نے سب لوگوں میں بڑا پہلوان ٹھہرایا ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ شاید سائل غصہ ور تھا اور حضرت ﷺ نے اس کو صرف یہی نصیحت کی کہ غصہ نہ کر اور کہا ابن تین نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر تو اس میں آپ نے دنیا اور آخرت کی بھلائی کو جمع کیا اس واسطے کہ غصہ پہنچاتا ہے طرف قطع کرنے کی اور منع نرمی کے اور اکثر اوقات اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ مغضوب علیہ کو ایذا ہوتی ہے پس کم ہوتا ہے دین سے اور احتمال ہے کہ ہو تنبیہ ساتھ اعلیٰ کے ادنیٰ پر اس واسطے کہ بڑا دشمن آدمی کا شیطان اور اس کا نفس ہے اور غصہ صرف انہیں دونوں سے پیدا ہوتا ہے سو جو ان دونوں کے ساتھ جہاد کرے یہاں تک کہ ان پر غالب ہو باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے شدت محنت سے تو وہ اپنے نفس کی شہوت پر بطریق اولیٰ غالب ہوگا اور کہا ابن حبان نے کہ نہ کر بعد غصے کے کوئی چیز جس سے تو منع کیا گیا ہے نہ یہ کہ حضرت ﷺ نے اس کو پیدائشی غصے سے منع کیا تھا کہ نہیں کوئی حیلہ اس کے واسطے دفع کرنے میں اور کہا بعض علماء نے کہ اللہ نے غصے کو آگ سے پیدا کیا ہے اور ٹھہرایا ہے اس کو پیدائشی بات انسان میں سو جب قصد کرے یا جھگڑا کیا جائے کسی غرض میں تو غصے کی آگ بھڑکتی ہے اور جوش مارتی ہے یہاں تک کہ اس کا چہرہ اور اس کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں لہو سے اس واسطے کہ بدن

کا چڑا حکایت کرتا ہے اس کی جو اس کے پیچھے ہے اور یہ اس وقت ہے جب کہ غصہ کرے اس پر جو اس سے نیچے ہو اور جب غصہ کرے اس پر جو اس سے اوپر ہو تو اس کے بدن کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور یہ ظاہر میں ہے اور باطن میں اس سے دشمنی اور حسد اور حقد پیدا ہوتا ہے اور یہ سب اثر اس کا بدن میں ظاہر ہوتا ہے اور بہر حال اثر اس کا زبان میں سو بولنا اس کا ساتھ گالی کے اور بیہودہ بکنے کے کہ جس سے عاقل شرماتا ہے اور پشیمان ہوتا ہے اس کا قائل وقت فرو ہونے غصے کے اور نیز ظاہر ہوتا ہے اثر غضب کا فعل میں ساتھ مارنے کے اور قتل کرنے کے اور اگر یہ حاصل نہ ہو مغضوب علیہ بھاگ جائے تو اپنے نفس کی طرف رجوع کرتا ہے سو اپنے کپڑے پھاڑتا ہے اور اپنا چہرہ پیٹتا ہے اور اکثر اوقات گر پڑتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات برتنوں کو توڑ ڈالتا ہے اور مارتا ہے اس کو جس کا اس میں کوئی گناہ نہ ہو اور جوان مفسدوں میں تامل کرے وہ پہچان لے گا مقدار اس چیز کی کہ شامل ہے اس پر یہ کلمہ لطیف حکمت سے اور حاصل کرنے مصلحت کے سے بیچ دفع کرنے مفسدہ کے اس چیز سے کہ دشوار ہے گننا اس کا اور واقف ہونا اس کی نہایت پر اور یہ سب حکم دنیاوی غصے میں ہے نہ دینی غصے میں کما تقدم تقریرہ اور مدد کرتا ہے اوپر ترک کرنے غضب کے یاد رکھنا اس چیز کا جو وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت غصہ کھانے کے اور جو آئی ہے غصے کی عاقبت میں وعید سے اور یہ کہ پناہ مانگے شیطان مردود سے کما تقدم فی حدیث سلیمان اور یہ کہ وضو کرے کما تقدم فی حدیث عطیة واللہ اعلم، کہا طوفی نے کہ قوی تر چیز غصے کے دفع کرنے میں یاد رکھنا توحید حقیقی کا ہے اور یہ کہ نہیں ہے کوئی فاعل سوائے اللہ کے اور جو فاعل کہ اس کے سوائے ہے تو وہ اس کے واسطے آلہ ہے سو جس کی طرف متوجہ ہو ساتھ بری چیز کے اس کے غیر کی جہت سے تو یاد کرے اس بات کو کہ اگر چاہتا اللہ تو یہ غیر اس فعل سے نہ ہوتا تو اس کا غصہ دور ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اگر وہ اس حالت میں غصہ کرے تو اس کا غصہ اللہ پر ہو گا جو بلند اور بزرگ ہے اور یہ خلاف ہے بندگی کے، میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گا بھید اس کا کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کو جس نے غصہ کیا کہ پناہ مانگے شیطان سے تو ممکن ہے اس کو یاد کرنا اس چیز کا کہ مذکور ہوئی اور جب شیطان بدستور اس کے وسوسے پر قادر رہے تو نہیں ممکن ہے اس کو کہ کسی چیز کو اس سے یاد کر سکے، واللہ اعلم۔

بَابُ الْحَيَآءِ — باب ہے بیچ بیان حیا یعنی شرم کرنے کے

فائدہ: حیا کی تعریف کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا ہے ابن دقیق کے واسطے اصل حیا کا باز رہنا ہے پھر استعمال کیا گیا ہے انقباض میں اور حق یہ ہے کہ باز رہنا حیا کے لازم لازم چیزوں سے ہے اور لازم چیز کا اس اصل نہیں ہوتا اور جب امتناع حیا کو لازم ہے تو ہو گا تحریض میں اوپر ملازمت حیا کے رغبت دلانا اوپر باز رہنے کے فعل معیوب چیز کے سے۔ (فتح)

۵۶۵۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ — ۵۶۵۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَآءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ إِنَّ مِنَ الْحَيَآءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَآءِ سَكِينَةً فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صَحِيفَتِكَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرمانا نہیں لاتا مگر خیر اور خوبی کو یعنی حیا شرعی کا ہر حال میں نیک ہی ثمرہ ہوتا ہے تو بشیر نے کہا کہ حکمت میں لکھا ہوا ہے کہ حیا سے ہے بھاری رہنا یعنی اپنے آپ میں باقدر اور باعزت رہنا اور حیا سے سکینہ نالائق حرکتوں سے آرام میں رہنا تو عمران نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو مجھ کو اپنی کتاب سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: اور یہ غصے ہونا عمران رضی اللہ عنہ کا اسی وجہ سے تھا کہ اس سے یہ کہا نہیں تو وقار اور سکینہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کے خیر ہونے کی منافی ہو اشارہ کیا طرف اس کی ابن بطال نے لیکن احتمال ہے کہ غضبناک ہوا ہو اس کے قول سے منہ اس واسطے کہ تبعیض سے سمجھا جاتا ہے کہ اس میں سے بعض چیز اس کے مخالف ہے اور حالانکہ اس نے روایت کیا کہ وہ کل خیر ہے اور کہا قرطبی نے کہ معنی کلام کے اشارہ کرتے ہیں کہ حیا میں بعض وہ چیز ہے کہ باعثِ ہوتی ہے اپنے ساتھی کو وقار پر کہ دوسرے کی عزت کرے اور اپنے نفس میں باعزت رہے اور بعض وہ چیز ہے کہ اس کو باعث ہوتی ہے اس پر کہ آرام کرے اور اپنے نفس میں باعزت رہے اور بعض وہ چیز ہے کہ اس کو باعث ہوتی ہے اس پر کہ آرام کرے بہت نالائق چیزوں کی حرکت سے جو مروت والوں کے ساتھ لائق نہیں ہیں اور نہیں انکار کیا اس قدر پر عمران رضی اللہ عنہ نے معنی کے اعتبار سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا اس پر عمران رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے کہ اس نے اس کو بیان کیا بیچ جگہ اس شخص کے جو پیغمبر کی کلام کا غیر کی کلام سے معارضہ کرے اور بعض نے کہا اس واسطے معارضہ کیا کہ تا کہ سنت کے ساتھ کوئی اور کلام نہ مل جائے۔ (فتح)

٥٦٥٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يُعَاتِبُ أَخَاهُ فِي الْحَيَآءِ يَقُوْلُ إِنَّكَ لَتَسْتَحْيِي حَتّٰى كَأَنَّهُ يَقُوْلُ قَدْ أَضَرَّ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۶۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک مرد پر گزرے اور وہ اپنے بھائی کو شرم کرنے میں جھڑکتا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اس واسطے کہ شرم تو ایمان کی نشانی ہے۔

دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْإِيْمَانِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اپنے بھائی کو وعظ کرتا تھا یعنی اس کو یاد دلاتا تھا جو مرتب ہوتا ہے شرم کرنے پر مفسدے سے اور یہ جو کہا کہ حیا ایمان سے ہے تو حکایت کی ابن تین نے ابی عبدالملک سے کہ مراد ساتھ اس کے ایمان کامل ہے اور کہا ابوعبید ہروی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حیا کرنے والا اپنے حیا کے سبب گناہوں سے الگ ہوتا ہے اگرچہ نہ ہو اس کے واسطے تقیہ سو ہو جاتا ہے مانند ایمان کی جو اس کے اور گناہوں کے درمیان جدائی کرنے والا ہے کہا عیاض وغیرہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا حیا ایمان سے اگرچہ پیدائشی بات ہے اس واسطے کہ استعمال کرنا اس کا اوپر قانون شرعی کے محتاج ہے طرف قصد اور کسب کرنے کے اور علم کے اور بہرحال یہ جو کہا کہ وہ سب خیر ہے اور نہیں لاتا مگر خیر کو تو مشکل ہے حمل کرنا اس کا عموم پر اس واسطے کہ کبھی آدمی کسی کو برا کام کرتے دیکھتا ہے اور شرم کے مارے اس کو روبرو کچھ نہیں کہتا اور باعث ہوتا ہے اس کو بعض حقوق کے ترک کرنے پر اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ حیا کے ان حدیثوں میں حیا شرعی ہے اور جو باعث ہو اس کو اوپر ترک کرنے بعض حقوق کے وہ حیا شرعی نہیں بلکہ وہ عاجز ہونا اور ذلیل ہونا ہے اور اس کو حیا اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ حیا شرعی کے مشابہ ہے اور وہ ایک خو ہے کہ باعث ہو اوپر ترک کرنے قبیح کے، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ حیا جس کی خو سے ہو اس میں نیکی غالب تر ہوتی ہے سو معدوم ہوتی ہے وہ چیز کہ جو شاید اس سے واقع ہو اس چیز سے جو مذکور ہوئی بہ نسبت اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے اس کے واسطے ساتھ حیا کے خیر سے اور کہا ابوالعباس قرطبی نے کہ حیا کسب کیا گیا وہی ہے جس کو شارع نے ایمان سے ٹھہرایا ہے اور وہی ہے جس کی تکلیف دی گئی ہے سوائے اس حیا کے جو پیدائشی ہے لیکن جس میں پیدائشی حیا ہو وہ اس کو حیا مکتسب پر مدد کرتا ہے اور کبھی مل جاتا ہے ساتھ کسب کیے گئے سو ہو جاتا ہے پیدائشی اور حضرت ﷺ میں دونوں قسم کا حیا موجود تھا سو پیدائشی حیا میں تو کنواری عورت سے زیادہ تر شرمانے والے تھے اور کسب کیے گئے حیا میں بلند چوٹی میں تھے اور ساتھ اس کے پہچانی جاتی ہے مناسبت تیسری حدیث کے ذکر کرنے کی اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٦٥٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَوْلَى أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَآءً مِنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ عُتْبَةَ يَعْنِيْ مَوْلَى أَنَسٍ

۵۶۵۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کنواری عورت سے زیادہ تر شرمانے والے تھے جو اپنے پردے میں ہو۔ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا (جس سے قتادہ روایت کرتا ہے) اس کا نام عبداللہ بن ابی عتبہ ہے یعنی انس کا مولی اور صحیح عبارت اس طرح ہے کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عتبہ انس رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سے روایت کی۔

الصَّحِيحُ قَتَادَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِی عُتْبَةَ مَوْلٰی اَنَسٍ.

بَابُ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

جب تجھ کو شرم نہ رہے تو جو تیرے جی میں آئے سو کر

٥٦٥٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰی إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

٥٦٥٥۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی پیغمبری کی کلام سے جو لوگوں نے باتیں پائیں ہیں ایک یہ بات ہے کہ جب تجھ کو شرم نہ رہے اللہ سے نہ خلق سے تو جو تو چاہے سو کر۔

فائدہ: یعنی حیا اور شرم سب پیغمبروں کے دین میں پسند ہے اس کا حکم کبھی موقوف نہیں پس آدمی کو لازم ہے کہ حیا کو کبھی نہ چھوڑے کہا خطابی نے کہ حدیث میں امر کا لفظ بولا خبر کا نہیں بولا تو اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی حیا اور شرم کے سبب سے بدکاموں سے رکتا ہے اور جب شرم نہ رہے تو آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ گویا طبیعت اس کو حکم کرتی ہے کہ جو بدی چاہتا ہے اور یہ حدیث ذکر بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اربعین میں کہ امر اس حدیث میں اباحت کے واسطے ہے یعنی جب تو کوئی کام کرنا چاہے سو اگر وہ ایسا کام ہو کہ تجھ کو اس میں کسی سے شرم نہ آئے نہ اللہ سے نہ خلق سے تو اس کو کر یعنی تجھ کو اس کا کرنا جائز ہے ورنہ نہیں اور اسی پر ہے مدار اسلام کا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مامور بہ کام واجب اور مندوب ہو تو اس کے چھوڑنے سے شرم آتی ہے اور اگر وہ کام حرام اور مکروہ ہو تو اس کے کرنے سے شرم آتی ہے اور بہرحال مباح سو اس کے فعل سے حیا کرنا جائز ہے اور اسی طرح اس کے ترک کرنے سے سو شامل ہے یہ حدیث پانچوں حکموں کو اور بعض نے کہا کہ یہ امر تہدید کے واسطے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تجھ میں شرم نہ رہے تو جو تیرا جی چاہے کر سو بے شک اللہ تجھ کو اس کی سزا دے گا اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ حیا کی بڑی شان ہے اور بعض نے کہا کہ امر ساتھ معنی خبر کے ہے یعنی جو شرم نہیں کرتا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ

دین کی بات پوچھنے میں حق بات پوچھنے سے نہ شرمانا

فائدہ: یہ تخصیص ہے واسطے عموم کے جو اس سے پہلے باب میں ہے کہ حیا سب خیر ہے اور محمول کیا جائے گا حیا خبر ماضی میں اور پر حیا شرعی کے سو جو اس کے سوائے ہے جس میں حقیقت حیا کی لغۃً پائی جاتی ہے وہ مراد نہیں ہو گا۔ (فتح)

٥٦٥٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ.

۵۶۵۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک اللہ نہیں شرماتا حق بات کہنے سے سو کیا واجب ہے عورت پر نہانا جب کہ اس کو احتلام ہو؟ یعنی خواب میں کسی سے صحبت کرے، حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! جب کہ منی دیکھے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

٥٦٥٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضْرَآءَ لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلَا يَتَحَاتُّ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ شَجَرَةُ كَذَا هِيَ شَجَرَةُ كَذَا فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ هِيَ النَّخْلَةُ وَعَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ فَقَالَ لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.

۵۶۵۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کی مثل اس سبز درخت کی مثل ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور زمین پر نہیں گرتے تو لوگوں نے کہا کہ وہ فلانا درخت ہے وہ فلانا درخت ہے سو میں نے چاہا کہ کہوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نوجوان لڑکا تھا سو میں شرمایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں نے یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو اس نے کہا کہ اگر تو نے اس کو کہا ہوتا تو میرے نزدیک بہتر ہوتا ایسے ایسے مال سے یعنی سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ باب کے اس وجہ سے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے پر انکار کیا اس کی اس بات پر کہ جو اس کے دل میں آیا تھا اس کو اس نے شرم سے نہ کہا اور عمر رضی اللہ عنہ نے آرزو کی کہ کاش اس نے اس کو کہا ہوتا؟۔ (فتح)

٥٦٥٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ

۵۶۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت

سَمِعْتُ ثَابِتًا أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ تِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ فِيَّ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ مَا أَقَلَّ حَيَآءَ هَا فَقَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ عَرَضَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهَا.

حضرت ﷺ کے پاس آئی اپنی جان کو حضرت ﷺ پر عرض کیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ کو میری حاجت ہے میں نے اپنی جان آپ کو بخشی؟ تو انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ وہ کیا بے حیا ہے، تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تجھ سے بہتر ہے کہ اس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور مناسبت تینوں حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيْفَ وَالْيُسْرَ عَلَى النَّاسِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور حضرت ﷺ دوست رکھتے تھے تخفیف اور آسانی کو لوگوں پر۔

۵۶۵۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا.

۵۶۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سخت نہ پکڑو اور تسلی اور دلاسا دو اور نہ بھڑکاؤ۔

فائدہ: یعنی نرمی چاہیے تاکہ لوگ دین سیکھیں سختی نہ چاہیے کہ لوگ وحشت پکڑیں اور دوسری حدیث کو مالک نے روایت کیا ہے چاشت کی نماز میں اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ اس کو گھر میں پڑھا کرتے تھے اس خوف سے کہ آپ کی امت پر دشوار ہو اور دوست رکھتے تھے ان پر تخفیف کو۔

۵۶۶۰۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضٍ يُصْنَعُ فِيْهَا شَرَابٌ مِّنَ الْعَسَلِ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِّنَ الشَّعِيْرِ يُقَالُ لَهُ

۵۶۶۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو دونوں سے فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرنا اور سختی نہ کرنا اور بشارت دینا اور نہ بھڑکانا اور ایک دوسرے سے موافقت رکھنا کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یا حضرت! ہم ایسی زمین میں ہیں کہ اس میں شہد کی شراب بنائی جاتی ہے اس کو بتع کہا جاتا ہے اور شراب جو کی کہ اس کو مزر کہا جاتا ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

الْمِزْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

فائدہ: اور مراد ساتھ یسروا کے لینا ہے تسکین کو بھی اور آسانی کو بھی اس جہت سے کہ نفرت دلانا اکثر مشقت کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ضد ہے تسکین کی اور بشارت دینا اکثر تسکین کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ضد ہے تنفیر کی اور کہا طبری نے کہ مراد آسانی کرنے کی حکم سے اس چیز میں ہے کہ نفلوں سے ہو اس قسم سے کہ دشوار ہوتا ہے انجام کار اس تک نوبت نہ پہنچے کہ آدمی اس سے تھک جائے اور اس کو بالکل چھوڑ بیٹھے یا اپنے عمل سے خوش ہو سو حبط ہو اور اس چیز میں جس کی اس کو رخصت ہوئی فرضوں سے جیسے فرض بیٹھ کر پڑھنا عاجز کے واسطے اور فرض روزہ نہ رکھنا مسافر کے واسطے سو دشوار ہو اوپر اس کے اور گزر چکا ہے کتاب المغازی میں بیان اس وقت کا جس میں حضرت ﷺ ان کو یمن میں بھیجا تھا۔ (فتح)

٥٦٦١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلّٰهِ.

٥٦٦١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں اختیار دیا گیا حضرت ﷺ کو دو امروں میں کبھی مگر کہ ان میں سے آسان تر کو اختیار کیا جب تک کہ گناہ نہ ہوتا اور اگر گناہ ہوتا تو اس سے دور تر ہوتے بہ نسبت اور لوگوں کی اور حضرت ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کبھی بدلہ نہیں لیا کسی چیز میں مگر یہ کہ اللہ کی حرمت توڑی جائے تو اللہ کے واسطے بدلہ لیتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفۃ النبی میں گزر چکی ہے کہا بیضاوی نے کہ گناہ والی چیز اور نہ گناہ والی چیز کے درمیان اختیار دینا اس وقت متصور ہے جب کہ مثلاً کفار سے صادر ہو وفیہ توجیہ آخر تقدم۔

٥٦٦٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا عَلٰى شَاطِئِ نَهَرٍ بِالْأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَآءُ فَجَآءَ أَبُوْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَلٰى فَرَسٍ فَصَلّٰى وَخَلّٰى فَرَسَهٗ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ

٥٦٦٢۔ حضرت ازرق بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نہر کے کنارے پر تھے ہواز میں (کہ نام ہے ایک جگہ کا ہے نزدیک عراق کے) البتہ دور ہوا تھا اس سے پانی سو ابو برزہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر آئے سو انہوں نے نماز شروع کی اور اپنا گھوڑا چھوڑا سو گھوڑا چلا سو وہ نماز چھوڑ کر اس کے پیچھے چلے

فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبِعَهَا حَتّٰى أَدْرَكَهَا فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَضٰى صَلَاتَهُ وَفِيْنَا رَجُلٌ لَهُ رَأْيٌ فَأَقْبَلَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ فَأَقْبَلَ فَقَالَ مَا عَنَّفَنِيْ أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّ مَنْزِلِيْ مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهُ لَمْ آتِ أَهْلِيْ إِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأٰى مِنْ تَيْسِيْرِهِ.

یہاں تک کہ اس کو پایا اور اس کو پکڑا پھر آئے اور اپنی نماز ادا کی اور ہم لوگوں میں ایک مرد تھا اس کے واسطے خارجیوں کی رائے تھی سو متوجہ ہوا کہتا تھا کہ اس بوڑھے کو دیکھو کہ اس نے گھوڑے کے واسطے اپنی نماز چھوڑی پھر ابو برزہ رضی اللہ عنہ روبرو آئے سو کہا کہ نہیں سختی کی مجھ سے کسی نے جب سے میں نے حضرت ﷺ کو چھوڑا کہا راوی نے اور ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نماز پڑھتا رہتا اور اس کو چھوڑ دیتا تو میں اپنے گھر والوں کے پاس رات تک نہ آتا اور ذکر کیا کہ اس نے حضرت ﷺ کی صحبت کی سو دیکھا آپ کا آسانی کرنا۔

فائدہ: یعنی جو باعث ہوا اس کو اس فعل پر اس واسطے کہ نہیں جائز تھا اس کے واسطے کہ کرے اس کو اپنی رائے سے بغیر اس کے کہ حضرت ﷺ سے ایسے فعل کا مشاہدہ کیا ہو۔ (ق)

٥٦٦٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَثَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوْا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَأَهْرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهِ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّآءٍ أَوْ سَجْلًا مِّنْ مَّآءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ.

٥٦٦٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کیا سو لوگ اس کی طرف اٹھے تا کہ اس کو ڈانٹیں تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر چھوٹا ڈول پانی کا یا بڑا ڈول پانی کا بہا دو اس واسطے کہ تم تو فقط بھیجے گئے ہو آسانی کرنے والے اور نہیں بھیجے گئے سختی کرنے والے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں غلو کرنا اور میانہ روی سے بڑھنا مذموم ہے اور بہتر وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اور اس کا کرنے والا خود پسندی وغیرہ ہلاک کرنے والی چیزوں میں امن میں رہے۔ (فتح)

بَابُ الْإِنْبِسَاطِ إِلَى النَّاسِ

لوگوں کے ساتھ کشادہ پیشانی رکھنا اور بلا تکلف بات چیت کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ خَالِطِ النَّاسَ وَدِيْنَكَ لَا تَكْلِمَنَّهُ

یعنی اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ آدمیوں میں ملا رہ اور اپنے دین کو بچا یعنی اس کو نہ چھوڑ اور اس کو زخمی نہ کر یعنی نالائق باتوں سے۔

وَالدُّعَابَةِ مَعَ الْأَهْلِ

اور گھر والوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا

فائدہ: اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! آپ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں فرمایا کہ میں نہیں کہتا مگر حق اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے نہ جھگڑ و نہ خوش طبعی کر، الحدیث، اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ منع وہ خوش طبعی ہے جس میں زیادتی ہو اور اس پر ہمیشگی کرے اس واسطے کہ اس میں روگردانی ہے اللہ کے ذکر سے اور فکر کرنے سے دین کے ضروری حکموں میں اور اکثر اوقات اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے اور دوسرے کو ایذا ہوتی ہے اور کینہ پیدا ہوتا ہے اور رعب جاتا رہتا ہے اور آدمی خفیف ہو جاتا ہے اور جو اس سے سلامت ہو وہ مباح ہے اور اگر کوئی مصلحت ہو جیسے مخاطب کے دل کو خوش کرنا اور اس کی دل لگی تو یہ مستحب ہے اور کہا غزالی نے یہ غلط ہے کہ خوش طبعی کو پیشہ ٹھہرائے اور تمسک کرے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش طبعی کی سو وہ مانند اس شخص کے ہے جو گھومے جس طرف ہوا گھومے۔ (فتح)

٥٦٦٤ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِأَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ.

٥٦٦٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ملے رہتے تھے یعنی بلا تکلف ہم سے بات چیت کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے کہتے اے ابو عمیر! کیا کیا بلبل نے؟ یعنی تیری بلبل کو کیا ہوا؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٦٦٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ

٥٦٦٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور چند لڑکیاں میری مصاحب تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آتے تھے تو آپ سے چھپ جاتی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میرے پاس بھیجتے تو وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے بنانا گوڑیوں کا بسبب کھیلنے لڑکیوں کے ساتھ ان کے اور یہ خاص کیا گیا ہے عموم نہی سے کہ تصویروں کا بنانا حرام ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے عیاض نے اور نقل کیا ہے اس کو جمہور سے اور یہ کہ جائز رکھا ہے انہوں نے گوڑیوں کی بیع کو واسطے لڑکیوں کے تا کہ ان کو لڑکپن سے اپنے گھر کے کاروبار اور اپنی اولاد کا تجربہ حاصل ہو اور بعض نے کہا کہ وہ منسوخ ہے اور طرف اس کی میل کی ہے ابن بطال نے اور کہا بیہقی نے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ تصویر کا بنانا منع ہے پس محمول ہوگا یہ اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے رخصت اس کے حرام ہونے سے پہلے تھی اور کہا منذری نے کہ اگر گوڑی تصویر کی طرح ہو تو وہ حرام ہونے سے پہلے ہے ورنہ جو تصویر نہ ہو اس کو بھی کبھی گوڑی کہتے ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے حلیمی نے سو کہا اس نے کہ اگر بت کی طرح صورت ہو تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

لوگوں سے صلح رکھنا یعنی نرمی سے ٹالنا اور اچھی طرح سے جواب دینا اور ظاہر میں چین بچین نہ ہونا اور سختی سے کلام نہ کرنا۔

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہ ہم بعض لوگوں کے منہ میں یعنی روبرو مسکراتے ہیں اور ہمارے دل ان کو لعنت کرتے ہیں یعنی ہم ظاہر میں ان سے ہنستے ہیں اور دل میں ان سے بغض وعداوت رکھتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ لوگوں کے ساتھ مدارات کرنا ایمان داروں کے اخلاق سے ہے اور وہ جھکانا ہے بازو کا یعنی تواضع کرنا ساتھ مسلمانوں کے اور اُن سے نرم بات کرنا اور اُن کے ساتھ بات چیت میں سختی نہ کرنا اور یہ قوی تر سبب ہے اُلفت کے اسباب سے اور گمان کیا ہے بعض نے کہ مدارات وہ مداہنت ہے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ مدارات مندوب ہے اور مداہنت حرام ہے اور فرق یہ ہے کہ مداہنت وہاں سے ہے اور وہ یہ ہے کہ ظاہر ہو کسی چیز پر اور اس کا باطن پوشیدہ ہو اور تفسیر کیا ہے اس کو علماء نے ساتھ اس کے کہ وہ برتاؤ کرنا ہے ساتھ فاسق کے اور ظاہر کرنا رضا مندی کا ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس میں ہے بغیر انکار کرنے کے اوپر اس کے اور مدارات کے معنی ہیں نرمی کرنا ساتھ جاہل کے تعلیم میں اور ساتھ فاسق کے منع کرنے میں فعل سے یعنی اس کو بدکام سے نرمی کے ساتھ منع کرے اور اس پر سختی نہ کرے جس جگہ نہ ظاہر ہو جس میں وہ ہے اور انکار کرنا اس پر ساتھ نرم قول اور فعل کے خاص کر جب کہ اس کے الفت دلانے کی حاجت ہو۔ (فتح)

٥٦٦٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهُ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ أَوْ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ.

۵۶۶۶۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کے پاس اجازت مانگی فرمایا کہ اس کو اجازت دو سو برا بیٹا ہے اپنی قوم کا فرمایا کہ برا بھائی ہے اپنی قوم کا سو جب وہ اندر آیا تو حضرت ﷺ نے اُس سے نرم کلام کیا سو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے کہا جو کہا پھر آپ نے اس کے واسطے نرم کلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! سب لوگوں سے بدتر مرتبے میں قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس کا لوگ ملنا چھوڑ دیں اس کی بدگوئی کے ڈر سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نکتہ بیچ وارد کرنے اس کے اس جگہ اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں مدارات کا لفظ واقع ہوا ہے اور وہ صفوان کی حدیث میں ہے کہ اس میں ہے کہ میں اس سے مدارات کرتا ہوں اس کے نفاق کے سبب سے اور میں ڈرتا ہوں کہ فساد کرے کسی غیر پر۔(فتح)

٥٦٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِّنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِيْ نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ قَدْ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ أَيُّوْبُ بِثَوْبِهِ وَأَنَّهُ يُرِيْهِ إِيَّاهُ وَكَانَ فِيْ خُلُقِهِ شَيْءٌ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ.

۵۶۶۷۔حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو ریشمی قبائیں تحفہ بھیجیں جن میں سونے کے تکمے لگے تھے سو حضرت ﷺ نے ان کو اپنے چند اصحاب میں تقسیم کیا اور ان میں سے ایک مخرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطے الگ کر رکھی پھر جب مخرمہ رضی اللہ عنہ آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ قبا تیرے واسطے چھپا رکھی تھی اشارہ کیا ایوب نے اپنے کپڑے سے کہ حضرت ﷺ وہ قبا اس کو دکھلائی اور اس کی خو میں کچھ چیز تھی یعنی وہ سخت خو تھا اور روایت کیا ہے اس کو حماد نے ایوب سے۔
اور کہا حاتم نے حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے مسور سے کہ حضرت ﷺ کے پاس قبائیں آئیں۔

18721

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح لباس میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا ہے اس طریق میں کہ اس کی خو میں کچھ چیز تھی اور البتہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے بعد اس حدیث کے جو اس سے پہلے ہے کہ وہی ہے جو اس میں مبہم ہے یعنی مراد رجل سے پہلی حدیث میں مخرمہ رضی اللہ عنہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے اس کی طرف اشارہ کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا مخرمہ رضی اللہ عنہ کے حق میں جو کہا گیا اس واسطے کہ وہ مزاج کا کڑا تھا اور اس کی زبان میں بدگوئی تھی اور یہ جو کہا کہ اشارہ کیا ایوب نے اپنے کپڑے سے یعنی تا کہ دکھلائے حاضرین کو کیفیت اس کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وقت کلام کرنے کے ساتھ مخرمہ رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

بَابُ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ — ایمان دار نہیں کاٹا جاتا ایک سوراخ سے دو بار

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَا حَكِيْمَ إِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ — اور کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ہے حلیم مگر تجربہ سے

فائدہ: کہا ابن اثیر نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں حاصل ہوتا ہے حلم یہاں تک کہ اختیار کرے بہت کاموں کو اور پھسلے بیچ ان کے پس عبرت پکڑے ساتھ ان کے اور چوک کی جگہوں کو سمجھ کر ان سے پرہیز کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہوتا ہے حلم کامل مگر جو کسی چیز میں پھسلے اور حاصل ہو اس کے واسطے اس سے خطا سو اس وقت پشیمان ہو سو لائق ہے اس کے واسطے جو اس طرح ہو کہ پردہ پوشی کرے اس پر جس کو کسی عیب پر دیکھے اور اس سے معاف کرے اور اسی طرح جو تجربہ کار ہو اس کو چیزوں کا نفع اور ضرر معلوم ہو جاتا ہے سو نہیں کرتا ہے کوئی چیز مگر حکمت سے اور کہا طیبی نے ممکن ہے کہ ہو تخصیص حلیم کی ساتھ تجربہ والے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ جو حلیم نہ ہو وہ اس کے برخلاف ہے اور بہر حال حلیم جو تجربہ کار نہ ہو کبھی پھسلتا ہے ان جگہوں میں کہ نہیں لائق ہے ان میں حلم کرنا برخلاف حلیم تجربہ کار کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اثر کے ساتھ حدیث باب کے۔ (فتح)

٥٦٦٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ.

٥٦٦٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان دار نہیں کاٹا جاتا ایک سوراخ سے دو بار۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ یہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے یعنی ایمان دار کو چاہیے کہ غفلت سے ڈرے کسی کام میں ایک بار دھوکا اور فریب کھا کے دوسری بار اس میں دھوکا نہ کھائے اور کبھی یہ دھوکا دین کے کام میں ہوتا ہے جیسے دنیا کے کام میں ہوتا ہے اور دین کا کام زیادہ تر ڈرنے کے لائق ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گناہ کرے اور دنیا

میں اس کو اس کی سزا دی جائے یعنی اس کی حد اس کو ماری جائے تو اس کو اس کے بدلے آخرت میں عذاب نہ ہوگا، میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے قائل کی مراد یہ ہے کہ حدیث کا عموم اس کو شامل ہے تو یہ ممکن ہے ورنہ حدیث کا سبب اس سے انکار کرتا ہے اور اس کی تائید کرتا ہے قول اس کا جس نے کہا کہ اس حدیث میں تحذیر ہے غفلت کرنے سے اور اشارہ ہے طرف استعمال فطنت کی اور کہا ابوعبید نے اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لائق ہے ایمان دار کو جب کسی وجہ سے تکلیف پائے کہ اس کی طرف پھر جائے اور یہی معنی ہیں جن کو اکثر نے سمجھا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ ایمان دار کے ایمان دار کامل ہے جو باریک کاموں پر واقف ہو اور جو ایمان دار غافل ہو تو وہ کئی بار کاٹا جاتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ادب شریف ہے کہ ادب سکھلایا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اپنی امت کو اور تنبیہ کی ان کو ساتھ اس طرح کے کہ ڈریں اس چیز سے جس کی بدانجامی کا خوف ہو اور روایت ہے کہ ابوعزہ شاعر تھا سو جنگ بدر میں قیدیوں میں پکڑا آیا سو اس نے عیال اور محتاجی کی شکایت کی اور وعدہ کیا کہ میں دوسری بار کافروں کا ساتھ نہ دوں گا حضرت ﷺ نے اس پر احسان کیا اور بغیر چھڑوائے کے اس کو چھوڑ دیا دوسری بار پھر وہ کافروں کے ساتھ جنگ اُحد میں آیا اور گرفتار ہوا اور کہا کہ یا حضرت! مجھ پر احسان کیجیے کہ میں عیال دار ہوں اور محتاج ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے رخساروں کو مکے میں جا کر نہ پونچھے کہے کہ میں نے دو بار محمد ﷺ سے ٹھٹھا کیا پھر حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی کہ ایمان دار ایک سوراخ سے دو بار نہیں کاٹا جاتا پھر وہ قتل ہوا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ حلم نہیں ہے بہتر مطلق جیسے کہ جو نہیں ہے محمود مطلق اور اللہ تعالیٰ نے اصحاب کی صفت میں فرمایا کہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ

باب ہے بیچ حق مہمان کے

٥٦٦٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَلَا تَفْعَلْ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْرِكَ

٥٦٦٩۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے اور سوتا نہیں اور روزہ رکھا کرتا ہے اور افطار نہیں کرتا میں نے کہا کیوں نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا سو ایسا نہ کیا کر کچھ رات نماز پڑھا کر اور کچھ سویا کر اور کبھی روزہ رکھا کر اور کبھی نہ رکھا کر اس واسطے کہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور تیری دونوں آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور اُمید ہے کہ تیری عمر دراز ہو

عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّكَ عَسٰى أَنْ يَطُوْلَ بِكَ عُمُرٌ وَإِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ فَقُلْتُ فَإِنِّي أُطِيْقُ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ أُطِيْقُ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ هُوَ زَوْرٌ وَهٰؤُلَاءِ زَوْرٌ وَضَيْفٌ وَمَعْنَاهُ أَضْيَافُهُ وَزُوَّارُهُ لِأَنَّهَا مَصْدَرٌ مِثْلُ قَوْمٍ رِضًا وَعَدْلٍ يُقَالُ مَاءٌ غَوْرٌ وَبِئْرٌ غَوْرٌ وَمَاءَانِ غَوْرٌ وَمِيَاهٌ غَوْرٌ وَيُقَالُ الْغَوْرُ الْغَائِرُ لَا تَنَالُهُ الدِّلَاءُ كُلُّ شَيْءٍ غُرْتَ فِيْهِ فَهُوَ مَغَارَةٌ ﴿تَزَاوَرُ﴾ تَمِيْلُ مِنَ الزَّوَرِ وَالْأَزْوَرُ الْأَمْيَلُ.

اور کفایت کرتا ہے تجھ کو روزہ رکھنا مہینے سے تین دن اور یہ کہ ہر نیکی کا ثواب دس گناہ ہے سو یہ دائمی روزہ ہے یعنی اس میں دائمی روزے کا ثواب ہے سو میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ ہر ہفتے میں تین روزے رکھا کر کہا میں نے سختی کی سو مجھ پر سختی کی گئی میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا کر میں نے کہا اور داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا ہے فرمایا آدھا زمانہ یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔

کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ کہا جاتا ہے زور ھؤلاء زور وضیف یعنی اس کے اضیاف اور زوار یعنی زور کا لفظ ہمیشہ مفرد رہتا ہے تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا اگرچہ اس کا موصوف تثنیہ جمع ہو اس واسطے کہ وہ مصدر ہے جاری ہے اوپر مثل قول ان کے کے قوم رضا و مقنع وعدل یعنی جس طرح عدل وغیرہ ہمیشہ مفرد رہتا ہے اسی طرح زور بھی اور کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا﴾ کہا غورًا بھی مفرد ہے اور تثنیہ جمع کی صفت واقع ہوتا ہے کہا جاتا ہے ماء غور وبئر فور اور کہا جاتا ہے کہ غورا کے معنی ہیں غائر یعنی گہرا جس کو ڈول پہنچ نہ سکے اور جس چیز میں تو ڈوب جائے تو وہ مغارہ ہے اور لفظ تزاور کا جو سورہ کہف میں ﴿تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ﴾ میں ہے اس کے معنی میل کرتا ہے ماخوذ ہے زور سے اور ازور کے معنی ہیں بہت میل کرنے والا۔

بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَخِدْمَتِهِ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ وَقَوْلِهِ ﴿ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ﴾.

مہمان کی خاطر داری کرنا اور خود آپ اپنی جان سے اس کی خدمت کرنا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے مہمان جو خاطر کیے گئے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ ضیف کا واحد اور جمع ہوتا ہے۔

٥٦٧٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَآئِزَتُهُ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَّالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَّلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ مِّثْلَهُ وَزَادَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

٥٦٧٠۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے ایک دن رات اس کو تکلف کا کھانا کھلائے اور ضیافت کا حق تین دن ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ خیرات ہے اور نہیں حلال ہے اس کو کہ اس کے پاس ٹھہرے یہاں تک کہ اس کو تنگی میں ڈالے، اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سوال کیے گئے اس سے مالک سو کہا کہ اس کی تعظیم کرے اور اس کو تحفہ دے ایک دن رات اور ضیافت تین دن ہے، میں کہتا ہوں اختلاف ہے کہ یہ تین پہلے دن سے الگ ہیں یا پہلا دن بھی ان میں شمار کیا جاتا ہے سو کہا ابو عبید نے کہ تکلف کرے اس کے واسطے پہلے دن میں ساتھ نیکی اور مہربانی کے اور دوسرے اور تیسرے دن میں آگے لائے جو حاضر ہو اور نہ زیادہ کرے اپنی عادت پر پھر دے اس کو جس کے ساتھ وہ ایک دن کی مسافت طے کر سکے اور کہا خطابی نے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اس کے پاس کوئی مسلمان آئے اس کو تحفہ دے اور زیادہ کرے اس کو نیکی میں اس پر جو حاضر ہو پاس اس کے ایک دن رات اور باقی دو دنوں میں اس کے آگے لائے جو حاضر ہو پھر جب تین رات گزر جائیں تو اس کا حق جاتا رہا پھر جو اس پر زیادہ کرے وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ضیافت تین دن ہے اور اس کا تکلف کا کھانا ایک دن رات ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ تین دن کی ضیافت جائزے سے جدا ہے اور جواب دیا ہے طیبی نے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے بیان ہے پہلے جملے کے واسطے گویا کہا گیا کہ اس کا اکرام کس طرح کرے کہا کہ اس کا جائزہ اور ضرور ہے یہاں مقدر کرنا مضاف کا یعنی اس کے بر اور نیکی کا زمانہ اور ضیافت ایک دن رات ہے سو یہ روایت محمول ہے پہلے دن پر اور روایت عبدالحمید کی یعنی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائزہ تین دن سے جدا ہے محمول ہے اخیر دن پر یعنی بقدر اس کے کہ کفایت کرے اس کو ایک دن رات پس لائق ہے کہ اس کو اس پر محمول کیا جائے تا کہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے و جائزتہ بیان دوسری حالت کے واسطے اور وہ یہ ہے کہ کبھی ٹھہرتا ہے مسافر پاس

اس کے جس کے پاس اترے سو یہ زیادہ کیا جائے تین دن پر ساتھ تفصیل مذکور کے اور کبھی نہیں ٹھہرتا سو یہ دیا جائے جو کفایت کرے اس کو ایک دن رات اور شاید یہ وجہ قریب ہے طرف انصار کے اور یہ جو فرمایا کہ جو اس سے زیادہ ہو وہ صدقہ ہے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو اس سے پہلے ہے یعنی تین دن کی ضیافت وہ واجب ہے اس واسطے کہ اس کے صدقہ کہنے سے مراد یہ ہے کہ اس سے نفرت کرے اس واسطے کہ بہت لوگ خاص کر مالدار خیرات کے کھانے سے عار کرتے ہیں اور جو ضیافت کو واجب نہیں کہتا اس کی طرف سے جواب پہلے گزر چکے ہیں عقبہ کی حدیث کی شرح میں اور استدلال کیا ہے ابن بطال نے واسطے نہ واجب ہونے کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے وجائزتہ کہا اس نے اور جائزہ انعام اور احسان ہے واجب نہیں ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں ہے مراد ساتھ جائزہ کے ابو شریح کی حدیث میں عطیہ ساتھ اصطلاحی معنی کے یعنی جو شاعر اور وافد کو دیا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو حرج میں ڈالے یعنی تنگی میں ڈالے اور یثوی کے معنی ہیں اقامت مکان معین میں اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ اس کو گناہ میں ڈالے کہا نووی رحمہ اللہ نے اس واسطے کہ کبھی اس کی غیبت کرتا ہے اس کے بہت دیر ٹھہرنے کے سبب سے یا تعریض کرتا ہے اس کے واسطے جو اس کو ایذا دے یا اس کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے اور یہ سب محمول ہے اس وقت پر جب کہ نہ ہو ٹھہرنا گھر والے کے اختیار سے بایں طور کہ گھر والا اس کو کہے کہ اور کچھ دن ٹھہر جا یا اس کو غالب گمان ہو کہ وہ اس کو برا نہیں جانتا اور یہ مستفاد ہے اس کے اس قول سے یہاں تک کہ اس کو حرج میں ڈالے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب حرج نہ ہو تو یہ جائز ہے اور احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! اور کیا چیز ہے جو اس کو گناہ میں ڈالے فرمایا اس کے پاس ٹھہرے اور وہ نہ پائے جو اس کے آگے لائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تین دن کے بعد اس کو ٹھہرنا اس واسطے منع ہے تا کہ نہ ایذا دے اس کو سو اس کو گناہ میں ڈالے اس کے بعد کہ وہ ماجور تھا اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے تو مشکل جانی گئی ہے یہ تخییر اس واسطے کہ جب مباح دو شقوں میں سے ایک میں ہو تو لازم آتا ہے کہ ہو مامور بہ سو ہوگا واجب یا منع سو ہوگا حرام تو جواب یہ ہے کہ امر بیچ قول اس کے چاہیے کہ کہے یا چپ رہے مطلق اجازت کے واسطے ہے جو عام تر ہے مباح وغیرہ سے ہاں اس سے لازم آتا ہے کہ ہو مباح حسن واسطے داخل ہونے اس کے خیر میں اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ آدمی جب کلام کرنا چاہے تو چاہیے کہ اپنی کلام سے پہلے کفارہ دے سو اگر جانے کہ اس پر کوئی مفسدہ مرتب نہیں ہوتا اور نہ حرام یا مکروہ کی طرف نوبت پہنچتا ہے تو کلام کرے اور اگر مباح ہو تو سلامتی چپ رہنے میں ہے تا کہ نہ نوبت پہنچائے مباح طرف حرام اور مکروہ کی اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں ہے کہ کفایت کرتا ہے مرد کو اس کے عمل سے کہ بے فائدہ چیز میں کلام کم کرے۔ (فتح)

۵۶۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

۵۶۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

فائدہ: کہا طوفی نے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جو ایسا نہ کرے اس کا ایمان نہیں اور حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے مبالغہ ہے جیسے قائل کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو میرا کہا مان واسطے باعث ہونے اس کے کے فرمانبرداری پر نہ یہ کہ وہ باپ کی فرمانبرداری نہ کرنے سے اس کا بیٹا نہیں رہتا۔ (فتح)

٥٦٧٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰى فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوْا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِيْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ لَهُمْ.

٥٦٧٢۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! آپ ہم کو جہاد میں بھیجتے ہیں سو ہم ایک قوم پر اترتے ہیں وہ ہماری ضیافت نہیں کرتے سو کیا حکم ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا کہ تم کسی قوم میں اترو پھر وہ تمہارے واسطے سامان تیار کر دیں جیسا کہ مہمان کے واسطے چاہیے تو تم قبول کرو اور اگر وہ نہ کریں تو تم مہمانی کا حق جیسا کہ چاہیے ان سے لے لو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مظالم میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٦٧٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ

٥٦٧٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ

مہمان کے واسطے کھانا تیار کرنا اور تکلف کرنا

٥٦٧٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَأٰى أُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوْكَ أَبُو الدَّرْدَآءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَآءَ أَبُو الدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّيْ صَآئِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰى تَأْكُلَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَآءِ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ قَالَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ أَبُوْ جُحَيْفَةَ وَهْبٌ السُّوَآئِيُّ يُقَالُ وَهْبُ الْخَيْرِ.

۵۶۷۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ اور درداء رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا تو سلمان رضی اللہ عنہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گئے سو ام درداء رضی اللہ عنہا یعنی اس کی بیوی کو میلے کچیلے کپڑے پہنے دیکھا تو اس سے کہا کہ کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ تیرے بھائی ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی لذت کی کچھ حاجت نہیں پھر ابودرداء رضی اللہ عنہ آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے واسطے کھانا تیار کیا پس ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کھا، ابودرداء رضی اللہ عنہ، کیونکہ میں روزے دار ہوں، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو کھائے تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کھایا پھر جب رات ہوئے تو ابودرداء رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز پڑھنے لگے سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو رہ تو ابودرداء رضی اللہ عنہ سوئے پھر کھڑے ہونے لگے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو رہ سو جب پچھلی رات ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کھڑا ہو سو دونوں نے نماز پڑھی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ بے شک تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے سو ہر حق دار کو اپنا حق دے پھر ابو درداء رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ حال آپ سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور شرح اس کی روزے میں گزر چکی ہے اور واقع ہوئی ہے بیچ تکلف کرنے کے مہمان کے واسطے حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا کہ مہمان کے واسطے تکلف کریں

روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور اس میں قصہ ہے جو واقع ہوا تھا اس کے واسطے اپنے مہمان کے ساتھ جب کہ اس کے مہمان نے اس سے زیادتی طلب کی اس سے جو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کے آگے کیا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کے سبب سے اپنا لوٹا گروی رکھا پھر جب وہ مرد کھانے سے فارغ ہوا تو کہا شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو قناعت دی ساتھ اس کے جو روزی دی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اگر تو قناعت کرتا تو میرا لوٹا گروی کیوں پڑتا۔(فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ

جو مکروہ ہے غصہ کرنا اور بے قراری کرنا مہمان کے پاس

٥٦٧٥۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَضَيَّفَ رَهْطًا فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ دُوْنَكَ أَضْيَافَكَ فَإِنِّيْ مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيْءَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ اطْعَمُوْا فَقَالُوْا أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اطْعَمُوْا قَالُوْا مَا نَحْنُ بِآكِلِيْنَ حَتّٰى يَجِيْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ فَإِنَّهُ إِنْ جَآءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَأَبَوْا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَآءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ مَا صَنَعْتُمْ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِيْ لَمَّا جِئْتَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ أَضْيَافَكَ فَقَالُوْا صَدَقَ أَتَانَا بِهٖ قَالَ فَإِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِيْ وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ

٥٦٧٥۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کی مہمانی کی سو عبدالرحمٰن اپنے بیٹے سے کہا کہ لے اپنے مہمانوں کو یعنی ان کی خبر گیری کرنا اس واسطے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتا ہوں سو ان کی مہمانی سے فارغ ہو جانا میرے آنے سے پہلے سو عبدالرحمٰن چلا اور جو حاضر تھا سو ان کے پاس لایا اور کہا کہ کھاؤ مہمانوں نے کہا کہ گھر والا کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ کھاؤ، انہوں نے کہا کہ ہم نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ گھر والا آئے کہا کہ اپنی مہمانی ہم سے قبول کرو سو بے شک اگر وہ آیا اور تم نے کھانا نہ کھایا تو البتہ ہم اس سے ایذا پائیں گے یعنی ہم کو ایذا دے گا انہوں نے نہ مانا سو میں نے پہچانا کہ وہ مجھ پر غصے ہو گا پھر جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو میں اس سے الگ ہوا کہا تم نے کیا کیا؟ انہوں نے اس کو خبر دی سو کہا اے عبدالرحمٰن! سو میں چپ رہا پھر کہا اے عبدالرحمٰن! سو میں پھر چپ رہا پھر کہا اے جاہل! میں نے تجھ کو قسم دی اگر تو میری آواز سنتا ہے تو البتہ روبرو آ سو میں نکلا تو میں نے کہا کہ اپنے مہمانوں سے پوچھ انہوں نے کہا وہ سچا ہے ہمارے پاس کھانا لایا تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا سو تم نے تو میری انتظار کی قسم ہے اللہ کی میں آج کھانا نہیں کھاؤں گا تو اوروں نے

فَقَالَ الْآخَرُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهٗ حَتّٰى تَطْعَمَهٗ قَالَ لَمْ أَرَ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ وَيْلَكُمْ مَا أَنْتُمْ لِمَ لَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاكُمْ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَآءَهٗ فَوَضَعَ يَدَهٗ فَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ الْأُوْلٰى لِلشَّيْطَانِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا.

کہا قسم ہے اللہ کی ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے جب تک کہ تو نہ کھائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھی میں نے بدی میں کوئی چیز مثل اس رات کی ہائے نہیں تم کسی حال میں مگر یہ کہ اپنی مہمانی ہم سے قبول کرو اپنا کھانا لا وہ اس کو لایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا اور کہا بسم اللہ اور پہلی حالت یعنی غصے اور قسم کی حالت شیطان سے تھی سو کھایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور مہمانوں نے بھی کھایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ترجمہ نبوی میں گزر چکی ہے اور لینا غصے کا عبدالرحمٰن کے اس قول سے ہے کہ میں نے پہچانا کہ وہ مجھ پر غصے ہوگا اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے آئندہ طریق میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ غصے ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهٖ لَا آكُلُ حَتّٰى تَأْكُلَ فِيْهِ حَدِيْثُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہنا مہمان کا اپنے ساتھی سے کہ میں نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو کھائے، اس باب میں ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے ابودرداء رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف۔

٥٦٧٦۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهٗ أَوْ بِأَضْيَافٍ لَهٗ فَأَمْسٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَتْ لَهٗ أُمِّيْ احْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ أَوْ عَنْ أَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ قَالَ مَا عَشَّيْتِهِمْ فَقَالَتْ عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا أَوْ فَأَبٰى فَغَضِبَ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهٗ فَاخْتَبَأْتُ أَنَا فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهٗ

٥٦٧٦۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک یا کئی مہمان لائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شام کی یعنی بہت رات گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آئے سو جب آئے تو میری ماں نے ان سے کہا کہ تو آج رات اپنے مہمان یا مہمانوں سے رکا یعنی تو نے ان کی خبر نہیں لی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے کہا کہ ہم نے اس کے یا ان کے آگے رکھا تھا انہوں نے کھانے سے انکار کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے سو مجھ کو گالی دی اور ناک کان کٹا کہا اور قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائے گا سو میں چھپا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے جاہل! اور قسم کھائی عورت نے کہ کھانا نہیں کھائے گی یہاں

حَتّٰی یَطْعَمَهٗ فَحَلَفَ الضَّیْفُ أَوِ الْأَضْیَافُ أَنْ لَّا یَطْعَمَهٗ أَوْ یَطْعَمُوْهُ حَتّٰی یَطْعَمَهٗ فَقَالَ أَبُوْ بَکْرٍ کَأَنَّ هٰذِهٖ مِنَ الشَّیْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَکَلَ وَأَکَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا یَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَکْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ یَا أُخْتَ بَنِیْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا فَقَالَتْ وَقُرَّةِ عَیْنِیْ إِنَّهَا الْآنَ لَأَکْثَرُ قَبْلَ أَنْ نَّأْکُلَ فَأَکَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ أَنَّهٗ أَکَلَ مِنْهَا.

تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھائیں تو مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھائیں تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم کی حالت غضب اور شیطان سے تھی کھانا منگوایا اور کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا سو شروع ہوئے کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر کہ اس کے نیچے سے اس سے زیادہ تر بڑھ جاتا تھا تو کہا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا اور قسم ہے میری آنکھ کی ٹھنڈک کی البتہ اب وہ زیادہ ہے اس سے کہ ہمارے کھانے سے پہلے تھا سو انہوں نے کھایا اور اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا سو ذکر کیا راوی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا۔

بَابُ إِکْرَامِ الْکَبِیْرِ وَیَبْدَأُ الْأَکْبَرُ بِالْکَلَامِ وَالسُّؤَالِ

بڑے کا اکرام کرنا اور پہلے بڑا شروع کرے کلام اور سوال کو

فائدہ: مراد ساتھ بڑے کے وہ ہے جو عمر میں بڑا ہو جب کہ فضیلت میں برابر ہوں اور اگر عمر میں برابر ہوں تو جو فقہ اور علم میں فاضل ہو اس کو مقدم کیا جائے۔ (فتح)

٥٦٧٧۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَیْدٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ مَوْلَی الْأَنْصَارِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِیْ حَثْمَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَیِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ أَتَیَا خَیْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِی النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَیِّصَةُ وَمُحَیِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَکَلَّمُوْا فِیْ أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَکَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

٥٦٧٧۔ حضرت رافع بن خدیج اور سہل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما دونوں خیبر میں گئے سو کھجور کے باغوں میں جدا جدا ہوئے سو کسی نے عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا سو عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ اور حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہما مسعود کے بیٹے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے اپنے ساتھی کے معاملے میں کلام کیا سو پہلے عبدالرحمٰن نے کلام شروع کیا اور وہ ان میں کم عمر تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول بڑوں کو کلام کرنے دے کہا یحییٰ نے یعنی چاہیے کہ اول بڑا کلام کرے سو انہوں نے اپنے ساتھی کے حال میں کلام کیا یعنی جو قتل ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں تو تم اپنے

كَبِّرِ الْكُبْرَ قَالَ يَحْيٰى يَعْنِيْ لِيَلِيَ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوْا فِيْ أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَسْتَحِقُّوْنَ قَتِيْلَكُمْ أَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ فِيْ أَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ فَوَدَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِهِ قَالَ سَهْلٌ فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ فَدَخَلَتْ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِيْ بِرِجْلِهَا قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ يَحْيٰى حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ وَحْدَهُ.

مقتول یا فرمایا ساتھی کی دیت کے مستحق ہو گے انہوں نے کہا کہ حضرت یہ ایسا کام ہے جس کو ہم نے آنکھ سے نہیں دیکھا یعنی ہم کو یقین نہیں کہ انہوں نے مارا یا کسی اور نے تو ہم کس طرح قسم کھائیں، حضرت ﷺ نے فرمایا سو بری ہوں گے تم سے یہود ساتھ قسم پچاس آدمیوں کے ان میں سے یعنی اگر یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسم کھا گئے تو تمہارے دعوے سے بری ہو جائیں گے انہوں نے کہا کہ یا حضرت! وہ کافر لوگ ہیں سو حضرت ﷺ نے ان کو اپنی طرف سے بدلہ دیا کہا سہل رضی اللہ عنہ نے سو میں نے ایک اونٹنی ان اونٹوں سے پائی سو میں اونٹوں کی جگہ میں آیا تو اس نے مجھ کو لات ماری۔ کہا لیث نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ نے اس نے بشیر سے اس نے سہل رضی اللہ عنہ سے کہا یحییٰ نے میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا ساتھ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے الخ۔

فائدہ: اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ وارد کرنے اس کے اس کی طرف کہ بڑے کو مقدم کرنا اس جگہ ہے جب کہ دونوں فضیلت میں برابر ہوں اور اگر چھوٹے کے پاس وہ چیز ہو جو بڑے کے پاس نہ ہو تو اس کو بڑے کے ہوتے کلام کرنے سے منع نہ کیا جائے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے افسوس کیا اس پر کہ اس کے بیٹے نے کلام نہ کیا باوجود اس کے کہ اس نے عذر کیا کہ اس وقت عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما وہاں موجود تھے اور باوجود اس کے اس نے افسوس کیا کہ اس نے کلام کیوں نہ کیا۔ (فتح) اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا کہ بڑی عمر والا پہلے کلام کرے یعنی تا کہ تحقیق ہو صورت قضیہ کی اور کیفیت اس کی نہ یہ کہ وہ اس کا مدعی تھا اس واسطے کہ دعوے کا حق دار تو اس کا بھائی عبدالرحمٰن تھا۔ (ق)

۵۶۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوْنِيْ بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ

۵۶۷۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دو مجھ کو اس درخت سے جس کی مثل ایمان دار کی مثل ہے دیتا ہے میوہ اپنا ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اور اس کے پتے نہیں جھڑتے سو میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور

الْمُسْلِمِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَلَا تَحُتُّ وَرَقَهَا فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِيْ قُلْتُ يَا أَبَتَاهُ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُوْلَهَا لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ مَا مَنَعَنِيْ إِلَّا أَنِّيْ لَمْ أَرَكَ وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا فَكَرِهْتُ.

کا درخت ہے سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں اور حالانکہ وہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود تھے سو جب دونوں نے کلام نہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پھر جب میں اپنے باپ کے ساتھ نکلا تو میں نے کہا اے باپ! میرے جی میں آیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اس نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا اس کے کہنے سے اگر تو نے اس کو کہا ہوتا تو میرے نزدیک بہتر ہوتا ایسے ایسے مال سے؟ اس نے کہا کہ نہیں منع کیا مجھ کو کسی چیز نے مگر یہ کہ میں نے تجھ کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ تم دونوں نے کلام نہ کیا سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَآءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ

جو جائز ہے شعر اور رجز اور حداء سے اور جو مکروہ ہے اس سے

فائدہ: شعر اس کلام کو کہتے ہیں جو قافیہ دار اور موزوں ہو قصداً یعنی جس میں تک بندی اور وزن ہو اور جو بلا قصد واقع ہو اس کا نام شعر نہیں رکھا جاتا اور رجز ایک قسم ہے شعر کی نزدیک اکثر کے اور اکثر اس کو جنگ میں پڑھتے ہیں اور بہر حال حداء سو وہ ہانکنا اونٹ کا ہے ساتھ ایک قسم راگ کے اور حداء اکثر اوقات رجز کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی شعر کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور البتہ جاری ہوئی ہے عادت اونٹوں کی کہ جب راگ کیا جائے تو وہ آسانی اور جلدی سے چلتے ہیں اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے کہ حداء بالاتفاق جائز ہے اور ملحق ہیں ساتھ حداء کے وہ ابیات جو مشتمل ہیں اوپر شوق دلانے کے طرف حج کی ساتھ ذکر خانہ کعبے وغیرہ مشاہد کے اور اس کی نظیر وہ چیز ہے جو رغبت دلائی جاتی ہے ساتھ اس کے غازیوں کو اوپر جہاد کے اور اسی قسم سے ہے تسلی دینا عورت کا اپنے بچے کو ہنڈولے میں۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَهِيْمُوْنَ وَأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو گمراہ ہیں، آخر سورۃ تک۔

فائدہ: کہا مفسرین نے کہ مراد ساتھ شعراء کے اس آیت میں شاعر مشرکوں کے ہیں پیروی کرتے ہیں ان کی گمراہ لوگ اور شیطان سرکش اور جن نافرمان اور روایت کرتے ہیں ان کے شعروں کی اس واسطے کہ گمراہ نہیں پیروی کرتا مگر گمراہ کی جو اس کی مثل ہو اور روایت کی عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مستثنٰی ہے ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ الی اخر السورۃ یعنی مگر جو ایمان لائے وہ گمراہ نہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ جب یہ آیت اتری ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ﴾ تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں شاعر ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھ جو اس کے بعد ہے ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ آخر سورہ تک۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ كُلِّ لَغْوٍ يَخُوْضُوْنَ

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ ﴿فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ﴾ یعنی ہر بیہودہ بات میں بحث کرتے ہیں۔

فائدہ: اور اس کے غیر نے کہا کہ یھیمون کے معنی ہیں کہتے ہیں ممدوح اور مذموم ہیں جو اس میں نہ ہو سو وہ ہائم کی طرح ہیں اور ہائم وہ ہے جو قصد کے مخالف ہو اور یہ جو کہا جو مکروہ ہے اس سے تو یہ قسیم ہے اس کے قول یا جوز کا اور جو حاصل ہوتا ہے علماء کے کلام سے شعر جائز کی تعریف میں یہ ہے کہ نہ کثرت کرے اس سے مسجد میں اور خالی ہو بے خو سے اور مبالغہ سے مدح میں اور کذب محض اور غزل ساتھ معین کے حلال نہیں اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع کو اس پر کہ جائز ہے شعر جب کہ ہو اس طرح اور استدلال کیا ہے ساتھ احادیث باب وغیرہ کے اور کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شعر پڑھا گیا یا پڑھوایا اور اس پر انکار نہ کیا اور ذکر کیں باب میں پانچ حدیثیں جو دلالت کرتی ہیں جواز پر اور ان میں سے بعض حدیثیں تفصیل کرنے والی ہیں واسطے اس چیز کے کہ مکروہ ہے اس چیز سے کہ مکروہ نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض شعر اچھا ہے اور بعض برا سو اچھے لے اور برے کو چھوڑ دے اور ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے عطاء سے شعر اور غنا کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے جب کہ نہ ہو بے حیائی اور بیہودگی۔ (فتح)

٥٦٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ

٥٦٧٩۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض شعر حکمت ہے۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً.

فائدہ: یعنی سچی بات حق کے مطابق اور بعض نے کہا کہ اصل حکمت کے معنی ہیں منع کرنا یعنی بعض شعر کلام نافع ہے مانع ہوتا ہے سفہ سے اور روایت کی ابوداؤد نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیان جادو ہے اور بعض علم جہل ہے اور بعض شعر حکمت ہے اور بعض قول عیل ہے تو صعصعہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ﷺ نے سچ فرمایا بہر حال یہ جو فرمایا کہ بعض بیان جادو ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی مرد پر کسی کا حق ہوتا ہے اور وہ حق دار سے زیادہ خوش تقریر ہوتا ہے سو اپنی جادو بیانی سے دوسرے کا حق لے جاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ بعض علم جہل ہے تو یہ اس طرح ہے کہ تکلف کرتا ہے عالم طرف علم اپنے کی جس کا اس کو علم نہیں یعنی دخل در معقول دیتا ہے سو وہ اس کو معلوم نہیں ہوتا اور یہ جو کہا کہ بعض شعر حکمت ہے سو وہ بھی وعظ کی چیزیں اور امثال ہیں جن کے ساتھ لوگ نصیحت پکڑتے ہیں اور بعض قول عیل ہے یعنی کلام کو اس کے آگے بیان کرنا جو اس کو نا ارادہ کرتا ہو کہا ابن تین نے اس کا مفہوم یہ ہے کہ بعض شعر اس طرح نہیں ہے اس واسطے کہ حرف من کا واسطے بعض کے ہوتا ہے کہا ابن بطال نے جس شعر اور رجز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی تعظیم اور اس کی توحید ہو اور اس کی فرماں برداری تو وہ بہتر ہے اور اس کی ترغیب دی گئی ہے اور یہی مراد ہے حدیث میں کہ وہ حکمت ہے اور جو کذب اور فحش ہو تو وہ مذموم ہے کہا طبری نے اس حدیث میں رد ہے اس پر جو شعر کو مطلق مکروہ جانتا ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ شعر شیطان کی بانسری ہے اور مسروق سے روایت ہے کہ ایک شعر کا اول بیت پڑھ کے چپ ہوا کسی نے پوچھا تو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اپنے نامہ اعمال میں شعر پاؤں اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جب شیطان زمین پر اترا تو کہا اے میرے رب! میرے واسطے قرآن بنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا قرآن شعر ہے پھر جواب دیا ان اثروں سے ساتھ اس کے کہ یہ حدیثیں واہی ہیں اور برتقدیر قوی ہونے ان کے پس یہ محمول ہیں اوپر زیادتی کرنے کے بیچ اس کے اور کثرت کرنے کے اس سے کما سیاتی تقریرہ اور دلالت کرتی ہیں جواز پر تمام حدیثیں باب کی اور روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں عمر بن شرید سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے شعر طلب کیا امیہ بن ابی صلت کے شعروں سے سو میں نے آپ کو اس کا ایک شعر پڑھ کر سنایا یہاں تک کہ میں نے سو شعر پڑھا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب اپنی مجلسوں میں شعر پڑھتے تھے اور اپنی جاہلیت کے زمانہ کا حال ذکر کرتے تھے اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا سو وہ شعر پڑھتے تھے اور روایت کی ترمذی وغیرہ نے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب آپ کے پاس شعر پڑھتے تھے سو حضرت ﷺ ان کو منع نہیں کرتے تھے اور اکثر اوقات مسکراتے تھے۔ (فتح)

٥٦٨٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ فَعَثَرَ فَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ.

٥٦٨٠۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے کہ آپ کو پتھر لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں پھسلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی خون آلودہ ہوئی سو فرمایا کہ نہیں تو کچھ مگر انگلی کہ خون آلودہ ہوئی اور اللہ کی راہ میں ہے جس چیز سے تو ملی یعنی یہ تکلیف تجھ کو اللہ کی راہ میں پہنچی۔

فائدہ: اور اختلاف ہے کہ کیا یہ کسی اور کا شعر ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تھا یا خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا شعر ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً انشا کیا تھا اور ساتھ پہلے قول کے جزم کیا ہے طبری وغیرہ نے اور اختلاف ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غیر کا شعر بطور حکایت کے اس سے پڑھا ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ پڑھا ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر پڑھا کرتے تھے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جائز تھا کہ دوسرے کے شعر کی حکایت کریں اور اس کو اس کے ناظم سے بطورِ حکایت کے پڑھیں اور غزوہ حنین میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب** اور یہ کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر جواز واقع ہونے کلام باوزن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر قصد کے اور نہیں نام رکھا جاتا اس کا شعر اور قرآنِ مجید میں ایسا بہت جگہوں میں واقع ہوا ہے لیکن اکثر ان میں آدھے بیت ہیں اور قلیل ان میں سے واقع ہوا ہے اوپر وزن پورے بیت کے سو پورے بیت کے قبیل سے ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَلْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ﴾ ﴿مُسْلِمَاتٌ مُّؤْمِنَاتٌ قَانِتَاتٌ تَائِبَاتٌ عَابِدَاتٌ سَائِحَاتٌ﴾ وعلی هذا القیاس اور بھی بہت آیتیں اس قبیل سے ہیں اور بہرحال آدھے ابیات سو نہایت بہت ہیں جیسے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ اور کہا گیا ہے جواب میں حدیث سے کہ واقع ہونا ایک بیت کا فصیح نہیں نام رکھا جاتا ہے شعر اور نہ قائل اس کا شاعر۔ (فتح)

٥٦٨١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ

٥٦٨١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ سچے مضمون کا شعر جس کو شاعر نے کہا لبید کا شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر چیز مٹنے والی ہے، اللہ کا نام سچا سب جھوٹا ہے جتن، اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہو۔

أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ.

فائدہ: زمانہ جاہلیت میں لبید نام کا ایک شاعر عرب میں تھا اس کا کہا یہ مصرع چونکہ حق تھا اور موافق قرآن کے مضمون کے تھا اس واسطے اس کی تعریف فرمائی معلوم ہوا کہ جس شعر کا مضمون حق ہو اور حکمت اور نصیحت پر مشتمل ہو اس کا پڑھنا شرع میں منع نہیں بلکہ پسندیدہ ہے جیسے گلستان اور بوستان سعدی شیرازی رحمہ اللہ کی اور امیہ بھی زمانہ کفر میں ایک شاعر تھا اس کے شعر میں حمد الٰہی اور دنیا کی مذمت کا مضمون تھا اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا شعر سنا پھر فرمایا کہ اس کی زبان ایمان لائی اور دل کافر رہا یعنی زبان سے تو مضمون اچھے نکلے لیکن دل سے کفر اور حب دنیا نہ گئی اور یہی حال ہے اکثر شاعروں کا کہ اشعار میں بعض مضمون نہایت خوب اور راست زبان سے نکلتے ہیں پھر دل سیاہ اسی واسطے فرمایا کہ امیہ قریب تھا کہ مسلمان ہو۔

٥٦٨٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ قَالَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاغْفِرْ فِدَآءً لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَتَيْنَا وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّآئِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ قَالَ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ

٥٦٨٢۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو ہم رات کو چلے تو قوم میں سے ایک مرد نے عامر سے کہا کہ کیا تو ہم کو اپنے گیتوں میں سے کچھ نہیں سناتا اور عامر شاعر مرد تھا سو اترا ہانکتا ہوا لوگوں کو گیت سے اور کہتا تھا الٰہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے سو بخش دے ہم کو تجھ پر فدا جو ہم نے پیروی کی اور ہمارے قدموں کو جمادے اگر ہم کفار سے ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹیں اور ڈال دے تسکین کو ہم پر اور جب ہم کو لڑائی کے لیے پکارا جاتا ہے تو ہم آتے ہیں اور ساتھ چیخ مارنے کے شور مچایا انہوں نے ہم پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا اونٹوں کو راگ سے؟ لوگوں نے کہا کہ عامر اکوع کا بیٹا فرمایا اللہ اس پر رحمت کرے تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ واجب ہوئی اس کے واسطے شہادت یا حضرت! کس واسطے فائدہ مند نہیں کیا آپ نے ہم کو ساتھ زندگی عامر کے کہا سو ہم خیبر میں آئے سو ہم نے ان کو گھیرا یعنی بہت دن یہاں تک کہ ہم کو سخت بھوک پہنچی پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر کو ان

شَدِيْدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِيْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوْا عَلٰى لَحْمِ حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيْهِ قِصَرٌ فَتَنَاوَلَ بِهِ يَهُوْدِيًّا لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ سَلَمَةُ رَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاحِبًا فَقَالَ لِيْ مَا لَكَ فَقُلْتُ فِدًى لَكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ مَنْ قَالَهُ قُلْتُ قَالَهُ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّأُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ نَشَأَ بِهَا مِثْلَهُ.

پر فتح کیا سو جب لوگوں کو شام ہوئی جس دن ان پر خیبر فتح ہوا تو انہوں نے بہت آگیں جلائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگیں کیسی ہیں کس چیز پر جلاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا گوشت پر فرمایا کس گوشت پر لوگوں نے عرض کیا کہ گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت پر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گوشت کو بہا دو یعنی پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم اس کو بہا دیں اور ہانڈیوں کو دھو لیں؟ فرمایا اس طرح کرو سو جب لوگوں نے لڑائی کے واسطے صف باندھی اور عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو قصد کیا ساتھ اس کے یہودی کو تا کہ اس کو مارے سو اس کی تلوار کا پیلا پھرا اور اس کے زانو پر لگا سو وہ عامر اسی صدمہ سے مر گیا سو جب پلٹے تو کہا سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھا اس حال میں کہ میرا رنگ متغیر ہے سو مجھ سے فرمایا کیا ہے تجھ کو؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں لوگوں نے گمان کیا عامر کا عمل باطل ہوا کہ حرام موت اپنے ہاتھ سے مرا فرمایا کس نے کہا؟ میں نے کہا فلانے اور فلانے اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹا ہے جس نے وہ قول کہا بے شک اس کے واسطے دوہرا اجر ہے اور اپنی دو انگلیوں کو جوڑا بے شک وہ غازی تھا اور محنت کش عرب کا آدمی کم تر اس کے برابر لڑائی میں چلا۔

فائدہ: فدا سے مراد رضا ہے یعنی ہم سے راضی ہو یا واقع ہوا ہے یہ کلمہ خطاب اس کلام کے سامع کے واسطے یا یہ کلمہ دعا ہے یعنی بخش ہم کو اور فدا کر ہم کو اپنے عذاب سے کہا ابن بطال نے معنی اس کا یہ ہے کہ بخش واسطے ہمارے دو گناہ جن کا ہم نے ارتکاب کیا یا یہ کہ ہماری مغفرت کر اور اپنے پاس سے ہمارا فدیہ کر پس ہم کو گناہوں کے بدلے عذاب نہ کر۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ نہیں ہے یہ شعر اور نہ رجز اس واسطے کہ وہ موزوں نہیں اور یہ قول اس کا ٹھیک نہیں اس

واسطے کہ بلکہ وہ رجز ہے موزوں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ جواز حداء کے اوپر جائز ہونے راگ سواروں قافلے کے جو نام رکھا گیا ہے ساتھ نصب کے اور وہ ایک قسم ہے شعر خوانی سے ساتھ ایسی آواز کے جس میں تمطیط ہو اور زیادتی کی ہے ایک قسم نے سو استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے راگ کرنا اور گانا ساتھ راگ کے مطلق ساتھ ان آوازوں کے کہ شامل ہے ان پر علم موسیقی کا اور اس میں نظر ہے اور کہا ماوردی نے کہ اس میں اختلاف ہے بعض نے تو اس کو مطلق مباح کہا ہے اور بعض نے اس کو مطلق منع کیا ہے اور مکروہ رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے صحیح تر قول میں اور منقول ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منع ہے اور اسی طرح اکثر حنابلہ سے اور نقل کیا ہے ابن طاہر نے کتاب السماع میں جواز اس کا بہت اصحاب سے لیکن نہیں ثابت ہے اس سے کوئی چیز مگر نصب میں جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا کہا ابن عبدالبر نے کہ راگ منع وہ ہے جس میں تمطیط ہو اور فاسد کرنا شعر کے وزن کو واسطے طلب کرنے خوش الحانی کے اور واسطے نکلنے کے عرب کے طریق سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی ہے رخصت قسم اول میں سوائے الحان عجمیوں کے کہا ماوردی نے یہی ہے جس کی اہل حجاز ہمیشہ رخصت دیتے ہیں بغیر انکار کے مگر دو حالتوں میں یہ کہ اس کی نہایت کثرت کرے اور یہ کہ ساتھ ہو اس کے وہ چیز جو منع کرے اس کو اس سے اور جو اس کو مباح کہتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ اس میں نفس کی راحت ہے سو اگر اس کو اس واسطے کرے کہ بندگی پر اس کو قوت ہو تو وہ مطیع ہے اور اگر اس سے گناہ پر قوت حاصل کرے تو وہ گنہگار ہے نہیں تو وہ مانند سیر کرنے کی ہے باغ میں اور طول کیا ہے غزالی رحمہ اللہ نے استدلال میں اور اس کا محل یہ ہے کہ راگ کرنا ساتھ رجز اور شعر کے ہمیشہ رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اور اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کیا ہے اس کو اور نہیں ہے وہ مگر اشعار کے وزن کیے جاتے ہیں عمدہ آواز اور خوش الحان سے اور اسی طرح راگ اشعار موزوں ہیں خوش آواز اور الحان موزوں سے ادا کیے جاتے ہیں یعنی راگ جائز ہے اور عامر کی حدیث کی پوری شرح جنگ خیبر میں گزر چکی ہے اور قول اس کا بیچ اس کے کہ عامر شاعر مرد تھا سو اترا ہانکتا ہوا قوم کو راگ سے تو اس سے لیا جاتا ہے تمام ترجمہ واسطے نہ ہونے اس کے شامل اوپر شعر اور رجز اور حداء کے اور لیا جاتا ہے اس سے رجز جملہ شعر سے اور قول اس کے سے **اللھم لولا انت ما اھتدینا** اور یہ جو کہا کہ اس کے واسطے شہادت واجب ہوئی تو اس دعا سے لوگوں نے سمجھا کہ عامر شہید ہوگا اس واسطے کہ ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت سے معلوم تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے لڑائی کے وقت بخشش کی دعا کرتے تو البتہ شہید ہو جاتا اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ دعا سنی تو عرض کیا یا حضرت! کیوں نہیں فائدہ مند کیا آپ نے ہم کو ساتھ زندگی اس کی کے۔ (فتح)

۵۶۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ

۵۶۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض عورتوں پر آئے اور ان کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں

مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ فَقَالَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَيْهِ قَوْلُهٗ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

سو حضرت ﷺ نے فرمایا ہائے تجھ کو اے انجشہ! آہستہ آہستہ چل اور اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک کہا ابوقلابہ نے سو حضرت ﷺ نے وہ بات کہی کہ تم میں سے کوئی کہے تو تم اس کو اس پر عیب ٹھہراؤ۔

فائدہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کسی سفر میں تھے اور ایک حبشی غلام جس کا نام انجشہ تھا وہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے اونٹوں کو ہانکتا تھا اور وہ غلام خوش آواز تھا آہنگ سے سرود گاتا جاتا تھا اور دستور ہے کہ اونٹ سرود سے بہت جلدی چلتے ہیں تو بیویوں کو سواری میں تکلیف ہوتی تھی اس واسطے حضرت ﷺ نے اس کو سرود کہنے اور جلد چلنے سے منع کیا تا کہ ان کو تکلیف نہ ہو یا اونٹوں سے گر نہ پڑیں اور عورتیں نازک بدن ہوتی ہیں اس واسطے حضرت ﷺ نے ان کو شیشہ باشا کہا اور بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہانک ان کو جیسے شیشے لدے ہوئے اونٹوں کو ہانکتے ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کو شیشوں کے ساتھ اس واسطے تشبیہ دی کہ وہ رضا سے بہت جلدی پھر جاتی ہیں اور وفا کم کرتی ہیں جیسے شیشہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور جڑ نہیں سکتا اور بعض نے کہا کہ وہ غلام خوش آواز تھا عشق انگیز اشعار پڑھتا تھا حضرت ﷺ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ عورتوں کے دلوں میں کچھ تاثیر ہو جائے اور ان کا شیشہ دل ٹوٹ جائے اور فتنہ پیدا ہو اور یہی راجح ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اسی واسطے داخل کیا ہے اس نے اس حدیث کو باب المعاریض میں اور اگر مراد گر پڑنا ہوتا تو شیشوں کے بولنے میں تعریض نہ ہوتی اور یہ جو ابوقلابہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے وہ بات کہی کہ اگر کوئی تم میں سے کہتا تو تم اس کو عیب ٹھہراتے تو کہا داؤدی نے کہ یہ قول ابوقلابہ نے اہل عراق کے واسطے کہا تھا واسطے اس چیز کے کہ تھی نزدیک ان کے تکلیف سے اور مقابلے حق کے سے ساتھ باطل کے کہا کرمانی نے کہ شاید اس نے نظر کی ہے اس کی طرف کہ شرط استعارہ کی یہ ہے کہ ہو وجہ شبہ کی جلی اور شیشہ اور عورت کے درمیان باعتبار ذات کی وجہ تشبیہ کے ظاہر نہیں لیکن حق یہ ہے کہ وہ کلام بیچ نہایت خوبی اور سلامتی کے ہے عیب سے اور نہیں لازم ہے کہ استعارہ میں وجہ تشبیہ کی ظاہر ہو باعتبار ذات کے بلکہ کفایت کرتا ہے جلی ہونا جو حاصل ہو قرائن سے جو حاصل ہوں اور وہ اس جگہ حاصل ہے اور احتمال ہے کہ مراد ابوقلابہ کی یہ ہو اگر ایسا استعارہ نہایت بلاغت میں حضرت ﷺ کے غیر سے صادر ہوتا جو بلیغ نہیں تو البتہ تم اس کو کھیل ٹھہراتے اور یہی ہے لائق ساتھ منصب ابوقلابہ کے میں کہتا ہوں اور جو داؤدی نے کہا وہ بعید نہیں لیکن مراد وہ شخص ہے جو تنطع کرے عبارت

میں اور پرہیز کرے ان الفاظ سے جو شامل ہوں اوپر کسی چیز کے بیہودہ بات سے۔ (فتح)

بَابُ هِجَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ باب ہے بیچ ہجو کرنے مشرکوں کے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے کہ بعض شعر کبھی مستحب ہوتا ہے اور البتہ روایت کی احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد کرو ساتھ کافروں کے اپنی زبانوں سے اور طبرانی نے عمار سے روایت کی ہے کہ جب مشرکوں نے ہماری ہجو کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ ان کو کہو جب وہ تم کو کہتے ہیں۔ (فتح)

٥٦٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِنَسَبِيْ فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی اجازت مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو تو میرے نسب کو کیا کرے گا یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری ہجو سے میرے نسب میں طعن آئے؟ تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں آپ کو ان میں سے کھینچوں گا جیسے کھینچا جاتا ہے بال آٹے سے اور ہشام سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ میں حسان رضی اللہ عنہ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گالی دینے لگا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کو گالی مت دے کہ بے شک وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکوں کو جواب دیتا تھا یعنی ان کی ہجو کرتا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو واقع ہوا ہے ایک طریق مرسل میں بیان اس کا اور سبب اس کا سو روایت کی عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ابن سیرین سے کہ مشرکوں کی ایک قوم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے اصحاب کی ہجو کی تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ علی رضی اللہ عنہ کو حکم نہیں فرماتے کہ مشرکوں کی ہجو کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنے ہاتھ سے مدد کی لائق ہے وہ اپنی زبان سے بھی مدد کریں تو انصاریوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مراد رکھتے ہیں سو انہوں نے حسان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، حسان رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے اور کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا! میں نہیں چاہتا کہ ہو میرے واسطے بدلے میری بات کے جو درمیان صنعاء اور بصرہ کے ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو لائق ہے ساتھ اس کے اس نے کہا کہ میں قریش کی نسبوں کو نہیں جانتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو ان کی نسب کی خبر دے اور یہ جو کہا کہ میں کھینچوں گا یعنی میں

خالص کروں گا آپ کی نسب کو ان کی ہجو سے ساتھ اس طور کے کہ نہ باقی رہے گی کوئی چیز آپ کے نسب سے اس چیز میں جس کی ہجو کی جائے مانند بال کی کہ جب کھینچا جائے تو نہیں باقی رہتی اس پر کوئی چیز آٹے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گالی دینا مشرکوں کو جواب میں اس کے جو وہ مسلمانوں کو گالیاں دیں اور نہیں معارض ہے یہ اس نہی کے اطلاق کو کہ مشرکوں کو گالیاں مت دو تا کہ وہ مسلمانوں کو گالیاں نہ دیں اس واسطے کہ یہ نہی محمول ہے اس پر کہ پہلے تم ان کو گالیاں نہ دو اور نہیں ہے مراد اس سے وہ شخص جو جواب دے بطورِ بدلہ لینے کے اور ینافح کے معنی ہیں جو جھگڑے ساتھ مدافعہ کے یعنی ساتھ دور کرنے طعن کے اس سے۔

٥٦٨٥۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ الْهَيْثَمَ بْنَ أَبِيْ سِنَانٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِيْ قَصَصِهِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَخًا لَكُمْ لَا يَقُوْلُ الرَّفَثَ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ ابْنَ رَوَاحَةَ قَالَ وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُو كِتَابَهُ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ أَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا بِهِ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِيْنَ الْمَضَاجِعُ تَابَعَهُ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

٥٦٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارا بھائی بیہودہ نہیں کہتا مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھائی سے ابن رواحہ ہے کہا ابن رواحہ نے اور ہم میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے کہ اللہ کی کتاب پڑھتا ہے جب کہ پھٹے سفیدی فجر کی روشن ہونے والی دکھلائی اس نے ہم کو راہ بعد گمراہی کے سو ہمارے دل یقین کرنے والے ہیں کہ بے شک جو اس نے کہا سو واقع ہونے والا ہے رات کاٹتا ہے اس حال میں کہ اپنے پہلو کو اپنے بستر سے جدا رکھتا ہے جب کہ بھاری ہو ساتھ مشرکوں کے خواب گاہ یعنی جب کہ وہ بستر پر سو جاتے ہیں۔ متابعت کی اس کی عقیل نے زہری سے اور کہا زبیدی نے زہری سے اس نے سعید اور اعرج سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رات کی نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ شعر جب مشتمل ہو اوپر ذکر اللہ کے اور نیک عملوں کے تو ہوتا ہے خوب پسندیدہ اور نہیں داخل ہوتا ہے اس شعر میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں مذمت کہا کرمانی نے کہ اول بیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرف اشارہ ہے اور تیسرے میں آپ کے عمل کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے میں تکمیل غیر کی طرف اشارہ ہے پس وہ کامل ہیں اور مکمل۔ (فتح)

٥٦٨٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ

٥٦٨٦۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا حسان رضی اللہ عنہ سے کہ گواہی چاہتا تھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سو کہتا تھا

حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَيَقُوْلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

اے ابوہریرہ! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اے حسان! تو جواب دے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے الٰہی! اس کی مدد کر جبریل علیہ السلام سے؟ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔

۵۶۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَّانَ اهْجُهُمْ أَوْ قَالَ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ.

۵۶۸۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہجو کر کفار قریش کی اور جبریل علیہ السلام تیرے ساتھ ہے یعنی اس کی طرف سے مضمون کا فیضان ہوگا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يَّكُوْنَ الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ

جو مکروہ ہے کہ ہو غالب آدمی پر شعر یہاں تک کہ روکے اس کو اللہ کے ذکر سے اور علم اور قرآن سے

فائدہ: بخاری اس حمل میں تابع ہے واسطے ابو عبید کے کما ساذکرہ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ذم اس وقت ہے جب امتلا کے واسطے ہو اور امتلا وہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کے غیر کے واسطے جگہ نہ ہو تو دلالت کی اس نے جو اس سے کم ہو وہ ذم میں داخل نہیں۔ (فتح)

۵۶۸۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا.

۵۶۸۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا پیٹ بھرنا پیپ سے یہ اس کے حق میں بہتر ہے اپنے پیٹ کو شعر سے بھرنے سے۔

۵۶۸۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ یَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَیْحًا یَرِیْهِ خَیْرٌ مِّنْ أَنْ یَّمْتَلِئَ شِعْرًا.

۵۶۸۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا پیٹ بھرنا پیپ سے یہاں تک کہ اس کے پیٹ کو کھائے یہ اس کے حق میں بہتر ہے اپنے پیٹ کو شعر سے بھرنے سے۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہ یہ جو کہا آدمی کا پیٹ تو احتمال ہے کہ مراد ظاہر معنی ہوں یعنی کل پیٹ مراد ہو جس میں دل وغیرہ ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے خاص دل ہو اور یہی ظاہر تر ہے اس واسطے کہ طب والے کہتے ہیں کہ جب کچھ چیز پیٹ سے دل کی طرف پہنچے تو آدمی ضرور مر جاتا ہے اگرچہ تھوڑی ہو برخلاف غیر دل کے اس چیز سے کہ پیٹ میں ہے جگر اور پھیپھڑے سے، میں کہتا ہوں اور قوی کرتی ہے احتمال اول کو روایت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی کہ اس میں ہے کہ آدمی کا پیٹ بھرنا پیپ سے زیر ناف سے حلق تک، اور ظاہر ہوتی ہے مناسبت اس کی واسطے دوسرے احتمال کے اس واسطے کہ مقابل اس کا اور وہ شعر ہے محل اس کا دل ہے اس واسطے کہ پیدا ہوتا ہے وہ دل سے اور اشارہ کیا ہے ابن ابی جمرہ نے اس کی طرف کہ اس میں کچھ فرق نہیں کہ خواہ اپنے پیدا کردہ شعروں سے اپنے پیٹ کو بھرے یا غیر کے شعروں سے اور قیح پیپ کو کہتے ہیں جس میں لہو نہ ملا ہوا ہو اور شعر سے مراد عام ہر شعر ہے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ نہ ہو مدح حق جیسے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدح اور جو چیز کہ شامل ہو اوپر ذکر کے اور زہد کے اور باقی وعظ کی چیزوں کے جس میں زیادتی ہو اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث عمرو بن شرید کی جو مسلم میں ہے کہا ابن بطال نے بعض نے کہا کہ مراد ساتھ شعر کے باب کی حدیثوں میں وہ شعر ہے جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی کہا ابوعبید نے کہ میرے نزدیک اس حدیث کے اور معنی ہیں اس واسطے کہ جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی اگر ہو آدھا بیت تو ہوگا کفر سو جب حدیث کو محمول کیا جائے اور پر بھرنے دل کے تو تھوڑے شعر کی اس سے رخصت ہوگی یعنی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو تھوڑی سی جائز ہوگی لیکن اس کی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اپنے دل کو شعر سے بھرے یہاں تک کہ شعر گوئی یا شعر خوانی کا شغل اس پر غالب ہو جائے اور اللہ کے ذکر اور قرآن پڑھنے سے باز رکھے یعنی مراد اس حدیث میں وہ شعر ہے کہ قرآن وغیرہ ذکر اللہ سے آدمی کو باز رکھے اور جب قرآن اور علم کا شغل اس پر غالب ہو تو اس کا پیٹ شعر سے نہیں بھرا یعنی اگر گاہ گاہ شعر سخن سے دل لگائے مگر اکثر اوقات علوم دین میں صرف کرے تو منع نہیں اور تاویل کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کے ساتھ اس شعر کی جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی یعنی مراد اس سے خاص وہی شعر ہے جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی اور انکار کیا ہے اس نے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے اس کو ہر شعر میں کہا سہیلی نے اگر ہم اس کے ساتھ قائل

ہوں تو نہیں حدیث میں مگر عیب امتلا جوف کا اس سے پس نہ داخل ہوگی نہی میں روایت تھوڑے شعر کی بطور حکایت کے اور نہ شہادت لینے کی لغت میں پھر ذکر کیا اس نے شبہ ابو عبید کا اور کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے زیادہ تر عالم ہے اس واسطے کہ جو روایت کرے اس کو بطور حکایت کے وہ کافر نہیں ہوتا اور نہیں فرق ہے اس میں اور اس کلام میں جس کے ساتھ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اور یہی جواب ہے ابن اسحاق کے فعل سے کہ اس نے کافروں کے بعض اشعار کو جو مسلمانوں کی مذمت میں ہیں نقل کیا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ تاویل ابو عبید کے اس پر کہ مفہوم صفت کا ثابت ہے ساتھ لغت کے اس واسطے کہ اس نے اس سے سمجھا کہ جو شعر کہ کثیر کا غیر ہو یعنی بہت نہ ہو وہ کثیر کی طرح نہیں سو خاص کیا اس نے ذم کو ساتھ بہت شعر کے جس پر پیٹ بھرنا دلالت کرتا ہے سوائے قلیل کے اس سے سو نہیں داخل ہوگا ذم میں کہا نووی نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مکروہ ہونے شعر کے مطلق اور تعلق پکڑا ہے اس نے ساتھ اس قول کے جو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ یہ شیطان کے برابر ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ کافر ہو یا شعر کا شغل اس پر غالب ہو یا اس کا شعر جو اس وقت وہ پڑھتا تھا مذموم ہو اور حاصل کلام یہ کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے راہ پاتے ہیں اس کی طرف کئی احتمال پس نہیں حجت ہے بیچ اس کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ ملحق ہے ساتھ اس امتلا کے ساتھ شعر مذموم کے یہاں تک کہ باز رکھے اس کو واجب اور مستحب چیزوں سے پیٹ بھرنا سجع سے مثلاً اور ہر علم مذموم سے مانند سحر وغیرہ علوم کے جو دل کو سخت کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے باز رکھتے ہیں اور اعتقاد میں شکوک پیدا کرتے ہیں اور نوبت پہنچاتے ہیں طرف تباغض اور تنافس کی۔

تنبیہ: مناسبت اس مبالغہ کی بیچ ذم شعر کے یہ ہے کہ جو خطاب کیے گئے ساتھ اس کے ان کی توجہ اس پر نہایت تھی اور ان کا شغل اس کے ساتھ زیادہ تھا سو ان کو اس سے جھڑکا تا کہ قرآن اور اللہ کے ذکر پر متوجہ ہوں سو جو اس کو بجا لایا تو نہ ضرر کیا اس کو اس چیز نے جو اس کے سوائے اس کے نزدیک باقی رہی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ وَعَقْرٰى حَلْقٰى

باب ہے بیچ بیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو اور کھونچ کٹی سر منڈی

٥٦٩٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا آذَنُ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٦٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ افلح ابو قعیس کے بھائی نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی بعد اترنے پردے کے تو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اجازت نہیں دوں گی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لوں اس واسطے کہ ابو قعیس کے بھائی نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن ابو قعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَ ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے کہا یا حضرت! مرد نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن اس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آنے کی اجازت دے اس واسطے کہ وہ تیرا دودھ کے رشتے کا چچا ہے تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، کہا عروہ نے سو اسی سبب سے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ حرام جانو دودھ پینے سے جو حرام ہے نسب سے۔

فائدہ: کہا ابن سکیت نے کہ اصل تربت کے معنی ہیں محتاج ہو اور یہ کلمہ بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ اس کے بد دعا نہیں ہوتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے رغبت دلاتا ہے فعل مذکور پر اور یہ کہ اگر اس نے مخالفت کی تو برا کیا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو نہ حاصل ہوگی تیرے ہاتھ میں مگر مٹی اور بعض نے کہا کہ محتاج ہوئی تو علم سے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک کلمہ ہے کہ استعمال کیا جاتا ہے وقت مبالغہ کے مدح میں۔ (فتح)

٥٦٩١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْفِرَ فَرَأٰى صَفِيَّةَ عَلٰى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً لِأَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى لُغَةٌ لِقُرَيْشٍ إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا ثُمَّ قَالَ أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ يَعْنِي الطَّوَافَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ إِذًا.

٥٦٩١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چاہا کہ مکے سے کوچ کریں یعنی بعد فارغ ہونے کے حج سے تو صفیہ (حرم شریف) کو تنبو کے دروازے پر غمگین حزین دیکھا اس واسطے کہ ان کو حیض ہوا تھا سو فرمایا کہ کونچ کٹی سر منڈی یہ قریش کی بولی ہے البتہ تو ہم کو روکنے والی ہے پھر فرمایا کہ کیا تو نے طواف زیارت کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا سو اب مکے سے کوچ کر۔

فائدہ: عقری حلقی کے معنی ہیں اللہ اس کی کونچیں کاٹے اور سر منڈے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زَعَمُوْا

جو آیا ہے زعموا میں یعنی بیچ استعمال کرنے اس کلمہ کے مثل میں کہتے ہیں زعموا مطیة الکذب یعنی زعموا مدار اور سواری ہے جھوٹ کی کہ جھوٹ کی طرف پہنچاتا ہے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابوقلابہ کی کہ ابومسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کیا کہتے تھے زعموا کے لفظ میں؟ کہا بری سواری ہے مرد کی اور اس میں انقطاع ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس واسطے کہ اس نے باب میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث کو بیان کیا ہے اور اس میں یہ قول اس کا ہے کہ میری ماں کے بیٹے نے گمان کیا اس واسطے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے زعم کا لفظ کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا اور اصل یہ ہے کہ زعم کا کلمہ اس امر میں بولا جاتا ہے جس کی حقیقت پر واقفی نہ ہو اور کہا ابن بطال نے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو بہت بے تحقیق باتوں میں گفتگو کرے جس کے صحیح ہونے کی اس کو تحقیق نہ ہو تو نہیں نڈر ہے وہ جھوٹ سے اور کہا اس کے غیر نے کہ بہت ہوا ہے استعمال زعم کا ساتھ معنی قول کے۔ (فتح)

٥٦٩٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِيْ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيءٍ بِنْتَ أَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّيْ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ وَذَاكَ ضُحًى.

٥٦٩٢ـ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی سو میں نے آپ کو نہاتے پایا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بیٹی آپ کو پردہ کیے تھیں تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون عورت ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں، ابو طالب کی بیٹی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش بحال ام ہانی! سو جب غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے سو آٹھ رکعت نماز پڑھی ایک کپڑے کو اپنے سب بدن پر لپیٹے تھے پھر جب نماز سے پھرے تو میں نے کہا یا حضرت! میری ماں کے بیٹے نے گمان کیا کہ وہ قتل کرنے والا ہے اس مرد کو جس کو میں نے پناہ دی فلاں بن ہبیرہ کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ ہم نے پناہ دی جس کو تو نے پناہ دے اے ام ہانی! کہا اما ہانی رضی اللہ عنہا نے کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ.

باب جو آیا ہے بیچ قول مرد کے ویلک

فائدہ: بعض نے کہا کہ اصل ویل کی وی ہے اور وہ کلمہ نرم دلی اور آہ کرنے کا ہے اور اصمعی نے کہا کہ ویل واسطے

فتیح بتلانے فعل مخاطب کے ہے اور کبھی استعمال کیا جاتا ہے ساتھ معنی حسرت کے اور ویح ترحم ہے اور بہر حال جو وارد ہوا ہے کہ ویل ایک نالا ہے دوزخ میں تو یہ مراد نہیں کہ لغت میں اس کے یہ معنی ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جس کے حق میں اللہ نے یہ کہا وہ مستحق ہوا ٹھکانے کا دوزخ میں اور اکثر اہل لغت اس پر ہیں کہ ویح کلمہ رحمت کا ہے اور ویل کلمہ عذاب کا ہے اور یزیدی سے روایت ہے کہ دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں، میں کہتا ہوں اور تصرف بخاری رحمہ اللہ کا چاہتا ہے کہ وہ اس میں یزیدی کے مذہب پر ہے اس واسطے کہ جو حدیثیں کہ اس نے باب میں ذکر کی ہیں ان میں بعض میں تو فقط ویل کا لفظ وارد ہوا ہے اور بعض میں فقط ویح کا لفظ آیا ہے اور بعض میں دونوں کے درمیان تردد واقع ہوا ہے اور بعض راویوں نے اختلاف کیا ہے اس کے لفظ میں کہ ویل ہے یا ویح اور مجموع حدیثوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ ہر ایک دونوں میں سے کلمہ توجع اور آہ کرنے کا ہے اور سیاق سے پہچانا جاتا ہے کہ کیا مراد ذم ہے یا غیر اس کا اس واسطے کہ بعض میں جزم ہے ساتھ ویل کے اور اس کو عذاب پر حمل کرنا ظاہر نہیں اور حاصل یہ ہے کہ اصل ہر ایک میں وہ چیز ہے جو مذکور ہوئی اور کبھی ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جو حدیث وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نہ بے صبری کر ویح سے کہ وہ کلمہ رحمت کا ہے لیکن گھبرا ویل سے سو یہ حدیث ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٦٩٣ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ.

۵۶۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا قربانی کا اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ وہ قربانی کا اونٹ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے فرمایا اس پر سوار ہو جا ہائے تجھ کو۔

فائدہ: اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ دوسری بار کہا یا تیسری بار اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ یہ کلمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار فرمایا یا تیسری بار یا چوتھی بار اور ویلک فرمایا یا ویحک۔

٥٦٩٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ

۵۶۹۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا قربانی کا اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا یا حضرت! یہ قربانی کا اونٹ ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہائے تجھ کو اس پر سوار ہو جا، دوسری بار کہا یا تیسری بار۔

ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

٥٦٩٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَحْدُوْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

٥٦٩٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ ایک حبشی غلام تھا اس کو انجشہ کہا جاتا تھا آہنگ سے سرود کرتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہائے تجھ کو اے انجشہ! آہستہ آہستہ چل شیشوں کو لے کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٥٦٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَثْنٰى رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيْكَ ثَلَاثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهُ وَلَا أُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ.

٥٦٩٦۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے روبرو ایک مرد نے دوسرے مرد کی تعریف کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی تین بار فرمایا تم میں سے جو کوئی ضرور کسی کی تعریف کرنا چاہے تو چاہیے کہ یوں کہے کہ میں فلانے کو ایسا گمان کرتا ہوں اور اللہ اس کا حساب لینے والا ہے اور میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا اگر جانتا ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی گزر چکی ہے۔

٥٦٩٧۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَالضَّحَّاكِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ قَالَ وَيْلَكَ مَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ

٥٦٩٧۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ ایک دن مال تقسیم کرتے تھے تو کہا ذوی الخویصرہ نے کہ ایک مرد تھا قوم بنی تمیم سے یا حضرت! انصاف کیجیے سب کو دیجیے، تو حضرت ﷺ نے فرمایا تجھ پر خرابی پڑے کون انصاف کرے گا جب کہ میں نے انصاف نہ کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم ہو تو اس کی گردن ماروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اس کے چند ساتھی ہوں

أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِي فَلَأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ لَا إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ يَخْرُجُوْنَ عَلَى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِيْنَ قَاتَلَهُمْ فَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلَى فَأُتِيَ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

گے کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ ناچیز سمجھے گا وہ لوگ دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر پار نکل جاتا ہے جانور سے اس کی گانسی کو دیکھیے تو کچھ خون نہ پایا جائے پھر اس کی پاڑھ کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ لہو کا اثر نہ پایا جائے پھر تیر کی لکڑی کو دیکھا جائے تو اس میں بھی لہو کا کچھ اثر نہ پایا جائے پھر تیر کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی لہو کا کچھ اثر نہ پایا جائے پار نکل گیا پیٹ کے گوبر اور لہو سے لوگوں کی پھوٹ بے انصافی کے وقت ظاہر ہوں گی اس قوم کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک مرد ہوگا جس کا ایک ہاتھ جیسے عورت کا پستان یا گوشت کا لوتھڑا کہ جنبش کیا کرے گا کہا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے میں گواہی دیتا ہوں کہ البتہ میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ ان سے لڑے تو تلاش کیا گیا وہ مرد مقتولوں میں سو لایا گیا اس صفت پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ لڑائی علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئی تھی نہروان میں۔

٥٦٩٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ وَيْحَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ

٥٦٩٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وائے تجھ کو کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر اس نے کہا میرے پاس موجود نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس روزے رکھ دو مہینے پے در پے اس نے کہا میں نہیں رکھ سکتا فرمایا پس

قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ مَا أَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ مَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فَقَالَ خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعَلٰى غَيْرِ أَهْلِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا بَيْنَ طُنُبَيِ الْمَدِيْنَةِ أَحْوَجُ مِنِّيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ قَالَ خُذْهُ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيْلَكَ.

ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا اس نے کہا میں نہیں پاتا سو کھجوروں کی ایک ٹوکری لائی گئی حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے اور اس کو صدقہ کر اس نے کہا یا حضرت! کیا میں اپنے گھر والوں کے سوائے اور پر خیرات کروں، سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ مدینے کی دونوں جانب کے درمیان زیادہ تر محتاج مجھ سے کوئی نہیں سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے فرمایا اس کو تو ہی لے لے متابعت کی اس کی یونس نے زہری سے اور کہا عبدالرحمٰن نے زہری سے ویلک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے قول حضرت ﷺ کے اس کے بعض طریقوں میں ویلک۔

٥٦٩٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

٥٦٩٩۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے کہا یا حضرت! خبر دو مجھ کو ہجرت کے حال سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وائے بحال تو البتہ ہجرت کا حال تو نہایت سخت ہے سو کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کی زکوۃ دیا کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اسی طرح عمل کیا کر اپنے دیہات میں جو شہروں سے پرے ہیں سو بیشک اللہ تعالیٰ تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائے گا۔

فائدہ: یہ حدیث ہجرت کے باب میں گزر چکی ہے اور یہ کہ ہجرت مکے والوں پر فرض عین تھی فتح مکے سے پہلے سو حضرت ﷺ ان کو ڈراتے تھے ہجرت کی شدت سے اور اہل اور وطن کی جدائی سے۔ (فتح)

٥٧٠٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ

٥٧٠٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ قَالَ شُعْبَةُ شَكَّ هُوَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَقَالَ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ وَيْحَكُمْ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ.

نے فرمایا کہ ویل بحال شما یا فرمایا ویح بحال شما کہا شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ شک کیا ہے اس نے یعنی اس کے اُستاد واقد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ویلکم فرمایا یا ویحکم میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردن ماریں اور کہا نضر نے شعبہ سے ویحکم یعنی بغیر شک کے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے ویلکم یا ویحکم ساتھ شک کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٧٠١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي فَقَالَ إِنْ أُخِّرَ هٰذَا فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٧٠١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگلی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب آئے گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری کم بختی اور تو نے قیامت کے واسطے کیا سامان کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کے واسطے کچھ سامان نہیں کیا مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے ہم نے کہا کہ ہم بھی اسی طرح ہیں یعنی جب ہم اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتے ہیں تو ہم بھی اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہوں گے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں سو ہم اس دن نہایت خوش ہوئے سو مغیرہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام گزرا اور میرے ہم عمروں میں سے تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہ آنے پائے گا یہاں تک کہ (تمہاری) قیامت قائم ہو جائے گی اور اختصار کیا ہے اس کو شعبہ رضی اللہ عنہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ نہیں سامان کیا میں نے زیادہ نماز سے اور نہ روزے سے اور نہ خیرات سے اور یہ جو کہا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے یعنی تو ملحق ہوگا ساتھ ان کے یہاں تک کہ ہوگا ان کے گروہ سے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض کہ آدمیوں کے مرتبے جدا جدا ہیں سو کس طرح صحیح ہوگی معیت سو کہا جائے گا کہ حاصل ہوگی معیت ساتھ مجرد اجتماع کے کسی چیز میں اور نہیں لازم ہے کہ تمام چیزوں میں ہو سو جب تمام لوگ بہشت میں داخل ہوئے تو صادق ہوگی معیت اگرچہ جدا جدا ہوں گے درجے اور یہ جو کہا کہ ہم بھی اسی طرح ہیں فرمایا ہاں، تو یہ تائید کرتی ہے اس کو جو بیان کی میں نے معیت سے اس واسطے کہ اصحاب کے درجے جدا جدا ہیں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی یعنی یہ لڑکا بوڑھا نہ ہونے پائے گا کہ تم سب مر جاؤ گے تو تمہارے حق میں گویا قیامت آ گئی مثل مشہور ہے کہ اگر اپنی جان نہیں تو گویا سارا جہان نہیں اور ایک روایت میں اس قول کے بدلے یہ ہے کہ نہ باقی رہے گی تم میں سے کوئی آنکھ جھمکتی اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مراد قول اس کے سے کہ تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی یعنی تم سب مر جاؤ گے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس پر سو برس آئے یعنی آج کے دن سے سو برس تک کوئی زندہ نہیں رہے گا جو آج موجود ہیں اور نظیر اس کی ہے یہ قول حضرت ﷺ کا دوسری حدیث میں جو علم میں گزر چکی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو اپنی اس رات کا حال سو بے شک اس رات سے سو برس تک کوئی زمین پر باقی نہیں رہے گا اُن لوگوں میں سے جو اس وقت زمین پر موجود ہیں اور اس زمانے والوں میں سے بعض لوگوں کو یہ گمان تھا کہ آج سے سو برس تک دنیا ختم ہو جائے گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ یہ قرن گزر جائے گا اس زمانے کے لوگ نہیں رہیں گے، میں کہتا ہوں اور خارج میں بھی اسی طرح واقع ہوا کہ حضرت ﷺ کے اس حدیث فرمانے کے وقت سے پورے سو برس ہونے تک کوئی باقی نہ رہا اُن لوگوں میں سے جو اس وقت موجود تھے اور سب اصحاب سے پیچھے ابو طفیل عامر بن واثلہ صحابی فوت ہوئے جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہے اور کہا اسماعیلی نے کہ مراد ساتھ قیامت کے قیامت اُن لوگوں کی ہے جو اس وقت حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھے اور یہ کہ مراد مر جانا ان کا ہے یعنی وہ مر جائیں گے اور اُن کی موت کے دن کو قیامت کہا اس واسطے کہ وہ ان کو امور آخرت کی طرف پہنچاتی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ بڑی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے ہی پاس رکھا ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر بہت آیتیں اور حدیثیں اور احتمال ہے مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی مبالغہ ہو بیچ تقریب قائم ہونے قیامت کے یعنی قیامت بہت قریب ہے نہیں مراد ہے حد معین کرنا جیسے کہ دوسری حدیث میں فرمایا کہ میں اور قیامت ایسے متصل ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں اور نہیں مراد ہے کہ قائم ہوگی وہ وقت پہنچنے بڑھاپے شخص مذکور کے سو حاصل اس کا یہ ہے کہ قیامت نہایت قریب ہے اور ان لوگوں نے حقیقی قیامت کا سوال کیا تھا حضرت ﷺ نے مجازی قیامت کا

جواب دیا اس واسطے کہ اگر فرماتے کہ میں قیامت کا وقت نہیں جانتا تو جنگلی لوگ جاہل بداعتقاد ہوتے کہ کیسا پیغمبر ہے کہ قیامت کونہیں جانتا سو کلام کیا ان سے ساتھ معاریض کے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو مسلم نے روایت کی کہ جب جنگلی لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو آپ سے پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ سو جوان میں زیادہ تر کم عمر ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیکھتے اور فرماتے کہ اگر یہ زندہ رہا یہاں تک کہ اس کو بڑھاپے نے پایا تو تمہاری قیامت تم پر قائم ہو جائے گی، کہا عیاض وغیرہ نے کہ یہ روایت واضح ہے تفسیر کرتی ہے سب الفاظ مشکل کو جو اور روایتوں میں ہیں، اور مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ اختصار کے وہ چیز ہے جو زیادہ کی ہمام نے قول اس کے سے **فقلنا ونحن كذلك** آخر حدیث تک کہ اتنا شعبہ کی روایت میں نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ عَلَامَةِ حُبِّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِقَوْلِهِ ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾.

اللہ کے واسطے محبت رکھنے کی نشانی واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا۔

فائدہ: ذکر کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں یہ حدیث کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ترجمہ میں محبت اللہ کی بندے سے یا محبت بندے کی اللہ سے یا بندوں کا آپس میں محبت رکھنا اللہ کے واسطے اس طور سے کہ اس میں کوئی چیز ریا سے نہ ملے اور آیت پہلی دونوں محبت کے موافق ہے اور پیغمبر کی پیروی پہلی محبت کی علامت ہے اس واسطے کہ وہ مسبب ہے واسطے پیروی کے اور علامت دوسری محبت کے اس واسطے کہ وہ اتباع کا سبب ہے اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے وجہ مطابقت حدیث کے ترجمہ سے اور توقف کیا اس میں بہت لوگوں نے اور مشکل اس سے ٹھہرانا اس کا ہے علامت اس محبت کی جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اور شاید کہ وہ محمول ہے اوپر احتمال ثانی کے کہ پیدا کیا ہے اس کو کرمانی نے اور یہ کہ مراد علامت اس محبت کی ہے جو بندہ اللہ تعالیٰ سے رکھے سو دلالت کی آیت نے اس پر کہ نہیں حاصل ہوتی ہے وہ مگر ساتھ پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دلالت کی حدیث نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اگرچہ اصل یہ ہے کہ نہیں حاصل ہوتی ہے وہ مگر ساتھ بجا لانے تمام اس چیز کے کہ حکم کیا ساتھ اس کے لیکن کبھی حاصل ہوتی ہے بطور تفضل اور عطا کے اس کے اعتقاد رکھنے سے اگرچہ نہ حاصل ہو استیفاء عمل کا ساتھ مقتضی اس کی کے بلکہ محبت اس کی جو یہ عمل کرے کافی ہے بیچ حاصل ہونے اصل نجات کے اور ہونے کے ساتھ ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ عمل کرتے ہیں اس واسطے کہ محبت رکھنی ان سے تو بسبب ان کی فرمانبرداری کے ہے اور محبت اعمال دل سے ہے پس ثواب دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے محب کو اس کے اعتقاد پر اس واسطے کہ نیت اصل ہے اور عمل اس کے تابع ہے اور نہیں لازم ہے معیت کو برابر ہونا درجوں میں اور اختلاف ہے بیچ سبب نزول اس آیت کے سو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بعض لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں سو ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ ان کے قول کی تصدیق عمل سے ٹھہرائے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ذکر کیا ہے کلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہ آیت یہودیوں کے حق میں اتری جب کہ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں اور محمد بن اسحاق کی تفسیر میں ہے کہ وہ نصاریٰ نجران کے حق میں اتری کہ انہوں نے کہا کہ ہم مسیح کو پوجتے ہیں اللہ کی محبت اور تعظیم کے واسطے اور تفسیر ضحاک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ قریش کے حق میں اتری کہ انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اللہ کی محبت کے واسطے کہ ہم کو اللہ سے قریب کر دیں۔ (فتح)

٥٧٠٢۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.

۵۷۰۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

٥٧٠٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ تَابَعَهُ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ وَأَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۰۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! کیا فرماتے ہیں آپ اس مرد کے حق میں جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہو اور ان کو نہیں ملا؟ یعنی ان کی مانند عمل نہیں کیا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ متابعت کی ہے اس کی جریر اور سلیمان اور ابوعوانہ نے اعمش سے اس نے ابووائل سے اس نے عبداللہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٥٧٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ تَابَعَهُ أَبُوْ

۵۷۰۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آدمی ایک قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کو نہیں ملا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے، متابعت کی اس کی ابو معاویہ اور محمد نے۔

مُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ.

۵۷۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.

۵۷۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا حضرت! قیامت کب آئے گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کے واسطے کیا سامان کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کے واسطے کچھ سامان نہیں کیا، نہ بہت نماز ہے نہ روزہ نہ خیرات لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور تیرے واسطے ہے جو تو نے ثواب کے واسطے کیا اور تیرے واسطے ہے جو تو نے کمایا اور تجھ پر ہے جو تو نے کسب کیا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اخْسَأْ

ایک مرد کا دوسرے مرد سے کہنا دور ہو اور چپ رہ اے مردود!

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اخسا زجر اور جھڑک ہے کتے کے واسطے اور دور کرنا ہے اس کو یعنی اس کو دُر دُر کہنا یہ اصل اس کلمہ کی ہے اور استعمال کیا ہے اس کو عرب نے ہر اس شخص کے حق میں جو نالائق بات کہے یا کرے جس سے اللہ غضبناک ہو۔ (فتح)

۵۷۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَائِدٍ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا فَمَا هُوَ قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ.

۵۷۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا کہ البتہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے یعنی دل میں سو بتلا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ وہ دخ ہے فرمایا دور ہو اے مردود!۔

۵۷۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى

۵۷۰۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور چند اصحاب کے ساتھ ابن صیاد کی طرف چلے یعنی اس کا حال دریافت کرنے کو یہاں تک کہ انہوں نے اس کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا پایا بنی مغالہ کے ٹیلے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فِي أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَرَضَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا قَالَ هُوَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَأْذَنُ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ قَالَ سَالِمٌ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِي

میں اور البتہ ابن صیاد اس دن بالغ ہونے کے قریب پہنچا تھا سو اس کو حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کا آنا معلوم ہوا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اس کی پیٹھ کو اپنا ہاتھ مارا پھر اس سے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ سو ابن صیاد نے حضرت ﷺ کو دیکھا سو کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے پیغمبر ہو، پھر ابن صیاد نے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ سو حضرت ﷺ نے اس کو دھکا دیا یہاں تک کہ زمین پر گرا اور ٹوٹ گیا یا اس کو اس کے کپڑے سمیت گھونٹا پھر فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا پھر ابن صیاد سے فرمایا کہ تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جھوٹا آتا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مخلوط اور مشتبہ کیا گیا تجھ پر امر یعنی تجھ کو کسی چیز کی اصل حقیقت معلوم نہ ہوگی ٹھیک جواب نہ آئے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی، ابن صیاد نے کہا کہ وہ دخ ہے یعنی اور آپ نے اس کے واسطے سورۂ دخان چھپائی تھی، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور ہوا ے کتے! سو تیری قدر ہرگز نہ بڑھے گی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم ہو تو اس کی گردن ماروں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو تجھ کو اس پر قابو نہ ملے گا اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں تجھ کو کچھ بہتری نہیں یعنی اگر حقیقت میں یہی دجال موعود ہے تو تو اس کو مار نہ سکے گا اس واسطے کہ دجال کی موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقدر ہے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو اس کے دھوکے اس کے مارنے میں کیا فائدہ ہے؟ کہا سالم نے سو میں نے عبداللہ بن

بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَّرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَیْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهٗ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ قَالَ سَالِمٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّيْ أُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ لَقَدْ أَنْذَرَهٗ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَسَأْتُ الْكَلْبَ بَعَّدْتُهٗ ﴿خَاسِئِيْنَ﴾ مُبْعَدِيْنَ.

عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتا تھا کہ اس کے بعد حضرت ﷺ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ دونوں چلے قصد کرتے ان کھجور کے درختوں کو جن میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ کھجوروں میں داخل ہوئے تو حضرت ﷺ کھجور کی ٹہنیوں کی آڑ میں چھپے اس حال میں کہ ابن صیاد کی غفلت طلب کرتے تھے تا کہ اس سے کچھ چیز سنیں پہلے اس سے کہ وہ حضرت ﷺ کو دیکھے یعنی اس کو غافل پا کر اس کا کچھ حال معلوم کریں تا کہ اصحاب کے واسطے اس کی کہانت ظاہر کریں اور ابن صیاد اپنے بستر پر کپڑا اوڑھے لیٹا تھا اس میں کچھ غن غن کرتا تھا تو اس نے ابن صیاد کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور آپ کھجور کی ٹہنیوں سے چھپتے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا اے صاف! اور یہ اس کا نام ہے دیکھ محمد آئے ، ابن صیاد الگ ہوا یعنی چپ ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا ، کہا سالم رضی اللہ عنہ نے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ پھر حضرت ﷺ لوگوں میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر دجال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ البتہ اس نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے دجال سے البتہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا لیکن میں تم کو اس کی پہچان میں وہ بات کہوں گا جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہی ، جان رکھو کہ بے شک دجال کانا ہے اور ٹھیک اللہ کانا نہیں ۔ کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے خسات الکلب کے معنی ہیں میں نے اس کو دور کیا اور خاسئین کے معنی یعنی بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾ ہیں دور کیے گئے ۔

فائدہ: ابن صیاد مدینے میں یہودی کا لڑکا تھا عجیب وغریب اس کے حالات تھے کاہن تھا اکثر باتیں جنوں سے

دریافت کر کے لوگوں کو بتلاتا تھا دو بار حضرت ﷺ اس کے پاس گئے پہلی بار لڑکوں میں کھیلتا ہوا اس کو پایا جیسا کہ اس حدیث میں ہے دوسری بار پھر اس کے پاس گئے اور وہ کپڑے میں لیٹا کچھ غن غن کرتا تھا حضرت ﷺ نے چاہا کہ کھجور کے درختوں کی آڑ میں ہو کر اس کی آواز سنیں کہ کیا کہتا ہے، اس کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھ پایا اور اس کو حضرت ﷺ کے آنے سے خبردار کر دیا وہ چپ ہو گیا اول پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہوا پھر گم ہو گیا اس کا حال معلوم نہ ہوا بعض اصحاب کو گمان تھا کہ یہی دجال موعود ہے اور حضرت ﷺ کو بھی پہلے احتمال تھا کہ شاید دجال موعود یہی ہو پھر جب آپ کو وحی سے معلوم ہوا اور تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بھی آپ سے بیان کیا کہ وہ بچشم خود دجال کو دیکھ آیا ہے تو حضرت ﷺ کا شک رفع ہوا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ مَرْحَبًا

باب ہے بیچ بیان کہنے مرد کے دوسرے کو مرحبا یعنی خوش آمدید

فائدہ: اصل معنی اس کلمے کے یہ ہیں کہ تو فراخ زمین میں آیا ہے یعنی یہاں تنگی نہیں جس جگہ تو آیا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مرحبا میری بیٹی کو یعنی خوشی ہو

وَقَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ

اور کہا ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا خوشا بحال ام ہانی رضی اللہ عنہا

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں پوری پہلے گزر چکی ہیں۔

۵۷۰۸۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِيْنَ جَآءُوْا غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا حَيٌّ مِّنْ رَبِيْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرُ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وَرَآئَنَا فَقَالَ أَرْبَعٌ

۵۷۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوشا بحال ایلچیوں کو جو آئے نہ ذلیل ہوں نہ شرمندے سو انہوں نے کہا یا حضرت! ہم گروہ ربیعہ کی قوم میں سے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کی قوم ہے یعنی جو ہم کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں اور ہم آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر مہینے حرام میں سو حکم کیجیے ہم کو ساتھ امر فاصل کے جس کے ساتھ ہم بہشت میں داخل ہوں اور دعوت کریں ساتھ اس کے اپنے پچھلوں کو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار اور چار یعنی میں تم کو

وَأَرْبَعٌ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ.

حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے مہینے کا روزہ رکھو اور لوٹ کے مال کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے واسطے دو اور نہ پیو کدو کے تونبے میں اور مرتبان میں اور کھجور کی لکڑی کے برتن میں اور روغنی رال والے برتن میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں اور کتاب الاشربہ میں گزر چکی ہے اور اس باب میں حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کی آئی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مرحبا واہلا اور یہ نزدیک نسائی کے ہے۔

بَابُ مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَآئِهِمْ

قیامت کے دن لوگوں کو اپنے باپ کے نام سے بلایا جائے گا

فائدہ: اور البتہ وارد ہو چکی ہے اس میں حدیث ام درداء رضی اللہ عنہا کی کہ میں اس پر تنبیہ کروں گا اور استغنا کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یعنی اس کی پرواہ نہیں کی اس واسطے کہ وہ اس کی شرط پر نہ تھی اور کفایت کی اس نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے قول اس کے کہ یہ غدر فلاں بن فلاں کا ہے سو یہ حدیث شامل ہے اس کو کہ قیامت کے میدان میں اپنے باپ کی طرف منسوب کیا جائے اور باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔

٥٧٠٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهٗ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.

۵۷۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ہر فریبی دغاباز کے واسطے جھنڈا بلند کیا جائے گا سو کہا جائے گا کہ یہ دغابازی ہے فلانے کی جو فلانے کا بیٹا ہے۔

٥٧١٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.

۵۷۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہر دغاباز کے واسطے قیامت کے دن ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ جو کہتا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو اپنی ماؤں

کے نام سے بلایا جائے گا واسطے پردہ پوشی باپوں کے میں کہتا ہوں اور یہ حدیث ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ساتھ سند ضعیف کے کہا ابن بطال نے کہ باپ کے ناموں سے بلانا اشد ہے تعریف میں اور ابلغ ہے تمیز میں اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے حکم کرنا ساتھ ظاہر امروں کے اور یہ تقاجا کرتا ہے کہ مراد ساتھ باپوں کے وہ ہیں جن کی طرف دنیا میں منسوب کیے جاتے تھے نہ وہ جو نفس الامر میں ہیں اور یہی معتمد ہے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ غدر سے مراد عام ہے تھوڑا ہو یا بہت اور اس حدیث میں ہے کہ ہر گناہ کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہے گا ایک نشانی ہو گی جس کے ساتھ وہ گنہگار پہچانا جائے گا اور تائید کرتا ہے اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمَاهُمْ﴾ اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ہر دغاباز کے واسطے جھنڈا ہو گا بنا بر اس کے ایک آدمی کے واسطے کئی جھنڈے ہوں گے بقدر عدد اس کی دغابازیوں کے اور حکمت جھنڈے کے بلند کرنے میں یہ ہے کہ سزا واقع ہوتی ہے غالبًا ساتھ ضد گناہ کے سو چونکہ دغا پوشیدہ امروں میں سے ہے تو مناسب ہوا کہ اس کی سزا شہرت کے ساتھ ہو اور جھنڈا بلند کرنا مشہور تر چیز ہے نزدیک عرب کے۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ — کوئی یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید اور نجس ہوا

فائدہ: خبیث بولا جاتا ہے باطل اعتقاد پر اور جھوٹی بات پر اور قبیح فعل پر، میں کہتا ہوں اور حرام پر بھی اور صفات مذمومہ قولیہ اور فعلیہ پر۔ (فتح)

٥٧١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ.

۵۷۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہ کہے کوئی کہ میرا نفس پلید ا ہوا لیکن چاہیے کہ یوں کہے کہ میرا نفس دین میں کاہل اور سست ہوا۔

٥٧١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ. تَابَعَهُ عُقَيْلٌ.

۵۷۱۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی نہ کہے کہ میرا نفس ناپاک ہوا لیکن چاہیے کہ یوں کہے کہ میرا نفس دین میں سست ہوا۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ جانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خبیث کے نام کو اور اختیار کیا اس لفظ کو جو سالم تھا اس سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ برے نام کو اچھے نام سے بدل ڈالتے تھے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ

بطور ندب کے ہے اور بطور واجب کرنے کے نہیں ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ نہی اس سے ندب کے واسطے ہے اور دوسرا امر بھی ندب کے واسطے ہے سو اگر تعبیر کیا جائے ساتھ اس لفظ کے جو اس کے معنی کو ادا کرے تو کفایت کرتا ہے لیکن ترک اولی ہے اور حدیث سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے بچنا قبیح لفظوں اور ناموں سے اور عدول کرنا طرف ان ناموں کے کہ نہیں ہے کوئی قباحت بیچ ان کے اور اگر چہ مراد خبث اور لقس دونوں سے ادا ہو جاتی ہے لیکن لفظ خبیث کا قبیح ہے اور جامع ہے امور زائدہ کو مراد پر برخلاف لقس کے کہ وہ خاص ہے ساتھ پر ہونے معدے کے اور اس حدیث میں ہے کہ طلب کرے خیر کو یہاں تک کہ ساتھ نیک فال کے اور منسوب کرے خیر کو اپنے نفس کی طرف اگر چہ کچھ نسبت سے ہو اور ہٹائے بدی کو اپنے نفس سے جہاں تک کہ ممکن ہو اور بدی اور شر والوں سے پیوند کاٹ ڈالے ان کے ساتھ میل جوڑ نہ رکھے یہاں تک کہ مشترک لفظوں سے بھی اور ملحق ہے ساتھ اس کے یہ کہ جب کسی ضعیف سے پوچھا جائے کہ تیرا کیا حال ہے تو یوں نہ کہے کہ میں پاک نہیں بلکہ یوں کہے کہ میں ضعیف ہوں اور نہ نکالے اپنے نفس کو پاک لوگوں سے۔ (فتح)

بَابٌ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ

نہ برا کہو زمانے کو

٥٧١٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ يَسُبُّ بَنُوْ آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ.

۵۷۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی زمانے کو برا کہتا ہے اور میں ہوں صاحب زمانہ میرے ہاتھ میں ہے رات دن۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے زمانے کو برا کہتا ہے اور حالانکہ میں ہوں صاحب زمانہ میرے ہاتھ میں سب کام ہیں رات دن کو پلٹتا ہوں۔

٥٧١٤۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ.

۵۷۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنب کا نام کرم نہ رکھو اور یوں نہ کہو اے نقصان زمانے کو! اس واسطے کہ اللہ ہی ہے صاحب زمانہ۔

فائدہ: یہ خیبۃ الدھر منسوب ہے ندبہ پر گویا کہ اس نے گم کیا زمانے کو واسطے اس چیز کے کہ صادر ہوتی ہے اس سے

مکروہ چیزوں سے سوند بہ کیا اس کا بطور آہ کرنے کے اوپر اس کے اور کہا داؤدی نے کہ وہ بددعا ہے زمانے پر ساتھ خبیث اور نقصان کے یہ اصل اس کلمے کی ہے پھر ہر مذموم کے واسطے استعمال کیا گیا اور زمانے کو برا کہنا اس واسطے منع آیا ہے کہ جو اعتقاد کرے کہ وہی فاعل ہے واسطے بری چیز کے سو اس کو برا کہا تو اس نے خطا کیا اس واسطے کہ اللہ ہی ہے فاعل ہر فعل کا سو جب تم نے برا کہا جس نے یہ تکلیف تم پر اتاری تو رجوع کرے گا وہ برا کہنا تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی اور پہلے گزر چکی ہے شرح حدیث کی سورہ جاثیہ کی تفسیر میں اور حاصل اس کا جو کہا گیا ہے اس کی تاویل میں تین وجہ ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ اللہ ہی ہے زمانہ یعنی مدبر ہے واسطے سب امور کے، دوسری یہ کہ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی میں زمانے والا ہوں، تیسری یہ کہ اس کی تقدیر یہ ہے کہ میں پلٹنے والا ہوں زمانے کو اسی واسطے اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ میرے ہاتھ میں ہے دن رات اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں ہی نیا کرتا ہوں زمانے کو اور پرانا کرتا ہوں اور ملے جاتا ہوں بادشاہوں کو روایت کی یہ حدیث احمد نے اور کہا محققوں نے کہ جو کسی فعل کو زمانے کی طرف حقیقۃً منسوب کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور جس کی زبان پر یہ لفظ جاری ہو بغیر اعتقاد کے تو وہ کافر نہیں لیکن یہ اس کے واسطے مکروہ ہے واسطے مشابہ ہونے اس کے ساتھ کافروں کے اطلاق میں اور یہ مانند اس تفصیل کے جو گزری بیچ قول ان کے کہ ہم مینہ برسائے گئے فلانے تارے کی تاثیر سے اور کہا عیاض نے کہ گمان کیا ہے بعض نے جن کو تحقیق نہیں کہ لفظ دہر کی اللہ کے ناموں سے ہے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ دہر دنیا کی مدت کا نام ہے اور تعریف کی ہے اس کی بعض نے کہ وہ مدت ہے اللہ تعالیٰ کے مفعولات کی دنیا میں یا اس کے فعل کی اس چیز کے واسطے جو موت سے پہلے ہے اور البتہ تمسک کیا ہے جاہلوں نے دہریہ اور معطلہ سے ساتھ ظاہر اس حدیث کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس پر جو علم میں پکا نہیں اس واسطے کہ دہر ان کے نزدیک حرکات فلک اور مدت عالم کی ہے اور نہیں کوئی چیز نزدیک ان کے اور نہیں کوئی صانع سوائے اس کے اور کافی ہے ان کے رد میں قول حضرت ﷺ کا باقی حدیث میں کہ میں دہر ہوں میں اس کے رات دن کو پلٹتا ہوں سو کس طرح پلٹتی ہے کوئی شے اپنے نفس کو بلند ہے اللہ تعالیٰ ان کے قول سے بہت بلند اور کہا شیخ ابن ابی جمرہ نے کہ نہیں ہے پوشیدہ کہ جس نے صنعت کو برا کہا اس نے اس کے صانع کو برا کہا سو جس نے نفس دن رات کو برا کہا اس نے جرأت کی بڑے امر پر بغیر معنی کے اور جس نے برا کہا اس چیز کو کہ جاری ہوتی ہے رات دن میں حوادث سے اور یہی غالب تر ہے جو لوگوں سے واقع ہوتا ہے اور یہی ہے جو سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ نفی کی اُن سے تاثیر کی سو گویا کہ کہا کہ ان دونوں کا اس میں کوئی گناہ نہیں اور بہر حال حوادث سو بعض ان میں سے وہ ہیں جو جاری ہوتی ہے ساتھ واسطہ عاقل مکلّف کے سو یہ منسوب کیا جاتا ہے شرعًا ولغۃً اس کی طرف جس کے ہاتھ پر جاری ہوا اور نیز منسوب کیا جاتا ہے طرف اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے سو بندوں کے فعل ان کے کسب سے ہیں اور اسی واسطے مرتب ہیں

ان پر احکام اور وہ ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش ہے اور بعض حوادث وہ ہیں جو بغیر واسطہ کے جاری ہوتے ہیں تو وہ منسوب ہیں طرف قدرت قادر کی اور نہیں رات دن کا کوئی فعل اور نہ تاثیر نہ باعتبار لغت کے نہ باعتبار عقل کے نہ باعتبار شرع کے اور یہی معنی ہیں حدیث میں اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو جاری ہوتا ہے حیوان غیر عاقل کے پھر اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ نہی سب دہر سے تنبیہ ہے ساتھ اعلیٰ کے ادنیٰ پر اور یہ کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ مطلق کسی چیز کو برا نہ کہے مگر جس میں شرع نے اجازت دی اس واسطے کہ علت ایک ہے اور استنباط کیا گیا ہے منع ہونا حیلے کا بیعوں میں مانند عینہ کی اس واسطے کہ نہی کے زمانہ کے برا کہنے سے واسطے اس چیز کے ہے کہ رجوع کرتا ہے اس کی طرف باعتبار معنی کے اور ٹھہرایا ہے اس کو سب اس کے پیدا کرنے والے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ وَقَدْ قَالَ إِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِیْ يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَقَوْلِهِ إِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ كَقَوْلِهِ لَا مُلْكَ إِلَّا لِلّٰهِ فَوَصَفَهُ بِانْتِهَآءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوْكَ أَيْضًا فَقَالَ ﴿إِنَّ الْمُلُوْكَ إِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً أَفْسَدُوْهَا﴾

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کرم تو ایماندار کا دل ہے اور البتہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن مفلس ہو مانند قول اس کے کے کہ حقیقت میں پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے مانند قول اس کے کے نہیں ہے بادشاہ مگر اللہ سو وصف کیا اس کو ساتھ انتہا ملک کے پھر بادشاہوں کو بھی ذکر کیا سو کہا کہ جب بادشاہ کسی گاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو فاسد کر ڈالتے ہیں۔

فائدہ: غرض بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یہ حصہ اپنے ظاہر پر نہیں یعنی حقیقی نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی یہ ہیں کہ لائق تر ساتھ نام کرم کے ایماندار کا دل ہے اور یہ مراد نہیں کہ اس کے سوائے اور کسی چیز کا نام کرم نہیں رکھا جاتا جیسا کہ مراد ساتھ قول اس کے کے انما المفلس وہ شخص ہے جو مذکور ہوا اور یہ مراد نہیں کہ جو دنیا میں مفلس ہو اس کو مفلس نہیں کہا جاتا اور اسی طرح ساتھ قول اس کے انما الصرعة اور اسی طرح قول آپ کا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی بادشاہ نہیں کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے سوائے اور کسی کا نام ملک نہیں رکھا جاتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہی ہے بادشاہ حقیقی اگرچہ اس کے سوائے اور کا نام بھی ملک رکھا جاتا ہے اور شہادت لی ہے اس نے اس کے واسطے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ان الملوك اور قرآن میں اس کی چند مثالیں ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے وقال الملك بیچ حق ساتھی یوسف وغیرہ کے اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ تعریف میں مبالغہ کرنا جائز نہیں جب کہ موصوف اس کا مستحق نہ ہو۔ (فتح)

۵۷۱۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا

۵۷۱۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ.

نے فرمایا اور انگور کو کرم کہتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرم تو ایماندار کا دل ہے۔

فائدہ: ویقولون میں واو عطف کے واسطے ہے اور وہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی کہتے ہیں کہ کرم انگور کا درخت ہے کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ نہی کے شراب کے حرام کرنے کی تاکید ہے ساتھ مٹانے اس کے اسم کے اس واسطے کہ بیچ باقی رکھنے اس نام کے اس کے واسطے تقریر ہے اس کی کہ وہم کرتے تھے کہ اس کا پینے والا اکرم ہے سو منع کیا کہ اس کا نام کرم نہ رکھا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرم ایماندار کا دل ہے اس واسطے کہ اس میں ایمان کا نور اور اسلام کی ہدایت ہے اور حکایت کی ابن بطال نے ابن انباری سے کہ انہوں نے انگور کا نام کرم رکھا تھا کہ اس کی شراب کا پینا سخاوت پر رغبت دلاتا ہے اور نیک عادتوں کا حکم کرتا ہے پس اسی واسطے منع کیا کہ انگور کو کرم نہ کہو تا کہ شراب کی اصل کا نام کرم نہ رکھا جائے بلکہ ایماندار جو اس کے پینے سے بچے اور کرم کو اس کے ترک میں دیکھے وہ لائق تر ہے ساتھ اس نام کے اور کہا نووی نے کہ نہی اس حدیث میں کراہت کے واسطے ہے یعنی انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے اور حکایت کی قرطبی نے مازری سے کہ منع ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب شراب ان پر حرام ہوئی اور ان کو سخاوت پر رغبت دلاتی تھی تو حضرت ﷺ نے مکروہ جانا کہ اس حرام چیز کا نام وہ رکھا جائے جو اُبھارے ان کی طبیعتوں کو اس کی طرف وقت ذکر اس کے کے سو ہوگا یہ مانند محرک کے واسطے ان کے اور یہ محمول ہے اوپر ارادے اُکھاڑنے مادے کے ساتھ ترک کرنے تسمیہ اصل خمر کے ساتھ اس نام بہتر کے اور اسی واسطے وارد ہوئی نہی کبھی انگور سے اور کبھی اس کے درخت سے پس ہوگی تنفیر ساتھ فحوے کے اس واسطے کہ جب منع ہے نام رکھنا اس کا جو حلال ہے حال میں ساتھ نام بہتر کے واسطے اس کے کہ حاصل ہوتی ہے اس سے شراب بالقوہ تو شراب کو کرم کہنا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ تھا مشتق ہونا کرم کا کرم سے اور زمین کریمہ وہ بہتر زمین ہے سو نہیں لائق ہے یہ کہ تعبیر کیا جائے ساتھ اس صفت کے مگر ایماندار کا دل کہ وہ بہتر ہے سب چیزوں سے اس واسطے کہ ایماندار بہتر ہے سب حیوانوں میں اور اس میں سب سے بہتر چیز اس کا دل ہے اس واسطے کہ جب وہ سنورا تو سب بدن سنورا اور وہ زمین ہے ایمان کے واسطے اور کرم کو جو ایماندار کے دل کے ساتھ تشبیہ دی تو اس میں معنی لطیف ہیں اس واسطے کہ شیطان کے اوصاف جاری ہوتے ہیں ساتھ کرمت کے جیسا کہ جاری ہوتا ہے شیطان آدمی میں جگہ بہنے خون کے سو جب ایماندار شیطان سے غافل ہو تو ڈالتا ہے اس کو مخالفت میں جیسے اگر کوئی اپنے انگور کے شیرہ سے غافل ہو تو شراب بن جاتا ہے پس ناپاک ہو جاتا ہے اور نیز قوی کرتا ہے تشبیہ کو یہ کہ شراب خود بخود ایک

گھڑے میں پلٹ کر سرکہ ہو جاتا ہے یا سرکہ بنانے سے پس ہو جاتا ہے پاک اور اسی طرح ایماندار بھی اسی وقت پاک ہو جاتا ہے ساتھ توبہ خالص کے گناہوں کی پلیدی سے جن کے سبب سے ناپاک ہو گیا تھا یا تو خود بخود توبہ کرتا ہے یا کسی کے نصیحت کرنے سے پس لائق ہے عاقل کو کہ اپنے دل کے معالجے میں کوشش کرے تا کہ نہ ہلاک ہو جائے اور حالانکہ وہ اوپر صفت مذموم کے ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ فَدَاكَ أَبِیْ وَأُمِّیْ فِيْهِ الزُّبَيْرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہنا مرد کا دوسرے کو کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان اس باب میں حدیث زبیر رضی اللہ عنہ کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ مجاز ہے رضا سے یعنی میرے ماں باپ مبذول ہیں تیرے واسطے اور یہ زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں یہ قول زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے اپنے ماں باپ کو جمع کیا اور کہا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔

٥٧١٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِیْ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّیْ أَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ارْمِ فَدَاكَ أَبِیْ وَأُمِّیْ أَظُنُّهٗ يَوْمَ أُحُدٍ.

٥٧١٦۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں سنا کسی کو کہتے ہوں کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان میں گمان کرتا ہوں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاكَ

کہنا مرد کا دوسرے سے کہ اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے

فائدہ: یعنی کیا مباح ہے یا مکروہ اور جمع کیا ہے سب حدیثوں کو جو جواز پر دلالت کرتی ہیں ابو بکر بن ابی عاصم نے اور جزم کیا ہے اس نے ساتھ جائز ہونے اس کے کے اور کہا کہ بادشاہ اور رئیس اور اہل علم کو یہ کہنا جائز ہے اور اگر یہ منع ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قائل کو اس سے منع کرتے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا

یعنی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے اپنے ماں باپ آپ پر قربان کیے

فائدہ: یہ حدیث پوری مع شرح کے مناقب میں گزر چکی ہے۔

٥٧١٧۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهٗ أَقْبَلَ هُوَ

٥٧١٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سامنے سے آئے یعنی جنگ خیبر سے پلٹ کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَأَبُوْ طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهٖ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقٰى أَبُوْ طَلْحَةَ ثَوْبَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقٰى ثَوْبَهٗ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلٰى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.

اس کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کیے تھے سو جب بعض راہ میں تھے تو اونٹنی کا پاؤں پھسلا سو حضرت ﷺ اور عورت گر پڑے اور کہا کہ گمان کرتا ہوں کہ کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے اونٹ سے گرایا اور حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا حضرت! اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے کیا آپ کو کچھ تکلیف پہنچی؟ فرمایا کہ نہیں لیکن لازم جان اپنے اوپر حفاظت عورت کی سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا اور عورت کی طرف قصد کیا اور اس پر کپڑا ڈالا سو عورت اٹھ کھڑی ہوئی سو ان کے واسطے ان کی سواری پر کجاوہ باندھا پھر دونوں سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ جب مدینے کی پشت پر پہنچے یا کہا مدینے پر بلند ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں سو ہمیشہ رہے یہ کہتے یہاں تک کہ مدینے میں داخل ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے کہا طبری نے کہ ان حدیثوں میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے اس قول کے اور ایک روایت میں ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ پر داخل ہوئے اور حضرت ﷺ بیمار تھے سو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اپنا گنوار پن نہیں چھوڑا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے منع پر اس واسطے کہ وہ صحت میں ان حدیثوں کے برابر نہیں اور بر تقدیر ثبوت کے اس میں صریح منع نہیں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ ترک اولیٰ ہے بیچ کہنے کے واسطے بیمار کے یا ساتھ دل لگانے کے یا ساتھ دعا اور آہ کے۔ (فتح)

بَابُ أَحَبِّ الْأَسْمَآءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ يَا بُنَيَّ

اللہ کے نزدیک بہت پیارا نام کون سا ہے؟ اور کہنا مرد کا اپنے ساتھی سے اے بیٹا!

۵۷۱۸۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا كَرَامَةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ.

۵۷۱۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو ہم نے کہا کہ ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور ہم تجھ کو اکرام نہیں کریں گے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھو۔

فائدہ: مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں بہت پیارا نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور ملحق ہے ساتھ ان کے جو ان کی مثل ہے مانند عبدالرحیم اور عبدالصمد وغیرہ کے اور یہ نام اللہ کے نزدیک بہت پیارے اس واسطے ہیں کہ وہ بغل گیر ہیں اس چیز کو کہ وہ وصف واجب ہے واسطے اللہ کے اور اس کو جو وصف واجب ہے واسطے آدمی کے اور وہ عبودیت ہے پھر منسوب کیا گیا عبد طرف رب کی اضافت حقیقی پس صادق ہوا مفرد کرنا ان ناموں کا اور شریف ہوئے ساتھ اس ترکیب کے پس حاصل ہوئی ان کے واسطے یہ فضیلت اور کہا اس کے غیر نے کہ حکمت صرف ان دو ناموں کے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ قرآن میں عبد کی نسبت اللہ کے ان دونوں ناموں کے سوائے اور کسی نام کی طرف واقع نہیں ہوئی اور بعض شارحین نے کہا کہ اللہ کے واسطے نام ہیں بہتر اور ان میں اصول ہیں اور فروع یعنی باعتبار اشتقاق کے اور اصول ہیں یعنی باعتبار معنی کے سو اصول کے اصول دو نام ہیں اللہ اور رحمٰن اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے مشتمل ہے سب ناموں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾ اسی واسطے نہیں نام رکھا گیا ساتھ ان کے کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور جب یہ مقرر ہو چکا تو ہوگی اضافت ہر ایک کی دونوں میں سے طرف اللہ تعالیٰ کے محض حقیقی سو ظاہر ہوئی وجہ بہت پیارے ہونے کی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ترجمہ سے مطابق ہونا دشوار ہے اور قریب تر یہ ہے کہ جب انہوں نے اس پر انکار کیا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت سے تیری کنیت نہیں رکھیں گے تو اس نے تقاضا کیا کہ کنیت رکھنا جائز ہے اور یہ کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اس کا نام عبدالرحمٰن رکھے تو اختیار کیا اس کے واسطے وہ نام کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس سے خوش ہو جب کہ بدلہ اسم کو سو حال نے تقاضا کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مشورہ دیں گے اس کو مگر بہتر نام سے اور اس کے احسن ہونے کی توجیہ اول باب میں گزر چکی ہے اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے مشروع ہونا کنیت کا ساتھ اولاد کے اور نہیں خاص ہے ساتھ پہلی اولاد کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ قَالَهُ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بیان میں کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو کہا ہے

أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کو انس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں گزر چکی ہے۔

٥٧١٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوْا لَا نَكْنِيْهِ حَتّٰى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

۵۷۱۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو اصحاب نے کہا کہ ہم اس کی کنیت نہیں رکھیں گے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت پر یعنی کسی کی کنیت ابوالقاسم نہ رکھو۔

٥٧٢٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

۵۷۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

٥٧٢١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوْا لَا نَكْنِيْكَ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ.

۵۷۲۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا سو اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو ہم نے کہا کہ ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور نہ انعام کریں گے تجھ پر ساتھ اس کے سو تیری آنکھ اس سے ٹھنڈی ہو سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ حال آپ سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ۔

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے اس میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر کنیت رکھنا یعنی کسی کو ابوالقاسم کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کے تین مذہب ہیں، اول یہ کہ مطلق منع ہے برابر ہے کہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ثابت ہوا یہ شافعی رحمہ اللہ سے دوسرا یہ کہ جائز ہے مطلق اور نہی خاص ہے ساتھ زندگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے، تیسرا یہ کہ جس کا نام محمد ہو اس کے واسطے جائز نہیں اور جس کا نام محمد نہ ہو اس کے واسطے جائز ہے کہا رافعی نے شاید کہ یہی ہے صحیح تر اس واسطے کہ لوگ ہمیشہ سے اس کو کرتے آئے ہیں تمام شہروں میں بغیر انکار کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ مخالف ہے واسطے ظاہر حدیث کے اور ساتھ پہلے مذہب کے قائل ہیں ظاہریہ اور مبالغہ کیا ہے بعض نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے کہ اپنے بیٹے کا نام

قاسم رکھے تا کہ اس کی کنیت ابوالقاسم نہ رکھی جائے اور حکایت کیا ہے طبری نے مذہب چوتھا اور وہ یہ کہ منع ہے نام رکھنا ساتھ محمد کے مطلق اور اسی طرح کنیت رکھنا ساتھ ابوالقاسم کے مطلق اور اس کی سند وہ چیز ہے جو عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک کا نام محمد سے بدل کر اور نام رکھا اور ایک مرد نے کہا کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ میرا نام محمد رکھا ہے تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا پس یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رجوع کیا اور پانچواں مذہب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مطلق منع ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تفصیل ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو اس کے واسطے ابوالقاسم کنیت رکھنا منع ہے اور جس کا نام کچھ اور ہو اس کو منع نہیں اور دوسرے مذہب کی حجت یہ ہے جو محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام محمد رکھا اور میری کنیت ابوالقاسم رکھی، روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ یہ نہی کراہت کے واسطے ہے نہ واسطے تحریم کے اور اگر حرام ہوتا تو اصحاب علی رضی اللہ عنہ پر انکار کرتے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں منحصر ہے امر اس چیز میں کہ اس نے کہا سو شاید کہ انہوں نے معلوم کیا کہ یہ رخصت خاص علی رضی اللہ عنہ کے واسطے ہے اور کسی کے واسطے نہیں یا انہوں نے سمجھا کہ یہ نہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ساتھ خاص ہے اور یہ قوی تر ہے اس واسطے کہ بعض اصحاب نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھی اور وہ طلحہ بن عبیداللہ ہے اور البتہ جزم کیا ہے طبری نے کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ کنیت رکھی تھی اور اسی طرح سب محمد ہیں یعنی ابن ابی بکر اور ابن سعد اور ابن جعفر اور ابن عبدالرحمٰن اور ابن حاطب اور ابن اشعث کی کنیت بھی ابوالقاسم ہے اور یہ کہ ان کے باپوں نے ان کی یہ کنیت رکھی، کہا عیاض نے اور ساتھ اس کے قائل ہیں جمہور سلف اور خلف اور فقہاء امصار کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کسی کو ابوالقاسم کہنا منع تھا بعد میں نہیں اور حاصل کلام یہ کہ قریب تر طرف انصاف کے اخیر مذہب ہے جو مفصل ہے یعنی پانچواں مذہب اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اس کے بعد کہ اشارہ کیا طرف ترجیح مذہب ثالث کے باعتبار جواز کے لیکن اولیٰ اول مذہب کو پکڑنا ہے یعنی مطلق منع ہے اس واسطے کہ اس میں ذمہ بری ہوتا ہے اور حرمت اور تعظیم زیادہ ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ اِسْمِ الْحَزْنِ

٥٧٢٢۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهُ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتِ

باب ہے بیچ نام حزن کے یعنی حزن نام رکھنا منع ہے

٥٧٢٢۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا حزن، یعنی سخت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سہل ہے یعنی نرم اس نے کہا میں نہیں بدلوں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا، کہا ابن مسیب نے سو اس کے بعد ہمیشہ ہم میں سخت خوئی رہی ہے۔

الْحُزُوْنَةُ فِينَا بَعْدُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَحْمُوْدٌ هُوَ ابْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ بِهٰذَا.

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس میں ہے کہ حکم ساتھ بہتر نام رکھنے کے اور بدلنے نام کے طرف بہتر کی نہیں ہے واسطے وجوب کے۔ (فتح)

بَابُ تَحْوِيْلِ الْاِسْمِ إِلٰى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ — ایک نام کو دوسرے بہتر نام سے بدلنا

فائدہ: یہ ترجمہ نکالا گیا ہے اس چیز سے کہ عروہ سے مرسل روایت ہے کہ حضرت مُلَّاتِیْمِ کا دستور تھا کہ جب کوئی برا اسم سنتے تو اس کو اچھے نام سے بدل ڈالتے اور موصول کیا ہے اس کو ترمذی نے۔

۵۷۲۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهِ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ جَالِسٌ فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَ أَبُوْ أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ قَلَبْنَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ قَالَ وَلٰكِنْ أَسْمِهِ الْمُنْذِرَ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ.

۵۷۲۳۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منذر بن ابی اُسید رضی اللہ عنہ حضرت مُلَّاتِیْمِ کے پاس لایا گیا جب کہ پیدا ہوا سو حضرت مُلَّاتِیْمِ نے اس کو اپنی ران پر رکھا اور ابو اُسید بیٹھا تھا سو حضرت مُلَّاتِیْمِ مشغول ہوئے کسی چیز سے جو آپ کے آگے تھی سو حکم کیا ابو اُسید نے ساتھ اٹھانے اپنے بیٹے کے سو اٹھایا گیا حضرت مُلَّاتِیْمِ کی ران سے سو حضرت مُلَّاتِیْمِ شغل سے فارغ ہوئے اور دھیان کیا تو فرمایا کہاں ہے لڑکا؟ ابو اُسید نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے اس کو اپنے گھر کی طرف پھر بھیجا ہے، حضرت مُلَّاتِیْمِ نے فرمایا کیا ہے نام اس کا؟ کہا فلانا فرمایا لیکن اس کا نام منذر ہے یعنی یہ اسم جو تو نے اس کا رکھا ہے اس کے ساتھ لائق نہیں بلکہ وہ منذر ہے سو حضرت مُلَّاتِیْمِ نے اس کا نام اس دن منذر رکھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا نام فلانا ہے تو معلوم نہیں کہ اس نے اس کا کیا نام بتلایا تھا سو شاید وہ نام اچھا نہیں تھا اس واسطے اس سے چپ رہا یا بعض راوی اس کو بھول گئے اور حضرت مُلَّاتِیْمِ نے اس کا نام منذر رکھا نیک فال کے واسطے کہ اس کے واسطے علم ہو جس کے ساتھ ڈرائے۔ (فتح)

۵۷۲۴۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا

۵۷۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زینب کا نام

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيْلَ تُزَكِّيْ نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ.

برہ تھا سو کہا گیا کہ وہ اپنے آپ کو بے عیب جانتی ہے تو حضرت ﷺ نے اس کا نام زینب رکھا۔

فائدہ: اور مراد اس سے حضرت ﷺ کی بیوی زینب بنت جحش ہیں یا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی۔

۵۷۲۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ أَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ.

۵۷۲۵۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس کا دادا حزن حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام حزن ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ تو سہل ہے اس نے کہا کہ میں نہیں بدلوں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا، کہا ابن مسیّب نے سو ہمیشہ رہی ہم میں سخت خوئی اس کے بعد۔

فائدہ: کہا طبری نے نہیں لائق ہے نام رکھنا جس کے معنی قبیح ہوں اور نہ جس میں تزکیہ ہو اور نہ جس کے معنی میں گالی ہو اور نام اگرچہ اعلام ہیں واسطے اشخاص کے حقیقت صفت کی اُن سے مقصود نہیں ہوتی لیکن وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کوئی سننے والا نام سنے سو گمان کرے کہ وہ صفت ہے واسطے مسمی کے اسی واسطے حضرت ﷺ بدلتے تھے نام کو طرف اس نام کی کہ اگر نام والے کو اس کے ساتھ بلایا جائے تو سچ ہو اور حضرت ﷺ نے چند نام بدلے لیکن نہ بطور منع کے بلکہ بطور اختیار کے یعنی اس واسطے نہیں بدلے تھے کہ ان کے ساتھ نام رکھنا منع تھا اور اسی واسطے جائز رکھا ہے مسلمانوں نے کہ قبیح کا نام حسن رکھیں اور فاسد کا نام صالح اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ حضرت ﷺ نے حزن پر نام کا بدلنا لازم نہ کیا جب کہ اس نے نام بدلنے سے انکار کیا اور اگر یہ لازم ہوتا تو اس کے اس کے قول پر برقرار نہ رکھتے کہ میں اپنا نام نہیں بدلوں گا اور البتہ وارد ہوا ہے حکم ساتھ اچھا نام رکھنے کے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے سو اپنے نام اچھے رکھا کرو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ سَمّٰى بِأَسْمَآءِ الْأَنْبِيَآءِ

جو نام رکھے پیغمبروں کے نام سے

فائدہ: اور اس باب میں دو صریح حدیثیں وارد ہوئی ہیں ایک مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے پیغمبروں اور نیکوں کے نام پر نام رکھا کرتے تھے اور دوسری حدیث ابو وہب کی ہے جو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نام رکھا کرو پیغمبروں کے نام پر اور بہت پیارا نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمن ہے اور بہت سچا حارث اور ہمام ہے اور بہت برا حرب اور مرہ ہے بعض نے کہا حارث اور ہمام اس واسطے کہ بندہ بیج کھیتی دنیا کے ہے یا آخرت کے اور اس واسطے کہ وہ قصد کرتا ہے ایک چیز کا بعد دوسری کے اور حرب اور مرہ میں ناخوشی اور تلخی ہے اور گویا کہ یہ دونوں حدیثیں بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھیں تو کفایت کی اس نے ساتھ اس چیز کے کہ استنباط کیا اس کو باب کی حدیثوں سے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے گزرا کہ انہوں نے طلحہ کی اولاد کا نام بدلنا چاہا اور ان کے نام پیغمبروں کے نام پر تھے اور نیز روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں حدیث یوسف بن عبداللہ کی کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام یوسف رکھا اور اس کی سند صحیح ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ قَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيْمَ يَعْنِي ابْنَهُ

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو چوما

فائدہ: یہ حدیث پوری جنازے میں گزر چکی ہے۔

٥٧٢٦۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيْمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيْرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ.

٥٧٢٦۔ حضرت اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی سے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا (ہاں لیکن) لڑکپن میں مر گئے تھے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پیغمبر کا ہونا مقدر ہوتا تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن ابی اوفی نے اور ایسی بات رائے اور قیاس سے نہیں کہی جاتی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا فوت ہوا تو فرمایا کہ اس کے واسطے بہشت میں دودھ پلانے والی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر زندہ رہتا تو ہوتا صدیق نبی اور البتہ اس کے ماموں آزاد ہوتے اور احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو پیغمبر ہوتا لیکن نہ تھا کہ زندہ رہے اس واسطے کہ تمہارا پیغمبر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلا پیغمبر ہے پس یہ چند حدیثیں صحیح ہیں ان اصحاب سے کہ انہوں نے یہ مطلق کہا سو میں نہیں جانتا کہ کیا باعث ہوا ہے نووی رحمہ اللہ کو کہ اس نے انکار کیا ہے اور کہا کہ یہ

جرأت ہے غیب کی چیزوں پر۔(فتح)

٥٧٢٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ.

٥٧٢٧۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابراہیم مر گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس کے واسطے بہشت میں دودھ پلانے والی ہے (جو اس کے دودھ پلانے کی مدت کو پورا کریں گی)۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ جب وہ فوت ہوا تو اس وقت ۱۶ یا ۱۸ مہینے کا تھا۔

٥٧٢٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَرَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٧٢٨۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر میں تو قاسم ہوں تم میں تقسیم کرتا ہوں اور روایت کیا ہے اس کو انس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٥٧٢٩۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُوْرَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

٥٧٢٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر اور جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بے شک اس نے مجھ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔

٥٧٣٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ وُلِدَ لِي

٥٧٣٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس

غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوْسٰى.

کے حلق میں لگائی اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور مجھ کو دیا اور وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے بڑا تھا۔

فائدہ: اور یہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ کنیت اس کی اولاد پیدا ہونے سے پہلے تھی ورنہ اس کی کنیت اس کے بیٹے ابراہیم کے نام پر رکھی جاتی اور نہیں منقول ہے کہ کسی نے اس کی کنیت ابو ابراہیم رکھی ہو۔

٥٧٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ رَوَاهُ أَبُوْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۳۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج میں گہن ہوا جس دن ابراہیم فوت ہوا روایت کیا ہے اس کو ابوبکرہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نام رکھنا پیغمبروں کے نام سے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہ اس نے کہا کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارے نام پیغمبروں کے نام ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ جانا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تا کہ نہ گالی دیا جائے کوئی جو نام رکھا گیا ہو ساتھ اس کے سو ارادہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسم کی تعظیم کا تا کہ نہ ذلیل ہو بیچ اس کے اور یہ قصد بہتر ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ حجت اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ان کا نام محمد رکھتے ہیں پھر ان کو لعنت کرتے ہیں اور یہ روایت ضعیف ہے اور برتقدیر ثابت ہونے اس کے سو نہیں ہے اس میں حجت واسطے منع کے بلکہ اس میں نہی ہے اس کے لعنت کرنے سے جس کا نام محمد ہو اور کہا جاتا ہے کہ نام شہیدوں کے نام ہیں تو اس نے کہا کہ میں اُمید وار ہوں کہ میرے بیٹے شہید ہوں اور تو امید وار نہیں کہ تیرے بیٹے پیغمبر ہوں سو اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ اس کا یہ فعل اولیٰ ہے طلحہ رضی اللہ عنہ کے فعل سے۔ (فتح)

بَابُ تَسْمِيَةِ الْوَلِيْدِ

ولید نام رکھنا

فائدہ: وارد ہوئی ہے بیچ مکروہ ہونے اس نام کے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مرد اپنے غلام یا لڑکے کا نام حرب یا ولید رکھے اور اس کی سند ضعیف ہے اور روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں لڑکا ہوا سو اس نے اس کا نام ولید رکھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کا نام اپنے فرعونوں کے نام پر رکھا البتہ اس امت میں ایک مرد ہو گا اس کو ولید کہا جائے گا اور وہ بڑا

فتنہ انگیز ہوگا اس امت پر فرعون سے کہا اوزاعی نے سو وہ لوگ دیکھتے تھے کہ وہ ولید بن عبدالملک ہے پھر ہم نے دیکھا کہ وہ ولید بن یزید ہے واسطے فتنہ میں پڑنے لوگوں کے ساتھ اس کے جب کہ لوگ اس سے باغی ہوئے اور اس کو قتل کیا اور اسی سبب سے اس امت پر فتنوں کا دروازہ کشادہ ہوا اور بہت ہوا ان میں قتل ہونا اس کے نام کو بدل ڈالو سو انہوں نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور چونکہ یہ حدیث بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو اپنی عادت کے موافق اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور وارد کی اس میں وہ حدیث جو دلالت کرتی ہے جواز پر اس واسطے کہ اگر یہ نام مکروہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بدل ڈالتے جیسے کہ آپ کی عادت تھی سو بے شک حدیث مذکور کے بعض طریق میں ہے کہ ولید بن ولید مذکور اس کے بعد مدینے میں ہجرت کر کے آیا سو نہیں منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدلہ ہوا اور جو بدلہ تھا وہ اس کے بیٹے کا نام تھا۔ (فتح)

٥٧٣٢۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

٥٧٣٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو کہا کہ الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ربیعہ کو اور مکے کے دبے کمزور مسلمانوں کو اور اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور اُن پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

بَابُ مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنَ اسْمِهِ حَرْفًا

جو اپنے ساتھی کو بلائے اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کرے

وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هِرٍّ

یعنی اور کہا ابوحازم نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابوہر!

فائدہ: اور اس نام میں فی الجملہ کچھ کمی ہے لیکن ایک حرف نہیں اور شاید کہ لحاظ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس اسم کی تصغیر سے پہلے اور وہ ہرۃ ہے سو جب حذف کی جائے یہی اخیر تو صادق آئے گا یہ کہ ایک حرف کو آپ نے نام سے کم کیا پس حدیث ترجمہ کے مطابق ہے اور ادب مفرد میں حرف کے بدلے شیئا کہا ہے۔ (فتح)

٥٧٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

٥٧٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا نَرٰى.

نے فرمایا اے عائش! یعنی اے عائشہ! یہ جبریل تجھ کو سلام کرتے ہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اس کو سلام اور رحمت اللہ تعالیٰ کی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی۔

٥٧٣٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ وَأَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوْقُ بِهِنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشُ رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

۵۷۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا عورتوں میں تھیں جو اونٹوں پر سوار تھیں اور انجشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ان کو ہانکتا تھا یعنی سرود سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انجش! آہستہ آہستہ چل اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک۔

فائدہ: اور مطابقت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ يُوْلَدَ لِلرَّجُلِ

لڑکی کی کنیت رکھنا اور کنیت رکھنا مرد کی پہلے اس سے کہ اس کے اولاد پیدا ہو

٥٧٣٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِيْ أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ فَطِيْمًا وَكَانَ إِذَا جَآءَ قَالَ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِيْ تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ ثُمَّ يَقُوْمُ وَنَقُوْمُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّيْ بِنَا.

۵۷۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ تر خوش تھے (یہ بطور تمہید کے کہا) اور میرا ایک بھائی تھا اس کو ابو عمیر کہا جاتا تھا میں اس کو گمان کرتا ہوں کہ وہ فطیم تھا یعنی دودھ چھوڑایا گیا تھا بعد کامل ہونے مدت رضاعت کے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے کہتے تھے اے ابو عمیر! کیا کیا لال نے وہ لال جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا سو اکثر اوقات نماز کا وقت آتا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں ہوتے سو حکم کرتے ساتھ جھاڑنے بستر کے جو آپ کے نیچے ہوتا سو جھاڑا جاتا اور اس پر پانی چھڑکا جاتا پھر

نماز کو کھڑے ہوتے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے
سو ہم کو نماز پڑھاتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آیا کرتے تھے ان کے گھر میں آ کر سویا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن ہمارے گھر میں تشریف لائے سو کہا اے ام سلیم! کیا ہے میرے واسطے کہ میں تیرے بیٹے ابوعمیر کو غمگین دیکھتا ہوں؟ اس نے حضرت ﷺ کو خبر دی اور یہ حدیث مطابق ہے واسطے ایک رکن ترجمہ کے اور رکن دوسرا ماخوذ ہے الحاق سے بلکہ ساتھ طریق اولیٰ کے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کی طرف رد کی اس پر جو منع کرتا ہے کنیت رکھنے کو اس کے واسطے جس کی اولاد نہ ہو اس سند سے کہ وہ واقع کے خلاف ہے سو روایت کی ہے طحاوی وغیرہ نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صہیب سے کہا کہ کیا سبب ہے کہ تجھ کو لوگ ابو یحییٰ کنیت کرتے ہیں اور حالانکہ تیری اولاد نہیں اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے میری کنیت رکھی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے علقمہ کی کنیت رکھی اس کی اولاد ہونے سے پہلے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن رکھی پہلے اس سے کہ اس کی اولاد ہو کہا علماء نے کہ لڑکے کی کنیت رکھتے تھے نیک فال کے واسطے کہ فال لیتے تھے ساتھ اس کے کہ وہ جیتا رہے یہاں تک کہ اس کی اولاد پیدا ہوگی اور واسطے امن کے لقب ڈالنے سے یعنی تاکہ اس پر کوئی لقب غالب نہ آئے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں جمع کیا ہے ان کو ابوالعباس احمد معروف ابن قاص فقیہ شافعی رحمہ اللہ نے ایک جز مفرد میں اور ذکر کیا ہے اس نے اول کتاب میں کہ بعض لوگوں نے اہلحدیث پر عیب کیا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں بعض ایسی حدیثوں کو روایت کرتے ہیں کہ ان میں کچھ فائدہ نہیں اور اس نے نہیں جانا کہ اس حدیث میں کئی مسئلے ہیں فقہ کے اور کئی فن ہیں ادب کے پھر کہا کہ اس حدیث میں ساٹھ مسئلے ہیں فقہ اور ادب کے سو میں نے ان کو چھانٹ کر لکھا ہے اور جو مجھ کو میسر ہوا اس پر زیادہ کیا سو کہا اس نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے آہستہ چلنا اس واسطے کہ اس کے ایک طریق میں ہے کہ جب حضرت ﷺ چلتے تھے تو تکیہ کرتے تھے اور بھائیوں کی ملاقات کرنا، اور یہ کہ جائز ہے مرد کو ملاقات کرنا اجنبی عورت سے جب کہ نہ ہو جوان اور امن ہو فتنہ سے، اور خاص کرنا امام کا بعض رعیت کو ساتھ ملاقات کے، اور اختلاط بعض رعیت سے سوائے بعض کے، اور چلنا حاکم کا تنہا، اور یہ کہ بہت ملاقات کرنا دوستی کو کم نہیں کرتا، اور یہ جو فرمایا کہ ملاقات کیا کر ایک دن درمیان ایک تو یہ مخصوص ہے ساتھ اس کے جو طمع کے واسطے ملاقات کرے اور نہی کثرت اختلاط لوگوں کے سے مخصوص ہے ساتھ اس کے جو فتنے اور ضرر سے ڈرے اور اس میں مشروع ہونا مصافحہ کا ہے واسطے دلیل قول انس رضی اللہ عنہ کے بیچ اس کے کہ نہیں چھوا میں نے کسی ہتھیلی کو جو حضرت ﷺ کی ہتھیلی سے نرم تر ہو اور خاص کرنا اس کا ساتھ مرد کے سوائے عورت کے اور یہ کہ مستحب ہے نماز پڑھنا زائر کا اس کے گھر میں جس کی ملاقات

کرے خاص کر جب کہ ہو زائر ان لوگوں میں سے جن کے ساتھ برکت طلب کی جاتی ہے اور یہ کہ جائز ہے پڑھنا نماز کا چٹائی پر اور ترک کرنا تقرر کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ گھر میں لڑکا ہے اور باوجود اس کے گھر میں نماز پڑھی اور بیٹھے اور یہ کہ سب چیزیں اوپر یقین طہارت کے ہیں اس واسطے کہ ان کا چٹائی پر پانی چھڑکنا فقط ستھرائی کے واسطے تھا اور یہ کہ مختار نمازی کے واسطے یہ ہے کہ زیادہ تر پر راحت حال میں کھڑا ہو برخلاف اس کے جو مستحب جانتا ہے مشددین سے کہ پرکوشش حال میں کھڑا ہو اور یہ کہ جائز ہے اُٹھانا عالم کا اپنے علم کو اس کی طرف جو اس سے فائدہ اٹھائے اور اس میں فضیلت ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لوگوں کی اور اس کے گھر کی کہ ہو گیا ان کے گھر میں قبلہ کہ یقین ہے ساتھ صحت اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے خوش طبعی کرنا اور مکرر کرنا خوش طبعی کا اور یہ کہ وہ مباح بطور سنت ہے نہ رخصت اور یہ کہ خوش طبعی کرنا ساتھ اس لڑکے کے جس کو تمیز نہ ہو جائز ہے اور اس حدیث میں ترک کرنا تکبر اور ترفع کا ہے اور اس میں فرق ہے کہ جب کوئی راہ میں چلے تو باعزت چلے اور جب گھر میں ہو تو خوش طبعی کرے اور یہ جو وارد ہوا ہے کہ منافق کا باطن اس کے ظاہر کے مخالف ہوتا ہے تو یہ عموم پر نہیں اور اس حدیث میں استدلال کرنا ہے ساتھ آنکھ کے اوپر حال آنکھ والے کے کہ استدلال کیا حضرت ﷺ نے ظاہری غم سے اور پر غم باطن کے یہاں تک کہ حکم کیا کہ وہ غمگین ہے اور اس میں مہربانی کرنا ہے ساتھ صدیق کے چھوٹا ہو یا بڑا اور سوال اس کے حال سے اور یہ کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی بیچ زجر کے لڑکے کے رونے سے وہ محمول ہے اس پر کہ جب کہ روئے کسی سبب عامد سے یا ایذا سے بغیر حق کے اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اس واسطے کہ جس نے ابو عمیر کے غم کے سبب سے خبر دی اور وہ اسی طرح تھا اور یہ کہ جائز ہے کنیت رکھنی اس کی جس کی اولاد نہ ہو اور جائز ہے کھیلنا چھوٹے لڑکے کا ساتھ جانور کے اور جائز ہے ماں باپ کے واسطے کہ اپنے لڑکے کو چھوڑیں کہ وہ کھیلے جس کے ساتھ کھیلنا مباح ہے اور جائز ہے خرچ کرنا مال کا اس چیز میں کہ کھیلے ساتھ اس کے لڑکا مباح چیزوں سے اور جائز ہے بند رکھنا جانور کا پنجرے وغیرہ میں اور جانور کے پروں کا کترنا اس واسطے کہ ابو عمیر کے جانور کا حال کسی ایک سے خالی نہیں اور جو واقع ہو دوسرا ملحق ہوگا ساتھ اس کے حکم میں اور یہ کہ جائز ہے داخل کرنا شکار کا حل سے حرم میں اور بند رکھنا اس کا بعد داخل کرنے اس کے کے برخلاف اس کے جو منع کرتا ہے اس کے بند رکھنے کو اور قیاس کرتا ہے اس کو اس پر جو شکار کرے پھر احرام باندھے کہ واجب ہے اس پر چھوڑ دینا اس کا اور یہ کہ جائز ہے مصغر کرنا اسم کا اگرچہ حیوان کا نام ہو اور یہ کہ جائز ہے مواجہت لڑکے کی ساتھ خطاب کے یعنی اس کو مخاطب کرنا جائز ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ دانا نہ خطاب کرے مگر سمجھ والے کو اور صواب جواز ہے جس جگہ جواب کی طلب نہ ہو اور اس حدیث میں معاشرت لوگوں کی ہے بقدر ان کی عقلوں کے اور یہ کہ جائز ہے قیلولہ کرنا غیر کے گھر میں اگرچہ اس کی بیوی اس میں نہ ہو اور مشروع ہونا قیلولہ کا اور یہ کہ جائز ہے قیلولہ حاکم کا بعض رعیت کے گھر میں اگرچہ عورت ہو اور داخل ہونا مرد

کا اجنبی عورت کے گھر میں اور اس کا خاوند موجود نہ ہو اگرچہ محرم نہ ہو جب کہ فتنے سے امن ہو اور اس حدیث میں اکرام زائر کا ہے اور یہ کہ خفیف چین سنت کے مخالف نہیں اور یہ کہ تشیع مزور کی زائر کی نہیں ہے وجوب پر اور جو باقی رہا اس حدیث کے فوائد سے یہ ہے کہ بعض مالکیہ اور خطابی نے شافعیہ میں سے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدینے کا شکار حرام نہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے جو ابن قاص نے کہی کہ وہ شکار کیا گیا تھا حل میں پھر داخل کیا گیا حرم مدینے میں پس اسی واسطے مباح ہوا بند رکھنا اس کا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حرم مدینے کا شکار حرام نہ ہو اور جواب دیا ہے ابن تین نے کہ یہ شکار مدینے کے حرام ہونے سے پہلے تھا اور عکس کیا ہے اس کا بعض حنفیہ نے سو کہا کہ قصہ ابو عمیر کا دلالت کرتا ہے کہ جو حدیث کہ مدینے کے شکار کے حرام ہونے میں وارد ہوئی ہے وہ منسوخ ہے اور دونوں قول کا تعاقب کیا گیا ہے اور جو جواب دیا ہے ابن قاص نے خطاب کرنے سے ساتھ اس لڑکے کے جس کو تحقیق کی تمیز نہ ہو اس میں جواز مواجہت اس کی ہے ساتھ خطاب کے جب کہ خطاب کو سمجھتا ہو اور ہو گا اس میں فائدہ اگرچہ ساتھ دل لگانے کے ہو اور اسی طرح بیچ تعلیم کرنے اس کے کے حکم شرعی کو وقت قصد عادت ڈالنے اس کے اس پر کہ لڑکپن سے جیسا کہ حسن کے قصے میں ہے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے کھجور منہ سے نکال ڈال اور بے تمیز لڑکے کے ساتھ مطلق خطاب کرنا بھی جائز ہے جب کہ اس سے حاضرین کا خطاب مقصود ہو یا سمجھنے والوں سے استفہام منظور ہو اور بہت وقت کہا جاتا ہے چھوٹے لڑکے سے جو بالکل کچھ نہیں سمجھتا کہ تیرا کیا حال ہے اور مراد سوال اس کے اٹھانے والے سے ہوتا ہے اور نیز اس حدیث کے فائدوں سے ہے پانی چھڑکنا اس چیز میں جس کی پاکی کا یقین نہ ہو اور یہ کہ اسماء علام یعنی ناموں سے ان کے معنی مراد نہیں ہوتے اور یہ کہ بولنا ان کا مسمیٰ پر نہیں مستلزم ہے کذب کو اس واسطے کہ وہ لڑکا کسی کا باپ نہ تھا اور حالانکہ ابو عمیر بولا گیا اور اس میں جواز سجع کا ہے کلام میں یعنی کلام میں تک بندی جائز ہے جب کہ نہ تکلف سے اور یہ کہ نہیں منع ہے یہ پیغمبر سے جیسا کہ منع تھا آپ کو جوڑنا شعروں کا اور اس حدیث میں اتحاف زائر کا ہے یعنی زائر کو تحفہ دینا جو اس کو خوش لگے ماکول وغیرہ سے اور اس میں جواز روایت کا ہے ساتھ معنی کے اس واسطے کہ یہ قصہ ایک ہے اور مختلف الفاظ کے ساتھ آیا ہے اور یہ کہ جائز ہے اقتصار کرنا بعض حدیث پر کبھی اور پورا بیان کرنا اس کو کبھی اور یہ سب احتمال ہے کہ ہو انس رضی اللہ عنہ سے یا کسی نیچے کے راوی سے اور اس میں ہاتھ پھیرنا ہے لڑکے کے سر پر ساتھ مہربانی کے اور اس میں جواز سوال کا ہے اس چیز سے جس کا سائل کو علم ہو واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا کیا لال نے باوجود اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ مر گیا اور اس میں خاطر داری کرنا ہے خادم کے قرابتیوں کی اور ظاہر کرنا محبت کا ان کے واسطے اس واسطے کہ یہ سب جو مذکور ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں جانا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا وغیرہ ان کے گھر والوں کے ساتھ مہربانی اور خوش خلقی سے ملنا بواسطہ خدمت انس رضی اللہ عنہ کے تھا اور یہ جو ابن قاص نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اس پر کہ لڑکے کو جانور کے ساتھ

کھیلنا مطلق جائز ہے تو اس میں نزاع کیا گیا ہے سو کہا ابوعبدالملک نے جائز ہے کہ یہ منسوخ ہو ساتھ نہی کے تعذیب حیوان سے یعنی حیوان کو عذاب کرنا منع ہے کہا قرطبی نے حق یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ جس کی رخصت دی گئی ہے لڑکے کے واسطے وہ بند رکھنا جانور کا ہے تا کہ اس کے ساتھ کھیلے اور لیکن اس کو عذاب کرنا خاص کر یہاں تک کہ مر جائے سو یہ کبھی مباح نہیں ہوا اور جو فائدہ کہ ابن قاص نے نہیں ذکر کیا یہ ہے کہ پھر وہ لڑکا بیمار ہوا اور مر گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رات بھر اپنے خاوند ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر نہ کیا بلکہ اس کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر کے ایک کونے میں رکھ چھوڑا یہاں تک کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رات کو اس سے صحبت کی پھر صبح کے وقت اس کو اس کے مرنے کی خبر دی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا کی ام سلیم رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں پھر لڑکا جنا انس رضی اللہ عنہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حلق میں شیرینی لگائی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (فتح)

بَابُ التَّكَنِّي بِأَبِي تُرَابٍ وَإِنْ كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرٰى

ابوتراب کے ساتھ کنیت رکھنی اگرچہ اس کے واسطے اور کنیت ہو

٥٧٣٦۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَيْهِ لَأَبُوْ تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُّدْعٰى بِهَا وَمَا سَمَّاهُ أَبُوْ تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَآءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُهُ فَقَالَ هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَآءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَامْتَلَأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُوْلُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ.

٥٧٣٦۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب ناموں میں بہت پیارا نام علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوتراب تھا اور البتہ وہ خوش ہوتے تھے کہ اس کے ساتھ بلائے جائیں اور نہیں رکھا تھا ان کا نام ابوتراب مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوئے سو نکلے اور مسجد میں دیوار کے ساتھ لیٹے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے ان کو تلاش کرتے سو کہا کہ وہ یہ دیوار کے ساتھ لیٹے ہیں، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان کی پیٹھ مٹی سے بھری تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع کیا ان کی پیٹھ سے مٹی پونچھتے تھے اور فرماتے تھے اُٹھ اے ابوتراب!۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ آدمی کی ایک سے زیادہ کنیت رکھنی جائز ہے اور لقب دینا ساتھ کنیت کے اور اکثر اوقات مشتق ہوتا ہے حال شخص کے سے اور یہ کہ جب صادر ہو لقب کبیر سے بیچ حق چھوٹے کے تو اس کو

قبول کرے اگرچہ اس کا لفظ مدح کا لفظ نہ ہو اور یہ کہ جو اس کو تنقیص پر حمل کرتا ہے اس کی طرف التفات نہیں، کہا ابن بطال نے اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی واقع ہوتی ہے درمیان اہل فضل کے اور اس کی بیوی کے وہ چیز جو پیدا ہوا ہے آدمی اس پر غضب سے اور کبھی باعث ہوتا ہے اس کو یہ طرف نکلنے کی گھر سے اور نہیں عیب کیا جاتا اوپر اس کے، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہو سبب علی رضی اللہ عنہ کے نکلنے کا یہ خوف کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ غضب کی حالت میں ان سے وہ چیز صادر ہو جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جناب کے لائق نہ ہو سو اکھاڑا مادہ کلام کا ساتھ اس کے یہاں تک کہ غصے کا جوش دونوں سے ٹھنڈا ہوا اور اس میں کرم خلق حضرت ﷺ کا ہے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تا کہ ان کو راضی کریں اور ان کی پیٹھ سے مٹی پونچھی تا کہ ان کو خوش کریں اور ان کو کنیت مذکور سے بلایا جو ماخوذ تھی ان کی حالت سے اور حضرت ﷺ نے ان کو عتاب نہ کیا اس پر کہ وہ حضرت ﷺ کی بیٹی سے ناراض ہوئے باوجود بلند ہونے مرتبے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک حضرت ﷺ کے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے نرمی کرنا ساتھ داماد کے اور نہ جھڑکنا ان کو واسطے باقی رکھنے ان کی محبت کے اس واسطے کہ عتاب کا ڈر اس سے ہوتا ہے جس سے حقد اور کینے کا ڈر ہو نہ اس سے جو اس سے پاک ہو۔ (فتح)

بَابُ أَبْغَضِ الْأَسْمَآءِ إِلَى اللّٰهِ

سب ناموں میں زیادہ تر مبغوض نام اللہ کے نزدیک کون سا ہے؟

فائدہ: ایک روایت میں اخبث کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت میں اکرہ کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مکروہ خالد اور مالک ہے۔

٥٧٣٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْنَى الْأَسْمَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ.

۵۷۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہت بڑا کم بخت نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن اس شخص کا ہو گا جس نے شاہان شاہ نام رکھایا۔

فائدہ: اخنع خنوع سے ہے اور اس کے معنی ہیں ذلت یعنی نہایت ذلیل نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مرد کا ہو گا جس نے شاہان شاہ نام رکھایا اور کہا ابن بطال نے کہ جب ہو نام ذلیل تر سب ناموں سے تو جو اس کے ساتھ نام رکھا جائے وہ بھی سخت تر ذلیل ہو گا سب سے۔

٥٧٣٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

۵۷۳۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ تر ذلیل نام اور کہا سفیان نے ایک بار سے

أَبِیْ هُرَیْرَةَ رِوَایَةً قَالَ أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَقَالَ سُفْیَانُ غَیْرَ مَرَّةٍ أَخْنَعُ الْأَسْمَآءِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰی بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ قَالَ سُفْیَانُ یَقُوْلُ غَیْرُهٗ تَفْسِیْرُهٗ شَاهَانْ شَاهْ.

زیادہ یعنی کئی بار کہ ذلیل تر سب ناموں میں اللہ کے نزدیک اس مرد کا ہوگا جس نے شاہان شاہ نام رکھا، اور سفیان نے کہا کہ ابوزناد کے غیر نے کہا کہ اس کی تفسیر شاہان شاہ ہے۔

فائدہ: جس نے شاہان شاہ نام رکھا یعنی اس نے خود اپنا یہ نام رکھا یا لوگوں نے اس کا یہ نام رکھا اور وہ اس کے ساتھ راضی ہوا اور اس پر بدستور رہا اور سفیان نے جو ملک الاملاک کی تفسیر شاہان شاہ کے ساتھ کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں اس نام کی بہت کثرت ہوگئی تھی سو تنبیہ کی سفیان نے جس نام کی مذمت کے ساتھ حدیث وارد ہوئی ہے وہ ملک الاملاک میں بند نہیں بلکہ جو لفظ کہ اس کے معنی ادا کرے خواہ کسی زبان میں ہو پس وہی مراد ہے ساتھ ذم کے جیسے شاہان شاہ، اور مہاراج اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حرام ہے نام رکھنا ساتھ ملک الاملاک اور شاہان شاہ اور مہاراج کے اس واسطے کہ اس میں وعید شدید وارد ہوئی ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے مثل خالق الخلق یعنی خلق کا پیدا کرنے والا اور احکم الحاکمین یعنی سب حاکموں کا حاکم اور سلطان السلاطین اور امیر الامیر اور کہا بعض نے اور نیز ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو نام رکھا جائے ساتھ اُن ناموں کے جو خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں مانند رحمان اور قدوس اور جبار کی اور قاضی القضاۃ اور حاکم الحکام بھی اس کے ساتھ ملحق ہے یا نہیں سو اس میں علماء کو اختلاف ہے سو کہا زمخشری نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں احکم الحاکمین اے اعدل الحکام واعلمھم یعنی زیادہ تر عادل اور عالم سب حاکموں سے اس واسطے کہ نہیں فضیلت ہے کسی حاکم کو دوسرے پر مگر ساتھ علم کے اور عدل کے کہا اور بہت لوگ غرق ہوئے جہل اور جور میں ہمارے زمانے کے مقلدوں سے لقب کیے گئے ہیں اقضی القضاۃ اور اس کے معنی ہیں احکم الحاکمین سو عبرت لی اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس حدیث کے اقضاکم علی سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں حرج ہے اس پر جو بولے قاضی کو جو اپنے زمانے میں سب قاضیوں سے زیادہ تر عادل اور عالم ہو اقضی القضاۃ یا مراد اس کی اپنے ملک یا شہر کا قاضی ہو اور تعاقب کیا ہے ابن منیر کا عراقی نے سو کہا اس نے کہ ٹھیک وہی ہے جو زمخشری نے کہا اور رد کیا ہے اس چیز کو کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے ابن منیر نے علی رضی اللہ عنہ کی زیادہ تر قاضی ہونے سے ساتھ اس طور کے کہ یہ تفضل فقط ان لوگوں کے حق میں وارد ہوئی ہے جو اس کے ساتھ مخاطب تھے اور جو ان کے ساتھ ملحق ہیں پس نہیں ہے یہ مساوی واسطے اطلاق تفضیل کے ساتھ الف اور لام کے اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس اطلاق میں ہے جرأت اور سوء ادب سے اور نہیں عبرت ساتھ قول اس شخص کے جو قاضی ہوا پس صفت کیا گیا ساتھ اس کے سو حیلہ کیا اس نے اس کے جائز ہونے میں سو حق لائق تر ہے یہ کہ پیروی کی جائے اس کی اور منع کیا ہے ماوردی نے اس بادشاہ کو جو اس کے زمانے

میں تھا لقب کرنے سے ساتھ ملک الملوک کے باوجود اس کے کہ ماوردی کو اقضی القضاۃ کہا جاتا تھا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ ملحق ہے ساتھ ملک الملوک کے قاضی القضاۃ اگرچہ مشہور ہوا ہے مشرق کے شہروں میں قدیم زمانے سے اطلاق اس کا بڑے قاضی پر اور البتہ اہل مغرب اس سے سلامت ہیں کہ ان کے نزدیک جو بڑا قاضی ہو اس کا نام قاضی الجماعہ ہے اور اس حدیث میں مشروع ہونا ادب کا ہے ہر چیز میں اس واسطے کہ زجر ملک الاملاک سے اور وعید اس پر تقاضا کرتی ہے اس کو کہ یہ مطلق منع ہے برابر ہے کہ اس کی مراد ہو کہ وہ زمین کے سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے یا بعض کا اور برابر ہے کہ وہ اس میں حق پر ہو یا باطل پر باوجود اس کے کہ نہیں پوشیدہ ہے فرق درمیان اس کے جو اس کا قصد کرنے والا ہو اور اس میں صادق ہو اور جو اس کا قصد کرے اور کاذب ہو۔ (فتح)

بَابُ كُنْيَةِ الْمُشْرِكِ

باب ہے بیچ بیان کنیت مشرک کے

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے ابتدا اور کیا جب اس کی کنیت ہو تو کیا جائز ہے بلانا اس کو ساتھ اس کے یا ذکر کرنا اس کا ساتھ کنیت کے اور باب کی حدیثیں اس اخیر معنی کے مطابق ہیں اور ملحق ہے ساتھ اس کے دوسرا حکم میں۔ (فتح)

وَقَالَ مِسْوَرٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِلَّا أَنْ يُرِيْدَ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ.

یعنی اور کہا مسور نے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب فرض الخمس میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٣٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَّأُسَامَةُ وَرَآءَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِيْ حَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَا حَتّٰى مَرَّا بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ

٥٧٣٩ـ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے فدک کی چادر پر اور اُسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو قوم بنی حارث بن خزرج میں جنگ بدر سے پہلے سو چلے یہاں تک کہ گزرے اس مجلس میں جس میں عبداللہ بن اُبی منافق تھا اور یہ واقعہ عبداللہ بن اُبی کے ظاہری مسلمان ہونے سے پہلے تھا سو اچانک دیکھا کہ مجلس میں لوگ ہیں ملے ہوئے مسلمانوں سے اور مشرکوں سے یعنی بت پرستوں اور یہودیوں سے یعنی اس مجلس میں کچھ لوگ مسلمان تھے اور کچھ مشرک اور مسلمانوں میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے سو جب سواری کی گرد اڑ کر مجلس پر پڑی تو ابن اُبی نے اپنی

يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِي الْمُسْلِمِينَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ ابْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهٗ بِرِدَآءِهٖ وَقَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهٗ فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَوَالَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ

چادر سے اپنی ناک کو بند کیا اور کہا کہ ہم پر گرد مت اڑاؤ تو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا اور پھر کھڑے ہوئے اور اترے سو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور ان کو قرآن پڑھ کر سنایا تو عبداللہ بن اُبی نے آپ سے کہا اے مرد آدمی نہیں کوئی چیز بہتر اس سے جو تو کہتا ہے اگر ہو حق سو ہم کو ہماری مجلس میں ایذا نہ دیا کر اور جو تیرے پاس آئے تو اس پر مسئلے سنایا کر کہا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کیوں نہیں! یا حضرت! آپ ہماری مجلسوں میں آیا کریں اور جو چاہیں فرمایا کریں، سو ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمانوں اور مشرکوں اور یہودیوں میں گالی گلوچ ہوئی یہاں تک کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کریں سو ہمیشہ رہے حضرت ﷺ ان کو چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر حضرت ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے سعد! کیا تو نے نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا؟ یعنی عبداللہ بن اُبی نے، اس نے ایسا ایسا کہا، سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرا باپ آپ پر قربان اس کو معاف کیجیے اور درگزر کیجیے سو قسم ہے اس کی جس نے آپ پر قرآن اُتارا کہ البتہ اللہ تعالیٰ حق دین کو لایا جو آپ پر اُتارا اور البتہ اس شہر والوں نے اتفاق کیا تھا کہ اس کو تاج پہنائیں اور اپنا بادشاہ بنائیں سو جب رد کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو ساتھ حق کے جو آپ کو دیا تو اس کو اس سبب سے حسد ہوا اور جل گیا سو اسی حال نے اس کے ساتھ کیا ہے جو آپ نے دیکھا یعنی آپ جو دین حق لائے اور اس کی ریاست میں خلل پڑا اس واسطے وہ ایسی باتیں کرتا ہے پس وہ حسد کی وجہ سے مغرور ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے درگزر کی اور

الَّذِیْ أَنْزَلَ عَلَیْكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ وَيُعَصِّبُوْهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْأَذٰى قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ﴾ الْآيَةَ وَقَالَ ﴿وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ عَنْهُمْ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰى أَذِنَ لَهٗ فِيْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهَا مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ فَقَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ مَنْصُوْرِيْنَ غَانِمِيْنَ مَعَهُمْ أُسَارٰى مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوْا.

معمول تھا کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب مشرکوں اور اہل کتاب سے درگزر کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم کیا اور تکلیف پر صبر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور البتہ سنو گے تم اہل کتاب سے آخر آیت تک اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوست رکھتے ہیں بہت اہل کتاب سو حضرت ﷺ تاویل کرتے تھے بیچ معاف کرنے کے ان سے جو حکم کیا اللہ نے آپ کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ آپ کو ان کے جہاد کا حکم کیا سو جب حضرت ﷺ نے جنگ بدر کیا سو اللہ تعالیٰ نے اس میں قتل کیا جو قتل کیا کفار کے رئیسوں اور قریش کے سرداروں سے اور حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب بافتح اور باغنیمت پلٹے ان کے ساتھ کفار کے رئیس اور قریش کے سردار قیدی تھے اور ابن اُبی اور اس کے ساتھ والے مشرک بت پرستوں نے کہا کہ یہ امر یعنی اسلام سامنے آیا اور غالب ہوا سو حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کرو سو وہ اسلام لائے یعنی بظاہر مسلمان ہوئے اور دل میں منافق رہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کیا تو نے نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا؟ اور یہ کنیت ہے عبداللہ بن اُبی کی اور وہ اس وقت ظاہری اسلام بھی نہیں لایا تھا پھر آخر میں ظاہری

اسلام لایا جیسا کہ سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

۵۷۴۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ نَعَمْ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ لَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

۵۷۴۰۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا یا حضرت! آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا کہ بے شک وہ آپ کی حفاظت اور حمایت کرتا تھا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، وہ دوزخ کے پایاب آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نیچے تہ میں ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ترجمہ میں گزر چکی ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں اس کے بعد کہ مقرر کیا کہ کافر کی کنیت رکھنی جائز نہیں مگر دو شرطوں سے اور البتہ بہت بار ذکر آیا ہے ابوطالب کا حدیثوں میں اور اس کا نام عبد مناف ہے اور اللہ نے فرمایا: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ﴾ کہا اور محل اس کا یہ ہے جب کہ پائی جائے اس میں شرط اور وہ یہ ہے کہ نہ پہچانا جائے مگر کنیت سے یا اس کے نام کے ذکر کرنے سے فتنے فساد کا خوف ہو پھر کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کی طرف خط لکھا اور اس کا نام لیا اس کو کنیت یا اس کے لقب سے ذکر نہ کیا اور اس کا لقب قیصر تھا اور تعقب کیا گیا ہے اس کے کلام پر ساتھ اس کے کہ نہیں بند ہے اس میں جو اس نے ذکر کیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی کو اس کی کنیت سے یاد کیا اس کا نام نہ لیا اور حالانکہ وہ اپنے نام سے زیادہ تر مشہور تھا اور یہ فتنے کے خوف کے واسطے نہ تھا اس واسطے کہ جس کے پاس اس کا ذکر کیا وہ اسلام میں قوی تھا وہاں یہ خوف نہ تھا کہ اگر ابن اُبی کا نام لیا جاتا یعنی عبداللہ تو یہ فتنے تک نوبت پہنچاتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ محمول ہے الفت دلانے پر جیسا کہ جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے سو کہا اس نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے بلانا کافر کو ساتھ کنیت کے اوپر وجہ الفت کے یا اس کے اسلام کی اُمید کے واسطے یا واسطے حاصل کرنے نفع کے ان سے اور بہرحال کنیت بلائی ابوطالب کی سو ظاہر یہ ہے کہ وہ قبیل اول سے ہے اور وہ مشہور ہونا اس کا ہے کنیت سے نہ اسم سے اور بہرحال کنیت بلائی ابولہب کی سو اشارہ کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے طرف چوتھے احتمال کی اور وہ پرہیز کرتا ہے منسوب کرنے اس کے سے طرف بت کی اس واسطے کہ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور کہا اس کے غیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ کنیت اس کی کے سوائے نام اس کے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ وہ داخل ہوگا آگ میں جو شعلہ مارنے والی ہے یعنی نکتہ بیچ ذکر کرنے اس کے کے کنیت سے یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے معلوم کیا کہ اس کا انجام آگ کی طرف ہے جو شعلہ مارنے والی ہے اور اس کی کنیت اس کے حال کے موافق ہوئی تو مناسب ہوا یہ کہ

ذکر کیا جائے ساتھ کنیت کے اور بعض نے کہا کہ ابولہب لقب ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا کہ یہ قوی کرتا ہے پہلے احتمال کو اس واسطے کہ لقب جب کہ نہ ہو اور بوجہ ذم کے واسطے کافر کے تو نہیں لائق ہے کہنا اس کا مسلمان سے اور جو شہادت لی ہے ساتھ اس کے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ہرقل کی طرف لکھنے سے سو واقع ہوا ہے نفس خط میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عظیم روم لکھا اور یہ مشعر ہے ساتھ تعظیم کے اور لقب غیر عرب کے واسطے مانند کنیت کے ہے عرب کے واسطے یعنی حاصل یہ ہے کہ مشرک کو کنیت اور لقب سے بلانا جائز ہے خاص کر الفت یا خوف فتنے کے واسطے تو مطلق جائز ہے اور اسی طرح خط لکھنا اس کی طرف ساتھ لقب اور کنیت کے اور اسی طرح ابتداء اس کی کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔

بَابُ الْمَعَارِيْضِ مَنْدُوْحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ — معاریض فراخ اور دور ہیں جھوٹ سے

فائدہ: معاریض کے معنی ہیں تعریض کرنا اور تعریض خلاف تصریح کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ تعریض کے ساتھ کلام کرنے میں گنجائش ہے جو بے پرواہ کرتی ہے جھوٹ بولنے سے یعنی تعریض کو جھوٹ نہیں کہا جاتا اور یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ معاریض میں وہ چیز ہے جو کفایت کرتی ہے مسلمان کو جھوٹ بولنے سے کہا جوہری نے کہ وہ توریہ ہے ساتی ایک چیز کے دوسری چیز سے یعنی ایک چیز بولی جاتی ہے اور مراد دوسری ہوتی ہے اور کہا راغب نے کہ تعریض ایک کلام ہے کہ اس کے واسطے دو وجہ ہوتی ہیں ایک بولی جاتی ہے اور مراد اس کا لازم ہوتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ إِسْحَاقُ سَمِعْتُ أَنَسًا مَاتَ ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ فَقَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هَدَأَ نَفَسُهُ وَأَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَنَّهَا صَادِقَةٌ.

اور کہا اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا مر گیا سو اس نے پوچھا کہ کیا حال ہے لڑکے کا؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کا دم ٹھہر گیا، اور میں امید وار ہوں کہ البتہ اس نے آرام پایا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ وہ سچی ہے۔

فائدہ: اور یہ حدیث پوری جنائز میں گزر چکی ہے اور شاہد ترجمہ کا اس سے یہ قول ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ہے کہ اس کا دم ٹھہر گیا اور میں اُمید وار ہوں کہ البتہ اس نے آرام پایا اس واسطے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے سمجھا کہ بیمار لڑکے کو آرام ہوا اس واسطے کہ ہدا کے معنی ہیں سکن اور نفس ساتھ فتح فا کے مشعر ہے ساتھ سونے کے اور بیمار جب سو جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بیماری دور ہوئی یا ہلکی ہوئی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کی مراد یہ تھی کہ قطع ہوا دم اس کا بالکل ساتھ موت کے اور یہی مراد ہے اس کے قول سے کہ میں اُمید وار ہوں کہ البتہ اس نے آرام پایا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اس نے آرام پایا بیماری سے ساتھ عافیت کے اور مراد ام سلیم رضی اللہ عنہا کی یہ تھی کہ اس نے آرام پایا دنیا کی تکلیف سے اور بیماری کے دُکھ سے سو وہ سچی ہے باعتبار مراد اپنی کے اور خبر اس کی ساتھ اس کے نہیں مطابق واسطے اس بات کے جس کو

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا اور اسی واسطے راوی نے کہا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ وہ سچی ہے یعنی باعتبار اس چیز کے کہ اس نے سمجھی۔ (فتح)

٥٧٤١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ لَهُ فَحَدَا الْحَادِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفُقْ يَا أَنْجَشَةُ وَيْحَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

۵۷۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے سو آہنگ سے سرود کرنے لگا اونٹوں کے ہانکنے والا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ چلا اے انجشہ! ساتھ شیشوں کے تجھ کو خرابی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نرمی کر ساتھ شیشوں کے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے عورتیں ہیں كما تقدم تقريره۔

٥٧٤٢۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ وَأَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَكَانَ غُلَامٌ يَحْدُوْ بِهِنَّ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ يَعْنِي النِّسَآءَ.

۵۷۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ کا ایک غلام تھا آہنگ سے اونٹوں کو ہانکتا تھا اس کو انجشہ کہا جاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ آہستہ چل اے انجشہ! اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک کہا ابوقلابہ نے کہ مراد شیشوں سے عورتیں ہیں۔

٥٧٤٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيْرَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِيْ ضَعَفَةَ النِّسَآءِ.

۵۷۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام تھا جو اونٹوں کو آہنگ سے ہانکتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ آہستہ آہستہ چل اے انجشہ! نہ توڑ شیشوں کو کہا قتادہ نے یعنی ضعیف عورتوں کو۔

٥٧٤٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

۵۷۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے

شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

میں ہول پڑی تو حضرت ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے نکل گئے سو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ چیز نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم تو دریا پایا۔

فائدہ: اور مراد اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ ہم نے گھوڑے کا قدم تو دریا پایا یعنی اس کی تیز روی کے واسطے اور اس حدیث کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور شاید کہ شہادت لی ہے بخاری رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ کی دونوں حدیثوں سے جواز تعریض کے واسطے اور جامع درمیان تعریض کے اور مدلول ان حدیثوں کے استعمال کرنا لفظ کا ہے بیچ غیر موضوع لہ کے واسطے ان معنی کے کہ دونوں کے درمیان جامع ہیں اور کہا ابن منیر نے کہ حدیث شیشوں اور گھوڑے کی نہیں ہے معاریض سے بلکہ مجاز سے ہے سو گویا کہ جب اس نے اس کو جائز دیکھا تو تعریض جو حقیقت ہے اولیٰ ہے ساتھ جواز کے اور کہا ابن بطال نے کہ تشبیہ دی گھوڑے کے چلنے کو ساتھ دریا کے واسطے اشارہ کرنے کے کہ وہ بند نہیں ہوتا پھر اطلاق کیا صفت چلنے کو نفس گھوڑے پر بطور مجاز کے کہا اور یہ اصل ہے بیچ جائز ہونے استعمال تعریض کے اور محل جواز کا وہ ہے کہ خلاص ہو ظلم سے یا حاصل ہو حق لیکن استعمال کرنا اس کا اس کے عکس میں حق کے باطل کرنے سے یا باطل کے حاصل کرنے سے تو نہیں جائز ہے اور روایت کی طبری نے محمد بن سیرین سے کہ قوم باہلہ سے ایک مرد بڑا نظر باز تھا اس کی نظر فوراً لگ جاتی ہے سو اس نے شریح کی خچر دیکھی تو شریح نے خوف کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو اس کی نظر لگ جائے تو شریح نے کہا کہ جب یہ خچر بیٹھتی ہے تو نہیں اُٹھ سکتی یہاں تک کہ اُٹھائی جائے تو اس نے کہا اُف اُف سو وہ اس کی نظر سے سلامت رہی اور مراد شریح کی یہ تھی کہ وہ نہیں اُٹھتی یہاں تک کہ اللہ اس کو اٹھائے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهُوَ يَنْوِي أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ

کہنا مرد کا واسطے کسی شے کے کہ یہ کچھ چیز نہیں اور اس کی مراد یہ ہو کہ وہ حق نہیں

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ بِلَا كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ نے دو قبر والوں کو فرمایا کہ ان کو عذاب ہوتا ہے بغیر کبیرے گناہ کے اور البتہ وہ حقیقت میں کبیرہ گناہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری معہ شرح کے کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا

٥٧٤٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے

مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

حضرت ﷺ سے کاہنوں کا حکم پوچھا یعنی جو لوگ کہ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں ان کی بات کو ماننا جائز ہے یا نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہیں وہ کچھ چیز اس میں جو دعویٰ کرتے ہیں علم غیب سے یعنی ان کی بات صحیح نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے لوگوں نے کہا یا حضرت! کبھی وہ ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے ہیں اور وہ سچ ہوتی ہے یعنی تو اس کا کیا سبب ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچ بات جن کی طرف سے ہے کہ وہ اس کو فرشتوں سے لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے آواز شیشے کی یا مرغ کی سو وہ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتلاتے ہیں۔

فائدہ: ان کی بات صحیح نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے جیسا کہ اعتماد کیا جاتا ہے پیغمبر کے قول پر جو وحی سے خبر دیتا ہے یعنی کاہن لوگ جھوٹے ہیں اور بے حقیقت ہیں ان سے دریافت کرنا اور ان کی بات پر اعتماد کرنا درست نہیں اس واسطے کہ اللہ کے سوائے غیب کو کوئی نہیں جانتا۔ (فتح)

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَآءِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿أَفَلَا يَنظُرُوْنَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾.

آسمان کی طرف آنکھ اٹھانا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا نہیں دیکھتے اونٹ کو کیونکر پیدا کیا گیا اور آسمان کو کہ کیونکر بلند کیا گیا۔

فائدہ: اور یہی مراد ہے باب سے اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ آئی ہے بیچ نہی کے اس سے اور کہا ابن تین نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی رد کرنا ہے اس پر جو مکروہ رکھتا ہے آسمان کی طرف آنکھ اٹھانے کو جیسا کہ روایت کیا ہے طبری نے عطاء سلمی سے کہ وہ مکے میں چالیس برس رہا عاجزی سے آسمان کی طرف نہ دیکھتا تھا ہاں مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا منع ہے فرمایا کہ بے شک باز رہیں لوگ اپنی آنکھ اٹھانے سے نماز میں آسمان کی طرف نہیں تو ان کی آنکھیں چھن جائیں گی۔ (فتح)

وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جس کا اول یہ ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ میرے گھر میں اور میری باری میں اور میرے سینے کے درمیان اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا کہ الٰہی! میں بلند رتبہ رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں اور اس کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٤٦ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيُ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ إِلَى السَّمَآءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَآءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ.

۵۷۴۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے پھر وحی مجھ سے بند ہوئی سو جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہی فرشتہ ہے جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے درمیان۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی۔ (فتح)

٥٧٤٧ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَقَرَأَ ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾.

۵۷۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک رات کاٹی اور حضرت ﷺ ان کے پاس تھے سو جب رات کی پچھلی تہائی یا کچھ رات باقی رہی تو حضرت ﷺ اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا سو یہ آیت پڑھی کہ بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اولی الالباب تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے آسمان کی طرف نظر کی اور اس باب میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضرت ﷺ اپنی آنکھ آسمان کی طرف بہت اٹھاتے تھے۔ (فتح)

بَابُ نَكْتِ الْعُوْدِ فِي الْمَآءِ وَالطِّيْنِ

مارنا لکڑی کا پانی اور کیچڑ میں

٥٧٤٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَآئِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ وَفِيْ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُوْدٌ يَضْرِبُ بِهٖ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ أَوْ تَكُوْنُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَقُمْتُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَأَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ قَالَ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

۵۷۴۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے ایک باغ میں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس کو پانی اور مٹی میں مارتے تھے سو ایک مرد نے آ کر دستک دی یعنی چاہا کہ دروازہ کھلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے واسطے دروازہ کھول اور اس کو بہشت کی بشارت دے سو میں گیا تو اچانک دیکھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں سو میں نے ان کے واسطے دروازہ کھولا اور اس کو بہشت کی بشارت دی پھر اور مرد نے دستک دی سو اچانک میں نے دیکھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں سو میں نے اس کے واسطے دروازہ کھولا اور اس کو بہشت کی بشارت دی پھر اور مرد نے دست دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کیے تھے پس سیدھے ہو کر بیٹھے سو فرمایا کہ اس کے واسطے دروازہ کھول اور اس کو بہشت کی بشارت دے بلوے پر کہ اس کو پہنچے گا یا ہو گا سو میں گیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں سو میں نے ان کے واسطے دروازہ کھولا اور ان کو بہشت کی بشارت دی اور خبر دی میں نے ان کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہا کہ اللہ تعالیٰ ہے مدد طلب کیا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور وہ قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لکڑی تھی اس کو پانی اور مٹی میں مارتے تھے کہا ابن بطال نے کہ عرب کی عادت ہے کہ ہاتھ میں لاٹھی رکھتے ہیں اور اس پر کلام کے وقت تکیہ کرتے ہیں اور بعض عجم والوں نے اس میں ان پر عیب کیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو استعمال کیا تو اس میں حجت بالغہ ہے اور شاید مراد وہ لاٹھی ہے جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کیا کرتے تھے، میں کہتا ہوں اور فقہ ترجمہ کی یہ ہے کہ نہیں گنا جاتا یہ عبث مذموم سے اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے یہ عاقل سے وقت فکر کرنے کے کسی چیز میں پھر نہیں استعمال کرتا اس کو اس چیز میں کہ نہ ضرر کرے تاثیر اس کی بیچ اس کے برخلاف اس کے جو فکر کرے اور اس کے ہاتھ میں چھری ہو پس استعمال کرے اس کو لکڑی میں کہ ہو بنا میں کہ وہ عبث

مذموم ہے۔(فتح)

بَابُ الرَّجُلِ يَنْكُتُ الشَّيْءَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ

مرد کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے زمین میں مارے اس طرح سے کہ اس میں اثر کرے

٥٧٤٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ الْأَرْضَ بِعُوْدٍ فَقَالَ لَيْسَ مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَّقْعَدِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَقَالُوْا أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾ الْاٰيَةَ.

٥٧٤٩۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کو زمین میں مارنا شروع کیا اور فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ البتہ فراغت کی گئی ہے اس کی مکان سے بہشت اور دوزخ سے یعنی بہشتی اور دوزخی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہو چکے ہیں اصحاب نے کہا ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ اعتماد کریں؟ یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہو گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر ایک آدمی کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا، پھر یہ آیت پڑھی سو جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور تقویٰ کیا، آخر آیت تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ لکڑی کو زمین میں مارنے لگے۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

تعجب کے وقت اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنا

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی تکبیر اور تسبیح کے تعظیم اللہ کی اور پاک جاننا اس کا ہے بدی سے اور استعمال کرنا اس کا وقت تعجب کے اور یہ توجیہ خوب ہے اور شاید کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رمز کی ہے طرف رد کی اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ ثَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقْتَ نِسَآئَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ اللہ اکبر۔

٥٧٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

٥٧٥٠۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَآئِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ يُرِيْدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ حَتّٰى يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ.

حضرت ﷺ سو کر جاگے سو فرمایا کہ سبحان اللہ آج کی رات کیا ہی رحمت کے خزانے اترے ہیں اور آج کی رات کیا ہی فتنے اور فساد نازل ہوئے ہیں کون ہے کہ حجروں والی عورتوں کو جگائے؟ یعنی حضرت ﷺ کی بیویوں کو تا کہ تہجد کی نماز پڑھیں بہت عورتیں دنیا میں کپڑے پہننے والی ہیں اور آخرت میں ننگی ہیں یعنی دنیا میں باعزت اور قیامت میں گناہ سے فضیحت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔

٥٧٥١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِنَ الْعِشَآءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا

٥٧٥١۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی ملاقات کو آئیں اور حضرت ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے رمضان کی پچھلی دس راتوں میں سو ایک گھڑی رات حضرت ﷺ کے ساتھ بات چیت کرتی رہیں پھر اٹھ کر گھر کو پلٹیں حضرت ﷺ ان کے ساتھ کھڑے ہوئے ان کے پہنچانے کو یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے پر پہنچیں جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پاس تھا تو دو انصاری مرد دونوں پر گزرے سو انہوں نے حضرت ﷺ کو سلام کیا پھر چلے تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی کی بیٹی ہے یعنی میری بیوی ہے کوئی اجنبی عورت نہیں بدگمان نہ ہونا دونوں نے کہا سبحان اللہ یا حضرت! آپ کی ذات میں بدگمانی کو کیا دخل ہے اور یہ بات اُن پر بھاری پڑی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں اس طرح پھرتا ہے جیسے لہو اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں کچھ بدگمانی ڈالے۔

هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا مَا قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا.

فائدہ: اور یہ حدیث مطابق ہے واسطے باب کے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ ان دونوں انصاریوں نے جو سبحان اللہ کہا تو مراد ان کی تعجب ہے قول مذکور سے ساتھ قرینہ اس قول کے کہ ان پر بھاری پڑی اور شاق گزری اس حدیث کی شرح کچھ علم میں گزر چکی ہے اور کچھ فتن میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور بعض نے کہا کہ مراد خزائن سے رحمت ہے اور مراد فتن سے عذاب ہے اس واسطے کہ وہ اسباب ہیں اس کی طرف پہنچانے والے اور یا مراد خزائن سے پیشین گوئی ہے ساتھ اس چیز کے جو حضرت ﷺ کی امت پر فتح ہوگی مال غنیمت سے یعنی آئندہ ملک فتح ہوں گے اور میری امت کو بیشار غنیمتیں ہاتھ لگیں گی اور فتنے فساد اس سے پیدا ہوں گے پس یہ حدیث منجملہ پیشین گوئیوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَذْفِ

باب ہے بیچ ٹھیکری مارنے کے

فائدہ: خذف کے معنی ہیں انگلیوں سے کنکرے کا پھینکنا۔

۵۷۵۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ.

۵۷۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ٹھیکری مارنے سے منع کیا اور فرمایا کہ بے شک وہ نہ شکار کو مارتی ہے اور نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے اور بے شک وہ آنکھ کو پھوڑتی ہے اور دانت کو توڑتی ہے۔

بَابُ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ

چھینکنے والے کو الحمد للہ کہنا

فائدہ: یعنی اس کا مشروع ہونا اور ظاہر حدیث کا تقاضا کرتا ہے اس کے واجب ہونے کو واسطے ثابت ہونے امر صریح کے ساتھ اس کے لیکن نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اتفاق اس کے مستحب ہونے پر اور بہر حال لفظ اس کا سو نقل کیا ہے ابن بطال وغیرہ ایک گروہ سے کہ الحمد للہ سے زیادہ نہ کہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو دو باب کے بعد آئے گی اور ایک گروہ سے روایت ہے کہ کہے الحمد للہ علی کل حال روایت کیا ہے اس کو طبرانی اور ترمذی وغیرہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ علی کل حال اور ایک روایت میں ہے کہ یا یہ کہے اور یا الحمد للہ رب العالمین کہے اور ایک گروہ سے روایت ہے کہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور ایک روایت

میں ہے کہ دونوں لفظ کہے روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں علی رضی اللہ عنہ سے کہ جو چھینک سن کر الحمد للہ رب العالمین علی کل حال کہے اس کو دانت اور کان میں کبھی درد نہیں ہوتا اور یہ موقوف ہے لیکن اس میں قیاس کو دخل نہیں اس واسطے اس کو حکم رفع کا ہے یعنی وہ حکما مرفوع ہے اور ایک گروہ سے روایت ہے کہ جو زیادہ ہو ثناء سے اس چیز میں کہ حمد کے متعلق ہے بہتر ہے سو روایت کی طبری نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا اور کہا الحمد للہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یرحمک اللہ پھر دوسرے نے چھینکا اور کہا **الحمد للہ رب العالمین حمدا کثیر طیبا مبارکا فیہ** تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلند ہوا یہ اس سے انیس درجے اور اس کی تائید کرتی ہے جو ترمذی وغیرہ نے رفاعہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو میں چھینکا تو میں نے کہا **الحمد للہ حمدا طیبا مبارکا فیہ مبارکا علیہ کما یحب ربنا ویرضٰی** پھر جب نماز سے پھرے تو فرمایا کون ہے کلام کرنے والا تین بار فرمایا میں نے کہا کہ میں ہوں فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں نے تیس اوپر کئی فرشتے دیکھے کہ اس کی طرف جلدی جھپٹے کہ ان میں سے کون اس کو لے کر آسمان پر چڑھے اور اس کی اصل بخاری میں ہے لیکن اس میں چھینک کا ذکر نہیں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے طبرانی سے کہ چھینکنے والے کو اختیار ہے کہ الحمد للہ کہے یا زیادہ کرے رب العالمین یا علی کل حال اور دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب جائز ہے لیکن جس میں ثنا زیادہ ہو وہ افضل ہے بشرطیکہ ماثور ہو اور بعض چھینکنے کے وقت تمام سورۂ الحمد پڑھتے ہیں سو اس کی کوئی اصل نہیں اور بعض الحمد للہ کے بدلے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہتے ہیں یا اس کو الحمد للہ سے پہلے کہتے ہیں سو یہ مکروہ ہے۔ (فتح)

٥٧٥٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ.

۵۷۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مردوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا تو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سبب پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کی۔

فائدہ: تشمیت کے معنی ہیں چھینک کا جواب دینا یعنی اس کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور کہا حلیمی نے کہ چھینکنے والے کے واسطے جو الحمد للہ مشروع ہوا ہے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ چھینک دفع کرتی ہے ایذا کو دماغ سے جس میں فکر کی قوت ہے اور اسی جگہ سے پیدا ہوتے ہیں پٹھے جو حس کے کان ہیں اور اس کے سلامت رہنے سے سب اعضاء سلامت رہتے ہیں سو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑی بھاری نعمت ہے سو مناسب ہوا کہ اس کے عوض میں الحمد للہ کہا جائے اس واسطے کہ اس میں اقرار ہے اللہ کے واسطے ساتھ پیدا کرنے اور قادر ہونے کے اور منسوب کرنا پیدا کرنے

کو اس کی طرف نہ طرف طبائع کی اور اس حدیث میں ہے کہ جواب دینا چھینک کا فقط اس کے واسطے جائز ہے جو الحمد للہ کہے کہا ابن عربی نے کہ اس پر اجماع ہے اور اس میں جواز سوال کا ہے علت حکم سے اور بیان کرنا اس کا سائل کے واسطے خاص کر جب کہ اس میں اس کا نفع ہو اور اس حدیث میں ہے کہ اگر چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو اس کو تلقین نہ کیا جائے تا کہ الحمد للہ کہے اور اس کو اس کا جواب دیا جائے اور اس میں نظر ہے وسیاتی البحث فیه ان شاء الله تعالٰی اور چھینکنے والے کے آداب سے یہ ہے کہ چھینک کے وقت اپنی آواز کو پست کرے اور الحمد للہ پکار کر کہے اور اپنے منہ کو ڈھانپے تا کہ نہ ظاہر ہو اس کے منہ یا ناک سے وہ چیز کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے کو ایذا دے اور اپنی گردن کو دائیں بائیں نہ پھیرے تا کہ اس کے ساتھ ضرر نہ پائے اور کہا ابن عربی نے کہ حکمت آواز کی پست کرنے میں یہ ہے کہ آواز اونچی کرنے سے اعضا میں جنبش آتی ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھینکنے کے وقت اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے تھے اور اپنی آواز کو پست کرتے تھے کہا ابن دقیق العید نے کہ چھینک کے جواب دینے میں فائدہ حاصل کرنا محبت اور الفت کا ہے درمیان مسلمانوں کے اور ادب سکھلانا چھینکنے والے کا ساتھ کسر نفسی کے تکبر سے اور حمل کرنا تواضع پر اس واسطے کہ رحمت کے ذکر کرنے میں اشعار ہے ساتھ گناہ کے جس سے اکثر لوگ خالی نہیں ہیں۔ (فتح)

بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ

چھینکنے والے کو جواب دینا یعنی یرحمک اللہ کہنا جب کہ الحمد للہ کہے

فائدہ: یعنی مشروع ہونا چھینک کے جواب کا ساتھ شرط مذکور کے اور نہیں معین کیا بخاری رحمہ اللہ نے حکم کو اور البتہ ثابت ہو چکا ہے امر ساتھ اس کے باب کی حدیث میں کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر امر کا وجوب ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آئندہ باب میں ہے کہ حق ہے ہر مسلمان پر جو سنے کہ اس کو چھینک کا جواب دے اور بخاری رحمہ اللہ کے واسطے ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ ایک مسلمان کے واسطے دوسرے مسلمان پر واجب ہیں سو ذکر کیا ان میں سے چھینک کا جواب دینا اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیے کہ کہے جو اس کے پاس ہو یرحمک اللہ روایت کیا ہے اس کو احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور البتہ لیا ہے ان حدیثوں کے ظاہر کو ابن مزین مالکی نے اور یہی قول ہے جمہور اہل ظاہر کا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ ہمارے علماء میں سے ایک جماعت نے کہا کہ وہ فرض عین ہے اور قوت دی ہے اس کو ابن قیم نے سنن کے حواشی میں اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ چھینک کا جواب دینا فرض کفایہ ہے سو جب بعض جواب دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن ولید اور ابوبکر بن عربی نے اور یہی قول ہے حنفیہ اور جمہور حنابلہ کے اور ایک جماعت مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ مستحب ہے اور کفایت کرتا ہے ایک آدمی جماعت کی طرف

سے اور یہی قول ہے شافعیہ کا اور راجح باعتبار دلیل کے دوسرا قول ہے یعنی فرض کفایہ ہے اور جو حدیثیں کہ وجوب پر دلالت کرتی ہیں وہ اس کے فرض کفایہ ہونے کے مخالف نہیں اس واسطے کہ حکم ساتھ جواب دینے چھینک کے اگر چہ وارد ہوا ہے بیچ عموم مکلفین کے پس فرض کفایہ کے ساتھ بھی سب مکلفین مخاطب ہیں صحیح تر قول میں اور ساقط ہوتا ہے ساتھ فعل بعض کے۔ (فتح)

٥٧٥٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالسُّنْدُسِ وَالْمَيَاثِرِ.

٥٧٥٤۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا سات چیز کا اور منع کیا سات چیز سے ہم کو حکم کیا ان چیزوں کا بیمار کی خبر پوچھنا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو جواب دینا اور دعوت کرنے والے کی دعوت کا قبول کرنا اور سلام کا جواب دینا اور مظلوم کی مدد کرنا اور قسم کا سچا کرنا اور منع کیا ہم کو سات چیزوں سے سونے کی چھاپ یا سونے کے حلقے سے اور ریشمی کپڑے سے اور دیبا سے اور سندس سے اور زین پوش سے۔

فائدہ: اس حدیث کی اکثر شرح کتاب اللباس میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ نہیں براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تفصیل جو ترجمہ میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ ہر چھینکنے والے کو جواب دیا جائے عام طور سے کہا اور تفصیل تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو آئندہ آتی ہے سو اس کو لائق تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس باب میں ذکر کرتا تا کہ معلوم ہوتا کہ اگر چہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ظاہر عموم ہے لیکن مراد اس سے خاص وہ شخص ہے جو چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہے اور شاید یہ ان بابوں سے ہے کہ بخاری رحمہ اللہ ان کی تہذیب سے پہلے مر گیا، میں کہتا ہوں اور یہ کاری گری اس کی نہیں خاص ہے ساتھ اس باب کے بلکہ بخاری رحمہ اللہ نے صحیح میں ایسا بہت جگہوں میں کیا ہے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ تقیید کے اور تخصیص کے جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اطلاق سے یا تعمیم سے اور اکتفا کیا دلیل تقیید یا تخصیص سے ساتھ اشارہ کرنے کے یا تو اس چیز کے واسطے کہ واقع ہوئی ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں جس کو وارد کیا ہے یا اور حدیث میں جیسا کہ اس باب میں کیا ہے اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ قول اپنے کے فیہ ابو ہریرہ طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس کی حدیث میں کہ امر ساتھ جواب دینے چھینک

کے مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اور یہ دقیق تر تصرف اس کا ہے اس کتاب میں اور کثرت سے لانا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو دلالت کرتا ہے کہ یہ اس نے جان بوجھ کر کیا ہے نہ یہ کہ وہ اس کی تہذیب سے پہلے مر گیا تھا بلکہ علماء نے اس بات کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دقیق فہم اور خوب غور سے شمار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث اگرچہ عام ہے اس میں الحمد للہ کہنے کی قید نہیں لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ قید آ چکی ہے کہ اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اس کو اس وقت جواب دینا لازم ہے ورنہ ضروری نہیں پس یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حکم سے بعض لوگ مخصوص ہیں کہ ان پر چھینکنے والے کو جواب دینا واجب نہیں اول وہ شخص مخصوص ہے جو چھینکنے کے بعد الحمد للہ نہ کہے، کما تقدم، دوسرا کافر ہے کہ اگر وہ چھینکے تو اس کو وہ جواب نہ دیا جائے یعنی یرحمک اللہ نہ کہا جائے سو البتہ روایت کی ہے ابوداؤد نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ یہودی لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکتے تھے اس امید سے کہ ان کو **یرحمکم اللہ** کہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو فرماتے **یھدیکم اللہ ویصلح بالکم** تیسرا زکام والا ہے جو تین بار سے زیادہ چھینکے اس واسطے کہ ظاہر امر کا ساتھ جواب دینے چھینک کے شامل ہے ایک بار کو اور زیادہ کو لیکن روایت کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جواب دے اس کو چھینک کا ایک بار اور دو بار اور تین بار اور جو اس کے بعد ہے سو وہ زکام ہے اور اسی قسم کی اور بھی روایت آئی ہے کہ تین بار چھینک کا جواب دینا ضروری ہے اس کے بعد نہیں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار میں کہ جب کوئی کئی بار پے در پے چھینکے تو سنت ہے کہ ہر بار اس کو جواب دے تین بار تک اور مستفاد ہوتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مشروع ہونا جواب چھینک کا جب کہ الحمد للہ کہے جب تک کہ تین بار سے زیادہ نہ چھینکے برابر ہے کہ پے در پے چھینکے یا دیر کے ساتھ اور اگر پے در پے چھینکے اور چھینک کے غلبے سے الحمد للہ نہ کہہ سکے پھر اس کے بعد الحمد للہ کہے جتنی بار چھینکا ہو تو کیا اس کو جواب دیا جائے یا نہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو جواب دیا جائے اور البتہ روایت کی ہے ابو یعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تین بار کے بعد چھینک کا جواب دینا منع ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس میں راوی مجہول ہے کہا ابن العربی نے کہ اس حدیث میں اگرچہ راوی مجہول ہے لیکن مستحب ہے عمل ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ دعا ہے ساتھ خیر کے اور صلہ کے پس اولیٰ عمل کرنا ہے ساتھ اس کے اور عبید بن رفاعہ کی حدیث میں ہے کہ تین بار کے بعد کہا جائے کہ تو مزکوم ہے پس یہ زیادتی ہے واجب ہے قبول کرنا اس کا کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے تو جس کو چھینک کا جواب دیا جائے بعد تین بار کے اس واسطے کہ مجھ کو بیماری ہے تیری چھینک خفت بدن سے پیدا نہیں، کما سیاتی اور اگر کوئی کہے کہ جب بیماری ہوئی تو اس کو بطریق اولیٰ جواب دینا چاہیے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر محتاج ہے طرف دعا کی اپنے غیر سے ہم کہتے ہیں ہاں لیکن اس کے واسطے وہ دعا کی جائے جو اس کے مناسب ہو نہ وہ دعا جو چھینکنے والے کے واسطے مشروع ہے یعنی بلکہ اس کے واسطے عافیت کی دعا کر

جو مسلمان دوسرے مسلمان کے واسطے کرتا ہے ، چوتھا وہ شخص اس حکم سے مخصوص ہے جو چھینک کے جواب کو برا جانے ، کہا ابن دقیق العید نے کہ بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ جس کے حال سے معلوم ہوا کہ وہ چھینک کے جواب کو مکروہ جانتا ہے تو اس کو چھینک کا جواب نہ دیا جائے اور اگر کہا جائے کہ کس طرح ترک کیا جائے گا سنت کو اس سبب سے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ سنت ہے اس کے واسطے جو اس کو چاہے نہ اس کے واسطے جو اس کو برا جانے اور یہی حکم ہے سلام اور بیمار پرسی کا کہا ابن دقیق العید نے کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اس سے باز نہ رہے مگر جس سے ضرر کا خوف ہو اور غیر اس کا یعنی جس سے ضرر کا خوف نہ ہو تو اس کو چھینک کا جواب دیا جائے واسطے بجا لانے حکم کے اور تا کہ تکبر ٹوٹے۔ میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ لفظ تشمیت کا دعا ہے ساتھ رحمت کے پس وہ مناسب ہے ہر مسلمان کے واسطے جو ہو، پانچواں وہ شخص اس حکم سے مخصوص ہے جو امام کا خطبہ سنتا ہو اور کوئی چھینکے کہ راجح یہ ہے کہ اس وقت چپ رہے اس کو چھینک کا جواب نہ دے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ خطبے کے بعد اس کا جواب دے خاص کر جب کہ کہا جائے کہ خطبے کہ حالت میں کلام کرنا منع ہے، چھٹا وہ شخص اس حکم سے مخصوص ہے کہ چھینکنے کے وقت ایسی حالت میں ہو جس میں اللہ کا نام لینا منع ہے جیسے کہ پاخانے یا جماع میں ہو تو وہ تاخیر کرے پھر الحمد للہ کہے پھر اس کو جواب دیا جائے اور اگر اسی حالت میں الحمد للہ کہے تو کیا جواب کا مستحق ہے نہیں اس میں نظر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

جو مستحب ہے چھینکنے سے اور جو مکروہ ہے جمائی لینے سے

فائدہ: کہا خطابی نے کہ معنی استحباب اور کراہت کے ان میں ان کے سبب کی طرف پھرتے ہیں اور اس کا بیان یوں ہے کہ چھینک ہوتی ہے خفت بدن سے اور مسام کے کھلنے سے اور نہ نہایت پیٹ بھر کر کھانے سے اور یہ برخلاف ہے جمائی کے کہ وہ ہوتی ہے بدن کے پر ہونے اور بھاری ہونے سے جو پیدا ہوتا ہے بہت کھانے سے اور اول چاہتا ہے خوش دلی کو عبادت میں اور دوسرا اس کے برعکس ہے۔ (فتح)

٥٧٥٥ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ أَنْ يُّشَمِّتَهٗ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ

٥٧٥٥ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اللہ چھینک کو پسند رکھتا ہے اور جمائی کو برا جانتا ہے سو جب کوئی چھینکے پھر الحمد للہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر واجب ہے کہ اس کے حق میں دعا کرے یعنی یرحمک اللہ کہے اور بہر حال جمائی سو وہ تو شیطان سے ہے سو چاہیے کہ اس کو دفع کرے جہاں تک کہ اس سے ہو سکے اور جب کہے ہا ہا تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا قَالَ هَا
ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

فائدہ: چھینکنے سے بدن ہلکا ہوتا ہے اتو آدمی بندگی کر سکتا ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جمائی گرانی سے آتی ہے اور غفلت اور سستی لاتی ہے اس واسطے اللہ کو بری معلوم ہوتی ہے اور مراد چھینک سے وہ چھینک ہے جو زکام سے نہ پیدا ہو اس واسطے کہ اس میں حکم ہے الحمدللہ کہنے کا اور جواب دینے کا اور احتمال ہے کہ مراد عام چھینک ہو اور اس کا جواب خاص ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے وہ چیز جو چھینکنے والے کے بعد حال کو خاص کرتی ہے سو ترمذی نے روایت کی ہے کہ چھینک اور جمائی اور اونگھ نماز میں شیطان سے ہے اور یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ وہ مقید ہے ساتھ حالت نماز کے سو کبھی سبب ہوتا ہے شیطان چھینک کے حاصل ہونے میں نمازی کے واسطے تا کہ اس کو نماز سے باز رکھے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ چھینک کو نماز میں مکروہ نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ وہ روک نہیں سکتی برخلاف جمائی کے کہ وہ روک سکتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مستحب ہے چھینکنے والے کو کہ جلدی الحمدللہ کہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے مسجد میں چھینک ماری تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یرحمک اللہ اگر تو نے الحمدللہ کہا ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چھینک کا جواب دینا اس کے واسطے مشروع ہے جو چھینک اور الحمدللہ سنے اور اگر چھینکنا اور الحمدللہ کہنا نہ سنے تو اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ

جب چھینکے تو اس کو چھینک کا جواب کس طرح دیا جائے؟

٥٧٥٦ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.

٥٧٥٦ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ الحمدللہ کہے اور چاہیے کہ اس کا بھائی یا ساتھی اس کو یرحمک اللہ کہے پھر جب اس کو یرحمک اللہ کہے تو چاہیے کہ کہے چھینکنے والا یھدیکم اللہ ویصلح بالکم یعنی اللہ تم کو راہ دکھلائے اور تمہارے حال کو سنوارے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ الحمدللہ کہے تو اس امر سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ وہ مشروع

ہے ہر حال میں یہاں تک کہ نمازی کو بھی اور یہی قول ہے جمہور اصحاب کا اور اماموں کا جو ان کے بعد ہیں اور ساتھ اسی کے قائل ہے شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور نقل کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے بعض تابعین سے کہ مشروع ہے نفل نماز میں نہ فرض میں اور باوجود اس کے اپنے جی میں الحمد للہ کہے لیکن اگر قرأت فاتحہ میں چھینکے تو نہ کہے اس واسطے کہ اس کی قرأت میں موالات شرط ہے اور جزم کیا ہے ابن العربی نے مالکیہ سے کہ نمازی اپنے دل میں الحمد للہ کہے اور مراد بھائی سے حدیث میں بھائی مسلمان ہے اور یہ جو کہا یرحمک اللہ تو احتمال ہے یہ دعا ہو ساتھ رحمت اللہ کے اور احتمال ہے کہ ہو اخبار بطور بشارت کے تو گویا کہ جواب دینے والے نے چھینکنے والے کو بشارت دی ساتھ حاصل ہونے رحمت کے آئندہ زمانے میں بسبب حاصل ہونے اس کے حال میں اس واسطے کہ اس نے دفع کیا جو اس کو ضرر دیتا تھا اور کہا ابن بطال نے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے یعنی اس کو دعا کے ساتھ خاص کرے اس میں اور کسی کو شریک نہ کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ اور کو بھی اس میں شریک کرے یعنی کہے یرحمنا اللہ وایاکم اور یہی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مؤطا میں کہا ابن دقیق العید نے ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ نہیں ادا ہوتی ہے سنت مگر ساتھ خطاب کریں گے اور جو بہت لوگوں کی عادت ہے کہ رئیس کو کہتے ہیں یرحم اللہ سیدنا تو یہ خلاف سنت ہے اور یہ جو کہا یهدیکم اللہ ویصلح بالکم تو یہ نہیں مشروع ہے مگر اس کے واسطے جو چھینک کا جواب دے اور یہ واضح ہے اور یہ کہ یہ لفظ جواب ہے تشمیت کا اور اس میں اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ کہے اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ وہ یہ کہے یغفر اللہ لنا ولکم اور روایت کیا ہے اس کو طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے کہا ابن بطال نے کہ مذہب مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ اس کو دونوں لفظ میں اختیار ہے جو چاہے سو کہے اور دونوں کو جمع کرنا بہت بہتر ہے مگر ذمی کے واسطے اور کہا بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں بعد روایت کرنے اس کے کہ یہ حدیث یعنی جس میں یہ لفظ ہے یهدیکم اللہ ویصلح بالکم زیادہ تر ثابت ہے جو اس باب میں مروی ہے اور کہا طبری نے کہ یہ ثابت تر ہے سب حدیثوں میں اور کہا بیہقی نے کہ وہ صحیح تر چیز ہے جو اس باب میں وارد ہوئی اور پکڑا ہے اس کو طحاوی نے حنفیہ سے اور ترجیح دی ہے اس کو اور اختیار کیا ہے ابن ابی جمرہ نے کہ مجیب دونوں لفظ کو جمع کرے تاکہ خیر کے واسطے زیادہ تر جامع ہو اور خلاف سے نکلے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن دقیق العید نے اور مؤطا مالک میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ چھینکتے اور اس کو یرحمک اللہ کہا جاتا تو کہتے یرحمنا اللہ وایاکم یغفر اللہ لنا ولکم کہا ابن ابی جمرہ نے اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ چھینکنے والے پر اللہ کی بڑی نعمت ہے لی جاتی ہے یہ اس چیز سے کہ مرتب ہے اس پر خیر سے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اللہ کا اپنے بندے پر بڑا فضل ہے اس واسطے کہ اللہ نے دور کیا اس سے ضرر ساتھ نعمت چھینک کے پھر اس کے واسطے الحمد للہ کہنا مشروع کیا جس پر اس کو ثواب دیا جائے پھر دعا ساتھ خیر کے بعد دعا کے ساتھ خیر کے اور مشروع ہوئیں یہ نعمتیں پے

در پے نہایت تھوڑے وقت میں بطور فضل اور احسان کے اللہ کی طرف سے اور اس میں جو دیکھے اپنے دل سے بصیرت ہے اور زیادتی قوت ایمان کی ہے یہاں تک کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے اس سے جو نہیں حاصل ہوتا چند دنوں کی عبادت سے اور داخل ہوتی ہے اس میں حب اللہ کی جس نے اس پر یہ انعام کیا جو اس کے دل میں نہ تھی اور حب رسول کی جس کے ہاتھ میں اس خیر کی معرفت حاصل ہوئی اور علم جس کو اس کی سنت لائی جس کا اندازہ معین نہیں اور بیچ زیادتی ایک ذرہ کے اور اس سے وہ چیز ہے جو اس کے سوائے بہت عملوں سے اوپر ہے اور واسطے اللہ کے ہے بہت حمد اور کہا حلیمی نے کہ بلا کے انواع اور سب آفات مؤاخذہ ہے اور مؤاخذہ تو صرف گناہ کا ہے اور جب حاصل ہوا گناہ بخشا گیا اور رحمت نے بندے کو پایا تو نہ واقع ہوگا مؤاخذہ سو جب چھینکنے والے کو کہا جائے یرحمک اللہ تجھ پر رحمت کرے تو اس کے معنی ہیں کہ اللہ اس کو تیرے واسطے ٹھہرائے تاکہ تو ہمیشہ سلامت رہے اور اس میں اشارہ ہے طرف تنبیہ چھینکنے والے کے اوپر طلب رحمت کے اور توبہ کرنے کے گناہ سے اور اسی واسطے مشروع ہے اس کے واسطے جواب ساتھ قول اپنے کے غفر اللہ لنا ولکم۔ (فتح)

بَابٌ لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ

جب چھینکنے والا الحمد للہ نے کہے تو اس کو چھینک کا جواب نہ دیا جائے یعنی اس کو یرحمک اللہ کہا نہ جائے

٥٧٥٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي قَالَ إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ.

٥٧٥٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مردوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو یرحمک اللہ کہا اور دوسرے کو نہ کہا تو اس مرد نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کو یرحمک اللہ کہا اور مجھ کو نہیں کہا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اللہ کی حمد کی اور تو نے اللہ کی حمد نہیں کی۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ حکم عام ہے اور نہیں خاص ہے ساتھ اس مرد کے جس کے واسطے یہ واقع ہوا اگرچہ یہ واقعہ حال کا ہے جس میں عموم نہیں لیکن وارد ہوتا ہے امر ساتھ اس کے مسلم کی حدیث میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہو اور اگر الحمد للہ نہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ نہ کہو کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ جو الحمد للہ نہ کہے اس کو یرحمک اللہ نہ کہا جائے، میں کہتا ہوں یہ منطوق اس کا ہے لیکن کیا نہی اس میں تنزیہ کے واسطے ہے یا تحریم کے واسطے سو جمہور کے نزدیک تو تنزیہ کے واسطے ہے اور کم تر درجہ الحمد للہ اور یرحمک اللہ کا یہ ہے کہ اس کا ساتھی سنے اور اس سے لیا جاتا ہے

کہ اگر الحمدللہ کے سوائے کوئی اور لفظ بولے تو اس کو یرحمک اللہ نہ کہا جائے اور البتہ ابوداؤد وغیرہ نے سالم بن عبید سے روایت کی ہے کہ ایک مرد چھینکا سو اس نے کہا السلام علیکم تو حضرت ﷺ نے فرمایا تجھ پر اور تیری ماں پر جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ الحمدللہ کہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مشروع ہے یرحمک اللہ کہنا اس کے واسطے جو الحمدللہ کہے جب کہ پہچانے سامع کو کہ اس نے الحمدللہ کہا اگرچہ اس کو نہ سنے کہ مشروع ہے اس کے واسطے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے واسطے عام ہونے امر کے ساتھ اس کے چھینکنے والے کو جب کہ الحمدللہ کہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مختار یہ ہے کہ جو سنے وہی اس کے یرحمک اللہ کہے نہ غیر اس کا اور ابن العربی نے حکایت کیا ہے اس میں اختلاف کو اور ترجیح دی کہ اس کو یرحمک اللہ کہے اور اسی طرح نقل کیا ہے اس کو ابن بطال وغیرہ نے مالک سے اور مستثنیٰ کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کو جو جانے کہ جو چھینکنے والے کے پاس ہے وہ جاہل ہیں نہیں کر سکتے ہیں فرق درمیان جواب اس شخص کے جو الحمدللہ کہے اور جو نہ کہے اور یرحمک اللہ کہنا موقوف ہے اس پر جو جانے کہ اس نے الحمدللہ کہا سو منع ہے اس کو یرحمک اللہ کہنا اگرچہ پاس والا اس کو یرحمک اللہ کہے اس واسطے کہ اس کو علم نہیں کہ اس نے الحمدللہ کہا یا نہیں اور اگر اس نے چھینکا اور الحمدللہ کہا اور کسی نے اس کو یرحمک اللہ نہ کہا اور اس نے اس کو دور سے سنا تو اس کے واسطے مستحب ہے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے جب کہ اس کو سنے اور البتہ روایت کی ابن عبدالبر نے ساتھ سند جید کے ابوداؤد صاحب سنن سے کہ وہ ایک کشتی میں بیٹھا تھا سو اس نے سنا کہ ایک مرد کنارے پر چھینکا اور اس نے الحمدللہ کہا تو ابوداؤد نے ایک ناؤ ایک درہم سے کرایہ لی یہاں تک کہ چھینکنے والے کے پاس آیا اور اس کو یرحمک اللہ کہا پھر جب وہ سو گئے تو انہوں نے سنا کوئی کہتا ہے کہ اے کشتی والو! ابوداؤد نے ایک درہم سے جنت خرید لی اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اگر کوئی چھینکے اور الحمدللہ نہ کہے تو اس کے پاس والے کو مستحب ہے کہ اس کو یاد دلائے تا کہ الحمدللہ کہے اور اس کو یرحمک اللہ کہا جائے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے اور وہ باب نصیحت اور امر بالمعروف سے ہے اور گمان کیا ہے ابن العربی نے کہ یہ جہالت ہے اس کے فاعل سے اور خطا کی ہے اس میں ابن العربی نے اور ٹھیک مستحب ہونا اس کا ہے اور شاید کہ ابن العربی نے لیا ہے ساتھ ظاہر حدیث باب کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو الحمدللہ یاد نہ دلایا جس نے چھینکا اور الحمدللہ نہ کہا اور احتمال ہے کہ وہ مسلمان ہو اس واسطے حضرت ﷺ نے اس کو یاد نہ دلایا اور احتمال ہے کہ مراد ادب سکھلانا اس کا ہو اوپر ترک حمد کے ساتھ ترک تشمیت کے پھر اس کو حکم معلوم کروایا اور یہ کہ جو الحمدللہ نہ کہے وہ یرحمک اللہ کا مستحق نہیں ہے، اور یہی سمجھا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سو کیا بعد حضرت ﷺ کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے کیا جس نے الحمدللہ کہا اس کو یرحمک اللہ کہا اور جس نے الحمدللہ نہ کہا اس کو یرحمک اللہ نہ کہا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا تَثَاءَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى فِيهِ   کوئی جمائی یعنی اوباسی لے تو چاہیے کہ اپنا ہاتھ

اپنے منہ پر رکھے۔

٥٧٥٨۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُوْلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَآءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَآءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

٥٧٥٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ چھینک کو پسند رکھتا ہے اور جمائی کو برا جانتا ہے سو جب کوئی چھینکے اور اللہ کی حمد کرے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر واجب ہے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے اور جمائی تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شیطان سے ہے سو جب کوئی جمائی لے تو چاہیے کہ اس کو روکے جہاں تک کہ ہو سکے اس واسطے ک جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ حکم ساتھ روکنے جمائی کے شامل ہے ہاتھ کے رکھنے کو منہ پر پس حدیث ترجمہ کے مطابق ہو گی، میں کہتا ہوں اور اس کے بعض طریقوں میں صریح یہ لفظ آ چکا ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اس لفظ سے کہ جب کوئی جمائی لے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھے اور ترمذی کا لفظ ترجمہ کی مثل ہے اور یہ جو کہا کہ جمائی شیطان سے ہے تو نسبت اس کی شیطان کی طرف ساتھ معنی رضا اور ارادے کے ہے یعنی شیطان چاہتا ہے کہ آدمی کو جمائی لیتے دیکھے اس واسطے کہ وہ ایسی حالت ہے کہ اس میں آدمی کی صورت بگڑ جاتی ہے پس شیطان اس سے ہنستا ہے اور راضی ہوتا ہے یہ مراد نہیں کہ جمائی لینا شیطان کا فعل ہے کہا ابن العربی نے ہم نے بیان کیا کہ ہر برے کام کو شرع نے شیطان کی طرف منسوب کیا ہے اس واسطے کہ وہ اس کا واسطہ ہے اور ہر نیک کام کو فرشتے کی طرف منسوب کیا ہے اس واسطے کہ وہ اس کا واسطہ ہے اور جمائی پیٹ بھر کر کھانے سے ہے اور اس سے سستی پیدا ہوتی ہے اور یہ شیطان کے واسطہ سے ہے اور چھینک کم غذا کھانے سے ہے اور اس سے خوش دلی پیدا ہوتی ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ شیطان کی طرف نسبت اس واسطے کی کہ وہ شہوتوں اور خواہشوں کی طرف بلاتا ہے اور مراد ڈرانا ہے اس کے سبب سے جس سے یہ پیدا ہوا اور وہ بہت کھانا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو روکے یعنی اس کے اسباب کے روکنے میں شروع کرے اور نہیں مراد ہے کہ وہ اس کے دفع کرنے پر قابو رکھتا ہے اس واسطے کہ جمائی درحقیقت نہیں روکتی اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب جمائی کا اردہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی نماز میں جمائی لے تو چاہیے کہ اس کو روکے جہاں تک کہ ہو سکے اس واسطے کہ شیطان اس میں داخل ہوتا ہے اور کہا ہمارے شیخ نے اکثر

بخاری اور مسلم کی روایتوں میں مطلق جمائی لینا آیا ہے اور بعض روایتوں میں نماز کی قید آئی ہے سو احتمال ہے کہ محمول ہو مطلق مقید پر اور شیطان کی قوی غرض ہے کہ آدمی کی نماز میں وسوسوں سے خلل ڈالے اور احتمال ہے کہ نماز میں اس کی کراہت اشد ہو اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز کے سوائے اور حالت میں مکروہ نہ ہو اور تائید کرتا ہے اس کی مطلق کراہت کو ہونا اس کا شیطان سے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اور کہا ابن العربی نے کہ لائق ہے روکنا جمائی کا ہر حال میں اور نماز کی حالت اولیٰ ہے ساتھ دفع کرنے اس کے اس واسطے کہ اس میں نکلنا ہے اعتدال ہیئت سے اور ٹیڑھا ہونا خلقت کا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ کھولے منہ کو کتے کی طرح اس واسطے کہ کتا اپنا سر اٹھاتا ہے اور منہ کھولتا ہے اور عاہ عاہ کرتا ہے اسی طرح جب جمائی لینے والا جمائی میں زیادتی کرے تو اس کے مشابہ ہو جاتا ہے اور اس جگہ سے ظاہر ہو گا نکتہ اس کا کہ شیطان اس سے ہنستا ہے اس واسطے کہ وہ اس کو اپنی کھیل بناتا ہے اس کی شکل کے بگاڑنے سے اس حالت میں اور یہ جو فرمایا کہ شیطان اس میں داخل ہوتا ہے تو احتمال ہے کہ مراد حقیقۃً داخل ہونا ہو اور شیطان اگرچہ آدمی کی رگوں میں لہو کی مانند چلتا ہے لیکن وہ نہیں قابو پاتا ہے اس پر جب تک کہ وہ اللہ کو یاد کرتا ہے اور جمائی لینے والا اس حالت میں اللہ کو یاد نہیں کرتا سو قابو پاتا ہے اوپر داخل ہونے کے بیچ اس کے حقیقۃً اور احتمال ہے کہ مراد داخل ہونے سے یہ ہو کہ اس پر قابو پاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھے تو یہ شامل ہے اس کو جب کہ جمائی سے منہ کھولے پھر اس کو ہاتھ وغیرہ سے ڈھانکے اور اس کو جب کہ بند ہو واسطے نگاہ رکھنے اس کے کہ کھلنے سے بسبب جمائی کے اور یہی حکم ہے کپڑے کا اور جو اس کی مانند ہو جس سے مقصود حاصل ہو اور متعین ہوتا ہے ہاتھ اس وقت جب کہ نہ روک سکے جمائی ہاتھ کے سوا اور نہیں فرق ہے اس حکم میں درمیان نماز کے اور اس کے غیر کے بلکہ نماز کی حالت میں اس کی زیادہ تاکید ہے اور یہ حکم مستثنیٰ ہے عموم اس نہی سے کہ نمازی کو منع ہے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر نہ رکھے اور جب کوئی نماز میں جمائی لے تو قرأت سے باز رہے یہاں تک کہ جمائی کا اثر جاتا رہے تاکہ اس کی قرأت کی نظم نہ بگڑے اور یہ منقول ہے مجاہد اور عکرمہ اور مشہور تابعین سے اور خصائص نبوی سے ہے یہ جو ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں یزید بن اصم سے مرسل روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جمائی نہیں لی۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْإِسْتِئْذَانِ — کتاب ہے اجازت مانگنے کے بیان میں

فائدہ: استئذان کے معنی ہیں اجازت طلب کرنا واسطے اندر آنے کے اس مکان میں جس کا وہ مالک نہ ہو۔

بَابُ بَدْءِ السَّلَامِ — سلام کرنا کب شروع ہوا؟

فائدہ: باب باندھا ہے سلام کا ساتھ استیذان کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ جو سلام نہ کرے اس کو اجازت نہ دی جائے اور البتہ روایت کی ابوداؤد وغیرہ نے ربعی بن خراش سے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں تھے سو اس نے کہا کہ میں اندر آؤں؟ حضرت ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ نکل کر اس کو اجازت سکھلا سو اس نے کہا کہ السلام علیکم میں اندر آؤں، الحدیث، اور اسی طرح روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور نیز اس نے روایت کی کہ ایک مرد نے ایک مرد صحابی سے اجازت مانگی تین بار کہتا تھا میں اندر آؤں اور وہ اس کو دیکھتا تھا اور اجازت نہ دیتا تھا سو اس نے کہا السلام علیکم میں اندر آؤں اس نے کہا ہاں، پھر کہا کہ اگر تو رات تک کھڑا رہتا تو میں تجھ کو اجازت نہ دیتا و سیاتی مزید ذلك فی الباب الذی یلیه۔ (فتح)

٥٧٥٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلَى صُوْرَتِهِ طُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولٰئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُوْرَةِ آدَمَ فَلَمْ

٥٧٥٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تو اس سے کہا کہ جا ان فرشتوں کو سلام کر پھر سن کہ تجھ کو سلام کا کیا جواب دیتے ہیں سو وہی یعنی جو تجھ کو جواب دیں سلام کا وہ جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہے تو آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا السلام علیکم سو فرشتوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ اور فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے سلام کے جواب میں رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کیا سو جو بہشت میں داخل ہو گا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہو گا یعنی ساٹھ ہاتھ کا قد ہو گا پھر

يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ. ہمیشہ لوگوں کے قد گھٹتے گئے اب تک۔

فائدہ: اور اختلاف ہے اس میں کہ صورتہ کی ضمیر کس طرف پھرتی ہے سو بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے یعنی پیدا کیا آدم علیہ السلام کو اس صورت پر کہ بدستور رہا اس پر یہاں تک کہ اُتارا گیا طرف زمین کی اور یہاں تک کہ مر گیا واسطے دفع کرنے گمان اس کے جو گمان کرتا ہے کہ جب وہ بہشت میں تھا تو اور صفت پر تھا یا اسی طرح پیدا ہوا جس طرح پایا گیا اس کی صورت نہ بدلی جیسے کہ نہیں منتقل ہوئی اولاد اس کی ایک حالت سے طرف دوسری حالت کے اور بعض نے کہا واسطے رد کرنے کے دہریہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہوتا ہے آدمی مگر نطفے سے اور نہیں ہوتا ہے نطفہ آدمی کا مگر آدمی سے اور نہیں کوئی اول اس کے واسطے سو بیان کیا کہ وہ پیدا کیا گیا پہلے پہل اسی صورت پر اور بعض نے کہا واسطے رد کے طبعی علم والوں پر جو گمان کرتے ہیں کہ آدمی کبھی ہوتا ہے طبع کے فعل اور اس کی تاثیر سے اور بعض نے کہا کہ واسطے رد کے قدریہ پر جو گمان کرتے ہیں کہ آدمی اپنے فعل کو خود پیدا کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہے اور تمسک کیا ہے اس کے قائل نے ساتھ اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے علی صورۃ الرحمٰن اور مراد ساتھ صورت کے صفت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے آدم علیہ السلام کو اپنی صفت پر علم اور حیات اور سمع اور بصر وغیرہ سے اگرچہ اللہ کی صفتوں کو کوئی چیز مشابہ نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ واجب ہے پہلے سلام کرنا کہ اس کے ساتھ امر وارد ہوا ہے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے اس کے واسطے عموم نہیں اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع اس پر کہ پہلے سلام کرنا سنت ہے اور کہا مازری نے کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک ہمارے اصحاب کے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اختلاف ہے کہ سلام کا جواب دینا فرض عین ہے یا فرض کفایہ اور تصریح کی اس نے ساتھ اس کے اور جگہ میں اور نقل کیا ہے عیاض نے قاضی عبدالوہاب سے کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ پہلے سلام کرنا سنت ہے یا فرض کفایہ اور اگر جماعت کی طرف سے ایک آدمی سلام کرے تو کفایت کرتا ہے اور مراد سنت اور فرض کفایہ سے یہ ہے کہ سنت کا زندہ کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جو کہا کہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے یعنی شرع کی جہت سے یا مراد اولاد سے بعض اولاد ہے اور وہ مسلمان ہیں اور البتہ روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں حسد کرتے یہودی تم سے کسی چیز پر جو حسد کرتے ہیں تم پر سلام اور آمین کرنے سے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ سلام فقط اسی امت کے واسطے مشروع ہوئی ان کے واسطے سلام مشروع نہیں تھی اور ابوداؤد میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم جاہلیت میں کہتے ما انعم بك علينا ونعم صباحا اور ایک روایت میں ہے کہ کفر کی حالت میں لوگ سلام کے بدلے یہ کہا کرتے تھے حييت مساء حييت صباحا سو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے سلام مشروع کی اور یہ جو آدم علیہ السلام نے کہا السلام

علیکم احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو السلام علیکم کی کیفیت سکھلائی ہو بطور نص کے یا آدم علیہ السلام نے السلام علیکم کو سلم سے سمجھا ہو اور احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو الہام کیا ہو کہ یوں کہے السلام علیکم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ یہی صیغہ ہے مشروع پہلے سلام کرنے کے واسطے اس قول کے دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی ہے سلام تیرا اور تیری اولاد کا اور یہ اس وقت ہے جب کہ جماعت کو سلام کرے اور اگر ایک کو سلام کرے تو اس کا حکم آئندہ آئے گا اور اگر سلام علیکم کہے یعنی بغیر الف لام کے تو یہ بھی جائز ہے اور کہا عیاض نے مکروہ ہے کہ ابتدا میں کہے وعلیک السلام کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں کہ اگر پہلے سلام کرنے والا وعلیکم السلام کہے تو نہیں ہوتی ہے یہ سلام اور نہیں مستحق ہوتا ہے سلام کے جواب کا اس واسطے کہ یہ صیغہ ابتدا کے واسطے صلاحیت نہیں رکھتا کہا اس کو متولی نے اور اگر بغیر واؤ کے کہے تو سلام ہے قطع کیا ہے ساتھ اس کے واحدی نے اور وہ ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ نہ کفایت کرے اور احتمال ہے کہ نہ گنی جائے سلام اور نہ مستحق ہو جواب کا اس واسطے کہ ابوداؤد وغیرہ نے ابو جزی سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا علیک السلام یا رسول اللہ! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ کہہ علیک السلام اس واسطے کہ علیک السلام مردوں کا سلام ہے اور احتمال ہے کہ وارد ہوا ہو واسطے بیان اکمل کے، کہا غزالی نے مکروہ ہے علیکم السلام کہنا کہا نووی رحمہ اللہ نے مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں اور واجب ہے اس واسطے کہ وہ سلام ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ علیکم السلام کفایت کرتا ہے واسطے حاصل ہونے مسمی سلام کے اس پر کہ نام صادق آتا ہے اور اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ نمازی اپنی ایک سلام سے حاضرین کی سلام کے جواب کی نیت کرے اور حالانکہ وہ ساتھ صیغہ ابتدا کے ہے پھر حکایت کی ابوالولید ابن اشد سے کہ جائز ہے پہلے سلام کرنا ساتھ لفظ رد کے اور عکس اس کا اور یہ جو کہا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے جواب میں رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ سلام کے جواب میں ابتدا پر زیادتی کرنا مشروع ہے اور یہ مستحب ہے بالاتفاق واسطے واقع ہونے تحیت کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ اور اگر پہلے سلام کرنے والا ورحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کرے تو اس کے جواب میں مستحب ہے کہ وبرکاتہ کا لفظ زیادہ کیا جائے اور اگر پہلے سلام کرنے والا وبرکاتہ کا لفظ زیادہ کرے تو اس کے جواب میں زیادتی مشروع ہے یا نہیں اور اسی طرح پہلے سلام کرنے والے کو بھی وبرکاتہ پر کچھ زیادہ کرنا جائز ہے یا نہیں مؤطا مالک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سلام برکت تک ختم ہے آگے نہیں اور اسی طرح روایت کی ہے بیہقی وغیرہ نے عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے کہ سلام وبرکاتہ پر ختم ہو جاتی ہے اور نیز مؤطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ سلام کے جواب میں برکت پر زیادتی کرنا جائز ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ لیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ﴿فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ کہ سلام کے جواب میں وبرکاتہ پر اور لفظ کا زیادہ کرنا جائز ہے جب کہ پہنچے برکت تک پہلے سلام کرنے والا اور اسی طرح اور روایتوں میں سلام کے جواب میں وبرکاتہ پر ومغفرتہ ورضوانہ وغیرہ

الفاظ کی زیادتی آئی ہے اور یہ حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن جب جوڑی جائیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برکت پر زیادتی کرنا جائز ہے برابر ہے کہ پہلے سلام کرنے والا برکت تک پہنچے یا نہیں اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ سلام کا جواب دینا واجب کفایہ ہے یعنی بعض کے جواب دینے سے سب کے سر سے ساقط ہو جاتا ہے اور ابو یوسف سے آیا ہے کہ واجب ہے جواب دینا ہر ہر فرد پر اور حجت پکڑی گئی ہے اس کے واسطے ساتھ حدیث باب کے اس واسطے کہ اس میں ہے کہا انہوں نے وعلیک السلام اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے کہ سب کی طرف منسوب ہو اور کلام کرنے والے ان میں سے بعض ہوں اور حجت پکڑی گئی ہے جمہور کے واسطے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ کفایت کرتا ہے جماعت کی طرف سے جب کہ کسی پر گزریں یہ کہ ان میں سے ایک سلام کرے اور کفایت کرتا ہے بیٹھنے والوں کی طرف سے یہ کہ ان میں ایک سلام کا جواب دے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور بزار نے اور اس کی سند میں ضعیف ہے لیکن اس کے واسطے شاہد ہے حسن بن علی کی حدیث سے نزدیک طبرانی کے اور حجت پکڑی ہے ابن بطال نے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو پہلے سلام کرنے والا ہو نہیں شرط ہے اس کے حق میں مکرر سلام کرنا یعنی اتنی بار سلام کرنا جتنے لوگ بیٹھے ہوں جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے آدم علیہ السلام کی سلام سے اور اس کے سوائے اور حدیثوں میں ہے پس اسی طرح نہیں واجب ہے سلام کا جواب دینا ہر ہر فرد پر جب کہ ایک آدمی ان کو سلام کرے کہا حلیمی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سلام کا جواب واجب ہوا اس واسطے کہ سلام کے معنی امان ہیں سو جب پہلے کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کو سلام کرے اور وہ سلام کا جواب نہ دے تو وہ وہم کرتا ہے اس سے بدی کا سو واجب ہوا اس پر دفع کرنا اس وہم کا اپنے اوپر سے اور سلام کے لفظ کے معنی آئندہ آئیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور اس حدیث میں امر ہے ساتھ تعلیم علم کے اس کے اہل سے اور لینا ساتھ نزول کے باوجود امکان علو کے اور اکتفا خبر میں باوجود امکان قطع کے ساتھ اس کے جو اس سے کم ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدت کہ آدم علیہ السلام اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کے درمیان ہے وہ بہت زیادہ ہے اس سے جو اہل کتاب وغیرہ نقل کرتے ہیں اور اس کی توجیہ احتجاج بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى أَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! نہ جایا کرو کسی کے گھروں میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک کہ نہ اجازت مانگو اور سلام کرو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں شاید تم یاد رکھو یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جاؤ کیا جانے وہ کس حال میں ہے پھر اگر اس میں کوئی نہ پاؤ تو اس میں نہ جاؤ یہاں تک کہ تم کو

فَارْجِعُوْا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾.

اجازت دی جائے اور اگر تم کو کہا جائے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اسی میں خوب ستھرائی ہے تمہاری اور اللہ جانتا ہے جو کرتے ہو نہیں تم پر گناہ اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا اس میں تمہاری کچھ چیز ہو اور اللہ جانتا ہے جو ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

فائدہ: اور مراد تستانسوا سے ان آیتوں میں جمہور کے نزدیک اجازت مانگنا ہے ساتھ کھنگورنے کے اور مانند اس کے روایت کیا ہے اس کو طبری نے مجاہد سے اور روایت کی عبداللہ سے کہ جب وہ گھر میں آتے تو کلام کرتے اور اپنی آواز بلند کرتے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے ابوایوب سے کہ میں نے کہا یا حضرت! یہ سلام ہے پس کیا ہے استئناس یعنی جو اللہ کے قول ﴿حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا﴾ میں ہے فرمایا کہ کہے مرد سبحان اللہ اور اللہ اکبر اور کھنگورے اور گھر والوں کو خبردار کرے اور روایت کی طبری نے قتادہ سے کہ استئناس تین بار اجازت مانگنا ہے پہلی بار تاکہ سنائے دوسری بار تاکہ تیار ہو تیسری بار اگر چاہیں تو اس کو اجازت دیں اور چاہیں تو نہ دیں اور کہا بیہقی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ بے خبر کسی کے گھر میں نہ جائے کیا جانے وہ کس حال میں ہے؟ شاید ایسے حال میں ہو کہ اس پر غیر کی اطلاع کو برا جانے۔ (فتح)

وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ إِنَّ نِسَآءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُوْرَهُنَّ وَرُؤُوْسَهُنَّ قَالَ اصْرِفْ بَصَرَكَ عَنْهُنَّ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ وَقَالَ قَتَادَةُ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَهُمْ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ ﴿خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ﴾ مِنَ النَّظَرِ إِلٰى مَا نُهِيَ عَنْهُ.

اور کہا سعید نے اپنے بھائی حسن بصری سے کہ عجم کی عورتیں اپنے سینوں اور سروں کو کھولتی ہیں اس نے کہا کہ اپنی آنکھ کو پھیر لے اور اللہ نے فرمایا کہ کہہ دے ایمانداروں سے کہ نیچے رکھیں اپنی آنکھیں اور نگاہ رکھیں اپنی شرم گاہوں کو کہا قتادہ نے اس عورت سے جو ان کے واسطے حلال نہیں اور کہہ دے ایمان دار عورتوں سے کہ نیچے رکھیں اپنی آنکھیں اور بچائیں اپنی شرم گاہوں کو اور مراد خائنۃ الاعین سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ﴾ نظر کرنا ہے طرف اس چیز کی جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

فائدہ: یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ دے ایمان داروں سے تو نکتہ بیچ ذکر کرنے اس آیت کے اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اصل مشروع ہونا اجازت مانگنے کا واسطے بچنے کے ہے نظر کرنے سے طرف اس چیز کی کہ گھر والا نہ

چاہے کہ اس کی طرف کوئی دیکھے اگر داخل ہو بغیر اجازت کے اور اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنا اس سے بڑھ کر ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد خائنۃ الاعین سے یہ ہے کہ مرد خوبصورت عورت کی طرف دیکھے جو اس پر گزرے یا داخل ہو اس گھر میں جس میں وہ عورت ہو اور جب کوئی اس کو دیکھے تو اپنی آنکھیں نیچی کرے اور اللہ جانتا ہے کہ اگر وہ اس پر قابو پائے تو اس سے زنا کرے اور کہا کرمانی نے کہ معنی یہ ہیں کہ اللہ جانتا ہے چوری نظر کرنے کو طرف اس چیز کی کہ حلال نہیں اور ان پر خائنۃ الاعین جو خصائص نبوی میں مذکور ہے تو مراد اس سے اشارہ ہے ساتھ آنکھ کے طرف امر مباح کی لیکن برخلاف اس کے کہ ظاہر ہو اس سے ساتھ قول کے میں کہتا ہوں اور اسی طرح سکوت مشعر ساتھ تقریر کے کہ وہ قائم مقام ہے قول کے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي النَّظَرِ إِلَى الَّتِي لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَآءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ إِلٰى شَيْءٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهَى النَّظَرُ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ صَغِيْرَةً

اور کہا زہری نے بیچ حق نظر کرنے کے طرف اس عورت کی جس کو حیض نہ آتا ہو یعنی نابالغ کے کہ نہیں جائز ہے دیکھنا طرف کسی کے ان کے بدن سے اُن عورتوں میں سے جن کی طرف دیکھنے کی خواہش کی جاتی ہو اگرچہ چھوٹی ہو۔

وَكَرِهَ عَطَآءٌ النَّظَرَ إِلَى الْجَوَارِي الَّتِي يُبَعْنَ بِمَكَّةَ إِلَّا أَنْ يُّرِيْدَ أَنْ يَّشْتَرِيَ

اور مکروہ جانا ہے عطاء نے دیکھنے کو طرف ان عورتوں کی جو مکے میں بیچی جاتی ہیں مگر یہ کہ خریدنے کا ارادہ رکھتا ہو

۵۷٦۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلٰى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيْئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ يُفْتِيْهِمْ وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ وَضِيْئَةٌ تَسْتَفْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ

۵۷٦۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل رضی اللہ عنہ کو قربانی کے دن اپنے پیچھے سوار کیا اپنی سواری کے کولہے پر یعنی اس کے پیچھے پر اور فضل خوبصورت مرد تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے واسطے کھڑے ہوئے ان کو فتوے دیتے تھے سو قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت سامنے آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کرتی تو فضل رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اس کو اس کا حسن خوش لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا اور فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھتا تھا سو اپنے ہاتھ کو پیچھے سے پھیرا سو فضل رضی اللہ عنہ کی ٹھوڑی پکڑی سو اس کے منہ کو اس کی طرف دیکھنے سے موڑا سو اس نے عورت نے کہا کہ یا حضرت! بے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

شک اللہ کے فرض حج نے جو اس کے بندوں پر ہے میرے باپ کو بڑھاپے میں پایا سو وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا یعنی بڑھاپے میں اس کو حج فرض ہوا ہے سو اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو اس سے ادا ہو جاتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔

فائدہ: اس حدیث میں پست اور نیچا کرنا نظر کا ہے خوف فتنے کے واسطے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو اگر فتنے سے امن ہو تو منع نہیں ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حضرت ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کے منہ کو نہ پھیرا یہاں تک کہ اس نے اس کی طرف توجہ سے نظر کی کہ اس کو وہ عورت خوش لگی سو خوف کیا حضرت ﷺ نے فتنے کا اوپر اس کے اور اس میں غالب ہونا طبیعت بشری کا ہے آدمی پر اور ضعیف ہونا اس کا اس چیز سے کہ مرکب کی گئی ہے اس میں عورتوں کی رغبت سے اور خوش لگنے ان کے سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ مسلمانوں کی عورتوں پر پردہ لازم نہیں جو حضرت ﷺ کی بیویوں پر لازم ہے اس واسطے کہ اگر یہ سب عورتوں پر لازم ہوتا تو البتہ حضرت ﷺ حکم کرتے اس خثعمی عورت کو ساتھ پردہ کرنے کے اور البتہ نہ پھیرتے منہ فضل رضی اللہ عنہ کا اس سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عورت پر اپنے منہ کا ڈھانکنا فرض نہیں اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے عورت کے واسطے کہ اپنے منہ کو نماز میں ظاہر کرے اگرچہ اس کو اجنبی لوگ دیکھیں اور یہ کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ دے ایمانداروں سے اپنی آنکھیں نیچی رکھیں تو یہ وجوب پر ہے سوائے منہ کے۔ (فتح)

٥٧٦١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَقَالَ إِذْ أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا

٥٧٦١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو راہوں کے بیٹھنے سے تو اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم کو تو راہوں کے بیٹھنے سے کوئی چارہ نہیں کہ ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں، سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم وہاں کی نشست کے بغیر نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کرو، اصحاب نے کہا یا حضرت! راہ کا حق کیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اجنبی عورت اور لوگوں کے عیبوں سے آنکھ کو نیچے جھکانا اور لوگوں کے تکلیف دینے والی چیز کو

وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

راہ سے دور کرنا یعنی اینٹ پتھر کانٹا ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا۔

فائدہ: یعنی اول تو راہ میں بیٹھنا بہتر نہیں اور اگر ضرورت ہو تو راہ کا حق ادا کرے اور دوسری روایتوں میں یہ چیزیں زیادہ ہیں اور نیک بات کرنا اور گمراہ کو راہ دکھلانا اور چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا اور عاجز کی فریاد رسی کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا اور سلام کا پھیلانا اور بوجھ لادنے میں مدد کرنا اور اللہ کا ذکر کرنا اور شامل ہے یہ حدیث اوپر معنی علت نہی کے بیٹھنے سے راہوں میں یعنی راہوں میں بیٹھنے کے منع ہونے کی علت تعرض کرنا واسطے فتنوں کے ساتھ گزرنے جوان عورتوں کے اور خوف اس چیز کے کہ ان کی طرف نظر کرنے سے لاحق ہوتی ہے اس واسطے کہ نہیں منع ہے گزرنا عورتوں کا راہوں میں اپنی حاجتوں کے واسطے اور تعرض کرنا ہے واسطے حقوق مسلمانوں اور حقوق اللہ کے اس قسم سے کہ نہیں لازم آتا آدمی کو جب کہ اپنے گھر میں ہو اور جس جگہ نہ تنہا ہو یا مشغول ہو ساتھ اس چیز کے کہ اس پر لازم آئے اور دیکھنا برے کاموں کا اور بے کار چھوڑنا معارف کا سو واجب ہے ہر مسلمان پر امر اور نہی اس وقت سو اگر اس نے اس کو چھوڑا تو سامنے ہوا گناہ کے اور اسی طرح تعرض کرنا ہے اس کے واسطے جو اس پر گزرے اور اس کو سلام کرے اس واسطے کہ اکثر اوقات اس کی کثرت ہوتی ہے پس عاجز ہوتا ہے سلام کے جواب دینے سے ہر گزرنے والے پر اور اس کا رد کرنا فرض ہے سو گنہگار ہوتا ہے اور آدمی کو حکم ہے کہ فتنوں کے سامنے نہ ہو سو رغبت دی ان کو شارع نے ساتھ ترک جلوس کے یعنی ساتھ نہ بیٹھنے کے راہوں میں واسطے اکھاڑنے مادے کے پھر جب اصحاب نے اپنی ضرورت ذکر کی کہ ہم کو وہاں بیٹھنے سے کوئی چارہ نہیں واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بہتریوں سے ایک دوسرے کی خبر گیری کرنے سے اور مذاکرہ کرنے ان کے بیچ امور دین اور بہتریوں کے اور راحت دینے نفسوں کے سے مباح بات چیت میں تو ان کو بتلایا جو دور کرے مفسدے کو امور مذکورہ سے اور واسطے ہر ایک کے آداب مذکورہ سے شواہد ہیں اور حدیثوں میں بہر حال اچھی بات کرنا سو کہا عیاض نے کہ اس میں رغبت دلانا ہے طرف نیک معاملہ کے درمیان مسلمانوں کے اس واسطے کہ جو راہ میں بیٹھا ہو اس پر بہت لوگ گزرتے ہیں اور اکثر اوقات اس سے اپنا کچھ حال اور وجہ اپنے راہ کی پوچھتے ہیں سو واجب ہے کہ ان کو اچھی طرح سے جواب دے اور نہ جواب دے ان کو ساتھ سخت گوئی کے اور یہ منجملہ تکلیف کی چیز کے دور کرنے سے ہے اور باقی سب چیزوں کا بیان اپنی اپنی جگہ میں ہے اور مقصود باب کی حدیثوں سے آنکھ کا نیچا کرنا ہے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَامِ اِسْمٌ مِّنْ أَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى

باب سلام اسم ہے اللہ کے اسموں میں سے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ مرفوع حدیث کا ہے جو اس کی شرط پر نہیں سو اپنی عادت کے موافق اس کو ترجمہ میں استعمال کیا

ور وارد کی باب میں جو ادا کرے اس کے معنی کو اس کی شرط پر اور وہ حدیث تشہد کی ہے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے اس میں فان اللہ ھو السلام یعنی اللہ ہی ہے سلام اور اسی طرح ثابت ہو چکا ہے قرآن میں اللہ کے ناموں میں ﴿اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ﴾ اور معنی سلام کے ہیں سالم نقصوں سے اور بعض نے کہا کہ سلامت رکھنے والا اپنے بندوں کو اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہے جیسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خبر دار ہے اس پر جو تو کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نام لیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا اعمال پر واسطے امید جمع ہونے معانی خیرات کے اُن میں اور دور ہونے عوارض فساد کے اُن سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں سلامتی محض اور کبھی اس کے معنی سلام کرنے کے آتے ہیں۔ (فتح)

﴿وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جیسا تعظیم کیے جاؤ تم ساتھ سلام کے تو تعظیم کرو ساتھ اس کلمہ کے کہ اس سے بہتر ہو یا وہی کلمہ کہو الٹ کر۔

فائدہ: اور مناسبت ذکر اس آیت کی ترجمہ میں واسطے اشارہ کرنے کے ہے طرف اس کی کہ عموم امر کا ساتھ تعظیم کرنے کے مخصوص ہے ساتھ لفظ سلام کے یعنی مراد تحیۃ سے اس آیت میں فقط سلام کرنا ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر حدیثیں جن کی طرف پہلے باب میں اشارہ گزرا اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے اور مالک سے ہے کہ مراد ساتھ تحیہ کے اس آیت میں ہدیہ ہے لیکن یہ مالک سے احتمالی بات ہے اور دعویٰ کیا ہے اس نے کہ یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہ انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے بایں طور کہ سلام کا بعینہ رد کرنا ممکن نہیں برخلاف ہدیہ کے اس واسطے کہ اس کا بعینہ رد کرنا ممکن ہے اور اس سے بہتر بھی اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مراد رد کرنا مثل کا ہے نہ عین کا اور یہ بہت مستعمل ہے اور نیز کہا ہے قرطبی نے مالک سے کہ مراد ساتھ تحیہ کے آیت میں چھینک کا جواب دینا ہے اور نہیں سیاق میں دلالت اوپر اس کے لیکن حکم تشمیت کا اور جواب اس کا ماخوذ ہے حکم سلام اور رد سلام سے نزدیک جمہور کے اور شاید اسی کی طرف مائل کی ہے مالک نے۔ (فتح)

٥٧٦٢۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَلَمَّا

٥٧٦٢۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو سلام اس کے سب بندوں سے پہلے جبریل علیہ السلام کو سلام میکائیل علیہ السلام کو سلام اور فلانے کو سلام سو جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بے شک اللہ ہی ہے سلام یعنی اللہ تعالیٰ کو سلام

انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِنَّهٗ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَآءَ.

کرنے کے کوئی معنی نہیں سو جب کوئی نماز میں بیٹھے تو چاہیے کہ التحیات پڑھے یعنی سب زبان کی عبادتیں جیسے ذکر اور تعریف اور بدن کی عبادتیں جیسے نماز اور حج وغیرہ اور مال کی عبادتیں جیسے زکوٰۃ وغیرہ اللہ ہی کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اے پیغمبر! اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت اور سلام ہے ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر اس واسطے کہ جب یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام تو جتنے اللہ تعالیٰ کے بندے آسمان اور زمین میں ہیں خواہ فرشتے ہوں یا آدمی پیغمبر ہوں یا ولی تو سب کو اس کا سلام پہنچ گیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہے پھر اس کو اس کے بعد اختیار ہے جو چاہے دعا مانگے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اللہ ہی ہے سلام اور یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور اتفاق ہے اس پر کہ جو سلام کرے نہیں کفایت کرتا ہے اس کے جواب میں مگر سلام کرنا اور نہیں کفایت کرتا ہے اس کے جواب میں یہ کہنا صبحت بالخیر اور مانند اس کی اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو لائے تحیہ میں ساتھ غیر لفظ سلام کے یعنی سلام کے سوائے کسی اور لفظ کے ساتھ سلام کرے کہ کیا اس کا جواب واجب ہے یا نہیں؟ اور نہیں کفایت کرتا ہے جواب سلام کا اشارت سے بلکہ وارد ہوئی ہے اس سے زجر روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے عمرو بن شعیب سے مرفوع کہ نہ مشابہت کرو ساتھ یہود اور نصاریٰ کے اس واسطے کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ نہیں وارد ہوتی ہے اس پر حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی کہ حضرت ﷺ مسجد میں گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی تھی سو حضرت ﷺ سے ہاتھ سے سلام کیا اس واسطے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے لفظ اور اشارے دونوں جمع کر کے سلام کیا اور اشارے سے سلام کرنا اس کے حق میں منع ہے جو بولنے پر قادر ہو حسًا اور شرعًا ورنہ پس وہ مشروع ہے اس کے واسطے جو کسی شغل میں ہو جو اس کو زبان کے ساتھ سلام کے جواب سے مانع ہو مانند نمازی اور بعید اور گونگے کی اور اسی طرح سلام کرنا بہرے پر اور اگر سلام کرے ساتھ لفظ غیر عربی کے تو کیا جواب کا مستحق ہے اس میں تین قول ہیں تیسرا یہ کہ واجب ہے جو عربی میں جواب سلام کا دے سکتا ہو اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر تر ہے یہ کہ سلام کرنا

ساتھ غیر لفظ عربی کے ترک مستحب کی ہے اور نہیں ہے مکروہ مگر یہ کہ قصد کرے ساتھ اس کے عدول کا سلام سے طرف اس چیز کی کہ ظاہر تر ہے تعظیم میں بسبب اکابر اہل دنیا کے اور واجب ہے جواب دینا سلام کا فی الفور اور اگر دیر کر کے جواب دے تو وہ جواب نہیں شمار کیا جاتا اور شاید محل اس کا وہ ہے کہ جب کوئی عذر نہ ہو اور واجب ہے سلام کا جواب دینا خط میں اور ساتھ ایلچی کے اور اگر لڑکا بالغ کو سلام کرے تو واجب ہے اس پر سلام کا جواب دینا اور اگر ایک جماعت کو سلام کیا اور ان میں لڑکا ہو وہ جواب دے تو کفایت کرتا ہے ایک وجہ میں۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيمِ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ — تھوڑے آدمیوں کا بہت آدمیوں کو سلام کرنا

فائدہ: یہ امر نسبی ہے شامل ہے ایک کو بہ نسبت دو کے یا زیادہ کے اور دو کو بہ نسبت تین کے اور زیادہ کے۔

٥٧٦٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

٥٧٦٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے شخص کو اور تھوڑے لوگ بہت لوگوں کو۔

فائدہ: کہا ماوردی نے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں داخل ہو سو اگر وہ تھوڑی جماعت ہو تو اس کو ایک سلام کفایت کرتا ہے اور اگر ایک بار سے زیادہ سلام کرے سو بعض کو خاص کرے تو نہیں ہے کچھ ڈر اور کفایت کرتا ہے کہ ان میں سے ایک سلام کا جواب دے اور اگر زیادہ کرے تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں اور اگر بہت ہوں کہ ان میں سلام نہ پھیلے تو سلام کرے اول داخل ہونے میں جب کہ ان کو دیکھے اور ادا ہوتی ہے سنت ان کے حق میں جو اس کو سنیں اور واجب ہے ان پر جواب سلام کا بطور کفایت کے اور جب بیٹھ جائے تو ساقط ہو جاتی ہے اس سے سنت سلام کی ان کے حق میں جنہوں نے نہیں سنی اور جب بیٹھے تو کیا مستحب ہے سلام کرنا ان پر جن کے پاس بیٹھا جنہوں نے اس کے سلام کو پہلے نہیں سنا تھا اس میں دو وجہ ہیں اور اسی طرح اس کے جواب میں بھی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور سلام کرے سوار پیادے پر اور پیادہ بیٹھے پر اور یہ جو کہا مار یعنی گزرنے والا تو یہ عام تر ہے ماشی سے اور شامل ہے سوار اور پیادے کو اور روایت کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں کہ سلام کرے سوار پیادے پر اور پیادہ قائم پر اور جب حمل کیا جائے قائم کو مستقر پر یعنی قرار گیر تو ہوگا عام تر اس سے کہ ہو بیٹھنے والا یا ٹھہرنے والا یا تکیہ کرنے والا یا لیٹنے والا اور جو منسوب کی جائے یہ صورت طرف سوار کی تو کئی صورتیں ہو جائیں گی اور ایک صورت باقی رہے گی جو منصوص نہیں اور وہ یہ ہے کہ ملیں دو چلنے والے سوار ہوں یا پیادہ سو جو دین میں کم تر درجہ رکھتا ہو وہ پہلے سلام کرے

اس کو جو دین میں اعلیٰ قدر رکھتا ہو واسطے برا جاننے اس کی بزرگی کے اس واسطے کہ دین کی فضیلت میں شرع نے ترغیب دی ہے مگر یہ کہ بادشاہ ہو اس سے خوف کیا جاتا ہو تو جو دین میں اعلیٰ ہو وہ اس کو سلام کرے اور اگر دونوں ملنے والے دین میں برابر ہوں تو دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے کما تقدم اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو چلنے والے جب اکٹھے ہوں تو جو پہلے سلام کرے وہ افضل ہے۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْمَاشِيْ

سلام کرے سوار پیادے پر

٥٧٦٤ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

۵۷۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر۔

فائدہ: لیکن اگر بہت لوگ تھوڑے لوگوں پر گزریں یا چھوٹا بڑے پر تو اس میں کوئی نقص نہیں اور اعتبار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے گزرنے کو پس کہا کہ گزرنے والا پہلے سلام کرے خواہ بہت ہوں یا تھوڑے اور جو بازار میں چلے وہ نہ سلام کرے مگر بعض کو اس واسطے کہ اگر ہر ہر فرد کو سلام کرے تو البتہ محروم رہے گا اپنی حاجت سے جس کے واسطے نکلا اور البتہ خارج ہوگا عرف سے۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيمِ الْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ

سلام کرے چلنے والا بیٹھے پر

٥٧٦٥ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

۵۷۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے پر اور پیادہ بیٹھے پر اور قلیل کثیر پر۔

بَابُ تَسْلِيمِ الصَّغِيرِ عَلَى الْكَبِيرِ

سلام کرے چھوٹا بڑے پر

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے چھوٹا بڑے پر اور گزرنے والا بیٹھے پر اور قلیل کثیر پر۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ ان لوگوں کو جو حکم ہے کہ پہلے سلام کریں تو اس میں حکمت کیا ہے؟ کہا ابن بطال نے کہ سلام کرنا چھوٹے کا بڑے کو بسبب حق بڑے کے ہے اس واسطے کہ اس کو حکم ہے اس کی تعظیم اور عزت کرنے کا اور سلام کرنا قلیل کا کثیر پر بسبب حق کثیر کے ہے اس واسطے کہ ان کا حق بڑا ہے نہ نسبت ان کے اور سلام کرنا چلنے والے کا بیٹھے کو واسطے مشابہ ہونے اس کے کے ہے ساتھ اس کے جو کسی کے گھر میں آئے اور سوار کا سلام کرنا اس واسطے تا کہ سوار ہونے کے سبب سے تکبر نہ کرے پس رجوع کرے طرف تواضع کی اور کہا ابن عربی نے کہ حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ جو کسی قسم سے مفضول ہو وہ پہلے سلام کرے فاضل کو اور کہا مازری نے بہر حال حکم کرنا سوار کو ساتھ سلام کرنے کے سو یہ اس واسطے ہے کہ سوار کو زیادتی ہے پیادے پر سو اس کے بدلے پیادے کو یہ عوض دیا گیا کہ سوار اس کو سلام کرے احتیاط کے واسطے اس واسطے کہ اگر سوار کو دونوں فضیلت حاصل ہوئی تو شاید خود پسندی کرتا اور چلنے والے کو بیٹھے پر سلام کرنے کا اس واسطے حکم ہوا کہ بیٹھے کو اس سے بدی کی توقع ہے خاص کر جب کہ سوار ہو سو جب اس نے پہلے سلام کی تو اس کی بدی سے نڈر ہو گا یا اس واسطے کہ بیٹھنے والے کو چلنے والوں کی رعایت کرنا دشوار ہے باوجود کثرت ان کی کے پس ساقط ہوا اس سے پہلے سلام کرنا واسطے مشقت کے برخلاف چلنے والے کے کہ اس پر کچھ مشقت نہیں اور بہر حال سلام کرنا قلیل کا پس واسطے فضیلت جماعت کے اور یا اس واسطے کہ اگر جماعت اس کو پہلے سلام کرے تو اس پر خود پسندی کا خوف ہے پس احتیاط کی گئی اس کے واسطے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ بڑا اور چھوٹا آپس میں ملیں اور اگر ایک سوار ہو اور ایک پیادہ تو پہلے سوار سلام کرے اور اگر دونوں سوار ہوں یا دونوں چلتے ہوں تو چھوٹا پہلے سلام کرے لیکن اگر پیادہ سوار کو سلام کرے تو یہ منع نہیں اس واسطے کہ وہ بجا لانے والا ہے حکم کو ساتھ پھیلانے سلام کے لیکن رعایت اس بات کی کہ حدیث میں ثابت ہو چکی ہے اولیٰ ہے اور وہ خبر ہے ساتھ امر کے بطور استحباب کے اور نہیں لازم آتی ہے مستحب کے ترک کرنے سے کراہت بلکہ خلاف اولیٰ ہو گا سو اگر مامور پہلے سلام نہ کرے بلکہ دوسرا پہلے سلام کرے تو ہو گا تارک مستحب کا اور دوسرا فاعل سنت کا اور کہا متولی نے کہ اگر مخالفت کرے

سوار یا پیادہ تو مکروہ ہے اور وارد ہر حال میں پہلے سلام کرے۔ (فتح)

بَابُ إِفْشَآءِ السَّلَامِ — سلام کا پھیلانا اور رائج کرنا

فائدہ: افشاء کے معنی ہیں ظاہر کرنا اور مراد پھیلانا سلام کا ہے درمیان لوگوں کے تا کہ حضرت ﷺ کی سنت کو زندہ کریں۔

٥٧٦٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَآءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ وَإِفْشَآءِ السَّلَامِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهٰى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ وَنَهَانَا عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ رُكُوْبِ الْمَيَاثِرِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

٥٧٦٦۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا سات چیزوں کا بیمار کی بیمار پرسی کرنا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا اور ضعیف کی مدد کرنا اور مظلوم کو ظالم سے چھڑانا اور سلام علیکم کا پھیلانا اور قسم کھانے والے کی قسم کو سچا کرنا اور منع کیا پینے سے چاندی کے برتن میں اور منع کیا سونے کی انگوٹھی کے استعمال کرنے سے اور ریشمی زین کے سوار ہونے سے اور ریشم اور دیبا اور قسی اور استبرق کے پہننے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطب میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ سلام کا پھیلانا ہے اور مراد سلام کے پھیلانے سے عام تر ہے خواہ پہلے سلام کرے یا سلام کا جواب دے اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو جس سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو سلام علیکم آپس میں رائج کرو کہا ابن عربی نے اس حدیث میں ہے کہ سلام کے پھیلانے کے فوائد سے ہے حاصل ہونا محبت کا درمیان سلام کرنے والوں کے اور شاید یہ اس واسطے ہے کہ اس میں الفت کلمے کی ہے تا کہ عام ہو مصلحت ساتھ واقع ہونے ہم مدوی کے اوپر قائم کرنے احکام دین کے اور رسوا کرنے کافروں کے اور یہ وہ کلمہ ہے کہ جب سنا جائے تو دل اس کے قائل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سلام کو رائج کرو بہشت میں داخل ہو گی اور حدیثیں سلام کے پھیلانے میں بہت ہیں لیکن کوئی چیز ان میں سے بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں پس کفایت کی اس نے ساتھ حدیث براء رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو فرمایا کہ سلام کو پھیلاؤ تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ نہیں کفایت کرتا ہے سلام کرنا پوشیدہ بلکہ شرط ہے اس میں پکار کر کہنا اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ سنا جائے ابتدا میں اور جواب میں اور نہیں کفایت کرتا ہے اشارہ ہاتھ سے اور مانند اس کے سے اور البتہ روایت کی نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ یہودیوں کی طرح سلام

نہ کیا کرو اس واسطے کہ ان کی سلام سروں اور ہاتھوں سے ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے حالت نماز کی کہ البتہ وارد ہو چکی ہیں جید حدیثیں کہ حضرت ﷺ نے نماز کی حالت میں سلام کا جواب اشارے سے دیا ان میں سے ایک حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کو سلام کیا اور حضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے سو حضرت ﷺ نے اس کو اشارے سے سلام کا جواب دیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے مانند اس کی اور اسی طرح جو دور ہو سلام کرنے کو نہ سنتا ہو جائز ہے اس کو سلام کرنا اشارت سے اور باوجود اس کے زبان سے بھی کہے اور عطاء سے روایت ہے کہ مکروہ ہے سلام کرنا ہاتھ سے اور نہیں مکروہ ہے سر سے کہا ابن دقیق العید نے استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ پہلے سلام کرنا واجب ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی راہ طرف اس قول کی کہ وہ فرض عین ہے دونوں جانب سے بطور عموم کے اور وہ یہ ہے کہ واجب ہو ہر ایک پر یہ کہ سلام کرے جس کو ملے اس وسطے کہ اس میں حرج اور مشقت ہے اور جب عموم کی دونوں جانب میں ساقط ہو تو خصوص کی دونوں جانب میں بھی ساقط ہو گا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی قائل کہ ایک پر واجب ہے سوائے باقی لوگوں کے اور نہیں واجب ہے سلام ایک پر سوائے باقی لوگوں کے اور جب ساقط ہو اس صورت پر تو نہیں ساقط ہو گا استحباب اس واسطے کہ عموم بہ نسبت فریقین کے ممکن ہے اور یہ بحث ظاہر ہے اس کے حق میں جو کہتا ہے کہ پہلے سلام کرنا فرض عین ہے اور جو کہتا ہے کہ فرض کفایہ ہے تو اس پر یہ وارد نہیں ہوتا جب کہ ہم قائل ہوں کہ فرض کفایہ کسی ایک معین کے حق میں واجب نہیں اور اس سے کافر مستثنیٰ ہے کہ اس کو پہلے سلام کرنا جائز نہیں ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ جب تم اس کو کرو گے تو تم میں محبت پیدا ہو گی اور مسلمان کو حکم ہے کہ کافر سے عداوت رکھے پس نہیں مشروع ہے اس کے واسطے وہ فعل جو اس کی محبت کا متدعی ہو اور فاسق کو سلام کرنے میں اختلاف ہے اور اسی طرح لڑکے پر اور سلام کرنا مرد کا عورت کو اور بالعکس اور اسی طرح مستثنیٰ ہے اس سے جو مشغول ہو ساتھ کھانے اور پینے اور جماع کے یا ہو پاخانے میں یا حمام میں یا سوتا ہو یا نماز میں ہو یا اذان دیتا ہو اور مشروع ہے بیچ خرید و فروخت کرنے والوں اور باقی معاملات کے اور ثابت ہو چکا ہے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت ﷺ کو سلام کیا اور حضرت ﷺ نہاتے تھے اور بہر حال سلام کرنا خطبے کی حالت میں سو مکروہ ہے واسطے حکم چپ رہنے کے پس اگر سلام کرے تو نہیں واجب ہے سلام کا جواب دینا اور جو قرآن پڑھنے کے ساتھ مشغول ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ اس کو سلام نہ کرے اور اگر سلام کرے تو کافی ہے اس کو جواب دینا اشارے سے اور اگر زبان سے سلام کا جواب دے پھر از سر نو اعوذ باللہ پڑھے، کہا نووی رحمہ اللہ نے اس میں نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس کو سلام کرنا جائز ہے اور واجب ہے اس پر سلام کا جواب دینا اور جو دعا میں مستغرق ہو تو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے اور جو احرام باندھے لبیک کہتا ہو اس کو بھی سلام کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ لبیک کا قطع کرنا مکروہ ہے اور باوجود اس کے اگر اس کو سلام کرے تو اس پر سلام کا جواب دینا واجب ہے اور

اگر کوئی سلام کا جواب دے اور وہ ساتھ پیشاب وغیرہ کے مشغول ہو تو مکروہ ہے اور اگر کھانے والا ہو یا مانند اس کی تو مستحب ہے اس جگہ میں کہ نہیں واجب ہے اور اگر نماز پڑھتا ہو تو نہیں جائز ہے کہ کہے ساتھ لفظ خطاب کے مانند علیک السلام کی اور اگر ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے اگر تحریم کو جانتا ہو اور اگر وہ غائب کی ضمیر سے جواب دے تو نہیں باطل ہوتی ہے اور مستحب ہے کہ اشارے سے جواب دے اور اگر نماز سے فارغ ہو کے زبان سے جواب دے تو وہ بہت بہتر ہے اور اگر مؤذن یا لبیک کہتا ہو تو اس کو زبان سے سلام کا جواب دینا مکروہ نہیں اس واسطے کہ وہ تھوڑی چیز ہے اس کو موالات باطل نہیں ہوتے اور یہ جو نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ خطاب سے نماز باطل ہو جاتی ہے تو اس پر اتفاق نہیں بلکہ شافعی رحمہ اللہ سے نص ہے کہ باطل نہیں ہوتی اس واسطے کہ مراد حقیقت خطاب کی نہیں بلکہ دعا ہے اور ذکر کیا ہے بعض حنفیہ نے کہ جو بیٹھا ہو مسجد میں واسطے قرأت کے یا سبحان اللہ کہنے کے یا نماز کے انتظار کے واسطے تو ان کو سلام کرنا مشروع نہیں اور اگر سلام کرے تو جواب دینا واجب نہیں اور جس پر گمان ہو کہ وہ سلام کا جواب نہیں دیتا اس کو بھی سلام کرنا مشروع ہے اور اس گمان سے سلام کو ترک نہ کرے اور ترجیح دی ہے ابن دقیق العید نے کہ اس پر سلام نہ کرے اس واسطے کہ اس کو گناہ میں ڈالنا سخت تر ہے نہ سلام کرنے سے خاص کر سلام کا پھیلانا حاصل ہو چکا ہے اس کے غیر سے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَامِ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ — سلام کرنا اس کو جس کو پہچانتا ہو اور جس کو نہ پہچانتا ہو

فائدہ: یعنی نہ خاص کرے ساتھ سلام کے جس کو پہچانتا ہو اور ابتدا ترجمہ کا لفظ حدیث کا ہے جس کو روایت کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ہوگی اس میں سلام واسطے پہچان کے یعنی جس سے پہچان ہوگی اس کو سلام کرے گا اور کسی کو نہ کرے گا۔

٥٧٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَعَلٰى مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ.

٥٧٦٧۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام کی کون سی خصلت عمدہ ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بھوکے کو کھانا کھلائے اور سلام کرے تو اس کو جس کو تو پہچانے اور جس کو نہ پہچانے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی من عرفت کے یہ ہیں کہ تو سلام کرے جس کو ملے اور نہ خاص کر سلام کو ساتھ پہچان والے کے اور اس میں خالص کرنا عمل کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور استعمال کرنا تواضع کا ہے اور پھیلانا سلام کا جو اس امت کی نشانی ہے میں کہتا ہوں اور اس میں فائدہ ہے

کہ اگر ناواقف کو سلام نہ کرے تو احتمال ہے کہ ظاہر ہو کہ وہ اس کا واقف ہو سو اس کو وحشت میں واقع کرے گا اور یہ عموم مخصوص ہے ساتھ مسلمان کے یعنی مراد اس سے مسلمان ہے پس نہ پہلے سلام کیا جائے کافر کو، میں کہتا ہوں اور نہیں ہے اس میں حجت اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ کافر کو پہلے سلام کرنا جائز ہے ساتھ عموم اس حدیث کے اس واسطے کہ اصل سلام کا مشروع ہونا مسلمان کے واسطے ہے سو محمول ہو گا اس پر قول اس کا علی من عرفت اور بہر حال جس کو نہ پہچانتا ہو جو اس میں بھی دلالت نہیں بلکہ اگر اس نے پہچان لیا کہ وہ مسلمان ہے تو فبہا نہیں تو اگر احتیاط کے واسطے سلام کرے تو منع نہیں یہاں تک کہ ظاہر ہو کہ وہ کافر ہے کہا ابن بطال نے کہ مشروع ہونا سلام کا اوپر غیر پہچان یک مشروع ہے واسطے لگاوٹ کے تا کہ سب مسلمان بھائی ہو جائیں کوئی کسی سے وحشت نہ کرے اور تخصیص میں وہ چیز ہے جو واقع کرتی ہے وحشت میں اور مشابہ ہے ہجرت کو جو منع ہے۔ (فتح)

٥٧٦٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ وَذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

٥٧٦٨۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو یہ کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑ دے تین دن سے زیادہ دونوں ملیں پس ایک دوسرے سے منہ پھیریں اور دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے اور ذکر کیا سفیان رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے زہری سے تین بار سنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور یہ متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے۔

بَابُ آيَةِ الْحِجَابِ

باب ہے بیچ بیان حجاب کے

فائدہ: یعنی جس آیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو حکم ہوا کہ بیگانے مردوں سے پردہ کریں۔

٥٧٦٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَخَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا حَيَاتَهُ

٥٧٦٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دس برس کے تھے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے سو میں نے دس برس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ کی زندگی میں اور حجاب کا حال مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ معلوم ہے جب کہ اترا اور البتہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کا حال مجھ سے پوچھتے تھے اور تھا پہلے پہل اُترنا حجاب کا بیچ بنا

وَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ أُنْزِلَ وَقَدْ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ فِي مُبْتَنَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ مِنْهُمْ رَهْطٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ كَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى جَآءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوْا فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَظَنَّ أَنْ قَدْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَأُنْزِلَ آيَةُ الْحِجَابِ فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا .

کرنے حضرت ﷺ کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا جحش کی بیٹی کے یعنی جب کہ وہ حضرت ﷺ کے گھر لائی گئیں صبح کو حضرت ﷺ اس کے ساتھ دولہا ہوئے سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو شادی کے کھانے میں بلایا سوانہوں نے کھانا کھایا پھر نکلے اوران میں سے ایک جماعت حضرت ﷺ کے پاس باقی رہی سو وہ بہت دیر ٹھہری رہی سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تا کہ وہ نکلیں سو حضرت ﷺ چلے اور میں بھی حضرت ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر آئے پھر حضرت ﷺ کو گمان ہوا کہ بے شک وہ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا یہاں تک کہ زینب رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو اچانک دیکھا کہ وہ بیٹھے ہیں جدا جدا نہیں ہوئے سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے پر پہنچے پھر گمان کیا کہ وہ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا سو اچانک دیکھا کہ وہ نکل گئے سو پردے کا حکم اتارا گیا سو حضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح سورۂ احزاب میں گزر چکی ہے اوراس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اتارا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ الآیۃ اے ایمان والو! پیغمبر ﷺ کے گھروں میں نہ جایا کرو اور یہ جو کہا کہ میں نے دس برس حضرت ﷺ کی خدمت کی یعنی آپ کی باقی زندگی یہاں تک کہ فوت ہوئے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ تر حجاب کا حال معلوم ہے یعنی سبب نزول اس کے کا اور یہ جو کہا کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے پوچھتے تھے تو اس میں اشارہ ہے طرف خاص ہونے انس رضی اللہ عنہ کے کی ساتھ پہچاننے حال نزول اس کے کے

اس واسطے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اس سے علم اور عمر میں زیادہ ہیں اور باوجود اس کے وہ اس کا حال انس رضی اللہ عنہ سے پوچھتے تھے۔(فتح)

٥٧٧٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ بَقِيَّةُ الْقَوْمِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقُوْا فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْهِ مِنَ الْفِقْهِ أَنَّهُ لَمْ يَسْتَأْذِنْهُمْ حِيْنَ قَامَ وَخَرَجَ وَفِيْهِ أَنَّهُ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَقُوْمُوْا.

٥٧٧٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگ اندر آئے یعنی طعام ولیمہ کھانے کے واسطے سو انہوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئے جیسے اٹھنے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اُٹھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے تو کھڑے ہوئے ساتھ آپ کے جو کھڑے ہوئے اور باقی لوگ بیٹھے رہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تا کہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اُٹھ کر چلے گئے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اندر داخل ہوئے سو میں نے چاہا کہ داخل ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اُتارا کہ اے ایمان والو! نہ جایا کرو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں، الآیہ۔

٥٧٧١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَآئَكَ قَالَتْ فَلَمْ

٥٧٧١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرو اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں راتوں رات جائے ضرور کے واسطے پاخانوں کی طرف نکلتی تھیں پس سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی نکلیں اور وہ قد آور تھیں سو ان کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور حالانکہ وہ مجلس میں تھے سو کہا کہ البتہ ہم نے تجھ کو پہچانا اے سودہ!

يَفْعَلُ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلٰى لَيْلٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيْلَةً فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ عَرَفْتُكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلٰى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ.

واسطے حرص کرنے کے اس پر کہ پردے کا حکم اترے سو پردے کا حکم اترا۔

فائدہ: اور اس حدیث اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ یہ دونوں سبب اکٹھے واقع ہوئے سو ہر ایک دونوں امروں سے اس کے نزول کا سبب ہے اور کہا طبری نے یہ محمول ہے اس پر کہ یہ قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دوبار واقع ہوا حجاب اترنے سے پہلے بھی اور پیچھے بھی اور احتمال ہے کہ کسی راوی نے ایک قصے کو دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا ہو اور پہلی بات اولیٰ ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس سے عار آئی کہ کوئی اجنبی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرموں کو دیکھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان کو پردہ کروائیں سو جب پردے کا حکم اترا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ بالکل باہر نہ نکلیں اور اس میں بڑی مشقت تھی سو ان کو اجازت ہوئی کہ جائے ضرور کے واسطے نکلا کریں جس سے کوئی چارہ نہیں، کہا عیاض نے کہ خاص کی گئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ساتھ چھپانے منہ اور ہتھیلیوں کے اور ان کے سوائے اور عورتوں کے حق میں اختلاف ہے کہ وہ مستحب ہے یا نہیں علماء نے کہا سو نہیں جائز ہے ان کے واسطے کھولنا اس کا نہ گواہی کے واسطے نہ کسی اور چیز کے واسطے اور نہیں جائز ہے ان کو ظاہر کرنا اپنے بدن کا اگرچہ پردے سے ہوں مگر ضرورت کے واسطے جیسے جائے ضرور کے واسطے نکلا اور جب لوگوں کے واسطے بیٹھ کر بات چیت کرتی تھیں تو پیٹھ کے پیچھے سے کرتی تھیں اور جب حاجت کے واسطے نکلتی تھیں تو پردہ کر لیتی تھیں اور یہ جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اپنے بدنوں کا پوشیدہ رکھنا مطلق واجب ہے مگر جائے ضرور میں تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ حج وغیرہ کے واسطے سفر کیا کرتی تھیں اور اس میں طواف اور سعی کرنا ضروری ہے اور اس میں ضروری ہے ظاہر ہونا ان کے بدنوں کا بلکہ سوار ہونے اور اترنے کی حالت میں تو اس سے کوئی چارہ نہیں اور اسی طرح بیچ نکلنے کے طرف مسجد نبوی وغیرہ کی۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

اجازت مانگنا بسبب نظر کے

فائدہ: یعنی نظر کے سبب سے ہی مشروع ہوا ہے اس واسطے کہ اگر کوئی بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں داخل ہو تو البتہ بعض وہ چیز دیکھے گا کہ گھر والا برا جانتا ہے کہ اس کو کوئی دیکھے اور البتہ وارد ہو چکی ہے تشریح اس کی اس کے بعض طریق

میں روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں حلال کسی مسلمان کو کہ کسی کے گھر کے اندر دیکھے یہاں تک کہ اجازت لے سو اگر اس نے کیا تو داخل ہوا یعنی ہو گیا داخل ہونے والے کے حکم میں۔ (فتح)

۵۷۷۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَفِظْتُهُ كَمَا أَنَّكَ هَا هُنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اطَّلَعَ رَجُلٌ مِّنْ جُحْرٍ فِيْ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِيْ عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ.

۵۷۷۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد سوراخ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکنے لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کنگھی تھی لوہے کی جس سے اپنے سر کو کھجلاتے تھے سو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو دیکھتا ہے تو البتہ اس سے تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا کہ آنے کی اجازت مانگنا تو صرف نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

فائدہ: اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لوگوں کے دروازے پر پردے نہ تھے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اجازت مانگیں پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مال دیا سو میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کے ساتھ عمل کیا ہو کہا ابن عبدالبر نے میں گمان کرتا ہوں کہ شاید دستک سے کفایت کرتے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی کے گھر میں آتے تو سامنے سے نہ آتے دائیں یا بائیں سے آتے اس واسطے کہ لوگوں کے دروازوں پر پردے نہ تھے۔ (فتح)

۵۷۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهُ.

۵۷۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حجرے میں جھانکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تیر کا پھل لے کر اٹھے سو جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ اس کو غافل چاہتے ہیں تا کہ اس کی آنکھ پھوڑیں۔

فائدہ: اور یہ حکم مخصوص ہے ساتھ اس کے جو جان بوجھ کر دیکھے اور بہر حال اگر بلا قصد کسی کے نظر کسی کے گھر میں جا پڑے تو اس پر کوئی حرج نہیں پس صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناگہانی نظر سے پوچھے گئے فرمایا کہ اپنی آنکھ کو پھیر لے اور دوسری بار دیکھنا جائز نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من اجل البصر اوپر مشروع ہونے قیاس کے اور علتوں کے اس واسطے کہ یہ قول دلالت کرتا ہے اس پر کہ حرام ہونا اور حلال ہونا متعلق ہے ساتھ

چیزوں کے کہ جب کسی چیز میں پائی جائیں تو واجب ہوتا ہے اس پر حکم سو جس نے واجب کیا اجازت مانگنے کو ساتھ اس حدیث کے اور اعراض کیا اس علت سے جس کے سبب سے اجازت مانگنا مشروع ہوا ہے تو نہ عمل کیا اس نے ساتھ معنی حدیث کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے کے واسطے اجازت مانگنے کا محتاج نہیں واسطے نہ ہونے اس علت کے جس کے سبب سے اجازت مانگنا مشروع ہوا ہے ہاں اگر اس میں کسی منہی چیز کا احتمال ہو جس کے واسطے اجازت مانگنے کی حاجت پڑے تو اس کے واسطے بھی اجازت مانگنا مشروع ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مشروع ہے اجازت مانگنا ہر ایک پر یہاں تک کہ محرموں کو بھی تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا ستر کھلا ہو اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب ان کی کوئی اولاد بالغ ہوتی تو نہ داخل ہوتے اس پر مگر اجازت سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنی ماں کے پاس بھی بغیر اجازت مانگنے کے نہ جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ننگی ہو۔ (فتح)

بَابُ زِنَا الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ — زنا ہاتھ پاؤں وغیرہ حواس کا سوائے شرم گاہ کے

فائدہ: یعنی نہیں خاص ہے اطلاق زنا کا ساتھ فرج کے بلکہ اطلاق کیا جاتا ہے اس پر جو سوائے شرم گاہ کے ہے نظر وغیرہ سے اور اس میں اشارہ ہے طرف حکمت نہی کی نظر کرنے سے گھر میں بغیر اجازت کے تا کہ ظاہر ہو مناسبت اس کی پہلے باب سے۔ (فتح)

٥٧٧٤۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَرَ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ ح حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ.

۵۷۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کے واسطے حرام کاری کا حصہ مقرر کیا ہے ضرور اس کو پائے گا سو آنکھ کی حرام کاری بیگانی عورت کی طرف دیکھنا ہے اور زبان کی حرام کاری اس سے شہوت کی بات کرنا ہے اور جی حرام کاری کی آرزو کا اور چاہت کرتا ہے اور شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اگر اسنے بھی حرام کاری کی اور کبھی اس کو جھوٹا کرتی ہے اگر اس نے حرام کاری کی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ، کہا ابن بطال نے کہ نام رکھا گیا نظر اور نطق کا زنا اس واسطے کہ وہ باعث ہے حقیقی زنا کے واسطے اور اسی واسطے کہا کہ شرم گاہ کبھی اس کو سچا کرتی ہے اور کبھی جھوٹا کرتی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اشہب نے کہ جب قاذف کہے کہ تیرے ہاتھ نے زنا کیا تو اس پر حد نہیں آتی اور کہا قاسم نے کہ اس پر حد آتی ہے قذف کی اور یہ ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ صریح نہیں۔ (فتح)

بَابُ التَّسْلِيمِ وَالْإِسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا — تین بار سلام کرنا اور اجازت مانگنا

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ سلام اور استیذان دونوں اکٹھے ہوں یا تنہا تنہا اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی شاہد ہے اول کے واسطے اور حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی شاہد ہے ثانی کے واسطے اور بعض طریقوں میں دونوں اکٹھے آئے ہیں اور اختلاف ہے کہ کیا سلام شرط ہے استیذان میں یا نہیں اور کہا مازری نے کہ اجازت مانگنے کی صورت یہ ہے کہ کہے السلام علیکم میں داخل ہوں پھر اس کو اختیار ہے کہ خواہ اپنا نام لے یا فقط سلام پر کفایت کرے۔ (فتح)

٥٧٧٥ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا.

۵۷۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سلام کرتے تو تین بار کرتے اور جب کوئی کلام کرتے تو اس کو تین بار دوہراتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور یہ کہ کبھی جائز ہے دوہرانا صرف سلام کا جب کہ ہو جمع بہت اور بعض سلام کو نہ سنیں اور قصد کرے کہ تمام لوگوں کو سلام کرے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ معنی حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اسی طرح اگر سلام کرے اور اس کو گمان ہو کہ اس نے نہیں سنا تو مسنون ہے دوہرانا اس کا دوسری بار اور تیسری بار اور تین بار سے زیادہ سلام نہ کرے اور یہی مذہب ہے جمہور کا واسطے پیروی ظاہر حدیث کے اگرچہ اس کو گمان ہو کہ اس نے تیسری بار بھی نہیں سنا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر تین بار سلام کہے اور گمان کرے کہ اس نے نہیں سنا تو زیادہ کرے یہاں تک کہ تحقیق ہو اور بعض نے کہا کہ اگر استئذان سلام کے لفظ سے ہو تو زیادہ نہ کرے اور اگر کسی اور لفظ سے ہو تو زیادہ کرے اور یہ صیغہ اگرچہ تقاضا کرتا ہے عموم کو لیکن مراد اس سے خصوص ہے یعنی غالب احوال اور اس میں نظر ہے اور مجرد کان اگرچہ مداومت پر دلالت نہیں کرتا لیکن ذکر کرنا فعل مضارع کا اس کے بعد مشعر ہے ساتھ تکرار کے۔ (فتح)

٥٧٧٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ فِيْ مَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَآءَ أَبُوْ مُوْسٰى كَأَنَّهُ مَذْعُوْرٌ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلٰى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَّهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاللّٰهِ لَا يَقُوْمُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ بِهٰذَا . قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَرَادَ عُمَرُ التَّثَبُّتَ لَا أَنْ لَّا يُجِيْزَ خَبَرَ الْوَاحِدِ .

٥٧٧٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ اچانک ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے یعنی تو ہم نے کہا کیا حال ہے تیرا؟ کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا تھا سو میں اس کے دروازے پر آیا سو تین بار میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی سو مجھ کو اجازت نہ ملی سو میں پھرا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کس چیز نے تم کو منع کیا میرے دروازے پر ٹھہرنے سے؟ میں نے کہا کہ میں نے تین بار اجازت مانگی سو مجھ کو اجازت نہ ہوئی تو میں پھرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ پھر جائے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ تو اس پر گواہ قائم کرے گا کیا تم میں سے کسی نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ کہا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں کھڑا ہو گا تیرے ساتھ مگر جو قوم میں زیادہ تر چھوٹا ہے سو میں لوگوں میں بہت چھوٹا تھا سو میں اس کے ساتھ کھڑا ہوا سو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا۔

اور کہا ابن مبارک نے، الخ یعنی سماع بسر کا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

کہا بخاری رحمہ اللہ نے مراد عمر رضی اللہ عنہ کی ثبوت ہونا ہے نہ کہ وہ خبر واحد کو جائز نہیں رکھتے تھے۔

فائدہ: اور شاید کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی کام میں مشغول تھے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پھرے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھبرائے اور کہا کہ کیا میں نے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی اس کو اجازت دو کسی نے کہا کہ وہ پھر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عبداللہ! تجھ کو سخت گزرا کہ میرے دروازے پر ٹھہرے اور اسی طرح دشوار ہوتا ہے ٹھہرنا لوگوں کو تیرے دروازے پر اور اس زیادتی میں دلالت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ادب سکھلائیں جب کہ ان کو خبر پہنچی کہ وہ اپنی سرداری کی حالت میں لوگوں کو اپنے دروازے پر روکتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے

اس کو کوفے کا حاکم بنایا تھا باوجود اس کے کہ عمر رضی اللہ عنہ مشغول تھے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس پر گواہ قائم کرو ورنہ میں تم کو دکھ دوں گا سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی مجلس کی طرف چلے اور کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجازت مانگنا تین بار ہے؟ تو وہ ہنسنے لگے، میں نے کہا کہ تمہارا بھائی تمہارے پاس آیا گھبرایا ہوا اور تم ہنستے ہو، اور اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے اور تعلق کیا ہے ساتھ قصے عمر رضی اللہ عنہ کے جس نے گمان کیا ہے کہ خبر واحد قبول نہ کی جائے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ اس نے قبول کیا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق ہے اور حالانکہ نہیں خارج ہوئی ہے خبر واحد ہونے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے دعویٰ کیا کہ خبر عدل کی تنہا مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کا غیر اس کے ساتھ جوڑا جائے جیسا کہ گواہی میں ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ خطا ہے اس کے قائل سے اور جہل ہے ساتھ مذہب عمر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبردار ہو کہ میں تجھ کو تہمت نہیں کرتا لیکن میں نے ارادہ کیا کہ نہ جرأت کریں لوگ حدیث پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک روایت میں ہے لیکن میں نے چاہا کہ ثبوت طلب کروں کہا ابن بطال نے اور اس سے لیا جاتا ہے ثبوت لینا خبر واحد میں اس واسطے کہ جائز ہے اس پر سہو وغیرہ اور البتہ قبول کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خبر واحد کی تنہا بیچ وارث کرنے عورت کے خاوند کے دیت سے لیکن وہ ثبوت طلب کرتے تھے جب کہ واقع ہوتا ان کے واسطے جو اس کو تقاضا کرے کہا ابن عبدالبر نے احتمال ہے کہ ہو حاضر نزدیک ان کے جو عنقریب مسلمان ہوا ہو سو ڈرے اس سے کہ کوئی بنائے جھوٹی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واسطے رغبت دلانے یا ڈرانے کے واسطے طلب کرنے مخرج کے اس چیز سے کہ داخل ہوتا ہے بیچ اس کے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ ان کو سکھلائیں کہ جو ایسا کرے اس پر انکار کیا جائے یہاں تک کہ مخرج لائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ خبر مرفوع کے اس پر کہ تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا جائز نہیں ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ اگر نہ سنے تو تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا بھی درست ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر معلوم کرے کہ اس نے نہیں سنا تو تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا درست ہے اور بعض نے کہا کہ تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا مطلق جائز ہے بنا بر اس کے کہ امر ساتھ پھرنے کے بعد تین بار کے اباحت کے واسطے ہے اور تخفیف کی اجازت مانگنے والے سے سو جو تین بار سے زیادہ اجازت مانگے اس پر کچھ حرج نہیں اور نیز اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے گھر والے کے واسطے کہ جب استیذان سنے تو نہ اجازت دے برابر ہے کہ ایک بار سلام کیا ہو یا دو بار یا تین بار جب کہ ہو کسی شغل میں دینی ہو یا دنیاوی اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی پوشیدہ رہتا ہے عالم متبحر پر کوئی حکم علم کا کہ جانتا ہے اس کو جو اس سے کم ہو اور نہیں قدح کرتا ہے یہ اس کی وصف میں ساتھ علم اور تبحر یعنی اگر کوئی مسئلہ اس کو معلوم نہیں ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو عالم متبحر نہ کہا جائے، کہا ابن بطال نے اور

جب جائز ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں تو کیا گمان ہے تیرا اس کے حق میں جو اس سے کم ہے؟۔ (فتح)

بَابُ إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ

جب کسی مرد کی دعوت کی جائے اور وہ آئے تو کیا اجازت مانگے یعنی یا کفایت کرے ساتھ قرینہ طلب کے

قَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ إِذْنُهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی اجازت ہے اس کی۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ جب کوئی دعوت کے واسطے بلایا جائے اور وہ ایلچی کے ساتھ آئے تو اس کی وہی اجازت ہے۔

۵۷۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ الْحَقْ أَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ قَالَ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَأُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا.

۵۷۷۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اندر آیا سو آپ نے ایک پیالے میں دودھ پایا سو فرمایا اے ابو ہریرہ! اہل صفہ میں مل اور ان کو میرے پاس بلا سو میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان کو بلایا سو وہ سامنے سے آئے سو انہوں نے اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی سو وہ اندر آئے۔

فائدہ: اور ظاہر اس حدیث کا معارض ہے پہلی حدیث کو اسی واسطے نہیں جزم کیا ساتھ حکم کے اور کہا مہلب وغیرہ نے کہ یہ محمول ہے اوپر اختلاف احوال کے کہ اگر دراز ہو زمانہ درمیان طلب کے اور آنے کے تو از سر نو اجازت مانگنے کی حاجت ہے اور اسی طرح اگر نہ دراز ہو زمانہ لیکن دعوت کرنے والا ایسے مکان میں ہو کہ عادت میں اس سے اجازت لینے کی حاجت پڑے تو اس صورت میں بھی اجازت لینے کی حاجت ہے ورنہ نہیں حاجت ہے از سر نو اجازت مانگنے کی کہا ابن تین نے شاید اول حدیث اس کے حق میں ہے جو جانے کہ نہیں اس کے پاس جس کے سبب سے اجازت مانگی جائے اور دوسری بخلاف اس کے ہے اور اجازت مانگنا ہر حال میں احوط ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ اگر ایلچی کے ساتھ آئے تو حاجت نہیں اور کافی ہے سلام ملاقات کی اور اگر دیر سے آئے تو اجازت مانگنے کی حاجت ہے اور ساتھ اس کے تطبیق دی ہے طحاوی نے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

لڑکوں کو سلام کرنا

فائدہ: شاید یہ باب واسطے رد کرنے کے ہے اس پر جو کہتا ہے کہ نہیں مشروع ہے سلام کرنا لڑکوں پر اس واسطے کہ سلام کا جواب دینا فرض ہے اور نہیں لڑکا فرض والوں سے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے۔(فتح)

۵۷۷۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

۵۷۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لڑکوں پر گزرے سو ان کو سلام کیا کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کرتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس حدیث کو نسائی نے پورے سیاق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصاریوں کی ملاقات کو جاتے تھے اور ان کے لڑکوں کو سلام کرتے تھے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور ان کے واسطے دعا کرتے تھے اور یہ حدیث مشعر ہے ساتھ اس کے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار سے زیادہ واقع ہوا برخلاف سیاق باب کے کہ وہ ایک واقعہ کا ذکر ہے، کہا ابن بطال نے کہ لڑکوں پر سلام کرنے میں عادت ڈالنا ان کا ہے اوپر آداب شریعت کے اور اس میں ڈالنا اکابر کا ہے تکبر کی چادر کو اور سلوک تواضع کا اور نرم جانب ہونا، کہا متولی نے کہ جو لڑکے پر سلام کرے اس پر سلام کا جواب واجب نہیں اس واسطے کہ لڑکا اہل فرض نہیں لیکن اس کا ولی اس کو حکم کرے سلام کے جواب دینے کا تا کہ اس کو اس کی عادت ہو اور اگر سلام کرے ایک جماعت پر کہ ان میں لڑکا ہو اور وہ سلام کا جواب دے دے نہ دیں تو نہیں ساقط ہوتا ہے ان سے فرض اور اگر لڑکا پہلے سلام کرے تو بالغ کو اس کا جواب دینا واجب ہے صحیح قول پر لیکن اگر لڑکا خوبصورت ہو اور اس کو سلام کرنے سے فتنے کا خوف ہو تو اس کو سلام کرنا مشروع نہیں خاص کر جب کہ مراہق منفرد ہو۔(فتح)

بَابُ تَسْلِيْمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَآءِ وَالنِّسَآءِ عَلَى الرِّجَالِ

مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا اور عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے کے اس چیز پر جو روایت کی عبدالرزاق نے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہ مجھ کو پہنچی یہ بات کہ مکروہ ہے کہ سلام کریں مرد عورتوں پر اور مراد ساتھ جائز ہونے کے یہ ہے کہ ہو وقت امن کے فتنے سے اور لیا جاتا ہے جواز باب کی دونوں حدیثوں سے اور اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم چند عورتوں کو سلام کیا اور حسن کہا ہے اس حدیث کو ترمذی نے اور نہیں ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر سو اکتفا کیا اس نے ساتھ اس کے جو اس کی شرط پر ہے اور کہا حلیمی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے فتنے سے مامون تھے سو جس کو اپنے

نفس پر اعتماد ہو وہ عورتوں کو سلام کرے نہیں تو چپ رہنا اسلم ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عورت مرد کو سلام نہ کرے اور نہ بالعکس اور اس کی سند واہی ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہاتے تھے۔ (فتح)

۵۷۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تُرْسِلُ إِلَى بُضَاعَةَ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ نَخْلٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

۵۷۷۹۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کے دن سے خوش ہوتے تھے میں نے کہا اور کیوں؟ کہا کہ ہماری ایک بوڑھی تھی کسی کو بضاعہ کی طرف بھیجتی، کہا ابن مسلمہ رضی اللہ عنہما نے کہ وہ باغ ہے کھجوروں کا مدینے میں سو وہ چکندر کی جڑ ہیں لیتی سو اس کو ہانڈی میں ڈالتی اور جو کے دانے پیس کر اس میں ملاتی سو جب ہم جمعہ پڑھ کر فارغ ہوتے تو پھرتے اس کو سلام کرتے سو وہ اس کو ہمارے آگے کرتی سو ہم اس کے سبب سے خوش ہوتے اور نہ ہم قیلولہ کرتے تھے اور نہ کھانا کھاتے تھے مگر بعد جمعہ کے۔

فائدہ: اور جمعہ میں گزر چکا ہے کہ وہاں اس عورت کی کھیتی تھی اور کہا اسماعیلی نے کہ اس حدیث میں بیان ہے اس کا کہ بیئر بضاعہ باغ تھا سو دلالت کی اس نے اس پر کہ قول ابو سعید رضی اللہ عنہ کا جو سنن میں ہے کہ اس میں حیض کے کپڑے ڈالے جاتے تھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ وہ باغ میں ڈالے جاتے تھے پھر مینہ کا پانی اس کو بہا کر اس کنویں میں ڈالتا ہے، میں کہتا ہوں اور ذکر کیا ہے ابو داؤد نے اپنی سنن میں کہ اس نے بیئر بضاعہ کو دیکھا اور اس کو ماپا اور اس کا پانی دیکھا اور نہیں ہے یہ جگہ بسط اس کے کی۔ (فتح)

۵۷۸۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَرٰى مَا لَا نَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَقَالَ

۵۷۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام تجھ کو سلام کرتا ہے، میں نے کہا اور اس پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یونس اور نعمان نے زہری سے وبرکاتہ کا لفظ زیادہ کیا ہے۔

يُونُسُ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبَرَكَاتُهُ .

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور اعتراض کیا ہے داؤدی نے اوپر اس کے سو کہا اس نے کہ فرشتوں کو مرد نہیں کہا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو مذکر ذکر کیا ہے اور جواب یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس مرد کی شکل پر آتے تھے کما تقدم فی بدء الوحی کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ جائز ہے واسطے مردوں کے سلام کرنا عورتوں کو اور جائز ہے واسطے عورتوں کے سلام کرنا مردوں کو جب کہ فتنے سے امن ہو اور فرق کیا ہے مالکیہ نے کہ اگر عورت جوان ہو تو جائز نہیں اور اگر بوڑھی ہو تو جائز ہے واسطے بند کرنے ذریعہ کے اور ربیعہ نے مطلق منع کیا ہے اور کہا کوفیوں نے کہ عورتوں کے واسطے پہلے مردوں کو سلام کرنا جائز نہیں اس واسطے کہ ان کو منع ہے اذان دینا اور تکبیر کہنا اور پکار کر قرأت پڑھنا کہا انہوں نے اور مستثنیٰ ہے اس سے محرم عورت کہ اس کو اپنے محرم پر سلام کرنا جائز ہے کہا مہلب نے اور حجت مالک کی باب کی حدیث ہے اس واسطے کہ جو اصحاب اس بوڑھی کی ملاقات کو جاتے تھے وہ اس کی محرم نہ تھی اور کہا متولی نے کہ اگر مرد کی بیوی یا محرم یا لونڈی ہو تو جائز ہے اور اگر عورت اجنبی ہو تو نظر کی جائے اگر خوبصورت ہو اس کے ساتھ فتنے کا خوف ہو تو نہیں جائز ہے سلام کرنا اس کو نہ ابتدا میں اور نہ جواب میں اور اگر دونوں میں سے پہلے کوئی سلام کرے تو دوسرے کو سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اگر بوڑھی ہو اس سے فتنے کا خوف نہ ہو تو جائز ہے سلام کرنا اور حاصل فرق کا درمیان اس کے اور درمیان قول مالکیہ کے تفصیل ہے جوان عورت میں اور خوبصورت اور بدصورت کے اس واسطے کہ خوبصورت ہونا جگہ گمان فتنے کی ہے برخلاف مطلق جوان عورت کے اور اگر مجلس میں مرد اور عورتیں جمع ہوں تو جائز ہے سلام کرنا دونوں جانب سے وقت امن ہونے کے فتنے سے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ أَنَا — جب کہے یہ کون ہے؟ تو وہ کہے کہ میں ہوں

فائدہ: نہیں جزم کیا اس نے ساتھ حکم کے اس واسطے کہ حدیث نہیں صریح ہے کراہت میں۔

۵۷۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى أَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا .

۵۷۸۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اس قرض کے سبب سے کہ میرے باپ پر تھا سو میں نے دروازے کو دستک دی حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا میں ہوں. میں ہوں، جیسے حضرت ﷺ نے اس کو برا جانا۔

فائدہ: یعنی انا کے کوئی معنی نہیں، کہا مہلب نے کہ حضرت ﷺ نے انا کے کلمے کو برا جانا اس واسطے کہ نہیں ہے اس

میں بیان مگر یہ کہ گھر والا اجازت مانگنے والے کی آواز کو پہچانتا ہو اور دوسرے کے ساتھ نہ ملتا ہو اور غالب یہ ہے کہ ایک کی آواز دوسرے سے ملتی ہے اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مکروہ جانا اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے سلام کے لفظ سے اجازت نہیں مانگی تھی اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سیاق میں کہ اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنی حاجت کے واسطے آیا تھا سو دروازے پر دستک دی تا کہ حضرت ﷺ کو اس کا آنا معلوم ہو اسی واسطے حضرت ﷺ اس کے لیے باہر تشریف لائے اور کہا داؤدی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو مکروہ جانا اس واسطے کہ جواب دیا آپ کو جابر رضی اللہ عنہ نے ساتھ غیر اس چیز کے جس کا سوال کیا اس واسطے کہ جب اس نے دروازے کو دستک دی تو اس سے پہچانا گیا کہ وہاں کوئی دستک دینے والا ہے پھر جب اس نے کہا میں ہوں تو اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ وہاں کوئی دستک دینے والا ہے سو جو کچھ کہ دستک دینے سے معلوم ہوا تھا اس سے زیادہ کوئی چیز معلوم نہ ہوئی، اور کہا خطابی نے کہ یہ جو اس نے کہا میں ہوں تو یہ جواب شامل نہیں ہے اور نہیں فائدہ دیتا اس چیز کے علم کا جس کا حضرت ﷺ نے معلوم کرنا چاہا تھا سو حق جواب کا یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میں جابر ہوں تا کہ واقع ہوتی تعریف اسم کی جس سے سوال واقع ہوا تھا اور البتہ روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ مسجد میں تھے سو میں آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں بریدہ ہوں اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ام ہانی رضی اللہ عنہا کی کہ حضرت ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اگر نہ واقع ہو تعریف مگر ساتھ کنیت کے تو نہیں ہے مکروہ اور اسی طرح نہیں ہے کوئی ڈر یہ کہ کہے کہ میں فلانا شیخ ہوں یا فلانا قاری یا فلانا قاضی ہوں جب کہ نہ حاصل ہو تمیز مگر ساتھ اس کے اور کہا ابن جوزی نے کہ اس کے مکروہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس میں ایک قسم ہے تکبر سے گویا اس کا قائل کہتا ہے کہ میں وہ ہوں کہ مجھ کو اپنے نام اور نسب کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور یہ تکبر اگرچہ جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں متصور نہیں لیکن نہیں منع ہے کہ تعلیم کے واسطے کیا ہو تا کہ اس کو اس کی عادت نہ ہو جائے اور کہا ابن عربی نے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مشروع ہونا دستک کا ہے اور نہیں واقع ہوا ہے حدیث میں بیان کہ کیا وہ کسی آلہ سے تھی یا بغیر آلہ کے اور البتہ روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ حضرت ﷺ کے دروازے کو ناخن سے دستک دی جاتی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حضرت ﷺ کی تعظیم اور بزرگی اور ادب کے واسطے کرتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَدَّ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ — جو سلام کے جواب میں علیک السلام کہے

فائدہ: احتمال ہے کہ یہ اشارہ کیا ہو طرف اس شخص کی جس نے کہا کہ سلام کے لفظ سے پہلے کوئی چیز مقدم نہ کی جائے بلکہ کہے ابتدا میں اور جواب میں السلام علیک یا جس نے کہا کہ نہ اقتصار کرے مفرد کے لفظ پر بلکہ جمع کا صیغہ

لائے یا جس نے کہا کہ نہ حذف کرے واؤ کو بلکہ سلام کا جواب عطف کی واؤ سے دے، پس کہے وعلیک یا جس نے کہا کہ کافی ہے جواب میں یہ کہ اقتصار کرے علیک پر یعنی صرف علیک کہے بغیر لفظ سلام کے یا جس نے کہا کہ نہ اقتصار کرے علیک السلام پر بلکہ رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کرے اور یہ پانچ جگہیں ہیں ان پر آثار دلالت کرتے ہیں بہرحال پہلا حکم سولیا جاتا ہے حدیث ماضی سے کہ سلام اللہ کا اسم ہے پس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر کوئی چیز مقدم نہ کی جائے، تنبیہ کی ہے اس پر ابن دقیق العید نے اور نقل کیا گیا ہے بعض شافعیہ سے کہ اگر کہے علیک السلام تو نہیں کفایت کرتا ہے اور ٹھہرایا ہے نووی رحمہ اللہ نے اختلاف کو بیچ ساقط کرنے واو کے اور ثابت رکھنے اس کے اور متبادر یہ ہے کہ اختلاف تو بیچ مقدم کرنے علیکم کے سلام پر اور صحیح تر حاصل ہونا اس کا ہے پھر ذکر کی حدیث ابو جزی کی اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور بہرحال دوسرا حکم سو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ تا کہ تو اس اکیلے کو خاص کرے اس واسطے کہ وہ اکیلا نہیں ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور اس مسئلے کے فروع سے ہے یہ کہ اگر واقع ہو ابتدا ساتھ صیغہ جمع کے یعنی اگر کوئی پہلے السلام علیکم کہے جمع کی ضمیر سے تو نہیں کفایت کرتا ہے جواب سلام کا ساتھ صیغہ مفرد کے اس واسطے کہ جمع کا صیغہ تعظیم کو چاہتا ہے سو نہ ہو گا ادا کرنے والا جواب کا ساتھ مثل کے چہ جائیکہ اس سے بہتر ہو تنبیہ کی ہے اس پر ابن دقیق العید نے اور بہرحال تیسرا حکم سو کہا نووی رحمہ اللہ نے اتفاق ہے ہمارے اصحاب کا کہ اگر سلام کا جواب دینے والا علیک کہے بغیر واؤ کے تو نہیں جائز ہے اور اگر واؤ کے ساتھ کہے تو اس میں دو وجہ ہیں اور بہرحال چوتھا حکم سو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب کوئی ان کو سلام کرتا تو کہتے وعلیک ورحمۃ اللہ اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ مرفوع حدیثوں میں اور بہرحال پانچواں حکم تو اس کا بیان پہلے باب میں ہو چکا ہے۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اس پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں

فائدہ: یہ پوری حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى آدَمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کا جواب یہ دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ

فائدہ: یہ حدیث پوری بھی پہلے گزر چکی ہے۔

٥٧٨٢۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ

٥٧٨٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد مسجد میں داخل ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشے میں

سَعِيدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الَّتِيْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ فِي الْأَخِيْرِ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا.

بیٹھے تھے سو اس نے نماز پڑھی پھر آیا اور حضرت ﷺ کو سلام کیا حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا وعلیک السلام یعنی اور تجھ کو سلام پلٹ جا اور پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو وہ پھرا اور اس نے پھر نماز پڑھی پھر آیا اور حضرت ﷺ کو سلام کیا حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ کو سلام پھر جا اور پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی اس نے نماز پھر پڑھی پھر آیا اور حضرت ﷺ کو سلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ کو سلام پلٹ جا اور نماز پھر پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو اس نے دوسری یا تیسری بار میں کہا کہ یا حضرت! مجھ کو نماز سکھایئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو نماز کی طرف اٹھے یعنی اس کا ارادہ کرے تو وضو کر کامل کیا کر پھر قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو پھر اللہ اکبر کہا کر پھر پڑھا کو جو کچھ کہ تجھ کو قرآن سے یاد اور میسر ہو پھر رکوع کیا کر آرام اور اطمینان سے پھر سر اُٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کیا کر آرام ١
اور اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ آرام اور اطمینان سے بیٹھے پھر اسی طرح اپنی سب نماز میں کیا کر، کہا ابو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اخیر میں یعنی بدلے حتى تطمئن جالسا کے حتى تستوى قائما یعنی اس لفظ کو ترجیح ہے پہلے لفظ پر کہ اس کا راوی مخالف ہے اور راویوں کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ پھر اس نے آ کر حضرت ﷺ کو سلام کیا اور حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا وعلیک السلام۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھے۔

وَسَلَّمَ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا .

بَابُ إِذَا قَالَ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

جب کہے کہ فلانا تجھ کو سلام کرتا ہے

فائدہ: یہ لفظ حدیث باب کا ہے اور اس کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٨٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيْلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ .

۵۷۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام تجھ کو سلام کرتے ہیں ، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور اس کو سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے ، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں مشروعیت سلام بھیجنے کی ہے یعنی سلام کا بھیجنا مشروع ہے اور واجب ہے ایلچی پر کہ اس کو پہنچا دے اس واسطے کہ وہ امانت ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ودیعت کے ساتھ زیادہ تر مشابہ ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر ایلچی اس کا التزام کر لے تو امانت کی مشابہ ہو جاتی ہے ورنہ ودیعت ہے اور ودیعت جب قبول نہ کی جائے تو نہیں لازم ہوتی ہے اس کو کوئی چیز اور نیز اس حدیث میں ہے کہ جب اس کو کسی شخص کی طرف سے سلام آئے یا کاغذ میں تو واجب ہے سلام کا جواب دینا فی الفور اور مستحب ہے کہ پہنچانے والے کو سلام کا جواب دے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے نسائی کی حدیث میں لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے کسی طریق میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جبریل علیہ السلام کے سلام کا جواب دیا ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ پہنچانے والے کو سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔ (فتح)

بَابُ التَّسْلِيْمِ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ

سلام کرنا اس مجلس میں جس میں مسلمان اور کافر ملے ہوئے ہوں

٥٧٨٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ وَرَآئَهُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَهُوَ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ

۵۷۸۴۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اور اس کے نیچے فدک کی چادر تھی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو اور یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے تھا یہاں تک کہ ایک مجلس پر گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین بت پرست اور یہودی ملے تھے اور اس میں عبداللہ

عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَذٰلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ حَتّٰى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِيهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ أَنْفَهُ بِرِدَآئِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى هَمُّوْا أَنْ يَّتَوَاثَبُوْا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ إِلٰى مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيِّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاصْفَحْ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِيْ أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ عَلٰى أَنْ يُّتَوِّجُوْهُ

بن اُبی منافق تھا اور مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے سو جب سواری کی گرد مجلس پر پڑی تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے اپنی ناک کو ڈھانپا پھر کہا کہ ہم پر گرد مت اُڑاؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا پھر کھڑے ہوئے اور اترے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا یعنی دعوت اسلام کی دی اور ان پر قرآن پڑھا تو عبداللہ بن اُبی نے کہا کہ اے مرد آدمی اس سے کوئی چیز بہتر نہیں جو تو کہتا ہے اگر ہو حق سو نہ ایذا دیا کر ہم کو ہماری مجلس میں اور اپنی جگہ کی طرف پلٹ جا سو جو ہم میں سے تیرے پاس آئے اس کو نصیحت کیا کر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! آپ ہماری مجلس میں آیا کریں سو ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمانوں اور مشرکوں اور یہودیوں میں گالی گلوچ ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے قصد کیا کہ ایک دوسرے پر حملہ کریں سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو فرمایا کہ اے سعد! کیا تو نے نہیں سنا جو ابو حباب یعنی عبداللہ بن اُبی نے کہا؟ اس نے ایسا ایسا کہا، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! اس سے معاف کیجیے اور درگزر کیجیے سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا جو دیا یعنی دین حق اور البتہ اس شہر والوں نے صلاح کی تھی کہ اس کو تاج پہنا دیں اور بادشاہ بنا دیں سو جب اللہ تعالیٰ نے رد کیا ساتھ دین حق کے جو آپ کو دیا تو اس کو اس سے حسد ہوا سو اسی حال نے اس کے ساتھ کیا جو آپ نے دیکھا یعنی ریاست کے لالچ نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے معاف کیا۔

فَيُعَصِّبُوْنَهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ ایک مجلس پر گزرے جس میں مسلمان اور مشرک تھے سو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ جب ایسی مجلس میں گزرے جس میں مسلمان اور کافر ہوں تو سنت یہ ہے کہ سلام کرے ساتھ لفظ تعمیم کے اور قصد کرے ساتھ اس کے مسلمانوں کو کہا ابن عربی نے اور مثل اس کی ہے جب کہ گزرے اس مجلس میں جو اہل سنت اور اہل بدعت کو شامل ہو اور اس مجلس میں جس میں عادل اور ظالم ہوں اور اس مجلس میں جس میں دوست اور دشمن ہوں اور استدلال کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اس پر ساتھ حدیث باب کے اور وہ مفرع ہے اس پر کہ کافر کو پہلے سلام کرنا منع ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے اس سے صریح نہی مسلم کی روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ یہود اور نصاریٰ کو پہلے سلام نہ کیا کرو اور ان کو تنگ کرو راہ میں کہا قرطبی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ الگ ہو جاؤ ان کے واسطے تنگ راہ سے ان کی خاطر داری اور عزت کے واسطے تا کہ وہ آسانی سے گزریں اور اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر ان سے فراخ راہ میں ملو تو ان کو ایک کنارے میں تنگ کرو اور کہا ایک گروہ نے کہ جائز ہے ان کو پہلے سلام کرنا اور یہ مروی ہے ابن عیینہ سے کہ اس نے کہا کہ کافر کو پہلے سلام کرنا جائز ہے اس آیت کی دلیل سے ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ اور ابراہیم علیہ السلام کے قول سے کہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ سلام علیک اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ نہی میں اولیٰ ہے اور جواب دیا ہے عیاض نے آیت سے اور ابراہیم علیہ السلام کے قول سے مقصود ساتھ اس کے باہم چھوڑ دینا اور ایک دوسرے سے دور ہونا ہے اور نہیں ہے مقصود اس میں سلام اور کہا طبری نے کہ نہیں مخالفت ہے درمیان حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے کافروں کو سلام کیا جس جگہ مسلمانوں کے ساتھ تھے اور درمیان حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ کافروں کو سلام نہ کیا کرو اس واسطے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث عام ہے اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث خاص ہے سو خاص کی جائے گی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جب کہ ہو ابتدا بغیر سبب کے اور بغیر حاجت کے حق صحبت سے یا ہمسائیگی سے یا بدلہ دینے سے اور مانند اس کے اور مراد یہ ہے کہ منع ہے ان کو سلام کرنا ساتھ سلام مشروع کے لیکن اگر ایسے لفظ سے سلام کرے جس میں وہ داخل نہ ہو سکیں تو جائز ہے جیسے کہے السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین جیسے حضرت ﷺ نے ہرقل کو لکھا سلام علی من اتبع الھدیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُسَلِّمْ عَلٰى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا جو نہیں سلام کرتا اس شخص پر جو کسب کرے گناہ کو اور نہ

وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتّٰى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ وَإِلٰى مَتٰى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِي.

جواب دے اس کے سلام کا یہاں تک کہ ظاہر نہ ہو توبہ اس کی اور کب تک ظاہر ہوتی ہے توبہ گنہگار کی۔

فائدہ: بہرحال حکم اول جو اشارہ کیا طرف خلاف کی بیچ اس کے اور البتہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہ سلام کی جائے فاسق کو اور نہ بدعتی کو کہا کہ اگر نہ سلام کرنے سے فساد کا خوف ہو دین میں یا دنیا میں تو سلام کرے کہا ابن عربی نے اور نیت کرے ساتھ اس کے کہ سلام اللہ کا نام ہے سو گویا کہ کہے اللہ نگہبان ہے تم پر اور کہا مہلب نے کہ اہل معاصی کو سلام نہ کرنا قدیمی سنت ہے اور یہی قول ہے بہت اہل علم کا اہل بدعت کے حق میں اور ایک گروہ نے کہا کہ جائز ہے کما تقدم کہا ابن وہب نے کہ جائز ہے پہلے سلام کرنا ہر ایک پر اگرچہ کافر ہو اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ ﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ اور جواب یہ ہے کہ دلیل عام ہے دعویٰ سے اور لاحق کیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ فاسق کے اس کو جو بہت خوش طبعی کرے اور بہت بے ہودہ بکے اور بازار میں عورتوں کے دیکھنے کے واسطے بیٹھے اور محکی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اہل اہواء کو بھی سلام نہ کرے اور بہرحال دوسرا حکم سو اس میں بھی اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ اس کی حد ایک سال ہے ایک سال کے بعد سلام کیا جائے اور بعض نے کہا چھ مہینے اور بعض نے پچاس دن جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی کوئی حد معین نہیں بلکہ مدار اوپر وجود قرائن کے ہے جو دلالت کریں اوپر صدق مدعا اس کی کے بیچ توبہ اس کی کے لیکن نہیں کفایت کرتا یہ ایک گھڑی میں اور نہ دن تک اور مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف جنایت کے اور بہرحال بدعتی اور جو بڑا گناہ کرے اور اس سے توبہ نہ کرے تو اس کو سلام نہ کیا جائے اور نہ ان کو سلام کا جواب دیا جائے یہ قول ایک جماعت اہل علم کا ہے اور حجت پکڑی ہے اس کے واسطے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قصے کعب رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَا تُسَلِّمُوْا عَلٰى شَرَبَةِ الْخَمْرِ

اور کہا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہ شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو طبری نے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر بیمار ہوں تو ان کی خبر نہ پوچھو اور اگر مر جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھو اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٧٨٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

٥٧٨٥۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا اس حال سے جب کہ پیچھے رہا جنگ تبوک سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہماری کلام سے منع کیا اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا تو میں اپنے جی میں کہتا تھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا وَآتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا حَتّٰى كَمَلَتْ خَمْسُوْنَ لَيْلَةً وَآذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ.

لبوں کو سلام کے جواب کے ساتھ ہلایا یا نہیں یہاں تک کہ پچاس راتیں پوری ہوئیں اور حضرت ﷺ نے خبر دی ساتھ قبول کرنے اللہ کے ہماری توبہ کو جب کہ فجر کی نماز پڑھ چکے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جنگ تبوک میں گزر چکی ہے اور اقتصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ اس قدر پر اور اس میں وہ چیز ہے کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے اس جگہ کہ تادیب کے واسطے نہ سلام کرنا نہ سلام کا جواب دینا اور یہ مخصوص ہے اس امر سے کہ سلام پھیلانے کے ساتھ آیا ہے نزدیک جمہور کے اور عکس کیا ہے اس کا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے سو روایت کی ہے اس سے طبری نے ساتھ سند جید کے کہ وہ نہیں گزرتا تھا کسی مسلمان پر اور نہ عیسائی پر نہ چھوٹے پر نہ بڑے پر مگر کہ سلام کرتا تھا سو کسی نے اس سے کہا تو اس نے کہا کہ ہم کو حکم ہے سلام پھیلانے کا اور شاید اس کو دلیل خصوص کی نہیں پہنچی اور مستثنیٰ کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب کہ محتاج ہو اس کے واسطے مسلمان دینی ضرورت کے واسطے یا دنیاوی کے واسطے جیسے رفاقت کا حق ادا کرنا اور یہی قول ہے طبری کا اور اسی پر محمول کیا ہے اس نے حضرت ﷺ کے سلام کرنے کو اس مجلس میں جس میں مسلمان اور کافر ملے تھے۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يُرَدُّ عَلٰى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامُ

اہل ذمہ کافروں کو سلام کا جواب کس طرح دیا جائے؟

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ذمی کافروں کو سلام کا جواب دینا منع نہیں اسی واسطے ترجمہ باندھا ہے اس نے ساتھ کیفیت کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا﴾ اس واسطے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا دلالت کرتا ہے کہ سلام کا جواب کے موافق ہو اگر اس سے بہتر نہ ہو کما تقدم تقریرہ اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ سلام کے جواب میں کافر اور مسلمان کے درمیان فرق ہے کہا ایک قوم نے کہ سلام کا جواب اہل ذمہ کو دینا فرض عین ہے واسطے عموم آیت کے اور ثابت ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب کوئی سلام کرے تو اس کو سلام کا جواب دے اگرچہ مجوسی ہو اور یہی قول ہے قتادہ اور شعبی کا اور منع کیا ہے اس سے مالک اور جمہور نے اور کہا عطاء نے کہ آیت مخصوص ہے ساتھ مسلمانوں کے سو کافر کو سلام کا جواب مطلق نہ دیا جائے سو اگر مراد اس کی منع رد کا ساتھ سلام کے ہے تو فبہا ورنہ باب کی حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں۔ (فتح)

۵۷۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ

۵۷۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو انہوں نے سلام

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

کے بدلے السام علیک کہا یعنی تجھ پر موت پڑے، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو میں اس کو سمجھ گئی تو میں نے کہا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی مار اور لعنت پڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اپنے اوپر نرمی اختیار کر اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند آتی ہے ہر کام میں میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا علیکم یعنی میں نے ان کو اس کا جواب دے دیا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہود تم کو سلام کریں تو کہو علیکم ما قلتم اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور مار پڑے تو احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی دانائی سے ان کی کلام کو سمجھا ہو سو انکار کیا اوپر ان کے اور گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کلام کو نہیں سمجھے سو مبالغہ کیا بیچ انکار کے اوپر ان کے اور احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو باب میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو لعنت کی یا اس واسطے کہ ان کی رائے تھی کہ جائز ہے لعنت کرنا کافر معین کو باعتبار حالت راہنہ کے خاص کر جب کہ صادر ہو اس سے جو تادیب کو تقاضا کرے اور یا اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہلے اس سے معلوم تھا کہ وہ لوگ مذکور کفر پر مریں گے اس واسطے ان کو مطلق لعنت کی اور نہ مقید کیا اس کو ساتھ موت کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان کو فحش اور بیہودہ بکنے کی عادت نہ ہو جائے یا انکار کیا اس پر افراد کو گالی میں۔ (فتح)

٥٧٨٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَإِنَّمَا يَقُوْلُ أَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ.

٥٧٨٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہودی لوگ تم کو سلام کریں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ تجھ پر موت پڑے سو تو اس کے جواب میں کہہ اور تجھ پر۔

٥٧٨٨۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

٥٧٨٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ.

نے فرمایا جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو ان کے جواب میں کہو وعلیکم یعنی اور تم پر۔

فائدہ: اور مسلم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اصحاب نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اہل کتاب ہم کو سلام کرتے ہیں تو ہم ان کو کس طرح جواب دیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہو وعلیکم اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ ثابت رکھنے واؤ کے اور حذف کرنے اس کے کے بیچ جواب سلام اہل کتاب کے واسطے اختلاف ان کے کے کہ کون سی روایت زیادہ راجح ہے پس ذکر کیا ہے ابن عبدالبر نے ابن حبیب سے کہ واؤ کے ساتھ وعلیکم نہ کہے اس واسطے کہ اس میں شریک کرنا یعنی واقع ہوتا ہے ساتھ واؤ کے اشتراک اور داخل ہونا اس چیز میں کہ انہوں نے کہی پس معنی یہ ہوں گے کہ مجھ پر بھی اور تم پر بھی اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ واؤ ایسی ترکیب میں تقاضا کرتی ہے پہلے جملے کی تقریر کو اور دوسرے کی زیادتی کو اوپر اس کے اور جمہور مالکیہ اس کے مخالف ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ثابت رکھنا واؤ کا اور حذف کرنا اس کا سلام کے جواب میں دونوں جائز اور ثابت ہیں اور اس کا ثابت رکھنا خوب ہے اور نہیں ہے کوئی فساد بیچ اس کے اور اس پر ہیں اکثر روایتیں یعنی اکثر روایتیں واؤ کے ساتھ آئی ہیں اور اس کے معنی میں دو وجہ ہیں، ایک یہ کہ انہوں نے کہا **علیکم الموت** یعنی تم پر موت پڑے سو فرمایا **و علیکم ایضا** یعنی تم پر بھی یعنی ہم اور تم اس میں برابر ہیں ہم سب مر جائیں گے، دوسری وجہ یہ ہے کہ واؤ ابتدا کلام کے واسطے ہے عطف اور تشریک کے واسطے نہیں اور تقدیر یہ ہے کہ **و علیکم ما تستحقونه من الذم** یعنی تم وہ چیز ہے کہ مستحق ہو تم اس کے ذم سے اور بعض نے کہا کہ واؤ زائد ہے اور اولیٰ جواب یہ ہے کہ ہماری دعا ان کے حق میں قبول ہوتی ہے اور ان کی دعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے کہ کہا جائے سلام کے جواب میں علیکم السلام جیسے کہ مسلمان کو سلام کا جواب دیا جاتا ہے اور یہی ایک وجہ محکی ہے شافعیہ سے لیکن ورحمۃ اللہ نہ کہے اور بعض نے کہا کہ مطلق جائز ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور علقمہ سے ہے کہ ضرورت کے وقت جائز ہے اوزاعی سے روایت ہے کہ جائز ہے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ ان کو سلام کا جواب بالکل نہ دے اور بعض نے کہا کہ اہل ذمہ کو سلام کا جواب دے اور اہل حرب کو نہ دے اور راجح ان سب اقوال سے وہ قول ہے جس پر حدیث دلالت کرتی ہے لیکن وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اہل کتاب کے یعنی لفظ وعلیکم کہے اس پر کچھ زیادہ نہ کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے **اذا سلم علیکم اهل الکتاب** اس پر کہ کافر کو پہلے سلام کرنا جائز نہیں حکایت کیا ہے اس کو باجی نے عبدالوھاب سے کہا باجی نے اس واسطے کہ سلام کے جواب کا حکم فرمایا اور پہلے سلام کرنے کا حکم نہیں ذکر کیا اور

نقل کیا ہے ابن عربی نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اگر کوئی کسی کو مسلمان جان کر سلام کہے پھر ظاہر ہو کہ وہ کافر ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سلام پھیر لیتے تھے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ پھیر لے یعنی اس واسطے کہ اس وقت پھیر لینا بے فائدہ ہے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوئی ہے اس سے کچھ چیز اس واسطے کہ اس نے قصد کیا تھا سلام کا مسلمان کو اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کا فائدہ خبردار کرنا ہے کافر کو کہ وہ لائق نہیں کہ اس کو پہلے سلام کی جائے۔ میں کہتا ہوں اور مؤکد ہوتا ہے یہ جب کہ ہو اس جگہ وہ شخص کہ اس کے انکار کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ وہ اس کی پیروی کرے گا جب کہ سلام کرنے والا پیشوا ہو اس کی پیروی کی جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ یہ سلام کا جواب خاص ہے ساتھ کافروں کے سو مسلمان کی سلام کے جواب میں یہ کہنا کفایت نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ اگر واؤ کے ساتھ جواب دے تو کفایت کرتا ہے نہیں تو نہیں اور تحقیق یہ ہے کہ وہ کافی ہے بیچ حاصل ہونے معنی سلام کے نہ بیچ بجا لانے امر کے جو اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے ﴿فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ اور شاید مراد اس کی بغیر واؤ کے ہے اور بہرحال جو واؤ کے ساتھ ہے تو وہ بہت حدیثوں میں آچکا ہے ان میں ایک حدیث وہ ہے جو روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا سلام علیکم تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیک ورحمۃ اللہ میں کہتا ہوں کہ جب یہ صیغہ کے غیر مسلمان کے سلام کے جواب میں مشہور ہو چکا ہے تو لائق ہے کہ مسلمان کے سلام کے جواب میں اس کو ترک کیا جائے اگرچہ اصل اسلام کے جواب میں کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَظَرَ فِيْ كِتَابِ مَنْ يُّحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ لِيَسْتَبِيْنَ اَمْرُهٗ

جو نظر کرے اس شخص کے خط میں جو ڈرایا جائے یا ڈرے مسلمانوں پر تا کہ اس کا حال واضح ہو

فائدہ: اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو اثر کہ وارد ہوا ہے اس میں کہ دوسرے کے خط کو دیکھنا جائز نہیں تو خاص کیا گیا ہے اس سے وہ دیکھنا جو معین ہو راہ طرف دفع مفسدی کی کہ وہ اکثر دیکھنے کے مفسدی سے اور اثر مذکور کو روایت کیا ہے ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو اپنے بھائی مسلمان کے خط کو دیکھے بغیر اس کی اجازت کے تو گویا وہ آگ کو دیکھتا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

۵۷۸۹۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَاَبَا مَرْثَدٍ

۵۷۸۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو مرثد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ہم سب سوار تھے اور فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضۂ خاخ میں پہنچو کہ وہاں ایک عورت ہے مشرکین میں سے اس کے ساتھ ایک خط ہے حاطب رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکے کے مشرکوں کو سو ہم نے اس کو اونٹ پر سوار پایا جس جگہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا ہم

الْغَنَوِيَّ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيْرُ عَلٰى جَمَلٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِيْ مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِيْ كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا فَابْتَغَيْنَا فِيْ رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرٰى كِتَابًا قَالَ قُلْتُ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ قَالَ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنِّيْ أَهْوَتْ بِيَدِهَا إِلٰى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَآءٍ فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ مَا بِيْ إِلَّا أَنْ أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَا غَيَّرْتُ وَلَا بَدَّلْتُ أَرَدْتُ أَنْ تَكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ هُنَاكَ إِلَّا وَلَهٗ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ إِلَّا خَيْرًا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ فَأَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ

نے کہا کہ کہاں ہے وہ خط جو تیرے پاس ہے اس عورت نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں سو ہم نے اس کے اونٹ کو اس کے ساتھ بٹھلایا سو اس کے کجاوے میں ڈھونڈھا تو ہم نے کچھ چیز نہ پائی تو میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ ہم خط نہیں دیکھتے میں نے کہا البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت ﷺ نے جھوٹ نہیں بولا قسم ہے اس کے جس کی قسم کھائی جاتی ہے البتہ خط کو نکال یا میں تجھ کو ننگا کر ڈالوں گا سو جب اس نے میری کوشش دیکھی تو اپنا ہاتھ اپنے تہ بند کی گرہ دینے کی طرف جھکایا یعنی ناف سے نیچے اور حالانکہ وہ کمر میں چادر باندھے تھی یعنی بجائے تہ بند کے سو اس نے خط نکالا سو ہم اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حاطب! اس خط لکھنے کا کیا سبب ہے؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں میرا یہ حال کہ نہ ہوں میں ایمان لانے والا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے نہ میں نے اپنے حال کو متغیر کیا نہ بدلا یعنی میں مسلمان ہوں مرتد نہیں ہوا میں نے چاہا کہ مکے والوں پر کچھ احسان ہو کہ اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ میرے اہل اور مال سے کافروں کو دور کرے یعنی میرا وہاں کوئی بھائی بند نہیں جو میرے بال بچوں اور مال کی خبر گیری کرے میں نے اس خط سے چاہا کہ کافروں سے راہ رسم پیدا کروں تا کہ وہ میرے لڑکے بالوں کو نہ ستائیں اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کا وہاں کوئی بھائی بند ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کے اہل اور مال سے کافروں کو دور کرے یعنی ان کی خبر گیری کرے حضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچا ہے سو نہ کہو اس کو مگر نیک بات تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اس نے اللہ تعالیٰ اور اس

فَقَالَ يَا عُمَرُ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ قَالَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ.

کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی کہ اس کا بھید کافروں کو لکھا سو مجھ کو حکم ہو تا کہ میں اس کی گردن ماروں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ جنگ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا سو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ تمہارے واسطے بہشت واجب ہوئی کہا راوی نے سو عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوئے اور کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ ممتحنہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے کہا مہلب نے کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پھاڑنا ہے گناہ کے پردے کا اور ننگا کرنا گنہگار عورت کا اور جو مروی ہے کہ کسی کے خط میں دیکھنا جائز نہیں بغیر اس کی اجازت کے تو یہ حکم اس کے حق میں ہے جو مسلمانوں پر متہم نہ ہو اور جو متہم ہو تو اس کے واسطے کوئی عزت نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے واسطے عورت کے ستر کو دیکھنا جائز ہے جب کہ بغیر اس کے کوئی چارہ نہ ہو کہا ابن تین نے کہ یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو برا مت کہو تو یہ محمول ہے اس پر کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ قول حضرت ﷺ کا نہیں سنا یا یہ حضرت ﷺ کے فرمانے سے پہلے تھا اور احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی شدت کے سبب سے جو ان کو اللہ تعالیٰ کے کام میں تھی حمل کیا ہے نہی کو اس کے ظاہر پر کہ اس کو برا مت کہو اور نہ ارادہ کیا ہو یہ مانع ہے قائم کرنے اس چیز کے سے کہ واجب ہے عقوبت سے اس گناہ کے واسطے جس کا اس نے ارتکاب کیا سو حضرت ﷺ نے بیان فرمایا کہ وہ اپنے عذر میں سچا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کیا۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يُكْتَبُ الْكِتَابُ إِلٰى أَهْلِ الْكِتَابِ.

کس طرح خط لکھا جائے اہل کتاب کو؟

۵۷۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ

۵۷۹۰۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے اس کو بلا بھیجا مع چند آدمیوں قریش کے اور حالانکہ وہ شام کے ملک میں تجارت کرتے تھے سو وہ ہرقل کے پاس آئے پس ذکر کی حدیث کہا کہ ہرقل نے حضرت ﷺ کا خط منگوایا اور پڑھا گیا سو اچانک اس میں یہ مضمون تھا شروع اللہ تعالیٰ

إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوْا تِجَارًا بِالشَّامِ فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِءَ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ.

کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا یہ خط ہے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول کا ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے سلام ہے اس پر جو راہ راست پر چلا بعد اس کے میں تجھ کو بلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے، الخ۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب کی ابتدا میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لکھنا بسم اللہ کا طرف اہل کتاب کی اور مقدم کرنا اسم کاتب کا اوپر مکتوب الیہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے لکھنا سلام کا طرف اہل کتاب کی ساتھ قید کے جیسا کہ اس حدیث میں ہے السلام علی من اتبع الهدی یا یوں کہے السلام علی من تمسك بالحق یا مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ بِمَنْ يُّبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

خط میں پہلے کس کا نام لکھا جائے؟

فائدہ: یعنی کیا لکھنے والا پہلے اپنا نام لکھے یا مکتوب الیہ کا۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيْهَا أَلْفَ دِيْنَارٍ وَصَحِيْفَةً مِنْهُ إِلٰى صَاحِبِهٖ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجَرَ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِيْ جَوْفِهَا وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيْفَةً مِنْ فُلَانٍ إِلٰى فُلَانٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو قوم بنی اسرائیل میں سے ذکر کیا کہ اس نے ایک لکڑی کو لے کر کریدا پھر اس نے ہزار اشرفیوں کو اس میں بھرا اور اپنی طرف سے ایک خط قرض لینے والے کے نام کا اس میں ڈالا اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے لکڑی کو کریدا اور مال کو اس کے اندر ڈالا اور اس کی طرف ایک خط لکھا فلانے کی طرف سے فلانے کو۔

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا اس حدیث کا اور یہ بنا بر قاعدے بخاری رحمہ اللہ کے ہے کہ اگلے پیغمبروں

کی شرع سے حجت پکڑنی جائز ہے جب کہ وارد ہو اس کی حکایت ہماری شرع میں نہ انکار کیا جائے اوپر اس کے خاص کر جب کہ بیان کی جائے بیچ جگہ مدح کے اس کے فاعل کے واسطے اور حجت اس میں یہ ہے کہ جس پر قرض تھا اس نے خط میں لکھا کہ یہ خط فلانے کی طرف سے ہے فلانے کو اور اس کے واسطے ممکن تھا کہ حجت پکڑے حضرت ﷺ کے خط سے جو ہرقل کی طرف لکھا جس کی طرف عنقریب اشارہ گزرا لیکن کبھی ہوتا ہے ترک کرنا اس کا اس واسطے کہ جب کبیر چھوٹے کو یا عظیم حقیر کو لکھے تو پہلے اپنا نام لکھنا یہ اصل ہے اور تردد تو صرف بالعکس میں واقع ہوتا ہے یا مساوی میں کہ اس میں کس کا نام پہلے لکھا جائے اور روایت کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو پہلے اپنا نام لکھا اور ابوداؤد نے ابن سیرین کے طریق سے روایت کی ہے کہ علاء نے حضرت ﷺ کو خط لکھا سو پہلے اپنا نام لکھا اور نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے غلاموں کو حکم کرتے تھے کہ جب کسی کو خط لکھیں تو پہلے اپنا نام لکھیں اور نیز نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے عامل ان کی طرف خط لکھتے تھے تو پہلے اپنا نام لکھتے تھے کہا مہلب نے سنت یہ ہے کہ کاتب پہلے اپنا نام لکھے اور ایوب سے روایت ہے کہ وہ بہت وقت پہلے مکتوب الیہ کا نام لکھتا تھا اور سوال کیا گیا مالک رحمہ اللہ سے سو کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں تو کہا گیا کہ عراق والے کہتے ہیں کہ پہلے کسی کا نام نہ لکھ اگرچہ تیرا باپ ہو یا تجھ سے بڑا تو مالک رحمہ اللہ نے ان پر عیب کیا اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ اکثر احوال پر محمول ہے اس واسطے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا تو پہلے اس کا نام لکھا اور نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک کی طرف خط لکھا اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا تو پہلے بسم اللہ لکھی پھر اس کا نام لکھا اور اس حدیث کی شرح کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے کہا ابن تین نے کہ لکڑی والے کے قصے میں ثابت کرنا ہے ولیوں کی کرامت کا اور جمہور اشعریہ اس کے ثابت کرنے پر ہیں اور انکار کیا ہے اس کا ابواسحاق شیرازی نے اور شیخ ابومحمد بن ابی زید اور شیخ ابوالحسن قابسی نے مالکیہ سے، میں کہتا ہوں کہ یہ ابواسحاق شیرازی سے محفوظ نہیں ابواسحاق اسفرائنی سے منقول ہے اور بہرحال دونوں شیخ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا ہے انہوں نے اس کرامت سے جو کسی پیغمبر کے واسطے مستقل معجزہ واقع ہوا ہو جیسے پیدا کرنا اولاد کا بغیر باپ کے اور سیر کرنا ساتوں آسمان کا ساتھ بدن کے بیداری میں اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے امام ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ میں وسیاتی بیانہ فی الرقاق انشاء اللہ تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اُٹھو اپنے سردار کی طرف

فائدہ: یہ باب معقود ہے قیام قاعد کے حکم کے واسطے یعنی جو بیٹھا ہو وہ باہر سے آنے والے کے واسطے اُٹھ کھڑا ہو اور نہیں جزم کیا اس میں ساتھ حکم کے بلکہ اپنی عادت کے موافق حدیث کے لفظ پر کفایت کی۔ (فتح)

٥٧٩١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَجَآءَ فَقَالَ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْ قَالَ خَيْرِكُمْ فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ فَقَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ بِمَا حَكَمَ بِهِ الْمَلِكُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أَفْهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ مِنْ قَوْلِ أَبِي سَعِيدٍ إِلَى حُكْمِكَ.

٥٧٩١۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی قریظہ کے یہودی سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر راضی ہو کر اترے کہ سعد رضی اللہ عنہ ہمارے حق میں جو تجویز کریں سو ہم کو قبول ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا یعنی مدینے سے سعد رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُٹھو اپنے سردار کی طرف یا یوں فرمایا کہ اپنے سے بہتر کی طرف سو سعد رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یہودی تیری تجویز پر راضی ہو کر اُترے ہیں تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حکم کرتا ہوں کہ ان کے مرد لڑنے والے قتل کیے جائیں اور ان کی عورتیں اور لڑکے قید کیے جائیں یعنی لونڈی غلام بنائے جائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حکم کیا۔ کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ میرے بعض ساتھیوں نے مجھ کو سمجھایا ابو الولید سے اس نے ابو سعید سے اول حدیث سے حکمک تک۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں حکم کرنا بادشاہ کا ہے ساتھ اکرام بڑے مسلمان کے اور مشروع ہونا اکرام اہل فضل کا بادشاہ کی مجلس میں اور اکرام کرنا اس میں اپنے کسی ساتھی کے واسطے اور سب لوگوں پر لازم کرنا کہ جو ان میں بڑا ہو اس کے واسطے قیام کریں یعنی تعظیم کے واسطے قیام کرنا درست ہے اور ایک قوم نے اس سے منع کیا ہے یعنی تعظیم کے واسطے قیام کرنا منع ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اپنی لاٹھی پر تکیہ کیے تھے سو ہم آپ کے واسطے کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ نہ قیام کیا کرو جیسے عجم کے لوگ ایک دوسرے کے واسطے اٹھتے ہیں اور جواب دیا ہے اس سے طبری نے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کے کہ اس کا باپ معاویہ رضی اللہ عنہ پر داخل ہو تو اس کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے کہ لوگ اس کے واسطے تصویر کی طرح کھڑے رہیں تو واجب ہوئی اس کے واسطے آگ اور جواب دیا ہے اس سے طبری نے ساتھ اس کے کہ نہی اس حدیث میں تو صرف اس کے واسطے ہے کہ اس کو قیام خوش لگے کہ لوگ اس کے واسطے کھڑے رہیں اس میں اس کو منع نہیں کیا جس کے اکرام کے واسطے قیام کیا جائے اور جواب دیا ہے اس سے ابن قتیبہ نے بایں وجہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو چاہے کہ لوگ اس کے سر پر کھڑے رہیں

جیسے کہ عجم کے بادشاہوں کے آگے لوگ کھڑے رہتے ہیں اور نہیں ہے مراد اس سے منع کرنا مرد کا قیام کرنے سے اپنے بھائی کے واسطے جب کہ اس کو سلام کرے اور حجت پکڑی ہے ابن بطال نے جائز ہونے کے واسطے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کی نسائی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سامنے آتے دیکھتے تو اس کو مرحبا کہتے اور اس کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوتے پھر اس کا بوسہ لیتے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنی جگہ میں بٹھاتے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں طرف اس تطبیق کی کہ منقول ہے ابن قتیبہ سے اور وارد کی ہے اس نے اس میں حدیث کعب رضی اللہ عنہ کی اس کی توبہ کے قصے میں اور اس میں ہے کہ کھڑا ہوا میرے واسطے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ دوڑتا ہوا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں جواز اطلاق سید کا ہے اہل خیر اور فضل پر اور یہ کہ رئیس فاضل اور امام عادل کے واسطے قیام کرنا مستحب ہے اور اسی طرح قیام کرنا طالب علم کا عالم کے واسطے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو اس کے واسطے قیام کرنا ہے جو بغیر ان صفتوں کے ہو اور معنی حدیث میں احب ان یقام کے یہ ہیں کہ ان پر لازم کرے کہ اس کے واسطے صف باندھے کھڑے رہیں بطور تکبر اور نخوت کے اور ترجیح دی ہے منذری نے اس تطبیق کو کہ پہلے گزر چکی ہے بخاری رحمہ اللہ اور ابن قتیبہ سے اور یہ کہ منع وہ قیام ہے کہ اس کے سر پر کھڑا رہے اور حالانکہ وہ بیٹھا ہو اور رد کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے اس قول کو ساتھ اس کے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا سیاق اس کے خلاف پر دلالت کرتا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ جو چاہے کہ لوگ اس کے واسطے تصویر کی طرح کھڑے رہیں تو چاہیے کہ اپنا مکان دوزخ میں بنائے اس واسطے کہ اس میں ہے جب معاویہ رضی اللہ عنہ باہر آیا تو ابن عامر نے اس کی تعظیم کے واسطے قیام کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے آگے یہ حدیث بیان کی سو اس نے دلالت کی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے قیام کو جو اس نے اس کی تعظیم کے واسطے کیا تھا مکروہ جانا اور اس واسطے کہ نہیں کہا جاتا اس کو کہ یہ قیام ہے مرد کے واسطے بلکہ وہ قیام ہے آدمی کے سر پر اور نزدیک مرد کے کہا اور قیام تین قسم پر ہے ایک قیام مرد کے سر پر کھڑا ہونا ہے اور یہ فعل جابروں اور متکبروں کا ہے اور قیام کرنا اس کی طرف اس کے آنے کے وقت اور اس کا کوئی مضائقہ نہیں اور قیام کرنا اس کے واسطے اس کے دیکھنے کے وقت اور اس میں تنازع ہے، میں کہتا ہوں اور وارد ہوئی ہے بیچ خصوص قیام کے بیٹھے رئیس کے سر پر وہ حدیث جو روایت کی طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ تم سے اعلیٰ لوگ تو اس واسطے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اپنے بادشاہوں کی تعظیم کی کہ کھڑے ہوئے اور وہ بیٹھے تھے پھر حکایت کیا ہے منذری نے قول طبری کا کہ اس نے قصر کیا ہے نہی کو اس پر جس کو قیام خوش لگے کہ لوگ اس کے واسطے کھڑے رہیں اس واسطے کہ اس میں محبت ہے بڑائی کی اور اپنے آپ کو بامرتبہ دیکھنا اور ترجیح دی ہے نووی رحمہ اللہ نے اس قول کو اور منذری نے بعض سے مطلق منع نقل کیا ہے اور رد کیا ہے اس نے استدلال کو ساتھ قصے سعد رضی اللہ عنہ کے بایں طور کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے اٹھنے کا حکم کیا تھا تا کہ اس کو گدھے سے اُتاریں اس واسطے کہ وہ بیمار تھے اور البتہ حجت

پکڑی ہے ساتھ اس کے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب قیام کے اور نقل کیا ہے اس نے بخاری اور مسلم اور ابوداؤد سے کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا اور اسی طرح نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جائز ہونے پر اور بہت حدیثوں سے استدلال کیا ہے اور اعتراض کیا ہے ابن حاج نے اس کے سب استدلالوں پر (اور تفصیل اس کی فتح الباری میں موجود ہے) اور کہا اس نے کہ قیام چار قسم پر ہے اول منع ہے اور وہ یہ ہے کہ واقع ہو اس کے واسطے جو چاہے کہ اس کے واسطے قیام کیا جائے واسطے تکبر اور بڑائی سے ان لوگوں پر جو اس کی طرف اٹھیں، دوسرا مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ واقع ہو اس کے واسطے جو قیام کرنے والوں پر نہ تکبر کرے نہ بڑائی لیکن ڈر ہو کہ اس کے سبب سے اپنے نفس کو منع کام میں داخل کرے اور اس واسطے کہ اس کو مشابہ ہونا ہے ساتھ جابروں کے، تیسرا جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ واقع ہو بطورِ نیکی اور اکرام کے اس کے واسطے جس کا ارادہ یہ نہ ہو کہ اس کی تعظیم کریں اور باوجود اس کے جابروں کے ساتھ مشابہ ہونے سے بھی نہ ڈر ہو، چوتھا مندوب ہے اور وہ یہ ہے کہ کھڑا ہو اس کے واسطے جو سفر سے آئے اس کے آنے کی خوشی سے تا کہ اس کو سلام کرے یا اس کو نئی نعمت ہاتھ آئے یا اس کی مصیبت دفع ہو تو اس کی مبارک بادی کے واسطے اُٹھے اور کہا تورپشتی نے کہ قوموا الی سیدکم کے یہ معنی ہیں کہ اس کی اعانت کے واسطے اُٹھو اس کو سواری سے اُتارنے کے واسطے اور اگر مراد تعظیم ہوتی تو یوں فرماتے **قوموا لسیدکم** اور تعقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ اس کی تعظیم کے واسطے نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اکرام کے واسطے نہ ہو اور فرق کرنا درمیان لام اور الی کے ضعیف ہے اس واسطے کہ الی اس مقام میں لائق تر ہے لام سے گویا کہ کہا گیا کہ اٹھو اور چلو طرف اس کی واسطے پیشوائی اور اکرام کے اور یہ ماخوذ ہے ترتب حکم کے سے اوپر وصف کے کہ مشعر ہے ساتھ علیت کے اس واسطے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدکم علت ہے اس کے قیام کی اور یہ اس کے شریف قدر ہونے کے واسطے ہے اور کہا بیہقی نے کہ قیام کرنا بطور برا ور اکرام کے جائز ہے جیسے انصار سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے کھڑے ہوئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ کعب رضی اللہ عنہ کے واسطے اٹھے اور جس کے واسطے قیام کیا جائے اس کو یہ لائق نہیں کہ اپنے آپ کو اس کا مستحق سمجھے یہاں تک کہ اگر اس کے واسطے قیام نہ کیا جائے تو ناراض ہو یا اس کو جھڑکے یا اس کی شکایت کرے اور کہا ابوعبداللہ نے کہ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ شرع نے جس امر کی طرف مکلف کے چلنے کو مندوب کیا ہے اگر ہو وہ متاخر یہاں تک کہ مامور آ جائے تو اس کی طرف قیام کرنا اس کے چلنے کے عوض ہوگا جو اس سے فوت ہوا پھر ذکر کیا ہے ابن حاج نے ان حاجتوں کو جو قیام کے استعمال کرنے پر مرتب ہوتے ہیں کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ تفصیل نہیں کر سکتا درمیان اس کے جس کا اکرام کرنا مستحب ہے مانند اہل دین اور خیر اور اہل علم کی یا جائز ہے مانند مستورین کی اور درمیان اس کے کہ نہیں جائز ہے مانند ظالم معلن کی یعنی جو اپنے ظلم کو ظاہر کرے یا مکروہ ہے مانند اس کی جو عدالت کے ساتھ متصف نہ ہو پس اگر قیام کی عادت نہ ہو تو نہ محتاج ہو کوئی کہ قیام کرے اس کے واسطے جس جس کے

واسطے قیام کرنا حرام ہے بلکہ اس نے نوبت پہنچائی طرف ارتکاب نہی کی کہ اس کی ترک پر شر پیدا ہوتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جب ہو جائے ترک کرنا قیام کا مشعر ساتھ ذلت کے یا مرتب ہو اس پر کوئی مفسدہ تو منع ہے اور بعض محققین نے تفصیل کی ہے کہ منع وہ ہے کہ عادت ٹھہرائے جیسے عجم کے لوگوں کی عادت ہے اور اگر سفر سے آنے والے کے واسطے یا حکم کے واسطے اس کی حکومت کی جگہ میں ہو تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں اور کہا غزالی نے کہ قیام کرنا تعظیم کے واسطے مکروہ ہے اور اکرام کے واسطے مکروہ نہیں اور یہ تفصیل خوب ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُصَافَحَةِ — باب ہے بیچ بیان مصافحہ کے

فائدہ: مصافحہ مفاعلہ ہے اور مراد ساتھ اس کے پہنچانا ہے ہاتھ کے صفحہ کا طرف صفحہ ہاتھ کی اور روایت کیا ہے ترمذی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ تمہاری تعظیم آپس میں مصافحہ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تشہد سکھلایا اور میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ.

اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں سو طلحہ رضی اللہ عنہ میری طرف اُٹھ کھڑا ہوا دوڑتا ہوا سو اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھ کو مبارک باد دی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی مصافحہ کرنا ثابت ہو چکا ہے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی۔ (فتح)

٥٧٩٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ.

٥٧٩٢۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں مصافحہ تھا؟ اس نے کہا ہاں۔

فائدہ: اور انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! مرد اپنے بھائی مسلمان سے ملتا ہے تو کیا اس کے واسطے جھکے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ، کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ فرمایا ہاں، روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور کہا کہ حسن ہے کہا ابن بطال نے کہ مصافحہ بہتر ہے نزدیک عام علماء کے اور مستحب کہا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بعد کراہت کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مصافحہ سنت ہے بالا جماع وقت ملاقات کے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے براء رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دو مسلمان ایسے نہیں کہ ملیں اور

ایک دوسرے سے مصافحہ کریں مگر کہ ان کو بخشا جاتا ہے جدا ہونے سے پہلے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور دونوں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں اور ایک روایت میں براء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو گمان تھا کہ یہ عجم کے لوگوں کا طریقہ ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لائق تر ہیں ساتھ مصافحہ کے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور بہر حال خاص کرنا مصافحہ کا بعد نماز صبح اور عصر کے سو ابن عبدالسلام نے اس کو بدعت مباح میں شمار کیا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور اصل مصافحہ سنت ہے اور بعض احوال کے ساتھ اس کو خاص کرنا نہیں خارج کرتا اس کو سنت ہونے سے، میں کہتا ہوں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نفل نماز سنت ہے اس میں رغبت دلائی گئی ہے اور باوجود اس کے پس مکروہ جانا ہے محققین نے کہ اس کو کسی وقت خاص کے ساتھ خاص کیا جائے اور بعض نے ایسی چیزوں کو مطلق حرام کہا ہے مانند نماز غائب کی جس کی کوئی اصل نہیں اور مستثنیٰ ہے مصافحہ کے عموم امر سے مصافحہ کرنا خوبصورت عورت اور بے ریش لڑکے سے جو خوبصورت ہو۔ (فتح)

۵۷۹۳ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

۵۷۹۳۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑے تھے۔

فائدہ: اور وجہ داخل کرنے اس حدیث کے کی باب مصافحہ میں یہ ہے کہ ہاتھ کو پکڑنا مستلزم ہے اس کو کہ غالبا اس میں ایک کے ہاتھ کا صفحہ دوسرے کے صفحہ ہاتھ سے ملتا ہے اور اسی واسطے اس کا جدا باب باندھا ہے واسطے جواز وقوع پکڑنے ہاتھ کے بغیر حصول مصافحہ کے کہا ابن عبدالبر نے کہ روایت کی ہے ابن وہب نے مالک رحمہ اللہ سے کہ مصافحہ کرنا مکروہ ہے اور یہی ہے مذہب ایک جماعت کا اور البتہ مالک رحمہ اللہ سے مصافحہ کا جائز ہونا بھی آیا ہے اور اسی پر دلالت کرتی ہے کاری گری اس کی مؤطا میں اور اس کے جائز ہونے پر ایک جماعت علماء کی ہے سلف اور خلف سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ

دونوں ہاتھوں کو پکڑنا اور مصافحہ کیا ہے حماد نے ساتھ ابن مبارک کے اپنے دونوں ہاتھوں سے

فائدہ: اور روایت کی ترمذی نے کہ تمام تحیہ ہاتھ کا پکڑنا ہے اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مرد سے ملتے تھے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ کھینچتے تھے یہاں تک کہ وہ پہلے اپنا ہاتھ کھینچتا اور

نہ پہلے اس سے منہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ منہ پھیرتا۔ (فتح)

٥٧٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا السَّلَامُ يَعْنِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۹۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو التحیات سکھلایا اور میری ہتھیلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی جیسے مجھ کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے التحیات للہ، الخ یعنی زبان کی سب عبادتیں اور بدن کی سب عبادتیں اور مال کی سب عبادتیں اللہ کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اے نبی! اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہے اور اس طرح ہم پڑھتے تھے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو ہم نے کہا سلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی ساتھ لفظ غائب کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ہاتھ کو پکڑنا مبالغہ ہے مصافحہ میں اور یہ مستحب ہے نزدیک علماء کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف ہاتھ چومنے میں ہے سو انکار کیا اس کا مالک رحمہ اللہ نے اور اس کا جواس میں مروی ہے اور جائز رکھا ہے اس کو اور لوگوں نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے جو عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ جنگ سے پلٹ کر بھاگے اور کہا کہ ہم بھاگنے والے ہیں اور اس میں ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی ذکر کیا ہے اس کو ابہری نے اور چوما ابو عبیدہ نے ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ کا جب کہ آئے اور چوما زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ہاتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی رکاب پکڑی کہا ابہری نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ کہا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے جب کہ ہو اوپر وجہ تکبر اور تعظیم کے اور جب ہو اوپر وجہ قربت کے طرف اللہ تعالیٰ کی ان کے دین کے واسطے یا علم کے واسطے یا شرافت کے واسطے تو یہ جائز ہے کہا ابن بطال نے اور ذکر کیا ہے ترمذی نے صفوان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ دو یہودیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تسع آیات کا سوال کیا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہاتھ کے چومنے میں بہت حدیثیں اور آثار وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک حدیث جید زارع عبدی کی ہے اور وہ عبدالقیس کے ایلچیوں میں تھا اس نے کہا سو ہم نے اپنے

کجاوؤں سے جھپٹ کر حضرت ﷺ کا ہاتھ پاؤں چوما روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور امامہ بن شریک سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کی طرف اٹھے سو ہم نے حضرت ﷺ کا ہاتھ چوما اور اس کی سند قوی ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے اور حضرت ﷺ کا ہاتھ چوما اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اعرابی کے قصے میں کہ اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو حکم ہو کہ میں آپ کا سر اور پاؤں چوموں، حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی روایت کیا ہے ان حدیثوں کو ابوداؤد نے اور ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما اور ابو مالک سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما جس کے ساتھ اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کسی مرد کے ہاتھ کا چومنا اس کے زہد اور علم اور شرف وغیرہ دینی امور کے سبب سے مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے اور اگر اس کی مال داری اور دولت مندی اور شوکت اور جاہ کے سبب سے ہو تو سخت مکروہ ہے اور کہا ابو سعید متولی نے کہ جائز نہیں۔

تمام ہوا پارہ ۲۵ فیض الباری کا۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الاستیذان



فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۶

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم الله الرحمن الرحيم

بَابُ الْمُعَانَقَةِ وَقَوْلِ الرَّجُلِ كَيْفَ أَصْبَحْتَ

٥٧٩٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ أَلَا تَرَاهُ أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْعَصَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُتَوَفّٰى فِي وَجَعِهِ وَإِنِّي لَأَعْرِفُ فِي وُجُوهِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ فَاذْهَبْ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْأَلَهُ فِيمَنْ يَكُوْنُ

باب ہے بیچ بیان معانقہ کے اور قول مرد کے یعنی کہنے مرد کے اپنے ساتھی سے کہ تو نے کس حال میں صبح کی؟

۵۷۹۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے آپ کی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا یعنی پوچھا کہ اے ابو حسن! (یہ علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس حال میں صبح کی؟ یعنی آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ کہا کہ صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اچھے ہونے والی بیماری سے یعنی شکر ہے کہ آج اچھے ہیں یعنی قریب الصحت ہیں سو عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا سو کہا کہ کیا تو نہیں جانتا شان یہ ہے کہ تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ البتہ مجھ کو گمان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں فوت ہوں گے سو بے شک میں عبدالمطلب کی اولاد کے چہروں میں موت پہچانتا ہوں یعنی ذلیل ہو جائیں گے سو تو ہمارے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کہ خلافت کن لوگوں میں ہوگی سو اگر ہم لوگوں میں ہو تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں سو ہم کو وصیت کریں، علی رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت پوچھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو منع کریں یعنی جواب دیں کہ تم میں نہیں ہوگی تو لوگ ہم کو کبھی خلافت نہ دیں گے، میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کا حال کبھی نہیں پوچھوں گا۔

الْأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِيْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ فِيْ غَيْرِنَا أَمَرْنَاهُ فَأَوْصٰى بِنَا قَالَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَمْنَعُنَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ أَبَدًا وَإِنِّيْ لَا أَسْأَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی ﷺ میں گزر چکی ہے اور معانقہ کے معنی ہیں بدن سے بدن لگا کر ملنا کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے واسطے معانقہ کے اور نہیں ذکر کیا اس کو باب کی حدیثوں میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا تھا بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ داخل کرے اس میں معانقہ کرنا حضرت ﷺ کا واسطے حسن کے الحدیث، جو کتاب البیوع میں گزر چکی ہے سو اس نے اس کی پہلی سند کے سوائے اور سند نہ پائی سو فوت ہوا پہلے اس سے کہ اس میں کوئی چیز لکھے سو اس واسطے معانقہ کے ذکر سے باب خالی رہا اور تھا بعد اس کے باب قول الرجل کیف اصبحت اور یا اس میں علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے سو جب کتاب کے ناقل نے دونوں ترجمہ کے پے در پے پایا تو دونوں کو ایک گمان کیا اس واسطے کہ اس نے دونوں کے درمیان کوئی حدیث نہ پائی اور کتاب یعنی صحیح بخاری میں بہت باب خالی ہیں حدیثوں سے ان کو حدیثوں سے تمام نہیں کر سکا اور بیچ جزم کرنے اس کے ساتھ اس کے نظر ہے اور اظہر یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے اس حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو ادب مفرد میں کہ اس نے ترجمہ باندھا ہے اس میں ساتھ معانقہ کے اور وارد کی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ اس کو پہنچی ایک صحابی سے کہ اس نے کہا سو میں نے ایک اونٹ خریدا سو اس پر اپنا کجاوہ ایک مہینا باندھا یعنی اس پر سوار ہو کر مہینہ بھر چلتا رہا یہاں تک کہ شام میں آیا سو اچانک دیکھا کہ عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ صحابی وہاں ہیں میں نے ان کو بلا بھیجا وہ باہر آئے سو وہ مجھ کو بدن سے بدن لگا کر ملے اور میں ان سے بدن لگا کر ملا، الحدیث، سو یہ اولیٰ ہے ساتھ مراد اس کی کے چند حدیثیں ہیں کہ نہیں قرین ہے ان میں معانقہ ساتھ قول کیف اصبحت کے بلکہ نہیں واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں کہ دونوں ملے اور ایک نے دوسرے سے کہا کیف اصبحت تا کہ ٹھیک ہو حمل کرنا عادت پر معانقہ مین بلکہ اس میں تو فقط اتنا ہے کہ جو حضرت ﷺ کے دروازے کے پاس موجود تھے جب انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے پاس سے نکلتے دیکھا تو ان سے حضرت ﷺ کی بیماری کا حال پوچھا، علی رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی اور راجح یہ ہے کہ ترجمہ معانقہ کا حدیث سے خالی ہے اور نیز معانقہ میں حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کی وارد ہوئی ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابوداؤد نے ایک مرد سے جو عنزہ کے قبیلے سے تھا جس کا نام معلوم نہیں اس نے کہا کہ میں نے

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سے مصافحہ کیا کرتے تھے جب تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تھے؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی نہیں ملا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مصافحہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک دن بلا بھیجا اور میں اپنے گھر میں نہ تھا سو جب میں گھر میں آیا تو مجھے خبر ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا بھیجا سو میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چارپائی پر تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بدن لگا کر ملے سو تھا یہ ملنا خوب اور خوب اور اس حدیث کے راوی معتبر ہیں مگر یہ مرد مبہم جس کا حال معلوم نہیں اور روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اصحاب کا دستور تھا کہ جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے اور واسطے اس کے کبیر میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے اصحاب سے ملتے تو نہ مصافحہ کرتے یہاں تک کہ ان کو سلام کرتے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے معانقہ میں سو مکروہ رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے اور جائز رکھا ہے اس کو ابن عیینہ نے اور روایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے سو اس نے دروازے کو دستک دی سو کھڑے ہوئے اس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا کھینچتے سو اس سے معانقہ کیا اور اس کو چوما کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ حدیث حسن ہے، کہا مہلب نے کہ عبداللہ نے جو علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا تو اس میں جواز مصافحہ کا ہے اور پوچھنا بیمار کے حال سے کہ کیا حال ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانا غالب گمان پر اور یہ کہ نہیں ذکر ہوئی ہے خلافت واسطے علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ علی رضی اللہ عنہ مامور یعنی محکوم ہوں گے نہ حاکم واسطے اس چیز کے کہ پہچانتے تھے پھیرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے خلافت کو طرف غیر علی رضی اللہ عنہ کی اور علی رضی اللہ عنہ نے جو عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول پر سکوت کیا تو اس میں دلیل ہے اوپر علم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چیز کے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہی کہا اس نے اور بہر حال قول علی رضی اللہ عنہ کا کہ اگر تصریح کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ پھیرنے اس کے عبدالمطلب کی اولاد سے تو کوئی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نہ دے سکتا سو نہیں ہے جیسا کہ گمان کیا اس نے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم کریں تو خوب ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم نہ کیا پھر نہ منع کیا اس نے عمر رضی اللہ عنہ کو روایت اس کی سے اس کے بعد، میں کہتا ہوں اور یہ کلام اس شخص کا ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ کی مراد نہیں سمجھی اور میں نے اول بیان کیا ہے میں نے بیچ شرح حدیث وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مراد اس کی کا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ڈرے علی رضی اللہ عنہ اس سے کہ ہو منع کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے ان کے خلافت سے حجت قاطع ساتھ منع کرنے ان کے اس سے ہمیشہ واسطے تمسک کرنے کے ساتھ منع اول کے واسطے وارد ہونے اس کے ساتھ منع کرنے کے خلافت سے بطور نص کے اور بہر حال منع کرنا نماز پڑھانے سے سو نہیں ہے اس

میں نص اوپر منع کرنے کے خلافت سے اگر چہ بیچ نص کرنے کے اوپر امامت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اپنی بیماری میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لائق تر ہیں ساتھ خلافت کے لیکن یہ بطورِ استنباط کے ہے نہ بطورِ نص کے اور اگر نہ ہوتا قرینہ ہونے اس کے کا مرض الموت میں تو نہ قوی ہوتا استنباط نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس سے اپنے سفروں میں اور لوگوں کو بھی نماز میں اپنا نائب بنایا ہے اور بہرحال جو استنباط کیا اس نے پہلے سو اس میں بھی نظر ہے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی اس میں فراست ہے اور قرینے احوال کے اور نہیں بند ہے یہ بیچ اس کے کہ اس کے پاس تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر منع کرنے علی رضی اللہ عنہ کے خلافت سے اور یہ ظاہر ہے قصے کے سیاق سے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا بعد فوت ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اپنا ہاتھ دراز کر کہ میں تجھ سے بیعت کروں، سو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے سو علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ دراز نہ کیا سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اس باب میں کوئی نص نہ تھی، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ آمرنا تو شاید مراد عباس رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ سوال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تاکید کرے یعنی سوال میں بڑی تاکید کرے یہاں تک کہ ہو جائے جیسے کہ وہ آمر ہے واسطے اس کے ساتھ اس کے اور کہا کرمانی نے کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہیں شرط ہے امر میں علو اور استعلاء اور حکایت کی ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ پہلے پہل استعمال کیف اصبحت کی طاعون عمواس کے زمانے میں ہوا اور تعاقب کیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ عرب لوگ اسلام سے پہلے بھی یہ لفظ بولا کرتے تھے اور ساتھ اس کے کہ مسلمانوں نے اس کو اس حدیث میں کہا میں نے کہا اور جواب حمل کرنا اور روایت کا اس چیز پر ہے جو اسلام میں واقع ہوئی اس واسطے کہ آیا اسلام ساتھ مشروع ہونے سلام کے واسطے دو ملنے والوں کے پھر حادث ہوا سوال حال سے اور قلیل تھا جو دونوں کو جمع کرے اور سنت پہلے سلام کرنا ہے اور گویا کہ سبب اس میں وہ ہے جو واقع ہوئی طاعون سے سو باعث بہت تھے اوپر سوال کرنے شخص کے اپنے دوست کے حال سے بیچ اس کے پھر اس کے پھر بہت زیادہ ہو گیا یہ حتی کہ کفایت کی انہوں نے ساتھ اس کے سلام سے اور ممکن ہے فرق درمیان سوال شخص کے اس شخص سے جو اس کے پاس ہو جس کو پہچانتا ہو کہ وہ دردناک ہے اور درمیان سوال کے حال اس کے سے کہ احتمال رکھتا ہے دونوں کا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو جواب دے ساتھ لفظ لبیک اور سعدیک کے یعنی میں حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں۔

٥٧٩٦ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ

۵۷۹۶۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا یعنی ہم دونوں ایک گدھے پر

قَالَ أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلَاثًا هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قُلْتُ لَا قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.
حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ بِهٰذَا.

سوار تھے آگے حضرت ﷺ تھے اور پیچھے میں سو فرمایا اے معاذ! میں نے کہا میں حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں پھر اسی طرح فرمایا تین بار بھلا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے بندوں پر؟ وہ یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، پھر ایک گھڑی چلے سو فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا میں حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں، بھلا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے بندوں کا اللہ تعالیٰ پر جب کہ وہ اس کو کریں؟ یعنی اس کی بندگی کریں وحدہ لاشریک جان کر، بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی کچھ شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور پوری شرح کتاب الرقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٧٩٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ أَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ عِشَآءً اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا لِيْ ذَهَبًا يَأْتِيْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ ثَلَاثٌ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ إِلَّا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُوْلَ بِهِ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَأَرَانَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْأَكْثَرُوْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ قَالَ لِيْ مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتّٰى أَرْجِعَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى غَابَ عَنِّيْ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيْتُ أَنْ

٥٧٩٧۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا مدینے کی پتھریلی زمین میں عشاء کے وقت کہ ہم کو اُحد پہاڑ سامنے آیا سو فرمایا کہ اے ابو ذر! میں نہیں چاہتا کہ اُحد پہاڑ میرے واسطے سونا ہو اور مجھ پر ایک یا تین راتیں گزریں اور میرے پاس اس سے ایک دینار ہو مگر کہ میں اس کو ادا قرض کے واسطے نگاہ رکھوں مگر یہ کہ خرچ کروں اس کو اللہ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح یعنی لپ بھر بھر کر دائیں اور بائیں اور آگے سب طرف خرچ کروں اور ہم کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے دکھلایا پھر فرمایا کہ اے ابو ذر! میں نے کہا کہ میں خدمت اور اطاعت میں حاضر ہوں، فرمایا کہ جو مالدار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہیں مگر جس نے مال کو خرچ کیا اس طرح اس طرح یعنی دائیں اور بائیں اور آگے سب طرف خرچ کیا یعنی جس مالدار نے راہ الٰہی میں خوب دیا وہ البتہ بہت ثواب پائے گا

يَّكُوْنَ عُرِضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْرَحْ فَمَكُثْتُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيْتُ أَنْ يَّكُوْنَ عُرِضَ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ لِزَيْدٍ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَآءِ فَقَالَ أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيْهِ أَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ نَحْوَهُ وَقَالَ أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ يَمْكُثُ عِنْدِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ .

اور جس نے بخیلی کی اور مال کو دبا رکھا وہ قیامت میں مفلس ہوگا نہ تو مال ہی پاس ہوگا اور نہ ثواب پھر مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! تو اپنے مکان سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں پھروں سو حضرت ﷺ چلے یہاں تک کہ مجھ سے چھپے سو میں نے ایک آواز سنی تو میں ڈرا کہ حضرت ﷺ کو کچھ چیز عارض ہوئی ہو یعنی کسی چیز نے آپ کو تکلیف دی ہو سو میں نے چاہا کہ آگے جاؤں پھر میں نے حضرت ﷺ کا قول یاد کیا کہ اپنے مکان سے نہ ہٹنا سو میں وہیں ٹھہرا رہا میں نے کہا یا حضرت! میں نے ایک آواز سنی میں ڈرا کہ کوئی بدی سے حضرت ﷺ کے پیش آیا ہو پھر مجھ کو آپ کی بات یاد آئی سو میں اپنی جگہ میں کھڑا رہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریل تھا کہ میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو خبر دی کہ جو میری امت سے مر جائے اس حال میں کہ نہ شریک جانتا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا یا حضرت! اور اگرچہ زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ فرمایا اور اگرچہ زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، اعمش کہتا ہے کہ میں نے زید بن وہب سے کہا کہ بے شک شان یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ ہے اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ البتہ بیان کی مجھ سے حدیث ساتھ اس کے ابوذر رضی اللہ عنہ نے ربذہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا قریب مدینے کے کہا اعمش نے اور حدیث بیان کی مجھ سے ابو صالح نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مانند اس کے اور کہا اور ابو شہاب نے اعمش سے کہ رہے میرے پاس زیادہ تین رات سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جواب میں لبیک کا لفظ کہنا جائز ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ لفظ حضرت ﷺ سے بھی سو روایت کی نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میری ماں مجھ

کو ایک مرد کے پاس لے گئی جو بیٹھا تھا سو اس نے اس سے کہا کہ یا رسول اللہ! حضرت ﷺ نے اس کو جواب میں فرمایا لبیک وسعد یک یعنی میں حاضر ہوں خدمت میں اور اطاعت میں، میں کہتا ہوں اور اس عورت کا نام ام جمیل ہے بیٹی محلل کی اور پوری شرح اس کی رقاق میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ.

نہ اُٹھائے ایک مرد دوسرے مرد کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے۔

فائدہ: یہ باب ساتھ لفظ خبر کے ہے اور وہ ساتھ نہی کے ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو ابن وہب نے ساتھ لفظ نہی لا یقیم کے اور ایک روایت میں نفی مؤکد کا لفظ آیا ہے لا یقیمن۔

٥٧٩٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ .

٥٧٩٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ اٹھائے کوئی مرد کسی مرد کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے پھر وہاں خود بیٹھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابھی آتی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجْلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا﴾ الْآيَةَ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ جب تم کو کہا جائے کہ کھل بیٹھو مجلسوں میں تو کھل بیٹھو اللہ تمہاری ہر مشکل کھولے، آخر آیت تک۔

فائدہ: اختلاف کیا گیا ہے اس آیت کے معنی میں سو بعض نے کہا کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مجلس حضرت ﷺ کے کہا ابن بطال نے کہ کہا بعض نے کہ مراد اس سے خاص حضرت ﷺ کی مجلس ہے یہ مروی ہے مجاہد اور قتادہ سے، میں نے کہا کہ لفظ طبری کا قتادہ سے یہ ہے کہ تھے رغبت کرتے حضرت ﷺ کی مجلس میں جب حضرت ﷺ کو سامنے سے آتے دیکھتے تو اپنی مجلس کو تنگ کرتے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم کیا کہ کشادگی کرے بعض واسطے بعض کے، میں کہتا ہوں اور آیت جو اس میں اتری تو اس اسے اس کا خاص ہونا لازم نہیں ہوتا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے کہ یہ آیت جمعہ کے دن اتری کہ مہاجرین اور انصار بدریوں کی ایک جماعت سامنے آئی سو ان کو بیٹھنے کے واسطے کوئی جگہ نہ ملی سو حضرت ﷺ نے چند آدمیوں کو جو پیچھے اسلام لائے تھے اٹھایا اور ان کو ان کی جگہ میں بٹھلایا سو یہ بات ان پر بھاری پڑی اور منافقوں نے اس میں کلام کیا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو! جب تم کو کہا جائے کہ کھل بیٹھ مجلس میں تو کھل بیٹھو، اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اس

کے لڑائی کی مجلس ہے اور کہا کہ معنی انشزوا کے یہ ہیں کہ اٹھو واسطے لڑائی کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ عام ہے ہر مجلس میں خیر کی مجلسوں سے اور یہ جو فرمایا کہ کشادگی کرو اللہ تمہارے واسطے کشادگی کرے یعنی کشادگی کرے تم پر دنیا اور آخرت میں۔(فتح)

۵۷۹۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يُّقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهٖ وَيَجْلِسَ فِيْهِ آخَرُ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا.

۵۷۹۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اٹھایا جائے مرد اپنی جگہ سے پھر دوسرا مرد اس کی جگہ میں بیٹھے لیکن کشادگی کرو اور کھل بیٹھو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہ اٹھائے کوئی مرد کسی مرد کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے پھر خود وہاں بیٹھے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسلم کے کہ ہرگز نہ اٹھائے کوئی اپنے بھائی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے پھر خود وہاں بیٹھے لیکن کہے کہ کھل بیٹھو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ یہ لفظ عام ہے سب مجلسوں میں لیکن وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ مباح مجلسوں کے یا تو بطور عموم کے مانند مساجد اور مجلسوں حکام اور علم کے اور یا بطور خصوص کے جیسے بلائے کوئی شخص خاص لوگوں کو واسطے ولیمہ کے اور مانند اس کی کے اپنی جگہ میں اور بہرحال مجلسیں کہ نہیں ہے ان میں واسطے شخص کے ملک اور نہ اجازت سو وہ اٹھایا جائے اور وہاں سے نکالا جائے پھر وہ عام مجلسوں کا حکم ہے اور نہیں ہے آدمیوں میں بلکہ وہ خاص ہے ساتھ غیر دیوانوں کے اور وہ شخص کہ حاصل ہو اس سے تکلیف جب کہ داخل ہو مسجد میں اور بیوقوف کے جب کہ داخل ہو مجلس علم یا حکم میں کہا اور حکمت اس نہی میں منع ناقص کرنا حق مسلمان کا ہے جو تقاضا کرنے والا ہے واسطے کینے کے اور حث ہے تواضع پر جو مقتضی ہے دوستی کو آپس میں اور نیز لوگ مباح چیز میں سب برابر ہیں سو جو کسی چیز کی طرف پہلے جائے وہ اس کا مستحق ہو جاتا ہے اور جو کسی چیز کا مستحق ہو تو اس چیز سے اس سے ناحق چھیننا غصب ہے اور غصب حرام ہے بنا بر اس کے بعض اس کا بطورِ کراہت کے ہوتا ہے اور بعض اس کا بطورِ تحریم کے اور بہرحال یہ جو کہا تفسحوا و توسعوا سو اول کے معنی یہ ہیں کہ اپنے درمیان کشادگی کرو اور دوسرے کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر بیٹھو تا کہ مجلس سے کوئی جگہ خالی بچے واسطے آنے والے کے۔(فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسَ مَكَانَهٗ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے تھے یہ کہ کھڑا ہو مرد اپنے مکان سے پھر وہاں بیٹھے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ساتھ اس لفظ کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب کوئی ان کے واسطے اپنی جگہ سے اٹھتا تو وہاں نہ بیٹھتے اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا

ہے اس کو ابوداؤد نے اس سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو ایک مرد اس کے واسطے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا سو وہ وہاں بیٹھنے لگا حضرت ﷺ نے منع کیا اور نیز اس میں سعید بن ابی الحسن سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو ایک مرد ان کے واسطے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہاں بیٹھنے سے انکار کیا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور صحیح کہا ہے اس کو اس وجہ سے لیکن لفظ اس کا مثل لفظ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے صحیح میں سو شاید ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حمل کیا ہے نہی کو عام معنی پر اور کہا بزار نے کہ نہیں پہچانا جاتا واسطے اس کے کوئی طریق سوائے اس کے اور اس کی سند میں ابوعبداللہ ہے اور وہ بصری ہے نہیں پہچانا جاتا ہے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا گیا ہے نہی میں سو بعض نے کہا کہ ادب کے واسطے ہے نہیں تو جو واجب ہے واسطے عالم کے یہ ہے کہ متصل ہوں اس کے اہل عقل لوگ اور سمجھ والے اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے اور نہیں جائز ہے واسطے اس شخص کے مباح مجلس میں پہلے جائے یہ کہ اُٹھایا جائے اس سے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث کے یعنی جو روایت کی ہے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جب کوئی اپنے بیٹھنے کی جگہ سے کھڑا ہو پھر وہ اس کی طرف پھرے تو وہ زیادہ حق دار ہے ساتھ اس کے کہا انہوں نے کہ جب وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے بعد پھرنے اپنے کے تو ثابت ہوا کہ وہ حق اس کا ہے پہلے اس سے کہ اٹھے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو مذکور ہے اس واسطے کہ وہ راوی ہے حدیث کا اور وہ زیادہ تر دانا ہے ساتھ مراد کے اس سے اور جس نے اس کو ادب پر حمل کیا ہے اس نے جواب دیا ہے کہ اصل میں جگہ نہیں ملک اس کے پہلے بیٹھنے سے اور نہ بعد جدا ہونے کے سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ احق ہونے کے بیٹھنے میں اولویت ہے سو ہوگا کھڑا ہونے والا تارک واسطے اس کے اس کا سب حق ساقط ہوا اور جو کھڑا ہوا تا کہ پھرے ہوگا اولیٰ اور البتہ پوچھے گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے سو کہا کہ میں نے اس کو نہیں سنا اور البتہ وہ خوب ہے جب کہ اس کا پھر آنا قریب ہو یعنی جلدی پھرے اور اگر دیر سے پھرے تو میں اس کو اس کے واسطے نہیں دیکھتا لیکن یہ حسن خلق اور خوب عادت ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر صحیح ہونے قول کے ساتھ وجوب اختصاص جالس کے ساتھ جگہ اپنی کے یہاں تک کہ اس سے کھڑا ہو اور جو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے حمل کرنے اس کے سے ادب پر واسطے نہ ہونے اس کے ملک اس کے کے نہ پہلے یہ پیچھے تو نہیں ہے حجت اس واسطے کہ ہم مانتے ہیں کہ وہ جگہ اس کی ملک نہیں لیکن خاص ہے وہ ساتھ اس کے یہاں تک کہ فارغ ہو غرض اس کی سو ہو گیا جیسے کہ وہ مالک ہے اس کی منفعت کا سو نہ ہجوم کرے اس پر غیر اس کا کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہا ہمارے ساتھیوں نے کہ یہ حکم اس شخص کے حق میں ہے جو مسجد وغیرہ کی کسی جگہ میں نماز کے واسطے بیٹھے پھر اس سے اٹھے تا کہ اس کی طرف پھرے مثل ارادے وضو کی مثلاً یا واسطے کسی تھوڑے کام کی نہیں باطل ہوتا ہے اختصاص اس کا ساتھ اس کے اور جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ اُٹھائے اس شخص کو

کہ اس کی جگہ میں بیٹھے اور لازم ہے بیٹھنے والے پر یہ کہ اس کا کہا مانے اور اس کی اطاعت کرے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا یہ اس پر واجب ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں صحیح تر واجب ہونا ہے اور بعض نے کہا کہ مستحب ہے اور وہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہا ہمارے اصحاب نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے لائق تر ساتھ اس کے اسی نماز میں سوائے غیر اس کے کہا اور نہیں فرق ہے اس میں کہ کپڑا ہو اس جگہ سے اور چھوڑے اس میں مصلیٰ اور مانند اس کی یا نہ چھوڑے، واللہ اعلم۔ کہا عیاض نے اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں کہ معتاد ہو ساتھ ایک جگہ کے مسجد سے واسطے تدریس اور فتویٰ کے سو حکایت ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ لائق تر ساتھ اس کے جب کہ پہچانا جائے ساتھ اس کے کہا اور جس پر جمہور ہیں یہ ہے کہ یہ مستحب اور خوب ہے واجب نہیں اور شاید یہی ہے مراد مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اور اسی طرح کہا ہے انہوں نے بیچ حق اس شخص کے کہ بیٹھے کسی جگہ میں صحنوں اور راہوں سے جو کسی کی ملک نہیں کہا انہوں نے کہ جس کی عادت ہو کسی جگہ میں بیٹھنے کی تو وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے یہاں تک کہ تمام ہو غرض اس کی کہا اور حکایت کیا ہے اس کو ماوردی نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے واسطے قطع کرنے جھگڑے کے کہا قرطبی نے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ واجب نہیں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مستثنیٰ کیا ہے ہمارے ساتھیوں نے اس حدیث کے عموم سے نہ اٹھائے کوئی کسی کو اس کی جگہ سے، الخ اس شخص کو جو الفت رکھتا ہو ساتھ کسی جگہ کے مسجد سے کہ اس میں فتویٰ دے یا قرآن یا علم پڑھے سو اس کے واسطے جائز ہے کہ اُٹھائے اس شخص کو جو اس سے پہلے اس جگہ میں جا بیٹھے اور اسی کے معنی میں ہے وہ شخص جو شارع عام اور بازار کی کسی جگہ میں بیٹھے واسطے کسی معاملہ کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جو منسوب ہے طرف ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سو وہ تقویٰ ہے اس سے اور نہیں ہے بیٹھنا اس میں حرام جب کہ ہو یہ ساتھ رضا مندی اس شخص کی جو کھڑا ہوا لیکن وہ اس سے تورع ہے واسطے احتمال کے کہ ہو وہ شخص جو کھڑا ہوا اس کے سبب سے شرمایا ہو اس سے سو کھڑا ہوا ہو بغیر خوشی اپنے دل کی کے سو بند کیا گیا دروازے کو تاکہ اس سے سلامت رہے اور اس نے دیکھا کہ اختیار کرنا ساتھ قرب کے مکروہ ہے یا خلاف اولیٰ سو باز رہا واسطے اس کے تاکہ نہ مرتکب ہو اس کو کوئی اس کے سبب سے کہا ہمارے ساتھیوں کے علماء نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعریف کیا جاتا ہے اشعار کرنا ساتھ حظ النفس کے اور امور دنیا کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِيَقُوْمَ النَّاسُ.

جو اٹھا اپنی مجلس سے یا اپنے گھر سے اور نہ اجازت مانگے اپنے ساتھیوں سے یا تیار ہو واسطے اٹھنے کے تاکہ لوگ اٹھیں۔

٥٨٠٠ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ

٥٨٠٠۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا جحش کی بیٹی سے نکاح کیا تو

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ طَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ قَالَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقُوْا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَآءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو لوگوں کو دعوت ولیمہ کے واسطے بلایا لوگوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے کہا سو حضرت ﷺ شروع ہوئے جیسے کھڑے ہونے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ کھڑے ہوئے سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا کہ کھڑے نہیں ہوئے اور اس اشارے کو نہیں سمجھے تو اُٹھ کھڑے ہوئے سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو اُٹھے ساتھ آپ کے جو لوگ کہ اُٹھے اور تین آدمی باقی رہے وہ نہ اُٹھے اور حضرت ﷺ آئے تا کہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اُٹھ کر چلے گئے کہا سو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی کہ بے شک وہ چلے گئے سو حضرت ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے سو میں بھی اندر جانے لگا سو حضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو پیغمبر ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو پروانگی ملے، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ بے شک یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ شروع ہوئے جیسے اُٹھنے کو تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اُٹھے سو جب حضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو اُٹھ کھڑے ہوئے سو جب حضرت ﷺ اُٹھے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ اُٹھے اور تین آدمی باقی رہے اور اس حدیث کی پوری شرح سورۂ احزاب کی تفسیر میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے اس میں ہے کہ نہیں لائق ہے واسطے کسی کے یہ کہ غیر کے گھر میں داخل ہو مگر اس کی اجازت سے اور یہ کہ جس کے واسطے اجازت ملے تو اس کو لائق نہیں کہ دیر تک بیٹھا رہے بعد تمام ہونے اس چیز کے کہ اجازت دی گئی اس کو بیچ اس کے تا کہ گھر والوں کو تکلیف نہ دے اور نہ منع کرے ان کو تصرف کرنے سے اپنی حاجتوں میں اور اس حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ کام کرے یہاں تک کہ گھر والا اس کے ساتھ ضرر پائے تو جائز ہے واسطے گھر والے کے یہ کہ ظاہر کرے ثقیل ہونے کو ساتھ اس کے اور یہ کہ اُٹھ کھڑا ہو بغیر اجازت کے یہاں تک کہ مہمان جان جائے کہ یہ مجھ سے تنگ ہے اور یہ کہ گھر والا جب اپنے گھر سے نکل جائے تو نہیں جائز ہوتا ہے واسطے اس شخص کے جس کو داخل ہونے کے واسطے اجازت دی گئی تھی کہ اس کے بعد اس کے گھر میں ٹھہرے مگر نئی اجازت سے۔

بَابُ الْاِحْتِبَآءِ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقُرْفُصَآءُ

دونوں زانو اُٹھا کر کونوں پر بیٹھنا اور ہاتھوں کے گرد حلقہ کرنا اور وہ قرفصاء ہے یعنی اس طرح سے بیٹھنا جائز ہے

فائدہ: کہا عیاض نے کہ وہ احتباء ہے اور بعض نے کہا کہ بیٹھنا مرد کا ہے اپنے کونوں پر حدیث قیلہ کی دلالت کرتی ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی سو دلالت کی اس نے کہ حضرت ﷺ نے ہاتھوں سے زانو کے گرد حلقہ نہیں کیا ہوا تھا میں کہتا ہوں اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر نفی احتباء کے اس واسطے کہ وہ کبھی ہاتھوں سے ہوتا ہے اور کبھی کپڑے سے ہوتا ہے سو شاید جس وقت کہ قیلہ نے حضرت ﷺ کو دیکھا تھا اس وقت آپ نے کپڑے سے زانو کے گرد حلقہ کیا ہوا ہوگا۔

۵۸۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ غَالِبٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَآءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدِهٖ هٰكَذَا.

۵۸۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کعبے کے صحن میں یعنی اس کی جانب میں دروازے کی طرف سے کہ زانو اُٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے زانو کے گرد حلقہ کر کے بیٹھے تھے اس طرح یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے پہنچے پر رکھا تھا۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے نزدیک ابوداؤد کے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے حلقہ کرتے اور زیادہ کیا ہے بزار نے اور اپنے دونوں زانو کھڑے کرتے اور نیز روایت کی ہے بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اس لفظ کے کہ حضرت ﷺ خانے کعبے کے نزدیک بیٹھے سو اپنے دونوں پاؤں کو جوڑ کر کھڑا کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے حلقہ کر کے بیٹھے اور مستثنیٰ ہے دونوں ہاتھوں کے ساتھ حلقہ کر کے بیٹھنے سے جب کہ وہ مسجد میں نماز کا انتظار کرتا ہو سو دونوں ہاتھوں سے حلقہ کرے سو لائق ہے کہ پکڑ رکھے ایک کو دوسرے سے جیسے کہ واقع ہوا ہے اشارہ اس حدیث میں رکھنے ایک کے سے دوسرے کے پہنچے پر اور نہ قینچی کرے اپنی انگلیوں کو اس حالت میں سو البتہ وارد ہوئی ہے نہی اس سے نزدیک احمد کے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند کے کہ نہیں ہے کچھ ڈر ساتھ اس کے، واللہ اعلم۔ کہا ابن بطال نے کہ نہیں جائز ہے واسطے احتباء کرنے والے یعنی اوکڑو بیٹھنے والے کے یہ کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ کام کرے اور نماز وغیرہ کے واسطے حرکت کرے اس واسطے کہ اس کی شرم گاہ ظاہر ہو جائے گی مگر جب کہ اس پر کپڑا ہو جو اس کی شرم گاہ کو ڈھانکے پس جائز ہے اور یہ بنا بر اس کے ہے کہ اکڑو بیٹھنا کبھی فقط دونوں ہاتھوں سے ہوتا ہے اور یہی ہے معتمد۔

بَابُ مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهٖ قَالَ

جو تکیہ کرے اپنے ساتھیوں کے روبرو

خَبَّابٌ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ.

فائدہ: بعض نے کہا کہ اتکا لیٹنا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کتاب الطلاق میں وھو متکی علی سریر یعنی لیٹنے والے تھے اپنی چار پائی پر ساتھ دلیل قول اس کے کہ اثر کیا تھا چار پائی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اسی طرح کہا ہے عیاض نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ صحیح ہوتا ہے باوجود نہ تمام ہونے اضطجاع کے جس کے معنی ہیں لیٹنا اور کہا خطابی نے کہ ہر تکیہ کرنے والا کسی چیز پر قرار گیر اس سے پس وہ تکیہ کرنے والا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جو خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو وارد کیا ہے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ اضطجاع کے معنی ہیں تکیہ کرنا ساتھ زیادتی کے اور البتہ روایت کی ہے ترمذی اور داری وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تکیہ کیے تھے گھد یلے پر اور نقل کیا ہے ابن عربی نے بعض طبیبوں سے کہ اس نے مکروہ جانا ہے تکیہ کرنے کو اور تعاقب کیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اس میں راحت ہے مانند استناد اور احتباء کی۔ (فتح)

٥٨٠٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ.

٥٨٠٢۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو کبیرے گناہ جو بہت بڑے ہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، یا حضرت! فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِّثْلَهُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

حدیث بیان کی ہم سے مسدد نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے بشر نے مثل اس کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کیے ہوئے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھے سو فرمایا کہ خبردار ہو اور جھوٹی بات پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دوہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ چپ ہوتے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کیے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھے اور البتہ وارد ہو چکی ہے مثل اس کی بیچ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ضمام بن ثعلبہ کے قصے میں جب کہ اس نے کہا کہ تم میں عبدالمطلب کا بیٹا کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ سفید رنگ تکیہ کرنے والا، کہا مہلب نے کہ جائز ہے واسطے عالم اور مفتی اور امام کے تکیہ کرنا اپنی مجلس میں

لوگوں کے روبرو واسطے ورد کے کہ پائے اس کے بعض اعضاء میں یا واسطے راحت کے کہ آرام پاتا ہے ساتھ اس کے اور نہ ہو یہ اس کے عام بیٹھنے میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ فِيْ مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ.

جو جلدی چلے اپنی چال میں واسطے حاجت کے یعنی واسطے کسی سبب کے اسباب سے یا واسطے قصد کے یعنی بسبب شے معروف کے اور قصد اس جگہ کے ساتھ معنی مقصود کے ہے یعنی جلدی کی واسطے امر مقصود کے۔

۵۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ.

۵۸۰۳۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی سو جلدی کی پھر گھر میں داخل ہوئے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے جلدی چلنا امام کو واسطے کسی حاجت کے اور البتہ آیا ہے کہ جلدی کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے داخل ہونے کے گھر میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا بسبب صدقہ کے چاہا تھا کہ اس کو اسی وقت بانٹ دیں، میں کہتا ہوں اور یہ جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے متصل ہے عقبہ کی حدیث میں کما تقدم فی کتاب الزکوۃ اور کہا ترجمہ میں واسطے حاجت کے یا قصد کے اس واسطے کہ ظاہر سیاق سے یہ ہے کہ وہ اس خاص حاجت کے واسطے تھا سو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ چلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے غیر حاجت کے باآرام تھا اسی واسطے تعجب کیا لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلدی چلنے سے سو دلالت کی اس نے کہ واقع ہوا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ برخلاف عادت آپ کے کی سو حاصل ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر جلدی چلنا حاجت کے واسطے ہو تو اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں اور اگر جان بوجھ کر بغیر حاجت کے ہو تو نہیں ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن مبارک نے کتاب استئذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چلنا سوقی یعنی بازاری کے چلنے کے مشابہ تھا نہ عاجز اور نہ سست اور نیز روایت کی ہے اس نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جلدی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ بعید تر ہے تکبر سے اور پہنچانے والا ہے طرف حاجت کے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس میں باز رہنا ہے نظر کرنے سے طرف اس چیز کی کہ نہیں لائق ہے مشغول ہونا ساتھ اس کے اور کہا ابن عربی نے کہ چلنا بقدر حاجت کے سنت ہے جلدی کے ساتھ ہو یا دیر کے جب کہ ہو بغیر تکلیف کرنے کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ السَّرِيْرِ

باب ہے تخت کے بیان میں

فائدہ: سریر ماخوذ ہے سرور سے جس کے معنی ہیں خوشی اس واسطے کہ وہ اکثر اوقات نعمت والوں کے واسطے ہوتا ہے

اور کہا گیا سریر میت کا واسطے مشابہ ہونے اس کے اس کو صورت میں اور واسطے فال لینے کے ساتھ خوشی کے اور کبھی تعبیر کیا جاتا ہے ساتھ سریر کے ملک سے۔

٥٨٠٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَسْطَ السَّرِيْرِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ تَكُوْنُ لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَقُوْمَ فَأَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا.

۵۸۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے تخت کے درمیان میں اور میں آپ کے اور قبلے کے درمیان میں لیٹی ہوتی سو مجھ کو حاجت ہوتی سو میں برا جانتی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اُٹھوں سو میں سرک جاتی سرک جانا۔

فائدہ: اور یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ظاہر ہے بیچ اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے بخاری رحمہ اللہ نے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بنانا تخت کا اور سونا اوپر اس کے اور سونا عورت کا اپنے خاوند کے روبرو اور وجہ وارد کرنے اس ترجمہ کے اور جو اس سے پہلے ہے اور پیچھے ہے بیچ کتاب استیذان کے یہ ہے کہ اجازت لینا چاہتا ہے دخول منزل کو سو ذکر کیا منزل کے متعلق چیزوں کو واسطے موافقت کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أُلْقِيَ لَهٗ وِسَادَةٌ

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے کہ ڈالا جائے اس کے واسطے تکیہ

فائدہ: وسادہ وہ چیز ہے کہ رکھا جاتا ہے اس پر سر اور کبھی تکیہ کیا جاتا ہے اوپر اس کے اور یہی مراد ہے اس جگہ۔

٥٨٠٥ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْكَ زَيْدٍ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهٗ صَوْمِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهٗ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ

۵۸۰۵۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابو الملیح نے کہا کہ داخل ہوا میں ساتھ باپ تیرے کے (یہ خطاب واسطے ابوقلابہ کے ہے) جس کا نام زید ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ پر سو حدیث بیان کی اس نے ہم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے روزے کا ذکر ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے سو میں نے آپ کے واسطے تکیہ ڈالا جس میں بجائے روئی کے کھجور کی چھیل بھری ہوئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا نہیں

فَقَالَ لِيْ أَمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِحْدٰى عَشْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ.

کفایت کرتے تجھ کو ہر مہینے میں تین دن یعنی تین روزے؟ میں نے کہا کہ یا حضرت! میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں، فرمایا کہ ہر مہینے سے پانچ روزے رکھ، میں نے کہا یا حضرت! میں زیادہ رکھ سکتا ہوں، فرمایا سات روزے رکھ، میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں زیادہ رکھ سکتا ہوں فرمایا نو روزے رکھ، میں نے کہا کہ یا حضرت! میں اس سے بھی زیادہ رکھ سکتا ہوں، فرمایا کہ گیارہ روزے رکھ میں نے کہا کہ یا حضرت! میں اس سے بھی زیادہ رکھ سکتا ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی روزہ داؤد علیہ السلام کے روزے سے اوپر نہیں آدھا زمانہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے واسطے تکیہ ڈالا تو کہا مہلب نے کہ اس میں تعظیم بڑے آدمی کی ہے اور یہ کہ جائز ہے کبیر کو جانا واسطے زیارت اپنے شاگرد کی اور سکھلانا اس کا بیچ جگہ اس کی کے وہ چیز کہ ہے محتاج اس کی طرف اپنے دین میں اور اختیار کرنا تواضع کا اور حمل کرنا نفس کا اوپر اس کے اور جواز رد کرامت کا جس جگہ کہ نہ ایذا پائے ساتھ اس کے وہ شخص کہ رد کی جائے اوپر اس کے۔ (فتح)

٥٨٠٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الشَّامَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّامِ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ جَلِيْسًا فَقَعَدَ إِلٰى أَبِي الدَّرْدَآءِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ أَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ كَانَ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ أَلَيْسَ فِيْكُمْ أَوْ كَانَ فِيْكُمُ الَّذِيْ أَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ

٥٨٠٦۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں علقمہ کے پاس شام میں گیا سو وہ مسجد میں آیا سو اس نے دو رکعت نماز پڑھی سو کہا الٰہی! روزی کر مجھ کو ہم نشین نیک سو ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اس نے کہا کہ تو کون لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا کہ کوفہ والوں میں سے کہا کہ کیا نہیں تم میں بھید والا کہ اس کے سوائے اس کو کوئی نہ جانتا تھا یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ کیا نہیں تم میں یا تھا تم میں وہ شخص کہ پناہ دی اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر شیطان سے؟ یعنی عمار رضی اللہ عنہ کو کیا نہیں تم میں مسواک اور تکیہ والا؟ یعنی ابن مسعود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کس طرح پڑھتا تھا ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾؟ کہا کہ ﴿وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى﴾ یعنی بجائے ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَمَّارًا أَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوِسَادِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ قَالَ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى فَقَالَ مَا زَالَ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى كَادُوْا يُشَكِّكُوْنِيْ وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَالْاُنْثٰى﴾ کے ﴿وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى﴾ پڑھتا تھا، سو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیشہ رہے یہ لوگ یعنی جھگڑتے ساتھ میرے یہاں تک کہ قریب تھا کہ مجھ کو شک میں ڈالیں اور حالانکہ میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پناہ دی اس کو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے تو اس سے کیا مراد ہے؟ اس کا بیان مناقب میں گزر چکا ہے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف اس چیز کی کہ آئی ہے عمار رضی اللہ عنہ سے اگر ثابت ہو اس واسطے کہ روایت کی ہے طبرانی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ عمار رضی اللہ عنہ کہتا تھا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنوں اور آدمیوں سے لڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بدر کے کنویں کی طرف بھیجا سو شیطان آدمی کی صورت میں مجھ سے ملا سو اس نے مجھ سے کشتی کی اور میں نے اس سے کشتی کی۔ (فتح)

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

جمعہ کی نماز کے بعد سونا۔

فائدہ: اور وہ سونا ہے بیچ درمیان دن کے وقت زوال کے اور اس کے قریب اس سے پہلے اور پیچھے کہا گیا ہے اس کو قائلہ اس واسطے کہ حاصل ہوتا ہے بیچ اس کے یہ۔

۵۸۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نَقِيْلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ .

۵۸۰۷۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے اور دن کا کھانا کھایا کرتے تھے۔

بَابُ الْقَائِلَةِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں قیلولہ کرنے کا باب

۵۸۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِيْ تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهٖ إِذَا دُعِيَ بِهَا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي

۵۸۰۸۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک کوئی نام ابوتراب سے زیادہ پیارا نہ تھا اور البتہ وہ اس کے ساتھ خوش ہوتے تھے جب اس کے ساتھ بلائے جاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئے سو علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا سو فرمایا یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے اور ان کے

الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَآؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ .

درمیان کچھ چیز تھی یعنی کچھ گفتگو تھی سو وہ مجھ سے ناراض ہوئے سو باہر گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا تو حضرت ﷺ نے ایک آدمی سے کہا کہ دیکھ وہ کہاں ہے؟ سو وہ آدمی آیا اور کہا کہ یا حضرت! وہ مسجد میں لیٹا ہے، سو حضرت ﷺ تشریف لائے اور وہ لیٹے تھے اور البتہ ان کی چادر ان کے پہلو سے گر پڑی تھی اور ان کو مٹی پہنچی تھی سو حضرت ﷺ مٹی کو ان کے بدن سے پونچھنے لگے اور فرماتے تھے کہ اُٹھ کھڑا ہو اے ابوتراب! اُٹھ کھڑا ہو اے ابوتراب! (دو بار فرمایا)۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ عادت تھی ان کی ہر دن میں اور وارد ہوا ہے ساتھ اس کے امر حدیث میں جو روایت کی ہے طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوپہر کو سویا کرو اس واسطے کہ شیطان نہیں سوتے اور اس کی سند میں ضعیف راوی ہے اور روایت کی ہے سفیان بن عیینہ نے اپنے جامع میں موقوف حدیث کہ اول دن کا سونا حرق ہے یعنی جل جانا اور درمیان سونا خلق ہے اور اخیر دن کا سونا حماقت ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کسی قوم کی ملاقات کرے سو ان کے پاس قیلولہ کرے

٥٨٠٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطَعِ قَالَ فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُوْرَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ قَالَ فَلَمَّا

٥٨٠٩۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ حضرت ﷺ کے واسطے چمڑے کا مصلیٰ یا دستر خوان بچھاتیں سو حضرت ﷺ اس کے پاس اس چمڑے کے مصلے پر قیلولہ کرتے پھر جب حضرت ﷺ کھڑے ہوتے تو آپ کا پسینہ اور بال لیتے اور اس کو شیشے میں جمع کرتی پھر اس کو خوشبو میں ڈالتی کہا راوی نے سو جب انس رضی اللہ عنہ کو موت حاضر ہوئی یعنی قریب المرگ ہوئے تو مجھ کو وصیت کی یہ کہ ڈالا جائے ان کی حنوط (خوشبو مرکب جو غسل کے بعد مردے کو

حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ أَوْصَى إِلَيَّ أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوْطِهِ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِي حَنُوْطِهِ.

لگائی جاتی ہے) میں اس خوشبو میں سے سو ڈالی گئی ان کی حنوط میں۔

فائدہ: اور بیچ ذکر کرنے بالوں کے اس قصے میں غرابت ہے یعنی اس میں اشکال ہے اور بیچ روایت محمد بن سعد کے وہ چیز ہے جو دور کرتی ہے اس شک کو اس واسطے کہ اس نے روایت کی ہے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منیٰ میں اپنے بال منڈائے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بالوں کو لیا سو اس کو ام سلیم رضی اللہ عنہا (اپنی بیوی) کے پاس لایا سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بالوں کو خوشبو میں ڈالا ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ تشریف لاتے اور میرے پاس چمڑے کے دستر خوان پر قیلولہ فرماتے سو میں آپ کا پسینہ جمع کرتی، الحدیث سو اس روایت سے سمجھا جاتا ہے کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے قیلولہ کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ لیا تو اس کو بالوں کے ساتھ ملایا جو اس کے پاس تھے نہ یہ کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال لیے سونے کے وقت اور نیز اس سے سمجھا جاتا ہے کہ قصہ مذکور حجۃ الوداع کے بعد تھا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حجۃ الوداع ہی میں منیٰ میں بال منڈائے تھے اور یہ جو کہا کہ اس کو خوشبو میں ڈالتی تو مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے اور ہمارے پاس دوپہر کو سوئے اور میری ماں شیشہ لائی سو اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ جمع کرنے لگی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور فرمایا اے ام سلیم! یہ کیا کرتی ہو؟ کہا کہ یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتی ہیں اور وہ نہایت عمدہ خوشبو ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کرتی ہو؟ کہا کہ ہم اُمید رکھتی ہیں اس کی برکت کی اپنے لڑکوں کے واسطے اور ان روایتوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اس فعل پر اطلاع ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اچھا کہا اور یہ جو کہا کہ ہم اس کو خوشبو کے واسطے جمع کرتے ہیں اور پھر کہا کہ ہم اس کو برکت کے واسطے جمع کرتے ہیں تو ان باتوں میں کچھ معارضہ نہیں بلکہ محمول ہے کہ دونوں کام کے واسطے آپ کا پسینہ لیتی تھیں کہا مہلب نے اس حدیث میں مشروع ہونا قیلولہ کا ہے واسطے بزرگ کے بیچ گھر اپنے دوستوں کے ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے ثبوت مودت اور پختہ ہونے محبت کے سے کہا اس نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کے بال اور پسینہ پاک ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس میں دلالت نہیں اس واسطے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور دلیل اس کی قرار گیر ہے قوت میں اور خاص کر جب کہ ثابت ہو دلیل اوپر نہ پاک ہونے ہر ایک کے دونوں میں سے۔ (فتح)

٥٨١٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ

٥٨١٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب قبا کی طرف تشریف لے جاتے تو ام حرام

طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلٰى قُبَآءٍ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ قَالَ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

کے گھر میں داخل ہوتے وہ حضرت ﷺ کو کھانا کھلاتیں اور وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں سو حضرت ﷺ ایک دن اس کے گھر میں تشریف لائے سو اس نے آپ کو کھانا کھلایا پھر حضرت ﷺ سوئے پھر ہنستے جاگے میں نے کہا یا حضرت! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سمندر کے اندر سوار بادشاہ بنے تختوں پر یا جیسے بادشاہ تختوں پر اسحاق راوی کو شک ہے، کہ یہ لفظ کہا یا وہ لفظ یعنی بادشاہ بنے تختوں پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختوں پر یعنی میری امت کی ایسی ترقی ہو گی کہ جہازوں پر سوار ہو کے جہاد کریں گے بادشاہوں کی طرح، میں نے کہا کہ یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے سو حضرت ﷺ نے دعا کی پھر حضرت ﷺ سر رکھ کر سو گئے پھر جاگے ہنستے میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہے، سو معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ام حرام رضی اللہ عنہا دریا میں سوار ہوئیں پھر جب دریا سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں اور مر گئیں۔

فائدہ: ام حرام رضی اللہ عنہا انس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں اور کہا جاتا تھا اس کو رمیصا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے سر کو کنگھی کرنے لگیں اور یہ جو فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے لائے گئے تو حماد بن زید کی روایت میں ہے کہ میں متعجب ہوا اپنی امت کی ایک قوم سے اور یہ مشعر ہے ساتھ کہ حضرت ﷺ کا ہنسنا تھا واسطے تعجب کرنے کے ساتھ ان کے اور واسطے خوش ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ دیکھے واسطے ان کے مرتبے بلند سے اور یہ جو فرمایا

کہ جیسے بادشاہ تختوں پر تو کہا ابن عبدالبر نے کہ مراد، واللہ اعلم یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے دیکھا کہ جہاد کرنے والوں کو دریا میں سوار ہو کر اپنی امت سے بادشاہ بنے تختوں پر بہشت میں اور حضرت ﷺ کا خواب وحی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہشتیوں کی صفت میں فرمایا کہ تختوں پر بیٹھے ہوں گے ایک دوسرے کے مقابل اور تختوں پر تکیہ کیے ہوں گے یا موقع تشبیہ کا یہ ہے کہ وہ لوگ اس چیز میں کہ اس میں ہیں نعمتوں سے کہ ثواب دیئے گئے ہیں ساتھ اس کے اپنے جہاد پر مثل بادشاہوں دنیا کے ہیں تختوں پر اور تشبیہ ساتھ محسوس چیز کے ابلغ ہے اور یہ جو کہا کہ پھر سر رکھ کر سو گئے تو ایک روایت میں ہے کہ پہلے گروہ کے حق میں فرمایا کہ دریا میں سوار ہو کر جہاد کریں گے اور دوسرے گروہ کے حق میں فرمایا کہ قیصر کے شہر کا جہاد کریں گے اور کہا قرطبی نے کہ پہلا خواب اُن لوگوں کے حق میں ہے جنہوں نے اول جہاد کیا دریا میں اصحاب میں سے اور دوسرا ان لوگوں کے حق میں ہے جنہوں نے اول جہاد کیا دریا میں تابعین میں سے میں نے کہا بلکہ تھا ہر ایک میں دونوں میں سے دونوں فریق سے لیکن اول میں اصحاب اکثر تھے اور دوسرے میں بالعکس کہا عیاض اور قرطبی نے کہ سیاق میں دلیل ہے اس پر کہ پہلا خواب آپ کا اور ہے اور دوسرا اور ہے اور یہ کہ ہر خواب میں ایک گروہ غازیوں کا حضرت ﷺ کو دکھلایا گیا اور یہ جو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا دوسری بار میں کہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو یہ واسطے گمان کرنے اس کے کے ہے کہ دوسرا گروہ مرتبے میں پہلے گروہ کے مساوی ہے اسی واسطے اس نے دوبارہ سوال کیا تا کہ اس کے واسطے ثواب دوگنا ہو نہ یہ کہ اس نے شک کیا بیچ اس کے کہ حضرت ﷺ کی دعا پہلی بار اس کے واسطے قبول ہوئی یا نہیں، میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مخالفت درمیان قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی کے اور جزم کرنے حضرت ﷺ کے کہ وہ پہلے گروہ میں سے ہے اور درمیان سوال کرنے ام حرام رضی اللہ عنہا کے کہ ہو دوسرے گروہ سے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوئی تصریح واسطے ام حرام رضی اللہ عنہا کے کہ وہ دوسرے جہاد کے زمانے سے پہلے مر جائیں گی سو اس نے جائز رکھا کہ وہ اس کو پائے اور ان کے ساتھ جہاد کرے اور حاصل ہو واسطے اس کے اجر دونوں فریق کا سو حضرت ﷺ نے اس کو معلوم کروایا کہ وہ دوسرے جہاد کو نہ پا سکے گی سو جیسے آپ نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا اور یہ جو کہا کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دریا میں سوار ہوئیں تو لیث کی روایت میں ہے کہ نکلیں وہ ساتھ اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے جہاد کو اول جب کہ سوار ہوئے مسلمان سمندر میں ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس وقت کا کہ سوار ہوئے تھے مسلمان دریا میں واسطے جہاد کے اول اور یہ کہ وہ ۲۸۰ ہجری المقدس میں تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت شام کا امیر تھا اور اس حدیث میں اور بھی فوائد ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے رغبت دلاتا ہے جہاد میں اور باعث ہونا ہے اوپر اس کے اور بیان فضیلت مجاہد کا اور اس میں جواز سوار ہونا دریا تلخ کا ہے واسطے جہاد کے یعنی سمندر میں اور پہلے گزر چکا ہے بیان اختلاف کا بیچ اس کے اور یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے منع کیا کرتے تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی

اجازت دی کہا ابوبکر بن العربی نے کہ پھر منع کیا اس سے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے پھر اجازت دی بیچ اس کے اس کے بعد اور قرار پایا امر اوپر اس کے اور منقول ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا انہوں نے سوار ہونے سے بیچ سمندر کے ساتھ غیر حج اور عمرے کے اور مانند اس کے کے اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے کہ حرام ہے سوار ہونا وقت موج مارنے اس کے کے اتفاقًا اور مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ عورتوں کو دریا میں سوار ہونا مطلق منع ہے واسطے اس چیز کے کہ خوف کی جاتی ہے اطلاع ان کی سے مردوں کی شرم گاہوں پر بیچ اس کے اس واسطے کہ دشوار ہے بچنا اس سے اور خاص کیا ہے اس کے اصحاب نے اس کو ساتھ چھوٹی کشتیوں کے اور بہر حال جہاز اور بڑی کشتیاں کہ ممکن ہو ان میں پردہ کرنا ساتھ جگہوں کے کہ خاص ہوں ساتھ عورتوں کے تو نہیں ہے کوئی حرج بیچ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے آرزو کرنی شہادت کی اور یہ کہ جو مر جائے جہاد میں وہ ملحق ہے ساتھ اس شخص کے جو جہاد میں قتل کیا جائے اسی طرح کہا ہے ابن عبدالبر نے اور وہ ظاہر ہے قصہ کا لیکن اصل فضیلت میں برابر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ درجوں میں بھی برابر ہوں اور میں نے ذکر کیا ہے باب الشہداء میں بہت لوگوں کو بلایا جاتا ہے ان کو شہید اگرچہ نہیں قتل کیے گئے معرکہ میں اور اس میں مشروع ہونا قیلولہ کا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے مدد سے رات کے کھڑے ہونے پر اور جواز نکالنا اس چیز کا کہ ایذا دے بدن کو جوں وغیرہ سے اور مشروع ہونا جہاد کا ساتھ ہر امام کے واسطے شامل ہونے اس کے کو اوپر اس شخص کے کہ جہاد کرے قیصر کے شہر کا اور تھا امیر اس جہاد کا یزید بن معاویہ اور یزید یزید ہے اور ثبوت فضل غازی کا جب کہ نیک ہو نیت اس کی اور اس میں کئی قسم خبر دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ساتھ امر آئندہ کے سو واقع ہوا جس طرح کہ آپ نے فرمایا اور یہ شمار کیا گیا ہے آپ کی پیغمبری کی نشانیوں سے ایک خبر دینا آپ کا ہے ساتھ باقی رہنے امت آپ کی کے بعد آپ کے اور یہ کہ ان میں صاحب قوت اور شوکت کے ہوں اور وہ جو دشمن کو زخمی کریں گے اور یہ کہ قدرت پائیں گے شہروں پر یہاں تک کہ جہاد کریں گے دریا میں اور یہ کہ ام حرام رضی اللہ عنہا اس زمانے تک زندہ رہے گی کہ وہ ہوگی ساتھ ان لوگوں کے جو سمندر میں سوار ہو کر جہاد کریں گے اور یہ کہ وہ دوسرے جہاد کا زمانہ نہ پائے گی اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دوسرے گروہ میں نہیں اور اس میں جواز خوشی کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا ہو نعمتوں سے اور ہنسنا وقت حصول خوشی کے واسطے ہنسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعجب سے ساتھ اس چیز کے کہ دیکھی بجا لانے امت اپنی کے سے آپ کے حکم کو ساتھ جہاد دشمن کے اور جو ثواب دیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور جو وارد ہوا ہے اس کے بعض طریقوں میں ساتھ لفظ تعجب کے محمول ہے اوپر اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مہمان کو سونا دوپہر کے وقت غیر کے گھر میں ساتھ شرط اس کی کے مانند اجازت کے اور امن کے فتنہ سے اور یہ کہ جائز ہے واسطے اجنبی عورت کے یہ کہ خدمت کرے مہمان کی ساتھ کھانا کھلانے اس کے کے اور تمہید کے واسطے اس کے اور مانند اس کی

کے اور مباح ہے وہ چیز کہ لائے اس کو عورت واسطے مہمان کے اپنے خاوند کے مال سے اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ جو عورت کے گھر میں ہوتا ہے وہ خاوند کا مال ہوتا ہے اسی طرح کہا ہے ابن بطال نے اور اس میں ہے کہ وکیل اور امانت دار جب جانے کہ اس کا صاحب خوش ہو گا اس چیز سے کہ کرے اس سے تو جائز ہے واسطے اس کے فعل اس کا اور نہیں شک ہے کہ خوش لگتا تھا عبادہ رضی اللہ عنہ کو کھانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس چیز سے کہ اس کو عورت اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے لائے اگرچہ ہو بغیر اجازت خاص کے اس سے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ اس وقت اس کا خاوند نہ تھا میں کہتا ہوں لیکن نہیں حدیث میں وہ چیز جو نفی کرے اس کی کہ وہ اس وقت خاوند والی تھی مگر ابن سعد کی کلام میں وہ چیز ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ وہ اس وقت بے خاوند کے تھی اور اس میں ہے کہ جائز ہے عورت کو خدمت کرنا مہمان کی ساتھ کنگھی کرنے کے اس کے سر میں اور البتہ مشکل ہوا ہے یہ امر ایک جماعت پر سو کہا ابن عبدالبر نے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ام حرام رضی اللہ عنہا یا اس کی بہن ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا سو ہو گئی ہر ایک دونوں میں سے ماں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یا خالہ رضاعی آپ کی اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سوتے تھے اور پہنچتی تھی آپ سے اس چیز کو کہ جائز ہے واسطے محرم کے یہ کہ پہنچے محرم اپنے سے پھر بیان کیا اس نے ساتھ سند اپنی کے یحییٰ بن ابراہیم سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ام حرام رضی اللہ عنہا آپ کے سر کو کنگھی کرے اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھی آپ کے خالاؤں کی طرف سے اس واسطے کہ عبدالمطلب آپ کے دادا کی ماں بنی نجار سے تھی اور بیان کیا یونس کے طریق سے کہ ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھی اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس قیلولہ کرتے تھے اور اس کی گود میں سوتے تھے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کرتی تھی کہا ابن عبدالبر نے جس طور سے ہو سو ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھی اور حکایت کی ہے ابن عربی نے ابن وہب سے قول اس کا یعنی جو اوپر مذکور ہوا اور کہا کہ اس کے غیر نے کہا بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے اپنی شہوت پر غالب تھے اپنی بیوی سے پس کیا حال ہے اس کے غیر کا اس چیز سے کہ وہ پاک ہیں اس سے یعنی جب اپنی بیوی سے اپنی شہوت کو روک سکتے تھے تو پھر اجنبی عورت سے کیونکر نہ روک سکتے تھے؟ اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاک تھے ہر فعل قبیح سے اور بیہودہ بات سے پس ہو گا یہ خاصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا اور احتمال ہے کہ ہو یہ پہلے پردے کے حکم سے اور رد کیا گیا یہ ساتھ اس کے کہ تھا یہ بعد اترنے پردے کے یقیناً اور اول گزر چکا ہے کہ یہ حجۃ الوداع کے بعد تھا اور رد کیا ہے عیاض نے اول کو کہ خاصہ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور ثابت ہونا عصمت کا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلم ہے لیکن اصل نہ خاص ہونا ہے اور جائز ہونا پیروی کا ہے بیچ افعال آپ کے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اوپر خصوصیت کے اور کہا دمیاطی نے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو دلالت کرے خلوت پر ساتھ ام حرام رضی اللہ عنہا کے اور شاید یہ ساتھ ولد کے یا خادم کے یا خاوند کے یا تابع کے، میں کہتا ہوں اور یہ احتمال قوی ہے لیکن اصل اشکال کو دفع نہیں کرتا

واسطے باقی رہنے ملامت کے بیچ کنگھی کرنے کے سر میں اور اسی طرح بیچ سونے کے اس کی گود میں اور بہت بہتر جواب دعویٰ خصوصیت کا ہے یعنی یہ حضرت مَلَّالِيَّمِ کا خاصہ ہے اور نہیں رد کرتا ہے اس کو یہ کہ خاصہ نہیں ہوتا ہے مگر دلیل سے اس واسطے کہ دلیل اس پر واضح ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْجُلُوْسِ كَيْفَ مَا تَيَسَّرَ.

باب ہے بیچ بیان بیٹھنے کے جس طرح کہ میسر اور آسان ہو۔

۵۸۱۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَالْإِحْتِبَآءِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِ الْإِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۵۸۱۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّالِيَّمِ نے منع فرمایا دو طرح کے لباس سے اور دو طرح کی بیع سے ایک لپیٹنے کپڑے سے سب بدن پر اس طرح کہ نماز یا کسی اور کام کے واسطے ہاتھ نہ نکل سکیں دوسرے گوٹ مار کر بیٹھنے سے ایک کپڑے میں اس حال میں کہ آدمی کی شرم گاہ پر اس کپڑے سے کچھ چیز نہ ہو اور بیع ملامست اور منابذہ سے متابعت کی ہے سفیان کی معمر اور محمد اور عبداللہ نے زہری سے۔

فائدہ: احتبا یہ ہے کہ کونوں بیٹھے اور دونوں زانو کو کھڑے کر کے یعنی گوٹ مار کے کپڑا اپنے زانو اور کمر کے گرد لپیٹے اور نیچے سے ستر کھلا رہے اور حدیث کی باقی شرح کتاب الصلوۃ اور بیوع میں گزر چکی ہے، کہا مہلب نے کہ یہ ترجمہ قائم ہے حدیث سے اور اس کا بیان یوں کہ حضرت مَلَّالِيَّمِ نے منع کیا ہے دو حالتوں سے سو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ مباح ہے غیر ان دونوں حالتوں کا اس قسم سے کہ آسان ہو شکلوں اور لباسوں سے جب کہ شرم گاہ کو ڈھانکے، میں کہتا ہوں کہ جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ مناسبت پکڑی جاتی ہے اس سے حضرت مَلَّالِيَّمِ نے ہیئت جلوس سے منع نہ کیا بلکہ اس سے عدول کر کے منع فرمایا دو طرح کے لباس سے کہ مستلزم ہے ہر ایک دونوں میں سے ستر کے کھل جانے کو سو اگر بیٹھنا اپنی ذات کے واسطے مکروہ ہوتا تو نہ تعرض کرتے واسطے ذکر لباس کے سو دلالت کی اس نے کہ نہی اس طرح کے بیٹھنے سے ہے جو نوبت پہنچائے طرف کھل جانے شرم گاہ کے کی اور جو شرم گاہ کے کھلنے کی طرف نوبت نہ پہنچائے وہ مباح ہے ہر صورت میں پھر دعویٰ کیا ہے مہلب نے کہ ان دونوں طرح کے لباس کا منع ہونا خاص ہے ساتھ حالت نماز کے اس واسطے کہ ان میں ستر کھل جاتا ہے اونچے نیچے ہونے میں، اٹھنے بیٹھنے میں اور جو نماز کے سوائے دوسری حالت میں بیٹھا ہوا ہو وہ کچھ چیز نہیں کرتا اور نہیں تصرف کرتا ہے اپنے دونوں ہاتھوں سے پس نہیں

ہے کچھ حرج اوپر اس کے اور پہلے گزر چکا ہے باب الاحتباء میں کہ حضرت ﷺ نے احتباء کیا، میں کہتا ہوں اور غافل ہوا ہے وہ اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے تقیید سے نفس حدیث میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ گوٹ مار کر بیٹھنے سے ایک کپڑے میں اس حال میں کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ چیز نہ ہو اور کتاب اللباس میں گزر چکا ہے کہ احتباء یہ ہے کہ ڈالے اپنا کپڑا اپنے ایک مونڈھے پر پس کھل جائے ایک پہلو اس کی اور ڈھانکنا شرم گاہ مطلوب سے ہر حالت میں اگرچہ زیادہ مؤکد ہے نماز کی حالت میں اس واسطے کہ کبھی باطل ہوتی ہے نماز اس کی ترک کرنے سے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے ابن طاؤس سے کہ وہ مکروہ رکھتا تھا چارزانو ہو کر بیٹھنے کو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب فجر کی نماز پڑھتے تو اپنی بیٹھنے کی جگہ میں چارزانو ہو کر بیٹھتے یہاں تک کہ آفتاب نکلتا اور ممکن ہے توفیق۔ (فتح)

بَاب مَنْ نَّاجٰی بَیْنَ یَدَیِ النَّاسِ وَمَنْ لَّمْ یُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهٖ فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهٖ.

جو کانا پھوسی کرے لوگوں کے روبرو اور جو نہ خبر دے ساتھ بھید ساتھی اپنے کے پھر جب مر جائے تو اس کے ساتھ خبر دے۔

۵۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی عَنْ أَبِیْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ جَمِیْعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِیْ لَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفٰی مِشْیَتُهَا مِنْ مِشْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ یَمِیْنِهٖ أَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَآءً شَدِیْدًا فَلَمَّا رَأٰی حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِیَةَ فَإِذَا هِیَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَیْنِ نِسَائِهٖ خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّرِّ مِنْ بَیْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِیْنَ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

۵۸۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ہم حضرت ﷺ کی بیویاں سب آپ کے پاس تھیں ہم میں سے کوئی چھوڑی نہیں گئی تھیں یعنی سب حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھیں کوئی غیر حاضر نہ تھی سو فاطمہ رضی اللہ عنہا سامنے سے چلتی آئیں قسم ہے اللہ کی ان کی چال حضرت ﷺ کی چال سے پوشیدہ نہ تھی یعنی ان کی چال حضرت ﷺ کی چال کے موافق تھی سو جب حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے میری بیٹی! مرحبا، پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں طرف بٹھایا پھر ان سے کان میں بات کی سو فاطمہ رضی اللہ عنہا سخت روئیں سو جب حضرت ﷺ نے ان کے غم کو دیکھا تو دوسری بار پھر ان سے کان میں بات کی سو اچانک وہ ہنسنے لگیں سو میں نے ان سے کہا کہ میں حضرت ﷺ کی بیویوں سے ہوں حضرت ﷺ نے تجھ کو ہمارے درمیان سے بھید کے ساتھ خاص کیا ہے پھر تم روتی ہو پھر جب حضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے تو میں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ فَأَخْبَرَتْنِيْ قَالَتْ أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهٗ أَخْبَرَنِيْ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهٗ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهٗ قَدْ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَإِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِيْ رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.

نے ان سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے تم سے کیا سرگوشی کی؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے بھید کو ظاہر نہیں کروں گی سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تجھ کو قسم دیتی ہوں اس حق کی جو میرا تجھ پر ہے کہ البتہ تو مجھ کو خبر دے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں اب تو کچھ مضائقہ نہیں خبر دیتی ہوں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو خبر دی کہا کہ بہرحال جب حضرت ﷺ نے پہلی بار مجھ سے کان میں بات کی سو بے شک آپ نے مجھ کو خبر دی کہ جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن کا دور کیا کرتا تھا اور تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ اس نے مجھ سے اس سال دو بار دور کیا ہے سو میں نہیں دیکھتا اپنی موت کو مگر کہ قریب ہو سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور صبر کرنا کہ بے شک میں خوب پیشوا ہوں واسطے تیرے سو میں روئی رونا جو تو نے دیکھا سو جب حضرت ﷺ نے میری بے قراری دیکھی تو دوسری بار مجھ سے کان میں بات کی سو فرمایا کہ اے فاطمہ! کیا تو راضی نہیں اس سے کہ تو مسلمانوں کی عورتوں کی سردار یا یوں فرمایا کہ تو اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب اور وفات نبوی میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ خبر دی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے بعد انتقال حضرت ﷺ کے کہا ابن بطال نے کہ سرگوشی کرنی ایک کے ساتھ ایک کی جماعت کے روبرو جائز ہے اس واسطے کہ جو معنی کہ خوف کیے جاتے ہیں ترک واحد کے سے وہ نہیں خوف کیے جاتے ترک جماعت کے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ظاہر کرنا بھید کا جب کہ دور ہو وہ چیز کہ مترتب ہو اوپر ظاہر کرنے اس کے ضرر سے اس واسطے کہ اصل راز میں کتمان ہے نہیں تو اس کا کچھ فائدہ نہیں اور کہا ابن تین نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ میں تجھ کو قسم دیتی ہوں اس حق کی جو میرا تجھ پر ہے جائز ہونا قسم کا واسطے غیر اللہ تعالیٰ کے اور مدونہ میں مالک رحمہ اللہ سے ہے کہ جب کہے اغرم عليك بالله اور نہ کرے تو نہیں حانث ہوتا اور اگر کہے کہ اغرم بالله ان تفعل پس نہ کرے تو حانث ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ قسم ہے اور جو شافعیہ کے نزدیک ہے یہ ہے کہ یہ دونوں صورتوں

میں راجع ہے طرف قصد قسم کھانے والے کی اگر اپنی قسم کا قصد ہو تو قسم ہے اور اگر مخاطب کی قسم کا قصد ہو یا شفاعت کا یا مطلق بولے تو نہیں ہے قسم۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتِلْقَآءِ.

باب ہے بیچ بیان چت لیٹنے کے یعنی برابر ہے کہ اس کے ساتھ سونا ہو یا نہ ہو۔

فائدہ: یہ ترجمہ اور اس کی حدیث کتاب اللباس میں گزر چکی ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان حکم کا ابواب المساجد میں اور ذکر کیا ہے میں نے اس جگہ قول اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ نہی اس سے یعنی چت لیٹنے سے منسوخ ہے اور یہ کہ تطبیق اولیٰ ہے اور یہ کہ محل نہی کا اس جگہ ہے کہ ظاہر ہو شرم گاہ اور جائز اس جگہ ہے کہ نہ ظاہر ہو اور یہ جواب خطابی اور اس کے تابعداروں کا ہے اور نقل کیا ہے میں نے قول اس شخص کا جو ضعیف کہتا ہے حدیث کو جو اس میں وارد ہے اور گمان کیا ہے اس نے کہ صحیح میں نہیں اور وارد کیا ہے میں نے اس پر کہ وہ صحیح مسلم میں ہے۔ (فتح)

۵۸۱۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبَّادُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى.

۵۸۱۳۔ حضرت عباد سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنا چچا سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا اس حال میں کہ ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا۔

بَابُ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ

نہ سرگوشی کریں دو سوائے تیسرے کے یعنی نہ بات کریں کان میں

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْۤا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ وَقَوْلُهٗ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْۤا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو تو نہ سرگوشی کرو ساتھ گناہ کے اور تعدی کے اس قول تک پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آگے کر لو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ تم عمل کرتے ہو۔

خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے ان دونوں آیتوں کے اس کی طرف کہ کانا پھوسی جائز جو ماخوذ ہے مفہوم حدیث کے سے مقید ہے ساتھ اس کے کہ نہ ہو گناہ اور تعدی میں اور یہ جو کہا کہ آگے کرلو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات تو روایت کی ہے ترمذی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور روایت کی ہے سفیان بن عیینہ نے اپنی جامع میں کہ جب یہ آیت اتری تو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرگوشی نہ کرتا تھا مگر کہ خیرات کرتا تھا سو پہلے پہل علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کانا پھوسی کی اور ایک دینار خیرات کی پھر رخصت اتری ﴿فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا﴾ سو جب تم نے نہ کیا۔ (فتح)

٥٨١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ.

٥٨١٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو نہ کانا پھوسی کریں دو سوائے تیسرے کے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اس واسطے کہ یہ اس کو دل گیر کرتا ہے اور ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہو گی مناسبت حدیث کے واسطے آیت کے قول اس کے سے ﴿لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ آمَنُوا﴾۔

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

باب ہے بیچ بیان نگاہ رکھنے راز کے یعنی نہ ظاہر کرنے اس کے

٥٨١٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ وَلَقَدْ سَأَلَتْنِيْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ.

٥٨١٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک راز آہستہ کہا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اس کی خبر نہیں دی اور البتہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھا سو میں نے وہ راز اس کو بھی نہیں بتلایا۔

فائدہ: کہا بعض علماء نے کہ شاید یہ راز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کے ساتھ خاص تھا نہیں تو اگر علم سے ہوتا تو کسی آدمی کو اس کے چھپانے کی گنجائش نہ تھی کہا ابن بطال نے کہ جس پر اہل علم ہیں یہ ہے کہ راز کو ظاہر نہ کیا جائے جب کہ اس کے صاحب پر اس سے ضرر ہو اور اکثر کہتے ہیں کہ جب وہ مر جائے تو نہیں لازم آتا اس کے چھپانے سے وہ

چیز کہ لازم آتی تھی اس کی زندگی میں مگر یہ کہ ہو اس میں اس پر نقص میں کہتا ہوں کہ ظاہر تقسیم ہونا اس کا ہے بعد موت کے طرف اس چیز کی کہ مباح ہے اور کبھی مستحب ہوتا ہے ذکر اس کا اگر چہ مکروہ جانے اس کو راز والا جیسا کہ ہو واسطے اس میں تزکیہ کرامت سے یا مناقب سے اور مانند اس کے سے اور طرف اس کی کہ مکروہ ہے مطلق اور کبھی حرام ہوتا ہے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اور کبھی واجب ہوتا ہے جیسے کہ ہو اس میں وہ چیز کہ واجب ہے ذکر اس کا اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ میرا راز نگاہ رکھ تو ایماندار ہو گا اور ایک حدیث میں ہے کہ دو مجلس کرنے والے امانت کے ساتھ بات کرتے ہیں سو نہیں حلال ہے واسطے کسی کے یہ کہ ظاہر کرے اپنے ساتھی پر اس چیز کو کہ مکروہ جانے مگر تین رازوں کا ظاہر کرنا جائز ہے ایک وہ ہے کہ اس میں خون ریزی ہو یا شرم گاہ حرام ہو یا اس میں غیر کا مال ناحق کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو نہیں ڈر ہے ساتھ سرگوشی اور کانا پھوسی کے یعنی ساتھ بعض کے سوائے بعض کے۔

۵۸۱٦۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ أَجْلَ أَنْ يُّحْزِنَهُ.

۵۸۱٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی چپکے سے کان میں بات نہ کریں سوائے تیسرے کے یہاں تک کہ تم لوگوں کے ساتھ ملو اس سبب سے کہ یہ اس کو دل گیر کرتا ہے۔

فائدہ: یہاں تک کہ تم لوگوں سے ملو یعنی ملیں تین آدمی ساتھ غیر اپنے کے اور غیر عام تر ہے اس سے کہ ایک ہو یا زیادہ پس مطابق ہوگی حدیث ترجمہ کو اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب چار ہوں تو نہیں ہے سرگوشی دو کی واسطے ممکن ہونے اس کے کہ دوسرے دو بھی سرگوشی کریں اور وارد ہو چکا ہے یہ صریح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب چار ہوں تو نہیں ضرر کرتا اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب سرگوشی کا ارادہ کرتے تو تین آدمی ہوتے تو چوتھے کو بلاتے اور لیا جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ یہاں تک کہ تم لوگوں سے ملو کہ جمع تین سے زائد ہو یعنی برابر ہیں کہ اتفاقاً آئے یا بلانے سے اس میں کچھ ڈر نہیں جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اور یہ جو فرمایا کہ یہ اس کو دل گیر کرتا ہے اس واسطے کہ اس کو وہم ہوتا ہے کہ ان دونوں کی سرگوشی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے بد ہونے رائے ان دونوں کے ہے بیچ اس کے یعنی وہ خیال کرے گا کہ مجھ کو مشورے کے لائق نہیں جانتے یا کچھ میری بدی کے ذکر میں ہیں اور لیا جاتا ہے تعلیل سے مستثنیٰ ہونا ایک صورت کا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطلق جواز سے جب کہ ہوں چار اور وہ اس چیز سے ہے جب کہ ہو درمیان ایک کے جو باقی ہے اور درمیان وہ کے عداوت کسی سبب سے کہ دغا کریں

ساتھ اس کے یا ایک دونوں کے اس واسطے کہ وہ ایک کے حکم میں ہوتا ہے اور راہ دکھلایا ہے اس تعلیل نے کہ چپکے سے کان میں بات کہنے ولا جب ان لوگوں میں سے ہو کہ جب کسی کو سرگوشی کے ساتھ خاص کرے تو باقی لوگوں کو دل گیر کرے تو یہ منع ہے مگر یہ کہ ہو کسی امر مہم میں کہ نہ قدح کریں دین میں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہ کان میں بات کریں تین ایک کو چھوڑ کر اور نہ دس اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا ہے کہ ایک کو نہ چھوڑا جائے کہا اور یہ استنباط کیا گیا ہے باب کی حدیث سے اس واسطے کہ معنی بیچ ترک جماعت کے واسطے واحد کی مانند چھوڑنے دو کی ہے ایک کو اور کہا کہ یہ حسن ادب ہے تا کہ آپس میں بغض پیدا نہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا ہے تین کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ اول عدد ہے کہ تصور کیے جاتے ہیں اس میں یہ معنی سو جب پائے جائیں معنی بیچ اس کے لاحق کیا جائے گا ساتھ اس کے حکم میں کہا ابن بطال نے اور جوں جوں زیادہ ہو گی جماعت ساتھ اس شخص کے کہ نہیں سرگوشی کرتا ہو گا بعید تر واسطے حاصل ہونے غم کے اور وجود تہمت کے پس ہو گا اولیٰ اور جب تنہا ہو ایک جماعت ساتھ کانا پھوسی کے ایک جماعت کو چھوڑ کر تو اس میں اختلاف ہے کہا ابن تین نے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں دلالت کرتی ہے جواز پر پھر ذکر کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس شخص کے قصے میں جس نے کہا کہ اس تقسیم سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود نہیں اور مراد اس سے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ایک جماعت میں تھے سو میں نے آپ سے چپکے سے کان میں بات کی اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ دور ہوتی ہے ممانعت جب کہ باقی رہی جماعت کہ نہ ایذا پائیں ساتھ سرگوشی کے اور مستثنیٰ ہے اصل حکم سے وہ چیز جب کہ اجازت دے وہ شخص کہ باقی ہو برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ واسطے دو کے سرگوشی میں سوائے اس کے یا سوائے ان کے اس واسطے کہ ممانعت دور ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ حق اس شخص کا ہے جو باقی ہو اور بہر حال جب سرگوشی کریں دو ابتدا اور اس جگہ تیسرا ہو اس طرح سے کہ اگر دونوں اونچی کلام کریں تو ان کی کلام کو نہ سنے پھر آئے تا کہ ان کے کلام کو سنے تو نہیں جائز ہے جیسے کہ نہ ہو حاضر ساتھ ان کے بالکل اور روایت کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں سعید مقبری کی روایت سے کہا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما پر گزرا اور ان کے ساتھ ایک مرد بات کرتا تھا سو میں ان کے پاس کھڑا ہوا انہوں نے میرے سینے میں مکا مارا اور کہا کہ جب تو دو آدمیوں کو بات کرتے پائے تو ان کے پاس کھڑا مت ہو یہاں تک کہ تو ان سے اجازت لے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا کہ تو نے نہیں سنا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب دو آدمی سرگوشی کریں تو نہ داخل ہو ساتھ ان کے غیر ان کا یہاں تک کہ ان سے اجازت لے کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ داخل ہو دو آدمیوں پر کہ آپس میں چپکے سے بات کرتے ہوں ان کی سرگوشی کی حالت میں، میں کہتا ہوں اور نہیں لائق ہے واسطے کسی داخل ہونے والے کے یہ کہ بیٹھے پاس ان کے اگرچہ ان سے دور ہو کر مگر ان کی اجازت سے اس

واسطے کہ جب کہ انہوں نے چپکے سے بات شروع کی اور حالانکہ کوئی ان کے پاس نہیں تھا تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ان کی یہ ہے کہ کوئی ان کی کلام پر مطلع نہ ہو اور مؤکد ہے یہ جب کہ ہو ایک کی آواز موٹی نہ حاصل ہو اس سے پوشیدہ کرنا کلام کا حاضر سے اور کبھی ہوتی ہے واسطے بعض لوگوں کے قوت فہم کی اس طور سے کہ جب کچھ کلام سنے تو باقی استدلال کرتا ہے واسطے باقی کے یعنی سب کلام کو سمجھ جاتا ہے پس محافظت کرنی اوپر ترک اس چیز کے کہ ایذا دے مسلمان کو مطلوب ہے اگرچہ اس کے مراتب میں فرق ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حدیث میں حرام ہونا ہے سنّا سرگوشی کا جب کہ ہو بغیر رضا کے اور دوسری جگہ میں کہا مگر اس کی اجازت سے صریح ہو یا غیر صریح ہو اور اجازت خاص تر ہے رضا اس واسطے کہ رضا مندی کبھی معلوم ہوتی ہے قرینہ سے پس کفایت کی جاتی ہے ساتھ اس کے تصریح سے اور ظاہر اطلاق کا یہ ہے کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے درمیان حضر اور سفر کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور حکایت کی ہے عیاض نے اور لفظ اس کا یہ ہے کہا گیا ہے کہ مراد ساتھ اس حدیث کے سفر ہے اور ان جگہوں میں کہ نہ امن ہو مرد کو اپنے رفیق سے یا نہ پہچانے اس کو یا نہ اعتبار کرتا ہو ساتھ اس کے اور اس طرح سے ڈرے اور البتہ مروی ہے اس میں اثر، کہا ابن عربی نے کہ حدیث کا لفظ اور معنی عام ہے اور علت غم ہے اور وہ موجود ہے سفر میں اور حضر میں سو واجب ہے کہ عام ہو نہی دونوں کو۔ (فتح)

٥٨١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِنَّ هٰذِهٖ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهٗ وَهُوَ فِيْ مَلَإٍ فَسَارَرْتُهٗ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسٰى أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

٥٨١٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کچھ بانٹا تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا بے شک یہ ایسی تقسیم ہے کہ اس میں وجہ اللہ (رضائے الٰہی) کا ارادہ نہیں کیا گیا تو میں نے کہا خبردار! اللہ تعالیٰ کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور جاؤں گا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ جماعت میں بیٹھے تھے سو میں نے آپ کے کان میں (انصاری مرد کا قول) کہہ دیا تو آپ ایسے غضبناک ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا پھر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے وہ تو اس سے بھی زیادہ ستائے گئے اور صبر کیا۔

بَابُ طُوْلِ النَّجْوٰى وَقَوْلُهٗ ﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى﴾ مَصْدَرٌ مِّنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ

باب ہے بیچ بیان طول سرگوشی کے اور بیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى﴾ اور نجویٰ مصدر ہے ناجیت سے پس وصف کیا ان کو ساتھ نجویٰ کے اور معنی اس کے

یہ ہیں کہ جب وہ باہم کانا پھوسی کرتے ہیں۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا بیچ تفسیر آیت کے سورۂ سبحان میں۔

۵۸۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَرَجُلٌ يُنَاجِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يُنَاجِيْهِ حَتّٰى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى.

۵۸۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر ہوئی اور ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کانا پھوسی کرتا تھا ہمیشہ رہا وہ مرد آپ سے سرگوشی کرتا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سو گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

نہ چھوڑی جائے آگ گھر میں سونے کے وقت

۵۸۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ.

۵۸۱۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ رکھا کرو آگ کو اپنے گھروں میں جب سویا کرو یعنی اس واسطے کہ اکثر آگ لگ جاتی ہے۔

۵۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ.

۵۸۲۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے میں رات کو ایک گھر مع گھر والوں کے جل گیا تو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا حال بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ آگ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہاری دشمن ہے سو جب تم سونے کا ارادہ کیا کرو تو اپنے پاس سے اس کو بجھایا کرو۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان ہے حکمت نہی کا اور وہ خوف جل جانے کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سوتے وقت آگ ہو یا چراغ ہو بجھا دینا چاہیے۔

۵۸۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيْرٍ هُوَ ابْنُ شِنْظِيْرٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ

۵۸۲۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈھانکو برتنوں کو اور بند کرو

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ.

دروازوں اور بجھا دو چراغوں کو اس لیے کہ چوہا اکثر وقت کھینچ لے جاتا ہے بتی کو سو جلا دیتا ہے گھر والوں کو۔

فائدہ: اور یہ جو فرمایا کہ جب تم سویا کرو تو مقید کیا ہے اس کو ساتھ سونے کے واسطے حاصل ہونے غفلت کے ساتھ اس کے اکثر اوقات اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ جب پائی جائے غفلت تو حاصل ہوتی ہے نہی اور یہ جو فرمایا کہ آگ تمہاری دشمن ہے تو ابن عربی نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مخالف ہے ہمارے بدنوں اور مالوں کو جیسے دشمن مخالف ہوتا ہے اگرچہ ہمارے واسطے اس میں نفع ہے لیکن نہیں حاصل ہوتا ہے وسطے ہمارے نفع اس سے مگر ساتھ واسطہ کے سو مطلق فرمایا کہ وہ ہماری دشمن ہے واسطے پائے جانے معنی عداوت کے بیچ اس کے کہا قرطبی نے کہ امر اور نہی اس حدیث میں واسطے ارشاد کے ہے اور کبھی ہوتا ہے واسطے ندب کے اور جزم کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ وہ واسطے ارشاد کے ہے اس واسطے کہ اس میں مصلحت دنیاوی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس میں مصلحت دینی بھی ہے اور وہ بچانا جان کا جس کا قتل کرنا حرام ہے اور بچانا مال کا ہے جس کا بے جا خرچ کرنا حرام ہے اور کہا قرطبی نے کہ ان حدیثوں میں ہے کہ ایک آدمی جب کسی گھر میں سوئے کہ اس کے سوائے اس میں کوئی نہ ہو اور اس میں آگ ہو تو لازم ہے اس پر کہ اس کو بجھا ڈالے اپنے سونے سے پہلے یا کرے ساتھ اس کے وہ چیز کہ بے خوف ہو ساتھ اس کے جلنے سے اور یہی حکم ہے جب کہ گھر میں جماعت ہو کہ متعین ہے بعض پر بجھا ڈالنا اس کا اور لائق تر ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو سب سے پیچھے سوئے اور جو اس میں قصور کرے تو وہ سنت کا مخالف ہے اور اس کے ادا کا تارک ہے اور روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک چوہا آیا اور اس نے بتی کو کھینچ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈالا اس مصلے پر جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے سو بقدر درہم کے اس سے جل گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سویا کرو تو چراغ بجھا دیا کرو اس واسطے کہ شیطان ایسی چیز کو ایسے کام کی طرف راہ دکھلاتا ہے اور اس حدیث میں بھی بیان ہے سبب امر کا اور بیان باعث کا واسطے چوہے کے اوپر کھینچنے بتی کے اور وہ شیطان ہے پس مدد لیتا ہے اور وہ آدمی کا دشمن ہے اوپر اس کے اور دشمن سے اور وہ آگ ہے پناہ دے ہم کو اللہ دشمنوں کی کید سے وہ مہربان ہے رحم کرنے والا اور کہا ابن دقیق العید نے کہ جب علت بیچ بجھانے چراغ کے خوف کھینچنے چوہے کا ہے بتی کو تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ جب چراغ ایسی جگہ پر ہو کہ اس کی طرف چوہا نہ پہنچ سکتا ہو تو نہیں منع روشن رکھنا اس کا جیسے کہ ہوتا ہے ملائم کے منارے پر کہ وہاں چوہا نہ چڑھ سکے یا ہو مکان اس کا بعید اس جگہ سے

کہ ممکن نہ ہو کہ اس سے چراغ پر کود ے اور بہر حال وارد ہونا امر کا ساتھ بجھانے آگ کے مطلق جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور وہ عام تر ہے چراغ کی آگ سے سو پیدا ہوتا ہے اس سے فساد اور سوائے کھینچنے بتی کے مانند گرنے کسی چیز کے چراغ سے اوپر بعض اسباب گھر کے اور مانند گرنے منارے کے پس کھنڈ جائے چراغ طرف کسی چیز کی اسباب سے سو اس کو جلا ڈالے پس حاجت پڑتی ہے طرف اطمینان کی اس سے سو جب حاصل ہو اطمینان اس طور سے کہ اس کے ساتھ چلنے سے امن حاصل ہو تو دور ہوتا ہے حکم ساتھ دور ہونے علت اس کی کے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے نووی رحمہ اللہ نے قندیل میں یعنی اگر چراغ قندیل میں ہو تو بجھانا ضروری نہیں اس واسطے کہ اس سے آگ نکلنے کا خوف نہیں جیسا چراغ سے خوف ہے اور کہا ابن دقیق العید نے بھی کہ اکثر لوگ ان امروں کو وجوب پر حمل نہیں کرتے اور اہل ظاہر ان کو ظاہر پر حمل کرتے ہیں اور نہیں خاص ہے ساتھ ظاہری کے بلکہ واجب حمل کرنا ظاہر ہے مگر واسطے معارض ظاہر کے کہ قائل ہیں ساتھ اس کے قیاس والے اگرچہ اہل ظاہر اولیٰ ہیں ساتھ التزام کرنے اس کے کے اس واسطے کہ نہیں التفات کرتے وہ طرف مفہومات اور مناسبات کے اور یہ امر کئی قسم پر ہیں باعتبار مقاصد اپنے کے سو بعض امر محمول ہے ندب پر اور وہ بسم اللہ کہنا ہے ہر حال میں اور بعض امر ندب اور ارشاد دونوں پر محمول ہے جیسے دروازوں کا بند کرنا اس واسطے کہ شیطان نہیں کھولتا بند دروازے کو اس واسطے کہ بچنا شیطان کی مخالطت سے مندوب ہے اگرچہ اس کے نیچے کئی مصالح دنیاوی ہیں مانند نگہبانی کی اور اسی طرح بند کرنا مشکوں کا اور ڈھانکنا برتنوں کا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

باب ہے بیچ بیان بند کرنے دروازوں کے رات میں

٥٨٢٢۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُمْ وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ قَالَ هَمَّامٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ يَعْرُضُهُ.

٥٨٢٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم رات کو سویا کرو تو بجھا دیا کرو چراغوں کو اور بند کیا کرو دروازوں کو اور بند کیا کرو منہ مشکوں کے اور ڈھانکو کھانے اور پینے کو کہا ہمام راوی نے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فرمایا اگرچہ لکڑی سے ہو۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ حکم ساتھ بند کرنے دروازوں کے مصالح دینی اور دنیاوی سے ہے واسطے نگاہ رکھنے جان اور مال اہل فساد سے خاص کر شیطانوں سے اور یہ جو فرمایا کہ شیطان دروازے کو نہیں کھولتا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ امر ساتھ بند کرنے دروازوں کے واسطے مصلحت دور کرنے شیطان کے ہے آدمی کے ساتھ ملنے سے

اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ تعلیل کے واسطے تنبیہ کرنے کے اس چیز پر کہ پوشیدہ ہے اس چیز سے کہ نہیں اطلاع پائی جاتی ہے اس پر کہ مگر پیغمبری کی جانب سے اور ایک روایت میں سب امروں میں اتنا زیادہ ہے اور یاد کر نام اللہ کا اوپر اس کے اور البتہ حمل کیا ہے اس کو ابن بطال نے عموم پر اور اشارہ کیا ہے طرف اشکال کی سو کہا کہ حضرت ﷺ نے خبر دی ہے کہ شیطان نہیں دیا گیا ہے قوت اوپر کسی چیز کے اس سے اگرچہ دیا گیا ہے وہ چیز جو اس سے زیادہ ہے اور وہ داخل ہونا اس کا ہے ان جگہوں میں کہ نہیں قادر ہے آدمی یہ کہ داخل ہو بیچ ان کے، میں کہتا ہوں اور وہ زیادتی جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے دور کرتی ہے اس اشکال کو اور وہ یہ ہے کہ ذکر اللہ کا حائل ہوتا ہے درمیان اس کے اور درمیان فعل ان چیزوں کے اور تقاضا اس کا یہ ہے کہ وہ قادر ہے ان سب چیزوں پر جب کہ نہ ذکر کیا جائے نام اللہ کا اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو مسلم نے روایت کی ہے کہ جب مرد اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے اور کھانے کے وقت تو شیطان کہتا ہے یعنی اپنی قوم کو کہ نہ تم کو رات کا ٹھکانہ ہے نہ کھانا اور جب داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے ٹھکانہ پایا اور یہ جو فرمایا کہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا تو احتمال ہے کہ عموم پر یعنی خواہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو یا نہ لیا ہو اور احتمال ہے کہ خاص ہو ساتھ اس کے جب کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے اور احتمال ہے کہ ہو منع واسطے امر کے کہ متعلق ہے ساتھ جسم اس کے اور حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو شیطان کے گھر سے باہر ہے وہ گھر میں داخل نہیں ہوتا اور بہرحال جو شیطان کہ گھر میں داخل ہے سو نہیں دلالت کرتی ہے حدیث اس کے نکل جانے پر سو ہوگا یہ واسطے تخفیف معتدی کے نہ اٹھانے اس کے اور احتمال ہے کہ ہو بسم اللہ کہنا وقت بند کرنے کے تقاضا کرتا دفع کرنے اس شیطان کے کو کہ گھر میں ہے اور بنا بر اس کے پس لائق ہے کہ ہو بسم اللہ کہنا ابتدا بند کرنے سے اس کے تمام ہونے تک اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے بند کرنا منہ وقت جمائی کے واسطے داخل ہونے اس کے عام دروازوں میں۔ (فتح)

بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ الْكِبَرِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ

ختنہ کرنا بعد بڑے ہونے کے اور اکھاڑنا بغل کے بالوں کا

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس ترجمہ کے ساتھ کتاب استیذان کی یہ ہے کہ ختنہ تقاضا کرتا ہے اجتماع کو جگہوں میں غالبا۔

۵۸۲۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ

۵۸۲۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں پیدائشی سنت ہیں ایک ختنہ کرنا دوسری زیر ناف کے بال مونڈنا تیسری بغل کے بال اکھاڑنا چوتھی مونچھ کتروانا پانچویں ناخن کاٹنا۔

خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں گزر چکی ہے اور اسی طرح حکم ختنے کا اور استدلال کیا ہے ابن بطال نے اوپر واجب ہونے اس کے ساتھ اس کے کہ جب مسلمان اسلام لائے تو ان کو ختنہ کرنے کا حکم نہ ہوا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ کسی عذر کے واسطے چھوڑے گئے ہوں یا قصہ ان کا ختنہ واجب ہونے سے پہلے تھا یا ان کا ختنہ ہوا ہو پھر نہیں لازم آتا ہے عدم نقل سے نہ واقع ہونا اور البتہ ثابت ہو چکا ہے امر واسطے غیر اس کے۔ (فتح)

٥٨٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُومِ مُخَفَّفَةً.

۵۸۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے بعد اسی برس کے اور ختنہ کیا قدوم سے جو بغیر تشدید کے ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو بیس برس کے بعد ختنہ کیا اور ممکن ہے جمع ساتھ اس کے کہ ہو مراد ساتھ قول اس کے کہ وہ اسی سال کے تھے اس وقت سے کہ جدا ہوئے اپنی قوم سے اور ہجرت کی عراق سے طرف شام کی اور یہ کہ روایت دوسری اور وہ ایک سو بیس کے تھے پیدا ہونے کے وقت سے ہے، کہا مہلب نے کہ ابراہیم علیہ السلام کا اسی برس کے بعد ختنہ کرنا نہیں ہے اس قسم سے کہ واجب ہو ہم پر مثل فعل اس کے اس واسطے کہ عام لوگ تو اسی برس کو نہیں پہنچتے بلکہ اسی برس سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ختنہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت میں کہ وحی کی اللہ نے ان کی طرف اس کے ساتھ اور حکم کیا ان کو ساتھ اس کے اور نظر تقاضا کرتی ہے یہ کہ نہ ہو لائق ختنہ کرنا مگر وقت حاجت کے اس کی طرف واسطے استعمال کرنے آلت کے بیچ جماع کے جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جس جگہ کہا کہ ختنہ نہ کرتے تھے مرد کو یہاں تک کہ بالغ ہوتا پھر کہا کہ ختنہ کرنا چھوٹی عمر میں چاہیے واسطے آسان ہونے امر کے لڑکے پر واسطے ضعیف ہونے عقل اس کی کے اور کم ہونے فہم اس کے، میں کہتا ہوں کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ قصے ابراہیم علیہ السلام کے واسطے مشروع ہونے ختنے کے یہاں تک کہ اگر مؤخر ہو واسطے کسی مانع کے یہاں تک کہ عمر مذکور کو پہنچے تو نہیں ساقط ہوتی ہے طلب اس کی اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ترجمہ کے اور اس کی یہ مراد نہیں کہ مشروع ہے مؤخر کرنا ختنے کا بڑے ہونے تک تا کہ حاجت ہو طرف عذر کرنے کی اس سے اور بہر حال جو تعلیل کہ اس نے بطورِ نظر کے ذکر کی ہے سو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حکمت ختنہ کرنے کی نہیں بند ہے بیچ کامل کرنے اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ جماع کے بلکہ

اور واسطے اس چیز کے کہ خوف کیا جاتا ہے بند ہونے بول کے سے بیچ زائد گوشت کے خاص کر واسطے ڈھیلے لینے والے کے سو نہیں امن ہے کہ بول بھی اور کپڑا اور بدن پلید ہو جائے سو ہو گا جلدی کرنا واسطے قطع کرنے اس کے نزدیک پہنچنے کی طرف اس عمر کی کہ حکم کیا جاتا ہے اس میں لڑکا ساتھ نماز کے لائق تر وقتوں کا اور کہا بعض نے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بسوئے سے ختنہ کیا اور شاید دونوں امر کا اتفاق ہوا ہو۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُّوْمِ وَهُوَ مَوْضِعٌ مُشَدَّدٌ.

اس روایت میں ہے کہ قدوم تشدید کے ساتھ ہے اور وہ جگہ ہے۔

۵۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ أَنْتَ حِيْنَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ قَالَ وَكَانُوْا لَا يَخْتِنُوْنَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا خَتِيْنٌ.

۵۸۲۵۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تو کتنی عمر کا تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے؟ کہا کہ میں اس دن ختنہ کیا گیا تھا، کہا اور دستور تھا کہ نہ ختنہ کرتے تھے مرد کا یہاں تک کہ بالغ ہوتا اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور میں ختنہ کیا گیا تھا یعنی میں بالغ تھا۔

بَابٌ كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللهِ

باب ہے اس بیان میں کہ ہر کھیل باطل ہے جب باز رکھے اس کو اللہ کی بندگی سے

فائدہ: یعنی مانند اس شخص کی کہ مشغول ہو ساتھ کسی چیز کے چیزوں سے مطلق برابر ہے کہ اس کے فعل کی اجازت ہو یا نہی کی گئی ہو مثل اس کے جو مشغول ہو ساتھ نماز نفل کے یا تلاوت کے یا ذکر کے یا فکر کرنے کے قرآن کے معانی میں مثلاً یہاں تک کہ فوت ہوا وقت نماز فرض کا جان بوجھ کر سو بے شک وہ داخل ہوتا ہے نیچے اس ضابطہ کے اور جب ہوا یہ حال ان چیزوں میں کہ رغبت دی گئی ہے بیچ ان کے مطلوب ہے فعل ان کا تو کیا حال ہے اس چیز کا کہ اس سے کم ہے اور اول اس ترجمہ کا لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور چار نے عقبہ کی حدیث سے کہ ہر چیز کہ کھیلتا ہے ساتھ اس کے مرد مسلمان باطل ہے مگر تیر اندازی اس کی اپنی کمان سے اور ادب سکھلانا اس کا

اپنے گھوڑے کو اور کھیلنا اپنے گھر والوں سے اور شاید چونکہ یہ حدیث بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو استعمال کیا اس کو لفظ ترجمہ کا اور استنباط کے معنی سے وہ چیز ہے کہ قید کرے ساتھ اس کے حکم مذکور کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیر اندازی کو کھیل کہا واسطے پھیرنے رغبتوں کے طرف تعلیم اس کی کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے صورت کھیل کی سی لیکن مقصود اس کے سیکھنے سے مدد کرنا ہے جہاد پر اور ادب سکھلانا گھوڑے کا اشارت ہے طرف مسابقت کی اوپر اس کے اور کھیلنا اپنے گھر والوں سے واسطے دل لگانے کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے ماسوائے کو باطل کہا مقابلہ کے طریق سے نہ یہ کہ سب باطل حرام ہے۔ (فتح)

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ

اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ تا کہ میں تجھ سے جوا کھیلوں یعنی کیا ہے حکم اس کا

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِى لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور بعض لوگ خریدتے ہیں کھیل کو تا کہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن بطال نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے استنباط کیا ہے تقیید لہو کو ترجمہ میں اس آیت کے مفہوم سے تا کہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو خریدے اس کو نہ اس واسطے کہ گمراہ کریں لوگوں کو تو نہیں ہے مذموم اور اسی طرح ہے مفہوم ترجمہ کا کہ جب نہ باز رکھے کھیل اللہ کی بندگی سے تو نہ ہوگی باطل لیکن عموم اس مفہوم کا مخصوص ہے ساتھ منطوق کے سو ہر چیز کہ نص کی گئی ہے اس کی تحریم پر قسم کھیل سے نہیں ہوتی ہے باطل برابر ہے کہ باز رکھے یا نہ باز رکھے اور شاید کہ اس نے رمز کی ہے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کے جو وارد ہوئی ہے بیچ تفسیر لہو کے اس آیت میں ساتھ راگ کے۔ (فتح)

٥٨٢٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

٥٨٢٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے قسم کھائے سو بھول کر لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہہ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ خیرات کرے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ جوا منجملہ کھیل ہے اور جس نے اس کی طرف بلایا گناہ کی طرف بلایا سو اسی واسطے حکم کیا ہے ساتھ خیرات کرنے کے تا کہ کفارہ ہو اس سے اس گناہ کا اس واسطے کہ جس نے گناہ

کی طرف بلایا واقع ہوا نسبب بلانے اس کے کے طرف اس کی گناہ میں اور کہا کرمانی نے کہ وجہ تعلق اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور ترجمہ کے ساتھ استیذان کے یہ ہے کہ جو قمار کی طرف بلاتا ہے نہیں لائق ہے یہ کہ اجازت دی جائے واسطے اس کے بیچ دخول منزل کے پھر واسطے ہونے اس کے کہ شامل ہے لوگوں کے جمع ہونے کو اور مناسبت باقی حدیث باب کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ قسم کھانا ساتھ لات کے لہو ہے باز رکھتی ہے حق سے ساتھ خلق کے پس وہ باطل ہے اور احتمال ہے کہ جب مقدم کیا ترجمہ ترک سلام کا اس شخص پر جو گناہ کمائے تو اشارہ کیا طرف ترک اجازت کے واسطے اس شخص کے کہ باز رہے ساتھ کھیل کے بندگی سے اور واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاہد ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے سبب حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کا روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند قوی کے کہ ہم تازہ مسلمان ہوئے تھے سو میں نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی پھر میں نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہہ **لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير** اور تھک تھکا اپنی بائیں طرف سے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگ پھر ایسا نہ کرنا سو احتمال ہے کہ ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لا الہ الا اللہ سے مراد آخر ذکر تک یعنی قدیر تک اور احتمال ہے کہ اکتفا کیا ہو ساتھ لا الہ الا اللہ کے اس واسطے کہ وہ کلمہ توحید کا ہے اور زیادتی جو سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے تاکید ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبِنَآءِ

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ آئی ہے عمارت بنانے میں

فائدہ: یعنی منع ہے اور اباحت سے اور بنا عام تر ہے اس سے کہ ہو مٹی سے یا مدر سے یا لکڑی سے یا بانس سے یا بالوں سے۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رِعَآءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے ہے یہ کہ جب اونٹوں کے چرانے والے عمارتوں میں فخر کریں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس ٹکڑے کے طرف مذمت فخر کرنے کی عمارتوں میں اور اس استدلال میں نظر ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ مذمت تطویل بنا کے صریح وہ چیز کہ روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے عمارہ بن عامر کی حدیث سے کہ جب مرد ساتھ ہاتھ سے اونچی بنا اٹھائے تو پکارا جاتا ہے اے فاسق کہاں تک! اور اس کی سند ضعیف ہے باوجود موقوف ہونے کے اور بیچ ذم بنا کے مطلق حدیث خباب رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہا کہ مرد کو اجر ملتا ہے اس کے ہر خرچ پر مگر جو خرچ کرے مٹی میں اور واسطے طبرانی کے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے مال کو عمارتوں میں خرچ کرتا ہے اور روایت کی ہے ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور

میں باغ کو مٹی سے لیپتا تھا سو فرمایا کہ کام زیادہ تر جلدی کرنے والا ہے اس سے یعنی موت قریب ہے اور یہ سب محمول ہے اس چیز پر کہ نہ حاجت ہو اس کی اس چیز سے کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس سے واسطے رہنے کے اور جو بچائے سردی اور گرمی سے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر بنا وبال ہے اس کے مالک پر مگر جس سے کوئی چارہ نہ ہو۔ (فتح)

٥٨٢٧ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بِيَدِيْ بَيْتًا يُكِنُّنِيْ مِنَ الْمَطَرِ وَيُظِلُّنِيْ مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ.

۵۸۲۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے گھر بنایا جو مجھ کو مینہ سے بچائے اور آفتاب سے سایہ کرے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کسی نے مجھ کو اس پر مدد نہ کی یعنی میں نے اکیلے بنایا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف کم محنت ہونے کی۔

٥٨٢٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلٰى لَبِنَةٍ وَّلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُفْيَانُ فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ بَنٰى قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَّبْنِيَ.

۵۸۲۸۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قسم ہے اللہ کی نہیں رکھی میں نے اینٹ پر اینٹ اور نہیں لگایا میں نے کوئی درخت جب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کہا سفیان نے سو ذکر کیا میں نے اس کو واسطے بعض اہل اس کے سو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ اس نے گھر بنایا، کہا سفیان نے میں نے کہا سو شاید کہا ہوگا گھر بنانے سے پہلے۔

فائدہ: اور بنا میں تفصیل ہے اور نہیں ہے ہر گھر جو حاجت سے زیادہ ہو مستلزم گناہ کو اور نہیں شک ہے کہ درخت بونے میں اجر ہے بسبب اس چیز کے کہ کھائی جاتی ہے اس سے جو نہیں ہے بنا میں اگرچہ بعض بنا میں وہ چیز ہے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے اجر مثل اس کی کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے نفع واسطے غیر بانی کے اس واسطے کہ حاصل ہوتا ہے واسطے بانی کے ساتھ اس کے ثواب، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ اس سے پہلے کہا ہوگا یعنی یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی تو شاید کہا ہوگا یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پہلے اس سے کہ بنائیں وہ گھر جو ذکر کیا میں نے اور یہ عذر خوب ہے سفیان راوی اس حدیث کی سے اور احتمال ہے کہ نفی کی ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی کہ بنا کیا ہو اپنے ہاتھ سے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کو بنایا ہو اور جو ثابت کیا ہے اس کو بعض اہل اس کے نے اس کے حکم سے بنایا گیا ہو سو منسوب کیا ہے اس کو طرف اس کی بطور مجاز کے اور احتمال ہے کہ بنایا ہو اس نے گھر بانس یا بال سے اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نفی کی اس چیز کی ہو جو حاجت سے زائد ہو۔ (فتح الباری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الدَّعْوَاتِ کتاب ہے دعاؤں کے بیان میں

فائدہ: دعوات جمع ہے دعوت کی اور وہ ایک سوال ہے اور دعا کے معنی ہیں طلب اور دعا کے معنی حث ہے اس کے فعل پر اور کہا ابو القاسم قشیری نے اسماء حسنیٰ کی شرح میں کہ دعا قرآن میں کئی معنوں سے آئی ہے ایک معنی اس کے عبادت ہیں ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اور یک معنی اس کے استغاثہ ہیں ﴿وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ﴾ اور ایک معنی اس کے سوال کرنے کے ہیں ﴿اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ اور ایک معنی قول کے ہیں ﴿دَعْوَاهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ﴾ اور ندا ﴿يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ﴾ اور ثنا ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾.

باب ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر۔

فائدہ: یہ آیت ظاہر ہے بیچ ترجیح دعا کے اوپر تفویض کے اور کہا ایک گروہ نے کہ افضل نہ مانگنا دعا کا ہے اور فرماں بردار ہونا واسطے قضا کے اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس کے کہ آخر اس کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ دعا کے عبادت ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ﴾ اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث نعمان رضی اللہ عنہ کے کہ دعا عبادت ہے پھر ان دونوں آیتوں کو پڑھا اور خلاف کیا ہے ایک گروہ نے سو کہا انہوں نے کہ مراد ساتھ دعا کے آیت میں ترک کرنا گناہوں کا ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ دعا بڑی اعظم عبادت ہے پس وہ مانند دوسری حدیث کے ہے کہ حج عرفہ ہے یعنی معظم حج اور رکن اس کا اکبر عرفہ ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی ہے ترمذی نے کہ دعا مغز عبادت کا ہے اور البتہ وارد ہو چکے ہیں آثار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ ترغیب کے دعا میں مانند حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں کوئی چیز بزرگ تر نزدیک اللہ تعالیٰ کے دعا سے کہا طیبی نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے اور مبغوض مغضوب علیہ ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو اس واسطے کہ اللہ چاہتا ہے کہ اس سے سوال کا جائے اور کہا شیخ تقی

الدین سبکی نے کہ اولیٰ حمل دعا کا ہے آیت میں اپنے ظاہر پر اور بہر حال قول اس کا اس کے بعد عبادتی پس وجہ ربط کی یہ ہے کہ دعا خاص تر ہے عبادت سے سو جس نے تکبر کیا عبادت سے اس نے تکبر کیا دعا سے بنا بر اس کے پس وعید تو صرف اس شخص کے حق میں ہے جو ترک کرے دعا کو واسطے تکبر کے اور جو ایسا کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور بہر حال جو چھوڑے اس کو واسطے کسی مقصد کے مقاصد سے تو نہیں متوجہ ہوتی ہے اس کی طرف وعید مذکور اگرچہ ہم دیکھتے تھے کہ ملازمت دعا کی اور استکثار اس سے راجح تر ہے ترک سے واسطے کثرت دلیلوں کے جو وارد ہوئی ہیں بیچ رغبت دلانے کے اوپر اس کے میں کہتا ہوں اور البتہ دلالت کی ہے آیت نے جو آئی ہے کہ اجابت شرط کی گئی ہے ساتھ اخلاص کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ اور حکایت کیا ہے قشیری نے مسئلے میں اختلاف کو سو کہا کہ اختلاف ہے کہ دعا مانگنی اولیٰ ہے یا سکوت اور رضا سو بعض نے کہا کہ لائق ہے کہ دعا کو ترجیح دی جائے واسطے کثرت اولی کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اظہار خضوع اور محتاجی سے اور بعض نے کہا کہ سکوت اور رضا اولیٰ ہے واسطے اس چیز کے کہ رضا میں ہے فضیلت سے، میں کہتا ہوں اور شبہ ان کا یہ ہے کہ دعا کرنے والا نہیں پہنچاتا ہے کہ کیا مقدر کیا گیا ہے واسطے اس کے سو دعا اس کی اگر ہو موافق واسطے اس چیز کے کہ مقدر کی گئی ہے تو وہ تحصیل حاصل ہے اور اگر اس کے برخلاف ہو تو وہ عناد ہے اور جواب پہلے شبہ کا یہ ہے کہ دعا من جملہ عبادت کے ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے خضوع اور محتاج ہونے سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جب اس نے اعتقاد کیا کہ نہیں واقع ہوگا مگر جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے تو ہوگا اذعان اور تسلیم نہ عناد اور فائدہ دعا کا حاصل کرنا ثواب کا ہے ساتھ بجا لانے حکم کے اور واسطے اس احتمال کے کہ ہو چیز مدعو بہ موقوف اوپر دعا کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اسباب کا اور ان کے مسببات کا اور کہا ایک گروہ نے کہ لائق ہے کہ دعا کرے زبان سے راضی ہو کر دل سے کہا اس نے اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ جب پائی جائے اس کے دل میں اشارت طرف دعا کی تو دعا افضل ہے و بالعکس، میں کہتا ہوں کہ قول اول اعلیٰ مقامات کا ہے کہ زبان سے دعا کرے اور دل سے راضی ہو اور قول دوسرا نہیں حاصل ہوتا ہے ہر ایک سے بلکہ لائق ہے کہ خاص ہوں ساتھ اس کے کامل لوگ کہا قشیری نے اور صحیح ہے کہ کہا جائے کہ جس چیز میں اللہ تعالیٰ کا یا مسلمانوں کا حصہ ہو تو دعا افضل ہے اور جس نفس کی حظ ہو پس سکوت افضل ہے اور عمدہ شبہ اس شخص کا جو تاویل کرتا ہے دعا کو آیت میں ساتھ عبادت کے یا غیر اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ﴾ اور بہت لوگ دعا مانگتے ہیں ان کی دعا قبول نہیں ہوتی سو اگر آیت اپنے ظاہر پر ہوتی تو نہ خلاف ہوتی اور جواب یہ ہے کہ ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے لیکن قبول ہونا کئی قسم پر ہے سو کبھی تو بعینہ وہی چیز حاصل ہوتی ہے جس کے واسطے دعا کی اور کبھی اس کا عوض ملتا ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے اس میں حدیث صحیح جو روایت کی ہے ترمذی اور حاکم نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ نہیں زمین پر کوئی مسلمان جو اللہ تعالیٰ سے

کوئی دعا کرے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز دیتا ہے یا اس سے بدی کو پھیرتا ہے مثل اس کی اور واسطے احمد کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ اللہ یا تو اس کو وہ چیز دنیا میں دیتا ہے یا اس کو اس کے واسطے جمع کرتا ہے اور واسطے اس کے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ نہیں کوئی مسلمان جو دعا کرے کہ نہ اس میں گناہ ہو نہ توڑنا ناتے کا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کو بدلے اس کے ایک تین چیز سے یا اس کی دعا دنیا میں قبول کرتا ہے یا اس کو اس کے واسطے آخرت میں جمع کرتا ہے یا اس سے اس کی مثل بدی دور کرتا ہے اور یہ شرط دوسری ہے واسطے اجابت اور قبول کرنے دعا کے اور شرطیں بھی ہیں ایک یہ کہ اس کا کھانا کپڑا حلال ہو واسطے اس حدیث کے کہ اس کی دعا کب قبول ہوتی ہے اور ایک شرط اجابت کی یہ ہے کہ جلدی نہ کرے واسطے حدیث کے کہ قبول ہوتی ہے دعا ہر ایک کی جب تک کہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی میری دعا قبول نہ ہوئی۔ (فتح)

بَابٌ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

باب ہے کہ ہر پیغمبر کے واسطے ایک دعا ہے قبول کی گئی

۵۸۲۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُوْ بِهَا وَأُرِيْدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ.

۵۸۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی ایک خاص دعا ہے کہ دعا کرتا ہے ساتھ اس کے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت بخشانے کے واسطے آخرت میں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے سو وہ پہنچنے والی ہے جو مرے میری امت سے اس حال میں کہ نہ شریک ٹھہراتا ہو ساتھ اللہ کے کسی اور کو اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا یہ کہ اس کو مؤخر کریں پھر قصد کیا پھر اس کو مؤخر کیا اور اس کے واقع ہونے کے اُمید وار ہوئے پھر آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ معلوم کروایا سو آپ نے اس کے ساتھ جزم کیا اور باقی بیان اس کا شفاعت میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ، اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ظاہر حدیث کا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے واسطے بہت پیغمبروں کے دعاؤں سے جو قبول ہوئیں خاص کر واسطے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ ہر پیغمبر کی فقط ایک دعا قبول ہوتی ہے اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ اجابت کے دعا مذکور میں یقین کرنا ہے ساتھ اس کے اور جو دعا ان کی کہ اس کے سوائے ہے سو وہ اوپر اُمید اجابت کے ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر پیغمبر کی دعاؤں میں سے ایک دعا اس کی افضل ہے اور ان کے واسطے اور دعائیں بھی ہیں اور بعض نے کہا کہ ہر پیغمبر کے واسطے ایک دعا عام ہے قبول کی گئی اس کی امت میں یا ساتھ ہلاک کرنے ان کے یا ساتھ نجات ان کی کے اور بہر حال جو دعائیں کہ خاص ہیں سو ان میں سے بعض قبول ہوتی ہیں اور بعض قبول نہیں

ہوتیں اور بعض نے کہا کہ واسطے ہر پیغمبر کے ایک دعا ہے کہ خاص کرے اس کو واسطے دنیا اپنی کے یا جان اپنی کے جیسے نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی! نہ چھوڑ زمین پر کوئی گھر کافروں کا اور سلیمان علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی! مجھ کو ایسی بادشاہی دے کہ میرے بعد کسی کو ویسی نہ ملے اور کہا طیبی نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ بے شک اللہ نے ہر پیغمبر کے واسطے ایک دعا ٹھہرائی ہے جو قبول کی جاتی ہے اس کی امت کے حق میں سو پہنچا اس کو ہر ایک ان میں سے دنیا میں اور بہر حال ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو جب آپ نے اپنی بعض امت پر بد دعا کی تو آپ پر یہ آیت اتری ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ﴾ یعنی تیرا کچھ اختیار نہیں سو باقی رہی یہ دعا قبول کی گئی جمع واسطے آخرت کے اور اکثر وہ لوگ جن پر بد دعا کی نہ ارادہ کیا ان کے ہلاک کرنے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا تھا ان کے ہٹانے کا کفر سے تاکہ توبہ کریں اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں فضیلت ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام پیغمبروں پر کہ مقدم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اپنی جان پر اور اپنے اہل بیت پر ساتھ دعا قبول کی گئی کے اور نیز نہ ٹھہرایا ان کو دعا اوپر ان کے جیسا کہ واقع ہوا واسطے اگلوں کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں کمال شفقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اپنی امت پر اور مہربانی آپ کی کے واسطے ان کے اور کوشش آپ کی ساتھ نظر کرنے کے ان کی بہتریوں میں سو ٹھہرایا اپنی دعا کو بیچ اہم اوقات حاجت ان کی کے اور یہ جو فرمایا کہ وہ پہنچنے والی ہے ہر موحد کو میری امت سے سو اس میں دلیل ہے واسطے اہل سنت کے جو مر جائے اس حال میں کہ نہ شریک ٹھہرایا ہو اس نے کسی کو ساتھ اللہ تعالیٰ کے وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اگرچہ مرے اس حال میں کہ اصرار کرنے والا ہو کبیرے گناہوں پر۔ (فتح)

٥٨٣٠ ـ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ قَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤْلًا أَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيْبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٥٨٣٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر علیہ السلام نے ایک سوال کیا اللہ تعالیٰ سے یا فرمایا ہر پیغمبر علیہ السلام کے واسطے ایک دعا خاص ہے البتہ اس نے اس کے ساتھ دعا کی سو اس کی دعا قبول ہوئی سو میں نے ٹھہرائی اپنی دعا واسطے بخشانے اپنی امت کے قیامت کے دن۔

بَابُ أَفْضَلِ الْاِسْتِغْفَارِ

باب ہے بیچ بیان افضل استغفار کے

فائدہ: واقع ہوا ہے بیچ شرح ابن بطال کے ساتھ لفظ فضل استغفار کے اور شاید اس نے نہ دیکھا دونوں آیتوں کو اول ترجمہ میں اور وہ دونوں دلالت کرتی ہیں اوپر رغبت دلانے استغفار کے تو اس نے گمان کیا کہ ترجمہ واسطے بیان فضیلت استغفار کے ہے لیکن حدیث باب کی تائید کرتی ہے اس چیز کو کہ واقع ہوئی ہے نزدیک اکثر کے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے ثابت کرنا مشروعیت ترغیب کا اوپر استغفار کے ساتھ ذکر آیتوں کے پھر بیان کی ساتھ حدیث کے اولیٰ وہ چیز کہ استعمال کی جاتی ہے اس کے الفاظ سے اور باب باندھا ہے ساتھ افضلیت کے اور واقع ہوا

حدیث میں لفظ سیادت کا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ مراد ساتھ سیادت کے افضلیت ہے اور معنی اس کے اکثر ہیں نفع میں واسطے استعمال کرنے والے اس کے کے اور زیادہ تر واضح چیز جو واقع ہوئی بیچ فضل استغفار کے وہ حدیث ہے جو روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے حدیث یسار وغیرہ سے مرفوع کہ جو کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ بھاگا ہو جہاد سے اور کہا ابونعیم اصبہانی نے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ بعض کبیرے گناہ بعض نیک عملوں سے بخشے جاتے ہیں اور ضابطہ اس کا وہ گناہ ہیں جو نہیں واجب کرتے ہیں اس کے مرتکب پر کسی حکم کو اس کی جان میں اور نہ مال میں اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ آپ نے مثال دی ہے ساتھ بھاگنے کے جنگ سے اور وہ کبیرہ گناہ ہے سو دلالت کی اس نے کہ جو اس کی مثل یا اس سے کم ہو بخشا جاتا ہے جب کہ ہو مثل بھاگنے کے جہاد سے اس واسطے کہ وہ نہیں واجب کرتا ہے اس کے مرتکب پر حکم کو نہ نفس میں نہ مال میں۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ بخشش مانگو اپنے رب سے کہ بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے تا کہ بھیجے تم پر مینہ بہنے والا اور پے در پے دے تم کو مال اور بیٹے اور دے تم کو باغ اور بنا دے واسطے تمہارے نہریں۔

فائدہ: صواب یہ ہے کہ واؤ اول میں نہ ہو اس واسطے کہ تلاوت فقلت استغفروا الآیۃ یہ ہے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر اس آیت کے طرف اثر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے کی کہ ایک مرد نے ان کے پاس قحط سالی کی شکایت کی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ سے استغفار کر اور دوسرے نے محتاجی کی شکایت کی کہا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور ایک اور نے شکایت کی کہ میرا باغ خشک ہو گیا کہا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور ایک اور نے اولاد کی شکایت کی کہا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر پھر ان سب پر یہ آیت پڑھی اور آیت میں حث ہے اوپر استغفار کے اور اشارہ ہے طرف وقوع مغفرت کے واسطے اس کے جو استغفار کرے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کے لیے، آخر آیت تک۔

فائدہ: اور اختلاف ہے بیچ معنی قول اس کے کے ذکروا اللہ سو بعض نے کہا کہ قول اس کا واستغفروا تفسیر ہے واسطے مراد کے ذکر سے اور بعض نے کہا کہ حذف پر ہے اور تقدیر اس کی یہ ہے کہ یاد کرتے ہیں عتاب اللہ کا یعنی اپنے دلوں

میں فکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا سو استغفار کرتے ہیں اپنے گناہوں کے سبب سے اور البتہ وارد ہوئی ہے حدیث میں صفت استغفار کی جس کی طرف آیت میں اشارہ ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور چار نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور سچ کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں کوئی مرد جو گناہ کرے پھر کھڑا ہو اور پاک ہو اور خوب پاک ہو پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے مگر کہ اس کے واسطے مغفرت کی جاتی ہے پھر یہ آیت پڑھی ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً﴾ الآیۃ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا﴾ یعنی نہیں اصرار کیا انہوں نے اس فعل پر جو کیا اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ شرط قبول ہونے استغفار کی یہ ہے کہ اکھڑ جائے استغفار کرنے والا گناہ سے اور اس سے الگ ہو جائے نہیں تو زبان سے استغفار کرنا باوجود مشغول رہنے کے ساتھ گناہ کے مانند کھیلنے کی ہے اور استغفار کی فضیلت میں بہت آیتیں اور حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ شیطان نے کہا کہ الٰہی! میں آدمیوں کو ہمیشہ گمراہ کروں گا جب تک کہ ان کی روح ان کے بدنوں میں ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے میری عزت کی کہ میں ہمیشہ ان کو بخشتا رہوں گا جب تک کہ مجھ سے مغفرت مانگیں گے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ نہیں مصر ہے جو استغفار کرتا رہے اگرچہ ایک دن میں ستر بار پھر کرے اور ذکر ستر کا واسطے مبالغہ کے ہے نہیں تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو توحید میں مرفوعا ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے سو کہتا ہے کہ اے میرے رب! میں نے گناہ کیا سو تو مجھ کو بخش دے سو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے بخش دیتا ہے اور اس کے اخیر میں ہے کہ میرے بندے نے جانا کہ اس کا رب ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے میں نے تجھ کو بخشا سو کر جو تیرا جی چاہے۔ (فتح)

٥٨٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُوْلَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ

٥٨٣١۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سردار ار عمدہ استغفار یہ ہے کہ بندہ یوں کہے کہ الٰہی! تو میرا مالک ہے کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے تیرے تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے قول اور تیرے وعدے پر ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کیے کی بدی سے میں تجھ سے اقرار کرتا ہوں تیرے احسان کا جو مجھ پر ہے اور اقرار کرتا ہوں تجھ سے اپنے گناہ کا سو مجھ کو بخش دے مقرر یہی ہے کہ گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا سوائے تیرے جو یقین سے اس کو دن میں کہے پھر اسی دن شام سے پہلے مر جائے تو وہ شخص جنتی

فَاغْفِرْ لِیْ فَإِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ یَّوْمِهٖ قَبْلَ أَنْ یُّمْسِیَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّیْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ یُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

ہے اور جو اس کو رات میں کہے یقین کر کے پھر مر جائے فجر سے پہلے تو وہ شخص بہشتی ہے۔

فائدہ: اللھم انت سے الا انت تک صبح وشام پڑھا کرے رات اور دن دونوں اس میں آ گئے رات یا دن میں جب مرے گا اس عمدہ شہادت میں داخل ہو گا۔

فائدہ: قولہ سید الاستغفار کہا طیبی نے کہ جب کہ تھی یہ دعا جامع واسطے سب معانی توبہ کے تو مانگا گیا واسطے اس کے اسم سید کا اور سید اصل میں رئیس کو کہتے ہیں کہ رجوع کیا جائے اس کی طرف حاجتوں میں اور یہ جو کہا کہ میں تیرے عہد پر ہوں تو کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ میں قائم ہوں اس چیز پر کہ عہد کیا ہے میں نے اس پر تجھ سے اور وعدہ کیا تجھ سے ایمان لانے کا ساتھ تیرے اور خالص تیری عبادت کرنے کا جہاں تک کہ مجھ سے ہو سکے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ میں قائم ہوں اوپر اس چیز کے کہ عہد کیا ہے تو نے میری طرف امر سے اور متمسک ہوں ساتھ اس کے اور پورا کرنے والا ہوں تیرے وعدے کو ثواب اور اجر میں اور شرط ہونا استطاعت کا اس میں اس کے معنی اعتراف ہیں ساتھ عاجز ہونے اور قصور کے اس کے حق سے جو واجب ہے اور کہا ابن بطال نے کہ قول اس کا وانا علی عہدک ووعدک مراد وہ عہد ہے جو لیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے جب کہ نکالا ان کو آدم علیہ السلام کی پشت سے مثل چیونٹیوں کی اور گواہ کیا ان کو ان کی جانوں پر کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سو اقرار کیا بندوں نے ساتھ ربوبیت کے اور یقین کیا واسطے اس کے ساتھ وحدانیت کے اور مراد ساتھ وعدے کے وہ چیز ہے جو اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر فرمائی کہ جو مر جائے اس حال میں کہ نہ شریک ٹھہرایا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی کو کہ داخل کرے اس کو بہشت میں اور بیچ قول اس کے کے جہاں تک مجھ سے ہو سکے اعلام ہے واسطے امت اپنی کے کہ کوئی آدمی نہیں قادر ہے اوپر لانے کے ساتھ تمام اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہ وفا ساتھ کمال بندگی کے اور شکر اوپر نعمتوں کے سو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ساتھ مہربانی کی سو نہ تکلیف دی ان کو مگر موافق ان کے مقدر کے اور قول اس کا میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں اس میں اعتراف ہے ساتھ واقع ہونے گناہ کے مطلق تا کہ صحیح ہو اس سے استغفار اور قول اس کا سو بخش دے واسطے میرے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو اعتراف کرے گناہ کا اس کا گناہ بخشا جاتا ہے قولہ موقنا بھا یعنی خاص کرنے والا واسطے اس کے دل اپنے کو سچا جاننے والا اس کے ثواب کو اور اس حدیث میں بدیع معانی اور حسن الفاظ سے ہے وہ چیز کہ لائق ہے واسطے اس کے یہ کہ نام رکھا جائے اس کا سید الاستغفار سو اس میں اقرار ہے

واسطے اللہ وحدہ کے ساتھ الوہیت اور عبودیت کے اور اعتراف کے ساتھ اس کے کہ وہ خالق ہے اور اقرار ہے ساتھ عہد کے کہ لیا ہے اس کو اس سے اور اُمید وار ہونا ساتھ اس چیز کے کہ وعدہ کیا ہے ساتھ اس کے اور پناہ مانگنا ہے بدی اس چیز کی سے کہ قصور کرتا ہے آدمی اپنی جان پر اور منسوب کرنا نعمتوں کا طرف پیدا کرنے والے اس کے کی اور منسوب کرنا گناہ کا طرف نفس اپنے کی اور رغبت کرنا اس کی مغفرت میں اور اعتراف اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں قادر ہے کوئی اس پر سوائے اس کے مگر وہی اور ان سب امروں میں اشارہ ہے طرف جمع کرنے کی طرف شریعت اور حقیقت کی اس واسطے کہ شریعت کی تکلیفیں نہیں حاصل ہوتی ہیں مگر جب کہ ہو اس میں مدد اللہ تعالیٰ سے اور اس قدر سے مراد حقیقت ہے اور اگر اتفاق ہو کہ بندہ مخالفت کرے تا کہ ہو اس پر وہ چیز کہ قادر ہے اوپر اس کے اور قائم ہو حجت اوپر اس کے ساتھ بیان مخالفت کے تو نہیں باقی رہتا ہے مگر ایک امر دو سے یا عقوبت ساتھ مقتضی عدل کے یا عفو ساتھ تقاضے فضل کے اور نیز کہا کہ شرط استغفار کی صحت نیت کی ہے اور توجہ اور ادب سو اگر کوئی حاصل کرے شرطوں کو اور استغفار کرے ساتھ غیر اس لفظ کے جو وارد ہے اور استغفار کرے دوسرا ساتھ اس لفظ کے جو وارد ہے لیکن شرطوں کو حاصل نہ کرے تو کیا دونوں برابر ہیں؟ اور جواب یہ ہے کہ جو ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ مذکور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سید استغفار ہے جب کہ جمع کرے شرائط مذکورہ کو۔ (فتح)

بَابُ اِسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

استغفار کرنا حضرت ﷺ کا دن رات میں

فائدہ: یعنی واقع ہونا استغفار کا آپ سے یا تقدیر یہ ہے کہ مقدار استغفار آپ کے کی ہر دن میں اور نہیں محمول ہے کیفیت پر واسطے مقدم ہونے بیان افضل کے اور حضرت ﷺ افضل کو نہیں چھوڑتے تھے۔

۵۸۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.

۵۸۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ بے شک میں استغفار کیا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور توبہ کرتا ہوں دن بھر میں ستر بار سے زیادہ۔

فائدہ: اور دوسری روایت میں استغفار کو سو بار فرمایا ہے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ مغفرت کو طلب کرتے تھے اور قصد کرتے تھے توبہ پر اور احتمال ہے کہ ہو مراد کہ بعینہ یہ لفظ کہتے تھے اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک بار ایک پردہ میرے دل پر ہو جاتا ہے اور میں اللہ سے ہر روز سو بار مغفرت مانگتا ہوں، کہا عیاض نے کہ مراد ساتھ غین

کے قصور ہے ذکر سے جس کی شان یہ ہے کہ اس پر ہمیشگی کی جائے سو اگر کسی امر کے واسطے اس سے قصور ہو اور کسی وقت چھوٹ جائے تو نہیں گنا جاتا گناہ سو استغفار کرتے تھے اس سے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک چیز ہے کہ دل کو عارض ہوتی ہے اس قسم سے کہ واقع ہوتی ہے دل کے خطرے سے اور بعض نے کہا کہ وہ سکینہ ہے جو دل کو ڈھانک لیتی ہے اور مشکل جانا گیا ہے واقع ہونا استغفار کا حضرت ﷺ سے اور حالانکہ آپ معصوم ہیں اور استغفار تقاضا کرتا ہے واقع ہونے گناہ کے کو اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ کئی طور کے ایک وہ ہے جو گزر چکا ہے تفسیر غین میں اور ایک قول ابن جوزی رحمہ اللہ کا ہے کہ ہفوات طبائع بشریہ کا نہیں سلامت ہے ان سے کوئی اور پیغمبر لوگ اگرچہ معصوم ہیں کبیرے گناہوں سے سو نہیں معصوم ہیں صغیرے گناہوں سے اسی طرح کہا ہے اس نے اور یہ مفرع ہے خلاف پر اور راجح یہ ہے کہ پیغمبر لوگ صغیرے گناہوں سے بھی معصوم ہیں اور ایک قول ابن بطال کا ہے کہ پیغمبر لوگ سخت تر ہیں سب لوگوں سے عبادت میں واسطے اس چیز کے کہ دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو معرفت سے سو وہ ہمیشہ ہیں اس کے شکر میں اقرار کرنے والے ساتھ اس کے ساتھ قصور کے اور حاصل جواب اس کے کا یہ ہے کہ استغفار قصور کرنے سے ہے بیچ ادا کرنے حق کے جو واجب ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے مشغول ہونے آپ کے ساتھ مباح کاموں کے کھانے اور پینے اور جماع اور سونے اور آرام کرنے سے یا واسطے کلام کرنے کے ساتھ لوگوں کے اور نظر کرنے کے ان کے مصالح میں اور لڑنے کے ساتھ دشمن ان کے اور تالیف مؤلفہ وغیرہ کے اس چیز سے کہ مانع ہوتی تھی آپ کو مشغول ہونے سے ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے اور تضرع کرنے کی طرف ان کی اور مشاہدے آپ کے اور مراقبہ آپ کے سو خیال کیا اس کو گناہ بہ نسبت اعلیٰ مقام کے اور وہ حضور ہے بیچ مکان پاک کے اور ایک جواب یہ ہے کہ استغفار تشریع ہے واسطے امت اپنی کے یعنی امت کے سکھلانے کے واسطے کرتے تھے تا کہ لوگ استغفار کریں یا استغفار ہے امت کے گناہوں سے سو یہ مانند شفاعت کی ہے واسطے ان کے۔ (فتح)

بَابُ التَّوْبَةِ — باب ہے بیچ بیان توبہ کے

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد دونوں بابوں کے اور وہ استغفار ہے پھر توبہ کرنا بیچ اول کتاب دعا کے طرف اس کی کہ اجابت جلدی کرتی ہے طرف اس شخص کی کہ نہ ہو مشغول ساتھ گناہوں کے سو جب مقدم کرے گا توبہ اور استغفار کو ہو گا قریب تر واسطے قبول ہونے اس کے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ غفران اللہ سے واسطے بندے کے یہ ہے کہ بچائے اس کو عذاب سے اور توبہ ترک کرنے گناہ کا ہے اوپر ایک وجہ کے وجوہ سے اور شرح میں چھوڑ دینا گناہ کا ہے واسطے قبح اس کے اور نادم ہونا اس کے فعل پر اور نیت کرنی کہ پھر نہ کرے گا اور رد کرنا غضب کی گئی چیز کا ہے یا طلب کرنا برأت کا اس کے مالک سے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ اختلاف کیا ہے علماء نے توبہ کی تعریف میں کسی نے کہا کہ وہ نادم ہونا ہے کسی نے کہا کہ وہ نیت کرنی ہے پھر نہ کرنے پر اور کسی نے کہا کہ الگ ہونا ہے گناہ

سے اور بعض نے تینوں کو جمع کیا ہے اور وہ کامل تر ہے لیکن نہیں ہے مانع جامع اور کہا بعض محققین نے کہ وہ اختیار کرنا ترک گناہ کا ہے جو پہلے گزر چکا ہو حقیقۃً یا تقدیرًا واسطے اللہ تعالیٰ کے اور یہ زیادہ جامع ہے اس واسطے کہ تائب نہیں ہوتا ہے تارک واسطے گناہ کے جو فارغ ہوا اس واسطے کہ وہ نہیں قادر ہے اس کے عین پر نہ بطور فعل کے نہ ترک کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ قادر ہے اس کی مثل پر حقیقۃً اور اسی طرح وہ شخص کہ نہ واقع ہوا ہو اس سے گناہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صحیح ہے اس سے بچنا اس چیز سے کہ ممکن ہو واقع ہونا اس کا نہ ترک مثل اس چیز کی کہ واقع ہوئی سو ہو گا متقی نہ تائب پھر جاننا چاہیے کہ توبہ یا کفر سے ہے یا گناہ سے سو توبہ کافر کی مقبول ہے قطعًا اور توبہ گنہگار کی مقبول ہے ساتھ وعدے صادق کے اور معنی قبول کے خلاص ہونا ہے ضرر گناہ کے سے یہاں تک کہ رجوع کرتا ہے مثل اس شخص کی کہ نہیں عمل کیا پھر توبہ گنہگار کی یا تو اللہ کے حق سے ہے یا اس کے غیر کے حق سے سو حق اللہ تعالیٰ کا کفایت کرتا ہے بیچ توبہ کے اس سے ترک اس چیز پر کہ پہلے گزری لیکن بعض وہ چیز ہے کہ نہیں کفایت کی شرع نے اس میں ساتھ ترک کے فقط بلکہ جوڑا ہے ساتھ اس کے قضا کو یا کفارے کو اور حق غیر اللہ کا محتاج ہے طرف پہنچانے اس کے اس کے مستحق کو یعنی ضروری ہے کہ جس کی وہ چیز ہو اس کو دی جائے نہیں تو نہیں حاصل ہوتا ہے خلاص ہونا ضرر اس گناہ کے سے لیکن جو پہنچانے پر قادر نہ ہو بعد خرچ کرنے اس کے اپنی وسعت کو بیچ اس کے سو اللہ تعالیٰ کی معافی کی امید ہے اس واسطے کہ وہ ضامن ہوتا ہے حقوق کا اور بدل ڈالتا ہے گناہوں کو ساتھ نیکیوں کے، واللہ اعلم۔ میں کہتا ہوں حکایت کی گئی عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ کی شرطوں میں زیادتی سو کہا کہ نادم ہونا اور نیت کرنی پھر نہ کرنے پر اور پھیر دینا چھینی ہوئی چیز کا اور ادا کرنا اس چیز کا کہ ضائع ہوئی فرائض سے اور یہ کہ قصد کرے طرف بدن کی جس کو پالا ہو حرام سے سو گلائے اس کو ساتھ تشویش اور غم کے یہاں تک کہ پیدا ہو گوشت پاک اور یہ کہ چکھائے اپنے بدن کو رنج بندگی کا جیسے کہ چکھائی ہے اس کو لذت گناہ کی، میں کہتا ہوں اور بعض یہ چیزیں کامل کرنے والی ہیں اور معنی تواب کے پھرنے والا ہے اپنے بندے پر ساتھ فضل رحمت اپنی کے جس وقت کہ پھرے واسطے اطاعت اس کی کے اور نادم ہوا اپنے گناہ پر سو نہیں حبط کرتا اس سے وہ چیز کہ پہلے کی ہے نیکی سے اور نہیں محروم کرتا اس کو اس چیز سے کہ وعدہ کیا ہے ساتھ اس کے فرمانبردار کو احسان سے اور کہا خطابی نے کہ تواب وہ ہے کہ پھرے طرف قبول کی جب کہ عود کرے بندہ طرف گناہ کی پھر توبہ کرے۔ (فتح)

قَالَ قَتَادَةُ ﴿تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ الصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ

کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ توبہ کرو طرف اللہ تعالیٰ کی توبہ نصوح یعنی سچی خیر خواہی کرنے والی یعنی خالص۔

فائدہ: اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ناصحہ اس واسطے کہ بندہ خیر خواہی کرتا ہے اس میں اپنی جان کی حکایت کی ہے

قرطبی نے کہ توبہ نصوح کی تفسیر میں علماء کے تیس قول ہیں، اول قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ایک بار گناہ کرے پھر نہ کرے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نادم ہو جب کہ گناہ کرے، پھر استغفار کرے پھر گناہ نہ کرے، دوسرا قول یہ ہے کہ برا جانے گناہ کو اور استغفار کرے اس سے جب کہ یاد کرے، تیسرا قول قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ خالص کرے، پانچواں قول یہ ہے کہ اس کے نہ قبول ہونے کا خوف رکھے، چھٹا قول یہ ہے کہ نہ محتاج ہو ساتھ اس کے طرف اور توبہ کے، ساتواں یہ کہ شامل ہو خوف اور اُمید پر اور ہمیشہ رہے بندگی پر۔ (فتح)

٥٨٣٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا قَالَ أَبُوْ شِهَابٍ بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ ثُمَّ قَالَ لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَّجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهِ مَهْلَكَةٌ وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ حَتّٰى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَ أَرْجِعُ إِلٰى مَكَانِيْ فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ تَابَعَهُ أَبُوْ عَوَانَةَ وَجَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ سَمِعْتُ الْحَارِثَ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُوْ مُسْلِمٍ اسْمُهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ كُوْفِيٌّ قَائِدُ

٥٨٣٣۔ حضرت حارث سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک اپنی طرف سے کہا کہ بے شک ایماندار دیکھتا ہے اپنے گناہوں کو جیسے وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھنے والا ہے ڈرتا ہے کہ اس پر گر پڑے اور گنہگار دیکھتا ہے اپنے گناہوں کو مثل مکھی کی کہ اس کی ناک پر گزری سو کیا ساتھ اس کے اس طرح یعنی اس کو ہاتھ سے اُڑا دیا، کہا ابوشہاب نے اپنے ہاتھ سے ناک پر پھر کہا کہ البتہ حق تعالیٰ کا اپنے ایماندار بندے کی توبہ کرنے سے اس مرد سے بھی زیادہ تر خوش ہوتا ہے جو چٹیل میدان ہلاکی کے مکان میں اترا اور اس کے ساتھ سواری تھی اس پر اس کا کھانا اور پانی تھا سو اس مرد نے اپنے سر کو زمین میں رکھا پھر ایک نیند سویا پھر جاگا اس حال میں کہ اس کی سواری جاتی رہی تھی یعنی کسی طرف کو یعنی سو اس نے اس کی تلاش کی یہاں تک کہ جب اس پر گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت ہوئی تو اس نے کہا کہ اے دل پلٹ چل اسی مکان میں جہاں میں تھا سو وہیں سو رہوں یہاں تک کہ مر جاؤں سو وہ پلٹ آیا یعنی سو اس نے اپنا سر اپنی کلائی پر رکھا تھا تا کہ مر جائے سو وہ ایک نیند سویا پھر جاگ پڑا سو اس نے اپنا سر اٹھایا سو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس موجود ہے اس

الْأَعْمَشِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ وَقَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

پر اس کا زادِ راہ اور پانی ہے، متابعت کی ہے اس کی ابوعوانہ اور جریر نے اعمش سے۔

فائدہ: قولہ ایماندار اپنے گناہوں کو دیکھتا ہے جیسے پہاڑ کے نیچے بیٹھنے والا ہے ابن ابی جمرہ نے کہا کہ سبب اس کا یہ ہے کہ ایماندار کا دل روشن ہے سو جب اپنے جی سے دیکھتا ہے جو مخالف ہے اس چیز کو جو اس کے دل کو روشن کرے تو بھاری پڑتی ہے اوپر اس کے اور پہاڑ کے ساتھ جو مثال بیان کی تو حکمت اس میں یہ ہے کہ اس کے سوائے جو اور ہلاک کرنے والی چیزیں ہیں کبھی حاصل ہوتا ہے سبب طرف نجات کی اس سے برخلاف پہاڑ کے کہ جب کسی پر گرے تو عادت میں اس سے نجات کے نہیں پاتا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ غالب ہوتا ہے ایماندار پر خوف واسطے وقت اس چیز کے کہ اس کے پاس ہے ایمان سے سو نہیں امن میں ہے عقوبت سے بسبب اس کے اور یہ حال ایمان دار کا ہے کہ وہ ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے مراقبہ میں رہتا ہے اپنے نیک عمل کو چھوٹا جانتا ہے اور اپنے بدعمل سے ڈرتا ہے اگرچہ چھوٹا ہو قولہ اور گنہگار اپنے گناہ کو دیکھتا ہے مثل مکھی کے کہ اس کی ناک پر گزری یعنی اپنے گناہ کو آسان اور سہل جانتا ہے نہیں اعتقاد کرتا کہ اس کے سبب سے اس کو بڑا ضرر حاصل ہوگا جیسا کہ مکھی کا ضرر اس کے نزدیک سہل ہے کہا طبری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ صفت ایماندار کی ہے واسطے شدت خوف اس کے اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے اس واسطے کہ اپنے گناہ کا تو اس کو یقین ہے اور اپنی مغفرت کا اس کو یقین نہیں ہے اور گنہگار اللہ کو کم پہچانتا ہے اسی وسطے اس سے کم ڈرتا ہے اور گناہ کو آسان جانتا ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ گنہگار کا دل کالا ہے سو گناہ کا واقع ہونا اس کے نزدیک ہلکا ہے اسی واسطے جو گناہ میں جب اس کو وعظ کیا جائے تو کہتا ہے کہ یہ سہل ہے کہا اس نے اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ ایمان دار کا اپنے گناہوں سے کم ڈرنا اور ان کو ہلکا جاننا دلالت کرتا ہے اس کے گنہگار ہونے پر کہا اور گنہگار کے گناہوں کو جو مکھی کے ساتھ تشبیہ دی تو حکمت اس میں یہ ہے کہ مکھی نہایت ہلکا اور ناچیز تر جانور ہے اور وہ اس قسم سے ہے کہ دیکھی جاتی ہے اور دفع کی جاتی ہے ساتھ کم تر چیز کے اور ناک کو جو ذکر کیا تو واسطے مبالغہ کے ہے بیچ اعتقاد اس کے گناہ کے ہلکا ہونے کو نزدیک اس کے یعنی وہ گناہ کو بہت ہلکا جانتا ہے اس واسطے کہ مکھی ناک پر کم اُترتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ غالبا آنکھ کا قصد کرتی ہے اور یہ جو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو اس میں بھی خفت کے واسطے تاکید ہے اس واسطے کہ وہ اس قدر تھوڑے کے ساتھ دفع کرتا ہے اس کے ضرر کو کہا اور حدیث میں بیان کرنا مثال کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن ہو اور اشارہ ہے طرف

رغبت دلانے کی اوپر حساب کرنے کے ساتھ نفس کے اور اعتبار ان علامتوں کا جو دلالت کرتی ہیں اوپر باقی رہنے نعمت ایمان کے اور اس حدیث میں ہے کہ فجور قلبی ہے یعنی دل کا امر ہے مانند ایمان کی اور اس میں دلیل ہے واسطے اہل سنت کے اس واسطے کہ وہ نہیں کافر کہتے آدمی کو ساتھ گناہوں کے اور رد ہے خارجیوں وغیرہ پر جو گناہوں کے ساتھ کافر کہتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ لائق ہے کہ ایمان دار اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتا ہے ہر گناہ سے کبیرہ ہو یا صغیرہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کبھی عذاب کرتا ہے چھوٹے گناہ پر کہ وہ نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے کہ کرتا ہے پاک ہے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اس بندے کے توبہ کرنے سے تو کہا خطابی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے ساتھ توبہ کے اور متوجہ ہوتا ہے طرف اس کی اور جو خوشی اور فرحت کہ لوگوں میں معروف ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز ہے اور وہ مانند قول اللہ تعالیٰ کے کی ہے ﴿كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ﴾ یعنی راضی ہیں، کہا ابن عربی نے کہ ہر چیز کہ تقاضا کرے فرحت اور خوش ہونے کو نہیں جائز ہے کہ وصف کیا جائے اللہ تعالیٰ ساتھ حقیقت اس کی کے سو اگر وارد ہو کوئی چیز اس سے اللہ کے حق میں تو حمل کیا جائے گا اس کو ان معنی پر کہ لائق ہیں ساتھ اس کے اور کبھی تعبیر کی جاتی ہے شے سے ساتھ سبب اس کے یا ثمرے اس کے کہ حاصل ہو اس سے اس واسطے کہ جو کسی چیز کے ساتھ خوش ہو وہ بخشش کرتا ہے واسطے فاعل اس کے ساتھ اس چیز کے کہ مانگے اور خرچ کرتا ہے واسطے اس کے جو طلب کرے سو تعبیر کی گئی ہے عطا باری سے اور اس کے واسع کرم سے ساتھ فرح کے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد احسان اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے توبہ کرنے والے کے اور تجاوز کرنا اس کا اس سے ہے ساتھ فرح کے اس واسطے کہ بادشاہوں کی عادت ہے کہ جب کسی کے قول سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے ساتھ بہت احسان کرتے ہیں اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ یہ مثل ہے کہ مقصود ساتھ اس کے بیان جلدی توبہ قبول کرنے اللہ تعالیٰ کا ہے اپنے بندے توبہ کرنے والے سے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ بہت جلدی قبول کرتا ہے اور یہ کہ متوجہ ہوتا ہے اس کی طرف ساتھ مغفرت اپنی کے اور معاملہ کرتا ہے ساتھ اس کے معاملہ اس شخص کا کہ خوش ہوتا ہے اس کے عمل سے اور وجہ مثل کی یہ ہے کہ گنہگار اپنے گناہ کے سبب سے شیطان کے قید میں ہوا ہے اور البتہ قریب ہوا ہے ہلاک پر سو جب اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مہربانی کرتا ہے اور اس کو توبہ کی توفیق دیتا ہے تو نکلتا ہے اس گناہ کی نحوست سے اور اخلاص ہوتا ہے شیطان کی قید سے اور ہلاکت سے جس کے قریب ہوا ہے سو متوجہ ہوتا ہے اللہ اس پر ساتھ مغفرت اپنی کے اور رحمت کے نہیں جو فرحت کہ مخلوق کی صفتوں سے ہے وہ محال ہے اللہ تعالیٰ پر اس واسطے کہ وہ جنبش کرنا ہے اور خوش ہونا کہ پاتا ہے اس کو شخص نفس اپنے سے وقت ظفریاب ہونے اس کے ساتھ غرض کے کہ پورا ہو ساتھ اس کے نقصان اس کا یا دفع کرے ساتھ اس کے اپنے نفس سے ضرر کو یا نقصان کو اور کل یہ محال ہے اللہ تعالیٰ پر اس واسطے کہ وہ کامل ہے ساتھ ذات اپنی کے غنیٰ ہے ساتھ وجود اپنے کے کہ نہیں لاحق ہوتا ہے اس کو

کوئی نقص اور نہ قصور لیکن اس فرح میں نزدیک ہمارے فائدہ ہے اور متوجہ ہونا ہے اوپر چیز مفروح بہ کے اور اُتارنا اس کا محل اعلیٰ میں اور یہی معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق میں صحیح ہیں پس تعبیر کی ثمرہ فرح کے سے ساتھ فرح کے اور یہ قانون جاری ہے بیچ تمام اس چیز کے کہ بولا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اوپر صفت کے ان صفات سے کہ نہیں لائق ہیں ساتھ اس کے اور اسی طرح جو ثابت ہوا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ سے۔ (فتح)

اور قولہ کہا ابو اُسامہ نے یعنی ان تینوں نے موافقت کی ہے ابوشہاب کی اس حدیث کی سند میں سو دونوں اول نے تو اس کو اعمش سے عن کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تحدیث کے ساتھ روایت کیا ہے قول اور کہا شعبہ اور مسلم نے یعنی شعبہ اور ابو مسلم نے مخالفت کی ہے ابوشہاب کی اعمش کے شیخ کے نام میں سو پہلوں نے کہا کہ عمارہ اور ان دونوں نے کہا کہ ابراہیم تیمی قولہ کہا ابو معاویہ نے الخ، یعنی ابو معاویہ نے سب کی مخالفت کی ہے سو ٹھہرایا ہے اس نے حدیث کو نزدیک اعمش کے عمارہ اور ابراہیم تیمی دونوں سے۔ (فتح)

٥٨٣٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ أَضَلَّهٗ فِيْ أَرْضِ فَلَاةٍ.

۵۸۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کرنے سے اس مرد سے بھی زیادہ تر خوش ہوتا ہے جو اپنے اونٹ پر گرا یعنی اس کو پایا اور حالانکہ اس کو گم کیا تھا زمین بیابان میں یعنی جاتا رہا تھا اس سے بغیر قصد کے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ جاگا تو اچانک اس نے دیکھا کہ وہ اونٹ اس کے پاس کھڑا ہے تو اس نے اس کی نکیل پکڑی اور کہا شدت فرحت سے الٰہی! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، خطا کی اس نے شدت فرح سے، کہا عیاض نے اس حدیث میں ہے کہ جو کہے اس کو آدمی ایسی بات سے دہشت کی حالت میں نہیں مؤاخذہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور اسی طرح حکایت اس کی اس سے اوپر طریق علمی کے اور فائدہ شرعی کی نہ اوپر ہزل اور محاکات اور عبث کے اور دلالت کرتا ہے اس پر حکایت کرنا حضرت ﷺ کا اس سے اور اگر منکر ہوتا تو نہ حکایت کرتے، واللہ اعلم، اور کہا ابن ابی جمرہ نے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بہت فائدے ہیں نام رکھنا بیابان کا ہے ساتھ مہلکہ کے یعنی ہلاکی کا مکان جس میں کھانے پینے کی چیز نہ ہو اور اس حدیث میں ہے کہ جو اللہ کے سوائے اور چیز کی طرف جھکے یقین کرے ساتھ اس کے تو نہایت محتاج ہوتا ہے اس کی طرف اس واسطے کہ نہیں سویا تھا وہ مرد

بیابان میں اکیلا مگر واسطے جھکنے کی طرف اس چیز کی کہ تھی ساتھ اس کے زاد سے سو جب اس نے اس پر اعتماد کیا تو محتاج ہوا تھا اگر نہ مہربانی کرتا اللہ ساتھ اس کے اور نہ پھیرلاتا اس کی گم ہوئی چیز کو اور اس میں برکت فرماں بردار ہونے کی ہے واسطے امر اللہ کے اس واسطے کہ جب وہ مرد اپنی سواری کے پانے سے نا اُمید ہو تو تفویض کیا اس نے اپنے آپ کو واسطے موت کے سو احسان کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر ساتھ رد کرنے سواری اس کی کے اور اس میں ارشاد ہے طرف رغبت دلانے کی اوپر حساب کرنے نفس کے اور اعتبار کرنے نشانیوں کے جو دلالت کرنے والی ہیں اور پھر باقی رہنے نعمت ایمان کے۔(فتح)

بَابُ الضَّجْعِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

دائیں کروٹ پر لیٹنا

٥٨٣٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ.

٥٨٣٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رات سے گیارہ رکعتیں پڑھتے سو جب فجر نکلتی تو دو رکعت نماز ہلکی پڑھتے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹتے یہاں تک کہ مؤذن آتا اور آپ کو نماز کی اطلاع کرتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ إِذَا بَاتَ طَاهِرًا وَفَضْلِهِ

جب پاکی کی حالت میں رات کاٹے اور اس کی فضیلت کا بیان

فائدہ: اور اس باب میں چند حدیثیں وارد ہو چکی ہیں ایک حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ نہیں کوئی مسلمان کہ رات کاٹے ذکر اور طہارت پر پھر جاگے رات سے سو اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی خیر مانگے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے۔

٥٨٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٥٨٣٦۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تو اپنے لیٹنے کی جگہ میں آیا کرے تو وضو کیا کر جیسے تو نماز کے واسطے وضو کرتا ہے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ، اور کہہ الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوْئَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُوْلُ فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ.

یعنی میں نے اپنی جان کو تیرے حکم کے تابع کیا اس واسطے کہ نہیں قدرت واسطے میرے اس کی تدبیر پر اور اس کے نفع ونقصان پر اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا یعنی توکل کیا تجھ پر کام میں اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی یعنی اعتماد کیا اپنے کاموں میں تجھ پر شوق اور تیرے خوف سے یعنی واسطے رغبت کرنے کے تیرے ثواب میں اور واسطے ڈرنے کے تیرے عذاب سے تجھ سے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا مکان مگر تیری ہی طرف الٰہی! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اُتاری اور تیرے پیغمبر ﷺ پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا سو اگر تو اسی رات مر گیا تو فطرت پر مرا یعنی دین قویم دین ابراہیم پر اور ٹھہرا ان کو آخر اپنی کلام کا یعنی جب تو یہ دعا پڑھے تو اس کے بعد اور کلام نہ کر سو جا سو میں نے کہا اس حال میں کہ میں ان کلمات کو یاد کرتا تھا یعنی دوہراتا تھا تاکہ یاد کرلوں و برسولك الذی ارسلت حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح مت کہو بلکہ کہو و بنبيك الذی ارسلت۔

فائدہ: حکم وضو کا واسطے ندب کے ہے اور واسطے اس کے کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ پاکی پر سوئے تاکہ اچانک اس کو موت نہ آجائے پس ہو ہیئت کاملہ پر اور لیا جاتا ہے اس سے ندب استعداد کا واسطے موت کے ساتھ طہارت دل کے اس واسطے کہ وہ اولیٰ ہے طہارت بدن سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو باوضو مرے گا وہ باوضو اٹھے گا اور مؤکد ہے یہ بیچ حق محدث اور جنبی کے اور ایک یہ کہ جو باوضو سوئے اس کی خواب سچی ہوتی ہے اور بعید تر ہوتا ہے شیطان کی کھیل سے اور خاص کیا ہے دائیں کروٹ کو واسطے کئی فائدوں کے ایک یہ کہ آدمی اس سے جلدی جاگ اُٹھتا ہے اور ایک یہ کہ دل متعلق ہے طرف دائیں جہت کی پس نہیں ثقیل ہوتا ہے واسطے سونے کے اور ایک یہ کہ وہ اصلح ہے واسطے بدن کے کہتے ہیں کہ اول دائیں کروٹ پر لیٹے پھر بائیں کروٹ کی طرف پلٹ جائے اس واسطے کہ اول سبب ہے واسطے اُترنے کھانے کے اور بائیں کروٹ پر سونا کھانے کو ہضم کرتا ہے واسطے شامل ہونے جگر کے اوپر معدے کے۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ اس ذکر کی نظم میں کئی عجائبات ہیں نہیں پہچانتا ہے اس کو مگر جو مضبوط علم والا ہے اہل بیان سے سو اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اس کی طرف کہ جوارح آپ کے فرمانبردار ہیں

واسطے اللہ تعالیٰ کے اس کے اوامر اور نہی میں اور اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنے منہ کو تیرے سامنے کیا اس کی طرف کہ ذات حضرت ﷺ کی خالص ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے بری ہے نفاق سے اور ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اس کی طرف کہ کام آپ کے داخلہ اور خارجہ سب سونپے گئے ہیں اس کی طرف نہیں کوئی مدبر واسطے اس کے غیر اس کا اور ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی اس کی طرف کہ تفویض کے بعد پناہ پکڑنے والے ہیں اس کی طرف اس چیز سے کہ آپ کو ایذا دے سب اسباب سے اور مراد فطرت سے دین اسلام ہے اور یہ حدیث ساتھ معنی دوسری حدیث کے ہے کہ جس کی اخیر کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا اسی طرح کہا ہے بعض علماء نے کہا قرطبی نے کہ اس میں نظر ہے کہ جب ہوا قائل ان کلمات کا جو تقاضا کرتے ہیں واسطے معانی توحید اور تسلیم اور رضا کے یہاں تک کہ مر جائے مثل اس شخص کی جو لا الہ الا اللہ کہے جس کے دل میں ان امور سے کچھ چیز نہیں گزری تو کہاں گیا فائدہ ان کلمات عظیمہ اور مقامات شریفہ کا اور ممکن ہے جواب ساتھ اس کے کہ ہر ایک دونوں میں سے اگرچہ فطرت پر مرتا ہے لیکن دونوں فطرتوں میں وہ فرق ہے دو دونوں حالتوں میں ہے سو پہلی فطرت مقربین کی فطرت ہے میں کہتا ہوں کہ واقع ہوا ہے احمد کی روایت میں بدل قول اس کے کہ مرا فطرت پر کہ بنایا جاتا ہے واسطے اس کے گھر بہشت میں اور یہ تائید کرتی ہے اس چیز کو کہ ذکر کی ہے قرطبی نے اور یہ جو آپ نے منع فرمایا وبرسولك الذی ارسلت سے بدلے وبنبيك الذی ارسلت کے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ الفاظ اذکار کا توقیفی ہیں یعنی موقوف ہیں سماع پر قیاس کو ان میں دخل نہیں ہے اور واسطے ان کے خصوصیتیں اور راز ہیں کہ نہیں داخل ہوتا ہے ان میں قیاس سو واجب نگہبانی کرنی اوپر اس لفظ کے کہ وارد ہوا ہے اور یہ مختار ہے نزدیک مازری کے کہا اور اقتصار کیا جائے اس میں اوپر اس لفظ کے کہ وارد ہوا ہے ساتھ حروف اس کے اور کبھی متعلق ہوتی ہے جزا ساتھ ان حرفوں کے اور شائد کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کلمات کے ساتھ وحی کی تھی سو متعین ہوگا ادا کرنا ان کا ان کے حرفوں سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں تین سنتیں ہیں ایک وضو کرنا وقت سونے کے اور اگر پہلے سے باوضو ہو تو اس کو کفایت کرتا ہے اس واسطے کہ مقصود سونا ہے باوضو دوسرے سونا ہے دائیں کروٹ پر تیسرے ختم کرنا ہے ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے اور کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث شامل ہے اوپر ایمان لانے کے ساتھ ہر اس چیز کے کہ واجب ہے ایمان ساتھ اس کے بطور اجمال کے کتابوں اور پیغمبروں سے الٰہیات اور نبویات سے اوپر منسوب کرنے ہر چیز کے طرف اللہ کی ذاتوں اور صفتوں اور افعال سے واسطے ذکر وجہ اور نفس اور امر کے اور اسناد ظہر کے باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے توکل سے اللہ تعالیٰ پر اور رضا سے ساتھ قضا اس کی کے یہ سب باعتبار معاش یعنی زندگی دنیا کے ہے اور اوپر اعتراف کے ساتھ ثواب کے اور عقاب کے باعتبار نیکی اور بدی کے اور یہ باعتبار آخرت کے ہے اور بعض نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر منع ہونے روایت بالمعنیٰ کے اور یہ

اس وقت منع ہے جب کہ گمان کرے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی ظن کرے کہ دونوں کے لفظ کے معنی ایک ہیں سو ایک کو دوسرے سے بدلے اگرچہ غالب گمان ہو اور جب ثابت ہو جائے ساتھ یقین کے کہ دونوں لفظ کے معنی ایک ہیں اور ایک کو دوسرے سے بدل ڈالے تو یہ جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا نَامَ

سونے کے وقت کیا کہے اور کیا ذکر کرے؟

۵۸۳۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ قَالَ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا وَإِذَا قَامَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

۵۸۳۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بچھونے کی طرف ٹھکانہ پکڑتے تو کہتے کہ الٰہی! میں تیرے نام کی یاد سے جیتا ہوں یعنی جب تک کہ جیتا ہوں اور تیرے نام پر مروں گا اور جب اٹھتے یعنی سونے سے جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم کو زندہ کیا اس کے بعد کہ ہم کو مارا اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے یعنی قیامت میں۔

فائدہ: نیند کو موت اس واسطے فرمایا کہ جیسے موت سے عقل اور حواس نہیں رہتے ویسے ہی نیند سے بھی نہیں رہتے پھر اس کے بعد قیامت کا جی اٹھنا اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ سو کر جاگنا قیامت کی زندگی کی مثل ہے یعنی جیسے نیند کے بعد جاگتے ہیں ویسے ہی موت کے بعد قیامت میں لوگ زندہ ہوں گے اور کہا ابو اسحاق زجاج نے کہ جو نفس کہ جدا ہوتا ہے آدمی سے وقت سونے کے وہی ہے جو تمیز اور تفریق کے واسطے ہے یعنی وہی ہے جس سے چیزوں میں تمیز ہوتی ہے اور جو نفس کہ جدا ہوتا ہے اس سے وقت موت کے رہی ہے واسطے زندگی کے اور وہی ہے کہ دور ہوتا ہے ساتھ اس کے سانس لینا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ موت کے اس جگہ سکون یعنی اس کی حرکت کا ختم جانا سو احتمال ہے کہ اطلاق کیا ہو سونے والے پر موت کو ساتھ معنی ارادے سکون حرکت اس کی کے اور کبھی استعارہ کیا جاتا ہے موت کو واسطے احوال شاقہ کے مثل فقر اور ذلت اور سوال اور ہرم اور گناہ کے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ جامع ہے سونے اور مرنے کو قطع ہونا تعلق روح کا بدن سے اور یہ کبھی ہوتا ہے ظاہر اور وہ سونا ہے اور کبھی ہوتا ہے باطن اور وہ موت ہے سو اطلاق موت کا سونے پر بطریق مجاز کے ہے واسطے مشترک ہونے دونوں کے بیچ انقطاع تعلق روح کیے بدن سے اور کہا طیبی نے کہ سونے کو جو مرنا کہا گیا تو اس میں حکمت یہ ہے کہ انتفاع آدمی کا ساتھ زندگی کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے طلب کرنے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی ہے اس سے اور واسطے قصد طاعت اس کی کے اور اجتناب کے غضب اور عتاب اس کی کے سو جو سو جائے دور ہوتا ہے اس سے انتفاع سو ہو گا مانند مردے کی سو حمد کی واسطے اللہ تعالیٰ کے اس نعمت پر اور دور ہونے اس مانع کے کہا اور یہ تاویل موافق ہے واسطے دوسری حدیث کے جس

میں ہے کہ اگر تو اس کو چھوڑے تو نگاہ رکھ اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نگاہ رکھتا ہے تو ساتھ اس کے اپنے نیک بندوں کو اور قول اس کا والیہ النشور یعنی اور طرف اسی کی ہے پھرنا بیچ پانے ثواب کے بسبب اس چیز کے کہ کماتا ہے اس کو زندگی میں۔ (فتح)

٥٨٣٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصٰى رَجُلًا فَقَالَ إِذَا أَرَدْتَّ مَضْجَعَكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ.

٥٨٣٨۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو وصیت کی سو فرمایا کہ جب تو اپنے لیٹنے کی جگہ کا ارادہ کیا کرے تو یوں کہا کر کہ الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنے منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنی پیٹھی تیری طرف جمائی تیرے شوق اور تیرے خوف سے نہیں ہے کوئی جگہ بھاگنے کی تجھ سے اور نہ بچاؤ کا مکان مگر تیری ہی طرف میں تیری کتاب یعنی قرآن کے ساتھ ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر کے ساتھ ایمان لایا جو تو نے بھیجا سو اگر تو مر گیا تو ایمان پر مرا۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ الْيُمْنٰى تَحْتَ الْخَدِّ الْأَيْمَنِ

رکھنا ہاتھ کا دائیں رخسار کے نیچے

٥٨٣٩۔ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا

٥٨٣٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو اپنے لیٹنے کی جگہ پکڑتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر کہتے الٰہی! میں تیرے نام سے مروں گا اور تیرے نام سے جیتا ہوں اور جب سو کر جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا اس کے بعد کہ ہم کو مارا اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے۔

وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

فائدہ: اور اس حدیث میں دائیں کا ذکر نہیں سو شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے موافق عادت اپنی کے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں آ چکی ہے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور روایت کی ہے نسائی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور فرماتے کہ الٰہی! بچا مجھ کو قیامت کے عذاب سے جب کہ تو اپنے بندوں کو اُٹھائے۔ (فتح)

بَابُ النَّوْمِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

دائیں کروٹ پر سونا

٥٨٤٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِیْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِیْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ مِنَ الرَّهْبَةِ مَلَكُوْتٌ مُلْكٌ مَثَلُ رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَّحَمُوْتٍ تَقُوْلُ تَرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَرْحَمَ.

٥٨٤٠۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بچھونے پر ٹھکانہ پکڑتے تو اپنی دائیں کروٹ پر سوتے پھر فرماتے الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور اپنا منہ تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی تیرے شوق اور تیرے خوف سے نہیں کوئی جگہ بھاگنے اور نہ بچاء کا مکان مگر تیری ہی طرف الٰہی! میں تیری کتاب کے ساتھ ایمان لایا جو تو نے اُتاری اور تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ان کلمات کو کہے پھر اسی رات مر جائے تو مرا دین اسلام پر، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ استرھبوھم ماخوذ ہے رھبۃ سے۔

فائدہ: اس ترجمہ کے فائدے پہلے گزر چکے ہیں اور نوم اور لیٹنے میں عموم اور خصوص ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا انْتَبَهَ بِاللَّيْلِ

باب ہے بیچ دعا کرنے کے جب کہ رات سے جاگے

٥٨٤١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى حَاجَتَهُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءًا بَيْنَ وُضُوْئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَصَلَّى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَّرٰى أَنِّيْ كُنْتُ أَتَّقِيْهِ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَأَخَذَ بِأُذُنِيْ فَأَدَارَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا وَفَوْقِيْ نُوْرًا وَتَحْتِيْ نُوْرًا وَأَمَامِيْ نُوْرًا وَخَلْفِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا قَالَ كُرَيْبٌ وَسَبْعٌ فِي التَّابُوْتِ فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ وَّلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِيْ بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعَرِيْ وَبَشَرِيْ وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ.

۵۸۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے سو اپنی حاجت ادا کی پھر اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر سوئے پھر اٹھے سو مشک کے پاس آئے سو اس کے منہ کو کھولا پھر وضو کیا وضو کرنا درمیان دو وضوؤں کے یعنی نہ زیادہ کیا اور البتہ کامل کیا یا کم پانی خرچ کیا باوجود تین تین بار دھونے کے پھر نماز پڑھی سو میں اٹھا سو میں نے انگڑائی لی واسطے مکروہ رکھنے اس بات کو کہ دیکھیں کہ بے شک میں آپ کا انتظار کرتا تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ گمان کریں کہ میں جاگتا تھا سو میں نے وضو کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے سو میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑا اور مجھ کو پھیر کر اپنی دائیں طرف کیا سو پوری ہوئی نماز آپ کی تیرہ رکعتیں پھر لیٹے سو سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے پھر بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کی اطلاع دی سو آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور آپ کی دعا میں یہ کلمات تھے الٰہی! میرے دل میں روشنی کر اور میری آنکھ میں روشنی کر اور میرے کان میں روشنی کر اور میرے دائیں روشنی کر اور میرے بائیں روشنی کر اور کر ڈال مجھ کو سراپا نور، کہا کریب نے اور سات کلمے تابوت میں تھے سو میں ملا ایک مرد کو عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے سو حدیث بیان کی اس نے مجھ سے ساتھ ان کے سو ذکر کیا اس نے ان کلمات کو کہ روشنی کر میرے پٹھوں میں اور میرے گوشت میں اور میری لہو میں اور میرے بالوں میں اور میرے چمڑے میں اور ذکر کیا دو کلموں کو۔

فائدہ: میں کہتا ہوں اور حاصل اس چیز کا کہ اس روایت میں ہے دس کلمے ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ

حضرت ﷺ نے انیس کلموں کے ساتھ دعا کی حدیث بیان کی مجھ سے ساتھ ان کے کریب نے سو میں نے ان میں سے بارہ کلمے یاد رکھے اور باقی کو بھول گیا سو ذکر کیا اس نے دل کے بعد زبان کو اور زیادہ کیا ہے اس کے آخر میں اور کر میری جان میں روشنی اور کر ڈال مجھ کو تمام نور اور یہ دونوں ان کلموں سے ہیں کہ ذکر کیا ہے کریب نے کہ وہ تابوت میں تھے اور اختلاف ہے کہ تابوت سے کیا مراد ہے سو دمیاطی نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے سینہ ہے اور وہ برتن ہے دل اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے نور ہیں کہ تھے لکھے ہوئے تابوت میں جو بنی اسرائیل کے پاس تھا جس میں سکینہ تھی کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ مراد ساتھ تابوت کے صندوق ہے یعنی سات کلمے لکھے ہوئے تھے صندوق میں جو اس کے پاس تھا یعنی اس وقت میں وہ کلمے اس کو یاد نہ تھے بلکہ اس کے پاس صندوق میں لکھے ہوئے تھے اور تائید کرتا ہے اس کی جو کہ کریب نے باب کی حدیث میں کہا کہ چھ کلمے میرے پاس تابوت میں لکھے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ تابوت کے بدن ہے یعنی یہ سات کلمے مذکورہ متعلق ہیں ساتھ بدن انسان کے بخلاف اکثر کلموں کے کہ گزرے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لکھے ہوئے تھے کاغذ میں جو صندوق میں تھا نزدیک بعض اولاد عیاض کے اور دونوں کلمے ہڈی اور مغز ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد ساتھ دو کلموں کے زبان اور نفس ہے کہا قرطبی نے کہ یہ روشنیاں جو حضرت ﷺ نے مانگیں ممکن ہے حمل کرنا ان کا ظاہر پر سو سوال کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہر عضو میں روشنی کرے کہ روشن ہوں ساتھ اس کے قیامت تک ان اندھیروں میں حضرت ﷺ اور جو آپ کے تابعدار ہیں ان شاء اللہ کہا اور اولی یہ ہے کہ کہا جائے کہ وہ استعارہ ہے علم اور ہدایت سے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ وقولہ تعالیٰ ﴿وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ﴾ پھر کہا کہ تحقیق یہ ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نور ظاہر کرنے والا ہے اس چیز کو کہ نسبت کیا گیا ہے اس کی طرف اور وہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے اس کے کے سو نور کان کا ظاہر کرنے والا ہے واسطے مسموعات کے یعنی ان چیزوں کے کہ سنی گئیں اور نور آنکھ کا کاشف ہے واسطے ان چیزوں کے کہ دیکھی گئیں اور نور دل کا کاشف ہے معلومات سے اور نور ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح کا وہ ہے جو ظاہر ہو اس پر اعمال طاعت سے کہا طیبی نے کہ معنی طلب نور کے واسطے اعضاء کے یہ ہیں کہ مزین ہو ہر ایک ساتھ نور معرفت اور اطاعت کے اور ننگا ہو اس چیز سے کہ سوائے ان کے ہے اس واسطے کہ شیطان گھیر لیتا ہے چھ طرفوں سے ساتھ وسوسوں کے سو ہوگا خلاص ہونا اس سے ساتھ ان روشنیوں کے واسطے ان طرفوں کے اور یہ کل امر رجوع کرنے والے ہیں طرف ہدایت اور بیان اور روشن ہونے حق کے اور اس کی طرف راہ دکھلاتا ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ الی قولہ ﴿نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ اور خاص کیا کان اور آنکھ اور دل کو اس واسطے کہ دل جگہ قرار پکڑنے فکر کی ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں اور خاص کیا ہے دائیں اور بائیں کو ساتھ عن کے یعنی کہا عن یمین واسطے خبر دینے کے ساتھ بڑھنے انوار کے دل اور کان اور آنکھ سے طرف اس شخص کی کہ اس کی

دائیں طرف اور بائیں طرف ہے اس کے تابعداروں سے۔ (فتح)

٥٨٤٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِيْ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَآؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

٥٨٤٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے تہجد کی نماز پڑھنے کو تو یہ دعا پڑھتے الٰہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کی روشنی اور تجھی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا اور جو ان کے درمیان ہے اور تجھی کو شکر ہے تو سچ مچ ہے اور تیرا وعدہ سچ مچ ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا ملنا سچ مچ ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے اور پیغمبر حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوں اور میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور میں نے تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری طرف جھگڑا رجوع کرتا ہے کہ تو فیصل کرے سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا اور جس کو میں نے چھپایا اور ظاہر کیا تو ہی آگے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تو ہی پیچھے ڈالتا ہے جس کو چاہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے تیرے راوی کو شک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا انت فرمایا یا لا الہ غیرک فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التہجد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحِ عِنْدَ الْمَنَامِ

سونے کے وقت سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا یعنی اور حمد کا کہنا

٥٨٤٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ شَكَتْ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ

٥٨٤٣۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی جو پاتی تھیں اپنے ہاتھ میں چکی پیسنے کی تکلیف سے یعنی چکی پیسنے سے ان کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے تھے اور ہاتھ موٹے ہو گئے تھے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں لونڈی خدمت گار مانگنے کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا یعنی اس وقت

ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَآءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ فَجَآءَ نَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ أَقُوْمُ فَقَالَ مَكَانَكِ فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِىْ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهٰذَا خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ التَّسْبِيْحُ أَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ.

حضرت ﷺ سے ملاقات نہ ہوئی سو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا یعنی جب حضرت ﷺ تشریف لائیں تو ایسے کہہ دینا سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو خبر دی علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور حالانکہ ہم بستر پر لیٹے تھے سو میں حضرت ﷺ کو دیکھ کر اٹھنے لگا فرمایا کہ اپنی جگہ میں لیٹ رہ سو حضرت ﷺ ہمارے درمیان بیٹھے یہاں تک کہ میں نے آپ کے دونوں قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی سو فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم دونوں کو جو تمہارے لیے خدمت گار سے بہتر ہے؟ جب تم دونوں اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑو یا فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو اللہ اکبر کہو تینتیس بار اور سبحان اللہ کہو تینتیس بار اور الحمد للہ کہو تینتیس بار سو یہ تمہارے لیے بہتر ہے خدمت گار سے اور ایک روایت میں ہے کہ سبحان اللہ کہو چونتیس بار۔

فائدہ: ایک روایت میں علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیٹی میرے نکاح میں تھیں سو چکی پیستے ان کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے اور مشک میں پانی لانے سے ان کی گردن میں نشان پڑ گیا اور گھر کو جھاڑنے سے ان کے کپڑے گرد آلودہ ہوئے اور روٹی پکانے سے ان کا چہرہ متغیر ہوا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا اپنے باپ سے لونڈی مانگ حضرت ﷺ کے پاس لونڈی غلام آئے ہیں قولہ سو حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم اپنے بستر پر لیٹے تھے سو سائب کی روایت میں ہے سو ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے سو میں نے کہا یا حضرت! البتہ میں کنویں سے پانی پینے کو لایا یہاں تک کہ میں نے اپنا سینہ بیمار پایا یعنی اب نہیں لا سکتا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میں نے چکی پیسی یہاں تک کہ میرے دونوں ہاتھ موٹے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ آپ کے پاس بندی لایا ہے سو ہم کو خادم دیجیے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں تم کو نہ دوں گا کہ اہل صفہ کو چھوڑوں ان کے پیٹ خالی ہیں نہیں پاتا میں جو ان پر خرچ کروں لیکن میں ان کو بیچتا ہوں اور ان کی قیمت ان پر خرچ کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم پر ایک چادر تھی کہ جب ہم اس کو لمبائی کی طرف پہنتے تو ہمارے پہلو اس سے نکل جاتے اور جب اس کو چوڑائی کی طرف سے پہنتے تو ہمارے سر اور قدم اس سے نکل جاتے اور ایک روایت میں

اس حدیث کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس ذکر کو اس کے بعد کبھی نہیں چھوڑا لوگوں نے کہا اور نہ رات جنگ صفین کی کہا اور نہ رات صفین کی اور مراد ساتھ رات صفین کے وہ لڑائی ہے جو علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صفین میں ہوئی تھی اور صفین ایک شہر ہے مشہور درمیان عراق اور شام کے اور دونوں لشکر وہاں کئی مہینے ٹھہرے رہے تھے اور ان کے درمیان بہت لڑائیاں واقع ہوئی تھیں لیکن نہیں لڑے رات کو مگر ایک بار اور اس رات میں دونوں فریق سے کئی ہزار آدمی قتل ہوا اور صبح کو علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی فتح کے ساتھ قریب تھے سو معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے قرآن کو اٹھایا سو ہوا جو ہوا اتفاق سے منصفی پر اور پھرنے ایک کے کی ان میں سے طرف شہر اپنے کے اور خروج کیا خارجیوں نے علی رضی اللہ عنہ پر بعد منصفی کے اول اڑتیسویں سال میں اور قتل کیا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے نہروان مین اور سب یہ مبسوط ہے طبری وغیرہ کی تاریخ میں کہا ابن بطال نے کہ یہ ایک قسم کا ذکر ہے وقت سونے کے اور ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے وقت اس سب ذکر کو کہتے ہیں اور اشارہ کیا ہے واسطے امت اپنی کے ساتھ کفایت کرنے کے بعض پر واسطے خبردار کرنے کے آپ سے کہ معنی اس کے ترغیب اور ندب ہے نہ وجوب کہا عیاض نے کہ آئے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وقت سونے کے اذکار مختلف باعتبار احوال اور اشخاص اور اوقات کے اور ہر میں فضل ہے اور کہا عیاض نے کہ نہیں ہے کوئی وجہ واسطے اس شخص کے کہ استدلال کرتا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ فقیر افضل ہے غنی سے اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے بیچ خیریت کے یعنی اس ذکر کے بہتر ہونے کے کیا معنی ہیں سو کہا عیاض نے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ان کو سکھلائیں کہ عمل آخرت کا افضل ہے دنیا کے کام سے ہر حال میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا اس پر واسطے اس چیز کے کہ نہ ممکن ہو آپ کو دینا خادم کا پھر سکھلایا ان کو جب کہ نہ ہاتھ آیا ان کو جو انہوں نے طلب کیا تھا ذکر کہ حاصل ہو واسطے ان کے اجر افضل اس چیز سے کہ مانگی اور کہا قرطبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حوالہ کیا ان کو ذکر پر تا کہ ہو عوض دعا سے وقت حاجت کے یا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا واسطے بیٹی اپنی کے جو اپنے جی کے واسطے چاہا اختیار کرنے فقر کے سے اور تحمل شدت اس کی سے ساتھ صبر کرنے کے او پر اس کے واسطے بڑا جاننے اجر اس کے کو اور کہا مہلب نے کہ سکھلائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو ذکر سے وہ چیز کہ اکثر ہے نفع اس کا واسطے اس کے آخرت میں اور اختیار کیا ہے اہل صفہ کو اس واسطے کہ وقف کیا تھا انہوں نے اپنی جانوں کو واسطے سماع علم کے اور ضبط کرنے سنت کے اپنے پیٹ بھرنے پر یعنی صرف ان کو پیٹ کا فکر تھا نہ رغبت کرتے تھے بیچ کمانے مال کے اور نہ عیال کے لیکن انہوں نے خریدا اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے ساتھ قوت کے اور اس سے لیا جاتا ہے مقدم کرنا طالب علموں کا غیروں پر پانچویں حصے میں اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر سلف صالح تنگ گزران اور قلت چیز اور شدت حال سے اور اللہ تعالیٰ نے بچایا ان کو دنیا سے باوجود ممکن ہونے اس کے کے واسطے بچانے ان کے اس کی خرابیوں سے اور

یہ سنت ہے پیغمبروں کی کہا اسماعیل قاضی نے کہ اس حدیث میں ہے کہ امام کو جائز ہے یہ کہ تقسیم کرے خمس کو جہاں مناسب دیکھے اس واسطے کہ قیدی نہیں ہوتا مگر خمس سے اور اس پر باقی چار خمس پس حق غنیمت لوٹنے والوں کا ہے اور یہ قول مالک رحمہ اللہ اور جماعت کا ہے اور مذہب شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا یہ ہے کہ واسطے اہل بیت کے حصہ ہے خمس سے اور اس کا مفصل بیان خمس میں گزر چکا ہے کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں کہ باعث ہونا انسان کا ہے اپنے اہل کو اس چیز پر کہ اٹھاتا ہے اس پر نفس اپنے کو اختیار کرنے آخرت کے سے دنیا پر جب کہ ہو واسطے ان کے قدرت اوپر اس کے اور اس میں ہے کہ جائز ہے مرد کو داخل ہونا اپنے بیٹی اور اس کے خاوند پر ساتھ اجازت کے اور بیٹھنا درمیان ان کے ان کے بچھونے پر اور مباشر ہونا اس کے قدموں کا ان کے بعض بدن کو اور دفع کیا ہے بعض نے استدلال مذکور کو واسطے معصوم ہونے صفت کے سو نہ ملحق ہو گا ساتھ حضرت ﷺ کے غیر آپ کا جو معصوم نہیں اور حدیث میں مناقب ہے ظاہرہ واسطے علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور اس میں بیان ہے اظہار غایت مہربانی اور شفقت کا بیٹی پر اور داماد پر اور نہایت اتحاد ساتھ دور کرنے حشمت اور حجاب کے اس واسطے کہ نہ اُٹھایا ان کو ان کی جگہ سے اور چھوڑا ان کو حالت لیٹنے پر اور مبالغہ کیا یہاں تک کہ اپنے پیر کو ان کے درمیان داخل کیا اور ان کے درمیان ٹھہرے یہاں تک کہ سکھلایا ان کو جو اولیٰ ہے ساتھ حال ان کے ذکر سے بدلہ اس چیز کا کہ مانگی انہوں نے خادم سے واسطے خبردار کرنے کے کہ اہم مطلوب وہ زاد لینا ہے واسطے آخرت کے اور صبر کرنا دنیا کی مصیبتوں پر اور الگ ہونا دارا لغرور سے اور اس حدیث میں ہے کہ جو اس ذکر کو سونے کے وقت ہمیشہ پڑھتا رہے وہ تھکتا نہیں اس واسطے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی تکلیف کے کام سے سو حضرت ﷺ نے اس پر حوالہ کیا اور اس میں نظر ہے اور نہیں متعین ہے دور ہونا لقب کا بلکہ احتمال ہے کہ جو اس پر ہمیشگی کرے وہ ضرر نہ پائے ساتھ کثرت عمل کے اور نہیں دشوار ہوتا اوپر اس کے اگرچہ حاصل ہو تعب۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ وَالْقِرَآءَةِ عِنْدَ الْمَنَامِ

پناہ مانگنا اور پڑھنا سونے کے وقت

٥٨٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ.

۵۸۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب لیٹتے تو اپنے ہاتھ میں پھونک مارتے سو معوذات کو پڑھتے اور ان کے ساتھ اپنے بدن کو مسح کرتے۔

فائدہ: مراد ساتھ معوذات کے سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہے جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے اور

البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ قرأت کے وقت سونے کے چند حدیثیں صحیحہ ایک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے آیۃ الکرسی میں اور حدیث ابن سعید کی ہے سورۂ بقرہ کے خاتمہ اور حدیث فروہ کی ہے قل یاایھا لکافرون میں اور حدیث عرباض رضی اللہ عنہ کی ہے مسبحات میں اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے سورۂ الم تنزیل اور تبارک میں روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں اور حدیث اس کی ہے مطلق قرآن کی کسی سورۂ میں اور پناہ مانگنے میں چند حدیثیں وارد ہوئی ہیں ایک حدیث ابو صالح کی ہے اعوذ بکلمات اللّٰہ التامۃ من شرما خلق اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ رب کل شی وملیکہ اشھد ان لا الہ الا انت اعوذ بك من شر نفسي ومن شر الشیطان الرجیم وشرکہ ، اخرجہ ابو داؤد کہا ابن بطال نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ منع کرتا ہے استعمال تعوذ اور جھاڑ پھونک سے مگر بعد واقع ہونے بیماری کے۔(فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ماقبل کے عام ہونا ذکر کا ہے وقت سونے کے۔

۵۸٤٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهٖ فَإِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهٗ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ تَابَعَهٗ أَبُوْ ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَقَالَ يَحْيٰى وَبِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ

۵۸٤۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بچھونے پر آئے یعنی سونے کے واسطے تو چاہیے کہ جھاڑے اپنے بچھونے کو اپنے ازار کے اندر کی طرف سے اس واسطے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے پیچھے اس پر کیا پڑا ہے پھر کہے یعنی یہ دعا پڑھے باسمک ربی سے آخر تک دعا کے یہ معنی ہیں اے میرے رب! تیرے نام پر میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری مدد سے پھر اس کو اٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان کو بند کیا یعنی نیند میں آکر مر گیا تو اس پر رحم کرنا اور اگر تو نے جان کو چھوڑا یعنی زندہ رکھا تو اس کو بچانا گناہوں سے اور بلاؤں سے جس سے تو نیکوں کو بچاتا ہے۔

متابعت کی ہے اس کی ابوضمرہ نے اور اسماعیل نے عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے یعنی دونوں نے متابعت کی ہے زہیر کی بیچ داخل کرنے واسطہ کے درمیان سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور کہا یحییٰ اور بشر نے عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی

النَّبِیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سعید رضی اللہ عنہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے اور ابن عجلان نے سعید رضی اللہ عنہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور مراد داخل ازار سے طرف ازار کی جو بدن کے ساتھ لگی ہوئی ہو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ داخل ازار کا وہ چیز ہے جو متصل ہے داخل بدن کو اس سے اور کہا عیاض نے کہ داخل ازار اس حدیث میں طرف اس کی ہے اور داخل ازار اس شخص کی حدیث میں جس کو نظر لگی تھی وہ چیز ہے جو بدن کے ساتھ لگی ہوئی ہو اور کہا قرطبی نے حکمت اس جھاڑنے کی البتہ ذکر کی گئی ہے حدیث میں اور بہر حال خاص ہونا جھاڑنے کا ساتھ اندر کی طرف ازار کے سو نہیں ظاہر ہوئی ہے وجہ واسطے ہمارے اور واقع ہوتا ہے میرے دل میں کہ اس میں خاصیت ہے طبی جو منع کرتی ہے قریب ہونے بعض جانوروں کے سے جیسا کہ حکم کیا ساتھ اس کے نظر لگانے والے کو کہا صاحب نہایہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ساتھ داخل ازار کے اور نہ حکم کیا ساتھ خارج کے اس واسطے کہ ازار باندھنے والا پکڑتا ہے دونوں طرف ازار کی اپنے دائیں ہاتھ اور بائیں سے اور چمٹاتا ہے اس چیز کو کہ اس کے بائیں ہاتھ میں ہے اور وہ طرف داخل ہے اوپر بدن اس کے کے اور رکھتا ہے جو اس کے دائیں ہاتھ میں ہے اوپر دوسرے کے سو جب اس کو کسی کام کی جلدی ہو یا ڈرے ازار کے گر پڑنے سے تو پکڑ رکھتا ہے اس کو اپنے بائیں ہاتھ سے اور ہٹاتا ہے اپنے نفس سے ساتھ دائیں ہاتھ کے سو جب اپنے بستر کی طرف پھرتا ہے اور اپنے ازار کو کھولتا ہے تو دائیں ہاتھ سے کھولتا ہے خارج ازار کا اور باقی رہتا ہے خارج اس کا معلق اور ساتھ اس کے واقع ہوتا ہے جھاڑنا اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ادب عظیم ہے اور البتہ ذکر کی گئی ہے حکمت اس کی حدیث میں اور وہ یہ ہے کہ کوئی کیڑا ضرر دینے والا بستر پر آیا ہو سو اس کو ایذا دے اور کہا قرطبی نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے یہ کہ لائق ہے واسطے اس شخص کے جو سونا چاہے یہ کہ جھاڑے بستر کو اس لیے کہ احتمال ہے کہ ہو اس پر کوئی چیز پوشیدہ رطوبت وغیرہ سے کہا ابن عربی نے کہ یہ حذر ہے اور نظر ہے بیچ اسباب دفع بدی قدر کے اور اشارہ کیا ہے کرمانی نے کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ ہو ہاتھ اس کا مستور تا کہ نہ ہو اس جگہ کوئی چیز سو حاصل ہو اس کے ہاتھ میں مکروہ اور یہ حکمت جھاڑنے کی ہے ساتھ طرف کپڑے کے سوائے ہاتھ کے نہ خاص اندر کی طرف سے اور کہا کرمانی نے کہ مراد امسکتھا سے موت ہے اور مراد ارسلتھا سے زندگی ہے اور واقع ہوئی ہے ایک روایت میں تصریح کی ساتھ موت اور حیاۃ کے روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس چیز سے کہ کہی جاتی ہے وقت سونے کے یہ دعا ہے جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آتے تو کہتے تھے الحمد للّٰہ الذی اطعمنا وسقانا و کفانا و آوانا فکم ممن لا کافی له ولا

مؤوی روایت کی ہے یہ حدیث مسلم اور ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی کہ جو کہے جب کہ اپنے بستر پر آئے اَستغفروا الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه تین بار اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگر چہ ہوں مثل جھاگ دریا کی اور اگر چہ ہوں بقدر ریت کے اور اگر چہ ہوں بقدر ایام دنیا کے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ نِصْفَ اللَّيْلِ — آدھی رات کو دعا کرنا

فائدہ: یعنی بیان ہے فضیلت دعا کرنے کا اس وقت میں اور وقت پر فجر نکلنے تک کہا ابن بطال نے کہ وہ وقت ہے شریف خاص کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ اترنے کے بیچ اس کے سو فضل کرتا ہے اپنے بندوں پر ساتھ قبول کرنے دعا ان کی کے اور دینے اس چیز کے کہ انہوں نے مانگی اور بخشنے گناہ ان کے اور وہ وقت ہے غفلت اور خلوت اور استغراق کا سونے میں اور لذت لینے کا واسطے اس کے اور چھوڑنا لذت کا مشکل ہے خاص کر آسودہ لوگوں کو اور سردی کے زمانے میں اور اسی طرح محنتی لوگوں کو خاص کر جب کہ رات چھوٹی ہو سو جو اختیار کرے قیام کو واسطے سرگوشی اپنے رب کے اور عاجزی کرنے کو طرف اس کی باوجود اس کے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر خالص ہونے نیت اس کی کے اور صحیح ہونے رغبت اس کی کے اس چیز میں کہ اس کے رب کے پاس ہے سو اسی واسطے تنبیہ کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دعا کرنے پر اس وقت میں کہ خالی ہوتا ہے اس میں نفس دنیا کے خیالوں سے اور اس کے علاقوں سے تا کہ خبردار ہو بندہ واسطے کوشش اور اخلاص کے اپنے رب کے لیے۔ (فتح)

٥٨٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ يَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهٗ.

٥٨٤٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اترتا ہے ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو پہلے آسمان تک جب کہ پچھلی تہائی رات باقی رہتی ہے تو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اس کو دوں، کون مجھ سے گناہ بخشواتا ہے کہ میں اس کے گناہ بخشوں۔

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ وقت نہایت مقبول ہے اس وقت کی دعا قبول ہے اور ترجمہ میں آدھی رات کا ذکر ہے اور حدیث میں تہائی کا کہا ابن بطال نے کہ لیکن بخاری نے اعتماد کیا ہے اس چیز پر کہ آیت میں ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا نِصْفَهٗ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ﴾ سو لیا ہے اس نے ترجمہ کو قرآن کی دلیل سے

اور ذکر نصف کا بیچ اس کے دلالت کرتا ہے اوپر تاکید محافظت کرنے کے اوپر وقت اترنے کے اس کے داخل ہونے سے پہلے تا کہ حاصل ہو وقت قبول ہونے دعا کے اور بندہ منتظر ہے واسطے اس کے مستعد ہے واسطے ملاقات اس کی کے اور کہا کرمانی نے کہ لفظ حدیث کا تہائی رات کی ہے اور یہ واقع ہوتی ہے دوسرے نصف میں اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عادت کے موافق چلا ہے سو اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس روایت کی کہ واقع ہوئی ہے ساتھ لفظ نصف کے سو روایت کی ہے دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ اترتا ہے اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کی طرف آدھی رات کو یا پچھلی تہائی رات میں اور نیز اس نے کہا کہ اُترنا محال ہے اوپر اللہ تعالیٰ کے اس واسطے کہ حقیقت اس کی حرکت کرنا ہے بلندی کی طرف سے نیچے کی طرف کو اور البتہ روایت کی ہے براہین قاطع نے اس پر کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے سو چاہیے کہ تاویل کیا جائے اس کو ساتھ اس کے کہ مراد اترنا رحمت کے فرشتے کا ہے یا مانند اس کی یا تفویض کیا جائے اس کو طرف اللہ تعالیٰ کی باوجود اعتقاد پاک جاننے اس کے کے اور البتہ گزر چکی ہے شرح حدیث کی کتاب الصلوٰۃ میں و یاتی فی التوحید ان شاء اللّٰہ تعالٰی۔ فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ

پاخانے کے وقت دعا کرنے کا بیان یعنی وقت ارادے داخل ہونے کے بیچ اس کے

٥٨٤٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ.

٥٨٤٧۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب پاخانے میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دیو بھوت اور بھوتنیوں کے شر سے۔

فائدہ: پاخانے میں اللہ تعالیٰ کا نام مذکور نہیں ہوتا اس واسطے شیطان وہاں رہتے ہیں اور اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ

صبح کے وقت کیا کہے اور کیا دعا پڑھے؟

٥٨٤٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا

٥٨٤٨۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمدہ استغفار یہ ہے کہ بندہ یوں کہے کہ الٰہی! تو میرا مالک ہے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے تیرے تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے قول اور وعدے پر ہوں جہاں تک کہ مجھ سے ہو سکے تجھ سے

أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ إِذَا قَالَ حِيْنَ يُمْسِي فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِذَا قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ مِثْلَهُ.

اقرار کرتا ہوں تیرے احسان کا جو مجھ پر ہے اور اقرار کرتا ہوں تجھ سے اپنے گناہ کا سو مجھ کو بخش دے مقرر یہی ہے کہ کوئی گناہ کو نہیں بخش سکتا سوائے تیرے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کیے کی بدی سے جب کوئی شام کے وقت کہے پھر اسی رات میں مر جائے تو وہ شخص بہشت میں داخل ہوتا ہے یا بہشتیوں سے ہے اور جب اس کو صبح کے وقت کہے پھر اسی دن شام سے پہلے مر جائے مثل اس کی ہے یعنی وہ بھی داخل ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٥٨٤٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوْتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

٥٨٤٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سونے کا ارادہ کرتے تو کہتے الٰہی! میں تیرے نام سے مروں گا اور تیرے نام سے جیتا ہوں اور جب سونے سے جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے قیامت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٥٨٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

٥٨٥٠۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتے تو کہتے الٰہی! میں تیرے نام سے مروں گا اور تیرے نام سے جیتا ہوں اور جب سو کر جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا ہمارے مرنے کے بعد اور اسی کی طرف ہی جی اٹھنا ہے قیامت میں۔

فائدہ: اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں اس ذکر میں کہ کہا جاتا ہے وقت صبح کے ایک حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے

مرفوع کہ جو صبح کے وقت کہے: اللهم انی اصبحت اشهدك واشهد حملة عرشك وملآئكتك وجميع خلقك انك انت الله لا اله الا انت وان محمدا عبدك ورسولك تو آزاد کرتا ہے اللہ اس کی چوتھائی کو آگ سے اور جو دوبار کہے اللہ تعالیٰ اس کے نصف کو آگ سے آزاد کرتا ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے اور ایک حدیث ابوسلام کی ہے کہ صبح اور شام کے وقت کہے رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا مگر یہ کہ حق ہوتا ہے اللہ پر یہ کہ اس کو راضی کرے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس کی سند قوی ہے اور اس کے سوائے اوراذکار بھی ابوداؤد اور نسائی وغیرہ کی حدیثوں میں آئے ہیں۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں دعا کرنے کا بیان

٥٨٥١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِيْ دُعَآءً أَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ إِنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٨٥١۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو کوئی دعا سکھلایئے جس کے ساتھ میں نماز میں دعا کیا کروں؟ فرمایا کہہ الٰہی! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا بہت سا ظلم اور نہیں بخشتا کوئی گناہوں کو سوائے تیرے سو مجھ کو بخش دے اپنے پاس کی مغفرت سے اور مجھ پر رحم کر بے شک تو بڑا بخشنے والا ہے نہایت مہربان۔

اور کہا عمرو بن حارث نے یزید سے اس نے ابوالخیر سے اس نے سنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یعنی ابوالخیر نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب صفۃ الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔ کہا طبری نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں مستحق ہے ایمان کے نام کا مگر وہ شخص کہ نہیں ہے واسطے اس کے کوئی گناہ اور نہ خطا اس واسطے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بڑے اہل ایمان میں سے ہیں اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھلایا کہ کہیں کہ الٰہی! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور کوئی نہیں بخشتا گناہ کو سوائے تیرے کہا کرمانی نے کہ یہ دعا جامع ہے اس واسطے کہ اس میں اعتراف ہے ساتھ نہایت تقصیر کے اور طلب ہے نہایت انعام کے سو مغفرت ڈھانکنا گناہ کا اور مٹا دینا اس کا

ہے اور رحمت پہنچانا خیرات کا ہے سو اول میں طلب ہے دور ہونے کی آگ سے اور دوسری میں طلب داخل کرنے کی ہے بہشت میں اور یہی ہے ظفریابی بڑی اور کہا ابن ابی جمرہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں مشروع ہونا دعا کا ہے نماز میں اور فضیلت دعا مذکور کی اس کے غیر پر اور طلب تعلیم کی اعلیٰ سے اگرچہ طالب پہچانتا ہو اس نوع کو اور خاص کیا دعا کو ساتھ نماز کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ بندہ نہایت نزدیک ہوتا ہے رب سے سجدے کی حالت میں اور اس حدیث میں ہے کہ بندہ نظر کرے اپنی عبادت میں طرف بلند تر چیز کی سو سبب پیدا کرے بیچ حاصل کرنے اس کے اور حضرت ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھلائی تو اس میں اشارہ ہے طرف اختیار کرنے امر آخرت کے کی دنیا پر اور شاید حضرت ﷺ نے سمجھا اس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حال سے اور مقدم کرنے امر آخرت کے سے اور یہ جو کہا ظلمت نفسی الخ یعنی نہیں واسطے میرے کوئی حیلہ اس کے دفع کرنے میں سو وہ حالت محتاجی کی ہے سو مشابہ ہوا مضطر کی حالت کو جو موعود ہے ساتھ اجابت کے اور اس میں کسر نفسی ہے اور اعتراف ہے ساتھ تقصیر کے اور باقی فائدے اس کے اوپر گزر چکے ہیں۔

٥٨٥٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ أُنْزِلَتْ فِي الدُّعَآءِ.

٥٨٥٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار اپنی نماز کو اور نہ چپکے سے پڑھ کہا کہ یہ آیت دعا میں اتری یعنی پکار دعا کو اور نہ چپکے سے پڑھ۔

٥٨٥٣ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ فِي الصَّلَاةِ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ إِلٰى قَوْلِهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَآءِ مَا شَآءَ.

٥٨٥٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں بیٹھ کر کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو سلام فلانے کو سلام سو حضرت ﷺ نے ہم سے ایک دن کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے صاحب سلامتی کا سو جب کوئی نماز میں بیٹھے تو چاہیے کہ کہے التحیات للہ سے صالحین تک سو جب اس کو کہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہے تو جتنے اللہ کے نیک بندے آسمان اور زمین میں ہیں خواہ جن خواہ آدمی خواہ پیغمبر خواہ اولیاء سب کو اس کا سلام پہنچ گیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ ہے اللہ تعالیٰ کا اور اس کا رسول ہے پھر اختیار کرے دعا سے جو چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفۃ الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور لینا ترجمہ کا ان حدیثوں سے یہ ہے کہ اول حدیث نص ہے مطلوب میں اور مستفاد ہوتی ہے دوسری حدیث سے صفت دعا کرنے والے کی صفتوں سے اور وہ نہ پکارنا ہے نہ پوشیدہ کرنا سوا اپنے نفس کو سنائے اور غیر کو نہ سنائے اور نماز کو دعا کہا گیا اس واسطے کہ نہیں ہوتی ہے نماز مگر دعا سے سو وہ از قبیل نام رکھنے بعض چیز کے سے ہے ساتھ نماز کل چیز کے اور تیسری حدیث میں حکم ہے ساتھ دعا کرنے کے التحیات میں اور وہ منجملہ نماز کے ہے اور مراد ثناء سے دعا ہے اور البتہ وارد ہوا ہے امر ساتھ دعا کرنے کے سجدے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مرفوع ہے کہ بندہ نہایت نزدیک ہوتا ہے رب سے سجدے کی حالت میں سو بہت دعا کیا کرو اور نیز وارد ہوا ہے امر ساتھ دعا کرنے کے التحیات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک ابوداؤد اور ترمذی کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک مرد کو کہ التحیات کے بعد اللہ کی ثناء کہے جو اس کے لائق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر چاہیے کہ دعا کرے جو چاہے اور حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اندر چھ جگہوں میں دعا کرنا ثابت ہوا ہے اول تکبیر تحریمہ کے بعد سو بخاری رحمہ اللہ علیہ اور مسلم رحمہ اللہ علیہ کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللھم باعد بینی وبین خطایای الحدیث دوسری اعتدال میں سو اس میں ابن ابی اوفی کی حدیث ہے نزدیک مسلم کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے بعد قول اپنے کہ من شی اللھم طھرنی بالثلج والبرد والمآء البارد تیسری رکوع میں اور اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں اکثر یہ کہتے تھے سبحانك اللھم ربنا وبحمدك اللھم اغفرلی چوتھی سجدہ میں اور اس میں اکثر دعا مانگتے تھے پانچویں دو سجدوں کے درمیان اللھم اغفرلی چھٹی التحیات میں اور اسی طرح قنوت میں بھی دعا کرتے تھے اور قرأت کی حالت میں بھی جب رحمت کی آیت پر گزرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے اور جب عذاب کی آیت پر گزرتے تو پناہ مانگتے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ — نماز کے بعد دعا کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی بعد نماز فرض کے اور اس ترجمہ میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نماز کے بعد دعا مشروع نہیں ہے واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس حدیث کے جو مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو نہ ٹھہرتے اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں مگر بقدر اس کے کہ کہتے اللّٰھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ نفی مذکور کے نفی اس بات کی ہے کہ نہ بیٹھے رہتے تھے بدستور اپنے طور پر جس طور پر کہ سلام سے پہلے بیٹھے ہوتے تھے مگر بقدر اس کے کہ کہتے ذکر مذکور کو اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوتے تھے سو محمول ہے وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے دعا سے بعد نماز کے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کہتے تھے بعد اس کے کہ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوتے کہا ابن قیم رحمہ اللہ علیہ نے ہدی نبوی میں بہرحال دعا بعد سلام کے نماز سے قبلے کی طرف منہ کر

کے برابر ہے کہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد سو نہیں ہے یہ حضرت ﷺ کی ہدایت سے ہرگز اور نہیں مروی ہے حضرت ﷺ سے ساتھ سند صحیح کے اور نہ حسن کے اور خاص کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ نماز فجر اور عصر کے اور نہیں کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے اور نہ خلیفوں نے آپ کے بعد اور نہ ارشاد کیا ہے اپنی امت کو اس کی طرف ، میں کہتا ہوں جو دعویٰ کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے نفی مطلق کا وہ مردود ہے پس ثابت ہوا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے اس سے کہا اے معاذ! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں سو نہ چھوڑنا ہر نماز کے بعد یہ کہ تو کہے اللهم اعنی علی ذکرك وشكرك وحسن عبادتك روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اللهم انی اعوذبك من الكفر والفقر وعذاب القبر حضرت ﷺ دعا کرتے تھے ساتھ اس کے ہر نماز کے بعد روایت کیا ہے اس کو احمد اور ترمذی نے اور حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو آتی ہے باب التعوذ من البخل میں کہ اس کے بعض طریقوں میں مطلوب ہے اور حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا دعا کرتے تھے ہر نماز کے بعد اللهم ربنا ورب كل شيء ، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور حدیث صہیب رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ جب نماز سے پھرتے تھے تو کہتے تھے اللهم اصلح لی دینی، الحدیث روایت کیا ہے اس کو نسائی نے سو اگر کہا جائے کہ مراد ساتھ ہر نماز کے قریب ہونا آخر اس کے کا ہے اور وہ تشہد ہے ہم کہتے ہیں کہ البتہ وارد ہوا ہے امر ساتھ ذکر کر کے پیچھے ہر نماز کے اور مراد ساتھ اس کے بعد سلام پھیرنے کے ہے اجماعا پس اسی طرح ہے یہ بھی یہاں تک کہ ثابت ہو خلاف اس کا اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا یا حضرت! کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ فرمایا جورات کے درمیان اور فرض نماز کے بعد ہو اور روایت کی ہے طبری نے جعفر صادق رحمہ اللہ سے کہ دعا فرض نماز کے بعد افضل ہے دعا کرنے سے بعد نفل نماز کے جیسے نماز کو فضیلت ہے نفل نماز پر۔ (فتح)

٥٨٥٤ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا وَرْقَآءُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ قَالَ كَيْفَ ذَاكَ قَالُوْا صَلَّوْا كَمَا صَلَّيْنَا وَجَاهَدُوْا كَمَا جَاهَدْنَا وَأَنْفَقُوْا مِنْ فُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ وَلَيْسَتْ لَنَا أَمْوَالٌ قَالَ أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ تُدْرِكُوْنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

۵۸۵۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! مالدار لوگ درجوں اور دائمی نعمتوں کو لے گئے یعنی ہم سے بڑھ گئے ، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس طرح؟ کہا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں جیسے ہم جہاد کرتے ہیں اور اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خیرات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں جو خیرات کریں فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ ایسی چیز کے جس سے تم اپنی اگلی

وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَآءَ بَعْدَكُمْ وَلَا يَأْتِيْ أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ بِهٖ إِلَّا مَنْ جَآءَ بِمِثْلِهٖ تُسَبِّحُوْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا تَابَعَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَجَآءِ بْنِ حَيْوَةَ وَرَوَاهُ جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امتوں کے مرتبے پا جاؤ اور اپنے پچھلے لوگوں سے بڑھ جاؤ اور نہیں لائے گا کوئی مثل اس چیز کی کہ تم لائے مگر جو لائے مثل اس کی یعنی نہ ہوگا کوئی تم سے بہتر مگر وہی شخص جو کرے جیسا تم نے کیا سبحان اللہ کہو ہر نماز کے بعد دس بار اور الحمد للہ کہو ہر نماز کے بعد دس بار اور اللہ اکبر کہو ہر نماز کے بعد دس بار۔ متابعت کی ہے اس کی عبیداللہ نے سمی سے اور روایت کیا ہے اس کو ابن عجلان نے سمی سے اور رجا سے اور روایت کیا ہے اس کر جریر نے عبدالعزیز سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا ہے اس کو سہیل نے اپنے باپ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں تینتیس تینتیس بار آیا ہے اور یہی روایت ہے اکثر کی اور یہی راجح ہے۔

۵۸۵۵ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا سَلَّمَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ.

۵۸۵۵۔ وراد سے روایت ہے کہ مغیرہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد کہتے تھے بعد سلام کے لا الہ الا اللہ سے آخر تک یعنی کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کا شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الٰہی! نہیں کوئی منع کرنے والا تیری دی چیز کو اور نہیں کوئی دینے والا تیرے روکی چیز کو اور تیرے روبرو مالدار کو اس کا کچھ فائدہ نہیں دیتا اور کہا شعبہ نے منصور سے اس نیسنا میب سے یعنی سماع منصور کا میب سے ثابت ہے گو پہلی سند میں عن کے ساتھ روایت کی ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان حدیثوں میں رغبت دلاتا ہے اوپر ذکر کرنے کے بعد نمازوں کے اور یہ کہ یہ برابر ہے مال خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تم اس کے سبب سے اگلوں کے مرتبے کو پہنچ جاؤ گے اور ان حدیثوں میں ہے کہ ذکر مذکور فرض نماز کے متصل ہے اور نہ مؤخر کرے اس کو سنتوں کے پڑھنے

تک واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اور نماز پڑھ اوپر ان کے

فائدہ: اور اتفاق ہے اس پر کہ مراد ساتھ نماز کے اس جگہ دعا ہے اور باب کی تیسری حدیث اس کی تفسیر کرتی ہے اور اسی طرح بیچ قول اللہ تعالیٰ کے وصلوات الرسول بھی صلوات سے مراد دعا ہی ہے۔

وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَآءِ دُوْنَ نَفْسِهٖ

اور جو خود خاص کرتا ہے اپنے بھائی کو ساتھ دعا کے سوائے اپنے نفس کے

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کے کہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آئی ہے سعید بن یسار رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہا کہ میں نے ایک مرد کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ذکر کیا سو میں نے اس پر رحمت بھیجی سو انہوں نے میرے سینے میں دھکا مارا اور کہا کہ اول اپنے حق میں دعا مانگ روایت کیا ہے اس کو ابی شیبہ نے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ وہ کہتا تھا کہ جب تو دعا کرے تو اول اپنے واسطے کر اس واسطے کہ تو نہیں جانتا کہ تیری کون سی دعا قبول ہوگی اور باب کی حدیثیں رد کرتی ہیں اوپر اس کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی ہے مسلم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو دعا کرے اپنے بھائی کے واسطے اس کی پیٹھ پیچھے مگر کہ فرشتہ کہتا ہے اور واسطے تیرے ہے مثل اس کی اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ پانچ دعائیں مقبول ہیں اور ذکر کیا ان میں دعا بھائی مسلمان کے واسطے بھائی مسلمان کے اس طرح استدلال کیا ساتھ اس کے ابن بطال نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ پیٹھ پیچھے دعا کرنا اور دعا بھائی کے واسطے بھائی کی عام تر ہے اس سے کہ داعی نے اس کو خاص کیا ہو یا اپنے آپ کو بھی اس کے ساتھ ذکر کیا ہو اور نیز عام تر ہے اس سے کہ پہلے اپنے واسطے دعا مانگے یا اس کے واسطے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ.

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! بخش دے عبید بن عامر کو الٰہی! بخش دے عبداللہ بن قیس کو اس کا گناہ۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث غزوہ اوطاس میں گزر چکی ہے اور اس میں قصہ ابو عامر کا ہے۔

٥٨٥٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ

٥٨٥٦۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ اے عامر! اگر تو ہم کو اپنے شعر سناؤ تو خوب ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَيَا عَامِرُ لَوْ أَسْمَعْتَنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِهِمْ يُذَكِّرُ تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَذَكَرَ شِعْرًا غَيْرَ هٰذَا وَلٰكِنِّيْ لَمْ أَحْفَظْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْلَا مَتَّعْتَنَا بِهِ فَلَمَّا صَافَّ الْقَوْمَ قَاتَلُوْهُمْ فَأُصِيْبَ عَامِرٌ بِقَائِمَةِ سَيْفِ نَفْسِهِ فَمَاتَ فَلَمَّا أَمْسَوْا أَوْقَدُوْا نَارًا كَثِيْرَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النَّارُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ أَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا وَكَسِّرُوْهَا قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نُهَرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ.

سو وہ ان کو ہانکتا تھا کہ شعر پڑھتا ہوا نصیحت کرتا تھا قسم ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ کرتا اور ہم ہدایت نہ پاتے اور ذکر کیا شعر سوائے اس کے لیکن مجھ کو یاد نہیں رہا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا؟ لوگوں نے کہا کہ عامر بن اکوع، فرمایا اللہ رحم کرے اس پر تو ایک مرد نے قوم میں سے کہا یا حضرت! کیوں نہیں فائدہ دیا آپ نے ہم کو اس کے ساتھ پھر جب لوگوں نے لڑائی کے واسطے صف باندھی تو لڑائی کی انہوں نے ساتھ ان کے سو شہید ہوا عامر اپنی تلوار کی دھار سے سو مر گیا سو جب شام ہوئی تو لوگوں نے بہت جگہ آگ جلائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز پر جلاتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت پر فرمایا کہ بہا دو جو ہانڈیوں میں ہے اور ان کو توڑ ڈالو، کہا ایک مرد نے یا حضرت! کیا نہ ہم بہا دیں جو ان میں ہے اور ان کو دھو ڈالیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یا یہ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ خیبر میں گزر چکی ہے۔

٥٨٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ فَأَتَاهُ أَبِيْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفٰى.

٥٨٥٧۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی مرد صدقہ لاتا تھا تو حضرت ﷺ فرماتے تھے الٰہی! رحم کر فلانے کی آل پر سو میرا باپ حضرت ﷺ کے پاس صدقہ لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! رحم کر ابی اوفی کی آل پر۔

٥٨٥٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ

٥٨٥٨۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے

سَمِعْتُ جَرِيْرًا قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَهُوَ نُصُبٌ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهُ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَجُلٌ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَصَكَّ فِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَخَرَجْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ فَارِسًا مِنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِيْ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَانْطَلَقْتُ فِيْ عُصْبَةٍ مِّنْ قَوْمِيْ فَأَتَيْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَجْرَبِ فَدَعَا لِأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا.

ڈھانے سے اور وہ ایک بت خانہ تھا کہ اس کو پوجتے تھے کعبہ یمانیہ اس کو کہتے تھے میں نے کہا کہ یا حضرت! میں ایک مرد ہوں کہ گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا سو حضرت ﷺ نے میرے سینے میں اپنا ہاتھ مارا سو فرمایا الٰہی! اس کو ٹھہرا دے گھوڑے پر اور کر دے اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب سو میں اپنی قوم سے پچاس آدمیوں کو ساتھ لے کر نکلا اور بہت وقت سفیان راوی نے کہا کہ میں اپنی قوم سے ایک جماعت کے ساتھ نکلا سو میں وہاں گیا سو میں نے اس کو جلایا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ چھوڑا میں نے اس کو مثل اونٹ خارش والے کی، سو حضرت ﷺ نے دعا کی واسطے احمس کے اور اس کے سواروں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

٥٨٥٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ.

٥٨٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا میری ماں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! زیادہ کر اس کے مال کو اور اس کی اولاد کو اور برکت کر اس چیز میں جو تو نے اس کو دی۔

٥٨٦٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا فِيْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا.

٥٨٦٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو سنا کہ مسجد میں قرآن پڑھتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے البتہ اس نے تو مجھے فلانی فلانی آیت یاد دلا دی جس کو میں نے فلانی فلانی سورت سے بسبب نسیان کے ساقط کر ڈالا تھا یعنی میں اس کو بھول گیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے، کہا جمہور نے کہ جائز ہے حضرت ﷺ پر یہ کہ کوئی چیز قرآن سے بھول جائیں بعد پہنچا دینے کے لیکن وہ نہیں برقرار رہتے اوپر اس کے اور اسی طرح جائز ہے یہ کہ بھول جائیں جو متعلق ہے ساتھ ابلاغ کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾۔ (فتح)

٥٨٦١ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ وَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

٥٨٦١ ـ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے غنیمت کا مال تقسیم کیا تو ایک مرد نے کہا کہ البتہ یہ تقسیم ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اس سے مقصود نہیں ہوئی سو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی سو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ میں نے غضب کو آپ کے چہرہ میں دیکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر وہ تو اس سے زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا پھر اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اور مراد اس سے قول اس کا ہے یرحم اللہ موسٰی سو خاص کیا ان کو ساتھ دعا کے سو وہ مطابق ہے واسطے ایک رکن ترجمہ کے اور قول اس کا وجہ اللہ یعنی اخلاص واسطے اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي الدُّعَآءِ

جو مکروہ ہے سجع اور تک بندی سے دعا میں

٥٨٦٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَبُوْ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيْتِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مِرَارٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ أَنْصِتْ فَإِذَا أَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ

٥٨٦٢ ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کیا کر لوگوں سے ہر جمعہ میں ایک بار سو اگر تو نہ مانے تو دو بار اور اگر تو زیادہ چاہے تو تین بار اور نہ تھکا لوگوں کو اس قرآن سے اور نہ دل گیر کر ان کو اور البتہ نہ پاؤں میں تجھ کو کہ تو کسی قوم میں آئے اور حالانکہ وہ اپنی کسی بات میں ہوں سو تو ان پر حدیث بیان کرے سو ان کی بات کو ان پر کاٹ ڈالے اور ان کو دل گیر کرے لیکن چپ رہ سو اگر وہ تجھ کو حکم کریں تو ان سے حدیث بیان کر اور حالانکہ ان کو اس کی خواہش ہو اور بیچ تک بندی سے دعا میں سو میں نے پایا حضرت ﷺ کو اور آپ کے اصحاب کو سجع نہیں کرتے تھے۔

يَشْتَهُوْنَهُ فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَآءِ فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّيْ عَهِدْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُوْنَ إِلَّا ذٰلِكَ يَعْنِيْ لَا يَفْعَلُوْنَ إِلَّا ذٰلِكَ الْاِجْتِنَابَ.

فائدہ: سجع بولنا کلام کا ہے ساتھ تک بندی اور قافیہ کے قول اس کا نہ پاؤں میں آپ کو اس حدیث میں کراہت حدیث بیان کرنے کی ہے نزدیک اس شخص کے کہ نہ متوجہ ہو اس کی طرف اور نہی ہے قطع کرنے حدیث غیر کی سے اور یہ کہ نہیں لائق ہے پھیلانا علم کا نزدیک اس شخص کے جس کو اس کی حرص نہ ہو اور بیان کرے اس کو آگے اس شخص کے جو اس کے سنن کی خواہش رکھتا ہے اس واسطے کہ وہ لائق تر ہے ساتھ فائدہ پانے اس کے اور یہ جو فرمایا کہ بچ سجع سے یعنی نہ قصد کر اس کی طرف اور نہ مشغول کر فکر اپنے کو ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تکلف سے جو مانع ہے خشوع کو جو مطلوب ہے دعا میں اور کہا داؤدی نے کہ مراد کثرت کرنی اس کی ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اس پر جو واقع ہوا ہے صحیح حدیثوں میں اس واسطے کہ وہ بغیر قصد اور بغیر تکلف کے صادر ہوتا تھا اور مکروہ ہے جو تکلف کے ساتھ ہو۔ (فتح)

بَابٌ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

چاہیے کہ عزم کرے دعا میں یعنی پکا قصد کر کے دعا مانگے اس واسطے کہ نہیں ہے کہ کوئی جبر کرنے والا اس کے واسطے۔

٥٨٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ وَلَا يَقُوْلَنَّ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِيْ فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

۵۸۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی دعا مانگے تو مانگنے میں مطلب حاصل ہونے کا یقین رکھے اور یوں نہ کہے کہ الٰہی! دے مجھ کو اگر تو چاہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے جو نہ کرنے دے یعنی اس کو قبول کرتے کیا چاہیے۔

فائدہ: اور معنی امر بالعزم کے یہ ہیں کہ کوشش کرے بیچ اس کے اور یہ کہ جزم کرے ساتھ واقع ہونے مطلوب آپ کے اور نہ معلق کرے اس کو ساتھ چاہنے اللہ تعالیٰ کے اگرچہ مامور ہے ہر کام میں جس کا ارادہ کرے یہ کہ معلق کرے اس کو ساتھ مشیت اس کی کے اور کہا گیا ہے کہ معنی عزم کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھے قبول کرنے میں۔

٥٨٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

۵۸۶۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی یوں نہ کہے کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے الٰہی! مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے اور چاہیے کہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ.

پکا قصد کر کے دعا مانگے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں جو دعا نہ قبول ہونے دے۔

فائدہ: نہیں کوئی جبر کرنے والا واسطے اس کے مراد یہ ہے کہ جو محتاج ہے طرف تعلیق کی ساتھ چاہنے اللہ تعالیٰ کے وہ چیز ہے جب کہ ہو مطلوب منہ حاصل ہوا اکراہ اس کا او پر چیز کے سو تخفیف کیا جائے امر او پر اس کے اور جانتا ہو کہ نہیں طلب کرتا ہے اس سے اس چیز کو مگر اس کی رضا مندی سے اور بہر حال سبحانہ وتعالیٰ پس وہ پاک ہے اس سے پس نہیں ہے واسطے تعلق کرنے کے کوئی فائدہ اور کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ کہے الٰہی! دے مجھ کو اگر تو چاہے اور سوائے اس کے دین اور دنیا کے کاموں سے اس واسطے کہ وہ کلام محال ہے نہیں ہے کوئی وجہ واسطے اس کے اس واسطے کہ وہ نہیں کرتا مگر جو چاہے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ حمل کیا ہے اس نے نہی کو تحریم پر اور وہ ظاہر ہے اور حمل کیا ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کراہت تنزیہ پر اور یہ اولیٰ ہے اور کہا ابن بطال نے کہ حدیث میں ہے کہ لائق ہے واسطے داعی کے یہ کہ کوشش کرے دعا میں اور ہو اُمید وار اجابت کا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو اس واسطے کہ وہ کریم سے دعا مانگتا ہے اور کہا داؤدی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ کوشش کرے اور الحاح کرے دعا میں اور نہ کہے کہ اگر تو چاہے مانند مستثنٰی کی لیکن دعا نا اُمید فقیر کی، میں کہتا ہوں اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جب اس کو بطور تبرک کے کہے تو نہیں مکروہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

قبول کی جاتی ہے دعا بندے کی جب تک کہ نہ جلدی کرے یعنی جب کہ دعا کرے

٥٨٦٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ.

٥٨٦٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کی جاتی ہے دعا ہر ایک آدمی کی جب تک کہ جلدی نہ کرے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی اس نے میری دعا قبول نہ کی۔

فائدہ: مسلم اور ترمذی میں ہے کہ ہمیشہ دعا قبول ہوتی ہے آدمی کی جب تک کہ نہ سوال کرے ساتھ گناہ کے یا ناتے توڑنے کے اور جب تک کہ نہ جلدی کرے کہا گیا اور کیا ہے جلدی کرنا فرمایا کہ کہے کہ البتہ میں نے دعا کی سو میری دعا قبول نہ ہوئی سو حسرت کرتا ہے نزدیک اس کے اور چھوڑ دیتا ہے دعا کو کہا ابن بطال نے کہ معنی یہ ہیں کہ وہ دل

گیر ہو جاتا ہے سو چھوڑ دیتا ہے دعا کو یا ایسی چیز کے ساتھ دعا مانگتا ہے جو قبول ہونے کے لائق نہیں ہوتی سو ہوتا ہے مانند بخیل کی واسطے رب کریم کے کہ نہیں عاجز کرتی ہے اس کو اجابت اور نہیں کم کرتی اس کو عطا اور اس حدیث میں ادب ہے آداب دعا کی سے اور وہ یہ ہے کہ ملازم ہو طلب کو اور قبول ہونے سے نا اُمید نہ ہو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے انقیاد اور تابعدار ہونے اور اظہار محتاجی سے کہا داؤدی نے خوف ہے اس شخص پر جو خلاف کرے اور کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی میری دعا قبول نہیں ہوئی یہ کہ محروم ہوا اجابت سے اور جو اس کے قائم مقام ہو ادخار اور تکفیر سے اور میں نے اول کتاب دعا میں بیان کیا ہے ان حدیثوں کو جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ دعا مسلمان کی رد نہیں ہوتی یا اس کی جلدی قبول ہو جاتی ہے یا اس کے بدلے اس کی بدی دور ہو جاتی ہے مثل اس کی یعنی یا اس کے برابر اس کی بدی دور کی جاتی ہے اور یا یہ کہ جمع کی جاتی ہے واسطے اس کے آخرت میں بہتر اس چیز سے کہ مانگی اور آداب دعا سے ہے طلب کرنا اوقات فاضلہ کا واسطے اس کے مانند سجدے کی اور وقت اذان کی اور ایک مقدم کرنا وضو کا ہے اور نماز کا اور منہ کرنا طرف قبلے کی اور اٹھانا ہاتھ کا اور مقدم کرنا توبہ کا اور اعتراف کرنا ساتھ گناہوں کے اور اخلاص اور شروع کرنا اس کا ساتھ حمد اور ثناء اور درود کے اور سوال کرنا ساتھ اسماء حسنٰی کے اور کہا کرمانی نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دعائے قبول ہونے میں اور نہ ہونے میں چار صورتیں متصور ہیں اول صورت نہ کرنا جلدی کا اور نہ کہنا قول مذکور کا دوسری وجود ان دونوں کا ہے تیسری اور چوتھی نہ ہونا ایک کا ہے اور وجود دوسری کا سو دلالت کی حدیث نے کہ اجابت یعنی قبول کرنا دعا کا خاص ہوتا ہے ساتھ پہلی صورت کے سوائے باقی تین صورتوں کے اور دلالت کی حدیث نے اس پر کہ مطلق قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ مقید ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ، میں کہتا ہوں کہ البتہ تاویل کیا ہے حدیث مشار الیہ کو پہلے اس پر کہ مراد ساتھ اجابت کے وہ چیز ہے کہ عام تر ہے تحصیل مطلوب سے بعینہٖ یا جو اس کے قائم مقام ہے۔(فتح)

بَابُ رَفْعِ الْأَيْدِيْ فِي الدُّعَآءِ

اٹھانا ہاتھوں کا دعا میں یعنی اوپر صفت خاص کے

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث مغازی میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ.

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے الٰہی! میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں تیری طرف اس چیز سے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے کی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ اپنی شرح کے مغازی میں گزر چکی ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَشَرِيْكٍ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

اور کہا اویسی نے حدیث بیان کی مجھ سے محمد نے یحییٰ اور شریک سے ان دونوں سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری استسقاء میں گزر چکی ہے اور حدیث اول میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہ ہاتھ اُٹھائے اس طرح مگر استسقاء میں بلکہ اس میں اور اس سے پچھلی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہ اٹھائے ہاتھوں کو دعا میں سوائے استسقاء کے ہرگز اور تمسک کیا ہے اس نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کسی دعا میں نہ اٹھاتے تھے مگر استسقاء میں اور وہ صحیح ہے لیکن جمع کیا گیا ہے درمیان اس کے اور باب کی حدیثوں کو ساتھ اس کے کہ منفی صفت خاص ہے نہ اصل ہاتھوں کا اٹھانا اور حاصل یہ ہے کہ اُٹھانا ہاتھوں کا استسقاء میں مخالف ہے اس کے غیر کو یا ساتھ مبالغہ کے یہاں تک کہ ہو جائیں دونوں ہاتھ برابر منہ کے مثلاً اور دعا میں مونڈھوں کے برابر اور اگر کہا جائے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی تو کہا جائے گا کہ تطبیق یہ ہے کہ روایت سفیدی دیکھنے کی استسقاء میں ابلغ ہے غیر سے اور یا یہ کہ دونوں ہتھیلیاں استسقاء میں زمین کی طرف تھیں اور دعا میں آسمان کی طرف ہوتی تھیں کہا منذری نے کہ بتقدیر دشوار ہونے جمع کے پس جانب اثبات کی راجح ہے اور خاص کر باوجود کثرت حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں کہ بے شک اس میں بہت حدیثیں ہیں جمع کیا ہے ان کو منذری نے ایک جزء مفرد میں اور نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں اور شرح مہذب میں تمام۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

دعا کرنا بغیر منہ کرنے کے قبلے کی طرف

٥٨٦٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّسْقِيَنَا فَتَغَيَّمَتِ السَّمَآءُ وَمُطِرْنَا حَتّٰى مَا كَادَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَلَمْ تَزَلْ تُمْطَرُ إِلٰى

٥٨٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے جمعہ کے دن سو ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ ہم پر مینہ برسا دے یعنی سو حضرت ﷺ نے دعا کی اور آسمان برابر ہوا اور ہم مینہ برسائے گئے یہاں تک کہ آدمی اپنے گھر میں نہ پہنچ سکتا تھا سو ہمیشہ رہا ہم پر مینہ برستا آئندہ جمعہ تک سو کھڑا ہوا وہ مرد یا غیر اس کا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! دعا کیجیے کہ

الْجُمْعَةِ الْمُقْبِلَةِ فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّصْرِفَهُ عَنَّا فَقَدْ غَرِقْنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَلَا يُمْطِرُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

اللہ تعالیٰ ہم سے مینہ کو پھیرے سو البتہ ہم پانی میں ڈوب گئے سو حضرت ﷺ نے دعا کی کہ الٰہی! آس پاس مینہ برسے ہم پر اب نہ برسے سو بادل مدینے کے آس پاس ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا یعنی مدینے کے اوپر سے ٹل گیا اور مدینے والوں پر نہ برستا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استقاء میں گزر چکی ہے اور اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ حضرت ﷺ نے دعا کی کہ الٰہی! ہم کو پانی پلا اور وجہ پکڑنے اس کے کی ترجمہ سے اس جہت سے ہے کہ خطبہ پڑھنے والے کی شان سے یہ ہے کہ قبلے کو پیٹھ دے اور یہ کہ نہیں منقول ہے کہ جب حضرت ﷺ نے دوبارہ دعا کی تو پھرے یعنی منقول نہیں ہے کہ قبلے کی طرف منہ کیا ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ استقاء میں اسحاق بن ابی طلحہ سے انس رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں اس کے آخر میں یہ لفظ اور نہیں مذکور ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی چادر پلٹی ہو اور نہ یہ کہ قبلے کی طرف منہ کیا ہو۔

بَابُ الدُّعَاءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

قبلے کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا

۵۸٦۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى هٰذَا الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ فَدَعَا وَاسْتَسْقٰى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَآئَهُ.

۵۸٦۷۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اس عیدگاہ کی طرف نکلے مینہ مانگنے کو سو آپ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ سے مینہ مانگا پھر قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر پلٹی۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ یہ حدیث مطابق ہے واسطے پہلے باب کے یعنی اس نے مقدم کیا ہے دعا کو پہلے مینہ مانگنے سے پھر کہا کہ شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ نے چادر پلٹی تو دعا بھی اسی وقت کی، میں کہتا ہوں اور وہ اسی طرح ہے سو اشارہ کیا ہے اس نے موافق عادت اپنی کے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور استقاء میں یہ حدیث اس وجہ سے گزر چکی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے دعا کا ارادہ کیا تو قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر پلٹی اور باب باندھا ہے واسطے اس کے منہ کرنا طرف قبلے کی دعا میں اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان حدیث انس رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو قصہ ہے وہ جمعہ کے خطبے میں تھا مسجد میں اور جو قصہ کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ عیدگاہ میں تھا اور بعض روایتوں میں یہ باب نہیں ہے بلکہ اس کی حدیث پہلے باب کے تحت میں داخل ہے اور ساتھ اس کے دفع ہو گا اعتراض اسماعیلی کا اصل سے اور البتہ وارد

ہوئی ہیں بیچ منہ کرنے کے طرف قبلے کی دعا میں حضرت ﷺ کے فعل سے چند حدیثیں ایک عمر رضی اللہ عنہ کی ہے ترمذی میں اور ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن قبلے کی طرف منہ کر کے دعا کی روایت کیا ہے اس کو مسلم اور ترمذی نے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا جب کہ قریش کے چند آدمیوں پر بد دعا کی اور اسی طرح اور حدیثیں بھی آئی ہیں۔ (فتح)

بَابُ دَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهٖ بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ مَالِهٖ

دعا کرنا حضرت ﷺ کا واسطے خادم اپنے کے ساتھ درازی عمر اور بہتایت مال کے

٥٨٦٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ أُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ ادْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا أَعْطَيْتَهٗ.

۵۸۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے کہا کہ یا حضرت! انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! بہتایت دے اس کو مال اور اس کی اولاد میں اور اس کے لیے برکت کر اس چیز میں کہ اس کو دی۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے چند طریقوں سے اور نہیں ہے اس کے کسی طریق میں ذکر عمر رضی اللہ عنہ کا سو کہا بعض شارحین نے کہ مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ دعا ساتھ کثرت اولاد کے مستلزم ہے عمر کے دراز ہونے کو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں ہے ملازمہ درمیان ان کے مگر ساتھ ایک نوع مجاز کے ساتھ اس کے کہ ارادہ کیا جائے کہ اولاد کا بہت ہونا عادت میں استدعا کرنا ہے ذکر والد کے کو جب تک کہ اس کی اولاد باقی رہے سو گویا کہ وہ زندہ ہے اور اولیٰ جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے موافق عادت اپنی کے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں سو روایت کی ہے اس نے ادب مفرد میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اور وہ انس رضی اللہ عنہ کی ماں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے کیا آپ اس کے حق میں دعا نہیں کرتے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! زیادہ کر اس کے مال اور اس کی اولاد کو اور دراز کر اس کی عمر کو اور بخش دے اس کو سو بہر حال انس رضی اللہ عنہ کی اولاد مال کا زیادہ ہونا سو واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے اس حدیث کے آخر میں انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ مال میرا بہت ہے اور میرے بیٹے اور پوتے البتہ گنے جاتے ہیں آج بقدر ایک سو کے اور روایت کی ہے ترمذی نے ابوالعالیہ سے کہ انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا ہر سال میں دو بار میوہ لاتا تھا اور اس میں ریحان تھی اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور بہر حال انس رضی اللہ عنہ کی عمر کا دراز ہونا سو ثابت ہو چکا ہے صحیح میں کہ وہ ہجرت میں نو سال کے تھے اور ان کی وفات ۹۱ ہجری میں تھی اور ان کی عمر ایک سو تین برس کی تھی۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

مشکل کے وقت دعا کرنا

٥٨٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ عِنْدَ الْكَرْبِ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ.

۵۸۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشکل کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ بڑا ہے حلم والا کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اس کے جو رب آسمانوں اور زمین کا ہے اور رب بڑے عرش کا۔

٥٨٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَقَالَ وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ.

۵۸۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشکل کے وقت دعا کرتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ بڑا ہے حلم والا نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اس کے رب آسمانوں اور زمین کا ہے اور رب عرش کریم کا کہا وہب نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے قتادہ سے مثل اس کی۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ حلیم وہ ہے جو مؤخر کرے عقوبت کو باوجود قدرت کے اور عظیم وہ ہے جس پر کوئی چیز بھاری نہ ہو اور کریم دینے والا ہے بطور فضل کے کہا طیبی نے کہ صادر ہوئی ہے یہ دعا ساتھ ذکر رب کے تا کہ مناسب ہو مشکل آسان کرنے کو اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے ترتیب کا اور اس میں تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ ہے جو مشتمل ہے اوپر توحید کے اور وہ اصل ہے تنزیہات جلالیہ میں اور عظمت ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر تمام قدرت کے اور حلم جو دلالت کرتا ہے اوپر علم کے اس واسطے کہ جو جاہل ہو نہیں متصور ہے اس سے حلم اور علم اور وہ دونوں اصل اوصاف اکرامیہ کا ہیں کہا طبری نے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دعا کرتے تھے اور حالانکہ وہ لا الہ الا اللہ ہے اور تعظیم ہے تو اس میں دو امروں کا احتمال ہے ایک یہ کہ مراد مقدم کرنا اس کا ہے دعا سے پہلے جیسا کہ وارد ہوا ہے دوسرے طریق میں کہ پھر دعا کرتے تھے یعنی پہلے یہ تہلیل پڑھتے تھے پھر اس کے بعد دعا کرتے تھے کہا طبری نے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو

روایت کی ہے اعمش نے ابراہیم سے کہ کہا جاتا تھا کہ جب مرد دعا سے ثناء کہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور جب ثناء سے پہلے دعا کرے تو ہوتی ہے امید، دوسرا جو جواب دیا ہے ابن عیینہ نے اس چیز میں کہ حدیث بیان کی ہے ہم سے حسین مروزی نے کہ میں نے ابن عیینہ سے اس حدیث کے معنی پوچھے جس میں ہے کہ اکثر وہ چیز کہ حضرت ﷺ اس کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے عرفات میں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، الحدیث سو کہا سفیان نے کہ وہ ذکر ہے اور نہیں ہے اس میں دعا لیکن حضرت ﷺ نے فرمایا حدیث قدسی میں کہ جو مشغول ہوا ساتھ ذکر میرے کے باز رہا میرے سوال سے دیتا ہوں میں اس کو اکثر اس چیز سے کہ دیتا ہوں میں مانگنے والوں کو اور تائید کرتی ہے احتمال ثانی کی حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ دعا ذی النون پیغمبر علیہ السلام کی جب کہ اس نے دعا کی مچھلی کے پیٹ میں لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمين ہے کہ نہیں دعا کی ساتھ اس کے کسی مرد مسلمان نے کبھی مگر کہ اس کی دعا قبول ہوئی روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے اور حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ کیا یہ دعا یونس علیہ السلام پیغمبر کے واسطے خاص تھی یا عام مسلمانوں کے واسطے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نہیں سنتا طرف قول اللہ تعالیٰ کی ﴿وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کہا ابن بطال نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو بکر رازی نے کہ میں اصبہان میں تھا ابو نعیم کے پاس حدیث لکھتا تھا اور وہاں ایک شیخ تھا بوڑھا اس کو ابو بکر بن علی کہا جاتا تھا اس پر مدار تھی فتویٰ کی یعنی وہ سارے شہر کا مفتی تھا سو وہ بادشاہ کے پاس پکڑا گیا اور قید ہوا سو میں نے حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور جبریل علیہ السلام آپ کی دائیں طرف تھے اپنے دونوں ہونٹ سبحان اللہ کے ساتھ ہلاتے تھے نہ سست ہوتے تھے سو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ابو بکر بن علی یعنی مفتی سے کہہ دے کہ دعا کرے ساتھ دعا مشکل کے جو صحیح بخاری میں ہے تا کہ اللہ اس کی مشکل آسان کرے کہا سو میں نے صبح کے وقت اس کو خبر دی سو اس نے اس کے ساتھ دعا کی سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ قید سے خلاص ہوا اور روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج بعد الشدۃ میں عبدالملک بن عمیر کے طریق سے کہا کہ لکھا ولید بن عبدالملک نے طرف عثمان بن حبان کی کہ دیکھ حسن بن حسن کو سو اس کو سو کوڑا مار اور کھڑا کر اس کو واسطے لوگوں کے کہا سو اس کی طرف آدمی بھیجا گیا سو اس کو لایا گیا سو علی بن حسین اس کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے! بول ساتھ کلمات فرج کے یعنی ان کلمات کو پڑھ جس سے مشکل آسان ہوتی ہے سو اس نے ان کلمات کو کہا یعنی لا اله الا الله وحده لا شريك له العلی العظیم لا اله الا الله وحده لا شريك له الحليم الكريم سو عثمان بن حبان نے اپنا سر اس کی طرف اٹھایا سو کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس مرد پر جھوٹ کہا گیا ہے اس کا چہرہ ایسا نہیں اس کو چھوڑ دو سو میں امیر المؤمنین کو اس کا عذر لکھ بھیجوں گا سو وہ چھوڑا گیا اور روایت کیا ہے نسائی اور طبرانی نے طریق حسن بن حسن بن علی کے سے کہ جب نکاح کیا عبداللہ بن جعفر نے اس کی بیٹی سے تو اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اگر تم پر کوئی مصیبت اترے تو مقابلہ کر اس کا ساتھ

اس کے کہ کہہ لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین کہا حسن نے سو حجاج نے مجھ کو کہلا بھیجا سو میں نے ان کو کہا حجاج نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نے تجھ کو بلا بھیجا تھا کہ تجھ کو قتل کروں اور البتہ تو آج میرے نزدیک بہتر ہے ایسی ایسی چیز سے سو مانگ جو چاہے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ

پناہ مانگنا بلا کی مشقت سے

٥٨٧١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُمَيٌّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ قَالَ سُفْيَانُ الْحَدِيْثُ ثَلَاثٌ زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً لَا أَدْرِيْ أَيَّتُهُنَّ هِيَ.

٥٨٧١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے پہنچنے سے اور بدی کی تقدیر سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے، سفیان راوی نے کہ حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے ایک میں نے زیادہ کی ہے میں نہیں جانتا کہ وہ ان میں کون سی ہے۔

فائدہ: بلا اس حالت کو کہتے ہیں کہ امتحان کیا جائے اور فتنہ میں ڈالا جائے اس میں آدمی اور دشوار ہو اوپر اس کے اور مراد بلا سے مصیبتیں ہیں کہ پہنچیں آدمی کو دین یا دنیا میں اور صبر نہ کر سکے ان کے واقع ہونے پر اور بری تقدیر سے مراد وہ چیزیں ہیں کہ بری ہوں آدمی کے حق میں اور دشمنوں کے خوش ہونے یعنی ہم کو دین یا دنیا میں ایسی کوئی مصیبت نہ پہنچے کہ اس سے دشمن خوش ہوں سو یہ دعا شامل ہے سب مطالب کو اور جو جملہ کہ سفیان نے اس حدیث میں زیادہ کیا ہے وہ شماتة الاعداء ہے پھر ہر ایک جملہ ان تین جملوں سے مستقل ہے اس واسطے کہ ہر امر کہ برا ہو دیکھا جاتا ہے اس میں جہت مبدء کی سے اور وہ بری تقدیر ہے اور جہت معاد کی سے اور وہ پہنچنا بدبختی کا ہے اس واسطے کہ بدبختی آخرت کی وہی ہے بدبختی حقیقی اور جہت معاش کی سے اور وہ مشقت بلا کی ہے اور بہر حال خوش ہونا دشمنوں کا سو واقع ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے ہر ایک تین خصلتوں میں سے اور کہا ابن بطال نے کہ مشقت بلا کی ہر وہ چیز ہے جو پہنچے آدمی کو شدت مشقت سے جس کے اٹھانے کی اس کو طاقت نہ ہو اور اس کو دفع نہ کر سکے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ جہد بلا کے کم ہونا مال کا اور بہت ہونا عیال کا ہے اور اس طرح آیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور حق یہ ہے کہ یہ ایک فرد ہے بلا کے افراد سے اور بعض نے کہا کہ وہ چیز ہے کہ اختیار کرے موت کو اوپر اس کے اور بدبختی کا پہنچنا ہوتا ہے دنیا کے کاموں میں اور آخرت کے کاموں میں اور اسی طرح بری تقدیر بھی عام ہے نفس اور اہل اور مال اور اولاد اور خاتمہ میں اور معاد میں کہا اور مراد ساتھ قضا کے وہ چیز ہے جو مقدر کی گئی اس واسطے کہ حکم اللہ تعالیٰ کا اچھا ہے اس میں بدی نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پناہ مانگی ساتھ ان کلمات کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

واسطے تعلیم امت اپنی کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو ان سب بلاؤں سے امن میں رکھا تھا میں کہتا ہوں اور یہ متعین نہیں ہے بلکہ احتمال ہے کہ پناہ مانگی ہو ساتھ رب اپنے کے واقع ہونے ان بلاؤں کے سے ساتھ امت اپنی کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس حدیث میں دلالت ہے واسطے مستحب ہونے استعاذہ کے ان چیزوں سے اور اجماع کیا ہے اس پر سب علماء نے اور خلاف کیا ہے اس میں زاہدوں کی ایک جماعت نے اور اس حدیث میں ہے کہ سجع والا کلام نہیں مکروہ ہے جب کہ صادر ہو بغیر قصد اور بغیر تکلف کے اور اس میں مشروع ہونا استعاذہ کا ہے اور نہیں معارض ہے یہ اس چیز کو کہ پہلے گزر چکی ہو تقدیر میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ بھی اس چیز میں ہو جو مقدر کی گئی تقدیر میں اس واسطے کہ کبھی تقدیر میں کسی بندے کی لکھا ہوتا ہے کہ وہ بلا میں مبتلا ہو گا اور یہ بھی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے کہ اگر یہ دعا کرے گا تو اس کی بلا دفع ہو گی پس قضا محتمل ہے واسطے دفع اور مدفوع کے اور فائدہ پناہ مانگنے اور دعا کرنے کا ظاہر کرنا بندے کا ہے اپنے فاقہ کو آگے رب اپنے کے اور زاری کرنی اس کی طرف اس کی۔ (فتح)

بَابُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى

دعا کرنا حضرت ﷺ کا ساتھ اس دعا کے کہ الٰہی! میں بلند رتبے کے رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں

٥٨٧٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهٗ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى.

٥٨٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فرماتے تھے اس حال میں کہ تندرست تھے کہ کوئی پیغمبر ہرگز نہیں مرتا جب تک کہ اپنا مکان بہشت میں نہیں دیکھ لیتا پھر مرنے جینے میں اس کو اختیار دیا جاتا ہے سو جب موت حضرت ﷺ پر اتری اور آپ کا سر میری ران پر تھا تو ایک گھڑی آپ بیہوش ہوئے پھر ہوش میں آئے سو اپنی آنکھ کو چھت کی طرف لگایا پھر فرمایا کہ الٰہی! بلند رتبہ والے رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں میں نے کہا کہ اب ہم کو اختیار نہیں کریں گے اور میں نے معلوم کیا کہ یہی مطلب تھا اس حدیث کا جو ہم سے بیان کیا کرتے تھے صحت کی حالت میں سو تھا یہ آخر کلمہ کیا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے الٰہی! میں بلند رتبہ والے رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور تعلق اس کا ساتھ ناقل کے اس جہت سے ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تھے تو اپنے بدن پر معوذات کے ساتھ دم کرتے تھے اور قضیہ بیان کرنے اس کے کا اس جگہ یہ ہے کہ نہیں پناہ مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے مرض الموت میں۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ

دعا کرنا ساتھ مرنے اور جینے کے

٥٨٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا قَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.

۵۸۷۳۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے سات داغ کروائے تھے کہا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فِيْ بَطْنِهٖ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ .

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور حالانکہ اس نے اپنے پیٹ میں سات داغ کروائے تھے سو میں نے اس سے کہتے سنا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب عیادۃ المرضیٰ میں گزر چکی ہے۔

٥٨٧٤ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِّلْمَوْتِ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ.

۵۸۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی موت کی آرزو نہ کیا کرے کسی تکلیف سے جو اس پر اتری ہو سو اگر کسی کو موت کی آرزو کرنا ضروری ہو تو چاہیے کہ یوں کہے کہ الٰہی! زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور مجھ کو موت دے اگر موت میرے حق میں بہتر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی وہیں گزر چکی ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحِ رُؤُوسِهِمْ

لڑکوں کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو کسی یتیم کے سر پر محض اللہ کے واسطے ہاتھ پھیرے ہوتی ہے واسطے اس کے نیکی ساتھ ہر بال کے جس پر اس کا ہاتھ گزرا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس کی سند ضعیف ہے اور احمد کی روایت میں ہے کہ شکایت کی ایک مرد نے طرف حضرت ﷺ کی دل کی سختی کی فرمایا کہ محتاج کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور اس کی سند حسن ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے برکت کی دعا کی

۵۸۷۵ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

۵۸۷۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرا بھانجا بیمار ہے حضرت ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے واسطے برکت کی دعا کی پھر وضو کیا سو میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا پھر میں آپ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا سو میں نے آپ کی خاتم النبوۃ کو دیکھا جو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی مثل انڈے جانور کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب خاتم النبوۃ میں گزر چکی ہے۔

۵۸۷٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ عُقَيْلٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ مِّنَ السُّوْقِ أَوْ إِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ فَيَقُوْلَانِ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ

۵۸۷٦۔ حضرت ابو عقیل سے روایت ہے کہ اس کا دادا عبداللہ بن ہشام اس کے ساتھ بازار کی طرف نکلتا تھا یا کہا بازار سے سو اناج خریدتا تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے ملتے اور کہتے کہ ہم کو شریک کر اس واسطے کہ حضرت ﷺ تیرے واسطے برکت کی دعا کی ہے سو وہ ان کو شریک کرتا سو اکثر اوقات ہو بہو سواری کو پہنچتا یعنی اونٹ کا سارا بوجھ نفع حاصل ہوتا سو اس کو اپنے گھر کی طرف بھیجتا۔

فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح شرکت میں گزر چکی ہے۔

۵۸۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَهُوَ الَّذِيْ مَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ وَهُوَ غُلَامٌ مِّنْ بِئْرِهِمْ.

۵۸۷۷۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ وہی ہے جس کے منہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی ماری تھی یعنی اپنی کلی کا پانی اس کے منہ میں مارا تھا اور حالانکہ وہ لڑکا تھا ان کے کنویں سے۔

۵۸۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْ لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَآءٍ فَأَتْبَعَهٗ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

۵۸۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑکے لائے جاتے تھے سو ان کے واسطے دعا کرتے سو ایک لڑکا آپ کے پاس لایا گیا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس کو اس کے اوپر بہایا اور اس کو نہ دھویا۔

۵۸۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ عَنْهُ أَنَّهٗ رَأٰى سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ.

۵۸۷۹۔ حضرت عبداللہ بن ثعلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا کہ اس نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتا تھا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری غزوہ فتح میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی اسی جگہ گزر چکی ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا بیان

فائدہ: یہ اطلاق احتمال رکھتا ہے اس کے حکم کا اور فضل کا اور اس کی صفت کا اور اس کے محل کا اور اقتصار کرنا اس چیز پر کہ وارد کیا ہے اس کو باب میں دلالت کرتا ہے مراد رکھنے تیسرے معنی کے اور کبھی لیا جاتا ہے اس سے دوسرا بھی

بہر حال حکم اس کا سو اس میں علماء کے دس مذہب ہیں، اول قول ابن جریر طبری کا ہے کہ وہ مستحبات سے ہے اور دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا اوپر اس کے، دوسرا قول مقابل اس کا اور وہ نقل کرنا ابن قصار وغیرہ کا ہے اجماع کو اس پر کہ واجب ہے درود حضرت ﷺ پر فی الجملہ بغیر حصر کے لیکن کم تر درجہ وہ ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے اجزا ایک مرتبہ ہے، تیسرا قول واجب ہے عمر میں نماز میں یا اس کے غیر میں اور وہ مثل کلمہ توحید کی ہے یہ قول ابوبکر رازی کا ہے حنفیہ سے اور ابن حزم وغیرہ کا اور کہا قرطبی مفسر نے کہ نہیں خلاف ہے بیچ واجب ہونے اس کے عمر میں ایک بار اور یہ کہ وہ واجب ہے ہر وقت میں مانند واجب ہونے سنتوں مؤکدہ کی، چوتھا قول واجب ہے قعدہ آخر نماز میں اور درمیان قول تشہد اور اسلام تحلل کے یہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں کا ہے، پانچواں واجب ہے تشہد میں یہ قول شعبی کا ہے، چھٹا قول واجب ہے نماز میں بغیر معین کرنے جگہ اس کی کے منقول ہے یہ ابوجعفر باقر سے، ساتواں قول واجب ہے اکثار اس سے بغیر تقیید کے ساتھ عدد معین کے یہ قول ابوبکر بن بکیر کا ہے مالکیہ سے، آٹھواں قول جب ذکر کیا جائے نام حضرت ﷺ کا یہ قول طحاوی اور ایک جماعت حنفیہ کا ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت شافعیہ کا اور کہا ابن عربی نے مالکیہ سے کہ وہ احوط ہے یعنی اس میں احتیاط ہے، نواں ہر مجلس میں ایک بار اگرچہ مکرر ہو ذکر آپ کا کئی بار حکایت کیا ہے اس کو زمخشری نے، دسواں ہر دعا میں اس کو بھی زمخشری نے حکایت کیا ہے اور بہر حال محل اس کا سو لیا جاتا ہے اس چیز سے کہ وارد کیا ہے میں نے اس کو آراء سے اور بہر حال صفت اس کی سو وہ اصل ہے اس چیز کا کہ اعتبار کیا جاتا ہے اوپر اس کے باب کی حدیثوں میں۔ (فتح)

۵۸۸۰ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

۵۸۸۰۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملا سو اس نے کہا کہ کیا میں تجھ کو ایک تحفہ نہ دوں حضرت ﷺ گھر سے باہر ہمارے پاس تشریف لائے سو ہم نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے جانا کہ آپ کو کس طرح سلام کریں سو ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں؟ فرمایا یوں درود پڑھا کرو، الٰہی! اپنی مہر کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے مہر کی ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو سب خوبیوں سے سراہا بڑائی والا ہے الٰہی! برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر بیشک تو سب خوبیوں سے سراہا بڑائی والا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے **كيف الصلوٰة عليكم اهل البيت وان الله قد علمنا كيف نسلم** یعنی کس طرح ہے درود اوپر تمہارے اے اہل بیت! سو بے شک اللہ تعالیٰ نے سکھلائی ہے ہم کو کیفیت سلام کی اوپر آپ کے آپ کی زبان پر اور آپ کے بیان سے اور بہر حال لانا ضمیر جمع کا اس کے قول علیکم میں سو بے شک بیان کی ہے مراد اپنی ساتھ قول اپنے کے اے اہل بیت! اس واسطے کہ اگر اقتصار کرتا اوپر اس کے تو احتمال تھا کہ ارادہ کیا جاتا ساتھ اس کے تعظیم کا اور ساتھ اس کے حاصل ہو گی مطابقت جواب کی واسطے سوال کے جس جگہ کہا کہ محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر اور ساتھ اس کے استغناء حاصل ہو گا اس شخص کے قول سے جو کہتا ہے کہ جواب میں زیادتی ہے سوال پر اس واسطے کہ سوال واقع ہوا ہے کیفیت درود کی سے سو واقع ہوا جواب ساتھ زیادتی کیفیت درود کے آپ کی آل پر، قولہ ہم آپ کو کس طرح سلام کریں کہا بیہقی نے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس سلام کی جو تشہد میں ہے اور وہ قول آپ کا ہے **السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته** پس ہو گی مراد ساتھ قول ان کے کہ ہم کس طرح درود پڑھیں یعنی بعد تشہد کے اور تفسیر سلام کے اسلام کی ساتھ اس کے ظاہر ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں احتمال ہے اور وہ یہ کہ مراد ساتھ اس کے وہ اسلام ہے جس کے ساتھ حلال ہوتا ہے آدمی نماز سے اور کہا کہ اول قول ظاہر تر ہے اور رد کیا ہے بعض نے احتمال مذکور کو ساتھ اس کے کہ سلام حلال ہونے کا نہیں مقید ہے ساتھ اس کے اتفاقاً اتفاق میں نظر ہے کہ مالکیہ کی ایک جماعت نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ مستحب ہے واسطے نمازی کے یہ کہ کہے وقت سلام تحلل کے **السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته السلام عليكم** اور کیف سے کیا مراد ہے اس میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ مراد سوال صلوٰۃ کے معنوں سے ہے جو مامور بہا ہے کہ کس لفظ کے ساتھ ادا کی جائے اور بعض نے کہا کہ صفت اس کی سے کہا عیاض نے کہ جب کہ تھا لفظ صلوٰۃ کا جو مامور بہا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے صلوا علیہ احتمال رکھتا رحمت اور دعا اور تعظیم کا تو انہوں نے سوال کیا کہ کس لفظ سے ادا کیا جائے اور ترجیح دی ہے باجی نے اس بات کو کہ سوال تو فقط اس کی صفت سے واقع ہوا ہے نہ اس کی جنس سے اور یہ ظاہر تر ہے اس واسطے کہ لفظ کیف کا ظاہر ہے صفت میں اور بہر حال جنس سو سوال کیا جاتا ہے اس سے ساتھ لفظ ما کے اور باعث واسطے ان کے اس پر یہ ہے کہ سلام جب کہ پہلے گزر چکا ہے ساتھ لفظ لفظ مخصوص اور وہ **السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته** ہے تو اس سے سمجھا گیا کہ درود بھی واقع ہو گا ساتھ لفظ مخصوص کے اور عدول کیا انہوں نے قیاس سے واسطے امکان واقف ہونے نص پر خاص کر ذکر کے الفاظ میں کہ وہ خارج ہیں قیاس سے غالبًا سو واقع ہوا امر جس طرح کہ انہوں نے سمجھا اس واسطے کہ نہیں کہا واسطے ان کے کہ کہو **الصلاة عليك ايها النبى الخ** اور نہ یہ کہ کہو **الصلوٰة والسلام عليك الخ** بلکہ سکھلایا ان کو صیغہ اور قولہ **اللهم** کہا نضر بن شمیل نے کہ جس نے کہا **اللهم** اس نے سوال کیا اللہ تعالیٰ سے ساتھ تمام اسموں اس کے، قولہ صل ابی العالیہ سے روایت ہے کہ معنی صلوٰۃ اللہ علی نبیہ کی ثنا

ہے اللہ تعالیٰ کی اپنے پیغمبر پر اور معنیٰ صلوٰۃ فرشتوں کے اوپر آپ کی دعا ان کی ہے واسطے آپ کے اور مقاتل سے ہے کہ صلاۃ اللہ سے مراد مغفرت اس کی ہے اور صلاۃ الملائکۃ سے مراد استغفار ان کا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی صلاۃ الرب کی رحمت ہیں اور صلاۃ الملائکۃ کے معنی استغفار ہیں اور اولیٰ سب اقوال سے قول ابوالعالیہ کا ہے کہ معنی صلاۃ اللہ علی نبیہ کی ثنا ہے اللہ تعالیٰ کی اوپر حضرت ﷺ کے اور تعظیم آپ کی اور صلوٰۃ ملائکہ وغیرھم کی اوپر آپ کے طلب کرنا اس چیز کا ہے واسطے حضرت ﷺ کے اللہ تعالیٰ سے اور مراد طلب کرنا زیادتی کا ہے نہ طلب کرنا اصل صلوٰۃ کا اور کہا گیا کہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر خاص ہوتی ہے اور عام ہوئی ہے پس صلوٰۃ اس کی اس کے پیغمبروں پر ثناء اور تعظیم ہے اور صلوٰۃ اس کے غیروں پر رحمت ہے کہ وہی ہے جس نے سما لیا ہے ہر چیز کو اور نقل کیا ہے عیاض قشیری سے کہ مراد صلوٰۃ اللہ سے پیغمبر پر تشریف ہے اور زیادتی تعظیم کی ہے اور پیغمبر ﷺ کے سوائے اور لوگوں پر رحمت ہے اور ساتھ اس تقدیر کے ظاہر ہوگا فرق درمیان حضرت ﷺ کے اور درمیان لوگوں کے جس جگہ کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ اور دوسری جگہ فرمایا ﴿هُوَ الَّذِیْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَآئِكَتُهٗ﴾ اور یہ بات معلوم ہے کہ جو قدر کہ حضرت ﷺ کے ساتھ لائق ہے وہ بلند تر ہے اس چیز سے کہ لائق ہے ساتھ غیر اس کے اور اجماع منعقد ہوا ہے اس پر کہ اس آیت میں تعظیم ہے حضرت ﷺ کی اور تکریم ہے جو نہیں ہے اس کے غیر میں اور اختلاف ہے بیچ جائز ہونے صلوٰۃ کے اور غیر پیغمبروں کے یعنی پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں پر صلوٰۃ کہنا جائز ہے یا نہیں اور اگر صلوٰۃ کے معنی رحم ہوں تو البتہ جائز ہوگا واسطے غیر پیغمبروں کے اور اگر اس کے معنی برکت یا رحمت کے ہوں تو البتہ ساقط ہو وجوب تشہد میں نزدیک اس شخص کے جو اس کو واجب کہتا ہے ساتھ قول نمازی کے تشہد میں السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته اور ممکن ہے خلاصی اس سے ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے بطریق عقد کے پس ضروری ہے لانا اس کا اگرچہ سابق ہولانا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے اور درود کے الفاظ حدیثوں میں مختلف طور سے آئے ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ لائق ہے سب کو جمع کیا جائے اور ظاہر یہ ہے کہ افضل واسطے اس شخص کے کہ تشہد بیٹھے یہ ہے کہ اکمل روایت کو لائے یعنی جو روایت کہ کامل پڑھے اس کو لائے اور کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ یہ کیفیت نہیں وارد ہوئی ہے مجموع کسی طریق میں طریق سے اور اولیٰ یہ ہے کہ استعمال کیا جائے ہر لفظ کو الگ الگ پس ساتھ اس کے حاصل ہوگا لانا ساتھ تمام اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بخلاف اس کے جب کہ سب کو ایک بار اکٹھا کہے اس واسطے کہ غالب گمان ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو نہیں کیا یعنی سب الفاظ تشہد کو ایک بار اٹھا کر کے کہنا حضرت ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ کبھی کسی طرح کہا اور کبھی کسی طرح اور ایک روایت میں تشہد کے آخر میں اتنا لفظ زیادہ ہے وعلینا معهم اور تعاقب کیا ہے ابن عربی نے اس زیادتی کا سو کہا اس نے کہ یہ ایک چیز ہے کہ منفرد ہوا ہے ساتھ اس کے زائدہ راوی پس نہ اعتبار کیا جائے گا اوپر اس کے اس واسطے

کہ لوگوں کو آل کے معنی میں بڑا اختلاف ہے ایک معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ امت آپ کی ہے پس نہ باقی رہے گا واسطے تکرار کے کوئی فائدہ اور نیز اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ جواز صلوٰۃ کے غیر پیغمبروں پر سو ہم نہیں دیکھتے کہ شریک کریں اس خصوصیت میں ساتھ محمد ﷺ کے اور آپ کی آل کے کسی کو اور تعاقب کیا ہے اس کا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ زائدہ اثبات سے ہے سو اس کا اکیلا ہونا مضر نہیں باوجود اس کے کہ وہ اکیلا بھی نہیں ہے اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور اس کے اخیر میں ہے وعلینا معھم اور بہرحال ایراد اول سو وہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو دیکھتا ہے کہ معنی آل کے سب امت ہیں اور باوجود اس کے نہیں معنی ہیں عطف خاص کا عام پر اور بہرحال ایراد دوسرا سو ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس کو منع کیا ہے اور خلاف تو صرف اس میں ہے کہ صلوٰۃ کا کہنا بالاستقلال جائز ہے یا نہیں اور البتہ مشروع ہے دعا واسطے احاد کے ساتھ اس چیز کے کہ دعا کی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے واسطے نفس اپنے کے حدیث میں اللّٰھم انی اسألك من خیر ما سألك منه محمد اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور کہا ابن قیم نے کہ نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے اس پر کہ اختلاف بیچ الفاظ تشہد کے اور مانند اس کی کے مثل اختلاف کے ہے قرأتوں میں اور نہیں کہا ہے کسی امام نے ساتھ مستحب ہونے تلاوت کے ساتھ جمیع الفاظ مختلفہ کے حرف واحد میں قرآن سے اگرچہ بعض نے اس کو تعلیم کے وقت تمرین کے واسطے جائز رکھا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ہو ایک لفظ ساتھ معنی لفظ دوسرے کے برابر جیسا کہ ازواج وامہات المؤمنین دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں تو اولیٰ اختصار کرنا ہے ہر بار مین ایک لفظ پر دونوں میں سے یعنی صرف ایک لفظ کہے دونوں لفظ نہ کہے اور اگر ہو کوئی لفظ مستقل ساتھ زیادہ معنی کے کہ دوسرے لفظ میں نہ ہوں تو اولیٰ لانا ہے اس کو اور محمول کیا جائے گا اس پر کہ یاد رکھا دوسرے بعض نے اور کہا ایک گروہ نے انہیں سے ہے طبری کہ یہ اختلاف مباح سے ہے سو جس لفظ کو آدمی ذکر کرے کفایت کرتا ہے اور افضل یہ ہے کہ استعمال کرے اکمل اور ابلغ لفظ کو اور استعمال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ اختلاف نقل کے اصحاب سے اور دعویٰ کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ اکثر حدیثیں بلکہ سب تصریح کرنے والی ہیں ساتھ ذکر محمد ﷺ کے اور آل محمد ﷺ کے اور ساتھ ذکر آل ابراہیم علیہ السلام کے فقط اور نہیں آیا ہے کسی حدیث صحیح میں لفظ ابراہیم علیہ السلام وآل ابراہیم علیہ السلام کا اکٹھا، میں کہتا ہوں اور غافل ہوا ہے ابن قیم رحمہ اللہ اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے صحیح بخاری میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے طریق سے ساتھ اس لفظ سے کے کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید وکذا فی قوله بارکت اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے بہت طریقوں سے اور حق یہ ہے کہ ذکر محمد ﷺ کا اور آل محمد ﷺ اور ابراہیم علیہ السلام کا اور آل ابراہیم علیہ السلام کا ثابت ہے بیچ اصل حدیث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یاد رکھا ہے بعض راویوں نے جو نہیں یاد رکھا ہے بعض دوسروں نے اور روایت میں اتنا زیادہ ہے وترحم علی محمد وعلی آل

محمد کما ترحمت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم اور یہ زیادتی ضعیف ہے لیکن اگر اس کو سلام اور صلوٰۃ کے ساتھ جوڑ کر کہا جائے تو جائز ہے اور ابن عربی نے اس کو منع کیا ہے اور کہا ابوالقاسم انصاری نے کہ یہ جائز ہے صلاۃ کے ساتھ جوڑ کر اور نہیں جائز ہے تنہا اور نقل کیا ہے عیاض نے جمہور سے جواز مطلق اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ وہ صحیح ہے واسطے وارد ہونے حدیثوں کے ساتھ اس کے اور مخالفت کی ہے اس کی غیر اس کے نے سو ذخیرہ میں محمد سے ہے کہ مکروہ ہے یہ واسطے وہم نقص کے اس واسطے کہ رحمت غالبًا ہوتی ہے اس فعل سے کہ ملامت کی جائے اوپر اس کے اور جزم کیا ہے ابن عبدالبر نے ساتھ منع کے سو اس نے کہا کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے جب ذکر کرے حضرت ﷺ کو تو کہے رحمۃ اللہ اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو درود پڑھے مجھ پر اور یہ نہیں کہا کہ من ترحم علی اور نہ من دعا لی اگرچہ صلوٰۃ کے معنی رحمت کے ہیں لیکن خاص کیا گیا ہے یہ لفظ واسطے تعظیم آپ کی کے سو نہ عدول کیا جائے گا اس سے طرف غیر اس کے کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ اور یہ بحث خوب ہے۔

قولہ وعلی آل محمد، الخ کہا گیا ہے کہ اصل آل کا اہل ہے بدل کی گئی ہا ساتھ ہمزہ کے پھر سہل کی گئی یعنی آ سانی کے ساتھ پڑھی گئی اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے آل فلاں کا اس کے نفس پر اور اس پر اور ان لوگوں پر جو اس کی طرف منسوب ہیں اکٹھا اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ جب کہا جائے کہ فلانے کی آل نے یہ کام کیا ہے تو داخل ہوتا ہے وہ بیچ ان کے مگر ساتھ قرینہ کے اور اس کے شواہد سے ہے قول حضرت ﷺ کا واسطے حسین بن علی کے انا آل محمد لا تحل لنا الصدقة یعنی ہم محمد ﷺ کی آل ہیں ہم کو صدقہ حلال نہیں ہے اور اگر دونوں ذکر کیے جائیں تو نہیں داخل ہوتا ہے بیچ ان کے اور جب کہ مختلف ہوئے الفاظ حدیث کے کہ کسی روایت میں دونوں اکٹھے ہیں اور کسی میں فقط ایک ہی تو ہوگا اولیٰ محامل یہ کہ حمل کیا جائے اس پر کہ حضرت ﷺ نے یہ سب الفاظ کہے ہیں سو بعض راویوں نے یاد رکھا جو دوسرے بعض نے یاد نہیں رکھا اور بہرحال محمول کرنا اس کو اوپر تعدد قصے کے سو بعید ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ اس حدیث میں آل محمد ﷺ سے کیا مراد ہے راجح یہ ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور اختیار کیا ہے اس کو جمہور نے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا واسطے حسین رضی اللہ عنہ کے کہ ہم محمد ﷺ کی آل کو صدقہ حلال نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگوں کی میل ہے نہ محمد ﷺ کو حلال ہے اور نہ اس کی آل کو اور کہا احمد نے کہ مراد ساتھ آل محمد ﷺ کے تشہد کی حدیث میں اہل بیت حضرت ﷺ کے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ آل کے آپ کی بیویاں اور اولاد ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تینوں لفظ اکٹھے وارد ہو چکے ہیں پس محمول ہوگا اس پر کہ یاد رکھا ہے بعض راویوں نے جو نہیں یاد رکھا ہے دوسرے بعض نے پس مراد ساتھ آل کے تشہد میں ازواج ہیں اور جن پر صدقہ حرام ہے ان میں اولاد بھی داخل ہے اور ساتھ اس کے

حاصل ہو گی تطبیق درمیان حدیثوں کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ آل کے تمام امت ہے کہا ابن عربی نے کہ میل کی ہے اس کی طرف مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور اختیار کیا ہے اس کو زہری نے اور ترجیح دی ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں۔

قولہ کما صلیت علی آل ابراهیم مشہور ہوا ہے سوال موقع تشبیہ سے باوجود اس کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ مشبہ یعنی وہ چیز کہ تشبیہ دی گئی کم ہوتی ہے مشبہ بہ سے یعنی اس چیز سے کہ تشبیہ دی گئی ساتھ اس کے یعنی تشبیہ دی گئی ہے اس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے درود بھیجنے میں پس اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ابراہیم علیہ السلام سے کم ہو اور حالانکہ واقع میں اس کا برخلاف ہے اس واسطے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنہا افضل ہیں آل ابراہیم علیہ السلام سے خاص کر جوڑی گئی ہے ساتھ آپ کے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے کا یہ ہے کہ ہو درود مطلوب افضل ہر درود سے کہ حاصل ہوا یا حاصل ہو گا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ کئی وجہ کے اول یہ کہ کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پہلے اس سے کہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ افضل ہیں ابراہیم علیہ السلام سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درود کو بدل ڈالتے اس کے بعد کہ آپ نے جانا کہ آپ ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں، دوسرا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تواضع کے مشروع کیا اس کو واسطے امت اپنی کے تا کہ حاصل کریں ساتھ اس کے فضیلت کو، تیسرا یہ کہ تشبیہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے اصل درود کے ہے ساتھ اصل درود کے نہ واسطے قدر کے ساتھ قدر کے، پس وہ مانند قول اللہ تعالیٰ کی ہے ﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ اور ترجیح دی ہے اس جواب کو قرطبی نے مفہم میں، چوتھا یہ کہ کاف واسطے تعلیل کے ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ﴾ اور ﴿فَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ﴾ اور بعض نے کہا کہ کاف واسطے تشبیہ کے ہے اور عدول کیا گیا ہے اس سے واسطے اعلام کے ساتھ خصوصیت مطلوب کے، پانچواں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل بنائے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور یہ کہ بنائے واسطے آپ کے لسان صدق کے جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام کے واسطے کی جوڑی گئی ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے آپ کے محبت سے اور وارد ہوتا ہے اس پر جو وارد ہوتا ہے پہلے جواب پر اور قریب کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ اس کے کہ وہ مثال دو مردوں کی ہے کہ ایک ہزار روپیہ کا مالک ہو اور دوسرا دو ہزار کا سو دو ہزار والا سوال کرے یہ کہ دیا جائے ہزار روپیہ اور نظیر اس کی کہ دیا گیا ہے اس کو پہلا سو دوسرے کے واسطے کئی گنا پہلے سے زیادہ روپیہ ہو گا، چھٹا یہ کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللهم صل علی محمد قطع کیا گیا ہے تشبیہ سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشبیہ مراد نہیں پس ہو گی تشبیہ متعلق ساتھ قول اس کے کے وعلی آل محمد اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں ممکن

ہے کہ جو لوگ پیغمبروں کے سوائے ہیں وہ پیغمبروں کے مساوی ہوں سو کس طرح طلب کی جائے گی واسطے ان کے صلوٰۃ مثل اس صلوٰۃ کے کہ واقع ہوئی واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور پیغمبر لوگ ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں اور ممکن ہے جواب اس سے ساتھ اس کے کہ مطلوب ثواب ہے جو حاصل ہے واسطے ان کے نہ تمام صفتیں کہ ہوئی ہیں سبب واسطے ثواب کے، ساتواں یہ کہ تشبیہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے مجموع کے ہے ساتھ مجموع کے اس واسطے کہ پیغمبروں میں جو ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں کثرت ہے سو مقابلہ کیا جائے ان ذوات کثیرہ کو ابراہیم علیہ السلام سے اور آل ابراہیم علیہ السلام سے ساتھ صفات کثیرہ کے جو واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تو ممکن ہے نفی کمی بیشی کی، آٹھواں یہ کہ تشبیہ بنظر اس چیز کے ہے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درود ہر فرد فرد کے سے پس حاصل ہوگا مجموع درود پڑھنے والوں کے سے اول تعلیم سے آخر زمانے تک کئی گنا زیادہ اس چیز سے کہ آل ابراہیم علیہ السلام کے واسطے تھا، نواں یہ کہ تشبیہ راجع ہے طرف درود پڑھنے والوں کی اس چیز میں کہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے ثواب نہ بہ نسبت اس چیز کی کہ حاصل ہوتی ہے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثواب سے، دسواں دفع کرنا مقدمہ کا ہے جو اول میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ مشبہ بہ افضل ہوتا ہے مشبہ سے اور یہ کہ یہ قاعدہ ہر جگہ جاری نہیں بلکہ تشبیہ کبھی برابر کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی اس سے کم کے ساتھ ہوتی ہے جیسا کہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ﴾ یعنی اللہ کے نور کی کہاوت مثل طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور کیا چیز ہے نور طاق کا بہ نسبت نور اللہ تعالیٰ کے لیکن جب کہ تھی مراد مشبہ بہ سے یہ کہ ہو ہر چیز ظاہر واضح واسطے سامع کے تو خوب ہوئی تشبیہ نور کی ساتھ مشکوٰۃ کے اور اسی طرح اس جگہ جب کہ تھی تعظیم ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ درود پڑھنے کے اوپر ان کے مشہور واضح نزدیک سب گروہوں کے تو خوب ہوا یہ کہ طلب کی جائے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درود پڑھنے کے اوپر ان کے مثل اس چیز کی کہ حاصل ہوئی ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور آل ابراہیم علیہ السلام کے اور تائید کرتا ہے اس کو ختم کرنا طلب مذکور کا ساتھ قول اس کے فی العالمین یعنی جیسا کہ ظاہر کیا ہے تو نے درود کو اوپر ابراہیم علیہ السلام کے اور آل ابراہیم علیہ السلام کے عالموں میں اسی واسطے نہیں واقع ہوا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فی العالمین مگر بیچ ذکر آل ابراہیم علیہ السلام کے سوائے ذکر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ احسن جواب یہ ہے جو منسوب ہے طرف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کہ تشبیہ اصل صلوٰۃ کی ساتھ اصل صلوٰۃ کے ہے یا مجموع کی واسطے مجموع کے اور کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ احسن جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ثابت ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں سو گویا کہ حکم کیا کہ ہم درود پڑھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر خصوصاً بقدر اس چیز کے کہ درود پڑھا ہم نے اوپر آپ کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے عموماً پس حاصل ہوگا واسطے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کے جو لائق ہے

ساتھ ان کے اور باقی سب آپ کے واسطے رہے گا اور یہ قدر زائد ہے اس چیز سے کہ واسطے غیر اس کے ہے ابراہیم علیہ السلام کی آل سے قطعًا اور ظاہر ہو گا اس وقت فائدہ تشبیہ کا اور یہ کہ مطلوب ساتھ اس لفظ کے افضل ہے مطلوب سے ساتھ غیر اس لفظ کے۔

قولہ وبارك مراد ساتھ برکت کے اس جگہ زیادتی ہے خیر اور کرامت سے اور بعض نے کہا کہ مراد پاک کرنا ہے عیبوں سے اور تزکیہ اور بعض نے کہا کہ مراد ثابت کرنا اس کا ہے اور ہمیشگی اس کی اور حاصل یہ ہے کہ مطلوب یہ ہے کہ دی جائے ان کو پوری خیر اور یہ کہ ثابت ہو یہ اور بدستور ہے ہمیشہ اور مراد ساتھ عالمین کے اصناف مخلوق ہے اور بعض نے کہا کہ جس چیز کو کہ گھیرا ہے آسمان کے بطن نے اور بعض نے کہا کہ ہر محدث اور جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی اور کہا گیا ہے ساتھ فیہ عقلا کے اور کہا گیا ہے کہ فقط جن اور آدمی۔

قولہ انك حميد مجيد حمید فعیل ہے حمد سے ساتھ معنی محمود کے اور ابلغ ہے اس سے اور حمید اس کو کہتے ہیں کہ حاصل ہوں واسطے اس کے صفات حمد سے کامل تر صفتیں اور بہر حال مجید سو وہ مجد سے ہے اور وہ صفت ہے اس شخص کی کہ کامل ہو شرف اور بزرگی میں اور وہ مستلزم ہے واسطے عظمت اور جلال کے اور مناسبت ختم اس دعا کی ساتھ ان دونوں ناموں کے جو عظیم ہیں یہ ہے کہ مطلوب تکریم اللہ کی ہے واسطے نبی اپنے کے اور ثناء اس کی واسطے آپ کے اور یہ مستلزم ہے طلب حمد اور مجد سو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ دونوں مثل تعلیل کی ہیں واسطے مطلوب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ واجب ہے درود پڑھنا او پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نماز میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں فكيف نصلي عليك اذا نحن صلينا عليك في صلاتنا روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے اس کو ترمذی اور ابوخزیمہ وغیرہ نے اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس زیادتی کے شافعیہ کی ایک جماعت نے مانند ابن خزیمہ اور بیہقی کی واسطے واجب ہونے درود کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تشہد میں بعد تشہد کے سلام سے پہلے اور تعاقب کیا گیا ہے اس استدلال کا ساتھ اس کے کہ نہیں دلالت ہے بیچ اس کے اوپر اس کے بلکہ اس کے سوائے کچھ نہیں کہ فائدہ دیتی ہے یہ حدیث اس کا کہ واجب ہے لانا ساتھ ان لفظوں کا اس شخص پر جو درود پڑھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں اور برتقدیر اس کے کہ وہ دلالت کرے اوپر واجب ہونے اصل درود کے پس نہیں دلالت کرتی ہے اوپر اس محل مخصوص کے لیکن قریب کیا ہے اس کو بیہقی نے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ جب یہ آیت اتری اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو التحیات میں کیفیت سلام کی سکھلائی ہوئی تھی اور التحیات نماز کے اندر ہے سو انہوں نے درود کی کیفیت پوچھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو درود کی کیفیت سکھلائی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے واقع کرنا درود کا اوپر آپ کے تشہد میں ہے بعد فارغ ہونے کے تشہد سے جس کی تعلیم پہلے ان کو ہو چکی تھی اور بہر حال یہ احتمال کہ ہو یہ نماز سے باہر سو بعید ہے اور صحیح

تر جو وارد ہوا ہے اس میں اصحاب اور تابعین سے یہ ہے جو روایت کی ہے حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آدمی التحیات پڑھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر اپنے واسطے دعا مانگے اور یہ قوی تر چیز ہے کہ حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر وجوب کے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز میں تشہد سکھلایا اور یہ کہ آپ نے فرمایا کہ پھر چاہیے کہ اختیار کرے دعا جو چاہے سو جب ثابت ہوا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے امر ساتھ درود پڑھنے کے اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا سے پہلے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی اوپر زیادتی کے جو درمیان تشہد اور دعا کے ہے پس دفع ہوگئی حجت اس شخص کی جو تمسک کرتا ہے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اوپر دفع کرنے اس چیز کے جو مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے مثل عیاض کی اور روایت کی ہے ترمذی نے عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف کہ دعا موقوف رہتی ہے درمیان آسمان اور زمین کے نہیں چڑھتی اس سے کوئی چیز یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور یہ مرفوع ہے حکما اس واسطے کہ ایسا قیاس سے نہیں کہا جاتا اور اس کے واسطے شاہد ہے مرفوع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند جید کے کہا کہ نہیں ہوتی ہے نماز مگر ساتھ قرأت اور تشہد اور درود کے اور بیہقی نے سند قوی کے ساتھ شعبی سے روایت کی ہے کہ جو التحیات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے سو چاہیے کہ نماز کو دوہرائے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس میں دو روایتیں ہیں ایک روایت ہے کہ اگر التحیات میں درود نہ پڑھے تو نماز کو دوہرائے اور اسی طرح مالکیہ کے نزدیک اختلاف ہے ذکر کیا ہے اس کو ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ نے اور حنفیہ کے درمیان یہی اختلاف ہے طحاوی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ واجب ہے درود پڑھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس جگہ آپ کا نام ذکر کیا جائے اور مدد کی ہے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سو کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ التحیات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مشروع اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو وجوب اور مستحب ہونے میں ہے اور بیچ تمسک اس شخص کے کہ نہیں واجب کرتا اس کو ساتھ عمل سلف کی نظر ہے اس واسطے کہ عمل ان کا اس کے موافق تھا مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے ساتھ عمل کے اعتقاد پس حاجت ہوگی طرف نقل صریح کی ان سے ساتھ اس کی کہ وہ نہیں ہے واجب اور یہ کہاں پایا جائے گا اور میں نے نہیں دیکھی کسی صحابی اور تابعی سے تصریح ساتھ نہ واجب ہونے درود کے اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر جو منقول ہے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور باوجود اس کے پس لفظ منقول اس سے مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ غیر وجوب کے ساتھ قائل تھا اس واسطے کہ اس نے تعبیر کی ہے ساتھ اجزا کے یعنی کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

٥٨٨١۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَّزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا

٥٨٨١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! یہ سلام کرنا آپ کو سو ہم نے جانا سو کس طرح ہم درود پڑھیں اوپر آپ کے؟ فرمایا کہ یوں کہا کرو، الٰہی! مہر کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے جیسے تو نے

السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ.

مہر کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر معین ہونے اس لفظ کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو سکھلایا بیچ بجالانے امر کے برابر ہے کہ ہم کہیں ساتھ وجوب مطلق کے یا مقید کے ساتھ نماز کے اور بہرحال معین ہونا اس کا نماز میں سو احمد سے ایک روایت میں واجب نہیں اور اختلاف ہے افضل میں سو احمد سے ہے کہ کامل تر چیز جو وارد ہوگی اور ایک روایت میں اختیار ہے اور بہرحال شافعیہ سو کہتے ہیں کہ کفایت کرتا ہے یہ کہ **اللھم صل علی محمد** اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا کفایت کرتا ہے لانا ساتھ اس چیز کے جو دلالت کرے اس پر جیسے کہے ساتھ لفظ حدیث کے سو کہے **صلی اللہ علی محمد** مثلاً اور صحیح تر کفایت کرنا اس کا ہے اور یہ اس واسطے کہ دعا ساتھ لفظ حدیث کے زیادہ مؤکد ہے پس ہوگی جائز بطریق اولیٰ اور جو منع کرتا ہے یعنی غیر لفظ ماثور کے ساتھ منع کرتا ہے وہ کھڑا ہوتا ہے نزدیک تعبد کے اور اسی کو ترجیح دی ہے ابن عربی نے بلکہ اس کا کلام دلالت کرتا ہے اس پر کہ ثواب وارد واسطے اس شخص کے ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے جو درود پڑھے ساتھ کیفیت مذکورہ کے اور اتفاق کیا ہے ہمارے اصحاب نے اس پر کہ نہیں کفایت کرتا ہے یہ کہ اقتصار کرے اوپر حدیث کے جیسے مثلاً کہے **الصلوٰۃ علی محمد** اس واسطے کہ نہیں ہے نسبت درود کی طرف اللہ تعالیٰ کے اور اختلاف ہے بیچ معین کرنے لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن جائز رکھا ہے انہوں نے کفایت کرنے کو ساتھ وصف کے سوائے نام کے مانند نبی اور رسول اللہ کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے تعبد ساتھ لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پس نہ کفایت کرے گا بدلے اس کے مگر جو ہو اعلیٰ اس سے اسی واسطے انہوں نے کہا ہے کہ نہیں کفایت کرتا ہے ساتھ ضمیر کے اور نہ ساتھ احمد کے مثلاً اصح قول میں اُن دونوں میں باوجود مقدم ہونے ذکر آپ کے تشہد میں ساتھ قول اپنے کے النبی اور ساتھ قول اپنے کے محمد اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے ساتھ ہر لفظ کے کہ ادا کرے مراد کو ساتھ درود کے اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ اگر کہے **اشھد ان محمدا** صلی اللہ علیہ وسلم **عبدہ ورسولہ** بخلاف اس کے جب کہ مقدم کرے عبدہ ورسولہ کو اور یہ لائق ہے کہ مبنی کیا جائے اس پر کہ تشہد کے الفاظ میں ترتیب شرط نہیں اور یہ صحیح تر قول ہے لیکن دلیل اس کے مقابل کی قوی ہے واسطے قول ان کے **کما یعلمنا السورۃ** اور عمدہ قول جمہور کا بیچ کافی ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہے یہ ہے کہ وجوب اس کا ثابت ہوا ہے ساتھ نص قرآن کے ساتھ قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ سو جب اصحاب نے اس کی کیفیت پوچھی اور حضرت ﷺ نے ان کو کیفیت سکھلائی اور مختلف ہوئی نقل واسطے ان الفاظ کے تو اقتصار کیا گیا اس چیز پر کہ اتفاق ہے روایتوں کا اوپر اس کے اور چھوڑا گیا جو زیادہ ہے اوپر اس کے جیسا کہ تشہد میں ہے اور اگر متروک واجب ہوتا تو اس سے سکوت نہ کرتے اور اختلاف ہے بیچ واجب ہونے صلوٰۃ کے اوپر آل کے سوا اس کے معین ہونے میں بھی شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک دو روایتیں ہیں مشہور ان کے نزدیک یہ ہے کہ واجب نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور دعویٰ کیا ہے بہت لوگوں نے اس میں اجماع کا اور اکثر شافعیہ نے جو وجوب کو ثابت کیا ہے تو منسوب کیا ہے اس کو طرف ترجی کی اور ابو اسحاق مروزی سے ہے اور وہ کبرا شافعیہ سے ہے کہ میں اعتقاد کرتا ہوں اس کے واجب ہونے کا کہا بیہقی نے کہ احادیث ثابتہ میں دلالت ہے اس چیز پر جو اس نے کہی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مشروع ہونے صلوٰۃ کے اوپر حضرت ﷺ کے اور آل آپ کی کے تشہد اول میں اور صحیح نزدیک شافعیہ کے استحباب صلوٰۃ کا ہے اوپر آپ کے فقط اس واسطے کہ مبنی ہے اوپر تخفیف کے اور بہر حال اول بنا کیا ہے اس کو اصحاب نے اوپر حکم اس کے بیچ تشہد اخیر کے اگر ہم قائل ہوں ساتھ وجوب کے ، میں کہتا ہوں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ تعلیم حضرت ﷺ کی کے اپنے اصحاب کو کیفیت بعد سوال کرنے ان کے اس سے بایں طور کے یہ افضل کیفیت درود کی ہے اوپر آپ کے اس واسطے کہ نہیں اختیار کرتے حضرت ﷺ واسطے نفس اپنے کے مگر اشرف اور افضل کو اور مرتب ہوتا ہے اس پر کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ حضرت ﷺ پر افضل درود پڑھے تو طریق قسم کا پورا کرنے کا یہ ہے کہ اس درود کو پڑھے اور ابراہیم مروزی سے روایت ہے کہ پوری ہوتی ہے قسم اس کی جب کہ **كلما ذكره الذاكرون وكلما سها عن ذكره الغافلون** کہے، میں کہتا ہوں کہ اگر جمع کرے درمیان اس کے سو کہے جو حدیث میں ہے اور جوڑے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ کے اثر کو تو شامل تر ہو اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ قصد کرے طرف تمام اس چیز کی کہ شامل ہیں اس کو روایتیں اور جس کی طرف دلیل راہ دکھلاتی ہے یہ ہے کہ برأت حاصل ہوتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ جس کو خوش لگے یہ کہ ماپے پورے پیمانے سے جب کہ ہم پر درود پڑھے تو چاہیے کہ کہے **اللهم صل على محمد النبي وازواجه امهات المؤمنين وذريته واهل بيته كما صليت على ابراهيم** ، الحدیث اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے درود پڑھنا اوپر غیر پیغمبروں کے **وسياتي البحث فيه** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر رد قول نخعی کے کہ کفایت کرتا ہے بیچ بجا لانے امر درود کے قول اس کا **السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته** تشہد میں اس واسطے کہ اگر ہوتا جس طرح کہ اس نے کہا تو البتہ راہ بتلاتے اپنے اصحاب کو حضرت ﷺ اس کی طرف اور اس کے سوائے اور یہ کیفیت ان کو نہ سکھلاتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جدا کرنا صلوٰۃ کا سلام سے نہیں ہے مکروہ اور اسی طرح بالعکس اس واسطے کہ تعلیم

سلام کی درود کے سکھلانے سے پہلے تھی سو ایک مدت تک التحیات میں صرف سلام کو کہنا درود پڑھنے سے پہلے اور البتہ تصریح کی ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ کراہت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ وارد ہونے امر کے ساتھ دونوں کے آیت میں اکٹھے اور اس میں نظر ہے ہاں مکروہ ہے کہ تنہا کہا جائے درود اور سلام بالکل نہ کیا جائے لیکن اگر ایک وقت میں درود پڑھے اور دوسرے وقت میں سلام کہے تو ہوتا ہے وہ بجا لانے والا حکم کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر فضیلت صلوٰۃ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس جہت سے کہ وارد ہوا ہے امر ساتھ اس کے اور کوشش کی اصحاب نے ساتھ سوال کے کیفیت اس کی سے اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ فضیلت اس کی کے حدیثیں قوی جن کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نہیں کیا ان میں سے ایک یہ حدیث ہے جو روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جو ایک بار مجھ پر درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو مجھ پر درود پڑھے خالص دل سے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے اور اس کے سبب سے اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے واسطے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کی دس بدیاں مٹاتا ہے روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور ایک یہ حدیث ہے کہ بخیل ہے وہ شخص کہ میں اس کے پاس ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور ایک یہ حدیث ہے جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ بہشت کی راہ سے چوکا روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور ایک یہ حدیث ہے خاک میں ملا ناک اس شخص کا کہ میں اس کے پاس ذکر کیا گیا سو اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اور ان حدیثوں کے سوائے اس باب میں جو وارد ہوئی ہیں حدیثیں بہت ضعیف اور واہی ہیں اور بہر حال جو حدیثیں کہ بنایا ہے ان کو واعظوں اور قصہ خوانوں نے سو ان کا تو کچھ شمار نہیں اور باوجود صحیح اور قوی حدیثوں کے اس باب میں واہی حدیثوں کی کچھ حاجت نہیں ہے کہا حلیمی نے کہ مقصود ساتھ درود پڑھنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرابت حاصل کرنی ہے طرف اللہ تعالیٰ کی ساتھ بجا لانے امر اس کے کے اور ادا کرنے حق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ہم پر ہے اور پیروی کی ہے اس کی ابن عبدالسلام نے سو کہا کہ درود پڑھنا ہمارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے شفاعت واسطے آپ کے اس واسطے کہ ہم سا آدمی ایسے پیغمبر عالی شان کی شفاعت نہیں کر سکتا لیکن ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرتے ہیں، کہا ابن عربی نے کہ فائدہ درود کا پھرتا ہے طرف درود پڑھنے والے کی واسطے دلالت کرنے اس کے کے اوپر خالص عقیدے اور خالص نیت کے اور اظہار محبت کے اور ہمیشگی کرنے کے بندگی پر اور احترام کے واسطے وسیلہ کریم کے صلی اللہ علیہ وسلم اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ احادیث مذکورہ کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو واجب کہتا ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اس واسطے کہ دعا ساتھ خاک آلود ناک کے اور ابعاد اور شقا کے اور بخل وغیرہ تقاضا کرتا ہے وعید کا اور وعید ترک پر وجوب کی نشانیوں سے ہے اور معنی کے اعتبار سے بھی اس واسطے کہ فائدہ درود کا بدلہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کا اور احسان آپ کا بدستور ہے پس مؤکد ہوگا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اور نیز تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ

کے ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ سو اگر نہ درود پڑھا جائے حضرت ﷺ پر جب کہ آپ کا ذکر کیا جائے تو ہوں گے اور لوگوں کی طرح اور جو اس کو واجب نہیں کہتا وہ کئی طور سے جواب دیتا ہے ایک یہ کہ یہ قول سے نہیں پہچانا گیا کسی سے اصحاب اور تابعین سے سو یہ قول مخترع ہے اور اگر یہ عموم پر ہوتا تو لازم آتا مؤذن کو اذان کی حالت میں اور اسی طرح اس کے سامع پر اور البتہ لازم آتا قاری پر جب کہ گزرے ذکر آپ کا قرآن میں اور البتہ لازم ہوتا اسلام میں داخل ہونے والے پر جب کہ کلمہ شہادت پڑھے اور البتہ ہوتی اس میں مشقت اور حرج اور البتہ آئی ہے شریعت آسان برخلاف اس کے اور اسی طرح واجب ہوتی ثناء اللہ تعالیٰ کی جب کہ ذکر کیا جاتا نام اللہ تعالیٰ کا اور حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور قدوری وغیرہ حنفیہ نے مطلق یہ کہا ہے کہ واجب کہنا درود کا جب کہ حضرت ﷺ کا ذکر کیا جائے مخالف ہے واسطے اجماع کے جو منعقد ہوا ہے اس کے قائل سے پہلے اس واسطے کہ نہیں یاد رکھا گیا ہے کسی صحابی سے کہ اس نے خطاب کیا ہو سو کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیك اور نیز اگر اس طرح ہوتا تو سامع کسی عبادت کے واسطے فارغ نہ ہو اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیثوں سے کہ خارج ہوئی ہیں وہ جگہ مبالغہ کے بیچ تاکید طلب اس کی کے اور بیچ حق اس شخص کے ہیں جس کو درود نہ پڑھنے کی عادت ہو رہی ہو اور حاصل کلام یہ ہے کہ نہیں دلالت ہے وجوب پر کہ مکرر ہو ساتھ مکرر ہونے ذکر ﷺ کے ایک مجلس میں اور حجت پکڑی ہے طبری نے واسطے نہ واجب ہونے کے ہرگز باوجود وارد ہونے صیغہ امر کے ساتھ اتفاق تمام متقدمین اور متاخرین کے علماء امت سے اس پر کہ نہیں ہے یہ لازم بطور فرض کے تا کہ اس کا تارک گنہگار ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد اس میں واسطے ندب کے ہے اور حاصل ہوگا بجا لانا حکم کا واسطے اس شخص کے کہ اس کو کہے اگرچہ نماز سے باہر ہو اور جو دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا وہ معارض ہے ساتھ دعویٰ غیر اس کے کے اجماع کا اوپر مشروع ہونے اس کے کے نماز میں یا بطریق وجوب کے یا بطریق ندب کے اور نہیں پہچانا گیا ہے صحابہ سے کوئی مخالف اس کا مگر جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ اس کی رائے یہ تھی کہ قول نمازی کا التحیات میں السلام علیك ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته کفایت کرتا ہے درود سے اور باوجود اس کے نہیں مخالف ہے اصل مشروع ہونے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دعویٰ کیا ہے اس نے کہ درود کے بدلے سلام کفایت کرتا ہے اور جن جگہوں میں درود کے واجب ہونے میں اختلاف ہے پہلا التحیات ہے اور خطبہ جمعہ کا اور جو سوائے اس کے اور خطبے ہیں اور نماز جنازے کی اور جس جس جگہ خاص حدیثیں وارد ہو چکی ہیں وہ جگہیں یہ ہیں مؤذن کے جواب کے بعد اور دعا کے اول میں اور اوسط میں اور آخر میں اور دعا کی اول میں زیادہ تر مؤکد ہے اور بیچ آخر قنوت کے اور بیچ درمیان تکبیروں عید کے اور وقت داخل ہونے کے مسجد میں اور وقت نکلنے کے اس سے اور وقت جمع ہونے کے اور جدا جدا ہونے کے اور وقت سفر کے اور آنے کے سفر سے اور وقت کھڑے ہونے کے واسطے نماز رات کے اور وقت ختم قرآن کے اور وقت

تشویش اور مشکل کے اور وقت توبہ کے گناہ سے اور وقت پڑھنے حدیث کے اور تبلیغ علم کے اور ذکر کے اور وقت بھول جانے چیز کے اور وقت ہاتھ لگانے حجر اسود کے اور وقت آواز کرنے کان کے مانند آواز مکھی کی اور وقت لبیک کہنے کے اور پیچھے وضو کے اور وقت ذبح کے اور چھینکنے کے اور وارد ہوا ہے امر ساتھ بہت درود پڑھنے کے دن جمعہ کے صحیح حدیث میں، کما تقدم۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يُصَلّٰى عَلٰى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾.

کیا حضرت ﷺ کے سوائے اور پر بھی درود پڑھنا جائز ہے؟

فائدہ: یعنی بطورِ استقلال کے یا بالتبع اور داخل ہیں غیر میں اور پیغمبر اور فرشتے اور ایمان دار لوگ سو بہر حال مسئلہ پیغمبروں کا سو وارد ہوئی ہیں اس میں کئی حدیثیں ایک حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے دعا میں ساتھ حفظ قرآن کے اور اس میں ہے وصل علی وعلی سائر الانبیاء، اخرجه الترمذی والحاکم اور اسی طرح وارد ہوا ہے بیچ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کے کہ نہ چھوڑ نا التحیات میں درود مجھ پر اور تمام پیغمبروں پر روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ درود پڑھو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں پر اور اسی طرح وارد ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اور اس کی سند ضعیف ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ درود حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے روایت کیا ہے اس کو اس سے ابن شیبہ نے اور اسی طرح آیا ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے کہا عیاض نے کہ عام اہل علم جواز پر ہیں یعنی جائز کہتے ہیں کہا سفیان نے کہ مکروہ ہے یہ کہ درود پڑھا جائے مگر حضرت ﷺ پر اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ میں مکروہ رکھتا ہوں درود کو غیر پیغمبروں پر کہا عیاض نے کہ جس کی طرف میں میل کرتا ہوں قول مالک رحمہ اللہ اور سفیان کا ہے اور یہ قول محققین کا ہے متکلمین اور فقہاء سے کہا انہوں نے کہ ذکر کیا جائے پیغمبروں کے اور لوگوں کے ساتھ رضا اور غفران کے یعنی کہا جائے کہ راضی ہو ان سے اللہ تعالیٰ اور بخشے ان کو اور درود پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں پر یعنی ساتھ استقلال کے نہ تھا امر معروف سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا ہوا یہ بنی امیہ کی بادشاہی میں اور بہر حال فرشتوں پر درود پڑھنا سو نہیں پہچانتا میں اس میں کوئی حدیث نص اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے پہلے سے اگر ثابت ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام بھی رسول رکھا ہے اور بہر حال مسلمان لوگ سو اس میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے درود مگر حضرت ﷺ پر خاص اور محکی ہے مالک رحمہ اللہ سے کما تقدم اور ایک گروہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مطلق ساتھ استقلال کے اور جائز ہے بالتبع اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص یا لاحق کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ اور اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو سلام سکھلایا تو فرمایا السلام علینا وعلی عباد اللہ

الصالحین اور جب ان کو درود سکھلایا تو اس کو اپنے ساتھ اور اپنے اہل بیت کے ساتھ خاص کیا اور اس قول کو اختیار کیا ہے قرطبی نے مفہم میں اور ابوالمعالی نے حنابلہ سے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن تیمیہ نے متاخرین سے اور کہا ایک گروہ نے کہ بالتبع مطلق جائز ہے اور مستقل جائز نہیں اور یہ قول ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کا ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ مستقل مکروہ ہے بالتبع مکروہ نہیں اور یہ روایت احمد سے ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ جائز ہے مطلق اور یہ مقتضی بخاری کی کاری گری کا ہے اس واسطے کہ اس نے ابتدا کیا ہے ساتھ آیت کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ یعنی اور دعا خیر کر واسطے ان کے کہ بے شک تیری دعا سبب آرام کا ہے واسطے ان کے پھر معلق کیا حدیث کو جو دلالت کرتی ہے اوپر جواز کے مطلق اور پیچھے لایا اس کے اس حدیث کو جو دلالت کرتی ہے اوپر جواز کے بالتبع بہرحال پہلی حدیث اور وہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے سو اس کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا مثل اس کی قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور حالانکہ کہتے تھے **اجعل صلوتك ورحمتك على آل سعد بن عبادة** الٰہی! کر اپنی مہر اور رحمت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی آل پر روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ **صل علی وعلی زوجی** میرے اور میرے خاوند کے حق میں دعا خیر کرو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور آیا ہے یہ قول حسن اور مجاہد سے اور نص کی ہے اس پر احمد نے ابوداؤد کی روایت میں اور ساتھ اسی کے قائل ہے اسحاق اور ابوثور اور داؤد اور طبری اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلَآئِكَتُهٗ﴾ اور جواب دیا ہے مانعین نے ان سب دلیلوں سے کہ یہ صادر ہوا ہے اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ خاص کریں جس کو چاہیں اور ان کے سوائے اور کسی کو یہ جائز نہیں کہا بیہقی نے کہ حمل کیا جائے گا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ساتھ منع کے جب کہ ہو اوپر وجہ تعظیم کے نہ جب کہ ہو بطور دعا کے ساتھ رحمت اور برکت کے اور کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مختار یہ ہے کہ درود پڑھا جائے پیغمبروں اور فرشتوں پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر اور اہل طاعت پر بطور اجمال کے اور مکروہ ہے بیچ غیر پیغمبروں کے واسطے شخص مفرد کے ساتھ اس طور کے کہ ہو جائے علامت خاص کر جب کہ چھوڑے بیچ حق مثل اس کے یا افضل کے اس سے جیسا کہ رافضی لوگ کرتے ہیں اور اگر اتفاقاً کسی خاص شخص کے حق میں واقع ہو بغیر اس کے کہ علامت ٹھہرائی جائے تو اس کا کچھ ڈر نہیں ہے اور اسی واسطے نہیں وارد ہوا ہے بیچ حق غیر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ساتھ اس قول کے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے زکوۃ ادا کی مگر نادر۔

تنبیہ: اختلاف کیا گیا ہے بیچ سلام کرنے کے غیر پیغمبروں پر بعد اتفاق کے اوپر مشروع ہونے اس کے بیچ تحفہ زندہ کے سو بعض نے کہا کہ مشروع ہے مطلق اور بعض نے کہا کہ بلکہ بالتبع اور نہ تنہا کیا جائے واسطے کسی کے اس واسطے کہ

وہ رافضیوں کی علامت ہے۔(فتح)

٥٨٨٢۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ إِذَا أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَتِهِ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى.

٥٨٨٢۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی زکوۃ لاتا تھا تو کہتے تھے یعنی اس کے حق میں یوں دعا کرتے تھے اس پر رحم کر سو میرا باپ آپ کے پاس زکوۃ لایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! رحم کر ابی اوفی کی آل پر۔

٥٨٨٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ.

٥٨٨٣۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم کس طرح آپ پر درود پڑھیں؟ فرمایا یوں کہا کرو الٰہی! مہر کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی بیویوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے تو نے مہر کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی بیویوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر بیشک تو سب خوبیوں سراہا بڑائی والا ہے۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مراد ساتھ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کی بیویاں اور اولاد ہے، کما تقدم البحث فيه اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں واجب ہے درود آل پر واسطے ساقط ہونے اس کے اس حدیث میں اور یہ استدلال ضعیف ہے کہ نہیں خالی ہے اس سے کہ مراد ساتھ آل کے آپ کی بیویاں اور اولاد ہو یا غیر ان کا اور ہر تقدیر پر نہیں قائم ہے استدلال او پر نہ واجب ہونے کے بہر حال بنا بر اول احتمال کے سو واسطے ثابت ہونے امر کے ساتھ اس کے غیر اس حدیث میں اور نہیں ہے اس حدیث میں اور نہیں ہے اس حدیث میں منع اس سے بلکہ ایک روایت میں ہے صل علی محمد واهل بيته وازواجه و ذريته اور بہر حال بنا بر دوسرے احتمال کے سو واضح ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بیہقی نے اس پر کہ ازواج اہل بیت میں سے ہیں اور تائید کی ہے اس کی اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾۔(فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کہ

مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّرَحْمَةً. جس کو میں برا کہوں سو کر اس کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور رحمت۔

فائدہ: اسی طرح باب باندھا ہے ساتھ اس لفظ کے اور وارد کیا ہے اس کو ساتھ لفظ اللھم الخ کے اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس مسلمان کو میں گالی دوں یا لعنت کروں یا کوڑے ماروں تو اس بد دعا کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور رحمت کر دو، ایک روایت میں ہے کہ جس مسلمان کو میں ایذا دوں، گالی دوں، لعنت کروں، کوڑے ماروں تو اے رب! اس بد دعا کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور اپنی نزدیکی کا سبب کر دے قیامت کے دن کہ اس بد دعا کے بدلے اس کو میرے نزدیکی حاصل ہو اور روایت کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے سبب اس حدیث کا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کلام کیا میں نہیں جانتی کیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے غضبناک ہوئے سو ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا کہا اور لعنت کی سو جب نکلے تو میں نے آپ سے کہا، فرمایا کیا تجھ کو معلوم نہیں جو میں نے اپنے رب سے شرط کی ہوئی ہے میں نے کہا الٰہی! میں بندہ ہوں سو جس مسلمان کو میں برا کہوں یا لعنت کروں تو کر اس کے واسطے زکوۃ یعنی سبب پاک ہونے کا گناہوں سے اور واقع ہوئی ہے بیچ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے قید مدعو علیہ کی ساتھ اس کے کہ اس کے لائق نہ ہو یعنی برا کہنا اور لعنت کرنا اس شخص کے لیے موجب زکوۃ کا ہے جو لعنت کے لائق نہ ہو۔ (فتح)

٥٨٨٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٥٨٨٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! جس مسلمان کو میں برا کہوں تو اس کو اس کے واسطے اپنی قربت کا سبب کر دینا قیامت کے دن۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں راضی ہوتا ہوں جیسے آدمی راضی ہوتا ہے اور غضبناک ہوتا ہوں جیسے آدمی غضبناک ہوتا ہے سو جس پر میں بد دعا کروں جس کے وہ لائق نہ ہو تو کرے اس کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور طہارت اور نزدیک کا سبب کہ اس کے بدلے اس کو اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہو قیامت کے دن، کہا مازری نے اگر کہا جائے کہ کس طرح جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں ساتھی ایسی دعا کے جس کے وہ لائق نہ ہو تو کہا گیا ہے کہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کے وہ لائق نہ ہو یعنی نزدیک تیرے باطن امر میں نہ بنا بر ظاہر حال اس کے اور قصور اس کے جب کہ میں اس پر بد دعا کروں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس پر تو

راضی ہو یا باعتبار باطن اس کے کے تو اس کے واسطے میری بد دعا کو گناہوں کی پاکی کر دینا اور یہ معنی صحیح ہیں اس میں کوئی استحالہ نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ ظاہر کے ساتھ متعبد تھے اور حساب لوگوں کا باطن میں اللہ پر ہے اور یہ جواب مبنی ہے اس شخص کے قول پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ احکام میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور حکم کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ پہنچائے اس کی طرف اجتہاد آپ کا اور بہر حال جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ نہیں حکم کرتے تھے مگر ساتھ وحی کے تو نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے یہ جواب پھر کہا مازری نے کہ اگر کہا جائے کہ کیا معنی ہیں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ میں غضبناک ہوتا ہوں جیسے بندہ غضبناک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ واقع ہوئی یہ دعا آپ کی بحکم جوش غضب کے نہ یہ کہ حسب مقتضی شرع کے ہے سو پھر وہی سوال وارد ہوگا سو جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد آپ کی یہ ہو کہ بد دعا آپ کی برا کہنا آپ کا اس کو یا کوڑے مارنا آپ کا اس کو اس چیز سے کہ تھا کہ آپ اس کو عقوبت کریں یا اس کے سوائے اور طرح سے اس کو جھڑک کریں پس ہوگا غضب واسطے اللہ تعالیٰ کے اور احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو حضرت ﷺ سے لعنت اور گالی بغیر قصد کے اس کی طرف سو نہ ہوگی وہ اس میں مانند لعنت کی جو واقع ہے واسطے رغبت کرنے کے طرف اللہ تعالیٰ کی اور واسطے طلب قبول ہونے اس کی کے اور اشارہ کیا ہے عیاض نے طرف ترجیح اس دوسرے احتمال کی سو کہا اس نے احتمال ہے کہ یہ بد دعا اور گالی بغیر قصد کے واقع ہوئی ہو اور نیت میں نہ ہو بلکہ عرب کی عادت کے موافق زبان پر بغیر قصد کے جاری ہوئی اور یہ احتمال خوب ہے لیکن وارد ہوتا ہے یہ اس پر قول اس کا کہ میں اس کو کوڑے ماروں اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے کوڑا مارنا بغیر قصد کے اور سب کو ایک جلد مین بیان کیا ہے مگر یہ حمل کیا جائے ایک کوڑے پر اور اس حدیث سے کمال شفقت حضرت ﷺ کی اپنی امت پر ثابت ہوئی جس جگہ کہ قصد کیا آپ نے مقابلہ اس چیز کا کہ واقع ہوئی آپ سے ساتھ جبر اور تکریم کے اور یہ سب بیچ حق معین کے حضرت ﷺ کے زمانے میں واضح ہے اور بہر حال جو واقع ہوا ہے آپ سے بطور تعمیم کے واسطے غیر معین کے تا کہ شامل ہو اس شخص کو جس نے حضرت ﷺ کا زمانہ نہیں پایا سو نہیں گمان کرتا کہ اس کو شامل ہو۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

فتنوں سے پناہ مانگنا

فائدہ: یہ ترجمہ اور اس کی حدیث آئندہ آئے گی۔

۵۸۸۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَحْفَوْهُ الْمَسْأَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ

۵۸۸۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت ﷺ سے سوال کیا یہاں تک کہ سوال میں آپ کا بہت پیچھا کیا سو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ نہیں پوچھو گے مجھ سے کچھ مگر کہ میں بتلاؤں

الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُوْنِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعٰى لِغَيْرِ أَبِيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ قَالَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَأَيْتُهُمَا وَرَآءَ الْحَائِطِ وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ عِنْدَ هٰذَا الْحَدِيْثِ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

گا سو میں دائیں اور بائیں دیکھنے لگا، سو اچانک ہر مرد اپنے سر کو اپنے کپڑے سے لپیٹے روتا ہے سو اچانک ایک مرد تھا کہ جب لوگ جھگڑتے تو اپنے باپ کے سوائے اور کا بلایا جاتا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ حذافہ ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنے کے بل کھڑے ہوئے سو کہا کہ ہم بہ دل راضی ہوئے اللہ تعالیٰ کی خدائی سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے ہم پناہ مانگتے ہیں فتنوں سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں دیکھا میں نے خیر اور شر میں مثل آج کی کبھی مجھ کو بہشت اور دوزخ کی صورت دکھائی گئی یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو اس باغ یا دیوار کے پیچھے دیکھا اور قتادہ راوی اس حدیث کے ذکر کے وقت اس آیت کو ذکر کرتا تھا اے ایمان والو! مت پوچھو وہ چیزیں کہ اگر ان کی حقیقت تمہارے آگے ظاہر کی جائے تو تم کو غمگین کریں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غضب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں منع کرتا آپ کے حکم سے اس واسطے کہ نہیں کہتے مگر حق غضب میں اور رضا میں اور اس میں سمجھنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے اور فضیلت علم ان کے کی۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ

پناہ مانگنا مردوں کے غلبے سے

٥٨٨٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ طَلْحَةَ الْتَمِسْ لَنَا غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ فَخَرَجَ بِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِيْ وَرَآئَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٥٨٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تلاش کر لا ایک لڑکے کو اپنے لڑکوں میں سے تا کہ میری خدمت کیا کرے سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مجھ کو لے کر نکلے اس حال میں کہ مجھ کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا جب کہ اُترتے سو میں آپ سے سنتا تھا اکثر یہ دعا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش اور غم سے اور جان کی ماندگی اور بدن کی کاہلی سے اور بخیلی اور نامردی سے اور قرض

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّىْ وَرَآئَهُ بِعَبَآئَةٍ أَوْ كِسَآءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَآئَهُ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ صَنَعَ حَيْسًا فِىْ نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِىْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَآئَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّىْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِىْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

کے بوجھ اور مردوں کے غلبے سے سو ہمیشہ رہا میں حضرت ﷺ کی خدمت کرتا یہاں تک کہ ہم خیبر سے پھرے سو سامنے آئے ساتھ صفیہ بیٹی حیی کے البتہ اس کو قابو کیا تھا سو میں آپ کو دیکھتا کہ پردہ کرتے تھے اپنے پیچھے چادر سے یا کملی سے پھر اس کو اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا یہاں تک کہ جب ہم صہباء میں تھے تو ہم نے حیس بنایا چمڑے کے دستر خوان پر پھر مجھ کو بھیجا سو میں نے لوگوں کو بلایا سو لوگوں نے کھایا اور تھی یہ بنا حضرت ﷺ کی صفیہ رضی اللہ عنہا سے یعنی حضرت ﷺ کے تصرف میں لائی گئیں پھر متوجہ ہوئے مدینے کو یہاں تک کہ جب اُحد پہاڑ ظاہر ہوا تو کہا یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں سو جب مدینے پر جھانکے تو فرمایا الٰہی! میں حرام کرتا ہوں جو اس کے دونوں پہاڑ کے درمیان ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الٰہی! برکت کر واسطے ان کے مد اور صاع میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور مراد ضلع الدین سے بوجھ اس کا ہے اور شدت اس کی اور یہ اس وقت ہے جب کہ نہ پائے قرض دار وہ چیز جس سے قرض ادا ہو سکے باوجود تقاضا کرنے قرض خواہ کے اور کہا بعض سلف نے کہ نہیں داخل ہوا غم قرض کا کسی دل میں مگر کہ لے گیا عقل سے جو اس کی طرف پھر نہیں آتی اور مردوں کا غلبہ یہ ہے کہ بادشاہ ظالم ہوں یا کمینے اور جاہل لوگ غالب ہوں، کہا کرمانی نے کہ یہ دعا جامع ہے اس واسطے کہ انواع رذائل کے تین ہیں نفسانی اور بدنی اور خارجی سو پہلی نوع باعتبار ان قولوں کے ہے جو آدمی کے واسطے ہیں اور وہ تین ہیں عقلی اور غضبی اور شہوانی سو تشویش اور غم متعلق ہیں ساتھ قوت عقلی کے اور نامردی ساتھ غضبی کے اور بخل ساتھ شہوانی کے اور عجز اور کسل ساتھ بدنی کے اور دوسری ہوتی ہے وقت سلامتی اعضاء کے اور تمام آلات اور قوے کے اور اول وقت نقصان عضو کے ہے اور مانند اس کی اور ضلع اور غلبہ متعلق ہے ساتھ خارجی کے اول مالی ہے اور دوسری جانی اور دعا مشتمل ہے سب پر۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا

۵۸۸۷۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۸۸۷۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

۵۸۸۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِيْ فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۸۸۸۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ پانچ چیزوں کا حکم کرتے تھے اور ذکر کرتے تھے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ حکم کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بدی اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے یعنی دجال کے فتنے فساد سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

۵۸۸۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوْزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَتَا لِيْ إِنَّ أَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عَجُوْزَيْنِ وَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِيْ صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۸۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دو بوڑھیاں میرے پاس مدینے میں آئیں سو انہوں نے مجھ سے کہا کہ بے شک قبروں والوں کو یعنی مردوں کو عذاب ہوتا ہے ان کی قبروں میں سو میں نے ان کو جھٹلایا اور میں نے اچھا نہ جانا کہ ان کی تصدیق کروں اور ان کو سچا جانوں سو وہ گھر سے نکلیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے سو میں نے کہا کہ یا حضرت! دو بوڑھیاں آئی تھیں اور ذکر کیا واسطے آپ کے قول ان کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا کہ بے شک مردوں کو ایسا عذاب ہوتا ہے کہ اس کو سب جانور سنتے ہیں سو میں نے آپ کو اس کے بعد نہیں دیکھا مگر کہ آپ نے قبر کے عذاب سے پناہ مانگی تھی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پناہ ہے اللہ کی اس سے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا عذاب مسلمانوں کے لیے نہیں سو تطبیق اس طور سے ہے کہ حضرت ﷺ کو اول وحی نہیں ہوئی تھی کہ مسلمانوں کو قبروں میں عذاب ہوگا سو فرمایا کہ قبر کا عذاب تو صرف یہود کو ہوگا پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب یہود کے سوائے اور لوگوں کو بھی ہوگا تو حضرت ﷺ نے اس سے پناہ مانگی اور اس کو سکھلایا اور حکم کیا ساتھ واقع کرنے اس کے نماز میں تا کہ بہت جلدی قبول ہو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگنا یعنی زمانے زندگی کے سے اور زمانے موت کے سے اور وہ اول نزع سے ہے اور لگا تار یعنی قیامت کے قائم ہونے تک۔

٥٨٩٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

٥٨٩٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کہتے تھے یعنی دعا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جان کی ماندگی اور بدن کی کاہلی سے اور پناہ مانگتا ہوں نامردی اور بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔

فائدہ: مراد ساتھ ہرم کے زیادتی ہے بڑھاپے میں اور بہر حال فتنہ زندگی اور موت کا سو کہا ابن بطال نے کہ یہ کلمہ جامع ہے واسطے بہت معنوں کے اور لائق ہے واسطے مرد کے یہ کہ رغبت کرے طرف رب اپنے کی بیچ دور کرنے اس چیز کے کہ اتری اور دفع کرنے اس چیز کے کہ نہیں اتری اور ظاہر کرے محتاجی کو طرف رب اپنے کی ان تمام چیزوں میں اور حضرت ﷺ ان سب چیزوں سے پناہ مانگتے تھے واسطے دفع کرنے کے اپنی امت سے اور واسطے مشروع کرنے کے ان کے لیے تا کہ بیان کریں واسطے ان کے صفت مہم کی دعاؤں سے اور اصل فتنہ کے معنی امتحان کے ہیں اور استعمال کیا گیا ہے شرع میں بیچ آزمانے کشف اس چیز کے کہ مکروہ ہے زندگی کا فتنہ بیماری اور مال اور اولاد کا نقصان یا کثرت مال کے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے یا کفر اور گمراہی اور موت کا فتنہ اس وقت کی شدت اور وحشت یا معاذ اللہ خاتمہ کا بد ہونا اور باقی بیان اس کا صفت نماز میں گزر چکا ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

گناہ اور قرض سے پناہ مانگنا۔

٥٨٩١ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا

٥٨٩١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَايَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

کہتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بدن کی کاہلی اور بڑھاپے سے اور گناہ اور قرض سے اور قبر کے فتنے اور عذاب سے اور دوزخ کے فتنے اور عذاب سے اور فتنہ مال داری کی بدی سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں فقر کے فتنے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے فساد سے الٰہی! میرے گناہوں کو دھو ڈال برف اور اولے سے یعنی مجھ کو پاک کر طرح طرح کے کرم سے اور میرے دل کو صاف کر ڈال گناہوں سے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے چھانٹتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال۔

فائدہ: مغرم وہ چیز ہے کہ لازم ہو آدمی کو ادا کرنا اس کا مانند قرضے کے اور فتنہ قبر کا فرشتوں کا سوال ہے قبر میں اور عذاب قبر کا بیان پہلے گزر چکا ہے اور فتنہ دوزخ کا سوال کرنا اس کے دربان فرشتوں کا بطور توبیخ کے اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ﴾ اور کہا غزالی رحمہ اللہ نے کہ فتنہ غنی کا حرص ہے اوپر جمع کرنے مال کے اور محبت اس کی تا کہ کمائے اس کو غیر حل اس کے سے اور منع کرے اس کو واجب انفاق سے اور اس کے حقوق سے اور فتنہ فقر کا مراد ساتھ اس کے فقر مدقع ہے جس کے ساتھ خیر نہیں ہوتی اور نہ ورع یہاں تک کہ ڈوب جاتا ہے صاحب اس کا اس چیز میں کہ نہیں لائق ہے ساتھ اہل دین کے اور نہیں پرواہ کرتا بسبب فاقہ اپنے کے جس حرام پر کہ پڑے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے محتاجی نفس کی ہے کہ نہیں دفع کرتی ہے اس کو بادشاہی دنیا ساری کی اور حکمت عدول کے پانی گرم سے طرف برف اور اولے کی باوجود اس کے کہ گرم پانی عادت میں اولے ہے بیچ دور کرنے میل کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ یہ دونوں پانی پاک ہیں ان کو ہاتھ نہیں لگا اور نہیں آئے استعمال میں سو ہوگا ذکر دونوں کا آگے اس مقام میں اور یا اس واسطے کہ گناہ بجائے آگ کے ہیں اس واسطے کہ وہ پہنچاتے ہیں طرف اس کی پس تعبیر کی ان کی گرمی کی بجھانے سے ساتھ دھونے کے اس کے بجھانے میں۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ

نامردی اور بدن کی کاہلی سے پناہ مانگنا اور کسالی ساتھ

﴿كُسَالٰى﴾ وَكَسَالٰى وَاحِدٌ.

زبر کاف کے اور کسالیٰ ساتھ پیش کاف کے ایک ہے۔

٥٨٩٢ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

۵۸۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش اور غم سے اور عاجزی اور بدن کی کاہلی سے اور نامردی اور بخیلی سے اور قرض کے بوجھ اور مردوں کے غلبے سے۔

فائدہ: اس کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ الْبُخْلُ وَالْبَخَلُ وَاحِدٌ مِّثْلُ الْحُزْنِ وَالْحَزَنِ

بخیلی سے پناہ مانگنا اور بخل ساتھ ضمہ با اور بخل ساتھ فتحہ با کے ایک ہے مثل حُزن اور حَزن کے

٥٨٩٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِيْ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهٰؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۸۹۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ان پانچ چیزوں کے ساتھ حکم کرتا تھا اور بیان کرتا تھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بدی اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مراد ساتھ فتنے دنیا کے فتنہ دجال کا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ فتنہ اس کا بہت بڑا ہے دنیا کے سب فتنوں سے اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ ایک حدیث میں صریح ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر خطبہ پڑھا سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ نہیں ہوا ہے زمین میں کوئی فتنہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا کیا اعظم دجال کے فتنے سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ ﴿أَرَاذِلُنَا﴾ أَسْقَاطُنَا

بری اور نکمی عمر سے پناہ مانگنا اور اراذلنا کے معنی ہیں کمینے ہم میں

فائدہ: سقاط کے معنی ہیں بدبخت حسب اور نسب میں یعنی جو کمینہ اور کم ذات ہو۔

٥٨٩٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ.

۵۸۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بدن کی کاہلی سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے۔

فائدہ: نہیں ہے حدیث میں لفظ ترجمہ کا لیکن اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس کی طرف کہ مراد ساتھ ارذل کے بیچ حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جو پہلے ہے بڑھاپا ہے جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے واسطے آنے اس کے دوسری جگہ میں حدیث مذکور سے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ بِرَفْعِ الْوَبَآءِ وَالْوَجَعِ

دعا مانگنی ساتھ دور کرنے وبا اور درد کے

فائدہ: یعنی ساتھ دور کرنے بیماری کے اس شخص سے کہ اتری ہو اوپر اس کے برابر ہے کہ عام ہو یا خاص اور پہلے گزر چکا ہے ذکر وبا کا طاعون کے بیان میں اور یہ کہ وہ عام تر ہے طاعون سے اور یہ کہ حقیقت اس کی بیماری ہے عام جو پیدا ہوتی ہے فساد ہوا سے۔ (فتح)

٥٨٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا.

۵۸۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ الٰہی! ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر جیسے تو نے ہمارے نزدیک مکے کو پیارا کیا اس سے بھی زیادہ اور اچھا کر دے مدینے کو یعنی مدینے کی آب و ہوا کو درست کر دے اور لے جا اس کے بخار کو طرف جحفہ کی، الٰہی! برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور اس کے صاع میں۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ لے جا اس کے بخار کو طرف جحفہ کی اور یہ متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے

اور وہ وبا ہے اس واسطے کہ وہ بیماری عام ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں جس جگہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم مدینے میں آئے اور حالانکہ ساری زمین سے اس میں زیادہ وبا تھی اور یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٨٩٦ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوٰى أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِيْ مَا تَرٰى مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِّيْ وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ فَبِشَطْرِهٖ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ قُلْتُ آأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ قَالَ سَعْدٌ رَثٰى لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

٥٨٩٦۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں میری خبر پوچھنے کو آئے بیماری سے جس سے میں قریب الموت ہوا سو میں نے کہا یا حضرت! آپ دیکھتے ہیں جو مجھ کو پہنچی ہے یعنی میں بہت بیمار ہوں زندگی کی توقع نہیں اور میں مالدار ہوں اور میری ایک بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں کیا میں اپنے مال کی دو تہائی خیرات کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، پھر میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کروں؟ فرمایا کہ نہیں، فرمایا تہائی خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ تو خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو اپنی عورت کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا ثواب بھی ملے گا میں نے کہا یا حضرت! کیا میں چھوڑ دیا جاؤں گا اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بیماری کے سبب سے مکے میں چھوڑا جائے گا اور کوئی کام اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا کرتا رہے گا تو بے شک تیرا درجہ بلند ہوگا اور شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جائے گا یعنی تیری زندگی بہت ہوگی یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہوگی اور کافروں کو ضرر الٰہی! جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ایڑیوں

کے بل لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ہے یعنی باوجود ہجرت کے پھر مکے میں آ کر مر گیا ہے کہا سعد رضی اللہ عنہ نے کہ مرثیہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے یہ کہ مکے میں مرا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو آئے بیماری سے، الحدیث اور وہ متعلق ہے ساتھ رکن دوسرے کے ترجمہ سے اور وہ بیماری اور درد ہے اور حدیث کی پوری شرح کتاب الوصایا میں گزر چکی ہے اور شاہد ترجمہ کا اس حدیث سے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے الٰہی! قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ایڑیوں کے بل اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف دعا کی واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ عافیت کے تا کہ اپنی ہجرت کے گھر کی طرف پھرے اور وہ مدینہ ہے اور نہ بدستور رہے مقیم بسبب بیماری کے اس شہر میں جس سے ہجرت کی یعنی اور اس میں اشارہ ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے، الخ۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ.

بری اور نکمی عمر سے پناہ مانگنا اور دنیا اور آگ کے فتنوں سے پناہ مانگنا۔

٥٨٩٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

٥٨٩٧۔ حضرت مصعب کے باپ سے روایت ہے کہ پناہ مانگا کرو ساتھ ان کلمات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ نکمی عمر کی طرف پھیرا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے فتنے سے۔

٥٨٩٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ

٥٨٩٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بدن کی کاہلی اور بڑھاپے سے اور گناہ اور قرض سے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب اور اس کے فتنے سے اور قبر کے عذاب اور قبر کے فتنے سے اور فتنہ غنا کی بدی سے اور فتنہ فقر کی بدی سے اور فتنہ دجال کی بدی سے الٰہی! میرے گناہوں کو

وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

دھو ڈال برف اور اولے کے پانی سے اور میرے دل کو گناہوں سے صاف کر ڈال جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى

مال داری کے فتنے سے پناہ مانگنا

۵۸۹۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالَتِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.

۵۸۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں پناہ مانگتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنے اور اس کے عذاب سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں مالداری کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں فقر کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے وفساد سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

محتاجی کے فتنے سے پناہ مانگنا

۵۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ

۵۹۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنے اور عذاب سے اور قبر کے فتنے اور عذاب سے اور فتنۂ غنا کی بدی سے اور فتنۂ فقر کی بدی سے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے کی بدی سے الٰہی! دھو ڈال میرے دل کو برف اور اولے کے پانی سے اور میرے دل کو گناہوں سے دھو ڈال جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا اور میرے اور

الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِي بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ الْبَرَكَةِ

دعا کرنا ساتھ کثرت مال کے ساتھ برکت کے

٥٩٠١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مِّثْلَهُ.

٥٩٠١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی ام سلیم اپنی ماں سے کہ اس نے کہا یا حضرت! انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا الٰہی! بہتایت دے اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں اور اس کے لیے برکت کر جو تو نے اس کو دیا، اور ہشام سے ہے سنا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی یہ معطوف ہے قتادہ کی روایت پر۔

بَابُ الدُّعَآءِ بِكَثْرَةِ الْأَوْلَادِ مَعَ الْبَرَكَةِ

دعا کرنا ساتھ کثرت اولاد کے ساتھ برکت کے

٥٩٠٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ.

٥٩٠٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! انس رضی اللہ عنہ آپ کا خدمت گار ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ الٰہی! بہتایت دے اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں اور اس کے واسطے برکت کر جو تو نے اس کو دیا۔

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْإِسْتِخَارَةِ.

استخارہ کے وقت دعا مانگنا۔

٥٩٠٣۔ حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ

٥٩٠٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو استخارہ سکھلاتے تھے سب کاموں میں جیسے قرآن کی سورت سکھلاتے تھے کہ جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا هَمَّ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ.

تو چاہیے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اللھم سے آخر تک یعنی الٰہی! میں تجھ سے خیریت مانگتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل سے سو بے شک تو قادر ہے مجھ کو قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو سب چھپی چیزوں کا جاننے والا ہے اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے واسطے بہتر ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقب میں تو اس کو میرے واسطے مقرر کر اور اس کو میرے واسطے آسان کر دے برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں برا ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے اور مقرر کر دے میرے واسطے بہتر کام کہ جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے اور اپنی حاجت کا نام لے۔

فائدہ: اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ ذکر استخارہ کے حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی مرفوع سعادت آدمی سے ہے استخارہ کرنا اس کا اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور اس کی سند حسن ہے۔

قولہ سب کاموں میں: تو کہا ابن جمرہ نے کہ یہ عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے اس واسطے کہ واجب اور مستحب کام کے فعل میں استخارہ نہیں کیا جاتا اور حرام اور مکروہ کام کے ترک میں استخارہ نہیں کیا جاتا سو بند ہوا امر مباح میں اور مستحب میں جب کہ معارض ہوں اس سے دو کام کہ کس کو کرے اور کس کو نہ کرے، میں کہتا ہوں اور داخل ہوتا ہے استخارہ بیچ اس چیز کے کہ اس کے سوائے ہے واجب اور مستحب مخیّر میں اور اس میں جس کا زمانہ فراخ ہو اور شامل ہے عموم اس کا بڑے کام کو اور حقیر کو سو بہت حقیر کام ہیں کہ مرتب ہوتا ہے ان پر بڑا کام۔

قولہ جیسے ہم کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے: کہا گیا کہ وجہ تشبیہ کی عام ہونا حاجت کا ہے سب کاموں میں طرف استخارہ کی مانند عام ہونے حاجت کے قرأت کی طرف نماز میں اور احتمال ہے کہ ہو مراد وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تشہد میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تشہد سکھلایا اور حالانکہ میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں

تھا روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے استیذان میں اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے تشہد کو حضرت ﷺ کی زبان سے کلمہ کلمہ سیکھا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ تشبیہ بیچ نگاہ رکھنے حرفوں اس کے کے ہے اور مرتب ہونے کلمات اس کے کے اور بیچ منع ہونے زیادتی اور نقص کے اس سے اور درس کے واسطے اس کے اور محافظت کرنے کے اوپر اس کے اور احتمال ہے کہ ہو جہت اہتمام کے سے ساتھ اس کے اور ثابت ہونے برکت اس کی سے اور احتمال ہے کہ اس جہت سے ہو کہ ہر ایک دونوں میں سے وحی کے ساتھ معلوم ہوا ہو کہا طیبی نے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اعتنا نام بالغ کی ساتھ اس دعا کے اور اس نماز کے واسطے کرنے ان کے کے تابع واسطے فرض نماز اور قرآن کے۔

قولہ اذا ھم: اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ سکھلاتے تھے ہم کو اس حال میں کہ قائل تھے ساتھ اس قول کے کہ جب کوئی کسی کام کا قصد کرے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ ترتیب وارد کی اوپر دل کے کئی مراتب پر ہے ہمہ پھر لمہ پھر خطرہ پھر نیت پھر ارادہ پھر عزیمت سو پہلی تین چیزوں سے تو مؤاخذہ نہیں ہوتا بخلاف تینوں کے پس قول اس کا اذا ھم اشارہ کرتا ہے اول اس چیز کی طرف کہ وارد ہوتی ہے دل پر استخارہ کرنے پر پھر ظاہر ہوتی ہے واسطے اس کے ساتھ برکت دعا اور نماز کے وہ چیز کے کہ خیر ہے بخلاف اس کے جب کہ قرار پائے امر نزدیک اس کے اور قوی ہو اس میں قصہ اس کا اور ارادہ اس کا کہ اس کو اس کی طرف میل ہوتی ہے اور محبت سو ڈرتا ہے کہ پوشیدہ ہو اس سے درجہ ارشدیت کے واسطے غلبہ میل اس کی کے طرف اس کی کہا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ ھم کے عزیمت اس واسطے کہ خطرہ ثابت نہیں رہتا سو نہیں بدستور رہتا ہے مگر اس چیز پر کہ پکا قصد کرتا ہے اس کے فعل کا نہیں تو اگر استخارہ کرے ہر خطرے میں تو البتہ استخارہ کرے اس چیز میں کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے ساتھ اس کے سو اس کے اوقات ضائع ہوں گے اور واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جب کوئی ارادہ کرے اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھے تو ظاہر ہے کہ شرط ہے کہ جب دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھے تو چاہیے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے تا کہ حاصل ہو مسمی دو رکعت کا اور اگر چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھے تو نہیں کفایت کرتی ہیں اور کلام نووی رحمہ اللہ کا مشعر ہے ساتھ کفایت کرنے کے اور یہ جو کہا کہ فرض نماز کے سوائے تو اس میں اعتراض ہے مثلاً صبح کی نماز سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ فرض کے عین فرض ہو اور جو اس کے متعلق ہے سو اعتراض ہو گا سنت مؤکدہ سے جیسے مثلاً صبح کی دو رکعتیں ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے استذکار میں کہ اگر مثلاً ظہر کی سنتوں کے بعد دعا استخارہ کرے تو کفایت کرتا ہے برابر ہے کہ دو رکعتیں پڑھے یا زیادہ اور اس میں نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر بعینہ اس نماز اور نماز استخارہ دونوں کی اکٹھی نیت کی ہو تو جائز ہے بخلاف اس کے جب کہ نہ نیت کرے اور جدا ہوتی ہے تحیۃ المسجد سے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے مشغول کرنا جگہ کا ہے ساتھ دعا کے اور مراد ساتھ نماز استخارہ کے یہ ہے کہ واقع ہو دعا پیچھے اس کے یا بیچ اس کے اور بعید ہے کفایت کرنا واسطے اس شخص کے کہ عارض ہو واسطے اس کے طلب بعد فارغ ہونے کے نماز

سے اس واسطے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقع ہو نماز اور دعا بعد وجود ارادہ امر کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دونوں رکعتوں میں سورہ کافرون اور اخلاص پڑھے اور اس پر کوئی دلیل نہیں اور شاید لاحق کیا ہے اس نے ان کو ساتھ سنتوں فجر کے اور سنتوں مغرب کے اور واسطے ان کے مناسبت ہے ساتھ حال کے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے اخلاص اور توحید سے اور استخارہ کرنے والا اس کا محتاج ہے واسطے اس کے اور یہ جو کہا سوائے فرض نماز کے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ امر ساتھ نماز استخارہ کے نہیں ہے واسطے وجوب کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ میں نے نہیں دیکھا جو استخارہ کے واجب ہونے کا قائل ہو اور جب کہ تھی دعا استخارہ کی شامل اوپر ذکر اللہ تعالیٰ کے اور تفویض کی طرف اس کی تو ہوگی مستحب، واللہ اعلم۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ وہ ظاہر ہے بیچ تاخیر دعا کے نماز سے یعنی پہلے نماز پڑھے پھر اس کے بعد دعاء استخارہ کرے اور اگر دعا کرے ساتھ اس کے نماز کے بیچ میں تو احتمال ہے کفایت کرنے کا اور احتمال ہے ترتیب کا اوپر مقدم کرنے شروع کے نماز میں پہلے دعا سے اس واسطے کہ جگہ دعا کی نماز میں سجدہ ہے یا تشہد کہا ابن ابی جمرہ نے حکمت بیچ مقدم کرنے نماز کے اوپر دعا کے یہ ہے کہ مراد ساتھ استخارہ کے حاصل ہونا جمع کا ہے درمیان خیر دنیا اور آخرت کے سو محتاج ہوگا طرف کو ٹنے دروازے بادشاہ کے کی اور نہیں ہے کوئی چیز زیادہ تر مطلوب کو پہنچانے والی نماز سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں تعظیم اللہ تعالیٰ کی ہے اور ثناء سے اوپر اس کے اور محتاج ہونے سے اس کی طرف حال میں اور مآل میں۔

قولہ **استخیرك بعلمك**: با اس میں واسطے تعلیل کے ہے یعنی اس واسطے کہ تو اعلم ہے اور احتمال ہے کہ استعانت کے واسطے ہو اور قول اس کا استقدرک یعنی طلب کرتا ہوں تجھ سے یہ کہ تو مجھ کو اس پر قدرت دے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ تو اس کو میرے واسطے آسان کر دے۔

قولہ **اسألك من فضلك**: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ دینا رب کا فضل ہے اس کی طرف سے اور نہیں ہے واسطے کسی کے اس پر حق اس کی نعمتوں میں جیسا کہ مذہب اہل سنت کا ہے۔

قولہ **فانك تقدر**، الخ: تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ علم اور قدرت فقط اللہ وحدہ کے واسطے ہے اور نہیں واسطے بندے کے اس سے مگر جو مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس کے سو گویا کہ کہا کہ الٰہی! تو قادر ہے پہلے اس سے کہ تو مجھ میں قدرت پیدا کرے اور وقت پیدا کرنے کے اور بعد اس کے۔

قولہ اگر تو جانتا ہے، الخ: تو ظاہر یہ ہے کہ یہ کلمہ زبان سے کہے اور احتمال ہے کہ کفایت کرے ساتھ حاضر کرنے اس کے کے دل میں وقت دعا کے قولہ اور مجھ کو اس سے پھیرے دے یعنی تا کہ نہ باقی رہے دل اس کا بعد صرف کرنے کام کے اس سے متعلق ساتھ اس کے اور اس میں دلیل ہے واسطے اہل سنت کے کہ شر یعنی بدی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے بندوں پر اس واسطے کہ اگر بندہ اس کے پیدا کرنے پر قادر ہوتا تو اس کے پھیرنے پر بھی قادر ہوتا اور نہ محتاج ہوتا

اس کی طرف کہ رب اس سے اس کو پھیر دے۔
قولہ پھر مجھ کو اس سے راضی کر: سو بھید اس میں یہ ہے کہ نہ باقی رہے دل اس کا متعلق ساتھ اس کے سو نہ اطمینان ہو اس کے دل کو اور رض سکون نفس کا ہے طرف قضا کی اور اس حدیث سے کمال شفقت حضرت ﷺ کی امت پر ثابت ہوئی کہ حضرت ﷺ نے ان کو سکھلایا تمام جو نفع دے ان کو دین اور دنیا میں اور اس حدیث میں ہے کہ بندہ نہیں ہے قادر مگر ساتھ فعل کے نہ پہلے اس سے اور اللہ وہ پیدا کرنے والا ہے علم چیز کا واسطے بندے کے اور ارادے اس کے کے اور قادر ہونے اس کے کے اوپر اس کے اسی واسطے کہ واجب ہے بندے پر پھیرنا سب کاموں کا طرف اللہ تعالیٰ کی اور بَرَی اپنے حول اور قوت سے طرف اس کی اور یہ کہ سوال کرے اپنے رب سے اپنے سب کاموں میں اور اختلاف ہے کہ استخارہ کے بعد کیا کرے سو ابن عبدالسلام نے کہا کہ کرے جو اتفاق پڑے واسطے اس کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کرے جو کھلے ساتھ اس کے سینہ اس کا اور معتمد یہ ہے کہ نہ کرے جو کھلے ساتھ اس کے سینہ اس کا اس چیز سے کہ ہو اس میں قوی استخارہ سے پہلے اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اس کے کے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی آخر حدیث میں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْوُضُوْءِ

دعا کے وقت وضو کرنا

۵۹۰٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ بِهٖ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِیْ عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ.

۵۹۰۴۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے پانی منگوایا سو وضو کیا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے سو یوں دعا کی کہ الٰہی! بخش دے عبید ابی عامر کو اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی سو فرمایا کہ اس کو قیامت کے دن اپنی اکثر خلق سے اونچا رکھ۔

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا عَلَا عَقَبَةً

جب گھاٹی پر چڑھے تو دعا مانگے یعنی جب اونچی جگہ پر چڑھے تو دعا مانگے

فائدہ: باب میں دعا کا ذکر ہے اور حدیث میں تکبیر کا سو شاید کہ لیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کو قول حضرت ﷺ کے سے انکم لا تدعون اصم ولا غائبا یعنی تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو سو نام رکھا تکبیر کا دعا۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ عُقْبًا عَاقِبَةً وَّعُقْبًا وَّعَاقِبَةٌ وَّاحِدٌ وَّهُوَ الْاٰخِرَةُ

کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے قرآن کے اس لفظ کی تفسیر میں خیر عقبا کہ ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں اور وہ

آخرت ہے۔

٥٩٠٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَلٰكِنْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا ثُمَّ أَتٰى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

٥٩٠٥۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے سو جب ہم اونچی جگہ پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے یعنی چلا کر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو البتہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے لیکن تم تو نزدیک والے کو پکارتے ہو یعنی وہ تمہارے ساتھ موجود ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں اپنے جی میں کہتا تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یعنی نہیں طاقت پھرنے کی گناہوں سے اور نہ قوت بندگی کی مگر اللہ کی توفیق سے سو فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! کہہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے بیشک وہ بہشت کے خزانوں میں سے ہے یا یوں فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں تجھ کو وہ کلمہ جو بہشت کے خزانوں میں سے ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

فائدہ: اور کتاب القدر میں یہ حدیث خالد کے طریق سے آئے گی اور سلیمان تیمی کے طریق سے اور اس میں بیان ہے سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو اس واسطے کہ سلیمان کی روایت میں ہے کہ جب گھاٹی پر چڑھے تو ایک مرد نے اپنی آواز بلند کی اور خالد کی روایت میں ہے کہ جب ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو بلند آواز سے تکبیر کہتے۔

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا فِيهِ حَدِيثُ جَابِرٍ

دعا کرنا وقت اترنے کے نالے میں اور نوان میں اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے

فائدہ: اور مراد ساتھ جابر رضی اللہ عنہ کے وہ حدیث ہے جو جہاد میں باب التسبیح اذا ھبط میں گزر چکی ہے کہ جب ہم اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب ہم اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے اور مناسبت تکبیر کی وقت چڑھنے کے طرف اونچی مکان کی یہ ہے کہ اونچا ہونا اور بلند ہونا محبوب ہے واسطے نفسوں کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بڑائی سے سو مشروع کیا واسطے اس شخص کے کہ متلبس ہو ساتھ اس کے یہ کہ ذکر کرے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو اور یہ کہ بلند تر ہے ہر چیز سے پس تکبیر کہے واسطے اس کے تا کہ شکر کرے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے پس زیادہ دے اس

کو اپنے فضل سے اور مناسبت سبحان اللہ کہنے کی واسطے اترنے کے پست جگہ میں واسطے ہونے پست جگہ کے محل تنگی کا سو مشروع ہے اس میں سبحان اللہ کہنا اس واسطے کہ اسباب کشادگی اور آسانی کے سے ہے جیسا کہ یونس علیہ السلام کے قصے میں واقع ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ

دعا کرنا وقت ارادے سفر کے اور وقت پھرنے کے اس سے اس میں حدیث یحییٰ کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے

فائدہ: مراد ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے وہ حدیث ہے جو جہاد میں گزر چکی ہے جس کا اول یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے پھرے اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا تھا اس کے آخر میں ہے آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون.

٥٩٠٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

٥٩٠٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب جہاد یا حج یا عمرے سے پھرتے تو ہر بلند جگہ پر اللہ اکبر تین بار کہتے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کا شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں سچا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو اور مدد کی اپنے بندے کی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تنہا اسی نے کفار کے گروہوں کو شکست دی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اس دعا کو پڑھتے اور اس میں اتنا زیادہ ہے آئبون سے آخر تک اور اسی زیادتی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں ساتھ قول اپنے کے جب سفر کا ارادہ کرے اور یہ جو کہا کہ جب جہاد یا حج یا عمرے کا ارادہ کرے تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ ان تین سفروں کے اور حالانکہ اس طرح نہیں ہے نزدیک جمہور کے بلکہ مشروع ہے کہنا اس کا ہر سفر میں کہ طاعت کا ہونا مانند صلہ رحم اور طلب علم کے واسطے اس کے کہ شامل ہے تمام کو اسم طاعت کا اور بعض نے کہا کہ مباح سفر کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ مسافر کو اس میں ثواب نہیں ہے پس نہیں منع اوپر اس کے فعل اس چیز کا کہ حاصل ہو واسطے اس کے ثواب اور بعض نے کہا کہ گناہ کے سفر میں بھی مشروع ہے اس واسطے کہ مرتکب اس کا زیادہ تر محتاج ہے طرف تحصیل

ثواب کے اپنے غیر سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس تعلیل کا اس واسطے کہ جو خاص کرتا ہے اس کو سفر گناہ کے سے نہیں منع کرتا اس کو جو سفر کرے مباح میں اور نہ اس کو جو سفر کرے گناہ میں بہت ذکر کرنے اللہ تعالیٰ کے سے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو منع نہیں کرتا لیکن نزاع تو خاص اس ذکر میں ہے اس وقت مخصوص میں سو ایک قوم کا تو یہ مذہب ہے کہ یہ خاص ہے اس واسطے کہ یہ عبادات مخصوصہ ہیں ان کے واسطے ذکر بھی خاص مشروع ہوا ہے سو خاص ہوگا ساتھ اس کے مانند ذکر ماثور کی بعد اذان کے اور بعد نماز کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا ہے صحابی نے اوپر تین کے واسطے بند ہونے سفر حضرت ﷺ کے بیچ ان کے اسی واسطے ترجمہ باندھا ہے ساتھ سفر کے اور شرف بلند مکان کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ برابر زمین ہے اور بعض نے کہا کہ جو میدان کہ خالی ہو درخت وغیرہ سے پھر کہتے لا الہ الا اللہ احتمال ہے کہ لاتے ہوں اس ذکر کو بعد تکبیر کے اس حال میں کہ اونچی جگہ میں ہوتے اور احتمال ہے کہ تکبیر خاص ہو ساتھ جگہ بلند کے اور مابعد اس کا اگر جگہ فراخ ہوتی تو ذکر کو پورا کرتے نہیں تو جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے کما دل علیه حدیث جابر رضی اللہ عنه اور احتمال ہے کہ کامل کرتے ہوں ذکر مذکور کو مطلق پیچھے تکبیر کے پھر جب پست جگہ میں اترتے تو سبحان اللہ کہتے ہوں کہا قرطبی نے کہ تکبیر کے بعد لا الہ الا اللہ کہنے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اکیلا ہے ساتھ پیدا کرنے تمام موجودات کے اور یہ کہ وہی ہے معبود تمام جگہوں میں اور یہ جو کہا کہ ہم رجوع کرنے والے ہیں تو نہیں ہے مراد اخبار ساتھ محض رجوع کے کہ وہ تحصیل حاصل کی ہے بلکہ رجوع ہے بیچ حالت مخصوصہ کے اور وہ مشغول ہونا ان کا ہے ساتھ عبادت مخصوصہ کے اور یہ جو کہا ہم توبہ کرنے والے تو اس میں اشارہ ہے طرف تقصیر کی عبادت میں اور حضرت ﷺ نے اس کو تواضع سے کہا یا اپنی امت کی تعلیم کے واسطے یا مراد امت آپ کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو سچا کیا یعنی جو وعدہ کیا تھا اپنے دین کے ظاہر کرنے اس آیت میں ﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً﴾ اور اس آیت میں ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ الآیۃ اور یہ آیت جہاد کے سفر میں ہے اور مناسبت اس کی واسطے سفر حج اور عمرے کے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ﴾ اور یہ جو کہا کہ اسی نے تنہا کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بغیر فعل کسی آدمی کے اور مراد ساتھ احزاب کے اس جگہ کفار قریش ہیں اور جو ان کے موافق ہوئے عرب اور یہود سے کہ جمع ہوئے تھے جنگ خندق میں اور انہیں کی شان میں سورۂ احزاب اُتری۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

نکاح کرنے والے کے واسطے دعا کرنی

۵۹۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى

۵۹۰۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا سو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ أَوْ مَهْ قَالَ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

نکاح کیا گٹھلی کے برابر سونے پر سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے برکت کرے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے برکت کرے۔

٥٩٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَلَكَ أَبِيْ وَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ أَوْ تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قُلْتُ هَلَكَ أَبِيْ فَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ فَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ لَمْ يَقُلِ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ.

٥٩٠٨۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا سو اس نے سات یا نو بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے ایک عورت سے نکاح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ اے جابر! میں نے کہا ہاں، فرمایا کنواری سے یا شوہر دیدہ سے میں؟ میں نے کہا کہ شوہر دیدہ سے، فرمایا کیوں نہ نکاح کیا تو نے کنواری لڑکی سے کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اس کو ہنساتا اور وہ تجھ کو ہنساتی؟ میں نے کہا کہ میرا باپ مر گیا اور اس نے سات یا نو بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے مکروہ جانا کہ میں اُن کے پاس ان کی مثل لاؤں، یعنی نادان لڑکی سے نکاح کروں جیسی وہ ہیں سو میں نے عورت سے نکاح کیا جو ان کی کارساز بنے، فرمایا سو اللہ تعالیٰ تم پر برکت کرے۔ ابن عیینہ اور محمد نے یہ لفظ نہیں کہا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی نکاح میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول آپ کا ہے بارك اللّٰه عليك اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے واسطے لك فرمایا اور جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے عليك تو مراد ساتھ اول کے خاص ہونا اس کا ہے ساتھ برکت کے بیچ بیوی اس کی کے اور مراد علیک کے شامل ہونا برکت کا ہے واسطے اس کے بیچ تیز ہونے عقل اس کی کے کہ اس نے اپنی بہنوں کی مصلحت کو اپنے نفس کے حصے پر مقدم کیا سو شوہر دیدہ سے نکاح کیا باوجود اس کے کہ جوان کے واسطے کنواری غالبًا بلند رتبہ ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَتٰى أَهْلَهُ.

جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو کیا کہے؟

٥٩٠٩۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

٥٩٠٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر

جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّأْتِيَ أَهْلَهٗ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهٗ إِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے بسم اللہ سے رزقتنا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی! بچائے رکھ ہم کو شیطان سے اور بچا شیطان سے ہماری اولاد کو سو البتہ بیوی خاوند کے درمیان اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہوگا تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث کے لفظ میں وہ چیز ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ دعا مذکور مشروع ہے وقت ارادے جماع کے سو دور ہوگا احتمال ظاہر حدیث کے مشروع ہے وقت مشروع ہونے کے جماع میں اور اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ شیطان اس کو کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا یعنی اس لڑکے کو ضرر نہ پہنچا سکے گا اس طور سے کہ قادر ہو اس کے ضرر دینے میں اس کے دین میں اور دنیا میں اور یہ مراد نہیں ہے کہ اس کو بالکل وسوسہ بھی نہ ڈال سکے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

حضرت ﷺ کا یہ قول کہ ہم کو دنیا میں بہتری دے

۵۹۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَكْثَرُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

۵۹۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی اکثر دعا یہ تھی الٰہی! ہم کو دنیا میں بہتری اور بھلائی دے اور آخرت میں بہتری اور بھلائی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کہا کرتے تھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنة الآیۃ اور مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور کہا عیاض نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ اکثر اس آیت کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے اس واسطے کہ وہ جامع ہے دعا کے سب معنوں کو امر دنیا اور آخرت کے سے کہا اور حسنہ نزدیک ان کے اس جگہ نعمت ہے سو سوال کیا واسطے نعمتوں دنیا اور آخرت کے اور بچانے کے عذاب سے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ احسان کرے ہم پر ساتھ اس کے اور دوام اس کا، میں کہتا ہوں اور مختلف ہیں عبارتیں سلف کی حسنہ کی تفسیر میں سو حسن سے ہے کہ وہ علم اور عبادت ہے دنیا میں روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا میں رزق پاک اور علم نافع اور آخرت میں بہشت ہے اور تفسیر حسنہ کی ساتھ بہشت کے آخرت میں سدی سے یہی مروی

ہے اور یہی منقول ہے مجاہد اور اسماعیل اور مقاتل سے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ عافیت ہے دنیا اور آخرت میں اور محمد بن کعب سے ہے کہ نیک بیوی حسنات سے ہے اور سدی اور مقاتل سے روایت ہے کہ حسنہ دنیا کی رزق حلال واسع ہے اور عمل صالح اور حسنہ آخرت کی مغفرت اور ثواب اور عطیہ سے روایت ہے کہ حسنہ دنیا کی علم اور عمل ہے اور بھلائی آخرت کی آسان ہونا حساب کا ہے اور دخول بہشت کا اور عوف سے روایت ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دیا اسلام اور قرآن اور اہل اور مال اور ولد تو اس کو اس نے دنیا اور آخرت میں بھلائی دی اور صوفیہ سے بھی بہت اقوال اس کی تفسیر میں منقول ہیں حاصل ان کا سلامتی ہے دنیا اور آخرت میں اور کشاف میں علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ دنیا میں عورت نیک ہے اور آخرت میں حور ہے اور عذاب آگ کا بدعورت ہے اور کہا شیخ عماد الدین نے کہ حسنہ دنیا میں شامل ہے ہر مطلوب دنیاوی کو عافیت اور گھر فراخ سے اور بیوی نیک اور اولاد نیک سے اور رزق واسع اور علم نافع سے اور عمل صالح اور مرکب مبارک سے اور ثنا جمیل سے اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ شامل ہیں ان کو عبارتیں ان کی کہ وہ سب درج ہیں دنیا کی بھلائی میں اور آخرت کی حسنہ سو اعلیٰ اس کا داخل ہونا ہے بہشت میں اور توابع اس کے امن میں ہونا بڑی گھبراہٹ سے قیامت کے میدان میں اور آسان کرنا حساب کا اور سوائے اس کے امور آخرت سے اور بہرحال آگ سے بچنا سو وہ تقاضا کرتا ہے آسان کرنے اس کے اسباب کے کو دنیا میں اجتناب محارم سے اور ترک شبہات سے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

دنیا کے فتنے سے پناہ مانگنا

٥٩١١۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا تُعَلَّمُ الْكِتَابَةُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

٥٩١١۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو یہ کلمات سکھلاتے تھے جیسے لکھنا سکھلایا جاتا ہے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بری عمر کی طرف پھیرے جانے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔

بَابُ تَكْرِيْرِ الدُّعَآءِ

دعا کو مکرر کرنا

۵۹۱۲ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْذِرٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ نِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي مَاذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي ذَرْوَانَ وَذَرْوَانُ بِئْرٌ فِي بَنِي زُرَيْقٍ قَالَتْ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَآءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَتْ فَأَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَهَلَّا أَخْرَجْتَهُ قَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللّٰهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا زَادَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَدَعَا

۵۹۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا یہاں تک کہ آپ کی طرف خیال کیا جاتا تھا کہ آپ نے کام کیا ہے اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا یعنی نا کردہ کام کو آپ جانتے کہ میں کر چکا ہوں اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی پھر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے جانا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم چاہا یعنی میری دعا قبول کی اور جادو کا حال بتلا دیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! اس کا کیا بیان ہے؟ فرمایا کہ میرے پاس دو مرد آئے سو ایک میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا درد ہے اس مرد کو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ اس نے جواب میں کہا کہ اس کو جادو کا اثر ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا؟ کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے کیا ہے، اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کنگھی میں اور اُن بالوں میں جو کنگھی سے جڑیں اور نر کھجور کی بالی کے غلاف میں اس نے کہا کہ یہ کہاں رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ ذی اروان کے کنویں میں اور ذی اروان ایک کنواں ہے قبیلہ بنی زریق میں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرے سو فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس کنویں کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی ہوتا ہے اور اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر، کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس کو کنویں کی خبر دی میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کو کیوں نہیں نکال دیا یعنی اس یہودی کو جس نے آپ پر جادو کیا ہے شہر سے نکلوا دیجیے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو تو اللہ تعالیٰ نے شفا دی میں کس واسطے لوگوں

وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

میں فتنہ انگیزی کروں، زیادہ کیا ہے عیسیٰ اور لیث نے ہشام سے اس کے باپ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا سو دعا کی اور دعا کی اور بیان کی حدیث۔

فائدہ: ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا یہ کہ دعا کریں تین بار اور استغفار کریں تین بار روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور روایت عیسیٰ کی مع شرح کے طب میں گزر چکی ہے اور وہی ہے مطابق واسطے ترجمہ کے بخلاف روایت انس رضی اللہ عنہ کے جس کو باب میں وارد کیا ہے سو اس میں تکرار دعا کا ذکر نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

مشرکوں پر دعا کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَعِنِّىْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! میرے اوپر مدد کر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے کہ جب کفار قریش اور قوم مضر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا پر نہایت کمر باندھی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں یہ بد دعا کی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ایسا قحط پڑا کہ انہوں نے ہڈی اور مردار کو کھایا۔

وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِيْ جَهْلٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

اور کہا الٰہی! پکڑ لے ابوجہل کو اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ دعا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کہ الٰہی! لعنت کر فلانے کو اور فلانے کو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں۔

فائدہ: ابوجہل کی حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اوجھڑی کے قصے میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث غزوہ اُحد میں۔

۵۹۱۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ

۵۹۱۳۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے گروہوں پر بد دعا کی الٰہی! کتاب کے اُتارنے والے! جلد حساب کرنے والے! شکست دے کفار کے گروہوں کو شکست دے ان کو اور ان میں زلزلہ ڈال۔

الْأَحْزَابَ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے۔

٥٩١٤ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ قَنَتَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ.

۵۹۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ کہتے نماز عشاء کی اخیر رکعت میں تو قنوت پڑھتے الٰہی! نجات دے عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو، الٰہی! نجات دے ولید بن ولید رضی اللہ عنہ کو، الٰہی! نجات دے سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو، الٰہی! نجات دے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو، الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر سورۂ نساء میں گزر چکی ہے۔

٥٩١٥ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ فَأُصِيْبُوْا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلٰى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَيَقُوْلُ إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

۵۹۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا جن کو قراء کہا جاتا تھا سو وہ سب شہید ہوئے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ غمگین ہوئے ہوں کسی پر جو ان پر غمگین ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھی اور کہتے تھے کہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

٥٩١٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ الْيَهُوْدُ يُسَلِّمُوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۵۹۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے کہتے تھے تجھ کو سام یعنی موت ہو سو عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی بات سمجھ گئیں سو کہا اور تم پر موت اور لعنت ہو، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ ہو اے عائشہ!

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُوْنَ السَّامُ عَلَيْكَ فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ إِلٰى قَوْلِهِمْ فَقَالَتْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا يَقُوْلُوْنَ قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ أَنِّيْ أَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَقُوْلُ وَعَلَيْكُمْ.

بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے نرمی کو سب کاموں میں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ نے نہیں سنا جو کہتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے نہیں سنا کہ میں اس کو اُن پر رد کرتا ہوں، سو میں کہتا ہوں اور تم پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں گزر چکی ہے۔

۵۹۱۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ.

۵۹۱۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی کافروں کے حق میں بد دعا کی اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے کہ انہوں نے ہم کو بیچ والی نماز یعنی عصر کی نماز سے باز رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا۔

فائدہ: اس حدث کی شرح سورہ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

مشرکوں کے واسطے دعا مانگنا

۵۹۱۸ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ.

۵۹۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! البتہ قوم دوس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور انکار کیا سو اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ ان پر عذاب اُتارے سو لوگوں نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بد دعا کرتے ہیں سو فرمایا الٰہی! ہدایت کر اس کی قوم کو اور لا ان کو۔

فائدہ: یہ باب اور اس کی حدیث کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی اسی جگہ میں گزر چکی ہے اور میں نے دونوں بابوں کے درمیان وجہ تطبیق ذکر کی ہے اور یہ کہ وہ دو اعتبار سے ہے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے کہ مشرکوں پر بد دعا کرنی منسوخ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ اور اکثر اس پر ہیں کہ منسوخ نہیں اور بد دعا مشرکوں پر جائز ہے، ورمنع اس شخص کے حق میں ہے جس کے اسلام میں داخل ہونے کی امید ہو اور احتمال ہے تطبیق میں یہ کہ جائز اس جگہ ہے جس جگہ دعا میں وہ چیز ہو جو تقاضا کرے ان کے زجر کو تمادی ان کے سے کفر پر اور منع اس جگہ ہے جہاں واقع ہو بد دعا ان پر ساتھ ہلاک کے ان کے کفر پر اور تقیید ساتھ ہدایت کے راہ دکھلاتی ہے اس کی طرف کہ مراد ساتھ مغفرت کے حضرت ﷺ کے قول میں **اغفر لقومی فانھم لا یعلمون** معاف کرنا ہے ان کے قصور کا نہ مٹانا ان کے سب گناہوں کا یا مراد یہ ہے کہ ان کو ہدایت کر اسلام کی طرف کہ صحیح ہے ساتھ اس کے مغفرت یا معنی یہ ہیں کہ ان کو بخش اگر اسلام لائیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ

حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ الٰہی! بخش دے مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا

فائدہ: باب باندھا ہے ساتھ بعض حدیث کے اور یہ قدر اس سے داخل ہے اس میں تمام وہ چیز کہ شامل ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ تمام جو اس میں مذکور ہے نہیں خالی ہے ایک دو امر سے۔

٥٩١٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ كُلِّهٖ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

٥٩١٩۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دعا کرتے تھے ساتھ اس دعا کے اے میرے پروردگار! بخش دے مجھ کو میری بھول چوک اور میری نادانی اور میری زیادتی کو جو مجھ سے میرے حال میں ہوئی اور بخش دے اس چیز کو جس کو مجھ سے زیادہ تر جانتا ہے الٰہی! بخش دے میرے بھول اور میرے قصد کو اور میری نادانی اور بیہودگی کو اور یہ سب میری طرف سے ہے، الٰہی! بخش دے مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور ظاہر کیا تو ہی ہے آگے کرنے والا اور تو ہی ہے پیچھے ڈالنے والا اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

فائدہ: اور محل اس دعا کا نماز کے اندر ہے سلام سے پہلے اور بعد سلام کے بھی اور حضرت ﷺ نے جو یہ دعا کی گناہ بخشوانے کی باوجود اس کے کہ آپ کے سب گناہ بخشے گئے ہیں تو حضرت ﷺ حکم بجا لائے جو حکم کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ سبحان اللہ کہنے کے اور مغفرت مانگنے کے جب کہ اللہ تعالیٰ کی فتح آئے اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو قول حضرت ﷺ کا کہ الٰہی! بھول چوک بخش دے اور بخش دے جو میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا بطور تواضع اور خشوع کے ہے اور واسطے شکر اپنے کے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کرا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش دیا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے اوپر اس چیز کے کہ صادر ہوئی غفلت یا چوک سے اور بعض کہتے ہیں کہ محمول ہے جو پیغمبر ہونے سے پہلے بھول چوک ہوئی اور کہا ایک قوم نے کہ واقع ہونا صغیرہ گناہ کا جائز ہے پیغمبروں سے سو ہوگا استغفار اس سے اور بعض نے کہا کہ وہ مثل اس چیز کی ہے کہ فتح کی آیت میں ہے ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ﴾ یعنی بخشے گناہ تیرا جو آدم علیہ السلام کے گناہ سے پہلے تھا اور جو پیچھے ہے یعنی تیری امت کے گناہوں سے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ پیغمبروں سے چوک جانا جائز ہے اس واسطے کہ وہ مکلّف ہیں سو ڈرتے ہیں اس کے واقع ہونے سے اور پناہ مانگتے ہیں اس سے اور بعض نے کہا کہ بطور تواضع اور خشوع کے ہے واسطے حق الوہیت کے تا کہ پیروی کی جائے ساتھ آپ کے بیچ اس کے۔

تکمیل: نقل کیا ہے کرمانی نے قرافی سے کہ قول قائل کا اس کی دعا میں کہ الٰہی! سب مسلمانوں کو بخش دے دعا ہے ساتھ محال کے اس واسطے کہ صاحب کبیرہ گناہ کا کبھی داخل ہوتا ہے دوزخ میں اور دوزخ کا داخل ہونا منافی ہے غفران کو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ منع کے اور یہ کہ منافی واسطے غفران یعنی بخش دینے کے ہمیشہ رہنا ہے آگ میں اور بہرحال نکالنا ساتھ شفاعت کے یا معافی کے سو وہ غفران ہے فی الجملہ اور نیز تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول نوح علیہ السلام کے ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ اور ساتھ قول ابراہیم علیہ السلام کے ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ اور تحقیق یہ ہے کہ سوال لفظ تعمیم سے نہیں مستلزم ہے طلب اس کی کو واسطے ہر فرد فرد کے بطریق تعیین کے سو شاید مراد قرافی کے معنی کرنا اس چیز کا ہے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے نہ منع کرنا اصل دعا کا ساتھ اس کے پھر نہیں ظاہر ہوئی واسطے میرے مناسبت ذکر اس مسئلے کی اس باب میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَحَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ.

یہ دوسری اسناد ہے واسطے حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے۔

۵۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى وَأَبِيْ بُرْدَةَ أَحْسِبُهُ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ هَزْلِيْ وَجِدِّيْ وَخَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ.

۵۹۲۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے الٰہی! بخش دے مجھ کو میری چوک اور میری نادانی اور میری زیادتی کو جو مجھ سے میرے سب کاموں میں ہوئی اور اس چیز کو جس کو تو مجھ سے زیادہ تر جانتا ہے الٰہی! بخش دے مجھ کو میری بیہودگی اور میرے قصد کو اور میری چوک کو اور میرے عمد کو اور یہ سب میرے نزدیک ممکن یا موجود ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

دعا کرنا اس گھڑی میں جو جمعہ کے دن میں ہے

فائدہ: یعنی جس میں دعا کے قبول ہونے کی اُمید ہے اور جمعہ میں بھی اس گھڑی کا باب باندھا ہے اور نہیں ذکر کی دونوں بابوں میں وہ چیز جو مشعر ہے ساتھ معین کرنے اس کے اور اس میں بہت اختلاف ہے اور خطابی نے صرف دو وجہوں کو بیان کیا ہے ایک یہ کہ وہ نماز کی گھڑی ہے دوسری یہ کہ وہ دن کی گھڑی ہے سورج ڈوبنے کے وقت اور پہلے گزر چکا ہے سیاق حدیث کا کتاب الجمعہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ اس میں ایک گھڑی ہے کہ نہیں موافق ہوتا اس کو بندہ مسلمان نماز پڑھتا اللہ تعالیٰ کی کچھ چیز مانگے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے اور اشارہ کیا ہے ہاتھ سے اس کو قلیل بتاتے تھے یعنی وہ ساعت بہت تھوڑا وقت ہے۔

۵۹۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهِ قُلْنَا يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا.

۵۹۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے نہیں پاتا اس کو کوئی مسلمان اور حالانکہ وہ کھڑا نماز پڑھتا ہو اللہ تعالیٰ سے بھلائی مانگے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرتا ہے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے ہم نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس گھڑی کو کم بتلاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے اور میں نے استیعاب کیا ہے خلاف کو جو وارد ہے گھڑی

مذکور میں سو بڑھ گیا چالیس قول سے اور اتفاق پڑا ہے واسطے میرے نظیر اس کی لیلۃ القدر میں اور البتہ پائی میں نے ایک حدیث جو ظاہر ہوتی ہے اس سے وجہ مناسبت کی درمیان دونوں کے عدو مذکور میں اور وہ حدیث وہ ہے جو روایت کی ہے احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے میں نے کہا کہ اے ابوسعید! حدیث بیان کی ہے ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس گھڑی سے کہ جمعہ کے دن میں ہے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حال پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو وہ گھڑی معلوم ہوئی تھی سو میں اس کو بھلایا گیا جیسے لیلۃ القدر بھلایا گیا اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جس جس روایت میں اس گھڑی کی تعیین آئی ہے وہم ہے اور یہ جو کہا کہ بھلائی مانگے تو خارج ہوئی ہے اس سے بدی مثل دعا کرنے کے ساتھ گناہ کے اور ناتا توڑنے کے اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُوْدِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيْنَا.

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کہ ہماری دعا مقبول ہوتی ہے یہود کے حق میں اور نہیں مقبول ہوتی ہے ان کی دعا ہمارے حق میں۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ ہم دعا کرتے ہیں ان پر ساتھ حق کے اور وہ دعا کرتے ہیں ہم پر ساتھ ظلم کے۔

٥٩٢٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ قَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ أَوِ الْفُحْشَ قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

٥٩٢٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ تم پر موت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم پر، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور تم پر اللہ تعالیٰ کی مار اور لعنت پڑے اور اللہ تعالیٰ تم پر غصہ کرے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ ہو اے عائشہ! لازم پکڑ اپنے اوپر نرمی کو اور بچ سختی اور بیہودہ بکنے سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا فرمایا کیا تو نے سنا جو میں نے ان کو جواب دیا سو میری دعا ان کے حق میں مقبول ہو گی اور ان کی دعا میرے حق میں مقبول نہ ہو گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں گزر چکی ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ دعا کرنے والا جب ظالم ہو جس پر بددعا کی تو نہیں مقبول ہوتی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا دُعَآءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ﴾۔

بَابُ التَّأْمِينِ

باب ہے آمین کہنے کے بیان میں یعنی دعا کے بعد آمین کہنا

٥٩٢٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۵۹۲۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس واسطے کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں سو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق پڑ گئی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور مراد ساتھ قاری کے اس جگہ امام ہے جب کہ نماز میں قرأت پڑھے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قاری کے عام تر اس سے اور البتہ وارد ہوئی ہیں مطلق آمین میں چند حدیثیں ان میں سے ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے مرفوع کہ نہیں حسد کرتے تم سے یہود کسی چیز پر جو حسد کرتے ہیں تم سے سلام اور آمین پر پھر روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ ساتھ اس لفظ کے جو حسد کرتے ہیں تم پر یہود تو بہت آمین کہا کرو اور روایت کی ہے حاکم نے حبیب فہری سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں جمع ہوتی کوئی جماعت سو بعض دعا مانگیں اور بعض آمین کہیں مگر کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور ابوداؤد نے زبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے واجب کیا اپنے لیے بہشت کو اگر ختم کیا اس کو کہا کس چیز سے ختم کرے؟ فرمایا کہ آمین سے سو ایک مرد اس کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے فلانے ختم کر آمین سے اور بشارت لے اور ابوزہیر کہتا تھا کہ آمین مثل مہر کی ہے نامہ پر۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيْلِ

باب ہے بیچ بیان فضیلت تہلیل کے

فائدہ: یعنی لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت میں۔

٥٩٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

۵۹۲۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لا الہ الا اللہ سے قدیر تک ایک دن میں سو بار پڑھے یعنی نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کو سب خوبیاں ہیں اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے تو اس کو دس غلام

وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ.

آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور اس کے واسطے سونیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹائی جائیں گی اور اس دن شام تک اس کو شیطان سے پناہ رہے گی اور اس سے بہتر کوئی نہیں مگر جس نے کہ اس سے زیادہ پڑھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یحیی ویمیت اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے بیدہ الخیر اور ایک روایت میں تقیید اس کی ہے ساتھ بعد نماز فجر کے پہلے اس سے کہ کلام کرے لیکن اس میں دس بار کا ذکر ہے اور اس کی سند میں شہر بن حوشب ہے اور اس میں کلام ہے۔ (فتح)

٥٩٢٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ رَبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ مِثْلَهُ فَقُلْتُ لِلرَّبِيْعِ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ فَأَتَيْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى فَأَتَيْتُ ابْنَ أَبِيْ لَيْلٰى فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَوْلَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

٥٩٢٥۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جو کلمہ توحید دس بار پڑھے تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ہوگا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کیا کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شعبی سے ربیع سے مثل اس کی یعنی مثل روایت ابو اسحاق کی عمرو بن میمون سے موقوف یعنی عمر نے مسند کیا ہے اس کو دو شیخوں سے ایک ابی اسحاق سے موقوف دوسری عبداللہ بن ابی سفر سے مرفوع سو میں نے ربیع سے کہا کہ تو نے اس کو کس سے سنا ہے؟ کہا عمرو بن میمون سے پھر میں عمرو بن میمون کے پاس آیا سو میں نے اس سے کہا کہ تو نے اس کو کس سے سنا ہے؟ کہا ابن ابی لیلیٰ سے پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ تو نے اس کو کس سے سنا ہے؟ کہا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صحابی سے حدیث بیان کرتا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا ابراہیم نے اپنے باپ سے ابی اسحاق سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن میمون نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے قول اس کا یعنی اسحاق کی تحدیث عمرو سے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الرَّبِيْعِ قَوْلَهُ وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ الْأَعْمَشُ وَحُصَيْنٌ عَنْ هِلَالٍ عَنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَوْلَهُ وَرَوَاهُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالصَّحِيْحُ قَوْلُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو.

ثابت ہے اور کہا موسیٰ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے داؤد سے عامر سے عبدالرحمٰن سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا اسماعیل نے شعبی سے ربیع سے قول اس کا اور کہا آدم نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالملک نے کہا سنا میں نے ہلال بن یساف سے ربیع سے اور عمرو سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قول اس کا اور کہا اعمش اور حصین نے ہلال سے ربیع سے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے قول اس کا اور روایت کیا ہے اس کو ابو محمد نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح قول عبدالملک کا ہے۔

فائدہ: اور اختلاف ان روایتوں کا بیچ عدد غلاموں کے باوجود ایک ہونے مخرج حدیث کے چاہتا ہے ترجیح کو درمیان ان کے سوا کثر اوپر ذکر چار کے ہیں یعنی چار غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوتا ہے اور تطبیق دی جائے گی درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذکر دس کے واسطے کہنے اس کے سو بار سو ہوگا بدلے ہر دس بار کہنے کے ایک غلام اور یہ حکم بیچ غیر اولاد اسماعیل علیہ السلام کے ہے اور بہر حال چار غلام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو وہ مقابل ہوں گے دس کے ان کے غیروں سے اس واسطے کہ وہ اشرف ہیں عرب سے چہ جائیکہ عجم سے اور تطبیق دی ہے قرطبی نے درمیان اختلاف کے اوپر مختلف ہونے احوال ذاکرین کے یعنی پورا عظیم ثواب اس کو حاصل ہوتا ہے جو ان کو خوب سمجھ سوچ کر پڑھے اور ان کے معانی میں غور کرے اور ان کا حق ادا کرے اور جب کہ ذاکرین اپنی سمجھ اور فکر میں مختلف ہیں تو ان کا ثواب بھی مختلف ہوگا اور مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ عرب کو غلام پکڑنا جائز ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا اور کہا عیاض نے کہ ذکر اس عدد کا سو سے دلیل ہے اس پر کہ وہ نہایت ہے واسطے ثواب مذکور کے اور بہر حال قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر جو اس سے زیادہ عمل کرے تو احتمال ہے کہ مراد زیادتی ہو اس عدد پر پس

ہوگا واسطے قائل اس کے کے ثواب سے بحساب اس کے تا کہ نہ گمان کرے کوئی کہ وہ ان حدوں سے ہے کہ منع کیا گیا ہے ان سے آگے بڑھنا اور یہ کہ نہیں ثواب ہے بیچ زیادہ کرنے کے اوپر اس کے جیسے کہ بیچ رکعات سنتوں محدودہ کے ہے اور عددوں طہارت کے اور احتمال ہے کہ مراد زیادتی غیر اس جنس سے نہ ہو ذکر سے ہو یا اس کے غیر سے مگر یہ کہ زیادہ کرے کوئی عمل نیک عملوں سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ احتمال ہے کہ مراد مطلق زیادتی ہو برابر ہے کہ ہو لا الہ الا اللہ سے یا غیر اس کے سے اور یہ کہ ظاہر تر یہی اشارہ کرتا ہے اس کی طرف کہ یہ خاص ہے ساتھ ذکر کے کہا اور ظاہر اطلاق حدیث کا یہ ہے کہ یہ ثواب حاصل ہوتا ہے واسطے اس شخص کے جو کہے یہ تہلیل دن میں پے در پے یا جدا جدا ایک مجلس میں یا کئی مجلسوں میں دن کے اول میں ہو یا آخر میں لیکن افضل ہے کہ دن کے اول میں کہے پے در پے تا کہ اس کے واسطے تمام دن شیطان سے پناہ ہو اور اسی طرح رات کی ابتدا میں تکمیل پوری الفاظ اس ذکر کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں یہ ہیں لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد یحییٰ ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر ، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے۔

بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيْحِ — سبحان اللہ کہنے کی فضیلت میں

فائدہ: اور معنی اس کے پاک جاننا اللہ کا ہے اس چیز سے کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے ہر نقص سے سو لازم آئے گی اس سے نفی شریک کی اور جورو کی اور اولاد کی اور تمام خسیس چیزوں کی اور بولا جاتا ہے تسبیح اور مراد اس سے تمام الفاظ ذکر کے ہوتے ہیں اور کبھی تسبیح سے نفل نماز مراد ہوتی ہے اور نام رکھی گئی نماز تسبیح واسطے کثرت تسبیح کے بیچ اس کے اور سبحان اللہ اسم ہے منصوب ہے اس پر کہ واقع ہوا ہے جگہ مصدر کی واسطے فعل محذوف کے تقدیر اس کی یہ ہے سبحت اللّٰہ سبحانا۔ (فتح)

٥٩٢٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

٥٩٢٦۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سبحان اللّٰہ وبحمدہ کو دن میں سو بار پڑھے اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ افضل یہ ہے کہ اس کو دن کے اول میں کہے پے در پے اور اسی طرح رات کے اول میں اور مراد دریا کی جھاگ سے مبالغہ ہے کثرت میں کہا عیاض نے کہ اس ذکر میں کہا کہ اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور تہلیل میں کہا کہ اس کا سو گناہ مٹایا جاتا ہے تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ تسبیح افضل ہے تہلیل سے اس

واسطے کہ دریا کی جھاگ سو سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے لیکن تہلیل میں گزر چکا ہے کہ اس سے کوئی افضل نہیں ہے مگر جو اس سے زیادہ لائے سو احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے درمیان ان دونوں کے ساتھ اس طور کے کہ ہو تہلیل افضل اور یہ کہ وہ ساتھ اس چیز کے کہ زیادہ کی گئی ہے بلند کرنے درجوں کے سے اور لکھنے نیکیوں کے سے پھر باوجود اس کے کہ ملایا گیا ہے ساتھ اس کے ثواب غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہے اور فضیلت سبحان اللہ کہنے کے اور اتارنے اس کے تمام گناہوں کو اس واسطے کہ آیا ہے کہ جو ایک غلام آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو دوزخ سے آزاد کرتا ہے پس حاصل ہوا ساتھ اس آزادی کے کفارہ تمام گناہوں کا عموما بعد حصر کرنے اس چیز کے کہ معدود ہے اس سے خصوصا باوجود زیادتی سو درجے کے اور جو زیادہ کیا ہے اس کو آزاد کرنا غلاموں کا جو ایک کے بعد ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ افضل ذکر تہلیل ہے اور وہ افضل ہے جس کو پیغمبروں نے پہلے حضرت ﷺ سے کہا اور وہ کلمہ توحید کا اور اخلاص کا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اسم اعظم ہے اور نہیں لازم آتا ہے کہ ہو تسبیح افضل تہلیل سے اس واسطے کہ تہلیل صریح ہے توحید میں اور تسبیح متضمن ہے واسطے اس کے اور اس واسطے کہ نفی معبودوں کے بیچ قول لا الہ کے نفی ہے واسطے مضمن اس کے کے فعل خلق اور رزق اور اثابت اور عقوبت سے اور قول اس کا الا اللہ ثابت کرتا ہے واسطے اس کے اور لازم آتی ہے اس سے نفی اس چیز کی کہ اس کی ضد ہے اور اس کے مخالف ہے نقائص سے پس منطوق سبحان اللہ کا تنزیہ ہے اور مفہوم اس کا توحید ہے اور منطوق لا الہ الا اللہ کا توحید ہے اور مفہوم اس کا تنزیہ ہے سو ہوگا لا الہ الا اللہ افضل اس واسطے کہ توحید اصل ہے اور تنزیہ پیدا ہوتی ہے اس سے اور البتہ تطبیق دی ہے قرطبی نے ساتھ اس کے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب ان اذکار میں سے کسی پر بولا جائے کہ وہ افضل ہے یا محبوب تر ہے طرف اللہ تعالیٰ کی تو مراد یہ ہے کہ جب کہ جوڑا جائے ساتھ اور ذکروں کے جو اس کے ساتھ مذکور ہیں ساتھ دلیل حدیث سمرہ کے کہ محبوب تر کلام طرف اللہ تعالیٰ کی چار چیزیں ہیں جس کو تو ان میں سے پہلے کہے جائز ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور احتمال ہے کہ کفایت کی جائے اس میں ساتھ معنی کے سو جو بعض کو کہے کافی ہوگا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ اطلاق افضل ہونے میں محمول ہے آدمی کی کلام پر نہیں تو قرآن افضل ذکر ہے اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے ساتھ اس کے کہ من مقدر ہو بیچ قول اس کے افضل الذکر لا الہ الا اللہ اور بیچ قول اس کے احب الکلام یعنی من افضل الذکر ومن احب الکلام بنا بر اس کے لفظ افضل اور احب کا مساوی ہیں معنی میں لیکن ظاہر ہوتی ہے باوجود اس کے تفصیل لا الہ الا اللہ کی اس واسطے کہ اس کو صریح افضل کہا گیا ہے اور ذکر کیا گیا ہے ساتھ بہنوں کے ساتھ احب ہونے کے سو حاصل ہوئی واسطے اس کے تفضیل ساتھ تنصیص کے اور جوڑنے کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۵۹۲۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ ۵۹۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ.

نے فرمایا کہ دو کلمے ہیں زبان پر ہلکے تول میں بھاری اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ایک سبحان اللہ العظیم دوسرا سبحان اللہ وبحمدہ۔

فائدہ: خفت مستعار ہے واسطے سہولیت کے تشبیہ دی ہے سہولیت جریان اس کلام کی کو زبان پر ساتھ اس چیز کے کہ ہلکی ہو اٹھانے والے پر بعض محمولات سے سو نہ دشوار ہو اوپر اس کے پس ذکر مشبہ کا ہے اور ارادہ مشبہ بہ کا ہے اور بہر حال ثقل سو وہ اپنے حقیقی معنی پر ہے اس واسطے کہ اعمال میزان کے وقت جسم پکڑ جائیں گے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اور ہمیشگی کرانے کے اس ذکر پر اس واسطے کہ سب تکلیفیں دشوار ہیں نفس پر اور یہ آسان ہے اور باوجود اس کے بھاری ہوگا یہ ذکر میزان میں جیسے کہ ثقیل ہوتے ہیں افعال شاقہ پس نہیں لائق ہے قصور بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ہیں یعنی ان کا کہنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت واسطے بندے کے ارادہ پہنچانے نیکی کے کا واسطے اس کے اور تکریم اور خاص کیا ہے رحمٰن کو اسماء حسنیٰ سے واسطے تنبیہ کے اوپر فراخ ہونے رحمت اس کی کے کہ تھوڑے عمل پر بہت ثواب دیتا ہے اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تنزیہ اور تحمید اور تعظیم سے اور حدیث میں جواز سجع کا ہے جب کہ واقع ہو بغیر تکلف کے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب ہے بیچ فضیلت ذکر اللہ تعالیٰ کے

فائدہ: ذکر کی ہے اس میں حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور وہ دونوں ظاہر ہیں ترجمہ باب میں اور وہ یہ ہیں سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اور جو ملحق ہے ساتھ ان کے حوقلہ اور بسم اللہ اور استغفار اور مانند اس کی سے اور دعا ساتھ دنیا اور آخرت کے اور نیز بولا جاتا ہے ذکر اور ارادہ کیا جاتا ہے اس سے ہمیشگی کرنا اوپر عمل کے ساتھ اس چیز کے کہ واجب کیا ہے اس کو یا مندوب کیا ہے اس کو مانند تلاوت قرآن کے اور قرأت حدیث اور مدارسہ علم کی اور نفل نماز کی پھر ذکر کبھی تو زبان سے ہوتا ہے اور ثواب دیا جاتا ہے اس پر بولنے والا اور نہیں شرط ہے لحاظ رکھنا اس کے معنی کا اور نہ یاد رکھنا اس کا لیکن یہ شرط ہے کہ نہ قصد کیا جائے ساتھ اس کے غیر معنی اس کے کا یعنی اس کے معنی کے سوائے اور کچھ معنی اس سے مراد نہ رکھے اور اگر زبان کے ساتھ دل کا بھی ذکر ہو تو یہ اکمل ہے اور اگر اس کے ساتھ معنی کا لحاظ بھی ہو تو اور زیادہ کامل ہے پھر اگر واقع ہو یہ عمل صالح میں اس چیز سے کہ فرض ہے نماز سے یا جہاد سے تو اور کامل تر ہے اور اگر اس کے ساتھ اخلاص ہو تو اور زیادہ کمال ہے کہا فخر رازی نے کہ مراد ساتھ ذکر زبان کے الفاظ ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر تسبیح اور تحمید اور تمجید کے اور ذکر ساتھ دل کے فکر کرنا

ہے ذات اور صفات کے دلیلوں میں اور تکالیف کی دلیلوں میں امر اور نہی سے تا کہ مطلع ہو اس کے احکام پر اور بیچ اسرار مخلوق اللہ تعالیٰ کے اور ذکر ساتھ جوارح کے یہ ہے کہ ہو مستغرق اللہ تعالیٰ کی بندگی میں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نماز کا نام ذکر رکھا ہے اور ذکر کی فضیلت میں اور حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں ایک حدیث بخاری کی کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا کہ میرے ساتھ گمان رکھے اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جس دم کہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو جب وہ مجھ کو اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، الحدیث اور ایک حدیث مسلم کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ نہیں بیٹھتی کوئی قوم کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوں مگر کہ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور اس پر سکینت اترتی ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے واسطے فرمایا جو بیٹھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتی تھی سو فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آیا سو اس نے مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ محبوب تر کلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار ہیں **لا الہ الا اللہ و سبحان اللہ و الحمد للہ** اور تجھ کو ضرر نہیں کرتا جس کو پہلے کہے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ بہتر عمل تمہارے اور پاکیزہ تر کے اور بلند تر کے درجوں میں تمہارے اور بہتر واسطے سونا چاندی خرچ کرنے سے اور بہتر واسطے تمہارے جہاد کرنے سے؟ اصحاب نے عرض کی کہ کیوں نہیں! فرمایا ذکر اللہ تعالیٰ کا اور اس کے سوائے اور بھی بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں اور وارد ہو چکا ہے مجاہد کے حق میں کہ وہ مانند روزے دار کی ہے جو نہیں کھولتا اور مثل قیام کرنے والے کی ہے جو سست نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کو اور عملوں پر فضیلت ہے اور طریق تطبیق کا اور اللہ خوب جانتا ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کامل ہے اور وہ کامل وہ ہے کہ جمع ہو اس میں ذکر واسطے زبان کے اور دل کے ساتھ فکر کرنے کے اس کے معنی میں اور طلب حضور عظمت اللہ تعالیٰ کی اور یہ کہ جس کے واسطے یہ حاصل ہوتا ہے وہ افضل ہے اس شخص سے جو لڑے کافروں سے مثلاً بغیر حضور اس کے اور یہ کہ افضلیت جہاد کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بہ نسبت ذکر زبان کے ہے جو مجرد ہو سو جس کے واسطے اتفاق پڑے کہ اس نے اس کو جمع کیا ہے مثل اس شخص کی کہ یاد کرے اللہ تعالیٰ کو اپنی زبان سے اور دل سے اور حضور سے اور یہ سب اس کی نماز کی حالت میں ہو یا روزے کی حالت میں یا صدقہ کی حالت میں یا وقت لڑنے اس کے کے کفار سے مثلاً سو وہی شخص ہے جو نہایت قصویٰ کو پہنچا ہے اور جواب دیا ہے قاضی ابو بکر بن عربی نے ساتھ اس کے کہ کوئی عمل صالح نہیں مگر کہ ذکر اللہ تعالیٰ کا شرط کیا گیا ہے اس کے صحیح ہونے میں سو جو نہ یاد کرے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں اپنے صدقہ کے وقت یا روزے کے وقت مثلاً تو نہیں ہے عمل اس کا کامل پس ہو گیا ذکر افضل سب عملوں سے اس حیثیت سے۔ (فتح)

۵۹۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو

۵۹۲۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ.

نے فرمایا کہ مثل اس شخص کی جو اپنے رب کو یاد کرے اور اس کی جو نہ یاد کرے مثل زندہ اور مردے کی ہے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ مثل اس گھر کی جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور اس گھر کی جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا جائے مثل زندہ اور مردے کی ہے اور مراد گھر سے گھر کا رہنے والا ہے سو تشبیہ دی ذاکر کو ساتھ زندہ کے کہ ظاہر اس کا مزین ہے ساتھ نور زندگی کے اور باطن اس کا ساتھ نور معرفت کے اور تشبیہ دی غیر ذاکر کو ساتھ گھر کے کہ ظاہر اس کا عاطل ہے اور باطن اس کا باطل ہے اور بعض نے کہا کہ موقع تشبیہ کا ساتھ زندہ اور مردے کے واسطے اس چیز کے کہ زندہ میں ہے نفع سے واسطے اس شخص کے جو اس کا دوست ہو اور ضرر سے واسطے اس شخص کے جو اس کا دشمن ہو اور نہیں ہے یہ مردے میں۔ (فتح)

٥٩٢٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا إِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالُوْا يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِيْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوْا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا

٥٩٢٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں کہ گھومتے پھرتے ہیں راہوں میں ڈھونڈتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والوں کو سو جب پاتے ہیں اس گروہ کو جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو آپس میں پکارتے ہیں جلد آؤ اپنی مطلب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو ان کو وہ چھپا لیتے ہیں اپنے پروں سے پہلے آسمان تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کیا کہتے ہیں میرے بندے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں کہ سبحان اللہ کہتے ہیں یعنی ہر عیب اور نقصان سے تجھ کو پاک بتلاتے ہیں اور اللہ اکبر کہتے ہیں یعنی تجھ کو سب سے بڑا جانتے ہیں اور الحمد للہ کہتے ہیں یعنی تیری خوبیاں بیان کرتے ہیں اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہیں یعنی بغیر تیری مدد کے اپنا کسی بات میں اختیار نہیں جانتے

وَتَحْمِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ يَقُولُ فَمَا يَسْأَلُونِيْ قَالَ يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُولُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

تیری بڑائی بیان کرتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں دیکھا ہے تجھ کو، حضرت ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا حال ہو ان کا جو مجھ کو دیکھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھ کو دیکھیں تو بہت تیری بندگی کریں اور نہایت تیری بڑائی بیان کریں اور بہت تیری پاکی بولیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے بہشت مانگتے ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے بہشت کو دیکھا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اے رب! اس کو انہوں نے نہیں دیکھا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو ان کا کیا حال ہو جو اس کو دیکھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ اس کو دیکھ پائیں تو اس کے بڑے لالچی بن جائیں اور بہت اس کو مانگیں اور نہایت اس کی خواہش کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اے رب! انہوں نے دوزخ نہیں دیکھا، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو کیا حال ہو ان کا جو اس کو دیکھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھیں تو بہت اس سے بھاگیں اور بہت اس سے ڈریں، حضرت ﷺ

نے فرمایا سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم کو اے فرشتو! گواہ کرتا ہوں کہ بے شک میں نے ان کو بخشا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں تو فلانا آدمی بھی تھا وہ اس گروہ میں نہیں وہ صرف اپنے کام کو آیا تھا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا یعنی ان کے پاس بیٹھنے کی برکت سے وہ بھی بخشا گیا اگرچہ وہ ذاکر نہ تھا اور روایت کیا ہے اس کو شعبہ نے اعمش سے اور نہیں مرفوع کیا اور روایت کیا ہے اس کو سہیل نے اپنے باپ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ یہ فرشتے زائد ہیں نگہبانی کرنے والے فرشتوں پر جو مرتب ہیں ساتھ خلائق کے نہیں ہے وظیفہ ان کا مگر حلقے ذکر کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ فرشتے ان کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور بعض بعض کو اپنے پروں سے چھپا لیتے ہیں یہاں تک کہ بھرتے ہیں جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور جب وہ جدا جدا ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بزار کے نزدیک ہے اتنا زیادہ ہے اور تیری نعمتوں کی تعظیم کرتے ہیں اور تیری کتاب پڑھتے ہیں اور تیرے پیغمبر پر درود پڑھتے ہیں اور تجھ سے اپنی آخرت اور دنیا مانگتے ہیں اور لی جاتی ہے ان حدیث کے مجموع طریق سے مراد ساتھ مجلس ذکر کے اور یہ کہ وہ مجلس وہ ہے کہ شامل ہو اوپر ذکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ طرح طرح کے ذکر کے جو وارد ہے تسبیح اور تکبیر وغیرہ سے اور شامل ہے اوپر تلاوت کتاب اللہ کے اور اوپر دعا کے ساتھ بہتری دنیا اور آخرت کے اور حدیث کا پڑھنا اور علم کی تدریس کرنا اس میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ خاص ہے ساتھ مجلس تسبیح اور تکبیر وغیرہ کے اور تلاوت کے فقط اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک قوم اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کہ ایک مرد اُن کے پاس آیا سو اُن کے پاس بیٹھا سو رحمت اُتری پھر دور ہوئی تو فرشتوں نے کہا کہ اے رب! ان میں فلانا تیرا بندہ ہے فرمایا کہ میری رحمت نے اس کو ڈھانکا وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا اور اس عبارت میں مبالغہ ہے بیچ نفی کرنے بد بختی کے ذاکرین کے پاس بیٹھنے والے سے اور اس حدیث میں فضیلت ہے مجالس ذکر کی اور ذاکرین کی اور فضیلت جمع ہونے کی ذکر پر اور یہ کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی ان میں داخل ہوتا ہے بیچ تمام اس چیز کے کہ فضل کرے اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے اوپر ان کے واسطے اکرام ان کے اگرچہ نہ شریک ہو وہ ان کو اصل ذکر میں اور اس میں محبت فرشتوں کی

ہے واسطے آدمیوں کے اور کوشش ساتھ ان کے اور اس میں ہے کہ سوال کبھی صادر ہوتا ہے سائل سے اور حالانکہ وہ مسئول عنہ کو مسئول سے زیادہ جانتا ہے واسطے ظاہر کرنے عنایت کے ساتھ مسئول عنہ کے اور واسطے تنویہ کے ساتھ قدر اس کی کے اور واسطے اعلان کے ساتھ شرف مرتبے اس کے کے اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو خاص فرشتوں کو اہل ذکر سے سوال کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف قول فرشتوں کے کی کہ کیا تو پیدا کرتا ہے زمین میں جو فساد کرے اس میں اور خون ریزی کرے اور ہم پاکی بولتے ہیں ساتھ حمد تیری کے سو گویا کہ کہا گیا کہ دیکھو جو حاصل ہوا ان سے سے تسبیح اور تقدیس سے باوجود اس چیز کے کہ غالب کی گئی ہے ان پر شہوت اور شیطان کے وسوسوں سے اور کس طرح انہوں نے محنت کی اور تمہارے مشابہ ہوئے تسبیح اور تقدیس میں اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ ذکر حاصل بنی آدم سے اعلیٰ اور اشرف ہے اس ذکر سے جو حاصل ہے فرشتوں سے واسطے حصول ذکر آدمیوں کے باوجود کثرت شغلوں اور روکنے والی چیزوں کے اور صادر ہونے اس کے عالم غیب میں برخلاف فرشتوں کے ان سب باتوں میں اور اس میں بیان کذب یعنی جھوٹ اس شخص کا جو دعویٰ کرتا ہے زندیقوں سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے دنیا میں کھلم کھلا اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ جانو کہ تم اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ سکو گے یہاں تک کہ مرو اور اس میں جواز قسم کا ہے امر محقق میں واسطے تاکید اس کی کے اور تعظیم اس کی کے اور اس میں ہے کہ وہ چیز کہ شامل ہے اس کو بہشت انواع خیرات سے اور دوزخ انواع مکروہات سے اوپر ہے اس چیز سے کہ وصف کی گئی بہشت اور دوزخ ساتھ اس کے اور یہ کہ رغبت اور طلب اللہ تعالیٰ سے ہے اور مبالغہ بیچ اس کے اسباب حصول سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

۵۹۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَقَبَةٍ أَوْ قَالَ فِيْ ثَنِيَّةٍ قَالَ فَلَمَّا عَلَا عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادٰى فَرَفَعَ صَوْتَهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَآئِبًا ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا

باب ہے بیچ قول لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے

۵۹۳۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شروع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی میں سو جب اس پر چڑھے تو ایک مرد چلایا سو اس نے اپنی آواز کو بلند کیا یعنی ساتھ اس ذکر کے لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر پر سوار تھے فرمایا بے شک تم نہیں پکارتے بہرے کو اور نہ غائب کو پھر فرمایا کہ اے ابو موسیٰ! کیا نہ بتلاؤں تجھ کو وہ بات جو بہشت کے خزانے سے ہے میں نے کہا کہ کیوں نہیں! فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ.

مُوْسٰی أَوْ یَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰی كَلِمَةٍ مِّنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابٌ لِلّٰهِ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں

۵۹۳۱ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اسْمًا مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

۵۹۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کر لے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ بیان کرنے ناموں اللہ تعالیٰ کے کہ کیا وہ مرفوع ہیں حدیث میں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے یا کسی راوی کا سو اکثر علماء کا مذہب پہلا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے اوپر جواز نام رکھنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نام کے کہ نہیں وارد ہوا ہے قرآن میں ساتھ صیغہ اسم کے اس واسطے کہ بہت نام ان ناموں سے ایسے ہی ہیں اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ تعیین مدرج ہے واسطے خالی ہونے اکثر روایتوں کے اس سے اور یہ منقول ہے بہت علماء سے اور واقع ہوئے ہیں یہ ننانوے نام اللہ تعالیٰ کے بیچ روایت ترمذی کے ولید کی روایت سے اور بعض روایتوں میں تبدل و تغیر واقع ہوا ہے یعنی بعض ناموں کی جگہ اور بعض واقع ہوئے ہیں اور غزالی نے کہا کہ نہیں پہچانتا میں کسی کو علماء میں سے کہ اہتمام کیا ہو ساتھ ڈھونڈنے ناموں کے اور جمع کرنے ان کے سوائے ایک مرد کے جس کو علی بن حزم کہا جاتا ہے کہ اس نے کہا کہ صحیح ہوئے ہیں میرے نزدیک اسی نام جو قرآن اور صحیح حدیثوں میں پائے جاتے ہیں سو چاہیے کہ باقی کو بھی صحیح حدیثوں سے تلاش کیا جائے کہا ابن حزم نے کہ جن حدیثوں میں ناموں کا بیان آیا ہے یعنی جیسے کہ ترمذی وغیرہ کی حدیث میں ہے وہ ضعیف میں کوئی چیز اُن سے صحیح نہیں ہے اور جن کو میں نے قرآن سے تلاش کر کے نکالا ہے وہ اڑسٹھ ۶۸ نام ہیں یعنی جو وارد ہوئے ہیں قرآن میں ساتھ صورت اسم کے نہ وہ نام جو لیا جاتا ہے اشتقاق سے مانند باقی کے قول اللہ تعالیٰ کے سے ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ﴾ اور کہا ابو الحسن قابسی نے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی صفات نہیں معلوم ہوتے ہیں مگر ساتھ توقیف کے کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے اور نہیں داخل ہے ان میں قیاس اور نہیں واقع ہوا ہے قرآن میں ذکر عدد معین کا اور ثابت ہوا ہے حدیث میں کہ وہ ننانوے نام ہیں سو بعض لوگوں نے ننانوے نام قرآن

سے نکالے ہیں اور بعض نے نکالا ہے ان کو قرآن سے بغیر تقیید کے ساتھ عدد معین کے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ شارح صحیح بخاری نے فتح الباری میں فرمایا کہ میں نے تلاش کیا ہے باقی ناموں کو جو قرآن میں ساتھ صیغہ اسم کے وارد ہوئے ہیں جو ترمذی کی روایت میں نہیں ہیں اور وہ یہ ہیں، الرب ، الاله ، المحیط، القدير، الكافي، الشاكر، الشديد، القائم، الحاكم ، الفاطر ، الغافر، القاهر، المولٰى، النصير، الغالب، الخالق، الرفيع، المليك، الكفيل، الخلاق، الاكرام، الاعلٰى، المبين، الخفي، القريب، الاحد، الحافظ سو یہ ستائیس نام ہیں جب جوڑا جائے ان کو طرف ان ناموں کے جو ترمذی کی روایت میں واقع ہوئے ہیں تو پورے ہوں گے ساتھ ان کے ننانوے نام ایک کم سو اور یہ سب وارد ہیں قرآنِ مجید میں ساتھ صیغہ اسم کے اور جگہیں ان کی سب ظاہر ہیں قرآن سے اور جو ننانوے نام کہ ترمذی کی روایت میں واقع ہوئے ہیں یہ ہیں: هو الله الذى لا اله الّا هوا لرحمن الرحي، الملك ، القدوس، السلام، المؤمن، المهيمن، العزيز، الجبار، المتكبر، الخالق ، البارى، المصور، الغفار، القهار ، الوهاب، الرزاق ، الفتاح، العليم ، القابض، الباسط، الخافض، الرافع، المعز، المذل، السميع، الحكم ، العدل، اللطيف، الخبير، الحليم، العظيم، الغفور، الشكور، العلى ، الكبير، الحفيظ، المقيت ، الحسيب، الجليل، الكريم، الرقيب، المجيب، الواسع، الحكيم، الودود، المجيد ، الباعث، الشهيد، الحق ، الوكيل، القوى، المتين، الولى ، الحميد، المحصى، المبدئ، المعيد، المحيى ، المميت، الحى، القيوم، الواجد، الماجد، الصمد، القادر، المقتدر، المقدم، المؤخر، الاول، الآخر، الظاهر، الباطن ، الوالى ، المتعالى، البر، التواب، المنتقم ، العفو، الرؤوف، مالك الملك، ذوالجلال والاكرام، المقسط، الجامع، الغنى المغنى، المانع، الضار النافع، النور، الهادى، البديع ، الباقى، الوارث، الرشيد، الصبور، اور ان میں سے ستائیس نام جو قرآن میں صیغہ اسم کے ساتھ واقع نہیں ہوئے وہ یہ ہیں، القابض، الباسط، الخافض، الرافع، المعز، المذل، العدل، الجليل، الباعث، المحصى، المبدئ، المعيد، المميت ، الواجد، الماجد، المقدم، المؤخر، الوالى، ذوالجلال والاكرام، المقسط، المغنى المانع، الضار، الناف، الباقى، الرشيد، الصبور اور جب اقتصار کیا جائے ترمذی کی روایت میں اُن ناموں پر سوائے ان ستائیس ناموں کے ہیں اور بدل کیے جائیں یہ نام ساتھ ان ستائیس ناموں کے کہ میں نے اوپر بیان کیے ہیں تو یہ ننانوے نام نکلیں گے اور وہ سب قرآن میں ہیں ساتھ صیغہ اسم کے اور ان کی ترتیب یاد کرنے کے واسطے یوں ہے: الله ، الرحمن، الرحيم، الملك، القدوس، السلام، المؤمن، المهيمن، العزيز، الجبار، المتكبر، الخالق، البارئ، المصور، الغفار، القهار، التواب، الوهاب، الخالق، الرزاق، الفتاح، العليم، الحليم، العظيم، الواسع، الحكيم، الحى، القيوم، السميع

، البصير، اللطيف، الخبير، العلى ، الكبير، المحيط، القدير، المولى، النصير، الكريم، الرقيب، القريب، المجيب، الحسيب، الحفيظ، المقيت، الودود، المجيد، الوارث، الشهيد، الولى، الحميد، الحق، المبين، القوى، المتين، الغنى، المالك، الشديد، القادر، المقتدر، القاهر، الكافى، الشاكر، المستعان، الفاطر، البديع، الغافر، الاول، الآخر، الظاهر، الباطن، الكفيل، الغالب، الحكم، العالم، الرفيع، الحافظ، المنتقم، القائم، المحيى، الجامع، المليك، المتعال، النور، الهادى، الغفور، الشكور، العفو، الرؤف، الاكرام، الاعلىٰ، البر، الحفى، الرب، الاله، الواحد، الاحد، الصمد الذى لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے بیچ اس عدد کے یعنی ننانوے کے کہ کیا مراد ساتھ اس کے حصر اور بند کرنا اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ہے اس شمار میں یا وہ اس سے زیادہ ہیں لیکن خاص کیا گیا ہے یہ عدد ساتھ اس کے کہ جو ان کو یاد رکھے وہ بہشت میں داخل ہوگا سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اس سے زیادہ ہیں اور خاص کیے گئے ہیں یہ ساتھ اس کے کہ جو ان کو یاد کر رکھے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اتفاق علماء کا اوپر اس کے سو کہا اس نے کہ نہیں ہے حدیث میں حصر اللہ تعالیٰ کے ناموں کا اور اس کے یہ معنی نہیں کہ ان ننانوے ناموں کے سوائے اللہ تعالیٰ کا اور کوئی نام نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود حدیث کا یہ ہے کہ ان ناموں کو جو یاد کر رکھے بہشت میں داخل ہوگا سو مراد خبر دینا ہے جنت کے داخل ہونے سے ساتھ یاد کر رکھنے ان کے نہ خبر دینا ہے ساتھ حصر کرنے ناموں کے بیچ ان کے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے ہر نام تیرے کے جس کے ساتھ تو نے اپنے آپ کا نام رکھا یا تو نے اس کو اپنی کتاب میں اتارا یا کسی کو اپنے خلق سے سکھلایا یا اختیار کیا ہے تو نے اس کو علم غیب میں نزدیک اپنے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور کعب احبار سے روایت ہے دعا میں کہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے ساتھ اسماء حسنیٰ کے جو مجھ کو ان سے معلوم ہیں اور جو مجھ کو معلوم نہیں، کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں ثابت کرنا ان اسموں مخصوصہ کا ہے ساتھ اس عدد کے اور نہیں ہے اس میں منع اُن ناموں سے جو سوائے ان کے ہیں زیادتی میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تخصیص واسطے ہونے ان کے ہے اکثر ناموں میں اور ظاہر تر معانی میں اور خبر مبتدا کی حدیث میں وہ قول اس کا ہے من احصاها نہ قول اس کا للہ اور نقل کیا ہے ابن بطال نے قاضی ابوبکر سے کہا کہ نہیں حدیث میں دلیل اس پر کہ ان ناموں کے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور نام نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ان کو یاد رکھے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور دلالت کرتا ہے عدم حصر پر کہ اکثر نام اللہ تعالیٰ کے صفات ہیں اور اللہ کی صفات کا کچھ انتہا نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ مراد دعا ہے ساتھ ان ناموں کے اس واسطے کہ حدیث مبنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں سو دعا کی جائے ساتھ ان کے اور نہ دعا کی جائے گی ساتھ غیر ان کے یہ محکی ہے مہلب سے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکی ہے صحیح حدیثوں میں دعا مانگنی ساتھ بہت ناموں کے جو قرآن میں وارد نہیں ہوئے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے قیام اللیل میں انت المقدم وانت المؤخر اور کہا فخر رازی نے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کی کوئی نہایت نہیں اور حکایت کی ہے قاضی ابوبکر بن عربی نے بعض سے کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار نام ہے کہا اور یہ کم ہے ان میں اور نقل کیا ہے فخر رازی نے بعض نے کہ اللہ تعالیٰ کا چار ہزار نام ہے ہزار نام اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اور باقی فرشتوں اور پیغمبروں اور تمام لوگوں کو سکھلایا ہے اور یہ دعویٰ محتاج ہے طرف دلیل کی اور ابن حزم رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام محصور ہیں ننانوے میں اس سے زیادہ نام اللہ تعالیٰ کے نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک کم سے اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام اس سے زیادہ ہو تو یہ قول باطل ہو جائے اور جواب یہ ہے کہ یہ حجت نہیں اس واسطے کہ حصر مذکور نزدیک ان کے باعتبار وعدے کے ہے جو حاصل ہے واسطے اس شخص کے جو ان کو یاد کر رکھے سو جو دعویٰ کرے کہ وعدہ واقع ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس سے زیادہ یاد کر رکھے تو اس نے خطا کی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس جگہ ان کے سوائے اللہ تعالیٰ کا اور کوئی نام نہ ہو۔

فصل: اور بہر حال حکمت بیچ قصر کرنے کے عدد مخصوص پر یعنی ننانوے پر سو ذکر کیا ہے رازی نے اکثر سے کہ وہ تعبد ہے اس کے معنی معلوم نہیں جیسے کہ نماز وغیرہ کے عدد میں ہے اور منقول ہے ابی خلف محمد بن ملک سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اس عدد کو واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اسماء الٰہی نہیں لیے جاتے ہیں قیاس سے اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ ناموں کے معانی اگرچہ بہت ہیں لیکن وہ موجود ہیں ننانوے میں جو مذکور ہیں اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ عدد زوج اور فرد ہے اور فرد افضل ہے زوج سے اور انتہاء افراد کی بغیر تکرار کے ننانوے ہیں اس واسطے کہ سو اور ایک متکرر ہے اس میں ایک اور فرد اس واسطے زوج سے سے افضل ہے کہ طاق افضل ہے جفت سے اس واسطے کہ طاق خالق کی صفت ہیں اور صفت مخلوق کی صفت ہے اور بعض نے کہا کہ کمال عدد میں حاصل ہے سو میں اس واسطے کہ عدد تین قسم پر ہیں احاد اور عشرات اور مئات اور الف یعنی ہزار ابتدا ہے واسطے احاد اور کے سو اللہ تعالیٰ کے نام سو ہیں تنہا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ ایک کے ان میں سے اور وہ اسم اعظم ہے کہ اس پر کسی کو اطلاع نہیں دی سو گویا کہ کہا گیا کہ سو ہیں مگر ایک کہ وہ اللہ کے پاس ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ اسم وہی ہے مسمی یعنی اسم اور مسمی ایک چیز ہے حکایت کیا ہے اس کو ابوالقاسم قشیری نے شرح اسماء حسنیٰ میں اس واسطے کہ اگر اس کا غیر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے نام اللہ کے غیر ہوتے واسطے قول اس کے ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ پھر کہا اور مخلص اس سے یہ ہے کہ مراد ساتھ اسم کے اس جگہ تسمیہ ہے یعنی نام رکھنا

اور کہا فخر رازی نے کہ مشہور ہمارے اصحاب کے قول سے یہ ہے کہ اسم نفس مسمی کا ہے اور غیر تسمیہ کا اور معتزلہ کے نزدیک اسم نفس تسمیہ کا ہے اور غیر مسمی کا اور اختیار کیا ہے غزالی نے کہ تینوں امر تبائن ہیں اور یہی ہے حق نزدیک میرے اس واسطے کہ اسم اگر ہو مراد لفظ سے جو دلالت کرنے والا ہے اوپر چیز کے ساتھ وضع کے اور ہو مسمیٰ مراد نفس اس چیز کے سے جو مسمی ہے تو علم ضروری حاصل ہے ساتھ اس کے کہ اسم غیر مسمی کا ہے اور نہیں ممکن ہے کہ واقع ہو نزاع بیچ اس کے، کہا قرطبی نے کہ اسم اللہ تعالیٰ کے اگرچہ متعدد ہیں لیکن نہیں تعدد ہے اس کی ذات میں اور نہ ترکیب نہ محسوس مانند جسم والی چیزوں کے نہ عقلی مانند محدودات کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعدد ہیں اسم ساتھ اختلاف اعتبارات کے جو زائد ہیں فوات پر پھر وہ دلالت کی جہت سے چار قسم پر ہیں اول وہ ہیں جو مجرد ذات پر دلالت کرتے ہیں مانند جلالت کی اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر دلالت مطلق غیر مقید اور ساتھ اس کے پہچانے جاتے ہیں سب نام اس کے سو کہا جائے گا کہ رحمٰن مثلاً اللہ کے ناموں میں سے ہے اور نہیں کہا جاتا کہ اللہ رحمٰن کے ناموں میں سے ہے اسی واسطے صحیح تر یہ ہے کہ وہ اسم علم ہے غیر مشتق اور نہ صفت، دوسری وہ اسم ہیں جو دلالت کرتے ہیں صفات ثابتہ پر واسطے ذات کے مانند علیم اور قدیر اور سمیع اور بصیر کی، تیسری وہ اسم ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر منسوب کرنے کے کسی امر کے طرف اس کی مانند خالق اور رازق کی، چوتھی قسم وہ اسم ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر سلب کرنے کسی چیز کے اس سے مانند علی اور قدوس کی اور یہ چاروں قسم منحصر ہیں بیچ نفی اور اثبات کے اور اختلاف ہے اسماء حسنیٰ میں کہ کیا وہ توقیفی ہیں اس معنی سے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ مشتق کرے افعال سے جو ثابت ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے کوئی اسم مگر جب کہ وارد ہو نص یا کتاب میں یا سنت میں فخر رازی نے کہا کہ مشہور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ ہے ہیں کہ وہ توقیفی ہیں اور کہا معتزلہ اور کرامیہ نے کہ جب دلالت کرے عقل اس پر کہ معنی لفظ کے ثابت ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے تو جائز ہے اطلاق اس کا اللہ تعالیٰ پر اور کہا قاضی ابوبکر اور غزالی نے کہ اسماء اللہ توقیفی سوائے صفات کے اور یہ مختار ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جو چیز کہ اجازت دی ہے شارع نے یہ کہ بلایا جائے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ کو سو وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے برابر ہے کہ مشتق ہو یا غیر مشتق اور جو چیز کہ جائز ہے یہ کہ منسوب کیا جائے اس کی طرف برابر ہے کہ اس میں تاویل داخل ہو یا نہ ہو سو وہ اس کی صفات میں سے ہے اور اس کو اسم بھی بولا جاتا ہے اور کہا حلیمی نے کہ اسماء حسنیٰ منقسم ہے طرف پانچ عقائد کی اول ثابت کرنا اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے رد کرنے کے معطلین پر اور وہ حی اور باقی اور وارث ہے اور جو ان کے معنی میں ہیں، دوسرے توحید اس کی واسطے رد کرنے کے مشرکین پر اور وہ کافی اور علی اور قادر ہے اور جو اس کی مانند ہے، تیسرے تنزیہ اس کی ہے یعنی پاک جاننا اس کو واسطے رد کرنے کے فرقہ مشبہ پر اور وہ قدوس اور مجید اور محیط وغیرہ ہے، چوتھے اعتقاد اس کا کہ ہر موجود چیز اس کے پیدا کرنے سے ہے واسطے رد کرنے کے قول بالعلت والمعلول پر اور وہ خالق اور باری اور

مصور اور قوی ہے اور جو اس کی مانند ہے پانچویں یہ کہ وہ مدبر ہے واسطے اس چیز کے کہ پیدا کی اور پھیرنے والا ہے اس کا جس طرف چاہے اور وہ قیوم اور علیم اور حکیم ہے اور جو اس کی مانند ہے اور کہا ابوالعباس بن معد نے کہ اسموں میں سے بعض ایسا اسم ہے کہ وہ ذات پر دلالت کرتا ہے مانند اللہ تعالیٰ کی اور بعض دلالت کرتا ہے اوپر ذات کے ساتھ سلب کے مانند قدوس اور سلام کی اور بعض دلالت کرتا ہے ذات پر ساتھ اضافت کے مانند علی اور عظیم کی اور بعض سمیت سلب اور اضافت کی مانند ملک اور عزیز کی اور بعض اسم اول میں سے رجوع کرتا ہے طرف صفت کی مانند علیم اور قدیر اور سمیت اضافت کی مانند حلیم اور خبیر کی اور بعض ان میں سے رجوع کرتا ہے طرف قدرت کی سمیت اضافت کی مانند قہار کی اور بعض ان میں سے رجوع کرتا ہے طرف ارادے کے سمیت فعل اور اضافت کی مانند رحمٰن اور رحیم کی اور بعض رجوع کرتا ہے طرف صفت فعل کی مثل خالق اور باری کی اور باوجود اس کے دلالت ہے اوپر فعل کے مانند کریم اور لطیف کی کہا پس نام نہیں خارج ہوتے ان دس قسموں سے اور نہیں ہے ان میں کوئی چیز مترادف اس واسطے کہ ہر اسم کے واسطے ایک خصوصیت ہے اگرچہ اصل معنی میں بعض بعض کے موافق ہے۔

تکمیل: بیچ بیان اسم اعظم کے اور البتہ انکار کیا ہے اس سے ایک قوم نے مانند ابوجعفر طبری اور ابوالحسن الاشعری کی اور ایک جماعت نے بعد ان کے سو انہوں نے کہا کہ اسم اعظم کوئی نہیں ہے اور بعض اسموں کو بعض پر فضیلت دینی جائز نہیں ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے اس میں اوپر اس کے کہ مراد ساتھ اعظم کے عظیم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سب نام عظیم ہیں اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے پاس رکھا ہے یعنی اسم اعظم اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا ہے فقط اسی کو معلوم ہے اور ثابت کیا ہے اس کو ایک گروہ نے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی تعیین میں چودہ قولوں پر، اول قول یہ ہے کہ اسم اعظم وہ ہے، دوسرا یہ کہ اسم اعظم اللہ ہے اس واسطے کہ وہ اسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے غیر پر نہیں بولا جاتا اور اس واسطے کہ وہ اصل ہے اسماء حسنیٰ میں، تیسرا یہ کہ اسم اعظم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے، چوتھا یہ کہ الرحمٰن الرحیم الحی القیوم ہے، پانچواں یہ کہ وہ الحی القیوم ہے، چھٹا حنان منان بدیع السموات والارض ذوالجلال والاکرام الحی القیوم ہے، ساتواں بدیع السموات والارض ذوالجلال، آٹھواں ذوالجلال والاکرام، نواں اللہ لا الہ الا ھو الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد، دسواں رب ہے، گیارھواں دعا حضرت یونس علیہ السلام کی ہے، بارھواں اللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم، تیرھواں یہ کہ وہ مخفی ہے اسماء حسنیٰ میں، چودھواں یہ کہ وہ کلمہ توحید کا ہے، اور یہ جو کہا کہ جو ان کو یاد کر رکھے گا تو اس میں کئی وجہ کا احتمال ہے ایک یہ کہ گنے ان کو یہاں تک کہ پورا کرے ان کو مراد یہ ہے کہ بعض اسموں پر اقتصار نہ کرے لیکن دعا کرے اللہ تعالیٰ سے ساتھ سب اسموں کے اور ثناء کرے اس کی ساتھ تمام کے پس مستحق ہو ثواب موعود کا، دوسری یہ کہ مراد احصا سے طاقت ہے یعنی جو طاقت رکھے قیام کے ساتھ حق ان ناموں کے اور عمل کرنے کے ساتھ مقتضی ان

کے اور وہ یہ ہے کہ اعتبار کرے ان کے معانی کو سو لازم کرے اپنے نفس کو ساتھ واجب ہونے اس کے سو جب مثلا رزاق کہے تو پکا یقین کرے ساتھ رزق کے اور اسی طرح باقی اسم، تیسری یہ کہ مراد ساتھ احصا کے احاطہ ہے ساتھ معانی ان کے اور کہا قرطبی نے اللہ تعالیٰ کے کرم سے اُمید ہے کہ حاصل ہو جس شخص کے واسطے احصا ان ناموں کا اوپر ایک مرتبے کے ان تین مرتبوں سے باوجود صحت نیت کے یہ کہ داخل کرے اس کو بہشت میں اور یہ تینوں مراتب واسطے سابقین اور صدیقین اور اصحاب یمین کے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ معنی احصا کے یہ ہیں کہ ان کو پہچانیں اس واسطے کہ عارف ساتھ ان کے نہیں ہوتا ہے مگر ایماندار اور ایماندار بہشت میں داخل ہوگا اور بعض نے کہا کہ شمار کرے اعتقاد سے اس واسطے کہ دھری نہیں اعتراف کرتا ساتھ خالق کے اور فلسفی نہیں اعتراف کرتا ساتھ قادر کے اور بعض نے کہا کہ شمار کرے ان کو چاہتا ہو ساتھ ان کے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اور بڑا جاننا اس کا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ عمل کرے سو جب مثلا قدوس کہے تو حاضر کرے ذہن میں پاک اور منزہ ہونا اس کا تمام نقائص سے، کہا ابن بطال نے کہ طریق عمل کا ساتھ ان کے یہ ہے کہ جن ناموں میں پیروی جائز ہے مانند رحیم اور کریم کی سو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دیکھے اثر اس کا اپنے بندے پر سو چاہیے کہ عادت کرے بندہ اپنے نفس پر یہ کہ صحیح ہو واسطے اس کے متصف ہونا ساتھ اس کے اور جو اسم کہ خاص ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مانند جبار اور عظیم کی تو واجب ہے بندے پر اقرار کرنا ساتھ اس کے اور خضوع واسطے اس کے اور نہ متصف ہونے کے ساتھ کسی صفت کے اس سے اور جس میں وعدے کے معنی ہوں تو کھڑا ہو اس سے نزدیک طمع اور رغبت کے اور جس میں وعید کے معنی ہوں کھڑا ہو اس سے نزدیک خوف اور دہشت کے پس یہ معنی ہیں ان کے گننے اور یاد رکھنے کے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ جو یاد کرے ان کو بطورِ شمار کے اور گنے ان کو بطورِ تلاوت کے اور نہ عمل کرے ساتھ ان کے تو ہوتا ہے مانند اس شخص کی جو حفظ کرے قرآن کو اور نہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ بیچ اس کے ہے میں کہتا ہوں کہ جو ذکر کیا ہے اس نے وہ مقام کمال کا ہے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ نہ دیا جائے ثواب جو یاد کرے اس کو اور عبادت جانے ان کی تلاوت کو اور دعا کرے ساتھ ان کے اگرچہ ہو متلبس ساتھ گناہوں کے جیسا کہ واقع ہوتا ہے مثل اس کی قرآن کے قاری ہیں اس واسطے کہ قرآن کا قاری اگرچہ متلبس ہو ساتھ گناہ کے سوائے اس کے کہ متعلق ہے ساتھ قرأت کے ثواب دیا جاتا ہے اس کی تلاوت پر نزدیک اہل سنت کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محققین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو حفظ کرے اور یہ ظاہر تر ہے واسطے ثابت ہونے اس کے کے بیچ نفس حدیث کے کہا اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد گننا اور شمار کرنا اس کا ہے واسطے حفظ کرنے کے، میں کہتا ہوں اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حفظ کے لفظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو زبانی یاد سے پڑھے بلکہ احتمال ہے کہ معنوی حفظ ہو اور بعض نے کہا کہ مراد قرآن کا حفظ کرنا ہے واسطے ہونے اس کے کے مستوفی سب ناموں کو اور کہا اصیلی نے کہ

نہیں مراد ساتھ احصا کے شمار کرنا ان کا فقط اس واسطے کہ کبھی ان کو فاجر بھی گنتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عمل کرنا ہے ساتھ ان کے اور ایمان لانا ساتھ ان کے اور اعتبار کرنا ساتھ معانی ان کے۔ (فتح)

وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ اَحْصَاهَا مَنْ حَفِظَهَا.

اور اللہ تعالیٰ طاق ہے طاق کو دوست رکھتا ہے اور کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ احصا کے معنی ہیں حفظ کرے ان کو۔

فائدہ: اور اس کے معنی اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ ہیں کہ وہ اکیلا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں اس کی ذات میں اور نہ تقسیم ہونا اور قول اس کا یحب الوتر کہا عیاض نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ طاق کو فضیلت ہے جفت پر اس کے اسموں میں واسطے ہونے اس کے کے دال اوپر وحدانیت کے اس کی صفات میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر مراد ساتھ اس کے دلالت اس کی وحدانیت پر ہوتی تو البتہ نہ متعدد ہوتے اسماء بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے وتر کو ہر چیز سے اگرچہ متعدد ہو وہ چیز کہ اس میں وتر ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ امر کیا ہے اس نے ساتھ وتر کے بہت عملوں اور بندگیوں میں جیسے کہ پانچ نمازوں اور وتر لیل اور عدد طہارت اور تکفین میت اور بہت مخلوقات میں مانند آسمان اور زمین کی اور کہا قرطبی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ وتر اس جگہ واسطے جنس کے ہے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی معہود چیز جس کا ذکر پہلے ہوا ہوتا کہ اس پر محمول کیا جائے پس معنی یہ ہوں گے کہ وہ وتر ہے دوست رکھتا ہے ہر وتر کو جس کو اس نے مشروع کیا اور معنی اس کی محبت کے یہ ہیں کہ اس نے اس کے ساتھ حکم کیا ہے اور اس پر ثواب دیا ہے اور صلاحیت رکھتا ہے یہ واسطے عموم اس چیز کے کہ پیدا کیا ہے اس کو طاق اپنی مخلوق سے یا معنی محبت کے یہ ہیں کہ خاص کیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے واسطے حکمت کے کہ جانتا ہے اس کو اور احتمال ہے کہ مراد بعینہ وتر ہو اگرچہ نہیں جاری ہوا ہے واسطے اس کے ذکر پھر اختلاف ہے بعض نے کہا کہ مراد نماز وتر کی ہے اور بعض نے کہا کہ نماز جمعہ ہے اور بعض نے کہا کہ دن جمعہ کا اور بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام اور بعض نے غیر اس کے کہا ہے اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر اور ایک معنی اس کا اور ہے اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ وتر کے توحید ہے سو معنی یہ ہوں گے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور اپنے کمال اور افعال میں واحد ہے اور دوست رکھتا ہے توحید کو یعنی یہ کہ اس کو ایک جانے اکیلا مانے اس کا کوئی شریک نہ جانے اور اعتقاد کرے کہ وہ اکیلا ہے ساتھ خدائی کے سوائے خلقت اپنی کے۔ (فتح)

بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

گھڑی گھڑی کے بعد وعظ نصیحت کرنا

فائدہ: مناسبت اس باب کے ساتھ کتاب الدعوات کے یہ ہے کہ مخلوط ہوتا ہے ساتھ وعظ کے غالبًا یاد دلانا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ذکر منجملہ دعا سے ہے۔ (فتح)

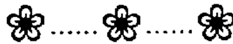
٥٩٣٢۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ

٥٩٣٢۔ حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کرتے تھے کہ یزید بن معاویہ آیا سو ہم

كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللّٰهِ إِذْ جَآءَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقُلْنَا أَلَا تَجْلِسُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ أَدْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَإِلَّا جِئْتُ أَنَا فَجَلَسْتُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهٖ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَمَا إِنِّيْ أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ وَلٰكِنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

نے کہا کہ کیا تو نہیں بیٹھتا اس نے کہا کہ نہیں، میں اندر جاتا ہوں اور تمہارے ساتھی کو تمہاری طرف نکالتا ہوں نہیں تو میں آتا ہوں سو میں بیٹھا سو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر آئے اور حالانکہ وہ اس کا ہاتھ پکڑے تھے سو ہم پر کھڑے ہوئے سو کہا خبردار ہو بے شک مجھ کو خبر ہوئی تھی تمہارے ٹھہرنے کی لیکن مجھ کو روکا تمہاری طرف نکلنے سے اس نے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر گیری کرتے تھے ہمارے ساتھ وعظ کے دنوں میں یعنی کبھی کبھی واسطے برا جاننے دل گیری اور تھک جانے ہمارے کے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ رعایت کرتے تھے اوقات کی ان کی تعلیم میں اور وعظ میں اور نہ کرتے تھے اس کو ہر دن واسطے خوف تھک جانے کے یعنی وعظ کرے ان کو خوش دل ہونے کی حالت میں اور بہت وعظ نہ کرے تا کہ تھک جائیں اور اس حدیث میں نرمی اور مہربانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ساتھ اصحاب اپنے کے اور نیک توصل طرف تعلیم اور تفہیم ان کی کے تا کہ سیکھیں آپ سے ساتھ خوش دلی کے نہ تنگی سے اور نہ دل گیری سے اور پیروی کی جائے ساتھ آپ کے بیچ اس کے اس واسطے کہ تعلیم ساتھ سہولت کے اخف ہے محنت میں اور بہت بلانے والی ہے طرف ثبات کی لینے اس کے سے ساتھ مشقت کے اور اس میں منقبت ہے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے متابعت ان کی کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں اور عمل میں اور محافظت کے اوپر اس کے۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الرِّقَاقِ

کتاب ہے رقاق کے بیان میں

فائدہ: اور نام رکھا گیا ہے ان حدیثوں کا ساتھ رقاق کے اس واسطے کہ ان حدیثوں سے دل میں رقت اور نرمی ہوتی ہے اور اس کی ضد قسوۃ ہے یعنی سختی ہے اور بدنوں میں اس کی ضد صفاقت ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں زندگی مگر آخرت کی زندگی

۵۹۳۳۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ قَالَ عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۵۹۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگوں کو زیان اور نقصان ہوتا ہے ایک تو تندرستی دوسری روزی سے دل جمعی، کہا عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی مجھ سے صفوان نے عبداللہ بن سعید سے اس نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا حضرت ﷺ سے مثل اس کی یعنی سعید کا سماع ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔

فائدہ: نعمت نیک حالت کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ منفعت مفعولہ ہے اوپر جہت احسان کے واسطے غیر کے اور غبن بیع میں ساتھ سکون با کے ہے اور رائے میں ساتھ حرکت کے سو بنا بر اس کے دونوں معنی اس حدیث میں ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ جس نے نہ استعمال کیا اس کو اس چیز میں کہ لائق ہے تو اس کا نقصان ہوا اس واسطے کہ اس نے اس کو ناقص چیز سے بیچا اور نہیں کہا جاتا ہے اس کی رائے کو اچھا بیچ اس کے یعنی اس کی عقل کو کوئی اچھا نہیں کہتا کہا ابن بطال نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہوتا ہے آدمی فارغ یہاں تک کہ ہو روزی سے بافراغت اور تندرست سو جس کے واسطے یہ حاصل ہو تو چاہیے کہ حرص کرے کہ نہ نقصان پائے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے اس کو نعمت دی ہے اس کا شکریہ ادا کرے اور اس کے شکر میں سے ہے بجا لانا اس کے امروں کا اور بچنا اس کی منع کی چیز سے سو جس نے

اس میں قصور کیا سو اس کا نقصان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ اکثر لوگوں کو تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جن کو اس بات کی توفیق ملتی ہے وہ تھوڑے ہیں اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کبھی ہوتا ہے آدمی تندرست اور نہیں ہوتا ہے فارغ واسطے مشغول ہونے اس کے ساتھ معاش کے اور کبھی روزی سے بے پرواہ ہوتا ہے اور تندرست نہیں ہوتا سو جب دونوں جمع ہوں تو غالب ہوتی ہے اس پر سستی اور کاہلی بندگی سے سو وہ مغبون ہے یعنی اس کا نقصان ہوا اور تمام اس کا یہ ہے کہ دنیا کھیتی ہے آخرت کی اور اس میں تجارت ہے کہ ظاہر ہوتا ہے نفع اس کا آخرت میں سو جس نے استعمال کیا اپنی صحت اور فراغت کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں تو وہ مغبوط ہے یعنی چاہیے کہ اس کا رشک کیا جائے اور جس نے اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کیا تو وہ مغبون ہے نقصان کیا گیا اس واسطے کہ فراغت کے پیچھے شغل ہے اور صحت کے پیچھے بیماری ہے اور اگرچہ نہ ہو مگر بڑھاپا اور کہا طیبی نے کہ مثال دی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکلّف کے مثلا ساتھ سوداگر کے کہ واسطے اس کے راس المال ہو سو وہ طلب کرتا ہے نفع کو باوجود سلامت رہنے راس المال کے سو طریق اس کا اس میں یہ ہے کہ کوشش کرے اس شخص کی تلاش میں جس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے اور لازم کرے صدق کو تا کہ اس کو گھاٹا نہ پڑے پس صحت اور فراغت روزی سے آدمی کا راس المال ہے اور لائق ہے واسطے اس کے یہ کہ معاملہ کرے اللہ تعالیٰ سے ساتھ ایمان کے اور مجاہدہ نفس کے اور دشمن دین کے تا کہ نفع پائے خیر دنیا اور آخرت کی اور قریب ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ الآیۃ اور لازم ہے اس پر کہ بچے نفس کی تابعداری سے اور معاملہ کرنے سے ساتھ شیطان کے تا کہ نہ ضائع ہو راس المال اس کا سمیت نفع کے اور یہ جو حدیث میں فرمایا مغبون فیها کثیر من الناس تو یہ مانند قول اللہ تعالیٰ کی ہے ﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ سو کثیر حدیث میں بیچ مقابلے قلیل کے ہے آیت میں اور کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پہلی نعمت بندے پر کیا ہے؟ سو بعض نے کہا کہ ایمان ہے اور بعض نے کہا کہ زندگی اور بعض نے کہا کہ تندرستی اور پہلی بات اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ نعمت ہے مطلق اور بہرحال زندگی اور صحت سو وہ نعمتیں دنیاوی ہیں اور نہیں ہوتی ہے نعمت حقیقی مگر جب کہ ایمان کے ساتھ مصاحب ہو اور اس وقت بہت لوگوں کو اس میں نقصان ہوتا ہے یعنی ان کا نفع جاتا رہتا ہے یا کم ہو جاتا ہے سو جس نے ڈھیلا چھوڑا اپنے آپ کو ساتھ نفس امارہ کے جو حکم کرنے والا ہے ساتھ بدی کے اور چھوڑ دی اس نے محافظت حدود پر اور ہمیشگی طاعت پر تو البتہ وہ مغبون ہوا اور نقصان کیا گیا اور اسی طرح جب کہ ہو فارغ اس واسطے کہ جو مشغول ہو کبھی ہوتا ہے واسطے اس کے عذر برخلاف اس شخص کے جو فارغ ہو کہ اس کا کوئی عذر نہیں ہوتا اور تمام ہوتی ہے اس پر حجت۔ (فتح)

٥٩٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ

۵۹۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! نہیں زندگی مگر آخرت کی زندگی سو بخش

أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةُ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ.

دے انصار اور مہاجرین کو۔

فائدہ: یہ حدیث فضل انصار میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اصحاب کہتے ہیں جنگ خندق کے دن ہم نے محمد ﷺ سے بیعت کی جہاد پر جب تک کہ ہم زندہ رہیں سو حضرت ﷺ نے ان کو یہ جواب دیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ سردی کی فجر میں تھا سو جب حضرت ﷺ نے ان کی تکلیف اور بھوک دیکھی تو یہ فرمایا۔ (فتح)

٥٩٣٥ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَحْفِرُ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةُ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةَ تَابَعَهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

٥٩٣٥۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ خندق میں تھے اور حضرت ﷺ کھائی کھودتے تھے اور ہم مٹی اٹھائے لے جاتے تھے اور حضرت ﷺ نے ہم کو دیکھا سو فرمایا الٰہی! نہیں سچی زندگی مگر آخرت کی سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو۔

فائدہ: بعض اصحاب حضرت ﷺ کے ساتھ خندق کھودتے تھے اور بعض مٹی نکالتے تھے اور ان دونوں حدیثوں میں اشارہ ہے طرف تحقیر زندگی دنیا کی کہ دنیا کی زندگی کچھ چیز نہیں واسطے اس چیز کے کہ عارض ہوتی ہے اس کو سیاہی اور سرعت فنا سے یعنی بہت جلد فانی ہو جاتی ہے کہا ابن منیر نے کہ مناسبت حدیث انس رضی اللہ عنہ اور سہل رضی اللہ عنہ کی ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے جس کو ترجمہ شامل ہے یہ ہے کہ بہت لوگوں کو نقصان ہوا ہے تندرستی اور فراغت میں کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر مقدم کیا سو مراد اس کی اشارہ کرنا طرف اس کی کہ جس زندگی کے ساتھ وہ مشغول ہوئے ہیں وہ کچھ چیز نہیں بلکہ زندگی وہ ہے جس سے انہوں نے روگردانی کی ہے اور وہ مطلوب ہے سو جس سے آخرت کی زندگی فوت ہوئی تو اس کا نقصان ہوا۔ (فتح)

بَابُ مَثَلِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ

مثال دنیا کی آخرت میں یعنی مثل دنیا کی روبرو آخرت کے

فائدہ: یہ باب ایک ٹکڑا ہے حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہ نہیں ہے دنیا آخرت کے روبرو مگر جیسے کوئی

اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ کس قدر پانی لگا لاتی ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے صرف سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے کہ کوڑا رکھنے کی جگہ بہشت سے ساری دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور جب کہ ہوئی کوڑے کی جگہ بہشت سے بہتر ساری دنیا سے تو کوڑے سے کم جگہ بہشت کی اس کے مساوی ہوگی سو موافق ہوگی اس چیز کو کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث مسلم کی جس کے ساتھ باب باندھا ہے اور غدوة في سبيل الله کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے کہا قرطبی نے کہ یہ مانند قول اللہ تعالیٰ کی ہے ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ﴾ اور یہ حکم بہ نسبت اس کی ذات کی ہے اور بہر حال بہ نسبت آخرت کے سو نہیں کچھ قدر اس کی اور نہ حقیقت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو بطورِ تمثیل اور تقریب کے ورنہ نہیں نسبت ہے درمیان اس چیز کے کہ ختم ہونے والی ہے اور درمیان اس چیز کے کہ نہیں ہے ختم ہونے والی اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے کہ پھر دیکھے کہ کس قدر پانی لگا لاتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس قدر پانی کہ انگلی کے ساتھ دریا سے لگتا ہے اس کی کوئی قدر نہیں ہے اور نہ کچھ حقیقت اور اسی طرح ہے دنیا بہ نسبت آخرت کے اور حاصل یہ ہے کہ آخرت کے روبرو دنیا نہایت حقیر ہے اور دنیا کی مثال اس پانی کی ہے جو دریا سے انگلی کے ساتھ لگے اور آخرت کی مثال دریا کی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَّفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے۔

فائدہ: کہا ابن عطیہ نے کہ مراد ساتھ حیاتی دنیا کے اس آیت میں وہ چیز ہے جو خاص ہے ساتھ گھر دنیا کے تصرف سے اور بہر حال جو کچھ کہ ہے اس میں بندگی سے اور جس سے کوئی چارہ نہیں اس چیز سے کہ مدد کرے بندگی پر تو نہیں ہے وہ مراد اس جگہ اور زینت وہ چیز ہے کہ آرائش کی جائے ساتھ اس کے اس چیز سے کہ خارج ہے چیز کی ذات سے جس کے ساتھ وہ چیز خوبصورت ہو جاتی ہے اور فخر واقع ہوتا ہے ساتھ نسب کے غالبًا مانند عادت عرب کی اور صورت اس مثال کی یہ ہے کہ اول آدمی پیدا ہوتا ہے پھر جوان ہوتا ہے اور قوی ہوتا ہے پس کماتا ہے مال اور اولاد کو اور عمر نمو کی نہایت کو پہنچتا ہے پھر شروع ہوتا ہے گھٹنے میں سو بوڑھا ہو جاتا ہے اور ضعیف ہو جاتا ہے اور بیمار ہو جاتا ہے اور پہنچتی ہیں اس کو مصیبتیں بیماری اور مال اور عزت کے کم ہونے پر پھر مر جاتا ہے اور اس کا کام تباہ ہو جاتا ہے

اور اس کا مال غیر کے ملک ہو جاتا ہے اور اس کی رسوم بدل جاتی ہے پس حال اس کا اس زمین کے حال کی طرح ہے جس کو مینہ پہنچا سو اس پر گھاس اور سبزہ اُگا خوش لگتا ہے رونق دار پھر خشک ہوا اور زرد ہوا پھر چُورا ہو گیا اور جدا جدا ہو گیا پھر نابود ہو گیا اور اختلاف ہے اس میں کہ اس آیت میں کفار سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ وہ جمع ہے کافر باللہ کی اس واسطے کہ وہ دنیا کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور اس کی رونق سے بہت خوش ہوتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے کھیتی کرنے والے ہیں اور خاص کیا ہے ان کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ سبزوں کا حال خوب جانتے ہیں پس نہیں خوش آتی ہے ان کو مگر وہ چیز کہ حقیقۃً خوش لگنے والی ہو۔ (فتح)

۵۹۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

۵۹۳۶۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بہشت میں کوڑے رکھنے کی جگہ بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور جہاد میں اول روز یا آخر روز کوشش کرنا بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ دنیا میں رہ مسافر کی طرح یا کہ جیسے راہ چلتا ہے۔

فائدہ: باب باندھا ہے ساتھ بعض حدیث کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ ثابت ہے مرفوع ہونا اس کا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جس نے اس کو موقوف روایت کیا ہے اس نے اقتصار کیا ہے۔

۵۹۳۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا

۵۹۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں مونڈھے پکڑے سو فرمایا کہ رہ دنیا میں مسافر کی طرح یا کہ جیسے راہ چلتا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار مت کر اور لے اپنی صحت کے زمانے سے اپنی بیماری کے واسطے اور اپنی زندگی کے زمانے سے اپنی موت کے واسطے۔

تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ
الْمَسَآءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ
حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.

فائدہ: کہا طیبی نے کہ نہیں ہے او واسطے شک کے بلکہ واسطے تخییر اور اباحت کے ہے اور احسن یہ ہے کہ ہو ساتھ معنی بل کے سو تشبیہ دی عابد سالک کو ساتھ مسافر کے کہ نہیں واسطے اس کے کوئی ٹھکانہ رہنے کا اور نہ کوئی جگہ سکونت کی پھر اس سے ترقی کی اور اضراب کیا اس سے طرف راہ چلنے والے کی اس واسطے کہ غریب کبھی سکونت کرتا ہے مسافری کے شہر میں برخلاف عابر سبیل کے جو قصد کرنے والا ہے طرف کسی شہر کی جو دور ہے اور درمیان دونوں کے بہت نالے ہیں اور جنگل ہیں ہلاک کرنے والے اور راہ زن اس واسطے کہ اس کی شان سے ہے کہ ایک لحظہ نہ کھڑا ہو اور ایک لحہ نہ ٹھہرے اسی واسطے اس کے پیچھے یہ کہا کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر، الخ اور یہ قول لایا اور گن اپنے آپ کو قبر والوں میں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بدستور چلا جا اور نہ سستی کر اس واسطے کہ اگر تو قصور کرے گا تو ان نالوں اور جنگلوں میں رہ کر ہلاک ہو جائے گا اور یہ معنی مشبہ بہ کے ہیں اور بہرحال مشبہ سو وہ قول اس کا ہے اور لے اپنی صحت کے زمانے سے اپنی بیماری کے واسطے یعنی عمر نہیں خالی ہے صحت اور بیماری سے سو جب تو تندرست ہو تو میانہ روی کر اور زیادہ کر اس پر بقدر قوت اپنی کے جب تک کہ تجھے قوت ہے اس طور سے کہ ہو یہ زیادتی قائم مقام اس چیز کے جو شاید بیماری کی حالت میں فوت ہوا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر جیسے تو اس کو دیکھتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ جب کہ ہوتا ہے مسافر کم معرفت طرف لوگوں کی بلکہ ان سے وحشت کرنے والا ہوتا ہے اس واسطے کہ نہیں قریب ہے کہ گزرے اس شخص پر کہ اس کو پہچانے اس کے ساتھ لگاؤ پکڑے سو وہ ذلیل ہے اپنے نفس میں ڈرنے والا ہے اور اسی طرح راہ چلتا بھی نہیں چلتا ہے اپنے سفر میں مگر ساتھ قوت اپنی کے اوپر اس کے اور تخفیف اس کی سے اثقال سے نہیں ہے پنجہ مارنے والا ساتھ اس چیز کے کہ منع کرے اس کو قطع سفر اس کے سے کہ اس کے ساتھ اس کا زاد اور راحلہ ہے جو اس کو اس کے مطلب کی طرف پہنچا دیں تو تشبیہ دی اس کو ساتھ ان کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اختیار زہد کی دنیا میں اور طرف لینے کی بقدر کفاف کے اس سے سو جس طرح کہ نہیں محتاج ہے مسافر طرف اکثر کی اس چیز سے کہ پہنچائے اس کو طرف نہایت سفر اس کے کی پس اسی طرح نہیں محتاج ہے مسلمان دنیا میں زیادہ کی طرف اس چیز سے کہ پہنچائے اس کو محل میں اور کہا اس کے غیر نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ رغبت دلانے کے اوپر فارغ ہونے کے دنیا سے اور زہد کرنے کے بیچ اس کے اور حقیر جاننے اس کے اور قناعت کرنے کے بیچ اس کے ساتھ کفاف کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ مائل ہو طرف دنیا کی اور نہ ٹھہرا اس کو وطن اور نہ بات کر اپنے جی سے ساتھ باقی رہنے کے اور نہ تعلق پکڑ ساتھ اس چیز کے کہ نہیں تعلق پکڑتا

ساتھ اس کے مسافر اپنے غیر وطن میں اور اس کے غیر نے کہا کہ عابر سبیل وہ چلنے والا ہے راہ پر اپنے وطن کو طلب کرنے والا سو آدمی دنیا میں مثل اس غلام کی ہے جس کو اس کے مالک نے کسی کام کے واسطے دوسرے شہر میں بھیجا سو اس کا شان یہ ہے کہ جلدی کرے ساتھ کرنے اس کام کے جس کے واسطے بھیجا گیا پھر اپنے وطن کی طرف پھرے اور نہ تعلق پکڑے ساتھ کسی چیز کے سوائے اپنے کام کے اور اس کے غیر نے کہا کہ اتارے مومن اپنے نفس کو دنیا میں بجائے مسافر کے سو نہ معلق کرے اپنے دل کو ساتھ کسی چیز مسافری کے شہر سے بلکہ دل اس کا متعلق ہو ساتھ وطن اپنے کے کہ رجوع کرے گا اس کی طرف اور ٹھہرائے اپنے آپ کو دنیا میں تا کہ پوری کرے حاجت اپنی اور سامان اپنا واسطے رجوع کرنے کے طرف وطن اپنے کی اور یہ حال مسافر کا ہے یا ہو مانند اس مسافر کی کہ نہیں قرار پکڑتا ہے کسی جگہ خاص میں بلکہ وہ ہمیشہ چلنے والا ہے طرف شہر اقامت کی اور عطف عابر سبیل کا غریب پر عطف عام کا ہے خاص پر اور اس میں نوع ترقی ہے اس واسطے کہ اس کے تعلقات غریب مقیم کے تعلقات سے کم ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ لے اپنی صحت کے لیے، الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مشغول ہو صحت کی حالت میں ساتھ بندگی کے ساتھ اس طور کے کہ اگر حاصل ہو قصور بیماری میں تو نہیں پورا ہوگا ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ اپنی زندگی سے موت کے واسطے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اے اللہ کے بندے! تو نہیں جانتا کہ کل تیرا کیا نام ہوگا یعنی کیا تجھ کو شقی کہا جائے گا یا سعید اور نہیں مراد ہے اسم خاص اس کا کہ وہ نہیں بدل ہوتا اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ کہا جائے گا کہ وہ زندہ ہے یا مردہ اور کہا بعض علماء نے کہ کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نکالا گیا ہے حدیث سے اور وہ شامل ہے واسطے نہایت قصر امل کے اور یہ کہ عاقل کو لائق ہے کہ جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کرے اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرے بلکہ گمان کرے کہ اس کی موت اس کو پانے والی ہے اس سے پہلے اور قول اس کا کہ لے اپنی صحت سے یعنی عمل کر اپنی زندگی میں جس کا نفع موت کے بعد تجھ کو پہنچے اور صحت کے دنوں میں نیک عمل کے ساتھ جلدی کر اسے کہ مرض کبھی عارض ہوتی ہے سو باز رہتا ہے عمل کرنے سے سو جو کوئی اس میں قصور کرے اس پر خوف ہے کہ پہنچے طرف آخرت کی بغیر زاد کے اور حدیث میں ہاتھ لگانا معلم کا ہے طالب علم کے اعضاء کو وقت تعلیم کے اور یہ واسطے لگاؤ اور تنبیہ کے ہے اور نہیں کرتا ہے اس کو غالبا مگر وہ شخص کہ وہ اس کی طرف مائل اور اس میں مخاطبت ساتھ واحد ہے اور ارادہ جمع کا ہے اور حرص حضرت ﷺ کی اوپر پہنچانے کے خیر کے واسطے امت اپنی کے اور ترغیب اوپر ترک کرنے دنیا کے اور قصر کرنا اس چیز پر کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس سے۔ (فتح)

بَابُ فِي الْاَمَلِ وَطُوْلِهٖ

باب ہے بیچ امید کے اور درازی اس کی کے

فائدہ: امل کے معنی ہیں اُمید واری اس چیز کی کہ چاہتا ہے اس کو نفس درازی عمر سے اور زیادتی مال سے اور وہ قریب ہے تمنی کے معنی سے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو دور کیا گیا آگ سے اور داخل کیا گیا بہشت میں تو وہ مطلب کو پہنچا اور نہیں ہے جینا دنیا کا مگر اسباب غرور کا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ متعلق اُمید کا کچھ چیز نہیں ہے اس واسطے کہ وہ اسباب ہے غرور کا تشبیہ دی ہے دنیا کو ساتھ متاع کے کہ دغا کیا جائے اور دھوکا دیا جائے ساتھ اس کے خریدار کو تا کہ اس کو خریدے پھر ظاہر ہو واسطے اس کے فساد اس کا اور عیب اس کا اور دھوکا دینے والا شیطان ہے اور کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس آیت کی واسطے ترجمہ کے آیت کے اول میں ہے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ اور اس کے آخر میں ہے ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾

یعنی چھوڑ ان کو کھائیں اور نفع اٹھائیں اور غفلت میں ڈالے ان کو اُمید سو عنقریب معلوم کریں گے

فائدہ: کہا جمہور نے کہ یہ آیت عام ہے اور کہا ایک جماعت نے کہ وہ خاص کفار کے حق میں ہے اور امر اس میں واسطے تہدید کے ہے اور اس میں زجر ہے دنیا کے اسباب میں غرق ہونے سے۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَآءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَآءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَّلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَّلَا عَمَلَ ﴿بِمُزَحْزِحِهٖ﴾ بِمُبَاعِدِهٖ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ کوچ کیا دنیا نے پیٹھ دے کر اور کوچ کیا آخرت نے سامنے آنے والی اور دونوں میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں سو آخرت کے بیٹے بنو دنیا کے بیٹے مت بنو اس واسطے کہ آج دن عمل کرنے کا ہے اور نہیں ہے اس میں حساب اور کل یعنی قیامت کے دن حساب ہوگا اور نہیں اس میں عمل اور ﴿بِمُزَحْزِحِهٖ﴾ کے معنی دور کرنے والا اس کو۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ کے اثر کے اول میں ہے وہ چیز کہ جو ترجمہ کے مطابق ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زیادہ تر خوفناک چیز جس کا مجھ کو تم پر ڈر ہے پیروی ہوا کی ہے اور درازی امید کی سو پیروی ہوا کی تو حق سے روکتی ہے اور درازی امل کی آخرت کو بھلا دیتی ہے اور بعض حکما نے علی رضی اللہ عنہ کی کلام کو لیا ہے کہ دنیا جانے والی ہے اور آخرت آنے والی سو عجب ہے اس شخص پر کہ پیٹھ دینے والی چیز کی طرف متوجہ ہو اور سامنے آنے والی چیز کو پیٹھ دے اور وارد ہوئی ہے بیچ ذم ستر سال کے ساتھ امل کے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ چار چیزیں بدبختی سے ہیں جمود آنکھ کا اور سختی دل کی اور طول امل اور حرص۔ (فتح)

۵۹۳۸ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ مُنْذِرٍ عَنْ رَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِّنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ وَقَالَ هٰذَا الْإِنْسَانُ وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيْطٌ بِهِ أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا.

۵۹۳۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکیر چوگوشہ کھینچی اور ایک اس کے بیچ میں کھینچی باہر اس سے اور چھوٹی چھوٹی لکیریں اس لکیر کے ساتھ کھینچیں جو بیچ میں ہے اس کی جانب میں جو مربع لکیر کے بیچ میں ہے سو فرمایا کہ یہ آدمی ہے اور یہ اس کی اجل ہے جو اس کو گھیرے ہے یا فرمایا جس نے اس کو گھیرا ہے اور یہ لکیر جو اس سے نکلی ہوئی ہے اُمید اس کی ہے اور یہ چھوٹی لکیریں اعراض ہیں اگر یہ اس سے چوکے تو یہ اس کو پہنچتی ہے اور اگر یہ اس سے چوکے تو یہ اس کو پہنچتی ہے۔

فائدہ: اور اس کی صورت یہ ہے .... سو اشارہ ساتھ قول اس کے کہ یہ انسان ہے طرف نقطہ داخل کی ہے یعنی جس جگہ سے بیچ والی لکیر شروع ہوئی اور اشارہ ساتھ قول اس کے اور یہ اس کی اجل ہے جو اس کو گھیرے ہے طرف مربع لکیر کی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے اور یہ جو نکلنے والا ہے اس کی امید ہے طرف لکیر دراز کی جو اکیلی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے ہذہ طرف لکیروں کی ہے اور یہ مذکور ہیں بطور مثال کے اس واسطے کہ مراد حصر ہونا ہے عدد معین میں اور تائید کرتا ہے اس کی قول انس رضی اللہ عنہ کا اس کے بعد جب کہ آتا ہے اس کے پاس خط اقرب اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف خط محیط کی اور نہیں ہے شک کہ جس لکیر نے اس کو احاطہ کیا ہوا ہے وہ قریب تر ہے اس لکیر سے جو اس سے خارج ہے اور اعراض جمع عرض کی اور عرض وہ چیز ہے کہ نفع اُٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے دنیا میں خیر میں اور شر میں اور مشکل یہ ہے کہ اشارتیں اس حدیث میں چار واقع ہوئی ہیں اور خطوط فقط تین ہیں اور جواب دیا ہے کرمانی نے ساتھ اس کے کہ جو خط کہ داخل ہے اس کے واسطے دو اعتبار ہیں پس جس قدر کہ مربع کے اندر ہے وہ انسان ہے جو اس سے باہر ہے وہ اس کی اُمید ہے اور مراد ساتھ اعراض کے آفات ہیں جو عارض ہوتی ہیں واسطے اس کے سو اگر ایک سے سلامت رہے تو دوسری سے سلامت نہیں رہتا اور اگر سب سے سلامت رہے اور اس کو کوئی آفت بیماری یا فقد مال وغیرہ سے نہ پہنچے تو اچانک اس کو موت آجاتی ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کسی سبب سے مرے وہ اجل سے مرتا ہے اور حدیث میں اشارہ ہے طرف ترغیب کی قصر امل پر اور

استعداد کے واسطے اچانک موت کے اور تعبیر کی ہے ساتھ نہش کے اور وہ کاٹنا زہر دار چیز کا ہے واسطے مبالغہ کے بیچ اصابت اور ہلاک کرنے کے۔ (فتح)

٥٩٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْأَمَلُ وَهٰذَا أَجَلُهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جَآءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ.

۵۹۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکیریں کھینچیں سو فرمایا کہ یہ ہے اُمید انسان کی اور یہ اجل اس کی ہے سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھا کہ اچانک اس کے پاس خط اقرب یعنی موت آئی۔

فائدہ: اور ایک روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے ایک لکڑی گاڑی پھر اس کے پہلو میں ایک اور لکڑی گاڑی پھر تیسری گاڑی سو اس کو دور کیا پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی اجل ہے اور یہ اس کی امل ہے اور اس طرح اور روایت آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اجل قریب تر ہے اس کی امید سے۔ (فتح)

بَابٌ مَنْ بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ لِقَوْلِهِ ﴿أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ يَعْنِي الشَّيْبَ.

جو ساٹھ برس کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا عذر دور کیا عمر میں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کیا نہیں عمر دی میں نے تم کو وہ چیز کہ نصیحت پکڑے اس میں جو نصیحت پکڑے اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا آگے سے۔

فائدہ: اور البتہ اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے بیچ اس کے سو اکثر اس پر ہیں کہ مراد ساتھ اس کے بڑھاپا ہے اس واسطے کہ وہ آتا ہے بیچ عمر کہولت کے اور جو اس کے بعد ہے اور وہ علامت ہے واسطے مفارقت عمر لڑکے کے جس میں کھیل کا گمان ہے اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ مراد تعمیر سے آیت میں کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ مراد اس سے چالیس برس ہیں نقل کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے مسروق سے دوسرا قول چھیالیس برس ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تیسرا قول ستر برس ہیں یہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے چوتھا قول ساٹھ برس ہیں روایت کیا ہے اس کو ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جو عمر کہ اس میں اللہ تعالیٰ آدمی کا عذر دور کرتا ہے ساٹھ سال ہیں۔ (فتح)

٥٩٤٠ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ

۵۹۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرد کا عذر دور کیا جس کی اجل کو مؤخر کیا یہاں تک کہ ساٹھ برس کو پہنچا۔ متابعت کی ہے اس کی ابن عجلان اور

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَى امْرِيءٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّيْنَ سَنَةً تَابَعَهُ أَبُوْ حَازِمٍ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ.

ابوحازم نے مقبری سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساٹھ برس اس کی حد ہوئی اس واسطے کہ وہ قریب ہے معترک سے اور وہ عمر رجوع اور خشوع اور موت کے انتظار کی ہے سو یہ عذر ہیں بعد عذر کے واسطے مہربانی کے اللہ تعالیٰ سے ساتھ بندوں کے یہاں تک کہ نقل کیا ان کو حالت جہل سے طرف حالت علم کی پھر دور کیا عذر ان کا سو نہ عقاب کیا ان کو مگر بعد دلائل واضح کے اگرچہ پیدا ہوئے ہیں وہ اوپر حب دنیا کے اور طول امل کے لیکن حکم ہوا ان کو ساتھ مجاہدے نفس کے بیچ اس کے تاکہ بجا لائیں جو حکم ہوا ان کو بندگی سے اور باز رہیں اس چیز سے کہ منع کیے گئے ہیں اس سے گناہ سے اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کامل ہونا ساٹھ برس کا جگہ ظن کی ہے واسطے گزر جانے اجل کے اور صریح تر اس سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہیں اور کم تر ہے جو اس سے بڑھے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور اس وقت ظاہر ہوتا ہے ضعف قوت کا ساتھ کسی کے اور نیچے اترنے کے سو لائق ہے واسطے اس کے متوجہ ہونا آخرت پر بالکلیہ واسطے محال ہونے اس بات کے کہ پھرے طرف حالت پہلی کی نشاط اور قوت سے اور استنباط کیا ہے اس سے بعض شافعیہ نے کہ جو ساٹھ برس کامل کرے اور باوجود قدرت کے حج نہ کرے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اگر حج کرنے سے پہلے مر جائے برخلاف اس کے کہ اس سے پہلے مرے۔ (فتح)

٥٩٤١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيْرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ فِيْ حُبِّ الدُّنْيَا وَطُوْلِ الْأَمَلِ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ وَابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدٌ وَأَبُوْ سَلَمَةَ.

۵۹۴۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ رہتا ہے بوڑھے کا دل جوان چیزوں میں دنیا کی محبت اور درازی امید میں، کہا لیث نے اور حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے اور ابن وہب نے یونس ابن شہاب سے خبر دی مجھ کو سعد اور ابوسلمہ نے۔

فائدہ: مراد ساتھ امل کے اس جگہ محبت طول عمر کی ہے اور نام رکھا ہے اس کا جوان واسطے اشارہ کرنے کے طرف قوت استحکام حب اس کے کی واسطے مال کے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی کا بدن ضعیف ہو جاتا ہے اور گوشت بڑھاپے سے گل جاتا ہے اور اس کا دل جوان رہتا ہے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ دل بوڑھے کا جوان ہے دو چیزوں پر۔ (فتح)

٥٩٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُوْلُ الْعُمُرِ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

۵۹۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور جوان ہوتی ہیں ساتھ اس کے دو چیزیں محبت مال کی اور طول عمر کی۔ روایت کیا اس کے شعبہ نے قتادہ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور دو چیزیں اس کے ساتھ جوان ہوتی ہیں حرص مال کی اور حرص عمر کی روایت کیا ہے اس کو مسلم نے قتادہ سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ مجاز اور استعارہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دل بوڑھے کا کامل حب والا ہے واسطے مال کے پکا ہے اس میں مانند پکے ہونے قوت جوان کی جوانی کی عمر میں اور کہا قرطبی نے کہ اس حدیث میں مکروہ ہونا حرص کا ہے اوپر طول عمر اور کثرت مال کے اور یہ کہ یہ محمود نہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ حکمت بیچ خاص کرنے ساتھ ان دو امروں کے یہ ہے کہ سب چیزوں سے محبوب بندے کو نفس اپنا ہے پس رغبت کرنے والا ہے اس کے باقی رہنے میں پس دوست رکھتا ہے واسطے اس کے درازی عمر کو اور دوست رکھتا ہے مال کو اس واسطے کہ وہ اعظم اسباب سے ہے بیچ دوام صحت کے کہ پیدا ہوتا ہے اس سے غالبًا دراز ہونا عمر کا پس جوں جوں اس کا گھٹنا معلوم کرتا ہے اس کی محبت اپنی عمر کی درازی میں زیادہ ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَمَلِ الَّذِيْ يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ فِيْهِ سَعْدٌ.

باب ہے بیچ بیان اس عمل کے کہ طلب کی جاتی ہے ساتھ اس کے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اس میں سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

فائدہ: مراد حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی ہے تہائی مال کی وصیت میں اور اس میں ہے کہ نہ چھوڑا جائے گا تو پیچھے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے کوئی عمل کرے گا مگر کہ ایک ورجہ تیرا بلند ہوگا اور ابن بطال نے اس باب کی حدیث کو پہلے باب کے ساتھ جوڑا ہے اس کی شرح میں یہ باب نہیں ہے سو اس نے کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ توبہ مقبول ہے جب تک کہ آدمی غرغرہ کو نہ پہنچے اور کہا ابن منیر نے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عذروں سے توبہ قطع نہیں ہوتی

اس کے بعد اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قطع ہوتی ہے حجت جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے واسطے اپنے فضل سے ٹھہرایا ہے اور باوجود اس کے پس امید باقی ہے اور یہی مناسبت ہے اس باب کو پہلے باب سے۔ (فتح)

٥٩٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ فِيْ دَارِهِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ قَالَ غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنْ يُّوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ.

۵۹۴۳۔ حضرت محمود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے معلوم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی جس وقت میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں ہوش میں تھا اور مجھ کو خوب یاد ہے اگرچہ میں پانچ برس کا لڑکا تھا اور معلوم کیا ہے اس کلی کو کہ لی ان کے ڈول سے جو ان کے گھر میں تھا کہا کہ سنا میں نے عتبان بن مالک سے جو بنی سالم میں سے ہے کہا کہ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ نہیں پائے گا کوئی بندہ قیامت کے دن کو لا الہ الا اللہ کہتا اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہو مگر کہ حرام کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو۔

فائدہ: اس طرح وارد کیا ہے اس کو اس جگہ مختصر اور نہیں ہے یہ قول پیچھے آنے کے صبح کو بلکہ ان کے درمیان بہت اور ہیں داخل ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اس کے گھر میں اور نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے اور سوال ان کے سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں کھانا کھائیں اور سوائے اس کے اور وارد کیا ہے اس کو پورے طور سے نفل نماز کے بیان میں۔ (فتح)

٥٩٤٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا لِعَبْدِيْ الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَآءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ إِلَّا الْجَنَّةُ.

۵۹۴۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت کے سوائے میرے ایماندار بندے کا کوئی بدلہ نہیں جب کہ میں نے اس کا اہل دنیا کا پیارا لے لیا پھر اس نے ثواب کے واسطے صبر کیا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ احتساب کے اس جگہ صبر کرنا ہے اس کے مرنے پر واسطے امید ثواب کے اللہ تعالیٰ سے اور احتساب طلب کرنا ثواب کا ہے اللہ سے خالص دل سے اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن بطال نے اس پر کہ

جس کا لڑکا مرجائے وہ ملحق ہے ساتھ اس شخص کے جس کے تین لڑکے مرگئے ہوں اور اسی طرح دو اور قول صحابی کا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے ایک کا حکم نہیں پوچھا کما مر فی الجنائز سو شاید اس کے بعد کسی نے حضرت ﷺ سے ایک لڑکے کا حکم پوچھا ہوگا سو خبر دی ساتھ اس کے یا آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ ایک کا حکم بھی وہی ہے جو ایک سے زیادہ کا سو خبر دی ساتھ اس کے اور طبرانی کی حدیث میں صریح ایک کا ذکر آ چکا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور وجہ دلالت کی باب کی حدیث سے یہ ہے کہ صفی عام تر ہے اس سے کہ بیٹا ہو یا بھائی وغیرہ جس کے ساتھ آدمی کا پیار ہو اور البتہ اس کو اکیلا بیان کیا اور مرتب کیا ثواب کو ساتھ بہشت کے واسطے اس شخص کے کہ مرجائے اور وہ صبر کرے واسطے اُمید ثواب کے اور داخل ہے اس باب میں یہ حدیث کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور نسائی نے قرہ کی حدیث سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا ہوتا تھا حضرت ﷺ نے پوچھا کہ فلانے کا کیا حال ہوا؟ اس نے کہا کہ یا حضرت! وہ مرگیا، فرمایا کیا تو نہیں چاہتا کہ تو بہشت کے کسی دروازے میں آئے اور اس کو تیرے انتظار میں پائے سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! یہ خاص اسی کے واسطے یا سب کے واسطے؟ فرمایا سب کے واسطے یہی حکم ہے اور سند اس کی شرط صحیح پر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا.

ڈرانا دنیا کی رونق اور تازگی اور آرائش اور خوبی سے اور رغبت کرنے سے بیچ اس کے۔

۵۹۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو

۵۹۴۵۔ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں حاضر تھا کہ حضرت ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین کے ملک کی طرف بھیجا اس کا جزیہ لانے کو اور حضرت ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کی ہوئی تھی اور علاء رضی اللہ عنہ کو ان پر حاکم کیا تھا سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے انصار نے اس کے آنے کی خبر سنی سو انہوں نے صبح کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پائی سو جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو انصار آپ کے سامنے ہوئے حضرت ﷺ مسکرائے جب کہ ان کو دیکھا سو فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تم ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر سن کے آئے ہو اور یہ کہ وہ مال لایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! یا رسول اللہ! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوش ہو اور اُمید رکھو اس چیز

عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِهٖ فَوَافَتْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُوْمِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ وَأَنَّهٗ جَآءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ.

سے جو تم کو خوش کرے یعنی فتح اسلام کی سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی مجھ کو تمہاری محتاجی کا ڈر نہیں لیکن میں تم پر خوف کھاتا ہوں دنیا کی کشائش اور بہتایت سے جیسے اگلی امتوں پر کشائش ہوئی سو تم دنیا میں حرص اور حسد کرو جیسے انہوں نے کیا اور دنیا تم کو غفلت میں ڈالے جیسے ان کو غفلت میں ڈالا۔

فائدہ: اور یہ خوف حضرت ﷺ کا احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ حضرت ﷺ کو معلوم ہوا ہو کہ اسلام کی فتح ہوگی اور وہ مالدار ہو جائیں گے اور البتہ ذکر کیا گیا ہے یہ اعلام نبوت میں اس چیز سے کہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ واقع ہونے اس کے سو واقع ہوئی جس طرح کہ فرمایا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ اس کے اس کی طرف کہ ضرر فقر کا کم ہے مالداری کے ضرر سے اس واسطے کہ ضرر فقر کا اکثر دنیاوی ہوتا ہے اور ضرر مالداری کا اکثر دینی ہوتا ہے اور مراد ساتھ فقر کے عہدی ہے جس پر اصحاب تھے قلت مال سے اور منافست کے معنی ہیں رغبت کرنی چیز میں اور محبت انفراد کی ساتھ اس کے اور مبالغہ او پر اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا تم کو ہلاک کرے یعنی اس واسطے کہ مال مرغوب فیہ ہے پس رغبت کرتا ہے نفس واسطے طلب کرنے اس کے سو منع کیا جاتا ہے اس سے سو واقع ہوتی ہے عداوت جو تقاضا کرتی ہے واسطے لڑائی کے جو نوبت پہنچاتی ہے طرف ہلاک کی، کہا ابن بطال نے اس حدیث میں ہے کہ دنیا کی آرائش جس کے واسطے کشادہ کی جائے اس کو لائق ہے کہ ڈرے اس کی بد انجامی سے اور اس کے فتنے کی بدی سے سو نہ اطمینان پکڑے طرف آرائش اس کے کی اور نہ رغبت دلائے غیر کو بیچ اس کے اور استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فقر افضل ہے غنا سے اس واسطے کہ فتنہ دنیا کا مقرون ہے ساتھ غنا کے اور غنا مظنہ ہے واقع ہونے کا فتنے میں جو نوبت پہنچاتا ہے طرف ہلاک نفس کی غالبًا اور فقیر امن میں ہے اس سے۔ (فتح)

۵۹۴۶ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا

۵۹۴۶۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّيْ فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّيْ وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّيْ قَدْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّيْ وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.

حضرت ﷺ ایک دن نکلے اور جنگ اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی یعنی ان کا جنازہ پڑھا جیسے مردے کا جنازہ پڑھتے ہیں پھر منبر کی طرف پھرے سو فرمایا کہ البتہ میں تمہارے واسطے ہراول اور پیشوا ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں قیامت میں اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم البتہ اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا فرمایا کہ زمین کی چابیاں یعنی میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہوگا اور میں اللہ کی قسم تم پر اس سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے میرے بعد لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑو اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

٥٩٤٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَكْثَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ قِيْلَ وَمَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ قَالَ زَهْرَةُ الدُّنْيَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهِ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِيْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ

٥٩٤٧۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اکثر جس کا مجھ کو تم پر ڈر لگا ہے وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے زمین کی برکت سے نکالے گا کسی نے کہا کہ کیا ہے زمین کی برکت؟ کہا کہ دنیا کی زینت اور آرائش تو ایک مرد نے آپ سے عرض کیا کہ کیا لاتی ہے خیر بدی کو؟ سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی اترتی ہے پھر اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے فرمایا کہ سائل کہاں ہے؟ کہا کہ میں ہوں، کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ ہم نے اس کی تعریف کی جب کہ یہ چڑھا فرمایا کہ نہیں لاتی خیر مگر خیر کو یعنی نیک چیز سے نیک ہی ہوتی اور البتہ ہر گھاس جس کو ربیع کی فصل اُگاتی ہے جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے پیٹ پھلا کر یا قریب ہلاکت کے کر دیتی ہے مگر اس جانور سبزہ کھانے والے کو ہلاکت نہیں کہ وہ کھاتا گیا یہاں تک کہ

كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةِ أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ.

جب اس کی دونوں کوکھیں تن گئیں یعنی جب کہ اس کا پیٹ بھر گیا تو آفتاب کے سامنے جا پڑا پھر اس نے جگالی کی اور پیشاب کی اور لید کی پھر چراگاہ میں پلٹ گیا اور کھانا شروع کیا اور بیشک یہ دنیا کا مال ہرا بھرا اور شیریں ہے سو جس نے اس کو بجا لیا اور بجا خرچ کیا یعنی حلال وجہ سے کمایا اور شرع کے موافق موقع پر خرچ کیا تو یہ مال دین کی اچھی مددگاری ہے اور جس نے اس مال کو ناحق لیا یعنی طمع سے اور حرام وجہ سے جمع کیا تو اس مالدار کا حال اس شخص کا سا ہے جو جوع کلبی کی بیماری سے کھاتا ہے اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔

فائدہ: زہرۃ الدنیا مراد ساتھ زہرہ کے دنیا کی زینت اور آرائش ہے یعنی جو اس میں ہے چاندی اور سونے اور اقسام اسباب اور کپڑوں وغیرہ سے جس کی خوبی سے لوگ فخر کرتے ہیں باوجود کم ہونے بقا کے اور یہ جو کہا کہ ہم نے اس کی تعریف کی تو اس کا حاصل یہ ہے کہ اصحاب نے اول اس کو ملامت کی جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو چپ دیکھا سو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ اس سے ناراض ہوئے پھر آخر اس کی تعریف کی جب کہ انہوں نے دیکھا سوال اس کا ہے سبب واسطے حاصل کرنے اس چیز کے کہ حضرت ﷺ نے فرمائی اور یہ جو فرمایا کہ نہیں لاتی ہے نیک چیز بدی کو تو اس سے لیا جاتا ہے کہ رزق اگرچہ بہت ہو سو وہ منجملہ خیر سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عارض ہوتی ہے اس کو بدی ساتھ عارضہ بخل کرنے کے اس شخص سے کہ اس کا مستحق ہے اور خرچ کرنے اس کے اس چیز میں کہ نہیں اجازت دی ہے شرع نے بیچ اس کے اور یہ کہ جو چیز کہ حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ کہ ہو خیر پس نہیں ہوتی ہے شر و بالعکس لیکن خوف ہے اس شخص پر کہ دیا گیا ہے مال یہ کہ عارض ہو واسطے اس کے بیچ تصرف اس کے اور اس میں وہ چیز ہے کہ کھینچے واسطے اس کے بدی کو اور یہ جو فرمایا کہ یہ مال ہرا بھرا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کی صورت خوب رونق دار ہے اور یہ جو کہا کہ ربیع کی فصل اُگاتی ہے تو یہ اسناد اُگانے کا طرف اس کی مجازی ہے اور حقیقت میں اس کا اُگانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس حدیث میں ایک مثال حریص اور بخیل مالدار کی ہے اور دوسری مثال سخی مالدار کی ہے سو جس مالدار نے مال کو جمع کر رکھا اور حق [illegible] کا حق [illegible] کیا اس کا حال اس جانور کا سا ہے جس نے گھاس کھائی پھر پیٹ پھول کر گرگری کی بیماری سے مر گیا تو گھاس نے اس کے حق میں کچھ فائدہ نہ کیا بلکہ ناحق جان گئی اور جس مالدار نے خود کھایا اور اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خیرات کیا تو اس کا حال جیسے اس جانور کا حال ہے جس نے گھاس کھائی پھر پیٹ بھر کر آفتاب کے سامنے ہوا اور جگالی سے ہضم کر کے پیشاب اور لید کی اس کو

ہرگز ہلاکت نہیں ہے اور حدیث سے تین فرقوں کی مثل لی جاتی ہے اس واسطے کہ جانور جب گھاس کو غذا کے واسطے چرتا ہے تو یا تو بقدر کفایت کے کھاتا ہے یا زیادہ کھاتا ہے اول فرقہ زاہد ہیں اور دوسرا یا یہ کہ حیلہ کرتا ہے واسطے دفع کرنے اس چیز کے کہ اگر باقی رہے تو ضرر پائے اور جب اس کو نکال ڈالے تو ضرر دور ہو اور بدستور نفع جاری رہے اور یا یہ کہ نہ نکالے اول فرقہ وہ لوگ ہیں جو عمل کرتے ہیں دنیا کے جمع کرنے میں موافق شرع کے یعنی وجہ حلال سے کمانے میں اور حاجت سے زائد کو شرع کے موافق موقع پر خرچ کرتے ہیں دوسرا فرقہ وہ لوگ ہیں جو اس میں برخلاف اس کے عمل کرتے ہیں کہا طیبی نے کہ لی جاتی ہے اس سے چار قسمیں سو جس نے اس سے کھایا ساتھ لذت کے زیادہ حد سے یہاں تک کہ اس کی کوکھیں پھول گئیں اور نہ ہٹا کھانے سے تو وہ جلدی ہلاک ہو جاتا ہے اور جس نے کھایا اسی طرح لیکن حیلہ کیا واسطے دفع کرنے بیماری کے اس کے بعد کہ مضبوط ہوئی سو اس پر غالب ہوئی اور اس کو ہلاک کیا اور جس نے اسی طرح کیا لیکن جلدی کی طرف اس چیز کی کہ اس کو ضرر دے اور حیلہ کیا اس کے دفع کرنے میں یہاں تک کہ ہضم ہوا سو سلامت رہتا ہے اور جس نے زیادہ نہ کھایا بلکہ بقدر بند کرنے بھوک کے کھایا وہ بھی سلامت رہتا ہے سو اول مثال کافر کی ہے اور دوسری مثال گنہگار کی ہے جو غافل ہے باز رہنے اور توبہ سے مگر وقت فوت ہونے اس کے کے اور تیسری مثال واسطے خلط کرنے والے کے جو جلدی کرنے والا ہے طرف توبہ کی جس جگہ مقبول ہو چوتھی مثال زاہد فی الدنیا کی ہے جو رغبت کرنے والا ہے آخرت میں اور بعض کی تصریح حدیث میں واقع نہیں لیکن لینا اس کا اس سے محتمل ہے اور یہ جو کہا کہ خوب مددگاری ہے تو اس کلام میں حذف ہے یعنی اگر حق کے موافق اس میں عمل کرے تو اس کے واسطے اچھی مددگاری ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف عکس کی یعنی اور وہ بد رفیق ہے واسطے اس شخص کے کہ عمل کرے اس میں ناحق یعنی حرام وجہ سے کمائے اور بے جا صرف کرے اور یہ جو کہا کہ مثل اس شخص کی ہے کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا تو ذکر کیا گیا ہے بیچ مقابلے اس کے کہ وہ اچھی مددگاری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مال اس پر گواہ ہوگا قیامت کے دن یعنی حجت ہوگا گواہی دے گا اس پر ساتھ حرص اس کی کے اور بے جا خرچ کرنے اس کے کے اور اس چیز میں جس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں اور غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مال کی مثال سانپ کی ہے کہ اس میں تریاق نافع ہے اور زہر قاتل ہے سو اگر پہنچے اس کو عارف جو اس کی بدی سے بچے اور اس کے تریاق نکالنے کو پہچانتا ہو تو وہ نعمت ہے نہیں تو ملا وہ بلا ہلاک کرنے والی کو اور حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے امام کو بیٹھنا منبر پر وقت وعظ کے بیچ غیر خطبے جمعہ کے اور مانند اس کی کے اور بیٹھنا لوگوں کا گرد اس کے اور ڈرانا رغبت کرنے سے دنیا میں اور اس میں استفہام عالم کا ہے اس چیز سے کہ مشکل ہو اور طلب کرنا دلیل کا واسطے دفع کرنے معارضہ کے اور اس میں نام رکھنا مال کا ہے ساتھ خیر کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾ وان ترك خيرا اور اس میں بیان کرنا مثال کا ہے ساتھ حکمت کے اور اس حدیث میں ہے

کہ حضرت ﷺ وحی کا انتظار کرتے تھے جواب میں اس چیز کی کہ اس سے پوچھے جاتے اور یہ بنا بر اس کے ہے کہ گمان کیا اس کو اصحاب نے اور جائز ہے کہ ہو چپ رہنا آپ کا تا کہ لائیں عبارت مختصر جامع کو جو سمجھانے والی ہو معنی کو اور کہا ابن درید نے کہ ایسا کلام مختصر مفرد حضرت ﷺ سے پہلے کسی نے نہیں کہا پھر جس نے ایسا کہا ہے اس کو حضرت ﷺ کی کلام سے لیا ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جواب دینے میں جلدی نہ کرے جب کہ محتاج ہو طرف تامل کی اور اس میں تفصیل مالداری کی ہے فقیری پر اور نہیں حجت ہے حدیث میں واسطے اس کے اور اس میں ترغیب ہے اوپر دینے مسکین اور یتیم کے اور مسافر کے اور یہ کہ جو وجہ حرام سے مال کمائے اس کے واسطے برکت نہیں ہوتی اگرچہ بہت مال اس کے پاس جمع ہو جائے واسطے تشبیہ اس کی کے ساتھ اس شخص کے کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اس میں مذمت ہے اسراف کی اور بہت کھانے کی۔ (فتح)

٥٩٤٨ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَمَا أَدْرِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَوْلِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

٥٩٤٨۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی تبع تابعین کہا عمران نے سو میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بعد قول اپنے کے دو بار یا تین بار پھر ان تین زمانوں کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے بغیر گواہی مانگے اور خیانت کریں گے اور نہ امانت رکھے جائے گے اور نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور ظاہر ہو گا ان میں موٹاپا پن۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح شہادات میں گزر چکی ہے۔

٥٩٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ

٥٩٤٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر ان تین زمانوں کے

الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ.

بعد وہ لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم پر جلدی کرے گی اور قسم گواہی پر جلدی کرے گی۔

۵۹۵۰ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى يَوْمَئِذٍ سَبْعًا فِي بَطْنِهِ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِالْمَوْتِ إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ.

۵۹۵۰۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خباب سے سنا اور اس نے اپنے پیٹ میں سات داغ دلوائے تھے اور کہا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اپنی موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت مانگتا بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب گزرے اور دنیا نے ان کا کچھ نہ گھٹایا اور ہم نے دنیا کا مال پایا جس کے واسطے ہم مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطب میں گزر چکی ہے۔

۵۹۵۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ.

۵۹۵۱۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ اپنا باغ بناتا تھا سو اس نے کہا کہ بیشک ہمارے ساتھی جو پہلے گزرے ان کا دنیا نے کچھ نہ گھٹایا اور ہم نے دنیا کا کچھ مال پایا جس کے واسطے ہم مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو آئے اور وہ اپنا باغ بناتا تھا سو اس نے کہا کہ مسلمان کو ہر چیز میں ثواب ملتا ہے مگر جو مٹی میں ڈالے۔

۵۹۵۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِصَّةً.

۵۹۵۲۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور بیان کیا راوی نے حدیث کو۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی کہ روایت کیا ہے اس کو بتمامہ ہجرت میں اور اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوْ حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيْرِ﴾ جَمْعُهٗ سُعُرٌ قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلْغَرُوْرُ﴾ الشَّيْطَانُ.

باب ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ اے لوگ بیشک وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچ ہے سو نہ فریب دے تم کو زندگی دنیا کی آخر آیت تک، کہا ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سعیر کی جمع سعر ہے اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ غرور سے مراد اس آیت میں شیطان ہے۔

فائدہ: غرور ہر وہ چیز ہے جو فریب دے آدمی کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تفسیر کی ساتھ شیطان کے اس واسطے کہ وہ جڑ ہے فریب کی۔

٥٩٥٣۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ الْقُرَشِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ أَخْبَرَهٗ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِطَهُوْرٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوْءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوْا. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ حُمْرَانُ بْنُ أَبَانَ.

٥٩٥٣۔ حضرت ابن ابان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کا پانی لایا اور وہ کولھوں پر بیٹھے تھے سو وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور وہ اس مجلس میں تھے سو اچھی طرح وضو کیا پھر فرمایا کہ جو وضو کرے میرے اس وضو کی طرح پھر مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر بیٹھے تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مغرور ہو، اور کہا ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ حمران بن ابان ہے۔

فائدہ: اور مراد اس سے عام گناہ نہیں ہیں بلکہ خاص وہ گناہ مراد ہیں جو اس نماز اور اس سے پہلے نماز کے درمیان

ہیں اور تنزیہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ اس درمیان میں کبیرہ گناہ نہ کرے اور جاننا چاہیے کہ حمران کے واسطے عثمان رضی اللہ عنہ سے دو حدیثیں ہیں ایک مقید ہے ساتھ ترک حدیث نفس کے یعنی دل میں واہی تباہی خیال نہ کرے اور یہ بیچ دو رکعت نماز کے ہے مطلق بغیر قید کے ساتھ فرض نماز کے اور دوسری فرض نماز میں ہے ساتھ جماعت کے یا مسجد میں بغیر تقیید ترک حدیث نفس کے اور یہ جو فرمایا کہ نہ مغرور ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ حمل کرو مغفرت کو عموم پر تمام گناہوں میں کہ تم ڈھیلے ہو جاؤ گناہوں میں واسطے تکیہ کرنے کے اوپر معاف ہونے ان کے ساتھ نماز کے اس واسطے کہ جو نماز کہ گناہوں کو اُتارتی ہے وہ مقبول ہے اور نہیں ہے اطلاع کسی کو اوپر اس کے یا مراد یہ ہے کہ نماز سے فقط صغیرے گناہ بخشے جاتے ہیں سو نہ کرو تم کبیرے گناہوں کو مغرور ہو کر ساتھ اس کے کہ نماز سے گناہ بخشے جاتے ہیں اس واسطے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ صغیرے گناہوں کے۔ (فتح)

بَابُ ذَهَابِ الصَّالِحِينَ وَيُقَالُ الذِّهَابُ الْمَطَرُ. نیکوں کا مر جانا اور کہا جاتا ہے بارش کا چلا جانا۔

٥٩٥٤ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَيَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيرِ أَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيهِمُ اللّٰهُ بَالَةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ حُفَالَةٌ وَحُثَالَةٌ.

۵۹۵۴۔ حضرت مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مر جائیں نیک لوگ پہلے پس پہلے اور باقی رہیں گے ردی لوگ مانند ردی جو اور کھجور کے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا یعنی ان کو اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہ جانے گا اور کچھ قدر نہ سمجھے گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ نیکوں کا مر جانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور اس میں ندب ہے طرف پیروی کرنے کے ساتھ اہل خیر کے اور ڈرانا ہے ان کی مخالفت سے اس ڈر سے کہ ان کا مخالف اُن لوگوں میں سے ہو جائے جن کو اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہیں جانے گا اور اس میں ہے کہ جائز ہے مر جانا اہل خیر کا آخر زمانے میں یہاں تک کہ نہ باقی رہیں مگر محض جاہل لوگ، وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾. مال کے فتنے سے بچنا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں۔

فائدہ: یعنی مشغول کرتا ہے مال قائم ہونے سے ساتھ بندگی کے اور شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ ہر امت کے واسطے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے کعب رضی اللہ عنہ سے اور ایک

روایت میں ہے کہ اگر آدمی کے واسطے مال کے دو جنگل ہوں تو تیسرے کی تمنا کرتا ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت اور فتنہ اولاد کا یہ ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمُ ایک دن خطبہ پڑھتے تھے سو خطبہ چھوڑ کر حسن ، حسین رضی اللہ عنہما کو اُٹھا لیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں ، روایت کیا ہے اس کو احمد اور اصحاب سنن نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

٥٩٥٥ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ.

٥٩٥٥ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمُ نے فرمایا کہ ہلاک ہوا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کمل دھاری دار کا بندہ اگر اس کو دیجیے تو خوش ہو اور اگر نہ دیجیے تو ناخوش ہو۔

فائدہ: اشرفی کا بندہ یعنی اس کا طالب حریص اس کے جمع کرنے پر قائم اس کی نگہبانی پر سو جیسے وہ اس کا غلام اور خادم ہے کہا طیبی نے قیل خاص کیا گیا ہے بندہ ساتھ ذکر کے تا کہ خبر دی جائے ساتھ ڈوبنے اس کے بیچ محبت دنیا کے اور اس کی شہوتوں کے مانند قیدی کی کہ نہیں پاتا ہے خلاص اور نہیں کہا مالک اشرفی کا اور نہ جامع اشرفی کا اس واسطے کہ مذموم ملک اور جمع سے زیادتی ہے قدر حاجت پر اور قول اس کا اگر اس کو دیجیے، الخ خبر دیتا ہے ساتھ شدت حرص کے اوپر اس کے۔ (فتح)

٥٩٥٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ.

٥٩٥٦ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مَلَّاتِیْمُ سے سنا فرماتے تھے کہ اگر آدمی کے پاس دو جنگل بھر مال ہوتا تو ان کے ساتھ اور تیسرے جنگل کو بھی ڈھونڈتا اور آدمی کا پیٹ سوائے خاک کے نہیں بھرتا اور اللہ تعالیٰ اسی پر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے جو حرص سے توبہ کرتا ہے۔

٥٩٥٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءً

٥٩٥٧ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مَلَّاتِیْمُ سے سنا فرماتے تھے کہ اگر آدمی کے پاس جنگل

يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَالًا لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلَهُ وَلَا يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَا أَدْرِيْ مِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لَا قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

کے برابر مال ہوتا تو اس کے ساتھ اس کے برابر اور بھی چاہتا اور آدمی کی آنکھ کو خاک کے سوائے کوئی چیز نہیں بھرتی اور اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے اس پر جو حرص سے توبہ کرتا ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن سے ہے یا نہیں کہا سو میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ اس کو منبر پر کہتا تھا۔

فائدہ: نہیں بھرتی اس کے پیٹ کو مگر مٹی، کہا کرمانی نے کہ نہیں ہے مراد حقیقت کسی عضو کی بعینہ ساتھ نہ منحصر ہونے کے بیچ مٹی کے اس واسطے کہ مٹی کے سوائے اور چیز بھی اس کے پیٹ کو بھر سکتی ہے بلکہ مراد اس سے موت ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے واسطے بھرنے کے سو گویا کہ کہا گیا کہ نہیں بھرتا پیٹ اس کا دنیا سے یہاں تک کہ مرے اور خاص کیا ہے پیٹ کو اکثر روایتوں میں اس واسطے کہ اکثر وہی مال کو طلب کرتا ہے واسطے حاصل کرنے لذت دار چیزوں کے اور اکثر چیزیں ان میں کھانے پینے کے واسطے ہوتی ہیں اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا لا یملأ الخ تقریر ہے واسطے کلام سابق کے سو گویا کہ کہا گیا کہ نہیں پیٹ بھرتا اس شخص کا جو خاک سو پیدا ہو مگر خاک سے اور احتمال ہے کہ ہو حکمت بیچ ذکر کرنے مٹی کے سوائے غیر اس کے کہ آدمی کا طمع پورا نہیں ہوتا یہاں تک کہ مر جائے اور جب مر گیا تو اس کا حال یہ ہے کہ اس کو دفنایا جائے اور جب دفنایا جائے تو اس پر مٹی ڈالی جاتی ہے سو بھر دیتی ہے خاک اس کے منہ کو اور پیٹ کو اور اس کی آنکھ کو اور نہیں باقی رہتی اس سے کوئی جگہ کہ اس کو حاجت رہے مٹی کی سوائے اس کے اور بہرحال نسبت طرف منہ کی جیسے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے تو واسطے ہونے اس کے ہے راہ طرف پہنچنے کی پیٹ میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے توبہ کرنے حرص کرنے والے سے جیسا کہ قبول کرتا ہے اس کے اس کے غیر سے اور بعض نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جمع کرنا بہت مال کا مذموم ہے اور اسی طرح اس کی تمنا کرنی اور اس پر حرص کرنی واسطے اشارہ کے اس کی طرف کہ جو اس کو چھوڑ دے اس پر بولا جاتا ہے کہ اس نے توبہ کی اور احتمال ہے کہ تاب ساتھ معنی لغوی کے ہو اور وہ مطلق رجوع ہے یعنی رجوع کیا اس فعل اور تمنا سے کہا طیبی نے ممکن ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ آدمی پیدا کیا گیا ہے اوپر حب مال کے اور یہ کہ نہیں بھرتا ہے پیٹ اس کا اس کے جمع کرنے سے مگر جس کو اللہ تعالیٰ نگاہ رکھے اور توفیق دے واسطے دور کرنے اس عادت کے اپنے نفس سے اور وہ بہت کم لوگ ہیں سو توبہ کرنے کو اس جگہ رکھا واسطے اشعار کے کہ یہ خصلت مذموم ہے جاری ہے جگہ گناہ کی اور یہ کہ دور کرنا اس کا ممکن ہے ساتھ توفیق اللہ تعالیٰ کے اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ﴾ اور مٹی کے ذکر سے بھی مناسبت لی جاتی ہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ آدمی پیدا ہوا ہے مٹی سے اور اس کی طبع میں قبض اور خشکی ہے اور یہ کہ دور کرنا اس کا ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مینہ برسائے جو اس کو درست کرے یہاں تک کہ پاک خصلتوں کا میوہ لائے پس واقع ہوا ہے قول اس کا وَيَتُوْبُ اللّٰهُ الخ موقع استدراک کے یعنی یہ دشوار اور مشکل ممکن ہے کہ آسان ہو اس شخص پر جس پر اللہ تعالیٰ اس کو آسان کرے اور یہ قول اس کا کہ میں نہیں جانتا کہ قرآن سے ہے یا نہیں یعنی حدیث مذکور اور یہ جو کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کو منبر پر کہتا تھا یعنی حدیث مذکور کو یعنی بغیر زیادہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے۔ (فتح)

۵۹۵۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِمَكَّةَ فِيْ خُطْبَتِهٖ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مَلْئًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ.

۵۹۵۸۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا مکے کے منبر پر اپنے خطبے میں کہتا تھا اے لوگو! بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر آدمی کو سونے کا بھرا جنگل دیا جائے تو اس کے ساتھ دوسرا بھی چاہے اور اگر دوسرا دیا جائے تو اس کے ساتھ تیسرا چاہے اور آدمی کے پیٹ کو مٹی کے سوائے کوئی چیز نہیں بھرتی اور رحمت سے متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جو توبہ کرتا ہے۔

۵۹۵۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ وَلَنْ يَّمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ وَقَالَ لَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُبَيٍّ قَالَ كُنَّا نَرٰى هٰذَا مِنَ

۵۹۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے پاس سونے کا ایک جنگل ہو تو چاہتا ہے کہ اس کے واسطے دو جنگل ہوں اور اس کے منہ کو خاک کے سوائے کوئی چیز نہیں بھرتی اور توبہ قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جو توبہ کرے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی ابی سے کہ ہم اس حدیث کو قرآن سے جانتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ غفلت میں ڈالا تم کو بہتایت نے۔

الْقُرْآنِ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قول اس ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ کا خارج ہوا ہے اوپر لفظ خطاب کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے لوگوں کو اوپر محبت مال اور اولاد کے سو واسطے ان کے رغبت ہے بیچ بہتایت چاہنے کے اس سے اور لازم ہے اس کو غفلت یعنی غافل ہونا قائم ہونے سے ساتھ اس چیز کے کہ حکم ہوا ہے ان کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ اچانک ان کو موت آ جائے اور باب کی حدیثوں میں ذم ہے حرص کی اور اسی واسطے اختیار کیا ہے اکثر سلف نے دنیا کی کمی کو اور قناعت کرنے کو ساتھ تھوڑی چیز کے اور رضا کو ساتھ کفاف کے یعنی روزی کو بقدر قوت کے اور وجہ گمان ان کی کے کہ یہ حدیث قرآن سے ہے وہ چیز ہے جو شامل ہے اس کو ذم حرص کرنے سے اوپر طلب کثرت جمع مال کے اور تقریع سے ساتھ موت کے جو اس کو قطع کرے اور نہیں ہے اس سے چارہ کسی کو سو جب یہ آیت اتری یعنی ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ اور شامل ہوئی اس کے معنی کو ساتھ زیادتی کے تو انہوں نے معلوم کیا کہ اول حضرت ﷺ کا کلام اور بعض نے کہا کہ یہ قرآن تھا یعنی لو كان لا ابن آدم الخ اور منسوخ ہوئی تلاوت اس کی جب کہ سورہ ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ اُتری لیکن اس کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ اس کا حکم بدستور ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دنیا کا مال میٹھا ہرا بھرا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح گزر چکی ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آراستہ کی گئی واسطے لوگوں کے محبت مردوں کی عورتوں سے اور بیٹوں سے، متاع الغرور تک۔

فائدہ: زینت دینے والے کو ذکر نہیں کیا تو حکمت اس میں یہ ہے کہ شامل ہو لفظ تمام اس شخص کو کہ صحیح ہے نسبت تزیین کی اس کی طرف اگرچہ اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے ساتھ اس کے کہ وہی ہے فاعل حقیقت میں سو اسی نے پیدا کیا ہے تمام دنیا کو اور جو اس میں ہے اور تیار کیا اس کو واسطے نفع اٹھانے کے اور ٹھہرایا دلوں کو مائل اس کی طرف سو نسبت اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی باعتبار پیدا کرنے اور تقدیر کے ہے اور نسبت اس کی طرف شیطان کے باعتبار اس چیز کے ہے کہ قدرت دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو آدمی پر ساتھ وسوہ ڈالنے کے جس سے نفس کا خیال پیدا ہوتا ہے کہا ابن تین نے کہ شروع کیا ہے آیت میں ساتھ عورتوں کے اس واسطے کہ وہ سخت تر فتنہ ہیں واسطے مردوں کے اور اس قبیل

سے ہے حدیث کہ نہیں چھوڑا میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ زیادہ ضرر دینے والا واسطے مردوں کے عورتوں سے اور بعض نے کہا کہ معنی زینت دینے کے یہ ہیں کہ خوش ہوتا ہے ساتھ ان کے اور حکم بردار ہوتا ہے واسطے ان کے اور قناطیر جمع ہے قنطار کی اور قنطار ستر ہزار اشرفی کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ بہت چیز کو کہتے ہیں اور یہی صحیح قول ہے اور اس کے سوائے اور بھی بہت قول اس کی تفسیر میں آئے ہیں۔

قَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ إِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ إِلَّا أَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَهُ لَنَا اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ أَنْ أُنْفِقَهُ فِيْ حَقِّهِ.

کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ الٰہی! ہم سے نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ ہم خوش ہوں ساتھ اس کے جو تو نے ہم کو زینت دی الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں اس کو اس کے حق میں خرچ کروں۔

فائدہ: اور اس اثر میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ فاعل تزیین مذکور کا آیت میں اللہ تعالیٰ ہے اور یہ کہ تزیین اس کے ساتھ تحسین کے ہے یعنی اس کو آدمیوں کے دلوں میں خوب کر دکھلایا اور یہ کہ وہ اس پر پیدا کیے گئے ہیں لیکن بعض ناتواں ان میں سے اپنی پیدائشی خصلت پر بدستور رہا اور اسی میں پڑا رہا اور یہ مذموم ہے اور بعض نے اس میں امر اور نہی کی رعایت کی اور حد پر کھڑے ہوئے ساتھ توفیق اللہ تعالیٰ کے سو اس کو ذم شامل نہیں ہے اور بعض نے اس سے ترقی کی اور زہد کیا اور اس میں بعد قدرت کے اوپر اس کے اور اعراض کیا اس سے باوجود اقبال اس کے طرف اس کی تو یہ مقام محمود ہے۔

٥٩٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ هٰذَا الْمَالُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ لِيْ يَا حَكِيْمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ

٥٩٦٠۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا پھر دوسری بار میں نے آپ سے مانگا آپ نے دیا پھر میں نے تیسری بار آپ سے مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا پھر فرمایا کہ یہ مال اور اکثر اوقات سفیان راوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے حکیم! یہ دنیا کا مال ہرا بھرا شیریں ہے یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا دل کی سخاوت یعنی بے حرصی سے لیا تو اس کے واسطے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو لیا دل کی حرص سے تو اس کو ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا ہوگا کہ کھاتا جاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا

مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى. ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا قَدَّمَ مِنْ مَّالِهٖ فَهُوَ لَهٗ. جو آگے بھیجے اپنے مال سے وہ اس کے واسطے یعنی واسطے آدمی کے۔

٥٩٦١ ۔ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِیُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهٗ أَحَبُّ إِلَيْهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا أَخَّرَ.

٥٩٦١۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون تم میں سے ایسا ہے جس کے نزدیک اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ اصحاب نے کہا یا حضرت! کوئی ہم میں سے ایسا نہیں کہ اس کے نزدیک اس کے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو البتہ اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جس کو وہ چھوڑ گیا۔

فائدہ: مال اس کا یعنی جس کو آدمی اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے مال سے اگرچہ دونوں مال اس کی طرف منسوب ہیں اس واسطے کہ وہ باعتبار منتقل ہونے اس کے طرف وارث اس کے کی منسوب ہوتا ہے وارث کی طرف پس نسبت اس کی مالک کی طرف اس کی زندگی میں حقیقی ہے اور نسبت اس کی وارث اس کے کی مجازی ہے اور مورث کی موت کے بعد نسبت اس کی طرف وارث اس کے کی حقیقی ہے اور مال تو اس کا وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا یعنی جو منسوب ہے اس کی طرف زندگی میں اور موت کے بعد برخلاف اس مال کے کہ اس کو چھوڑ جائے کہا ابن بطال وغیرہ نے کہ اس حدیث میں تحریض ہے اوپر آگے بھیجنے اس چیز کے کہ ممکن ہے اس کو مال سے بیچ وجوہ قربت کے اور نیکی کے تاکہ نفع اٹھائے ساتھ اس کے آخرت میں اس واسطے کہ جس کو پیچھے چھوڑے وہ وارث کے ملک ہو جاتی ہے اور اگر نیک عمل کرے اس میں تو خاص ہوتا ہے ساتھ اس ثواب کے اور اگر اس میں گناہ کرے تو وہ بعید تر ہے واسطے پہلے مالک کے نفع اٹھانے سے ساتھ اس کے اگر سلامت رہے اس کی محنت سے اور نہیں معارض ہے اس کو قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سعد کے کہ اگر تو وارثوں کو مالدار چھوڑے، الخ اس واسطے کہ حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اس شخص پر جو اپنا سب مال یا اکثر اپنی بیماری میں صدقہ کر دے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس شخص کے حق میں ہے جو خیرات کرے حالت صحت اور حرص میں۔ (فتح)

بَابُ الْمُكْثِرُوْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ. باب ہے جو بہت مالدار ہیں وہی قیامت میں ثواب

سے مفلس ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اخسرون کا لفظ آیا ہے یعنی خسارہ اور ٹوٹا پانے والے اور معنی دونوں کے ایک ہیں اس واسطے کہ مراد ساتھ قلت کے حدیث میں کم ہونا ثواب کا ہے اور جس کا ثواب کم ہو سو وہ خسارہ پانے والا ہے بہ نسبت اس شخص کے کہ اس کا ثواب بہت ہے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ارادہ کرتا ہو دنیا کی زندگی کا اور اس کی زینت کا اس قول تک اور باطل ہے جو عمل کرتے ہیں۔

فائدہ: اور اختلاف ہے اس آیت میں سو بعض نے کہا کہ وہ اپنے عموم پر ہے کافروں کے حق میں ساتھ دلیل حصر کے اس آیت میں جو اس سے ملتی ہے کہ نہیں ہے واسطے ان لوگوں کے آخرت میں مگر آگ اور بہر حال مومن سو مآل اس کا بہشت کی طرف ہے ساتھ شفاعت کے یا مطلق عفو کے اور وعید آیت میں ساتھ آگ کے اور عمل باطل کرنے کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کافر کے واسطے ہے اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ وعید بہ نسبت اس عمل کی ہے کہ واقع ہوا ہے اس میں ریا فقط پس بدلہ دیا جائے گا اس کے فاعل کو ساتھ اس کے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے معاف کر دے اور یہ مراد نہیں کہ اس کے سب نیک عمل باطل ہو جائیں گے جن میں ریا واقع نہیں ہوا اور حاصل یہ ہے کہ جو اپنے عمل سے دنیا کے ثواب کا ارادہ کرے تو اس کو دنیا میں ثواب دیا جاتا ہے اور بدلہ دیا جاتا ہے آخرت میں ساتھ عذاب کے واسطے مجرد ہونے قصد اس کے کی طرف دنیا کی اور منہ پھیرنے اس کے کی آخرت سے اور بعض نے کہا کہ وہ خاص مجاہدین کے حق میں اتری اور بر تقدیر ثبوت اس کے پس عموم اس کا شامل ہے ہر دکھلانے والے عمل کے کو اور عموم قول اللہ تعالیٰ کے کا ﴿نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا﴾ یعنی دنیا میں مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ نہیں مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس کے یہ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ﴾ پس اس تقیید پر محمول کیا جائے گا یہ مطلق اور اسی طرح مقید کیا جائے گا قول اس کا ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ﴾ اُترنا اس کا اپنی کھیتی میں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے دیں گے ہم اس کو اس سے اور نہیں آخرت میں اس کے لیے کچھ حصہ اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوگا اشکال اس شخص کا جو کہتا ہے کہ دنیا میں بعض کافر تنگ دست پایا جاتا ہے اس کے لیے مال یا صحت یا طول عمر کے وسعت نہیں ہوتی بلکہ پایا جاتا ہے وہ شخص جو منحوس

ہے حصے میں اور ان تمام چیزوں میں مانند اس شخص کی کہ کہا گیا ہے اس کے حق میں ﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ﴾ یعنی خسارہ پایا اس نے دنیا اور آخرت میں یہ ہے خسارہ ظاہر اور مناسبت ذکر آیت کی باب میں واسطے حدیث اس کی کے یہ ہے کہ حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو وعید کہ اس میں ہے محمول ہے تاقیت پر یعنی ایک وقت معین پر اس شخص کے حق میں کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ مسلمانوں میں سے نہ تابید پر ہمیشہ واسطے دلالت حدیث کے اس پر کہ مرتکب جنس کبیرے کا مسلمانوں میں سے داخل ہو گا بہشت میں اور اس میں اس کی نفی نہیں کہ اس سے پہلے اس کو کبھی عذاب ہو جیسے کہ نہیں آیت میں نفی اس کی کہ کبھی داخل ہوتا ہے بہشت میں بعد تعذیب کے اوپر گناہ ریا کے۔ (فتح)

۵۹۶۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ وَحْدَهٗ وَلَيْسَ مَعَهٗ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهٗ يَكْرَهُ أَنْ يَّمْشِيَ مَعَهٗ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِيْ فِيْ ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِيْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ أَبُوْ ذَرٍّ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآئَكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهٗ وَشِمَالَهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَآئَهٗ وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَالَ لِيْ اِجْلِسْ هَا هُنَا قَالَ فَأَجْلَسَنِيْ فِيْ قَاعٍ حَوْلَهٗ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِيْ اِجْلِسْ هَا هُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّيْ فَأَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ إِنِّيْ

۵۹۶۲۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات عشاء کے وقت نکلا یعنی مدینے کے حرہ کی طرف سو میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا چلتے ہیں آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں سو میں نے گمان کیا کہ بے شک آپ برا جانتے ہیں یہ کہ آپ کے ساتھ کوئی چلے سو میں چاند کے سائے میں چلنے لگا یعنی اس جگہ میں جس میں چاند کی روشنی نہ تھی تا کہ اس کا بدن چھپا رہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چلتا رہا ساتھ آپ کے وسطے اس احتمال کے کہ آپ کو کوئی حاجت پیش آئے سو آپ سے قریب ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر نظر کی تو مجھ کو دیکھا فرمایا یہ کون ہے؟ یعنی شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ پہچانا میں نے کہا کہ میں ابو ذر ہوں، اللہ تعالیٰ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرے، حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا اے ابوذر! آ سو میں ایک گھڑی آپ کے ساتھ چلا سو فرمایا کہ جو لوگ بہت مالدار ہیں یعنی دینا میں قیامت کے دن وہی ثواب سے مفلس ہوں گے مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا سو اس نے اس میں پھونکا اپنی دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے یعنی سب طرف خوب دیا اور اس میں نیک عمل کیا، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں ایک گھڑی

سَمِعْتُهٗ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُوْلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ فَلَمَّا جَآءَ لَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآئَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِيْ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ قَالَ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهٗ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ قَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ وَالْأَعْمَشُ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ رُفَيْعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ بِهٰذَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثُ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ مُرْسَلٌ لَا يَصِحُّ إِنَّمَا أَرَدْنَا لِلْمَعْرِفَةِ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ قِيْلَ لِأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثُ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ مُرْسَلٌ أَيْضًا لَا يَصِحُّ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ وَقَالَ اضْرِبُوْا عَلٰى حَدِيْثِ أَبِي الدَّرْدَآءِ هٰذَا إِذَا مَاتَ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ.

آپ کے ساتھ چلا سو مجھ سے فرمایا کہ اس جگہ بیٹھ جا سو آپ نے مجھ کو ایک برابر میدان میں بٹھلایا جس کے گرد پتھر تھے سو مجھ سے فرمایا کہ اس جگہ بیٹھا رہ یہاں تک کہ میں تیری طرف پھروں سو حضرت ﷺ حرہ کی طرف چلے یہاں تک کہ میں آپ کو نہیں دیکھتا تھا یعنی میری نظر سے غائب ہوئے سو مجھ سے دیر کی اور بہت دیر کی پھر میں نے آپ سے سنا اور حالانکہ آپ سامنے سے آتے تھے اور کہتے تھے اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کی ہو، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نہ رہ سکا یہاں تک کہ میں نے کہا یا حضرت! اللہ تعالیٰ مجھ کو آپ پر فدا کرے کس نے کلام کیا تھا حرہ کی جانب میں، میں نے کسی کو نہیں سنا جو آپ کو کچھ جواب دے؟ فرمایا یہ جبریل تھے کہ حرہ کی جانب میں میرے سامنے آئے تھے کہا کہ اپنی امت کو بشارت دیجیے کہ جو مر جائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ جانتا ہو وہ بہشت میں داخل ہو گا میں نے کہا اے جبریل! اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کی ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! میں نے کہا اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کی ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! میں نے پھر کہا اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کی ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! اور اگرچہ شراب پی ہو کہا نضر نے کہ خبر دی ہم کو شعبہ نے حدیث بیان کی ہم سے حبیب اور اعمش اور عبدالعزیز نے کہا سب نے کہ حدیث بیان کی ہم سے زید بن وہب نے اس کے ساتھ اور ابوعبدالعزیز نے ابو صالح سے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی کہا ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث ابو صالح کی ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرسل ہے نہیں صحیح اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو ہم نے

واسطے معرفت کے اور صحیح ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ علیہ نے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ توبہ کرے اور مرنے کے وقت لا الہ الا اللہ یعنی کلمہ توحید کہے۔

فائدہ: حرہ ایک مکان ہے معروف مدینہ منورہ کی شمالی جانب میں واقع ہوئی تھی اس میں لڑائی مشہور یزید بن معاویہ کے زمانے میں اور اصل میں حرہ پتھریلی زمین کو کہتے ہیں اور یہ جو کہا کہ کہا نظر نے ، الخ تو مراد ساتھ تعلیق کے ثابت کرنا تحدیث تینوں اُستادوں کا ہے اور یہ کہ انہوں نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ وہب نے ان سے حدیث بیان کی یعنی بالمشافہہ اور پہلی دونوں منسوب ہیں طرف تدلیس کی باوجود اس کے کہ اگر وارد ہوتی حدیث شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بغیر تصریح کے ساتھ اس حدیث کے تو اس میں تدلیس کا امن ہوتا اس واسطے کہ شعبہ نہیں روایت کرتا مدلس سے اور اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا.

باب ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے لیے اُحد کا پہاڑ سونا ہو جائے۔

٥٩٦٣ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ أُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا تَمْضِيْ عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُوْلَ بِهِ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَّمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ ثُمَّ مَشٰى فَقَالَ إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَّمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ثُمَّ قَالَ لِيْ

٥٩٦٣۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کی پتھریلی زمین میں چلتا تھا سو اُحد کا پہاڑ ہم کو سامنے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ذر! میں نے کہا کہ یا حضرت! حاضر ہوں خدمت میں ، فرمایا مجھ کو خوش نہیں لگتا کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور مجھ پر تیسری رات گزرے اور حالانکہ میرے پاس اس میں سے کوئی دینار ہو مگر وہ چیز کہ اس کو قرض ادا کرنے کے واسطے نگاہ رکھوں مگر یہ کہ خرچ کروں اس کو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی اپنے دائیں اور بائیں اور پیچھے خوب دوں پھر آگے چلے پھر فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو دنیا میں بہت مالدار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہوں گی مگر جس نے خرچ کیا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح اپنے دائیں اور بائیں اور پیچھے اور وہ تھوڑے ہیں پھر مجھ سے فرمایا کہ اپنے مکان پر ٹھہرو یہاں تک

مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَارٰى فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُّ أَنْ آتِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ لِيْ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ فَلَمْ أَبْرَحْ حَتّٰى أَتَانِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ وَهَلْ سَمِعْتَهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِيْ فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ.

کہ میں تیرے پاس آؤں پھر رات کی سیاہی میں چلے یہاں تک کہ مجھ سے غائب ہوئے میں نے ایک بلند آواز سنی سو میں ڈرا کہ کوئی بدی سے حضرت ﷺ کے پیش آیا ہو سو میں نے چاہا کہ آپ کی طرف جاؤں سو مجھ کو آپ کی بات یاد آئی کہ اپنی جگہ بیٹھو یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو میں وہاں سے نہ سرکا یہاں تک کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا کہ یا حضرت! البتہ میں نے ایک آواز سنی تھی سو میں ڈرا پھر مجھ کو آپ کی بات یاد آئی فرمایا اور کیا تو نے سنی تھی؟ میں نے کہا کہ ہاں! فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے میرے پاس آئے سو کہا کہ جو میری امت سے مر جائے اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا اور اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو؟ کہا اس نے کہ اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو۔

فائدہ: اور قید کی ساتھ تیسری رات کے اس واسطے کہ وہ اقصیٰ اس چیز کا ہے کہ حاجت ہوتی ہے اس کی طرف بیچ تفریق ایسی چیز کے اور ایک رات اس کا اقل درجہ ہے جس میں یہ ممکن ہے اور یہ جو فرمایا کہ مگر وہ چیز کہ میں اس کو دین کے واسطے نگاہ رکھوں تو یہ نگاہ رکھنا عام تر ہے اس سے کہ ہو واسطے قرض خواہ غائب کے یہاں تک کہ حاضر ہو اور لے اور یا واسطے ادا قرض موجل کے یہاں تک کہ اس کے وعدے کا وقت پہنچے اور قرض ادا کیا جائے اور یہ جو کہا کہ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں خرچ کروں تو یہ استثناء ہے بعد استثناء کے پس فائدہ دے گا اثبات کا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نفی محبت مال کی مقید ہے ساتھ عدم انفاق یعنی نہ خرچ کرنے کے پس لازم آئے گی محبت وجود اس کے کی ساتھ انفاق کے سو جب تک کہ خرچ کرنا بدستور ہو تب تک مکروہ نہیں ہے وجود مال کا اور جب خرچ نہ کرے تو ثابت ہوتی ہے کراہت وجود مال کی اور نہیں لازم آتا اس سے مکروہ ہونا حصول اور چیز کا اگرچہ بقدر اُحد پہاڑ کے ہو یا اس سے زیادہ باوجود بدستور رہنے خرچ کرنے کے اور اس حدیث میں تین طرفوں کا ذکر ہے اور یہ راویوں کا تصرف ہے اور اصل حدیث میں چار طرفوں کا ذکر ہے اور مراد اکثار سے کثرت مال کی ہے اور قلت سے کم ہونا ثواب آخرت کا اور یہ اس شخص کے حق میں ہے کہ بہت مالدار ہو اور نہ متصف ہو ساتھ صفت خرچ کرنے کے اور دو طرفوں کو ذکر نہیں کیا اوپر کو اور نیچے کو واسطے کم یاب ہونے کے اور مراد پیچھے سے پوشیدہ دینا ہے اور مرتب کیا ہے اس

حدیث میں دخول جنت کو اوپر مرنے کے بغیر شرک کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے وعدہ عذاب کا ساتھ دخول دوزخ کے واسطے اس شخص کے کہ بعض کبیرے کرے اور ساتھ نہ داخل ہونے کے بہشت میں واسطے اس شخص کے کہ کبیرے گناہ کرے اور اسی واسطے واقع ہوا ہے استفہام اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے اگرچہ خاک میں ملے ابوذر رضی اللہ عنہ کی ناک اور ایک روایت میں اس کے اخیر میں ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ہم سے ارادہ کیا ہے واسطے معرفت کے یعنی ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ذکر کریں ہم اس کو واسطے معرفت ساتھ حال اس کے۔

٥٩٦٤ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ أَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ.

٥٩٦۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھ کو یہی خوش معلوم ہوتا کہ میرے پاس تین راتیں نہ گزرتیں اور اس میں سے کچھ میرے پاس باقی رہتا مگر اس قدر جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں۔

فائدہ: اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ادب ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ کے احوال کا منتظر رہنا اور شفقت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تا کہ نہ داخل ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ادنیٰ چیز جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو اور اس میں خوبی ادب کرنے کی ہے ساتھ اکابر کے اور یہ کہ چھوٹا جب بڑے کو تنہا دیکھے تو نہ بیٹھے ساتھ اس کے اور نہ لازم پکڑے ساتھ اس کا مگر اس کی اجازت سے اور برخلاف اس کے ہے جس کو ہو مجمع میں مانند مسجد اور بازار کی پس جائز ہے اس کو بیٹھنا ساتھ اس کے بحسب لیاقت اس کے کی اور اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو اپنے آپ کو کنیت سے بلانا جائز ہے واسطے کسی غرض صحیح کے جیسے کہ اس کی کنیت اس کے نام سے مشہور تر ہو خاص کر جب کہ اس کا نام مشترک ہو اور اس کی کنیت مفرد ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے چھوٹے کے کہ کہے بڑے کو کہ میں تجھ پر فدا ہوں اور جواب ساتھ لبیک اور سعدیک کے واسطے زیادتی کے ادب میں اور یہ کہ آدمی قضائے حاجت کے وقت تنہا ہو جائے اور اس میں یہ کہ بڑے کے حکم کو بجا لانا اور اس کے نزدیک ٹھہرنا اولیٰ ہے اختیار کرنے اس چیز کے سے کہ مخالف ہو اس کو ساتھ رائے کے اگرچہ ہو اس چیز میں کہ تقاضا کرتی ہے اس کو رائے تو ہم دفع مفاسد کا یہاں تک کہ یہ متحقق ہو پس ہوگا دفع کرنا مفسدے کا اولیٰ اور اس میں استفہام تابع کا ہے متبوع سے اس چیز پر کہ حاصل ہو واسطے

اس کے فائدہ دینی یا علمی یا سوائے اس کے اور اس میں لینا ہے ساتھ قرینوں کے اس واسطے حضرت ﷺ نے جب ابو ذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کیا تو کسی کو دیکھتا ہے؟ تو اس نے سمجھا کہ حضرت ﷺ اس کو کسی کام کے واسطے بھیجنا چاہتے ہیں تو نظر کی طرف دھوپ آفتاب کی کہ کیا کچھ باقی ہے جس میں وہ کام ہو سکے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ بعض قرینے مراد پر دلالت نہیں کرتے واسطے ضعف کے اور اس میں تکرار ہے علم میں ساتھ اس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے نزدیک طالب کے بیچ مقابلے اس چیز کے کہ سنتا ہے اس کو مخالف اس کے اس واسطے کہ مقرر ہو چکا تھا نزدیک ابو ذر رضی اللہ عنہ کے آیتوں اور حدیثوں سے جو وارد ہیں بیچ وعید اہل کبائر کے ساتھ دوزخ کے اور ساتھ عذاب کے سو جب اس نے سنا کہ جو مر جائے نہ شرک کرتا ساتھ اللہ تعالیٰ کے وہ بہشت میں داخل ہوگا تو استفہام کیا اس سے ساتھ قول اپنے کے اگر چہ حرام کاری اور چوری کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط انہیں دو کبیرے گناہوں کو ذکر کیا اس واسطے کہ وہ مانند مثال کی ہیں اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حق اللہ تعالیٰ کے اور حق بندوں کے اور بہر حال جو دوسری روایت میں ہے اور اگر چہ شراب پی ہو تو یہ واسطے اشارہ کے ہے طرف فحش ہونے اس کبیرے کی اس واسطے کہ شراب پہنچاتی ہے طرف خلل عقل کی جس کے ساتھ آدمی کو چوپایوں پر فضیلت ہے اور ساتھ واقع نہ ہونے خلل کے اس میں کبھی دور ہوتی ہے پرہیز جو روکتی ہے باقی کبیرے گناہوں سے اور اس حدیث میں ہے کہ طالب جب الحاح کرے مراجعت میں تو اس کو جھڑکا جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے لائق ہو واسطے لینے کے اس قول سے کہ اگر چہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی ناک خاک میں ملے اور البتہ حمل کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص پر جو مرنے کے وقت توبہ کرے اور حمل کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس پر کہ مراد دخول بہشت کے عام تر ہے اس سے کہ ابتدا ہو یا بعد سزا پانے گناہ کے ہو اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اہل سنت کے اور رد ہے خارجیوں اور معتزلوں پر کہ کبیرے گناہ والا جب بغیر توبہ کے مر جائے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا لیکن اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ یہ اس شخص کے حق میں ہے جو عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے بہر حال اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے اس کے ظاہر پر اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ اس امت کے واسطے قول جبریل علیہ السلام کے کہ اپنی امت کو بشارت دیجیے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے جو وارد ہیں اس میں کہ اس امت کے بعض گنہگاروں کو عذاب کیا جائے گا پس صحیح مسلم میں ہے کہ مفلس میرے امت میں سے، الحدیث اور اس میں تعاقب ہے اس شخص پر جو تاویل کرتا ہے حدیثوں کو جو وارد ہیں اس میں کہ جو گواہی دے اس کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں تو داخل ہوگا بہشت میں اور بعض میں ہے کہ حرام ہوتا ہے آگ پر کہ تھا یہ حکم پہلے اترنے فرائض اور امر اور نہی کے سے اور یہ مروی ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور وجہ تعقب کی ذکر زنا اور سرقہ کا ہے بیچ اس کے سو ذکر کیا گیا ہے اوپر خلاف اس تاویل کے اور حمل کیا ہے اس کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص پر جو کلمہ توحید کہے اور ادا

کرے حق اس کا ساتھ ادا کرنے اس چیز کے کہ واجب ہے اور پرہیز کرے اس چیز سے کہ منع کی گئی ہے اور ترجیح دی ہے اس کو طیبی نے مگر یہ کہ یہ حدیث اس میں خدشہ کرتی ہے اور سب حدیثوں میں بہت مشکل قول حضرت ﷺ کا ہے کہ ملے اللہ تعالیٰ سے ساتھ ان دونوں کے بندہ نہ شک کرنے والا بیچ دونوں کے بہشت میں داخل ہوگا اور اس کے آخر میں ہے اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کرے اور بعض نے کہا کہ زیادہ تر مشکل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے نزدیک مسلم کے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں اور اس کی کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کرے گا اس واسطے کہ اس میں حصر کے حرف وارد ہوئے ہیں اور من استغرافیہ ہے اور تصریح کی ہے ساتھ حرام ہونے اس کے کی آگ پر برخلاف قول اس کے کی کہ بہشت میں داخل ہوگا اس واسطے کہ وہ نہیں نفی کرتا ہے آگ میں داخل ہونے کی اول کہا طیبی نے لیکن اول کو ترجیح دی جاتی ہے ساتھ قول اس کے کی اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کرے اس واسطے کہ وہ شرط ہے واسطے مجرد تاکید کے خاص کر یہ کہ مکرر کہا ہے اس کو تین بار واسطے مبالغہ کے اور ختم کیا ہے اس کو ساتھ قول اس کے اور اگرچہ خاک میں ملے ناک ابوذر رضی اللہ عنہ کی واسطے تمام کرنے مبالغہ کے اور دوسری حدیث مطلق ہے قابل تقیید کے ہے سو نہ مقابلہ کرے گی قول اس کے کو اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کرے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مذہب سب اہل سنت کا یہ ہے کہ گنہگار لوگ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہیں اور یہ کہ جو مر جائے اس حال میں کہ یقین کرنے والا ہو ساتھ دونوں شہادت کے وہ بہشت میں داخل ہوگا سو اگر گناہ سے سلامت ہو تو داخل ہوگا بہشت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور حرام ہوتا ہے آگ پر اور اگر ہو مخلطین سے یعنی جن کی نیکیوں میں گناہ ملے ہوئے ہیں ساتھ ضائع کرنے اوامر کے یا بعض کے اور اختیار کرنے منع کی چیزوں کے اور مر جائے بغیر توبہ کے تو وہ خطرے مشیت میں ہے اور وہ لائق ہے اس کے کہ گزرے اس پر وعید مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے کہ اس سے معاف کر دے سو اگر چاہے تو اس کو عذاب کرے سو پھرنا اس کا طرف بہشت کی ہے ساتھ شفاعت کے بنا بر اس کے پس تقیید لفظ اول کی تقدیر اس کی اور اگرچہ زنا اور چوری کرے داخل ہوگا بہشت میں لیکن وہ پہلے اس سے کہ مر جائے اس حال میں کہ اصرار کرنے والا ہو گناہ پر تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے اور تقدیر دوسری حدیث کی یہ ہے کہ حرام کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ آگ پر مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے یا حرام کرتا ہے اس کو خلود کی آگ پر، واللہ اعلم۔ کہا طیبی نے کہ کہا بعض محققین نے کہ کبھی لیا جاتا ہے ان حدیثوں سے ذریعہ واسطے پھینکنے تکلیفوں کے اور باطل کرنے عمل کے یعنی ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل کرنے کی کچھ حاجت نہیں واسطے اس گمان کے کہ شرک کا ترک کرنا کافی ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ شریعت کے بچھونے کو لپیٹ دیا جائے اور حدود شرعیہ کو باطل ٹھہرایا جائے اور یہ کہ بندگی کی ترغیب دینی اور گناہ سے ڈرانا بے فائدہ ہے اس کو کچھ تاثیر نہیں بلکہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ آدمی دین سے نکل جائے اور شریعت کی قید اور پابندی سے

چھوٹ جائے اور ضبط سے نکل کر خبط میں بڑے اور چھوٹے جائیں لوگ بیکار اور یہ نوبت پہنچاتا ہے اس کی طرف کہ دنیا خراب ہو جائے اس کے بعد کہ پہنچائے طرف خرابی آخرت کی باوجود اس کے کہ قول حضرت ﷺ کا حدیث کے بعض طریقوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں شامل ہے تمام تکالیف شرعیہ کو اور قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانے شامل ہے مسمی شرک جلی کو اور خفی کو سو نہیں ہے راحت واسطے تمسک کے ساتھ اس کے بیچ ترک کرنے عمل کے اس واسطے کہ حدیث میں جب ثابت ہوں تو واجب ہے جوڑنا بعض کا طرف بعض کی کہ وہ ایک حدیث کے حکم میں ہیں سو محمول ہوگی حدیث مطلق مقید پر تاکہ حاصل ہو عمل ساتھ تمام اس چیز کے کہ ان کے مضمون میں ہے اور اس حدیث میں جواز خلف کا ہے بغیر قسم دینے کے اور مستحب ہے جب کہ ہو واسطے مصلحت کے مانند تاکید امر مہم کے اور تحقیق اس کی کے اور نفی مجاز کے اس سے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا **والذی نفس محمد بیدہ** تو اس میں تعبیر ہے آدمی کے ساتھ اسم کے نفس اپنے سے سوائے ضمیر اپنے کے اور بیچ قسم کھانے کے ساتھ اس کے زیادہ تاکید ہے اس واسطے کہ آدمی جب یہ بات یاد رکھے کہ نفس اس کا اور وہ عزیز تر ہے سب چیزوں سے نزدیک اس کے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پھیرتا ہے اس کو جس طرح چاہتا ہے تو اس سے ڈرے گا اور باز رہے گا قسم کھانے سے اس چیز پر کہ نہیں محقق ہے نزدیک اس کے اور اسی واسطے مشروع ہے تاکید قسموں کے ساتھ ذکر صفات الٰہیہ کا اور خاص کر ساتھ صفت جلال اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر خرچ کرنے کے بیچ وجوہ خیر کے اور یہ کہ حضرت ﷺ دنیا میں اعلیٰ درجہ زہد میں تھے اس طور سے کہ نہ چاہتے تھے کہ آپ کے ہاتھ میں دنیا سے کچھ چیز رہے مگر واسطے خرچ کرنے اس کے کے اس شخص میں جو اس کا مستحق ہے اور یا واسطے نگاہ رکھنے اس کے کے واسطے قرض خواہ اور یا واسطے دشوار ہونے اس شخص کے کہ اس کو قبول کرے آپ سے واسطے قید کرنے اس کے کے ہمام کی روایت میں ساتھ قول اپنے کے کہ میں پاتا ہوں جو اس کو قبول کرے اور اس قبیل سے ہے جواز تاخیر کرنا زکوۃ واجب کا دینے سے جب کہ نہ پایا جائے مستحق اس کا اور لائق ہے واسطے اس شخص کے جس کے واسطے یہ واقع ہو کہ قدر واجب کو اپنے مال سے الگ کر رکھے اور کوشش کرے بیچ حاصل کرنے اس شخص کے جو اس کو لے اور اگر کوئی زکوۃ لینے والا نہ پایا جائے تو نہیں ہے کچھ حرج اوپر اس کے اور نہ منسوب کیا جائے طرف قصور کرنے کی اس کے روکنے میں اور اس میں مقدم کرنا وفا دین کا ہے اوپر صدقہ نفل کے اور اس میں جواز ہے قرض لینے کا اور مقید کیا ہے اس کو ابن بطال نے ساتھ تھوڑے کے لیکن حدیث کے بعض طریقوں میں شے کا لفظ آیا ہے اور وہ شامل ہے قلیل اور کثیر کو اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر ادا کرنے قرض کے اور ادا کرنے امانتوں کے اور جواز استعمال کرنا وقت تمنا خیر کے اور دعویٰ کیا ہے مہلب نے کہ وہ تمثیل ہے بیچ جلدی نکالنے زکوۃ کے اور مراد یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ روکوں جو واجب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نکالنا اس کا بقدر اس چیز کے کہ باقی رہا دن سے اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض نے کہ یہ تاویل بعید ہے اور

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سیاق حدیث کا اس میں ہے کہ حضرت مَلَّاتِیَّا نے چاہا کہ تنبیہ کریں اس کو اوپر عظمت پہاڑ اُحد کے تاکہ بیان کریں ساتھ اس کے مثال کو اس میں کہ اگر اس کے برابر اُن کے پاس سونا ہوتا تو نہ چاہتے کہ اس کو اپنے پاس مؤخر کریں مگر واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ہے خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور نگاہ رکھنے سے واسطے ادا قرض کے اور کہا عیاض نے کہ کبھی حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے افضل ہونے فقر کے غنا پر اور کبھی حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے افضل ہونے غنا کے فقر پر اور ماخذ دونوں کا حدیث کے سیاق سے واضح ہے اور اس میں ترغیب ہے اوپر انفاق مال کے زندگی میں اور صحت میں اور راجح ہونا اس کا انفاق پر وقت موت کے اور گزر چکی ہے اس میں حدیث کہ خیرات کرے تو اور حالانکہ تو صحیح اور حریص ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ بہت مالدار بخل کرتے ہیں ساتھ نکالنے اس چیز کے کہ ان کے نزدیک ہے جب تک کہ عافیت میں ہیں سو امید رکھتے ہیں بقا کی اور ڈرتے ہیں فقر سے سو جس نے اپنے شیطان کی مخالفت کی اور اپنے نفس پر قہر کیا واسطے اختیار کرنے ثواب آخرت کے تو اس نے مراد پائی اور جس نے بخل کیا نہ امن میں رہے گا جو اسے وصیت کرنے میں یعنی خلاف شرع وصیت کرے گا وارثوں کا حق کسی اور کو دے گا اور اگر سلامت رہے تو نہ امن میں ہوگا تاخیر تجیز اس چیز کی سے کہ وصیت کی ساتھ اس کے یا ترک اس کے سے یا سوائے اس کے آفات سے خاص کر جب کہ چھوڑے وارث نااہل کو سو وہ اس کو بہت تھوڑے وقت میں بیجا صرف کر ڈالے گا اور باقی رہے گا وبال اس کا اس شخص پر جس نے اس کو جمع کیا۔ (فتح)

بَابُ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ.

غنا درحقیقت دل کا غنا ہے یعنی برابر ہے کہ اس کے پاس تھوڑا مال ہو یا بہت ہو۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿أَيَحْسِبُوْنَ أَنَّ مَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ﴾ إِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمْ يَعْمَلُوْهَا لَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَّعْمَلُوْهَا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گمان کرتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہم مدد دیتے ہیں ان کو مال اور بیٹوں سے عاملون تک، کہا ابن عیینہ نے کہ نہیں عمل کیا انہوں نے ان کو ضرر ان کو کریں گے۔

فائدہ: اور معنی یہ ہیں کہ گمان کرتے ہیں کہ جو مال کہ ہم ان کو دیتے ہیں واسطے کرامت ان کی کے ہے اوپر ہمارے اگر ان کا یہ گمان ہے تو یہ ان کی خطا ہے بلکہ وہ استدراج ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا﴾ اور اشارہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِنْ هٰذَا﴾ یعنی استدراج مذکور سے اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ﴾ سو مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ آئندہ کریں گے عملوں سے کفر سے یا ایمان سے اور مناسبت

آیت کی واسطے حدیث کے یہ ہے کہ مال کا بہتر ہونا اس کی ذات کے واسطے نہیں یعنی مال بالذات خیر نہیں بلکہ بحسب اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے اگرچہ اس کا نام فی الجملہ خیر رکھا جاتا ہے اور اسی طرح بہت مال والا نہیں ہے غنی لذاتہ بلکہ باعتبار تصرف اس کے کی بیچ اس کے سو اگر فی نفسہ غنی ہو یعنی اس کا دل غنی ہو تو نہیں موقوف ہے بیچ صرف کرنے اس کے واجبات اور مستحبات میں وجوہ بر اور قربت سے اور اگر فی نفسہ فقیر ہو یعنی اس کا دل فقیر ہو تو اس کو روکتا ہے اور باز رہتا ہے اس کے خرچ کرنے سے بیچ اس چیز کے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس کے تمام ہو جانے کے خوف سے سو وہ فی الحقیقت فقیر ہے صورۃً ومعنیً اگرچہ ہو مال اس کے ہاتھ میں اس واسطے کہ نہیں پاتا ہے وہ نفع ساتھ اس کے نہ دنیا میں نہ آخرت میں بلکہ اکثر اوقات اس پر وبال ہوتا ہے۔ (فتح)

٥٩٦٥ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ.

٥٩٦٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے بے پرواہی مال دنیا کی زیادتی سے بے پرواہی تو حقیقت میں دل کی بے پرواہی ہے۔

فائدہ: عرض اس چیز کو کہتے ہیں جو نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے اسباب اور متاع دنیا کے سے اور عرض جوہر کے مقابل بھی بولا جاتا ہے اور جو آدمی کہ اس کو بیماری وغیرہ سے عارض ہو اس کو بھی عرض کہتے ہیں اور کہا ابو عبید نے کہ عرض اسباب کو کہتے ہیں جو حیوان اور غیر منقول کے سوائے ہے اور ماپا اور تولا نہیں جاتا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ غنا در حقیقت دل کا غنا ہے اور فقر دل کا فقر ہے اور کہا ابن بطال نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں حقیقت غنا اور بے پرواہی کی بہت ہونا مال کا اس واسطے کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت مال دیا ہے لیکن وہ اس کے ساتھ قناعت نہیں کرتے بلکہ کوشش کرتے ہیں زیادہ کرنے میں اور نہیں پرواہ کرتے کہ کہاں سے آتا ہے وجہ حلال سے یا حرام سے سو گویا کہ وہ فقیر ہیں واسطے شدت حرص ان کی کے اور غنا تو درحقیقت دل کا غنا ہے اور وہ شخص وہ ہے جو کہ قناعت کی اس نے ساتھ اس مال کے کہ اس کو دیا گیا اور بے پرواہ ہوا اور راضی ہوا اور نہ حرص کی زیادہ کرنے پر اور نہ کوشش کی اس کی طلب میں سو گویا کہ وہ مالدار بے پرواہ ہے اور مراد غنا سے بیچ قول اللہ تعالی ﴿وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنٰى﴾ کے غنا نفس کا ہے اور کہا طیبی نے کہ غنا نافع یا ممدوح غنا النفس کا ہے۔ (فتح) اور ظاہر تر پہلے معنی ہیں جس کو ابن بطال نے بیان کیا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْفَقْرِ.

باب ہے بیچ بیان فضیلت فقر کے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ باب کے پیچھے پہلے باب کے طرف تحقیق محل خلاف کی کہ فقر

غنا سے افضل ہے یا عکس اس کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ غنا نفس کا غنا ہے تو مستفاد ہوتا ہے اس سے حصر بیچ اس کے سو حمل کیا جائے گا جو وارد ہوا ہے بیچ فضیلت غنا کے اوپر اس کے سو جس کا دل غنی نہ ہو وہ ممدوح نہیں ہوتا بلکہ مذموم ہوتا ہے سو کس طرح فاضل ہوگا اور اس طرح جو وارد ہوا ہے فضیلت فقر کی سے اس واسطے کہ جس کا دل غنی نہیں وہ فقیر نفس ہے اور اسی سے حضرت ﷺ نے پناہ مانگی ہے اور جس فقر میں نزاع واقع ہوئی ہے وہ نہ ہونا مال کا ہے اور قلیل ہونا اس سے اور بہر حال بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَنتُمُ الْفُقَرَآءُ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ تو مراد اس سے محتاج ہونا مخلوق کا ہے طرف خالق کی پس فقر واسطے مخلوق کے ذاتی امر ہے نہیں جدا ہوتے لوگ اس سے اور اللہ تعالیٰ وہ غنی ہے نہیں ہے محتاج کسی کا اور مراد اس جگہ فقر سے فقر مال سے ہے۔ (فتح)

٥٩٦٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُّنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَّا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا.

٥٩٦٦۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ پر گزرا تو حضرت ﷺ نے ایک مرد سے جو آپ کے پاس بیٹھا تھا فرمایا کہ کیا رائے ہے تیری اس مرد کے حق میں؟ اس نے کہا کہ یہ مرد شریف لوگوں میں سے ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی سزاوار ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے اس کا پیغام قبول کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے، کہا سو حضرت ﷺ چپ رہے، پھر ایک اور مرد گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا رائے ہے تیری اس مرد کے حق میں؟ کہا کہ یہ ایک مرد ہے فقرائے مہاجرین میں سے یہ سزاوار ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو وہ اس کا پیغام نہ قبول کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے، اور اگر بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ بہتر ہے ایسی زمین بھر سے یعنی اگر کل آدمی جو زمین پر ہیں ایسے مالدار ہوں کوئی ان میں فقیر مسکین نہ ہو تو یہ ایک فقیر ان سب سے بہتر ہے۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ واقع ہوئی ہے تفصیل دونوں میں باعتبار ضمیر کے اور وہ قول اس کا ہے مثل ہذا اس واسطے کہ بیان اور مبین ایک چیز ہے اور ایک روایت میں ہے کہ خیر فی طلاع الارض من الآخر اور مراد ساتھ طلاع کے

وہ چیز ہے جس پر سورج چڑھے اسی طرح کہا ہے عیاض نے اور اس کے غیر نے کہ مراد وہ چیز ہے جو زمین پر ہے عام طور سے آدمی ہوں یا چاندی سونا وغیرہ اور ایک روایت میں ہے کہ اس فقیر کا نام جعیل تھا جیسا کہ مغازی ابن اسحاق میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جعیل بہتر ہے زمین بھر سے مثل عیینہ اور اقرع کے لیکن میں دونوں سے لگاوٹ کرتا ہوں اور سپرد کرتا ہوں جعیل کو ایمان اس کے کی طرف اور حدیث میں بیان فضیلت جعیل مذکور کی کا ہے اور یہ کہ مجرد دنیا کی شرافت کو کوئی اثر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتبار اس میں ساتھ آخرت کے ہے جیسے کہ پہلے گزرا ہے کہ سچی زندگی آخرت کی زندگی ہے اور یہ کہ جس کا حصہ دینا میں سے فوت ہو اس کو اس کے عوض آخرت میں نیکی دی جاتی ہے سو اس میں فضیلت ہے واسطے فقر کے جیسا کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے لیکن یہ نہیں حجت ہے اس میں واسطے تفصیل فقیر کے غنی پر جیسا کہ ابن بطال نے کہا اس واسطے کہ اگر وہ فقر کے سبب سے فضیلت دیا گیا ہے تو لائق تھا کہ یوں کہا جاتا **خیر من ملء الارض مثله لا فقیر فیھم** یعنی بہتر ہے مثل اس کی سے زمین بھر کہ ان میں کوئی فقیر نہ ہو اور اگر اس کی فضیلت کے واسطے ہے تو اس میں حجت نہیں، میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ پہلی وجہ کا التزام کریں اور حیثیت مرعی ہے لیکن ظاہر ہوتا ہے سیاق قصے سے کہ اس کو اس کے تقویٰ کے سبب سے فضیلت دی اور نہیں ہے مسئلہ مفروض فقیر متقی میں اور غنی غیر متقی میں بلکہ ضروری ہے اول برابر ہونا دونوں کا تقویٰ میں اور نیز نہیں ہے ترجمہ میں تصریح کی ساتھ تفصیل فقر کے غنا پر اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ثبوت فضیلت فقر سے افضل ہونا اس کا اور اسی طرح نہیں لازم آتا ثبوت افضلیت فقیر سے غنی پر افضل ہونا ہر فقیر کا غنی پر۔ (فتح)

٥٩٦٧ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

٥٩٦٧۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کی سو اس نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے تھے سو واقع ہوا بدلہ ہمارا اللہ تعالیٰ پر سو بعض ہم میں سے مر گیا اور اپنی مزدوری سے کچھ چیز نہ لی یعنی دنیا کے مال سے کچھ چیز نہ کھائی ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کہ جنگ اُحد کے دن شہید ہوا اور ایک چادر چھوڑی سو جب ہم اس کا سر ڈھانکتے تھے تو اس کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم اس کے دونوں پاؤں ڈھانکتے تھے تو اس کا سر کھل جاتا تھا سو حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ اس کا سر ڈھانکیں اور اس کے پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈالیں اور ہم میں سے بعض شخص وہ ہے

کہ اس کا میوہ پکا سو وہ اس کو چنتا ہے اور کاٹتا ہے۔

فائدہ: ہم نے حضرت مَثَلِّیْتُمْ کے ساتھ ہجرت کی یعنی حضرت مَثَلِّیْتُمْ کے حکم اور اجازت سے یا مراد ساتھ معیت کے مشترک ہونا ہجرت کے حکم میں اس واسطے کہ ہجرت کے وقت حضرت مَثَلِّیْتُمْ کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عامر کے سوائے کوئی نہ تھا اور قول اس کا ہم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے تھے یعنی ثواب اس کا نہ ثواب دنیا کا اور قول اس کا کہ واقع ہوا اجر ہمارا اللہ تعالیٰ پر اور ایک روایت میں ہے سو واجب ہوا اور اطلاق وجوب کا اللہ تعالیٰ پر ساتھ ان معنوں کے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے نفس پر واجب کیا بسبب اپنے سچے وعدے کے نہیں تو اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اس پر سلف صدق سے اپنے حالات کے بیان کرنے میں اور یہ کہ صبر کرنا فقر کی شدت اور سختی پر نیکوں کے طریق سے ہے اور اس میں ہے کہ کفن سارے بدن کا ڈھانکنے والا ہو اور یہ کہ مردے کا سب بدن ستر ہو جاتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ بطریق کمال کے کہا ابن بطال نے کہ نہیں خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تفضیل فقیر کی غنی پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تو صرف اتنا ہے کہ ان کی ہجرت دنیا کے واسطے نہ تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے تھی تا کہ ان کو آخرت میں اس کا ثواب دے سو جو شہروں کے فتح ہونے سے پہلے مر گیا اس کا ثواب زیادہ ہوا اور جو زندہ رہا یہاں تک کہ دنیا کی پاک چیزیں پائیں تو ڈرا وہ اس سے کہ جلدی دیا گیا ہو اس کو بدلہ اس کی بندگی کا دنیا میں اور ان کو آخرت کی نعمتوں پر زیادہ حرص تھی۔ (فتح)

۵۹۶۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ تَابَعَهُ أَيُّوْبُ وَعَوْفٌ وَقَالَ صَخْرٌ وَحَمَّادُ بْنُ نَجِيْحٍ عَنْ أَبِي رَجَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

۵۹۶۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَثَلِّیْتُمْ نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں، متابعت کی ہے اس کی ایوب اور عوف نے اور کہا صخر اور حماد نے ابو رجا سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے تو نہیں ہے اس میں وہ چیز جو واجب کرے فضیلت فقیر کی کو مالدار غنی پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ محتاج دنیا میں اکثر ہیں مالداروں سے سو خبر دی اس سے جیسے تو کہے کہ دنیا کے اکثر لوگ محتاج ہیں، واسطے خبر دینے کے حال سے

اور فقر نے ان کو بہشت میں داخل نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوئے ہیں اس میں ساتھ تقویٰ اپنے کے سمیت فقر کے اس واسطے کہ فقیر جب نیک نہ ہو تو وہ فاضل نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ ظاہر حدیث کا رغبت دلانے اور ترک کرنے زیادہ وسعت کے دنیا سے جیسے کہ اس میں ترغیب ہے واسطے عورتوں کے اوپر محافظت کرنے کے امر دین پر تا کہ نہ داخل ہوں دوزخ میں جیسا کہ اس کی تقریر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے عورتوں سے فرمایا کہ میں نے تم ہی کو دوزخ والوں میں اکثر دیکھا ہے کہا گیا کس سبب سے فرمایا ان کے کفر کرنے کے سبب سے کہا گیا کیا اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتیں؟ فرمایا کہ احسان کو نہیں مانتیں۔ (فتح)

٥٩٦٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ حَتّٰى مَاتَ وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ.

٥٩٦٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کبھی خوان پر نہیں کھایا یہاں تک کہ فوت ہوئے اور نہیں کھائی پتلی روٹی یہاں تک کہ فوت ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ کا خوان پر نہ کھانا اور نہ پتلی روٹی کھانا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے دفع کرنے دنیا کی ستھری چیزوں کے تھا واسطے اختیار کرنے پاک چیزوں دائمی زندگی کے اور مال میں تو اس واسطے رغبت کی جاتی ہے کہ اس سے آخرت پر مدد لی جائے سو حضرت ﷺ کو اس وجہ سے مال کی حاجت نہ ہوئی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ فقر کو غنا پر فضیلت ہے بلکہ دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت قناعت اور کفاف کے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں پاتا بندہ دنیا سے کچھ مگر اس کا درجہ کم ہو جاتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہو۔ (فتح)

٥٩٧٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِيْ رَفِّيْ مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِيْ رَفٍّ لِّيْ فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ

٥٩٧٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور میرے گھر میں کچھ چیز نہ تھی جس کو جاندار کھائے مگر کچھ جو کہ میرے طاق میں تھا سو میں نے اس سے مدت تک کھایا پھر میں نے اس کو پایا سو وہ خالی ہوا یا تمام ہوا۔

فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں ہے اس میں کہ گزران میں میانہ روی اختیار کرے اور دنیا سے اس قدر لے جس سے اس کی بھوک بند ہو میں کہتا ہوں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے یہ جب کہ واقع ہو ساتھ قصد کے اس کی طرف اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے ایثار کرتے ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے پاس ہوتی سو البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح بخاری اور مسلم میں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر وغیرہ فتوحات کی کھجوریں آتی تھی تو اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے تھے پھر باقی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور باوجود اس کے جب کوئی مہمان آتا یا کوئی اور حاجت پڑتی تو اپنے اہل کو اشارہ کرتے کہ مہمان کو اپنی جان پر مقدم کریں سو اکثر اوقات نوبت پہنچاتا یہ طرف تمام ہونے اس چیز کے کی کہ ان کے نزدیک تھی یا اکثر تمام ہو جاتی اور روایت کی ہے بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن پے در پے اور اگر ہم چاہتے تو پیٹ بھر کر کھاتے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو اپنی جان پر مقدم کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ پھر میں نے اس کو پایا تو تمام ہوا تو کہا ابن بطال نے کہ اس میں ہے کہ جو اناج ماپا جائے اس کا تمام ہونا معلوم ہو جاتا ہے واسطے معلوم ہونے ماپ اس کے کے اور یہ کہ جو اناج نہ ماپا جائے اس میں برکت ہوتی ہے اس واسطے کہ اس کی مقدار معلوم نہیں ہوتی، میں کہتا ہوں کہ ہر اناج میں یہ حکم عام نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ وہ خصوصیت تھی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو آخر باب میں آئے گی اور ایک حدیث میں ہے کہ اپنا اناج ماپا کرو تا کہ تمہارے لیے اس میں برکت ہو اور تطبیق دونوں میں یہ ہے کہ اگر کسی سے اناج خریدے تو ماپ لے تا کہ بائع کا حق اس میں نہ آئے اور اپنے خرچ کرنے کے لیے ماپنا مکروہ ہے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو مسلم میں ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اناج مانگنے کو آیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آدھا وسق جو دیا سو اس میں سے وہ مرد اور اس کی عورت اور ان کا مہمان ہمیشہ مدت تک کھاتے رہے یہاں تک کہ اس نے اس کو ماپا پھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اس کو نہ ماپتا تو البتہ تم اس سے ہمیشہ کھایا کرتے اور البتہ تمہارے پاس اناج قائم رہتا اور کہا قرطبی نے کہ سبب تمام ہونے اس کے کا وقت ماپنے کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے التفات ہے ساتھ عین حرص کے باوجود معائنہ جاری رہنے نعمت اللہ تعالیٰ کے کی اور کثرت برکت اس کے کی اور غفلت کرنے شکر اس کے سے اور اعتماد کرنے سے ساتھ اس شخص کے جس نے وہ نعمت دی اور میل طرف اسباب معتادہ کے وقت مشاہدہ خرق عادت کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو رزق دیا جائے کچھ چیز یا اکرام کیا جائے ساتھ کرامت کے یا لطف کے کسی امر میں تو متعین ہے اس پر شکر کرنا پے در پے اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کی سنت کا اور نہ پیدا کرے اس حالت میں تغییر کو۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ وَتَخَلِّيهِمْ مِّنَ الدُّنْيَا.

باب ہے بیچ کیفیت گزران حضرت ﷺ کے اور آپ کے اصحاب کے یعنی حضرت ﷺ کی زندگی میں اور الگ ہونے ان کے دنیا سے یعنی اس کی پناہ سے اور اس میں وسعت کرنے سے۔

٥٩٧١ - حَدَّثَنِي أَبُو نُعَيْمٍ بِنَحْوٍ مِّنْ نِصْفِ هٰذَا الْحَدِيْثِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ أَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِيْ مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمُ الَّذِيْ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِيْ فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِيْ عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِيْ فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِيْ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَآنِيْ وَعَرَفَ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَمَا فِيْ وَجْهِيْ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضٰى فَتَبِعْتُهُ فَدَخَلَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِيْ فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ قَالُوْا أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ فُلَانَةُ قَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ إِلٰى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِيْ قَالَ وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُوْنَ

٥٩٧١۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے قسم ہے اس کی جس کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں کہ البتہ میں تکیہ کرتا تھا اپنے پیٹ سے زمین پر بھوک کے مارے اور البتہ میں بھوک کے سبب سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور البتہ میں ایک دن ان کی یعنی حضرت ﷺ اور آپ کے بعض اصحاب کی راہ پر بیٹھا جس سے نکلتے تھے سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے سو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی میں نے ان سے فقط اسی واسطے پوچھی تھی کہ مجھ کو پیٹ بھر کر کھلائیں سو گزرے اور نہ کیا یعنی پیٹ بھر کر کھلانا پھر عمر رضی اللہ عنہ مجھ پر گزرے تو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی فقط میں نے ان سے اسی واسطے پوچھی تھی کہ مجھ کو پیٹ بھر کھلائیں سو گزرے اور نہ کیا پھر حضرت ﷺ مجھ پر گزرے سو مسکرائے جب کہ مجھ کو دیکھا اور پہچانا جو میرے دل میں ہے اور جو میرے چہرے میں ہے پھر کہا اے ابوہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا مل اور گزرے سو میں آپ کے پیچھے گیا سو آپ سے ملا سو داخل ہوئے اور اجازت مانگی سو مجھ کو اجازت ہوئی سو اندر گئے اور ایک پیالے میں دودھ پایا فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے کہا کہ فلانے مرد یا فلانی عورت نے آپ کو تحفہ بھیجا ہے کہا اے ابوہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا جا صفے والوں میں اور

إِلَى أَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَّلَا عَلٰى أَحَدٍ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيْهَا فَسَآئَنِيْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِيْ أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ أَحَقُّ أَنَا أَنْ أُصِيْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوّٰى بِهَا فَإِذَا جَآءَ أَمَرَنِيْ فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيْهِمْ وَمَا عَسٰى أَنْ يَّبْلُغَنِيْ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِّنَ الْبَيْتِ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خُذْ فَأَعْطِهِمْ قَالَ فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى يَدِهٖ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَقِيْتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُوْلُ اشْرَبْ

ان کو میرے واسطے بلا کہا اور اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے کوئی ان کا گھر نہ تھا اور نہ ٹھکانہ پکڑتے تھے اہل پر اور نہ مال پر اور نہ کسی پر قرابتیوں اور دوستوں وغیرہ سے جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو اس کو ان کے پاس بھیجتے اور اس سے کوئی چیز اپنے واسطے نہ لیتے اور جب آپ کے پاس کوئی تحفہ آتا تو ان کی طرف بھیجتے اور آپ بھی اس میں سے لیتے اور ان کو اس میں شریک کرتے سو اس نے مجھ کو دل گیر کیا یعنی آپ کے اس قول نے کہ ان کو بلا سو میں نے اپنے جی میں کہا اور کیا ہے یہ یعنی کیا قدر ہے اس دودھ کی اہل صفہ میں لائق تر تھا کہ اس دودھ سے میں ایک بار پیتا کہ اس کے ساتھ قوی ہوتا سو جب اہل صفہ آئیں گے تو حضرت ﷺ مجھ کو حکم کریں گے سو میں ان کو دوں گا اور نہیں قریب ہے کہ مجھ کو اس دودھ سے کچھ پہنچے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری سے کوئی چارہ نہ تھا سو میں اہل صفہ کے پاس آیا سو میں نے ان کو بلایا سو وہ متوجہ ہوئے اور اجازت مانگی حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور گھر اپنی جگہوں میں بیٹھے یعنی جو جگہ جس کے لائق تھی فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں یا حضرت! فرمایا لے اور ان کو دے تو میں نے پیالہ لیا سو میں نے شروع کیا پیالہ دینا ایک مرد کو سو وہ پیتا یہاں تک کہ سیراب ہو جاتا پھر مجھ کو پیالہ پھیر دیتا پھر دوسرے مرد کو پیالہ دیتا یعنی جو اس کے پہلو میں ہوتا سو وہ پیتا یہاں تک کہ سیراب ہو جاتا پھر مجھ کو پیالہ پھیر دیتا یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ کی طرف پہنچا اور حالانکہ سب لوگ سیراب ہو گئے تھے سو میں نے حضرت ﷺ کو پیالہ دیا حضرت ﷺ نے لیا اور اس کو اپنے ہاتھ میں رکھا پھر میری طرف نظر کی

حَتّٰی قُلْتُ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا قَالَ فَأَرِنِیْ فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰی وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ.

اور مسکرائے سو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا میں اور تو دونوں باقی ہیں میں نے کہا آپ سچے ہیں یا حضرت! فرمایا بیٹھ جا اور پی سو میں بیٹھا اور میں نے پیا فرمایا پھر پی میں نے پھر پیا سو ہمیشہ رہے حضرت ﷺ فرماتے کہ اور پی یہاں تک کہ میں نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا رسول کیا میں اس کے واسطے کوئی راہ نہیں پاتا فرمایا سو مجھ کو دکھلا سو میں نے حضرت ﷺ کو پیالہ دیا سو حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور بسم اللہ کہی اور باقی دودھ پیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اپنے پیٹ سے زمین پر تکیہ کرتا تھا بھوک کے مارے یعنی اپنے پیٹ کو زمین سے چمٹاتا تھا اور شاید وہ فائدہ پاتا ساتھ اس کے جو فائدہ حاصل کرتا ساتھ باندھنے پتھر کے سے اپنے پیٹ پر یا مراد یہ ہے کہ میں زمین پر گر پڑتا تھا بیہوش ہو کر جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ میں بھوک کے مارے بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا سو کوئی آتا اور میری گردن پر پاؤں رکھتا گمان کرتا کہ مجھ کو جنون ہے اور نہ تھی مجھ کو کوئی چیز سوائے بھوک کے اور یہ جو کہا کہ میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا بھوک کے سبب سے تو احمد کی روایت میں عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ میں ایک سال ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا سو کہا اگر تو ہم کو دیکھتا اور حالانکہ ہم پر کئی کئی دن گزرتے تھے نہ پاتا کوئی کھانا جس کے ساتھ اپنے پیٹھ کو سیدھا کرے یہاں تک کہ کوئی ہم میں سے پتھر لیتا سو اس کو کپڑے سے اپنے پیٹ پر باندھتا تا کہ اس کے ساتھ اپنی پیٹھ کو سیدھا کرے کہا علماء نے کہ پیٹ پر پتھر باندھنے کا فائدہ قوت حاصل کرنا ہے اوپر سیدھا ہونے کے منع کرنا ہے کثرت تحلیل ہونے غذا کے سے جو پیٹ میں ہے واسطے ہونے پتھر کے بقدر پیٹ کے پس ہوگا ضعف اقل یا واسطے کم کرنے حرارت بھوک کے ساتھ سردی پتھر کے یا اس میں اشارہ ہے طرف کسر نفسی کی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے پہچانا جو میرے جی میں ہے تو شاید حضرت ﷺ نے چہرے کے حال سے پہچانا جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جی میں ہے حاجت اس کی سے طرف اس چیز کی کہ اس کی بھوک کو بند کرے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا یعنی شکر کیا اللہ تعالیٰ کا اس چیز پر کہ احسان کی برکت سے جو واقع ہوئی دودھ مذکور میں باوجود کم ہونے اس کے سے یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہوئے اور دودھ باقی چھوڑا اور پینے کی ابتدا میں بسم اللہ کہی اور اس حدیث میں فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے، مستحب ہے پینا بیٹھ کر اور خادم قوم کا جب ان پر پھیرے وہ چیز کہ پئیں تو لے برتن کو ہر ایک سے اور اس کے پاس والے کو دے اور نہ چھوڑے پینے

والے کو کہ وہ خود اپنے ساتھی کو دے اس واسطے کہ اس میں ایک قسم ذلت ہے مہمان کی اور ایک حدیث میں معجزہ ہے عظیم اور اس کی نظیریں علامات النبوۃ میں گزر چکی ہیں اور مانند تکثیر طعام اور شراب کے ساتھ برکت کے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اگر اقصیٰ غایت کو پہنچے واسطے لینے کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ میں اس کے واسطے کوئی راہ نہیں پاتا اور برقرار رکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اوپر اس کے برخلاف اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ حرام ہونے اس کے کے لیکن احتمال ہے کہ ہو یہ خاص ساتھ اس حال کے سو نہ قیاس کیا جائے گا اس پر غیر اس کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دنیا میں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن بہت بھوکے ہوں گے اور تطبیق دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ زجر محمول ہے اس شخص پر جو پیٹ بھر کر کھانے کی عادت ٹھہرا رکھے کہ اس سے عبادت وغیرہ میں سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے اور جواز محمول ہے اس شخص کے حق میں جس کے واسطے یہ کبھی کبھی واقع ہو خاص کر بعد شدت بھوک کے اور بعید جاننے حصول کسی چیز کے اس کے بعد قریب ہے اور اس میں ہے کہ چھپانا حاجت کا اور اشارہ کرنا ساتھ اس کے اولیٰ ہے تصریح سے ساتھ اس کے اور اس میں کرم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اختیار کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نفس پر غیر کو اور اسی طرح اپنے اہل اور خادم پر اور اس میں وہ چیز ہے کہ تھے بعض اصحاب اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تنگ حال سے اور فضیلت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور بچنا ان کا سوال سے اور کفایت کرنا ساتھ اشارہ کرنے کے اس کی طرف اور مقدم کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم برداری کا اپنے نفس کے حصے پر باوجود شدت حاجت کے اور فضیلت اہل صفہ کی اور اس میں ہے کہ مدعو جب دعوت کرنے والے کے گھر میں پہنچے تو بغیر اجازت مانگنے کے اندر نہ جائے اور اس میں بیٹھنا ہر ایک کا ہے اس مکان میں کہ اس کے لائق ہو اور اس میں اشعار ہے ساتھ ملازمت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بلانا بڑے کا اپنے خادم کو ساتھ کنیت کے اور اس میں مرخم کرنا نام کا ہے اور عمل کرنا ساتھ فراست کے اور جواب منادی کا ساتھ لبیک کے اور اجازت مانگنا خادم کا اپنے مخدوم سے جب کہ گھر میں داخل ہو اور سوال کرنا مرد کا اس چیز سے کہ پائے اس کو اپنے گھر میں اس چیز سے کہ معہود نہ ہو اور قبول کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہدیہ کو اور لینا اس سے اور اختیار کرنا ساتھ بعد اس کے فقیروں کو اور باز رہنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ کے لینے سے او ررکھنا اس کو اس شخص میں جو اس کا مستحق ہو اور پینا ساقی کا اخیر میں اور پینا گھر والے کا اس کے بعد اور الحمد للہ کہنا نعمت پر اور بسم اللہ پڑھنے وقت پینے کے۔ (فتح)

٥٩٧٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ إِنِّيْ لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ

۵۹۷۲۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ البتہ میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہلے پہل تیر پھینکا اور ہم نے اپنے

سَبِيلِ اللهِ وَرَأَيْتُنَا نَغْزُوْ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِي.

آپ کو جہاد کرتے دیکھا اور نہ تھا ہمارے واسطے کھانا مگر پتے درخت حبلہ اور سمر کے کہ یہ دونوں قسم کے درخت ہیں اور ہم میں سے کوئی البتہ پاخانے کے وقت مینگنیاں رکھتا تھا جیسے بکری رکھتی ہے نہ تھا واسطے اس کے ملنا یعنی خشکی کے سبب سے ایک مینگنی دوسرے سے نہ ملتی پھر صبح کی بنو اسد نے کہ واقف کرتے ہیں مجھ کو اسلام پر اور تعلیم کرتے ہیں مجھ کو احکام اور فرائض میں ناامید ہوا میں اس وقت اور ضائع ہوئی میری کوشش۔

فائدہ: بنو اسد بھائی ہیں کنانہ کے جو قریش کی جد ہے اور سعد کوفہ کے حاکم تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے تو بنو اسد نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی شکایت کی اور کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ اچھی نماز نہیں پڑھتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر دیا تب سعد رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یعنی انکار کیا کہ بنو اسد اس لائق نہیں کہ مجھ کو احکام تعلیم کریں باوجود سابق ہونے اور قدیم ہونے صحبت میری کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ وہ نماز اچھی نہیں پڑھتا اور بنو اسد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب مرتد ہو گئے تھے جب کہ طلیحہ اسدی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی اور ان کو توڑا اور باقی پھر مسلمان ہوئے اور طلیحہ بھی مسلمان ہوا اور اگر کوئی کہے کہ کس طرح جائز تھا واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے یہ کہ اپنے نفس کی مدح کریں اور حالانکہ یہ منع ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ مقصود سعد رضی اللہ عنہ کا اظہار حق کا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر تھا اور یہ مکروہ نہیں ہے۔ (فتح)

٥٩٧٣ ۔ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ.

٥٩٧٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے جب سے مدینے میں آئی گندم کی روٹی سے تین راتیں پے در پے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔

فائدہ: خارج ہے اس نفی سے جو تھی اس میں ہجرت سے پہلے گندم کی روٹی سے اور نیز خارج ہے اس سے وہ چیز جو سوائے اس کے ہے اقسام کھانے کی چیزوں سے اور نیز خارج ہے اس سے کھانا گندم کی روٹی کا متفرق اور مراد راتیں ساتھ دنوں کے ہیں اور قول اس کا کہ یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو اس میں اشارہ ہے طرف ہمیشہ رہنے اس حالت کی مدت اقامت کی مدینے میں اور وہ دس سال ہیں ساتھ اس چیز کے کہ ان میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفروں سے جہاد میں اور حج میں اور عمرہ میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان

سے کھانے کے بعد روٹی کا ٹکڑا نہیں اُٹھایا گیا جو زیادہ بچا ہو اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے لاون والی روٹی سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا اخرجہ مسلم اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں نے دو دن پے در پے جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا یہاں تک کہ فوت ہوئے اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چار مہینے گزرتے تھے نہیں پیٹ بھر کر کھاتے گندم کی روٹی سے کہا طبری نے کہ یہ بات بعض لوگوں پر مشکل ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کئی کئی دن تک بھوکے رہتے تھے باوجود اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے تھے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہزار اونٹ چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا اس مال سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر میں سو اونٹ قربانی کی اور ان کو ذبح کر کے مسکینوں کو کھلایا اور اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب کے پاس بھی بہت مال موجود تھے اور وہ اپنی جان اور مال کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے خرچ کرتے تھے اور ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو صدقہ کرنے کا حکم کیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ آدھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرہ کے سامان درست کرنے کا حکم کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہزار اونٹ دے کر اس کا سامان درست کر دیا تو جواب اس کا یہ ہے کہ ایسا خرچ کرنا ان کا کبھی کبھی تھا ہر وقت نہ تھا نہ واسطے تنگی کے بلکہ کبھی واسطے ایثار کے اور کبھی واسطے کراہت پیٹ بھر کر کھانے کے اور جس چیز کی اس نے مطلق نفی کی ہے اس میں نظر ہے اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ کبھی تنگی کے سبب سے تھا اور ابن حبان نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جو تم کو بتلا دے کہ ہم کھجور سے پیٹ بھر کر کھاتے تھے تو اس نے تم سے جھوٹ کہا سو جب قریظہ فتح ہوا تو ہم نے کھجور اور چربی پائی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب ہم کھجوروں سے پیٹ بھر کر کھائیں گے اور حق یہ ہے کہ بہت لوگ ان میں سے ہجرت سے پہلے تنگی میں تھے جب کہ مکے میں تھے پھر جب انہوں نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو اکثر اسی طرح تھے سو انصار نے ان سے سلوک کیا رہنے کو گھر دیا اور دودھ والے جانور دودھ پینے کو دیئے سو جب نضیر اور جو اس کے بعد ہیں فتح ہوئے تو انہوں نے انصار کو وہ چیزیں واپس کر دیں اور ایک حدیث میں ہے کہ البتہ مجھ پر تیس دن گزرے اور نہ تھا واسطے میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے کھانا مگر جو بلال رضی اللہ عنہ کی بغل میں چھپے، اخرجہ الترمذی ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرتے تھے اس تنگی کے باوجود امکان حاصل ہونے وسعت اور کشائش دنیا کے جیسا کہ ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ میرے رب نے مجھ سے کہا تا کہ میرے واسطے مکہ کے بطحا کو سونا کر ڈالے سو میں نے کہا کہ نہ اے میرے رب! میں نہیں چاہتا لیکن میں ایک دن پیٹ بھر کر کھاتا ہوں اور ایک دن بھوکا رہتا ہوں سو جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو تیری طرف عاجزی کرتا ہوں اور جب میں پیٹ بھر کر کھاتا ہوں تو تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ (فتح)

٥٩٧٤ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ الْأَزْرَقُ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُكْلَتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ.

۵۹۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے لوگوں نے ایک دن میں دو لقمے نہیں کھائے مگر کہ ایک دونوں میں سے کھجور تھی۔

فائدہ: اور مراد آل محمد ﷺ سے خود حضرت ﷺ کی ذات ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کھجور ان کے پاس آسان تھی اس کے غیر سے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اکثر اوقات نہیں پاتے تھے دن میں مگر ایک لقمہ اور اگر دو لقمے پاتے تو ایک کھجور ہوتی۔

٥٩٧٥ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ.

۵۹۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا بچھونا چمڑے سے تھا اور اس کی روئی کھجور کی چھیل سے تھی یعنی بجائے روئی کے اس میں کھجور کی چھیل بھری تھی۔

٥٩٧٦ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ وَقَالَ كُلُوْا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَأٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ.

۵۹۷۶۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے اور ان کا روٹی پکانے والا کھڑا تھا سو کہا کھاؤ سو میں حضرت ﷺ کو نہیں جانتا کہ پتلی روٹی یعنی چپاتی دیکھی ہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملے اور نہ دیکھی بکری بھنی ہوئی اپنی دونوں آنکھوں سے کبھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے۔

٥٩٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَأْتِيْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَآءُ إِلَّا أَنْ نُؤْتٰى بِاللُّحَيْمِ.

۵۹۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم پر مہینہ آتا تھا ہم اس میں آگ نہ جلاتے تھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کھجور اور پانی تھا مگر یہ کہ ہم کچھ گوشت لائے جاتے۔

۵۹۷۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِيْ إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ وَمَا أُوْقِدَتْ فِيْ أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ مَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يَمْنَحُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِيْنَاهُ.

۵۹۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عروہ سے کہا اے میرے بھانجے! بے شک ہم چاند کو دیکھتے تھے تین چاند دو مہینوں میں اور نہ جلائی جاتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ سو میں نے کہا کہ تمہاری گزران کیا تھی؟ کہا کہ دونوں کالی چیزیں کھجور اور پانی مگر یہ کہ چند انصاری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے تھے ان کے پاس دودھ والی بکریاں تھیں وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیا کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو وہ دودھ پلاتے تھے۔

فائدہ: مراد ساتھ تیسرے چاند کے تیسرے مہینے کا چاند ہے اور وہ نظر آتا ہے وقت گزر جانے دو مہینوں کے اور اس کے دیکھنے کے تیسرے ماہ کا اول داخل ہونا ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف ثانی حال کے اس کے بعد کہ فتح ہوا قریظہ وغیرہ۔

۵۹۷۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا.

۵۹۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل بیت کی روزی بقدر زندگی کے کر یعنی اتنی روزی دے جس میں زندگی کی رمق باقی رہے مال کی بہتایت نہ ہو اس واسطے کہ کشائش رزق میں اکثر غفلت ہوتی ہے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں دو دو تین تین رات بھوکی سو رہتی تھیں رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نے جو کی روٹی سے دو روز برابر پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی بار سنا فرماتے تھے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے پاس کسی دن ایک صاع اناج یا کھجور کا نہ ہوتا تھا اور البتہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں اور روا قع ہوا ہے

مسلم کی روایت میں اللهم اجعل رزق آل محمد قوتا اور یہی ہے معتمد اس واسطے کہ لفظ حدیث باب کا صالح ہے واسطے اس کے کہ ہو دعا ساتھ طلب قوت کے اس دن میں اور احتمال ہے کہ طلب کیا ہو واسطے ان کے قوت کو بخلاف لفظ دوسرے کے کہ وہ معین کرتا ہے دوسرے احتمال کو اور وہ دلالت کرتا ہے روزی پر بقدر قوت کے کہا ابن بطال نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر فضیلت کفاف کے یعنی روزی بقدر زندگی کے اور زہد کرنا اس چیز میں کہ اس سے زائد ہے واسطے رغبت کرنے کے بیچ بہت ہونے آخرت کی نعمتوں کے اور واسطے مقدم کرنے باقی چیز کے اوپر فانی کے سو لائق ہے کہ امت اس بات میں حضرت ﷺ کی پیروی کرے کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے کفاف کو طلب کیا اس واسطے کہ وقت وہ ہے جو بدن کو قوت دے اور حاجت سے باز رکھے اور اس حالت میں سلامتی ہے آفات غنا اور فقر دونوں سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ — میانہ روی اور ہمیشگی کرنی عمل پر یعنی نیک عمل پر

فائدہ: یعنی میانہ روی کرنا مستحب ہے اور آئندہ آئے گا کہ تفسیر کیا ہے انہوں نے سداد کو ساتھ میانہ روی کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اور اس باب میں آٹھ حدیثوں کو ذکر کیا ہے اکثر مکرر ہیں اور بعض میں کچھ زیادہ ہے اور حاصل سب حدیثوں کا رغبت دلانا ہے اوپر ہمیشگی کرنے عمل نیک کے اگرچہ کم ہو اور یہ کہ کوئی آدمی اپنے عمل سے بہشت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا اور قصہ حضرت ﷺ کے دیکھنے کا بہشت اور دوزخ کو نماز میں اور اول وہی مقصود ہے ساتھ ترجمہ کے اور دوسرے کو موافقت کے واسطے ذکر کیا ہے یا اس کو بھی تعلق ہے اور تیسرے کو بھی تعلق ہے ساتھ طریق خفی کے۔

٥٩٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قَالَ قُلْتُ فَأَيَّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ قَالَتْ كَانَ يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ.

٥٩٨٠۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت ﷺ کے نزدیک بہت پیارا عمل کون سا تھا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو ہمیشہ ہوتا رہے، میں نے کہا کہ کس وقت اٹھتے تھے؟ کہا اٹھتے تھے جب کہ مرغ کی آواز سنتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التہجد میں گزر چکی ہے۔

٥٩٨١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ

٥٩٨١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ بہت پیارا عمل حضرت ﷺ کے نزدیک وہ تھا جس پر اس کا کرنے

كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ.

والا ہمیشگی کرے۔

فائدہ: اور یہ حدیث مفسر ہے واسطے پہلی حدیث کے۔

۵۹۸۲ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّنَجِّیَ أَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَیْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا.

۵۹۸۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا اصحاب نے کہا اور نہ آپ کو بھی یا حضرت! فرمایا اور مجھ کو میرا عمل بہشت میں نہ لے جائے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانک لے میانہ روی اختیار کرو اور نہ قصور کرو یعنی عبادت میں سختی اور تشدید نہ کرو کہ اس سے تھک جاؤ اور عمل چھوڑ دینے کی طرف نوبت پہنچائے اور سیر کرو صبح اور شام کو اور کچھ رات سے اور لازم پکڑو راہ میانہ اور معتدل کو منزل کو پہنچ جاؤ گے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث معارض ہے اس آیت کو ﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ اور تطبیق آیت اور حدیث کے درمیان اس طور سے ہے کہ آیت محمول ہے اس پر کہ بہشت میں درجے عمل سے ملتے ہیں اس واسطے کہ بہشت کے درجے متفاوت ہیں باعتبار تفاوت عملوں کے جیسا عمل ویسا درجہ اور حدیث محمول ہے اوپر داخل ہونے جنت کے اور ہمیشہ رہنے کے بیچ اس کے اور کہا عیاض نے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے توفیق دینی اس کی واسطے عمل کے اور ہدایت کرنی واسطے بندگی کے اور نہیں مستحق ہے ان سب کو عامل اپنے عمل سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ حاصل ہوتے ہیں اس سے چار جواب اول یہ کہ عمل کرنے کی توفیق دینی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو ایمان حاصل نہ ہوتا اور نہ حاصل ہوتی طاعت جس کے ساتھ نجات حاصل ہوتی ہے جب عمل کی توفیق دینی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور عمل بہشت میں داخل ہونے کا سبب ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہشت میں داخل ہوگا نہ محض عمل سے پس نہیں ہے تعارض درمیان آیت اور حدیث کے، دوسرا یہ کہ منافع غلام کے سردار کے واسطے ہیں پس عمل اس کا مستحق ہے واسطے مالک اس کے کے سو جو اللہ تعالیٰ اس پر انعام کرے گا وہ اس کا فضل ہے، تیسرا یہ کہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ نفس دخول بہشت کا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور درجات کا ملنا عملوں سے ہے، چوتھا یہ کہ عمل بندگی کے تھوڑے زمانے میں ہوتے ہیں اور ثواب تمام نہیں ہوتا پس

دینا ایسے انعام کا کہ نہ تمام ہونے والا ہو اس عمل کے بدلے میں جو تمام ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے نہ بیچ مقابلے عملوں کے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے جواب اور تطبیق میں بیچ آیت اور حدیث کے اور وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس پر کہ محض عمل من حیث ہو نہیں فائدہ دیتا ہے عامل کو واسطے داخل ہونے کے بہشت میں جب تک کہ مقبول نہ ہو اور قبول کرنا عمل کا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس کا قبول ہونا فقط اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حاصل ہوتا ہے جس سے عمل قبول ہو بنا بر اس کے پس معنی قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ جو عمل کرتے ہو عمل مقبول سے کہا مازری نے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ثواب دینا اللہ تعالیٰ کا اس کو جو اس کی بندگی کرے اس کے فضل سے ہے اور اسی طرح سزا دینا اس کو جو اس کی نافرمانی کرے اس کے عدل سے اور نہیں ثابت ہوتا ہے کوئی دونوں میں سے مگر ساتھ سمع کے اور جائز ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے کہ عذاب کرے فرمانبردار کو اور ثواب دے نافرمان کو لیکن اس نے خبر دی کہ اس طرح نہیں کرے گا اور اس کی خبر سچی ہے اس میں خلاف نہیں اور یہ حدیث ان کے قول کو قوی کرتی ہے اور معتزلوں پر رد کرتی ہے کہ انہوں نے عملوں کا بدلہ اپنی عقل سے ثابت کیا ہے اور ان کے واسطے اس میں بہت خبط ہے اور یہ جو کہا کہ نہ آپ کو بھی تو کہا کرمانی نے کہ جب کہ نہ داخل ہوں گے سب لوگ بہشت میں مگر اس کی رحمت سے تو وجہ تخصیص حضرت ﷺ کے ساتھ ذکر کی یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ کا بہشت میں داخل ہونا یقینی امر ہے اور وہ بھی نہ داخل ہوں گے بہشت میں مگر اس کی رحمت سے تو حضرت ﷺ کا غیر بطریق اولیٰ داخل نہ ہوگا مگر اس کی رحمت سے اور یہ جو کہا کہ میانہ روی اختیار کرو تو مسلم کی روایت میں لیکن میانہ روی اختیار کرو اور معنی اس استدراک کے یہ ہیں کہ کبھی سمجھی جاتی ہے نفی مذکور سے نفی فائدے عمل کے کی سو گویا کہ کہا گیا کہ بلکہ اس کے واسطے فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ عمل علامت ہے اوپر وجود رحمت کے جو عامل کو بہشت میں داخل کرتی ہے پس عمل کرو اور قصد کرو ساتھ عمل اپنے کے صواب کو یعنی اتباع سنت کو اخلاص وغیرہ سے تاکہ قبول ہو تمہارا عمل اور تم پر رحمت اترے اور یہ جو کہا کہ صبح و شام کو سیر کرو یعنی عبادت کرو صبح اور شام کو تو اس میں اشارہ ہے طرف روزے تمام دن کے کی اور قیام بعض رات کے کی اور طرف عام تر کی اس سے تمام وجوہ عبادت سے اور اس میں اشارہ ہے طرف ترغیب کی اوپر نرمی کرنے کے عبادت میں اور وہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے اور تعبیر کے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر سیر کے اس واسطے کہ عابد مانند سیر کرنے والے کی ہے طرف محل اقامت اپنے کے اور وہ بہشت ہے۔

۵۹۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۵۹۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور نہ قصور کرو عملوں میں اور جانو کہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا اور بہت پیارا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے

سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا أَنْ لَّنْ يُّدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَأَنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ.

اگر چہ تھوڑا ہو۔

فائدہ: اور یہ جواب ہے سوال کا جو آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٩٨٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ وَقَالَ اكْلَفُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ.

۵۹۸۴۔ حضرت عائشہ رٹالٹھا سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت مُلَاثِیْم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل کون سا ہے؟ حضرت مُلَاثِیْم نے فرمایا کہ جو ہمیشہ ہوتا رہے اگر چہ کم ہو اور لازم پکڑو عملوں سے جو تم سے ہو سکے۔

فائدہ: اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جو عمل کو ہمیشہ کرتا رہے وہ خدمت کا ملازم رہتا ہے پس بہت کرتا ہے طاعت تردد کو طرف باب طاعت کی ہر وقت تا کہ بدلہ دیا جائے ساتھ نیکی کے واسطے کثرت تردد اس کے کی سو نہیں ہے وہ مثل اس شخص کی جو خدمت کی ملازمت کرے مثلا پھر اس سے ٹوٹ جائے اور نیز عامل جب عمل کو چھوڑ دے تو ہو جاتا ہے مانند معرض کی بعد وصل کے پس تعرض کرتا ہے واسطے ذم اور جفا کے اور اسی واسطے وارد ہوئی ہے وعید اس شخص کے حق میں جو قرآن یاد کر کے بھول جائے اور مراد ساتھ عمل کے اس جگہ نماز اور روزہ وغیرہ عبادات ہیں۔ (فتح)

٥٩٨٥ ـ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيْعُ.

۵۹۸۵۔ حضرت علقمہ رٹالٹنئ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رٹالٹھا سے پوچھا کہ اے مسلمانوں کی ماں! حضرت مُلَاثِیْم کا عمل کس طرح تھا، کیا کسی دن کو خاص کرتے تھے؟ عائشہ رٹالٹھا نے کہا کہ نہیں آپ کا عمل دائمی تھا یعنی ہمیشہ کرتے رہتے تھے کبھی چھوڑتے نہ تھے اور تم میں سے کون کر سکتا ہے جو حضرت مُلَاثِیْم کر سکتے تھے یعنی عبادت میں بطور کمیت کے ہو یا کیفیت خشوع اور خضوع اور اخلاص سے۔

فائدہ: قول اس کا کوئی دن خاص کرتے تھے یعنی ساتھ عبادت مخصوصہ کے کہ ویسے اور دن میں نہ کرتے ہوں۔ (فتح)

٥٩٨٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۵۹۸۶۔ حضرت عائشہ رٹالٹھا سے روایت ہے کہ حضرت مُلَاثِیْم

مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا فَإِنَّهُ لَا يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ قَالَ أَظُنُّهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَدِّدُوْا وَأَبْشِرُوْا قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ وَسَدَادًا صِدْقًا.

نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور قربت چاہو اور بشارت لو سو البتہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا، اصحاب نے عرض کیا، اور نہ آپ کو بھی یا حضرت!؟ فرمایا اور مجھ کو بھی میرا عمل بہشت میں داخل نہ کرے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل اور رحمت سے ڈھانک لے کہا اور میں گمان کرتا ہوں اس کو ابوالنضر سے ابوسلمہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یعنی جائز ہے کہ موسیٰ نے یہ حدیث ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے نہ سنی ہو اور کہا عفان نے کہ حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے موسیٰ سے اس نے کہا سنا میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور بشارت لو اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے سدید اور سدادا کے معنی صدق کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ یعنی کہو سچی بات۔

فائدہ: ایک روایت میں اس کا سبب یہ واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کی جماعت پر گزرے اور وہ ہنستے تھے سو فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تھوڑا ہنستے اور بہت روتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آیا سو کہا کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ میرے بندوں کو نا اُمید مت کرو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف پھرے اور ان کو فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور عملوں میں قصور نہ کرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ کی تفسیر میں آیا ہے کہ وہ یہ ہے کہ کہے اس کو جو قریب المرگ ہو کہ اپنی جان کے واسطے آگے بھیج اور اپنی اولاد کے پیچھے چھوڑ اور دوسری روایت میں متن کا فقط کا ایک ٹکڑا بیان کیا ہے اس واسطے کہ غرض اس سے فقط بیان کرنا اتصال سند کا ہے۔ (فتح)

٥٩٨٧۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلَاةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ

٥٩٨٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم کو نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے سو اپنے ہاتھ سے مسجد کے قبلے کی طرف اشارہ کیا فرمایا کہ البتہ مجھ کو بہشت اور دوزخ کی صورت دکھائی گئی اس دیوار کی طرف میں جب سے میں نے تم کو نماز پڑھائی سو نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز خیر اور شر میں جیسے آج دیکھی دو بار فرمایا۔

قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ أُرِيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر مداومت عمل کے یعنی ہمیشگی کرنے کے عمل پر اس واسطے کہ بہشت اور دوزخ کی صورت جس کی آنکھ میں دکھلائی گئی تو یہ اس کو باعث ہوگی کہ بندگی پر ہمیشگی کرے اور گناہ سے باز رہے اور ساتھ اس تقریر کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

بَابُ الرَّجَآءِ مَعَ الْخَوْفِ — اُمید ساتھ خوف کے

فائدہ: یعنی یہ مستحب ہے سو نہ قطع کی جائے نظر خوف سے اُمید میں اور نہ اُمید سے خوف میں یعنی اگر اللہ تعالیٰ سے ڈر رکھے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بھی اُمید رکھے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بھی امید رکھے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی ڈرتا رہے اس واسطے کہ اگر صرف اُمید رکھے اور خوف نہ رکھے تو یہ مکر کی طرف نوبت پہنچائے گا اور اگر صرف خوف رکھے اُمید نہ رکھے تو نا اُمیدی کی طرف نوبت پہنچائے گا اور دونوں امر برے ہیں اور مقصود اُمید رکھنے سے یہ ہے کہ جس سے کوئی قصور واقع ہو تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھے بدگمان نہ ہو اور اُمیدوار رہے کہ اس کا گناہ اس سے مٹایا جائے گا اور اسی طرح جس سے بندگی واقع ہو وہ اس کے قبول کی امید رکھے اور بہرحال جو غرق ہو گناہ میں اور اُمیدوار ہو وہ اس کا کہ اس کو مؤاخذہ نہیں ہوگا بغیر نادم ہونے اور الگ ہونے کے گناہ سے تو یہ غرور ہے اور کیا خوب ہے قول ابو عثمان جیزی کا کہ نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ تابعداری کرے اور ڈرتا رہے نہ قبول ہونے سے اور بدبختی کی نشانی یہ ہے کہ گناہ کرے اور نجات کی اُمید رکھے اور البتہ ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ﴿اَلَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کیا مراد اس سے وہ شخص ہے جو حرام کاری اور چوری کرے؟ فرمایا کہ نہیں لیکن مراد وہ شخص ہے کہ روزہ رکھے اور خیرات کرے اور نماز پڑھے اور اس کے نہ قبول ہونے سے ڈرے اور حالت صحت میں اس کے مستحب ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے اور بعض نے کہا کہ اولیٰ یہ ہے کہ حالت صحت میں خوف زیادہ ہو اور بیماری میں اس کا عکس ہو اور بہرحال جب موت قریب ہو تو سب قوم نے کہا کہ مستحب ہے کہ اس حالت میں صرف اُمید ہی رکھے اس واسطے کہ وہ شامل ہے اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہونے کو دیا اس واسطے کہ ترک خوف کا گناہ دشوار ہو چکا ہے سو متعین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ

کے ساتھ نیک گمان رکھے اور اس کی معافی اور مغفرت کا اُمید وار رہے اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ نہ مرے کوئی مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو اور لوگوں نے کہا کہ خوف کی جانب کو بالکل نہ چھوڑ دے اس طور سے کہ یقین کرے کہ وہ اس میں ہے اور تائید کرتی ہے وہ چیز جو ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان پر داخل ہوئے اور وہ موت میں تھا یعنی قریب الموت تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں اور اپنے گناہ سے ڈرتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں اس وقت کسی بندے کے دل میں جمع نہ ہوں گی مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو دے گا جو امید رکھتا ہے اور امن میں رکھے گا اس چیز سے کہ ڈرتا ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس کی طرف اور چونکہ اس کی شرط پر نہ تھی تو وارد کی وہ چی جو اس سے لی جاتی ہے اگرچہ نہیں ہے مساوی واسطے اس کے تصریح میں ساتھ مقصود کے۔ (فتح)

وَقَالَ سُفْيَانُ مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾.

کہا سفیان نے نہیں قرآن میں کوئی آیت جو مجھ پر سخت تر ہو اس آیت سے کہ نہیں ہو تم کسی چیز پر یہاں تک کہ قائم کرو توراۃ اور انجیل کو اور جو تم پر اتارا گیا تمہارے رب کی طرف سے۔

فائدہ: اس اثر کی شرح مائدہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو نہ عمل کرے ساتھ مضمون کتاب کے جو اتاری گئی ہے اس پر تو نہیں حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے نجات لیکن احتمال ہے کہ ہو اصر سے جو لکھا گیا تھا اگلی امتوں پر سو حاصل ہو گی اُمید ساتھ اس طریق کے ساتھ خوف کے۔ (فتح)

٥٩٨٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَّتِسْعِينَ رَحْمَةً وَّأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ

٥٩٨٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا کیا جس دن کہ پیدا کیا سو رحمت سو ننانوے حصے رحمت کے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ رحمت کو اپنی سب خلق میں بھیجا سو اگر کافر اللہ تعالیٰ کی سب رحمت کو جانے تو باوجود کفر کے بہشت سے نا اُمید نہ ہو اور اگر ایمان دار اللہ تعالیٰ کے سب عذاب کو جانے تو دوزخ سے ہرگز نڈر نہ ہو۔

رَحْمَةً وَّاحِدَةً فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِىْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْئَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِىْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ.

فائدہ: اور مراد ساتھ رحمت کے اس جگہ وہ چیز ہے کہ واقع ہو صفات فعل سے کما سیاتی انشاء اللّٰہ تعالٰی پس نہیں حاجت ہے اس تاویل کی جو ابن جوزی رحمہ اللہ نے کی ہے کہ رحمت صفت فعل ہے اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات سے اور نہیں ہے وہ ساتھ معنی رقت قلب کے جو آدمیوں کی صفت ہے اور یہ جو کہا کہ اگر ایماندار جانے تو حکمت بیچ تعبیر کے ساتھ مضارع کے سوائے ماضی کے اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہیں واقع ہوا ہے واسطے اس کے علم اس کا اور نہ واقع ہوا گا اس واسطے کہ جب آئندہ زمانے میں منع ہے تو ماضی میں بطریق اولیٰ منع ہوگا اور یہ جو کہا کہ بہشت سے نا اُمید نہ ہوتا تو بعض نے کہا کہ اگر کافر رحمت کی وسعت کو جانے تو البتہ ڈھانک لے اس چیز کو کہ جانتا ہے اس کو عذاب کے بڑے ہونے سے پس حاصل ہوگی واسطے اس کے اُمید یا مراد یہ ہے کہ متعلق علم اس کے کا ساتھ وسعت رحمت کے باوجود نہ التفات کرنے اس کے طرف مقابل اس کے کی طمع دے اس کو رحمت میں اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ وہ شامل ہے وعدے اور وعید پر جو تقاضا کرنے والے ہیں واسطے امید اور خوف کے سو جو جانے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے رحمت واسطے اس شخص کے جس پر رحم کرنا چاہیے اور بدلہ لینا اس شخص سے جس سے بدلہ لینا چاہیے نہ نڈر ہو وہ اس کی سزا سے جو اس کی رحمت کا اُمیدوار ہو اور نا اُمید نہ ہو اس کی رحمت سے جو اس کی سزا سے ڈرتا ہو اور یہ باعث ہے اوپر بچنے کے گناہ سے اگرچہ صغیرہ ہو اور لازم کرنا بندگی کو اگرچہ تھوڑی ہو کہا گیا کہ پہلے جملے میں ایک قسم کا اشکال ہے اس واسطے کہ بہشت کافر کے لیے پیدا نہیں ہوئی اور نہیں اُمید ہے واسطے کافر کے بیچ اس کے سو نہیں بعید ہے کہ طمع کرے بہشت میں جو اپنے آپ کو کافر نہ اعتقاد کرتا ہو سو مشکل ہوگا مرتب ہونا جواب کا اپنے ماقبل پر اور جواب دیا گیا ہے کہ بیان کیا گیا ہے یہ کلمہ واسطے ترغیب ایماندار کے بیچ کشادگی رحمت اللہ تعالیٰ کی کے اور فراخی اس کی کے کہ اگر کافر اس کو جانتا جس پر لکھا گیا ہے کہ اس پر مہر کی جائے گی کہ اس کا کوئی حصہ رحمت میں نہیں ہے تو البتہ جلدی کرتا اس کی طرف اور اس سے نا اُمید نہ ہوتا یا تو ساتھ ایمان اپنے کے جو مشروط ہے اور یا واسطے قطع نظر کے شرط سے باوجود یقین اس کے کہ وہ باطل پر ہے اور بدستور رہنے اس کے اوپر اس کی عداوت سے اور جب کہ یہ ہے حال کافر کا تو کس طرح نہ امید رکھے گا اس میں ایماندار جس کو ہدایت کی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے ایمان کے اور البتہ وارد ہو چکا ہے کہ شیطان امید کرے گا واسطے شفاعت کے دن قیامت کے واسطے اس کے کہ رحمت کی فراخی دیکھے گا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس میں ضعف ہے اور البتہ کلام

کیا ہے کرمانی نے اس جگہ جس کا حاصل یہ ہے کہ لَوْ اس جگہ واسطے انتفا ثانی کے ہے اور وہ امید ہے واسطے منتفی ہونے اول کے اور وہ علم ہے سو مشابہ ہے اس کے کہ اگر تو میرے پاس آیا تو میں تیری تکریم کروں گا اور نہیں واسطے انتفا اول کے بسبب انتفا ثانی کے جیسی کہ بحث کی ہے اس کی ابن حاجب نے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے کہا اور مقصود حدیث سے یہ ہے کہ لائق ہے واسطے مکلّف کے یہ کہ ہو درمیان خوف اور اُمید کے تا کہ نہ ہو زیادتی کرنے والا امید میں اس طور سے کہ ہو جائے فرقہ مرجیہ سے جو قائل ہیں کہ ایمان کے ساتھ کوئی چیز ضرر نہیں کرتی اور نہ زیادتی کرنے والا خوف میں اس طور سے کہ ہو جائے خارجیوں اور معتزلہ سے جو قائل ہیں کہ اگر کبیرہ گناہ والا بغیر توبہ کے مر جائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا بلکہ دونوں کے درمیان رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهُ﴾ اور جو دین اسلام کو تلاش کرے پائے گا اس کے قواعد کو اس کے اصول کو اور فروعات سب کو جانب وسط میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ — اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا

فائدہ: داخل ہے اس میں ہمیشگی کرنی اوپر فعل واجبات کے اور باز رہنا محرمات سے اور یہ پیدا ہوتا ہے علم بندی کے ساتھ قبح ان کے کے اور یہ کہ حرام کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے واسطے بچانے اپنے بندے خسیس اور نکمی چیزوں سے پس باعث ہوگا یہ عاقل کو اوپر ترک کرنے اس کے اگرچہ نہ وارد ہوئی ہو اس کے فعل پر وعید اور منجملہ ان کے حیا کرنا ہے اس سے اور ڈرنا اس سے یہ کہ وقع کرے اپنی وعید کو سو چھوڑتا ہے اس کو واسطے بد ہونے اس کی عاقبت کے اور یہ کہ بندہ اس سے جگہ دیکھنے اور سننے کے ہے سو یہ باعث ہوگا اس کو اوپر باز رہنے کے اس چیز سے کہ منع کیا گیا ہے اس کا اور منجملہ ان کی نعمتوں کی رعایت کرنی ہے اس واسطے کہ نافرمانی اکثر اوقات ہوتا ہے سبب واسطے دور ہونے نعمت کے اور منجملہ ان کے اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اس واسطے کہ محبّ روکتا ہے اپنے نفس کو اوپر مراد دوست اپنے کے اور بہت خوب تعریف صبر کی یہ ہے کہ وہ روکنا نفس کا ہے مکروہ سے یعنی جو چیز بری معلوم ہو اور بند کرنا زبان کا شکایت سے اور محنت اور تکلیف اٹھانی اس کی برداشت میں اور انتظار کرنا کشادگی اور آسانی کا اور البتہ ثنا کی ہے اللہ تعالیٰ نے صابروں کی بہت آیتوں میں اور حدیث میں آچکا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے کہا راغب نے کہ صبر بند رکھنا ہے تنگی میں پس صبر روکنا نفس کا ہے اس چیز پر کہ تقاضا کرے اس کو عقل یا شرع اور مختلف ہوتے ہیں معانی اس کے بحسب تعلقات کے سو اگر صبر مصیبت سے ہو تو اس کا نام فقط صبر ہے اور اگر دشمن کی لڑائی میں ہو تو اس کا شجاعت ہے اور گر کلام سے ہو تو اس کا نام کتمان ہے یعنی چھپانا اور اگر ہو استعمال کرنے اس چیز کے سے کہ منع کیا گیا ہے اس سے تو اس کا نام عفت ہے، میں کہتا ہوں اور یہی اخیر معنی مراد ہیں اس جگہ۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ﴾ — اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پورا دیا جائے گا صبر کرنے

أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾.

والوں کا ان کا ثواب بغیر حساب کے۔

فائدہ: اور مناسبت اس آیت کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ اس کا ابتدا یہ ہے ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ﴾ اور جو اپنے رب سے ڈرے وہ حرام چیزوں سے باز رہتا ہے اور واجبات کو کرتا ہے اور مراد ساتھ قول اس کے بغیر حساب کے مبالغہ ہے زیادتی میں۔

وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ

اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ پایا ہم نے بہتر گزران اپنے صبر کو

فائدہ: اور صبر اگر عن کے ساتھ متعدی ہو تو گناہوں میں ہوتا ہے اور اگر علی کے ساتھ متعدی ہو تو بندگیوں میں ہوتا ہے اور وہ آیت اور حدیث اور اثر میں دونوں امر کے واسطے ہے اور ترجمہ واسطے بعض اس چیز کے ہے کہ دلالت کی ہے اس پر حدیث نے۔ (فتح)

٥٩٨٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُنَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَسْأَلْهُ أَحَدٌ مِّنْهُمْ إِلَّا أَعْطَاهُ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ نَفِدَ كُلُّ شَيْءٍ أَنْفَقَ بِيَدَيْهِ مَا يَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ لَا أَدَّخِرْهُ عَنْكُمْ وَإِنَّهُ مَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَآءً خَيْرًا وَّأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.

٥٩٨٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند انصاریوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مال مانگا سو ان میں سے کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کیا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیا یہاں تک کہ تمام ہوا جو آپ کے پاس تھا یعنی کچھ باقی نہ رہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب کہ آپ کے پاس کچھ باقی نہ رہا کہ جو میرے پاس مال ہوگا سو میں اس کو تم سے چھپا کر جمع نہ کر رکھوں گا اور جو اپنے آپ کو سوال اور حرام کاموں سے بچائے پرہیز گار بننے کے ارادے سے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا پرہیز گار کر دے گا اور جو اپنے آپ کو صبر والا بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا صابر کر دے گا اور جو دنیا سے بے پروائی کی نیت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو دنیا کے مال سے بے پرواہ کر دے گا اور تم کو بہتر اور کشادہ تر صبر سے کوئی نعمت نہیں ملی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مال مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا پھر مانگا پھر دیا اور قول اس کا لا ادخرہ عنکم یعنی اس کو تمہارے غیروں کے واسطے جمع کر رکھوں تم سے چھپا کر اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر بے پرواہ ہونے کے لوگوں سے اور بچنے کے سوال سے ساتھ صبر کے اور توکل کرنے کے اللہ تعالیٰ پر اور انتظار کرنے کی اس چیز کے کہ روزی دے اس کو اللہ تعالیٰ اور یہ کہ صبر افضل ہے اس چیز میں سے کہ

آدمی کو ملے اس واسطے کہ اس کا بدلہ محدود نہیں ہے اور کہا قرطبی نے کہ یستعف کے معنی یہ ہیں کہ باز رہے سوال سے اور قول اس کا یعفه الله یعنی بدلہ دے گا اس کو اوپر بچنے اس کے سوال سے ساتھ بچانے منہ اس کے کو اور دفع کرنے فاقہ اس کے کو اور قول اس کا جو بے پروائی چاہے یعنی ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس کے سوائے ہے اور قول اس کا بے پرواہ کر دیتا ہے اس کو یعنی دیتا ہے اس کو وہ چیز جو بے پرواہ ہو ساتھ اس کے سوال سے اور پیدا کرتا ہے اس کے دل میں بے پروائی کو اس واسطے کہ بے پروائی حقیقت میں دل کی بے پروائی ہے اور قول اس کا جو اپنے آپ کو بزور صبر والا بنائے گا یعنی اور صبر کرے یہاں تک کہ حاصل ہو واسطے اس کے رزق اور قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ اس کو صابر کر دے گا یعنی اس کو قوت دے گا اور قدرت دے گا اپنے نفس پر یہاں تک کہ وہ اس کا تابعدار ہو جائے گا اور مطیع ہو گا واسطے اُٹھانے شدت کے سو اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کو اپنے مطلوب پر ظفریاب کرتا ہے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ جب تک تھا سوال اور حرام چیزوں سے بچنا تقاضا کرتا چھپانے حال کے کو خلق سے اور ظاہر کرنے غنا کے کو ان سے تو ہو گا صبر صابر معاملہ کرنے والا ساتھ اللہ تعالیٰ کے باطن میں سو واقع ہو گا واسطے اس کے نفع بقدر صدق کے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا ہے صبر بہتر سب چیزوں سے اس واسطے کہ وہ روکنا نفس کا ہے محبوب چیز کے کرنے سے اور لازم کرنا اس پر کرنا اس چیز کا جس کو وہ مکروہ جانے دنیا میں اس چیز سے کہ اگر اس کو کرے یا چھوڑے تو آخرت میں اس کے ساتھ ایذا پائے اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا من یستعف یعفه الله یعنی اگر سوال سے بچے اگرچہ نہ ظاہر کرے بے پروائی کو لوگوں سے لیکن اگر اس کو کوئی چیز دی جائے تو اس کو چھوڑے نہیں تو بھرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنا سے اس طور سے کہ نہیں محتاج ہوتا ہے طرف سوال کی اور جو اس پر زیادہ کرے اور ظاہر کرے بے پروائی کو لوگوں سے اور بزور صابر بنے اور اگر دیا جائے کچھ تو نہ قبول کرے تو اونچا درجہ ہے پس صبر جامع ہے واسطے مکارم اخلاق کے اور کہا ابن تین نے کہ معنی قول اس کے یعفه الله یہ ہیں کہ یا تو اس کو مال دیتا ہے جس کے ساتھ وہ سوال سے بے پرواہ ہو جائے اور یا اس کو قناعت دیتا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۵۹۹۰۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ أَوْ تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

۵۹۹۰۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں سوج گئے یا کہا پھول گئے سو آپ کو کہا جاتا کہ آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ سو فرماتے کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد میں گزر چکی ہے اور وجہ مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ شکر کرنا واجب ہے اور ترک کرنا واجب کا حرام ہے اور بیچ مشغول کرنے نفس کے ساتھ فعل واجب کے صبر کرنا ہے فعل حرام چیز کی سے

اور حاصل یہ ہے کہ شکر شامل ہے صبر کرنے کو طاعت پر اور صبر کرنے کو گناہ سے اور کہا بعض اماموں نے کہ صبر مستلزم ہے شکر کو نہیں تمام ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے وبالعکس سو جب ایک جاتا رہے تو دوسرا بھی جاتا رہتا ہے اور جو بلا میں ہو سو فرض اس کا صبر ہے اور شکر بہر حال صبر سو واضح ہے اور بہر حال شکر سو واسطے قائم ہونے کے ساتھ حق اللہ تعالیٰ کے اس بلا میں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بندے پر عبودیت ہے بلا میں جیسے کہ اس کے لیے اس پر عبودیت ہے نعمتوں میں پھر صبر تین قسم پر ہے ایک صبر کرنا گناہ سے ہے سو نہ کرے گناہوں کو اور ایک صبر بندگی پر ہے یہاں تک کہ اس کو ادا کرے اور ایک صبر بلا پر ہے سو نہ شکایت کرے اپنے رب کی بیچ اس کے اور آدمی کے واسطے ان تینوں سے ایک کا ہونا ضروری ہے پس صبر لازم ہے واسطے اس کے ہمیشہ نہیں ہے واسطے اس کے نکلنا اس سے اور صبر سبب ہے ہر کمال کے حاصل ہونے کا جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف حدیث میں کہ صبر ہر چیز سے بہتر ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾.

اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو وہ اس کو کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: استعمال کیا ہے لفظ آیت کا ترجمہ میں واسطے شامل ہونے اس کے ترغیب کو توکل میں اور گویا کہ یہ اشارہ کیا ہے طرف تقیید اس چیز کی کہ مطلق ہے حدیث باب میں جو پہلے ہے اور یہ استغناء اور صبر کرنا بزور اور بچنا سوال سے اگر مقرون ہو ساتھ توکل کے تو وہی ہے جو نفع دیتا ہے اور مطلوب کو پہنچاتا ہے اور مراد ساتھ توکل کے اعتقاد کرنا اس چیز کا ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر یہ آیت ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ اور نہیں ہے مراد ساتھ اس کے ترک کرنا اسباب کا اور اعتماد کرنا اوپر اس چیز کے کہ آتا ہے مخلوق کی طرف سے اس واسطے کہ کبھی یہ کھینچتا ہے طرف ضد اس چیز کی کہ دیکھتا ہے اس کو توکل سے اور البتہ پوچھے گئے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک مرد سے جو بیٹھا اپنے گھر میں یا مسجد میں اور کہا کہ میں کچھ کام نہیں کرتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرا رزق لائے تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ مرد علم سے جاہل ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا ہے اور فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے جیسا کہ چاہیے تو البتہ تم کو رزق دیتا جیسے رزق دیتا ہے پرندوں کو صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں سو ذکر کیا حضرت ﷺ نے کہ وہ صبح وشام رزق کی طلب میں جاتے ہیں کہا اور اصحاب تجارت اور سوداگری کیا کرتے تھے اور اپنے باغوں میں محنت کرتے تھے اور وہ پیشوا ہیں ساری امت کے۔ (فتح)

قَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ مِّنْ كُلِّ مَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ.

یعنی کہا ربیع نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ الآیۃ یعنی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے وہ اس کے واسطے راہ نکلنے کی ٹھہراتا ہے ہر اس چیز سے

کہ لوگوں پر دشوار ہو۔

۵۹۹۱ ۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ.

۵۹۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے اور شگون بد نہیں لیتے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيْلَ وَقَالَ

جو مکروہ ہے قیل اور قال سے

۵۹۹۲ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مُغِيْرَةُ وَفُلَانٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ أَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيْرَةِ أَنِ اكْتُبْ إِلَیَّ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيْرَةُ إِنِّیْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَمَنْعٍ وَّهَاتِ وَعُقُوْقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَعَنْ هُشَيْمٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ وَرَّادًا

۵۹۹۲۔ حضرت وراد سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میری طرف وہ حدیث لکھ جو تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو سو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے وقت پھرنے کے نماز سے لا الہ الا اللہ سے قدیر تک یعنی اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اس کا شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے قیل قال سے یعنی بے فائدہ باتیں کرنے سے اور بے حاجت بہت سوال کرنے سے اور مال کے ضائع کرنے سے اور منع اور ہات سے اور ماؤں کی نافرمانی سے اور زندہ بیٹیوں کے گاڑنے سے۔ اور ہشیم سے ہے کہا خبر دی ہم کو عبدالملک نے کہا سنا میں نے وراد سے بیان کرتا تھا اس حدیث کو مغیرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

يُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: مراد قیل قال سے بے فائدہ باتیں کرنی ہیں اور حکمت بیچ منع کرنے کے اس سے یہ ہے کہ جب آدمی اس کی کثرت کرے تو نہیں امن ہے اس میں واقع ہونے خطا کے سے، میں کہتا ہوں اور ترجمہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ سب کی سب باتیں مکروہ نہیں اس واسطے کہ اس کے عموم سے وہ چیز ہے کہ ہوتی ہے محض خبر میں پس نہیں ہے مکروہ، واللہ اعلم۔ اور بعض نے کہا کہ مراد حکایت کرنا ہے لوگوں کی باتوں کا اور بحث کرنی اس سے جیسے کہا جاتا ہے کہ فلانے سے بیان کیا اور فلانے سے یوں کہا گیا اس چیز سے کہ مکروہ ہے حکایت کرنی اس سے اور نہی کثرت سوال سے شامل ہے لپٹ کر مانگنے کو اور سوال کرنے کو اس چیز سے کہ لایعنی ہے نزدیک سائل کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ نہی کے وہ مسائل ہیں جن میں یہ آیت اتری ﴿لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ﴾ اور بعض نے کہا کہ شامل ہے اکثار کو تفریع مسائل سے اور یہی ہے منقول مالک رحمہ اللہ سے اور اسی واسطے مکروہ رکھا ہے ایک جماعت سلف نے سوال کرنے کو اس مسئلے سے کہ نہ واقع ہوا ہو ساتھ سائل کے اس واسطے کہ اس میں تکلیف ہے دین میں اور رجم ساتھ گمان کے بغیر ضرورت کے اور بہت بحث اس حدیث کی کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور یہ کہ مراد ساتھ نہی کے نہی کثرۃ سوال مال سے ہے اور ترجیح دی ہے اس کو بعض نے واسطے مناسبت اس کی کے ساتھ قول رضاعت مال کے۔ (فتح)

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ.

باب ہے بیچ نگاہ رکھنے زبان کے۔

فائدہ: یعنی بولنے سے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جائز ہے شرعا اس قسم سے کہ نہیں حاجت ہے واسطے کلام کرنے والے کے ساتھ اس کے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل زبان کا نگاہ رکھنا ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا اور جو اللہ تعالیٰ کے اور آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں بولتا کوئی بات مگر کہ اس کے پاس نگہبان حاضر ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حسن سے آیا ہے کہ دونوں فرشتے ہر چیز لکھتے ہیں اور وارد ہوئی ہیں بیچ فضیلت چپ رہنے کے کئی حدیثیں ان میں سے ایک حدیث سفیان کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ کو کس چیز کا ہم پر زیادہ ڈر ہے؟ فرمایا کہ زبان کا، اخرجہ الترمذی اور ایک حدیث یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں اور اس کے سوائے اور بھی حدیثیں ہیں۔

٥٩٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَّهُ الْجَنَّةَ.

۵۹۹۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ سے ضامن ہو اس کا جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان سے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے حرام مال نہ کھائے اور جو ضامن ہو اس کا جو اس کے دونوں پاؤں میں ہے یعنی زنا حرام کاری نہ کرے تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔

فائدہ: اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جس نے ادا کیا حق جو اس کی زبان پر ہے بولنے سے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے اوپر اس کے یا چپ رہنا بے فائدہ بات سے اور ادا کیا حق کو جو اس کی شرم گاہ پر ہے رکھنے اس کے سے بیچ حلال کے اور باز رکھنے اس کے سے حرام میں تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی ہے حدیث نے کہ بہت بڑی بلا دنیا میں آدمی پر زبان ہے اور شرم گاہ اس کی سو جوان کی بدی سے بچا وہ بڑے شر سے بچا۔ (فتح)

٥٩٩٤ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ.

۵۹۹۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ کے اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات بولا کرے یا چپ رہے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے تو نہ تکلیف دے اپنے ہمسائے کو اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے یعنی اس کو خندہ پیشانی سے ملے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور اس میں ترغیب ہے اوپر تعظیم کرنے مہمان کے اور منع کرنا ہے تکلیف ہمسائے سے۔

٥٩٩٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الضِّيَافَةُ

۵۹۹۵۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضیافت کا حق تین دن ہے اور دو اس کو جائزہ اس کا کہا گیا اور کیا ہے جائزہ اس کا؟ فرمایا ایک رات دن یعنی

ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ جَائِزَتُهُ قِيلَ مَا جَائِزَتُهُ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ.

ایک دن رات تکلف سے ضیافت کرے اور حتی المقدور عمدہ کھانا پکا کر کھلائے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے اور جو ایمان لیا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور دن قیامت کے تو چاہیے کہ نیک بات بولا کرے یا چپ رہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی وہاں گزر چکی ہے۔

٥٩٩٦ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ.

٥٩٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک بندہ کوئی بات بولتا ہے اور دل میں اس کو نہیں سوچتا اور اس میں تامل نہیں کرتا اور حالانکہ اسی بات کے سبب سے دوزخ میں گر پڑتا ہے جتنی کہ مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ہے اس سے بھی زیادہ دور یعنی دوزخ کی نہایت عمیق اور گہری جگہ میں جا پڑتا ہے۔

فائدہ: اس میں تامل نہیں کرتا تا کہ اس کے معنی سمجھے سو اس کو نہ کہے مگر یہ کہ ظاہر مصلحت اس کے کہنے میں تو کہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ جس کلمے کے سبب سے آدمی دوزخ میں گر پڑتا ہے وہ بات ہے کہ بولے اس کو نزدیک بادشاہ ظالم کے ساتھ سرکشی کرنے کے یا سعی کرنے کے مسلمان پر سو وہ بات مسلمان کے ہلاک ہونے کا سبب ہو اور اگر قائل کا یہ ارادہ نہ ہو لیکن وہ اکثر اوقات اس کی طرف نوبت پہنچا دے تو اس بات کا اس پر گناہ لکھا جاتا ہے اور جس بات کے سبب سے درجے بلند ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی لکھی جاتی ہے تو وہ بات وہ ہے جس کے ساتھ مسلمان سے ظلم کو ہٹائے یا اس کے ساتھ اس کی کوئی مشکل آسان کرے یا اس کے ساتھ مظلوم کی مدد کرے اور کہا اس کے غیر نے پہلی بات میں کہ وہ بات ہے کہ بادشاہ کے پاس کہے جس کے سبب سے بادشاہ راضی ہو اور اللہ تعالیٰ ناراض ہو کہا ابن تین نے کہ یہی ہے غالب اور کبھی بادشاہ کے غیر کے پاس ہوتا ہے جس سے یہ حاصل ہو اور منقول ہے وہب سے کہ مراد ساتھ اس کے بیہودہ بکنا ہے جب تک کہ نہ ارادہ کرے ساتھ اس کے انکار امر دین کا اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو یہ کلمہ رفث سے اور یہ کہ ہو اس میں مسلمان کی تعریض ساتھ کبیرے گناہ کے یا ساتھ استخفاف نبوت اور شریعت کے یعنی پیغمبری کی یا شریعت کی حقارت کے ساتھ تعریض ہو اگرچہ اس کا اعتقاد نہ ہو اور کہا شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کہ وہ بات وہ ہے کہ اس کا قائل اس کا حسن قبح نہ پہچانے اور نہ جانے کہ یہ بات بری

ہے یا بھلی، میں کہتا ہوں کہ یہی ہے جو جاری ہوتا ہے اوپر قاعدے مقدمہ واجب کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر نگاہ رکھنے زبان کے سوا گر آدمی کچھ بولنا چاہے تو اس کو لائق ہے کہ سمجھ سوچ کر بولے بغیر سوچے کوئی بات نہ بولے بلکہ بولنے سے پہلے سوچ لے سو اگر اس میں کوئی مصلحت ظاہر ہو تو کلام کرے نہیں تو چپ رہے، میں کہتا ہوں اور یہ صریح ہے دوسری اور تیسری حدیث میں۔ (فتح)

٥٩٩٧ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ.

۵۹۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی کوئی بات بول جاتا ہے اس کو دل میں نہیں سوچتا اور اس کی عاقبت میں فکر نہیں کرتا اور اس کو کچھ بڑی بات نہیں سمجھتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اسی کے سبب سے اس کے درجے بلند کرتا ہے اور بیشک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی کوئی بات بول جاتا ہے اور اس کو کچھ بڑی بات نہیں سمجھتا اور نہیں گمان کرتا کہ وہ کچھ اثر کرے گی حالانکہ اسی بات کے سبب سے دوزخ میں گر پڑتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی کوئی بات نہیں گمان کرتا کہ وہ پہنچے گا جس حد کو کہ پہنچا اور حالانکہ اسی کے سبب سے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی لکھی جاتی ہے قیامت تک اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی اسی طرح ہے اور وہ مانند اس آیت کی ہے ﴿وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ یعنی تم اس کو آسان گمان کرتے ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اسی بات کے سبب سے دوزخ میں گر پڑتا ہے ستر سال کی دوری پر۔ (فتح)

بَابُ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونا

٥٩٩٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.

۵۹۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا ایک وہ مرد ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا یعنی خالی مکان میں سو اس کی دونوں آنکھیں جاری ہوئیں یعنی خوف الٰہی سے رویا۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے اس پر اس جگہ میں اور اس کی شرح ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

کی حدیث کے موافق اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روتے ہیں ایک اور حدیث وارد ہوئی ہے کہ حرام ہے آگ اس آنکھ پر جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ نہیں داخل ہوگا آگ میں جو مرد کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا، صحیح کہا ہے اس کو ترمذی نے۔ (فتح)

بَابُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ — اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

فائدہ: اور یہ مقام عالی ہے اور یہ ایمان کے لوازمات سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ یعنی اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو اور دوسری جگہ میں فرمایا کہ لوگوں سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اور فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء اور حدیث میں آیا ہے کہ میں تم میں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں اور میں تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور جوں جوں بندہ اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوتا جاتا ہے توں توں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہے سوائے اس کے اور البتہ وصف کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ساتھ قول اپنے کے ڈرتے ہیں اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے اور وصف کیا ہے پیغمبروں کو ساتھ قول اپنے کے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقرب لوگ اللہ تعالیٰ سے بہ نسبت اور لوگوں کی زیادہ ڈرتے ہیں اس واسطے کہ ان سے مطالبہ ہوتا ہے اوروں سے نہیں ہوتا سو رعایت کرتے ہیں اس مرتبے کی اور اس واسطے کہ واجب واسطے اللہ تعالیٰ کے شکر کرنا ہے مرتبے پر سو بہ نسبت عالی ہونے اس مرتبے کے شکر بھی دوگنا چاہیے سو بندہ اگر مستقیم ہو تو اس کو بری عاقبت سے ڈر ہے یا درجے کے ناقص ہونے سے اور اگر مائل ہو یعنی سیدھے راہ سے مائل ہو تو اس کا خوف اپنے برے کام سے ہے اور نفع دیتا ہے اس کو یہ ساتھ نادم ہونے کے اور الگ ہونے کے گناہ سے اس واسطے کہ خوف پیدا ہوتا ہے گناہ کے قبح کے پہچاننے سے اور اس کی وعید کے تصدیق سے باز ہو وہ ان لوگوں میں سے جن کو اللہ تعالیٰ بخشنا نہیں چاہے گا سو وہ ڈرنے والا ہے اپنے گناہ سے طلب کرنے والا ہے اپنے رب سے کہ کرے اس کو ان لوگوں میں جن کو بخشے گا اور داخل ہوتی ہے اسباب میں وہ حدیث جو پہلے باب میں ہے کہ اس میں یہ بھی ہے کہ ایک وہ مرد ہے کہ اس کو مالدار خوبصورت عورت نے بلایا بدکاری کے واسطے تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث تین آدمیوں کی جو پہاڑ کی غار میں آ گئے تھے اس واسطے کہ ان میں ایک وہ ہے جو عورت کے ساتھ بدکاری کرنے سے بچا اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اور چھوڑا واسطے اس کے وہ مال اس کو دیا تھا اور روایت کی ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کفل کے قصے میں کہ وہ عورت سے بچا اور جو مال اس کو دیا تھا اسی کو چھوڑ دیا واسطے خوف اللہ تعالیٰ کے۔ (فتح)

٥٩٩٩ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ

٥٩٩٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم سے اگلی امتوں یعنی بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا اپنے عمل سے بدگمان

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيْءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُوْنِيْ فَذَرُّوْنِيْ فِي الْبَحْرِ فِيْ يَوْمٍ صَآئِفٍ فَفَعَلُوْا بِهِ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتَ قَالَ مَا حَمَلَنِيْ إِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ.

تھا سو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو لے جاؤ یعنی جلا ڈالنا پھر مجھ کو دریا میں بکھیر دینا سخت اندھی کے دن میں سو انہوں نے اس کے مرنے کے بعد کیا جو اس نے کہا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی خاک کو جمع کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا اے رب تیرے خوف سو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری آدھی راکھ کو خشکی میں بکھیر دو اور آدھی کو دریا میں اور اس حدیث کی شرح ذکر بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦٠٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا فِيْمَنْ كَانَ سَلَفَ أَوْ قَبْلَكُمْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَّوَلَدًا يَعْنِيْ أَعْطَاهُ قَالَ فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِيْهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوْا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ وَإِنْ يَّقْدَمْ عَلَى اللّٰهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوْا فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ حَتّٰى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِيْ أَوْ قَالَ فَاسْهَكُوْنِيْ ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيْحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُوْنِيْ فِيْهَا فَأَخَذَ مَوَاثِيْقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ وَرَبِّيْ فَفَعَلُوْا فَقَالَ اللّٰهُ كُنْ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ أَيْ عَبْدِيْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِّنْكَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَّحِمَهُ اللّٰهُ فَحَدَّثْتُ أَبَا عُثْمَانَ

٦٠٠٠ ـ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ذکر کیا جو تم سے اگلی امتوں میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو مال اور اولاد دی سو جب وہ قریب المرگ ہوا تو اپنی اولاد سے کہا کہ میں تمہارے لیے کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہ بہتر باپ، کہا سو اس نے یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی نیکی جمع نہیں کی اور اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے آیا تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب کرے گا سو دیکھو کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا یہاں تک کہ کوئلا ہو جاؤں تو مجھ کو گھسا ڈالنا پھر جب سخت آندھی ہو تو مجھ کو اس میں بکھیر دینا سو اس نے ان سے اس پر عہد و پیمان لیا قسم ہے میرے رب کی سو انہوں نے یہ کام کیا یعنی اس کے مرنے کے بعد سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مرد ہو جا سو اچانک وہ مرد کھڑا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے! تو نے یہ کام کیوں کیا تھا؟ کہا کہ تیرے ڈر سے، سو وہ چیز کہ تلافی کی اس کو اللہ تعالیٰ نے رحمت کی ہے یعنی اس پر رحم کیا اور اس کو بخش دیا سو میں نے حدیث بیان کی ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا کہ میں نے سلمان رضی اللہ عنہ سے سنا لیکن اس نے اتنا زیادہ کیا ہے سو مجھ کو دریا میں بکھیر

فَقَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فَأَذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دینا یا جیسے حدیث بیان کی یعنی یہ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی معنی میں ہے نہ سب لفظ سے اور کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے قتادہ سے اس نے سنا عقبہ رضی اللہ عنہ سے اس نے سنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے پاس گیا تو اس کو عذاب کرے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر قیامت کے دن اٹھایا گیا اپنی شکل وصورت پر تو اس کو ہر کوئی پہچانے گا اور جب راکھ ہو گیا پانی اور دریا میں تو شاید پوشیدہ رہے اور یہ جو اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہو تو مجھ کو عذاب کرے گا تو اس نے یہ حالت بیہوشی میں کہا جب کہ غالب ہوئی اس پر بیہوشی خوف الٰہی سے اور اس کی عقل کو ڈھانکا سو وہ اس میں معذور ہے جیسا کہ کہا اس شخص نے جس کی سواری گم ہوئی تھی کہ الٰہی! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے واسطے بہت لکڑیوں کو جمع کرنا پھر اس میں آگ جلانا اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تلافی کی یعنی تدارک کیا اور یہ ما نافیہ ہے یعنی نہ تدارک کیا اس کا اللہ تعالیٰ نے مگر یہ کہ اس کو بخش دیا اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس واسطے بخش دیا کہ اس نے موت کے وقت توبہ کی تھی اور اپنے فعل پر نادم ہوا اور کہا مرجیہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اس کی اصل توحید کے سبب سے اس واسطے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ توحید کے ساتھ گناہ ضرر نہیں کرتا اور تعاقب کیا گیا ہے اول ساتھ اس کے کہ نہیں ارادہ کیا اس نے کہ رد کرے ظلم کو سو مغفرت اس کی اس وقت ساتھ فضل اللہ تعالیٰ کے ہے نہ ساتھ توبہ کے اس واسطے کہ نہیں پوری ہوتی ہے توبہ مگر ساتھ اپنے مظلوم کے حق اپنے کو ظالم سے اور ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کفن چور تھا اور تعاقب کیا گیا ہے قول خارجیوں کا ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اس کو عذاب ہوا تھا بنا بر اس کے سو محمول ہے رحمت اور مغفرت اوپر ارادے ترک خلود کے دوزخ میں یعنی مراد اس کے بخشے جانے سے یہ ہے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اور ساتھ اس کے رد کیا جاتا ہے دونوں فرقوں پر مرجیہ پر بیچ اصل دخول اس کے دوزخ میں اور معتزلہ پر بیچ دعویٰ ان کے کہ وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور نیز اس میں رد ہے ان معتزلوں پر کہ اس نے اس کلام سے توبہ کی تو واجب ہوا اللہ پر قبول کرنا توبہ اس کی کہا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ وہ مرد ایماندار تھا اس واسطے کہ اس نے یقین کیا ساتھ حساب کے اور یہ کہ گناہوں پر اس کو عذاب ہو گا اور بہر حال جلا جس کے ساتھ اس نے وصیت کی اپنی اولاد کو سو شاید یہ ان کی شریعت میں جائز ہو گا واسطے صحیح کرنے توبہ کے اس واسطے کہ بنی اسرائیل کی شرع میں ثابت ہو چکا ہے کہ وہ توبہ کے صحیح کرنے کے واسطے اپنے آپ کو قتل کر ڈالتے تھے اور اس حدیث میں نام رکھنا چیز کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس

سے قریب ہو اس واسطے کہ کہا کہ اس کو موت حاضر ہوئی اور اس کو تو فقط اس حالت میں اس کی علامتیں حاضر ہوئی تھیں اور اس میں فضیلت ہے امت محمدی ﷺ کی واسطے اس چیز کے کہ تخفیف ہوئی ان سے اُتار ڈالنے ان بوجھوں کے سے اور احسان کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر ساتھ آسان دین کے کہ دین اسلام ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظمت ہے کہ جمع کیا اس کے بدن کو اس کے بعد کہ سخت بکھیرا گیا تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ یہ اخبار ہے اس چیز سے کہ ہوگی قیامت کے دن۔ (فتح)

بَابُ الْاِنْتِهَآءِ عَنِ الْمَعَاصِیْ.

گناہوں سے باز رہنا یعنی ان کو بالکل چھوڑ دینا اور اس سے منہ پھیرنا بعد واقع ہونے کے بیچ اس کے۔

٦٠٠١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَآءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰی قَوْمًا فَقَالَ رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَیَّ وَإِنِّیْ أَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَا النَّجَآءَ فَأَطَاعَهٗ طَائِفَةٌ فَأَدْلَجُوْا عَلٰی مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ.

٦٠٠١ ۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری مثل اور میری پیغمبری اور دین کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جو ایک قوم کے پاس آیا سو اس نے کہا اے قوم! میں بیشک لوٹنے والے لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اور میں ننگا ڈرانے والا ہوں سو جلدی بھاگو سو اس کی قوم میں سے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا سو وہ شام ہوتے ہی بھاگے سو آرام سے چلے گئے اور ان میں سے ایک گروہ نے اس کو جھوٹا جانا سو وہ فجر تک اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہے سو صبح ہوتے ہی ان پر لشکر ٹوٹ پڑا تو ان کو ہلاک کیا اور ان کو جڑ سے اُکھاڑا سو یہی مثل ہے اس کی جس نے میرا کہنا مانا اور میرے دین کی پیروی کی اور مثل اس کی جس نے میرا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا سچے دین کو۔

فائدہ: اصل اس میں یہ ہے کہ ایک مرد ایک لشکر سے ملا سو لشکر والوں نے اس کو پکڑ کر قید کر لیا اور اس کے چھین لیے سو وہ مرد ان کے ہاتھ سے اپنی قوم کی طرف چھوٹ نکلا سو اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے ایک لشکر دیکھا انہوں نے میرے کپڑے چھین لیے سو انہوں نے اس کو ننگا پایا تو ان کو اس کا سچ کہنا ثابت ہوا اس واسطے کہ وہ اس کو جانتے تھے اور نہ تہمت کرتے تھے خیر خواہی میں اور نہ جاری تھی عادت اس کی ساتھ ننگے رہنے کے سو ان کو اس کی بات کا یقین ہوا اور اس کو اس بات میں سچا جانا واسطے ان قرینوں کے سو بیان کی حضرت ﷺ نے مثال واسطے نفس اپنے کے اور واسطے اس چیز کے کہ اس کو لائے یعنی دین سے واسطے اس چیز کے کہ ظاہر کیا اس کو خوارق اور معجزات سے جو

دلالت کرتے ہیں او پر یقین کے ساتھ سچے ہونے آپ کے واسطے سمجھانے مخاطبوں کے ساتھ اس چیز کے جس کو وہ پہچانتے تھے میں کہتا ہوں اور تائید کرتے ہیں اس کو جو احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے سو تین بار پکارا اے لوگو! میری مثل اور تمہاری مثل اس قوم کی مثل ہے جو دشمن کے آنے سے ڈرے سو انہوں نے ایک مرد کو بھیجا کہ ان کے واسطے دیکھے سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ اچانک اس نے دشمن کو دیکھا سو وہ آگے بڑھا تا کہ اپنی قوم کو ڈرائے پھر وہ ڈرا اس سے کہ پائے اس کو دشمن پہلے اس سے کہ اپنی قوم کو ڈرائے سو اس نے اپنے کپڑے کی طرف قصد کیا کہ اے لوگو! تم پر دشمن آ پڑا تین بار اور خوب تفسیر حدیث کی حدیث سے ہوتی ہے اور یہ جو کہا فالنجاء تو اس کے معنی یہ ہیں کہ طلب کرو نجات یعنی جلدی بھاگو تم لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور کہا طیبی نے کہ اس کلام میں کئی قسم کی تاکید ہے ایک کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا دوسری والی تیسری عریان اس واسطے کہ وہ غائب ہے بیچ نزدیک ہونے دشمن کے اور تشبیہ دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو ساتھ مرد کے اور اپنے ڈرانے کو ساتھ عذاب قریب کے ساتھ ڈرانے مرد کے اپنی قوم کو لشکر سے جو صبح کو آ پڑے اور تشبیہ دی مطیع اور نافرمان کو ساتھ اس مرد کے کہ جھٹلائے مرد کو اس کے ڈرانے میں اور جو سچا جانے اس کو۔ (فتح)

٦٠٠٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَ تْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا.

٦٠٠٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری مثل اور لوگوں کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جس نے آگ جلائی سو جب اس نے روشن کیا گرد اس کا تو یہ کیڑے اور پتنگے آگ میں گرنے لگے اور وہ ان کو ہٹانے لگا اور وہ اس پر غلبہ کرتے تھے اور اندھا دھند اس میں گرے پڑتے تھے سو میں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوئے ہوں دوزخ سے اور تم اندھا دھند اس میں گرے پڑتے ہو۔

فائدہ: اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نرمی اور رحمت اور حرص سے اور پھر نجات امت کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور یہ جو کہا آگ سے تو رکھا ہے مسبب کو جگہ سبب کی اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ منع کرتے ہیں ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہونے سے گناہ میں جو سبب ہے داخل ہونے کا آگ میں اور حاصل یہ ہے کہ تشبیہ دی ہے اصحاب شہوات کے گرنے کو گناہوں میں جو سبب ہیں

واسطے گرنے کے دوزخ میں ساتھ گرنے پتنگوں کے آگ میں واسطے پیروی کرنے اپنی خواہشوں کے اور تشبیہ دی ہٹانے گنہگاروں کو گناہوں سے ساتھ اس چیز کے کہ ڈرایا ان کو ساتھ اس کے اور ڈرایا ان کو ساتھ ہٹانے آگ والے کے پتنگوں کو اس سے اور کہا عیاض نے کہ تشبیہ دی ہے گرنے گنہگاروں کے کو آخرت کی آگ میں ساتھ گرنے پتنگوں کے دنیا کی آگ میں اور کہا طیبی نے کہ تحقیق تشبیہ کی جو واقع ہے اس حدیث میں موقوف اوپر پہچاننے معنی اس آیت کے ﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ اور اس کا بیان یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدیں اس کی حرام کی ہوئی اور منع کی ہوئی چیزیں ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ حما اللہ کا اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں اور سب حرام چیزوں کی جڑ حب دنیا کی ہے اور زینت اس کی اور پورا لینا اس کی لذت اور شہوت کا سو تشبیہ دی حضرت ﷺ نے ان حدوں کے ظاہر کرنے کو ساتھ بیان کافی اور شافی کی کتاب اور حدیث سے ساتھ کھینچنے مردوں کے آگ سے اور تشبیہ دی ظاہر اور مشہور ہونے اس کے کو زمین کی پورب اور پچھم میں ساتھ روشن کرنے اس آگ کے جلانے والی گرد کو اور تشبیہ دی لوگوں کو اور ان کی بے پروائی کو ساتھ اس بیان کے اور کشف کے اور بڑھنے ان کے کو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے اور حرص ان کی کو اوپر پورا لینے ان لذتوں اور خواہشوں کے اور منع کرنے ان کے کو اس سے ساتھ پکڑنے کمر ان کی کے ساتھ پتنگوں کے جو آگ میں گرے پڑتے ہیں اور غلبہ کرتے ہیں جلانے والے پر جیسے آگ جلانے والے کی غرض اپنے فعل سے نفع اٹھانا خلق کا تھا ساتھ اس کے روشنی لینی اور تاپنے وغیرہ سے اور پتنگوں نے اپنی جہالت کے واسطے اس کو اپنی ہلاکت کا سبب بنایا ہے اسی طرح قصہ ان بیانوں سے ہدایت پانا امت کا تھا اور بچنا اس کا اس چیز سے کہ سبب ہے ان کے ہلاک کا اور باوجود اس کے انہوں نے اس کو دوزخ میں گرنے کا سبب ٹھہرایا ہے اور قول اس کا اور میں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوں یہ استعارہ ہے مثل حالت منع کرنے امت کے سے ہلاک سے ساتھ حالت اس مرد کے جس نے پکڑا ہے اپنے ساتھی کی کمر کو جو چاہتا ہے کہ ہلاک کے گڑھے میں گرے۔ (فتح)

٦٠٠٣ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ.

٦٠٠٣۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچیں اور ہجرت کرنے والا وہ ہے جو اس کو چھوڑے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے، بعض نے کہا کہ خاص کیا ہے مہاجر کو ساتھ ذکر کے واسطے خوش کرنے دل اس شخص کے کہ نہیں ہجرت کی اس نے مسلمانوں میں سے واسطے فوت ہونے ہجرت کے ساتھ فتح ہونے مکہ کے سو حضرت ﷺ نے ان کو معلوم کروایا کامل مہاجر وہ شخص ہے جو چھوڑے اس کو جس سے اللہ تعالیٰ

نے فرمایا اور احتمال ہے کہ یہ ہو تنبیہ واسطے مہاجرین کے یہ کہ نہ تکیہ کر بیٹھیں ہجرت پر اور قصور کریں عمل میں اور یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے جو آنحضرت ﷺ کے ملے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنسا کرتے۔

٦٠٠٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

۶۰۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تم ہنسا کرتے تھوڑا اور رویا کرتے بہت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد ساتھ علم کے اس جگہ وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ عظمت اللہ تعالیٰ کے اور انتقام لینے اس کے اس شخص سے جو اس کی نافرمانی کرے اور اُن احوال کے جو واقع ہوتے ہیں وقت نزع اور موت کے بیچ قبر کے اور دن قیامت کے اور مناسبت بہت رونے اور کم ہنسنے اس مقام میں واضح ہے اور مراد ساتھ اس کے ڈرانا ہے اور اس حدیث کے واسطے ایک اور سبب آیا ہے روایت کی ہے طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ مسجد کی طرف نکلے سو اچانک دیکھا کہ کچھ لوگ باتیں کرتے ہیں اور ہنستے ہیں سو فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان پھر ذکر کی حدیث اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جو جانے کہ موت آنے والی اور قیامت اس کی وعدہ گاہ ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ کے آگے حاضر ہونا ہے سو اس کا حق ہے کہ دنیا میں بہت غمگین رہے کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں صناعت بدیع سے ہے مقابلہ ضحک کا ساتھ رونے کے اور قلت کا ساتھ کثرت کے اور مطابقت ہر ایک کی دونوں میں سے۔ (فتح)

٦٠٠٥ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

۶۰۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔

بَابُ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

روکی گئی دوزخ خواہش نفسانی اور لذات سے یعنی ڈھانکی گئی سوشہوات اور لذات سبب ہیں واقع ہونے کا دوزخ میں۔

٦٠٠٦ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ.

٦٠٠٦ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روکی گئی دوزخ لذات سے اور روکی گئی بہشت تکلیفات سے۔

فائدہ: اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو مسلم اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور وہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع الکلم سے اور بدیع بلاغت سے ہے بیچ مذمت شہوات کے اگرچہ نفس اس کی طرف مائل کرتے ہیں اور ترغیب سے طاعت پر اگرچہ اس کو نفوس ناگوار جانتے ہیں اور ان پر دشوار ہوتا ہے اور وارد ہوا ہے بیان اس کا ترمذی وغیرہ کی حدیث میں اس طور سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت اور دوزخ کو پیدا کیا تو جبریل علیہ السلام کو بہشت کی طرف بھیجا اور کہا کہ اس کو دیکھ سو جبریل علیہ السلام دیکھ کر پھرے اور کہا قسم ہے تیری عزت کی جو اس کو سنے گا اس میں داخل ہوگا سو حکم کیا ساتھ گھیرنے اس کے سو گھیری گئی ساتھ تکلیفات کے سو فرمایا جبریل علیہ السلام کو کہ اس کی طرف پلٹ جا وہ پلٹ گیا اور پھرا اور کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی البتہ مجھ کو ڈر ہوا اس کا کہ کوئی اس میں داخل نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ دوزخ کی طرف جا اور اس کو دیکھ سو جبریل پھرا سو عرض کیا کہ جو اس کو سنے گا کوئی اس میں داخل نہ ہوگا پھر حکم کیا سو گھیری ساتھ لذات کے اور فرمایا کہ اس کی طرف پلٹ جا سو جبریل علیہ السلام اس کو دیکھ کر پھرا اور کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی البتہ مجھ کو ڈر ہے کہ کوئی اس سے نجات نہ پائے سو یہ حدیث تفسیر کرتی ہے باب کی حدیث کو سو مراد ساتھ مکارہ کے اس جگہ وہ چیز ہے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے مکلّف ساتھ مجاہدے نفس اپنے کے ہے بیچ اس کے کرنے اور نہ کرنے سے مانند عبادات کے کی اپنے طور پر اور نگہبانی کرنے کے اوپر ان کے اور پرہیز کرنے منع کی چیزوں کے سو قولاً و ترکاً اور ان کو مکارہ کہا واسطے مشقت ان کے عامل پر اور دشوار ہونے ان کے کے اوپر اس کے اور منجملہ اُن کے صبر ہے مصیبت پر اور ماننے حکم اللہ تعالیٰ کے بیچ اس کے اور مراد ساتھ شہوات کے وہ چیزیں ہیں کہ لذت لی جاتی ہے ساتھ ان کے دنیا کے کاموں سے اس قسم سے کہ منع کیا ہے شرع نے ان کے استعمال سے یا ساتھ اصالت کے کہ اصل اس فعل سے منع کیا اور یا اس واسطے کہ اس کے فعل سے کسی چیز مامور بہ کا ترک لازم آتا ہے اور لاحق ہیں ساتھ اس کے شبہ والی چیزیں اور بہت استعمال کرنا مباح

چیزوں کا واسطے اس خوف کے کہ حرام میں واقع ہو سو گویا کہ کہا کہ نہیں پہنچ سکتا ہے آدمی طرف بہشت کی مگر ساتھ قطع کرنے جنگلوں تکلیف کے اور اسی طرح نہیں نجات پاتا ہے اس سے آدمی مگر ساتھ ترک لذت اور شہوات کے اور کہا ابن عربی نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ لذات ٹھہرائی گئی ہیں اوپر دونوں کناروں آگ کے اندر سے اور بعض نے کہا کہ لذت دار چیزیں آگ کی جانب میں باہر سے سو جوان میں داخل ہوا اور جس نے پردہ پھاڑا وہ دوزخ میں داخل ہوا۔ (فتح)

بَابُ اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ.

بہشت ہر ایک آدمی کو قریب تر ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور دوزخ بھی اسی طرح۔

٦٠٠٧ ۔ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ.

٦٠٠٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت ہر ایک آدمی کو تم لوگوں میں سے قریب تر ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور دوزخ بھی اسی طرح یعنی بہشت اور دوزخ آدمی سے بہت قریب ہیں دور نہ سمجھو۔

فائدہ: پس بندگی بہشت کی طرف پہنچاتی ہے اور نافرمانی کبھی آسان چیز میں ہوتی ہے جس کو آدمی کچھ چیز نہیں سمجھتا اور یہ مطلب پہلے گزر چکا ہے کہ آدمی ایک بات کہتا ہے اور اس کو کچھ بڑی بات نہیں سمجھتا، الحدیث سو لائق ہے واسطے آدمی کے کہ تھوڑی نیکی کو کم نہ سمجھے اور تھوڑی بدی کو آسان جان کر نہ کرے اس واسطے کہ بندہ نہیں جانتا اس نیکی کو جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور نہ بدی کو جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہو اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بہشت کا حاصل کرنا آسان ہے ساتھ صحیح کرنے قصد کے اور فعل بندگی کے اور اسی طرح ہے حاصل کرنا دوزخ ساتھ موافقت ہونے اور فعل گناہ کے۔ (فتح)

٦٠٠٨ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ.

٦٠٠٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچے مضمون کا بیت جس کو شاعر نے کہا یہ بیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام سچا ہے سب جھوٹا ہے جتن یعنی اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر چیز مٹنے والی ہے۔

فائدہ: اور دوسرا مصرع اس بیت کا یہ ہے وکل نعیم لا محالہ زائل اور ضرور ہر نعمت زائل ہونے والی ہے اور اگر کوئی شخص کہے کہ بہشت کی نعمتیں خالی نہیں ہیں اور حالانکہ اس شعر کے عموم میں وہ بھی داخل ہیں تو جواب اس کا یہ

ہے کہ مراد ساتھ باطل کے اس جگہ وہ چیز ہے جو ہلاک ہونے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر چیز کا فانی ہونا جائز ہے اگرچہ پیدا کیا جائے اس میں بقا اس کے بعد مانند نعمتوں بہشت کی اور مناسبت اس حدیث کی دوسرے کے واسطے ترجمہ کے پوشیدہ ہے اور شاید جب کہ ترجمہ شامل ہے اس چیز کو کہ اول حدیث میں ہے بندگی کی ترغیب سے اور اجر کے گناہ سے اگرچہ بندگی اور گناہ کم ہو تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو اس کی مخالفت کرے وہ کسی دنیا کے کام میں مخالفت کرتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی تصریح ہے پس نہیں لائق ہے واسطے عاقل کے یہ کہ اختیار کرے فانی کو باقی پر۔ (فتح)

بَابٌ لِيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ.

باب ہے چاہیے کہ نظر کرے آدمی اس کو جو اس سے کم تر ہے اور نہ دیکھے اس کو جو اس سے اونچا ہو۔

٦٠٠٩ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ.

٦٠٠٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی دیکھے اس کو جو اس سے اونچا ہے مال میں اور صورت میں تو چاہیے کہ دیکھے اس کو جو اس سے کم تر ہو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ دیکھو اس کو جو تم سے کم تر ہو اور نہ دیکھو اس کو جو تم سے اونچا ہو اور یہ جو کہا صورت میں تو احتمال ہے کہ داخل ہو اس میں اولاد اور تابعدار اور ہر چیز کہ تعلق رکھتی ہے ساتھ زندگی دنیا کے اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے کہ نہ حقیر جانو گے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مال داروں کے پاس مت جایا کرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ جانو کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث جامع ہے واسطے معانی خیر کے اس واسطے کہ آدمی نہیں ہوتا ہے کسی حال میں کہ متعلق ہو ساتھ دین کے اپنے رب کی عبادت سے کوشش کرنے والا بیچ اس کے مگر کہ پاتا ہے اس کو جو اس سے اونچا ہو سو جب اس کا نفس چاہے کہ اس کے ساتھ لاحق ہو تو اپنے آپ کو کم تر جانتا ہے سو ہمیشہ بندگی میں زیادتی کرتا ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ سے قریب کرے اور نہیں ہوتا ہے کسی حال خسیس پر دنیا میں مگر کہ پاتا ہے اس کو جو اس خسیس تر اور کم تر حال میں ہو دنیا سے سو جب اس میں غور کرے تو معلوم کرے گا کہ جو اللہ تعالیٰ کی نعمت اس کو پہنچی وہ بہت لوگوں کو نہیں پہنچی جو اس سے کم تر ہیں بغیر کسی کام کے جس نے اس کو واجب کیا ہو یعنی وہ نعمت اس کو کسی نیکی کے بدلے نہیں ملی پس لازم کرے گا اس حال میں اپنے اوپر شکر کو پس زیادہ ہوگا رشک اس کا ساتھ اس کے اس کے معاد میں اور اس کے غیر

نے کہا کہ یہ حدیث دوا ہے بیماری کا اس واسطے کہ آدمی جب آپ سے اونچ کو دیکھے تو نہیں ڈر ہے اس سے کہ اس میں حسد پیدا ہو اور اس کی دوا یہ ہے کہ اس کو دیکھے جو اس سے نیچے ہوتا کہ ہو یہ اس کو باعث او پر شکر کے اور ایک روایت میں ہے کہ دو خصلتیں ہیں جس میں ہوں لکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ صابر اور شاکر جو دنیا میں آپ سے کم تر کی طرف دیکھے سو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے بسبب اس چیز کے کہ فضیلت دی اس کو اوپر اس کے ساتھ اس کے اور جو نظر کرے دین میں طرف اس کی جو اس سے اونچا ہو سو اس کی پیروی کرے اور جو آپ سے اونچے کو دیکھ کر افسوس کرے تو وہ رضا پر لکھا جاتا ہے نہ شاکر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ.

جو قصد کرے ساتھ نیکی کے یا بدی کے۔

فائدہ: ھم کے معنی ہیں ترجیح قصد فعل کی۔ (فتح)

٦٠١٠ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا جَعْدُ بْنُ دِيْنَارٍ أَبُوْ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ الْعُطَارِدِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلٰى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَاحِدَةً.

٦٠١٠ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز میں کہ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے یعنی حدیث قدسی میں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے نیکیوں اور بدیوں کو پھر بیان کیا اس کو ساتھ قول اپنے کے سو جو نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک نیکی کامل لکھتا ہے اور اگر اس نے نیکی کا قصد اور اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے اپنے نزدیک دس نیکیاں لکھتا ہے سات سو گناہ تک بلکہ اس سے بھی بہت گنا زیادہ اور جو بدی کا قصد کرے سو اس کو نہ کرے تو اس کے واسطے ایک نیکی کامل لکھی جاتی ہے اور اگر وہ اس کا قصد کرے اور اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے صرف ایک بدی لکھتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں تو یہ حدیث احادیث الٰہیہ سے ہے احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ لیا ہو اور احتمال ہے کہ بواسطہ وحی لیا ہو اور یہی ہے راجح اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے تو احتمال ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہو اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہو جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فعل سے حکایت کیا ہے با فاعل ثم بین کا اللہ تعالیٰ ہے اور قول اس کا سو جو قصد کرے، الخ اس کی شرح ہے

اور قول اس کا اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور بدیوں کو لکھا مجمل ہے اور اس کی شرح سو جو قصد کرے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لکھتا ہے یعنی حکم کرتا ہے چوکیدار فرشتوں کو کہ اس کو لکھیں یا مراد یہ ہے کہ مقدر کیا جاتا ہے اس کے علم میں موافق واقع کے اس سے اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد قدر اس کا ہے اور معلوم ہے لکھنے والے فرشتوں کو اندازہ اس کا سو نہیں حاجت کے طرف استفسار کی ہر وقت میں کیفیت کتابت سے واسطے ہونے اس کے امر مفرد فراغت کی گئی اس سے اور یہ جو کہا سو جو نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل کرے تو یہ شامل ہے نفی عمل جوارح کے کو اور بہر حال عمل اس کا سو احتمال ہے کہ اس کی بھی نفی ہو اگر ہو نیکی لکھی جاتی مجرد قصد سے جیسا کہ اکثر حدیثوں میں ہے مگر یہ کہ قید کیا جائے ساتھ تصمیم دل کے اور قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے واسطے لکھتا ہے یعنی واسطے اس کے جس نے نیکی کا قصد کیا نزدیک اپنے یعنی نزدیک اللہ تعالیٰ کے نیکی کامل تو یہ دو قسم کی تاکید ہے بہر حال نزدیک ہونا سو یہ اشارہ ہے طرف شرف اور بزرگی کی اور بہر حال کمال سو اشارہ ہے طرف رفع توہم نقص اس کے کے اس واسطے کہ وہ محض قصد سے پیدا ہوئی ہے سو گویا کہ کہا گیا کہ وہ کامل نیکی ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد کمال سے تعظیم نیکی کی ہے اور تاکید امر اس کے کی اور عکس کیا ہے اس کا گناہ میں سو اس کو کامل کے ساتھ وصف نہیں کیا بلکہ تاکید کی اس کی ساتھ قول اپنے کے واحدۃ واسطے اشارہ کرنے کے طرف تخفیف اس کے کی واسطے مبالغہ کے فضل اور احسان میں اور معنی قول اس کے کے کہ اللہ تعالیٰ لکھتا ہے یعنی اعمال لکھنے والے فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ اس نیکی کو لکھیں ساتھ دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ جب میرا بندہ بدی کا ارادہ کرے تو اس کو نہ لکھا کرو یہاں تک کہ اس کو کرے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ فرشتے کو اطلاع ہے اس چیز پر کہ آدمی کے دل میں ہے یا تو بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی اطلاع دی ہے یا اس کے واسطے علم پیدا کرتا ہے جس کے ساتھ وہ اس کو پائے اور بعض نے کہا کہ بلکہ فرشتہ بدی کے قصد کی بدبو پاتا ہے اور نیکی کے قصد کی خوشبو پاتا ہے اور کہا طوفی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجرد ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے اس واسطے کہ ارادہ خیر کا سبب ہے طرف عمل کی اور ارادہ خیر کا خیر ہے اس واسطے کہ ارادہ خیر کا دل کا عمل ہے اور اس میں اشکال ہے ساتھ اس طور کے کہ جب کہ اس طرح ہوا تو اس نیکی کے بدلے دس نیکیاں کیوں نہیں لکھی جاتیں واسطے عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ آیت محمول ہے عمل جوارح پر یعنی جو عمل کہ ہاتھ پاؤں وغیرہ سے کیے جاتے ہیں اور حدیث محمول ہے اوپر قصد مجرد کے اور اس میں اور بھی اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ عمل دل کا جب معتبر ہے بیچ حاصل ہونے نیکی کے تو کس طرح نہ معتبر ہوگا بیچ عمل بدی کے اور جواب دیا گیا ہے کہ ترک کرنا گناہ کے عمل کا کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے قصد دل کا اس کو اتار ڈالتا ہے اس واسطے کہ اس نے بدی کے قصد کو منسوخ کیا اور اپنی خواش کی مخالفت کی پھر ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاصل ہوتی ہے نیکی ساتھ مجرد ترک کے برابر ہے کہ کسی مانع کے سبب سے

ہو یا نہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ حَسَنَةً كَامِلَةً اس پر کہ وہ دگنی نیکی لکھی جاتی ہے اس واسطے کہ کمال اسی کا نام ہے لیکن وہ مشکل ہے لازم آتا ہے اس سے مساوی ہونا اس شخص کا جو نیکی کی نیت کرے ساتھ اس شخص کے جو اس کو کرے اس بات میں کہ دونوں کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دُگنا ہونا آیت میں تقاضا کرتا ہے خاص ہونے اس کے کو ساتھ عمل کرنے والے کے یعنی جو عمل کرے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ﴾ اور اس کو لانا عمل ہے اور بہر حال نیت کرنے والا سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوا ہے کہ اس کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ لکھا جاتا ہے واسطے اس کے مثل ثواب نیکی کی اور دگنا ہونا امر زائد ہے اصل نیکی پر اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے واسطے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں تو اس سے لیا جاتا ہے رفع تو ہم اس بات کا کہ قصد کی نیکی جوڑی جاتی ہے طرف دس نیکیوں کی جو اس کے کرنے سے حاصل ہوتی ہے سو ہوں گی جملہ گیارہ نیکیاں اور تحقیق یہ ہے کہ نیکی قصد کی درج ہو جاتی ہے عمل کی دس نیکیوں میں لیکن جس نے دل میں اول نیکی کا قصد کیا ہو اس کی نیکی قدر میں بڑی ہوتی ہے اس شخص سے کہ نہ قصد کرے اور نہ علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور یہ جو کہا کہ سات سو تک تو ایک روایت میں ہے کہ جو نیکی کرے اس کے واسطے دس گنا ہے اور زیادہ تر اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ عمل کی نیکی کا دس گنا تک زیادہ ہونا یقینی ہے اور جو اس پر زیادہ ہے اس کا واقع ہونا جائز ہے بحسب زیادتی کے اخلاص میں اور صدق عزم اور حضور قلب کے میں اور تعدی نفع میں مانند صدقہ جاری کی اور علم نافع کی اور نیک راہ کی اور شرف علم کی اور مانند اس کی اور بعض نے کہا کہ جو عمل کہ سات سو گنا تک زیادہ ہوتا ہے وہ خاص ہے ساتھ خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور صحیح یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے کسی عمل کے خاص نہیں اور اختلاف ہے اس میں کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ میں دگنا ہونا ثواب کا ہے فقط سات سو تک ہے سو اول بات تحقق ہے اور دوسری کا احتمال ہے اور تائید کرتا ہے جواز کو وسیع ہونا فضل کا اور یہ جو کہا کہ جو بدی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے نزدیک ایک نیکی کامل لکھتا ہے تو مراد ساتھ کمال کے بڑا ہونا قدر کا ہے کما تقدم نہ دگنا دس تک اور نہیں واقع ہوئی ہے تقیید ساتھ کمال کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے طریقوں میں اور ظاہر اخلاق حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لکھی جاتی ہے نیکی ساتھ مجرد ترک کے لیکن وہ مقید ہے ساتھ اس چیز کے کہ دوسری روایت میں ہے کہ اگر اس کو میرے سبب سے چھوڑے تو اس کے واسطے نیکی لکھو اور احتمال ہے کہ جو بدی کا قصد کرے پھر اس کو چھوڑ دے تو اس کے واسطے مجرد نیکی لکھی جائے سو اگر اس کو اپنے رب کے خوف سے چھوڑے تو اس کے واسطے دگنی نیکی لکھی جائے اور کہا خطابی نے کہ محل لکھنے نیکی کے کا اوپر ترک گناہ کے یہ ہے کہ تارک اس کے کرنے پر قادر ہو پھر اس کو باوجود قدرت کے نہ کرے اس واسطے کہ نہیں نام رکھا جاتا ہے تارک مگر ساتھ قدرت کے اور داخل ہوتا ہے اس میں وہ شخص جو حائل ہو درمیان اس کے اور

درمیان اس کے فعل پر کوئی مانع جیسے کہ ایک عورت کی طرف چلا کہ اس سے زنا کرے مثلاً سو اس نے دروازے کو بند پایا اور اس کا کھولنا دشوار ہو اور اسی طرح جو شخص کہ مثلاً حرام کاری پر قادر ہو سو اس کو شہوت نہ آئے یا اس کے سر پر کوئی چیز آ گئی جس کی ایذا سے دنیا میں اس کو خوف ہو اور معارض ہے باب کی حدیث کو وہ چیز جو روایت کی ہے احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ نے کہ ایک مرد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نہ مال دیا ہے نہ علم سو وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلانے کی طرح عمل کرتا سو وہ دونوں گناہ میں برابر ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کے قصد سے گناہ لکھا جاتا ہے اور تطبیق یہ ہے کہ باب کی حدیث میں مراد مجرد قصد ہے بغیر مضبوط اور پکا کرنے دل کے اوپر اس کے اور مراد اس حدیث سے وہ شخص ہے جو اس پر پکا ہو اور اصرار کرے اور وہ موافق ہے واسطے اس کے جو باقلانی کا مذہب ہے کہ اگر دل میں خطرہ گزرے بدی کا بغیر قصد کے تو اس پر گناہ نہیں ہوتا خواہ دل میں اس کے جب کہ دل میں قرار نہ پکڑے فعل کی پکی نیت کرے یا نہ اور یہی مذہب ہے اکثر فقہاء اور محدثین کا اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض نے ساتھ اس کے کہ عام سلف اور اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ دل کے عملوں سے بھی مؤاخذہ ہوتا ہے جیسا کہ جوارح کے عملوں سے اور اس جگہ تیسری قسم بھی ہے اور وہ شخص ہے جو گناہ کرے اور اس سے توبہ نہ کرے پھر اس کے کرنے کا قصد کرے کہ اس کو عقاب ہوتا ہے اصرار پر اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر دل میں بدی کا خیال گزرے تو اس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا پھر اگر اس پر پکا قصد کرے تو وہ عمل دل کا ہے اس پر مؤاخذہ ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ جو پکا ارادہ گناہ کا ہو وہ دو قسم پر ہے ایک یہ کہ وہ محض دل کے اعمال میں سے ہو مانند شک کرنے کی وحدانیت میں اور پیغمبری اور قیامت میں پس یہ کفر ہے اور اس پر یقیناً مؤاخذہ ہوتا ہے اور اس سے کم ہے وہ گناہ جو کفر کی طرف نہ پہنچے جیسے محبت رکھے اس چیز سے جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے یا بالعکس یا بغیر کسی موجب کے مسلمان کے واسطے ایذا چاہے سو اس میں گنہگار ہوتا ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کبر اور خود پسندی اور بغی اور مکر اور حسد اور ان میں سے بعض میں خلاف ہے سو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مسلمان کے ساتھ بدگمان ہونا اور اس پر حسد کرنا معاف ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے اس کو اس چیز پر کہ واقع ہو نفس میں اس قسم سے کہ نہ قادر ہو اس کے دفع کرنے پر لیکن جس کے دل میں ایسا خیال واقع ہو وہ مامور ہے ساتھ مجاہدے نفس کے اوپر ترک کرنے اس کے کے اور دوسری قسم یہ ہے کہ ہو اعمال جوارح سے مانند زنا اور چوری کی سو اس میں اختلاف ہے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس پر بالکل مؤاخذہ نہیں ہوتا اور منقول ہے یہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور بہت علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر پکا قصد کرے تو اس پر مؤاخذہ ہوتا ہے اور استدلال کیا ہے بہت علماء نے ان میں سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے معاف کیا ہے میری امت سے جو خطرہ کہ ان کے دل میں گزرے تو یہ محمول ہے ان کے نزدیک خطرات پر کما تقدم پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا

مؤاخذہ فقط دنیا میں ہوتا ہے ساتھ مثل غم اور تشویش کے اور بعض نے کہا کہ بلکہ قیامت کے دن اس کو اس کی سزا ملے گی ساتھ جھڑک کے نہ ساتھ عذاب کے اور یہ منسوب ہے طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر بدی کا خیال حرم مکہ کے اندر دل میں گزرے تو اس پر مؤاخذہ ہوتا ہے اگرچہ پکا قصد نہ کیا واسطے تعظیم خانے کعبے کے اور کہا سبکی کبیر نے کہ ہاجس پر بالا جماع مؤاخذہ نہیں ہے اور خطرے پر بھی مؤاخذہ نہیں اور وہ جاری ہونا اس ہاجس کا اور اسی طرح خیال نفس کا واسطے حدیث مشار الیہ کے اور ایک ہم ہے اور وہ قصد فعل معصیت کا ہے ساتھ تردد کے اس پر بھی مواخذہ نہیں ہے واسطے حدیث باب کے اور ایک عزم ہے اور وہ قوت اس قصد کی ہے یا جزم کرنا ساتھ اس کے اور رفع تردد کا کہا محققین نے کہ اس پر مؤاخذ ہوتا ہے اور یہ جو کہا کہ اگر وہ بدی کا قصد کرے تو اس کے واسطے ایک بدی لکھی جاتی ہے تو ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک مسلم کے کہ اس کا بدلہ اس کی مثل ہے یا اس کو بخش دوں گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ اس کو مٹا دے گا اور معنی اس کے یہ ہیں کہ مٹا دے گا اس کو اللہ تعالیٰ ساتھ فضل اپنے کے یا توبہ کے یا ساتھ استغفار کے یا ساتھ نیکی کے اور پہلے معنی موافق ہیں ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اور اس میں رد ہے واسطے قول اس شخص کے جو دعویٰ کرتا ہے کہ کبیرے گناہ نہیں بخشے جاتے مگر ساتھ توبہ کے اور مستفاد ہوتا ہے قول اس کے واحدۃ سے کہ گناہ دگنا نہیں لکھا جاتا جیسے نیکی دگنی لکھی جاتی ہے اور وہ موافق ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو ﴿فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں ہلاک ہوتا اللہ تعالیٰ پر مگر ہلاک ہونے والا یعنی جو اصرار کرے اور پر جرأت کرنے کے گناہ پر قصد سے اور قول سے اور فعل سے اور روگردانی کرے نیکیوں سے ساتھ قصد کے اور قول کے اور فعل کے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں بڑا فضل اللہ تعالیٰ کا ہے اس امت پر اس واسطے کہ اگر اس طرح نہ ہوتا تو نہیں قریب تھا کہ کوئی بہشت میں داخل ہوتا اس واسطے کہ بندوں کے گناہ نیکیوں سے بہت ہیں اور تائید کرتا ہے باب کی حدیث کو قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ اس واسطے کہ ذکر کیا ہے بدی میں باب افتعال کو جو دلالت کرتا ہے اوپر معالجہ اور تکلف کے بیچ اس کے برخلاف نیکی کے یعنی گناہ اس بدی کا ہوتا ہے جو جوارح سے کی جائے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو مرتب ہوتی ہے واسطے بندے کے اوپر چھوڑنے اپنی لذت کے اور ترک کرنے اپنی شہوت کے بسبب اپنے رب کے واسطے رغبت کرنے کے اس کے ثواب میں اور ڈرنے کے اس کے عذاب سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اچانک فرشتے مباح کام کو نہیں لکھتے واسطے قید کرنے کے ساتھ نیکیوں اور بدیوں کے اور اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے ٹھہرایا ہے اپنے عدل کو گناہ میں اور اپنے فضل کو نیکی میں سو نیکی کو دُگنا کیا اور بدی کو دُگنا نہ کیا بلکہ جوڑا اس میں ساتھ عدل کے فضل کو سو دائر کیا اس کو درمیان عفو اور عقوبت کے ساتھ قول اپنے کے کہ اس کے واسطے ایک بدی لکھی جاتی ہے یا اس کو بھی بخش دوں گا اور اس حدیث میں رد ہے کعبی پر اس کے زعم میں کہ نہیں ہے شرع میں کوئی

مباح بلکہ فاعل یا گنہگار ہے یا ثواب دیا گیا ہے سو جو مشغول ہو ساتھ کسی چیز کے روگردان ہو گناہ سے تو اس کو ثواب ہے اور تعاقب کیا ہے انہوں نے اس کا ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ جو ثواب دیا جاتا ہے گناہ کے چھوڑنے پر وہ شخص وہ ہے کہ قصد کرے ساتھ ترک اس کے رضامندی اللہ تعالیٰ کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ — حقیر اور ناچیز گناہوں سے بچنا

فائدہ: یعنی جن گناہوں کو لوگ کچھ چیز نہیں سمجھتے اور تعبیر ساتھ محقرات کے واقع ہوئی ہے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بچو حقیر اور چھوٹے گناہوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حقیر گناہوں کے مثل اس قوم کی سی مثل ہے جو ایک نالے میں اترے سو ایک لکڑی یہ آدمی لایا اور ایک لکڑی یہ لایا یہاں تک کہ انہوں نے گھٹ جمع کیا جس کے ساتھ اپنی روٹیاں پکائیں اور حقیر گناہ جب ان کا صاحب ان کے ساتھ پکڑا جائے تو اس کو ہلاک کر ڈالتے ہیں روایت کیا ہے اس کو احمد نے۔ (فتح)

٦٠١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِيْ أَعْيُنِكُمْ مِّنَ الشَّعَرِ إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ الْمُهْلِكَاتِ.

٦٠١١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ تم بعض عمل کرتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے باریک تر ہیں یعنی تم ان کو کچھ چیز نہیں سمجھتے البتہ ہم ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہلاک کرنے والی چیزوں سے گنتے تھے۔

فائدہ: یعنی تم ان کو حقیر اور ناچیز سمجھتے ہو کہا ابن بطال نے کہ جب حقیر گناہ بہت ہو جائیں تو کبیرے ہو جاتے ہیں ساتھ اصرار کے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ بعض مرد نیک عمل کرتا ہے سو اس پر اعتماد کر بیٹھتا ہے اور حقیر اور چھوٹے گناہوں کو بھلا دیتا ہے سو ملتا ہے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ گناہوں نے اس کو گھیرا ہوتا ہے اور مرد البتہ برائی کرتا ہے سو ہمیشہ اس سے ڈرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ملتا ہے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ اس کو کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ الْأَعْمَالِ بِالْخَوَاتِيْمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا. — عملوں کا اعتبار خاتمے پر ہے اور جو خوف کیا جاتا ہے اس سے۔

٦٠١٢ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْأَلْهَانِيُّ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ

٦٠١٢۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا جو مشرکوں سے لڑتا تھا بہت بڑا لوگوں میں واسطے کفایت کرنے کے ان سے یعنی خوب لڑتا تھا سو

قَالَ نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ غَنَآءً عَنْهُمْ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا فَتَبِعَهٗ رَجُلٌ فَلَمْ يَزَلْ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهٖ فَوَضَعَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهٗ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِيْمِهَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دوزخی مرد کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھ لے سو ایک شخص اس کا حال دریافت کرنے کو اس کے پیچھے لگا سو ہمیشہ رہا وہ اسی حال پر یعنی لڑتا رہا یہاں تک کہ زخمی ہوا سو اس نے موت کو جلدی چاہا سو اپنی تلوار کے کنارے کو پکڑا اور اس کو اپنے سینے کے درمیان رکھا پھر اپنا بوجھ ڈالا یہاں تک کہ اس کو مونڈھوں کے درمیان سے نکلی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بعض مرد لوگوں کی نظر میں بہشتیوں کے عمل کیا کرتا ہے اور حالانکہ وہ البتہ دوزخیوں میں سے ہے اور لوگوں کی نظر میں دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور حالانکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا اعتبار خاتمے پر ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو جو اس کا خاتمہ معلوم نہیں کروایا تو اس میں بڑی بھاری حکمت ہے اس واسطے کہ اگر اس کو معلوم ہو جاتا کہ وہ بہشتی ہے تو خود پسند ہو جاتا اور کاہلی کرتا اور اگر اس کو معلوم ہوتا کہ وہ دوزخی ہے تو زیادہ سرکشی کرتا سو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سے چھپایا کہ خوف اور اُمید کے درمیان رہے۔ (فتح)

بَابُ الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِّنْ خُلَّاطِ السُّوْءِ. گوشہ گیری بہتر ہے برے لوگوں کی صحبت سے یعنی برے لوگوں کی صحبت سے الگ ہونا راحت ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ اگر گوشہ گیری اور تنہائی میں نہ ہوتی تو سلامتی غیبت اور دیکھنے برے کام کے سے جس کے دور کرنے پر قادر نہیں ہوتا تو البتہ ہوتی یہ خیر کثیر اور ترجمہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ چیز جو روایت کی ہے حاکم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ تنہائی بہتر ہے برے ہم نشین کی صحبت سے اور اس کی سند حسن ہے۔

۶۰۱۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَهٗ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ

۶۰۱۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! سب لوگوں میں کون سا آدمی بہتر ہے؟ فرمایا کہ ایک وہ مرد ہے جس نے اپنی جان اور مال سے جہاد کیا دوسرا وہ مرد ہے جو پہاڑ کے کسی درے میں ہے یعنی لوگوں میں

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَرَجُلٌ فِيْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهٗ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءٍ أَوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُوْنُسُ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِي الْيَمَانِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ.

الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی بدی سے چھوڑتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث نہیں مخالف ہے اس حدیث کو کہ بہتر لوگوں میں سے وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں اس واسطے کہ اختلاف اس کا بحسب اختلاف اشخاص اور احوال اور اوقات کے ہے اور یہ جو کہا کہ ایک مرد ہے کہ پہاڑ کے درے میں تو یہ محمول ہے اس شخص کے حق میں جو نہ قادر ہو جہاد پر کہ مستحب ہے اس کے حق میں گوشہ گیری تا کہ لوگوں سے سلامت رہے اور لوگ اس سے سلامت رہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ محمول ہے اس پر جو حضرت ﷺ کے زمانے کے بعد ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نماز پڑھتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو موت آئے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے پاس بکریاں ہیں ان کا حق ادا کرتا ہے۔ (فتح)

٦٠١٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرُ مَالِ الرَّجُلِ

٦٠١٤۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور مینہ برسنے کی جگہوں پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فسادوں کے سبب سے۔

الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ
وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

فائدہ: اور یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ مراد ساتھ بہتر ہونے گوشہ گیری کے یہ کہ واقع ہو اخیر زمانے میں اور بہرحال حضرت مَلَّاتِیْمِ کا زمانہ تو اس میں جہاد مطلوب تھا یہاں تک کہ واجب ہوتا تھا ہر آدمی پر جب کہ خود حضرت مَلَّاتِیْمِ جہاد کو نکلتے مگر جو معذور ہوتا اور بہرحال آپ کے بعد حضرت مَلَّاتِیْمِ کے سو مختلف ہے یہ بحسب اختلاف احوال کے اور شعب کے معنی ساتھ کسر شین کے راہ ہے پہاڑ میں یا جگہ اور ساتھ فتح کے پہاڑ کی چوٹی اور ذکر کیا ہے خطابی نے کہ گوشہ گیری مختلف ہے ساتھ اختلاف متعلقات اس کے سو محمول ہوں گی دلیلیں جو وارد ہیں بیچ ترغیب کے اجماع پر اوپر اس چیز کے جو متعلق ہے ساتھ حکم برادری اماموں کے اور دین کے کاموں کے اور عکس اس کا عکس میں اور اکٹھا ہونا اور جدا ہونا ساتھ بدنوں کے سو جو پہچانے کفایت ہونے کو اپنے جی میں اپنے معاش میں اور اپنے دین کی محافظت میں یعنی جانے کہ اس کی گزران ہوتی ہے اور دین کی بھی نگہبانی ہوتی ہے تو اس کے حق میں اولیٰ یہ ہے کہ لوگوں کی صحبت سے الگ رہے بشرطیکہ محافظت کرے اوپر جماعت کے اور سلام کے اور جواب سلام کے اور حقوق مسلمین کے بیمار پرسی اور جنازے میں حاضر ہونے سے اور مانند اس کی ہے اور مطلوب تو فقط بے فائدہ صحبت کا ترک کرنا ہے اس واسطے کہ اس میں دل کا مشغول ہونا ہے اور ضائع کرنا اوقات کا ہے مہمات سے اور ٹھہرایا جائے اجتماع کو بجائے حاجت کے طرف فجر کے کھانے اور رات کے کھانے کی سو فقط ضروری ملاقات پر بس کی جائے کہ وہ راحت دینے والا ہے واسطے بدن کے اور دل کے اور کہا قشیری نے کہ جو گوشہ گیری اختیار کرے تو اس کا طریق یہ ہے کہ اعتقاد کرے کہ لوگ اس کی بدی سے بچیں نہ عکس اس واسطے کہ اس میں حقیر جاننا ہے اپنے نفس کو اور یہ صفت تواضع کرنے والی کی ہے اور ثانی میں یہ اعتقاد ہے کہ اس کو غیر پر زیادتی ہے اور یہ صفت متکبر کی ہے۔ (فتح)

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ. امانت کا اٹھایا جانا۔

فائدہ: امانت ضد ہے خیانت کی اور مراد ساتھ رفع کے دور ہو جانا امانت کا ہے اس طور سے کہ امین معدوم یا مانند معدوم کی ہو جائے گا۔ (فتح)

٦٠١٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

٦٠١٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر پھر اس نے کہا کہ امانت کا ضائع ہونا کیسا ہے؟ یا حضرت! فرمایا کہ جب سپرد کی جائے حکومت نا لائق کو تو قیامت کا انتظار کر۔

قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ.

فائدہ: جب امانت ضائع کی جائے تو یہ جواب ہے اس شخص کے سوال کا جس نے پوچھا تھا کہ قیامت کب آئے گی اور وہی ہے جس نے کہا کہ اس کا ضائع ہونا کس طرح ہے اور یہ جو کہا کہ جب سپرد کی جائے، الخ تو جواب دیا ہے کیفیت ضائع کرنے کی سے اس واسطے کہ وہ شامل ہے جواب کو اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس سے بیان کہ کیفیت اس کی وہی سپرد کرنا حکومت کا ہے اور مراد امر سے جنس امور کی ہے جو متعلق ہے ساتھ دین کے مانند خلافت اور امارت اور قضا اور افتا وغیرہ کی اور کہا ابن بطال نے کہ معنی حکومت سپرد کرنے کے طرف نالائقوں کی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حاکموں کو اپنے بندوں پر امانتدار ٹھہرایا ہے اور فرض کی ہے اوپر ان کے خیر خواہی لوگوں کی سو لائق ہے واسطے ان کے کہ اہل دین کو والی بنائیں اور جب انہوں نے غیر اہل دین کی تقلید کی تو ضائع کیا انہوں نے امانت کو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی پیروی کا حکم کیا تھا۔ (فتح)

٦٠١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا وَّيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهٗ وَمَا

٦٠١٦۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو حدیثیں بیان کیں ایک کو تو میں نے دیکھا اور دوسری کا منتظر ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا کہ بیشک امانت مردوں کے دل کی جڑ میں اتری پھر جانا انہوں نے قرآن سے پھر حدیث سے اور حدیث بیان کی ہم سے امانت کے دور ہونے کی فرمایا کہ سوئے گا مرد ایک نیند سو اٹھا لی جائے گی امانت اور دیانت اس کے دل سے تو ہو جائے گا اس کا نشان جیسے آنکھ کا آبلہ یعنی مدہم داغ پھر سوئے گا ایک نیند تو اٹھا لی جائے گی امانت اور دیانت اس کے دل سے تو ہو جائے گا اس کا نشان آبلہ کی طرح جیسے تو چنگاڑی کو اپنے پیر پر ڈھلکائے سو اس پر آبلہ پڑ جائے سو وہ تجھ کو پھولا دیکھ پڑے گا اور حالانکہ اس میں کچھ نہیں پھر صبح ہوتے لوگ خرید و فروخت کریں گے نہیں قریب ہے کہ کوئی بھی امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلانے کی اولاد میں ایک امانت دار مرد ہے یہاں تک کہ نوبت پہنچے گی کہ کہا

أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ وَلَقَدْ أَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِيْ أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

جائے گا آدمی کے حق میں کہ فلانا شخص کیا خوب دلاور ہے کیا لطیف ظریف ہے کیا خوب عقل مند ہے اور حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں یعنی امانت داری نہیں اور البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا اور میں نہیں پرواہ کرتا تھا کہ تم میں سے کسی کے ساتھ خرید وفروخت کروں اگر مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام اس کو مجھ کو پھیر لاتا اور اگر نصرانی ہوتا تو اس کا والی اس کو مجھ پر پھیر لاتا یعنی حضرت ﷺ کے زمانے میں ہر ایک آدمی کی بلا تامل خرید وفرخت کرتا تھا اور بہر حال آج یعنی اس زمانے میں سو میں نہیں خرید وفروخت کرتا مگر فلاں فلاں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ اس کے دل میں ایمان نہیں ہوگا تو کبھی سمجھا جاتا ہے کہ مراد ساتھ امانت کے حدیث میں ایمان ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں ہے بلکہ ذکر کیا ہے اس کو اس واسطے کہ وہ لازم ہے ایمان کو اور یہ جو کہا کہ اس کا والی یعنی وہ والی جو قائم کیا گیا ہے اوپر اس کے تا کہ اس سے انصاف لے اور احتمال ہے کہ مراد وہ شخص ہو جو جزیہ لینے کا متولی ہو اور یہ جو کہا کہ فلانے فلانے سے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نہیں اعتماد کرتا کسی پر کہ اس کو میں جانوں نہ بیع میں اور نہ شراء میں مگر فلانے فلانے کو۔

٦٠١٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً.

٦٠١٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آدمیوں کی مثال جیسے سو اونٹ نہیں قریب کہ پائے تو ان میں کوئی اونٹ سواری کے لائق۔

فائدہ: یعنی جیسے سو اونٹ میں ایک بھی سواری کے لائق نہیں نکلتا ویسے ہی سو آدمیوں میں ایک بھی کامل آدمی صحبت کے لائق نہیں نکلتا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث کے معنی دو طور سے ہیں ایک یہ لوگ دین کے احکام میں برابر ہیں نہیں فضیلت ہے انہیں واسطے شریف کے مشروف پر اور نہ رفیع کی وضیع پر مانند سو اونٹ کے کہ ان میں سواری کے لائق ایک بھی نہ ہو یعنی سب بوجھ اٹھانے کے لائق ہیں اور سواری کے لائق نہیں دوسری یہ کہ ناقص لوگ اکثر ہیں اور

کامل لوگ تھوڑے ہیں نہایت اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ کامل اوصاف مرضی الاحوال لوگوں میں بہت کم ہیں اور کہا قرطبی نے کہ جو مناسب تمثیل کی یہ ہے کہ جواد یعنی بہت سخاوت کرنے والا مرد جو اٹھائے لوگوں کے بوجھ اور ضمانتوں کو اور آسان کرے ان کی مشکل کو نہایت کم ہے جیسے بہت اونٹوں میں سواری کے لائق اونٹ کم ملتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ لوگ بہت ہیں اور عمدہ لوگ ان میں تھوڑے ہیں اور طرف انہیں معنی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ داخل کیا ہے اس کو باب رفع الامانۃ میں اس واسطے کہ جس کی یہ صفت ہو پس مختار یہ ہے کہ اس کی صحبت نہ کی جائے اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے طرف اس کی کہ مراد ساتھ ناس کے حدیث میں وہ لوگ ہیں جو قرون ثلثہ یعنی اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد ہیں کہ خیانت کریں گے نہ امانت رکھی جائے گی اور کہا کرمانی نے کہ نہیں حاجت ہے اس تخصیص کی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ مسلمان کم ہیں بہ نسبت کفار کی۔ (فتح)

بَابُ الرِّيَآءِ وَالسُّمْعَةِ. بیان دکھلانے عمل کے اور سنانے ان کے کا۔

فائدہ: مراد ریا سے ظاہر کرنا عبادت کا ہے واسطے دکھلانے لوگوں کے کہ لوگ اس کو دیکھیں اور اس کو اچھا کہیں اور اس کی تعریف کریں اور مراد سمع سے مثل اس کی ہے لیکن وہ متعلق ہے ساتھ حس سمع کے دلوں میں ساتھ اس طور کے کہ ان کو اچھی خصلتیں دکھلائے اور دکھلانے والا وہ عامل ہے اور کہا ابن عبدالسلام نے کہ ریا یہ ہے کہ غیر اللہ کے واسطے عمل کرے اور سمعہ یہ ہے کہ عمل پوشیدہ کرے اللہ تعالیٰ کے واسطے پھر لوگو کو بتلا دے کہ میں نے ایسا ایسا عمل کیا ہے۔

٦٠١٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهٗ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ.

٦٠١٨۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سنائے اللہ تعالیٰ اس کو سنائے گا اور جو دکھلائے اللہ تعالیٰ اس کو دکھلائے گا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس کی دنیا میں دو زبانیں ہوں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے واسطے آگ کی دو زبانیں کرے گا اور کہا خطابی نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ جو عمل کرے ساتھ غیر اخلاص

کے اور فقط اس کا یہ ارادہ ہو کہ لوگ اس کو دیکھیں اور سنیں تو بدلہ دیا جاتا ہے اس کو اوپر اس کے ساتھ اس کے اس طور کے کہ مشہور کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اور رسوا کرتا ہے اس کو اور ظاہر کرتا ہے جو اس کے باطن میں تھا اور بعض نے کہا کہ جو قصد کرے ساتھ عمل اپنے کے جاہ اور مرتبہ کا نزدیک لوگوں کے اور نہ ارادہ کرے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا تو اللہ تعالیٰ ٹھہراتا ہے اس کو بات نزدیک لوگوں کے جن کے پاس چاہتا ہے کہ مرتبہ حاصل ہو اور نہیں ثواب ہے واسطے اس کے آخرت میں اور معنی برائی کے یہ ہیں کہ ان کو اطلاع کرتا ہے کہ یہ کام اس نے ان کے واسطے کیا نہ اللہ کی رضا مندی کے واسطے اور بعض نے کہا کہ جو قصد کرے ساتھ عمل اپنے کے یہ کہ لوگ اس کو سنیں اور دیکھیں تا کہ اس کی تعظیم کریں اور اس کا مرتبہ ان کے نزدیک بلند ہو تو حاصل ہوتا ہے مقصود اس کا اور ہوتا ہے یہ بدلہ اس کے عمل کا اور نہیں دیا جاتا اس کو آخرت میں اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ جو منسوب کرے طرف اپنی نیک عمل کو جو اس نے نہیں کیا تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو فضیحت کرے گا اور اس کے جھوٹ کو ظاہر کرے گا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ جو اپنا عمل لوگوں کو دکھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس عمل کا ثواب دکھلائے گا اور اس کو اس ثواب سے محروم رکھے گا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ مشہور کرے گا اس کو یا بھرے گا لوگوں کے کانوں کو ساتھ بدثنا اس کی کے دنیا میں یا قیامت میں ساتھ اس چیز کے کہ اس کے پلید باطن میں ہے، میں کہتا ہوں کہ وارد ہو چکی ہے چند حدیثوں میں تصریح ساتھ واقع ہونے اس کے کے آخرت میں یعنی قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو دکھلائے اور سنائے گا سو یہی ہے معتمد اور حدیث میں استحباب اخفا عمل صالح کا ہے یعنی مستحب ہے کہ نیک عمل کو چھپائے ظاہر نہ کرے لیکن جو شخص کہ مقتدا ہو لوگ اس کی پیروی کرتے ہوں تو اس کے واسطے مستحب ہے کہ اپنے عمل کو ظاہر کرے اس ارادے سے کہ لوگ اس کے اس کام نیک میں پیروی کریں اور یہ مقدور ہے ساتھ قدر حاجت کے یا نفع اٹھایا جائے ساتھ اس کے مانند لکھنے علم کے کی اور کہا طبری نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت سلف کی مسجدوں میں آ کر تہجد کی نماز پڑھا کرتی تھی اور اپنے نیک عملوں کو ظاہر کرتی تھی کہ ان میں لوگ ان کی پیروی کریں سو جو امام ہو اس کے عمل کی پیروی کی جاتی ہو اس کا ظاہر عمل اور پوشیدہ عمل برابر ہیں اور جو اس کے برخلاف ہو اس کے حق میں پوشیدہ عمل کرنا افضل ہے اور اس پر جاری ہے عمل سلف کا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ — جو مجاہدہ کرے اپنے نفس سے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں

فائدہ: یعنی بیان ہے اس شخص کی فضیلت کا جو مجاہدہ کرے اور مراد ساتھ مجاہدے کے روکنا نفس کا ہے ارادے شغل غیر عبادت کے سے یعنی عبادت کے سوائے اور کسی شغل کا ارادہ نہ کرنے دے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت ترجمہ کی ساتھ حدیث باب کے اور کہا ابن بطال نے کہ جہاد کرنا آدمی کا ساتھ نفس اپنے کے یہی ہے جہاد اکمل اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى﴾ اور واقع ہوتا ہے ساتھ منع کرنے نفس کے

گناہوں سے اور ساتھ منع کرنے اس کے شبہ والی چیزوں سے اور ساتھ منع کرنے کے بہت لذات مباحہ سے تا کہ بہت ہوں لذات واسطے اس کے آخرت میں، میں کہتا ہوں اور تا کہ نہ عادت پڑے اکثار کی سو الفت ہو اس کو اس سے سو کھینچے اس کو طرف شبہ والی چیزوں کی سو نہیں نڈر ہے اس سے کہ واقع ہو حرام میں اور کہا قشیری نے کہ اصل مجاہدہ نفس کا توڑنا اس کا ہے اس کی مرغوب چیزوں سے اور باعث ہونا اس کو اس کی غیر خواہش پر اور واسطے نفس کے دو صفتیں ہیں پڑنا شہوات میں اور باز رہنا بندگیوں سے سو مجاہدہ واقع ہوتا ہے موافق اس کے اور کہا بعض اماموں نے کہ جہاد نفس کا داخل ہے دشمن کے جہاد میں اس واسطے کہ دشمن میں ہیں سردار سب کا شیطان پھر نفس اس واسطے کہ وہ بلاتا ہے اور شیطان وہ مددگار ہے واسطے اس کے اوپر اس کے اور زینت دیتا ہے اس کو واسطے اس کے سو جس نے نفس کی مخالفت کی اس نے شیطان کو اُکھاڑا سو مجاہدہ اس کا اپنے نفس سے حمل کرنا اس کا ہے اوپر پیروی حکموں اللہ کے اور پرہیز کرنے منع کی چیزوں اس کی سے اور جب قوی ہو بندہ اس پر تو آسان ہوتا ہے جہاد کرنا دین کے دشمنوں سے اوّل جہاد باطن کا ہے دوسرا جہاد ظاہر کا اور جہاد نفس کے چار مرتبے ہیں حمل کرنا اس کا اوپر سیکھنے احکام دین کے پھر باعث ہونا اس کو اوپر عمل کے ساتھ اس کے پھر باعث ہونا اس کو اوپر تعلیم اس شخص کے جو نہیں جانتا تا پھر بلانا طرف توحید اللہ تعالیٰ کی اور لڑنا اس شخص سے جو اس کے دین کے مخالف ہو اور اس کی نعمت سے انکار کرے اور قوی تر مددگار اوپر جہاد نفس کے جہاد شیطان کا ہے ساتھ دفع کرنے اس چیز کے کہ ڈالتا ہے اس کی طرف شبہ اور شک سے۔ (فتح)

٦٠١٩ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا

٦٠١٩۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے پیچھے آپ کی سواری پر سوار تھا میرے اور حضرت ﷺ کے درمیان کجاوے کی پچھلی لکڑی کے سوائے کچھ چیز نہ تھی یعنی میں حضرت ﷺ سے نہایت قریب تھا سو فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! پھر ایک ساعت چلے پھر فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا کہ بھلا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو بیشک اللہ تعالیٰ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور

يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْهُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے بندوں کا اللہ پر جب کہ اس کو کریں یعنی اس کی بندگی کریں اس کو وحدہ لاشریک جان کر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے اور ان کو بہشت میں داخل کرے۔

فائدہ: حق کے معنی ہیں ہر موجود متحقق یا وہ چیز جو ضرور پائی جائے گی اور سچی کلام کو بھی حق کہا جاتا ہے اس واسطے کہ اس کا وقوع متحقق ہے اس میں کوئی تردد نہیں اور اسی طرح وہ حق کہ مستحق ہو غیر پر جب کہ اس میں تردد نہ ہو اور مراد اس جگہ وہ چیز ہے کہ مستحق ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر جس کو ان پر فرض کیا ہے اور کہا قرطبی نے کہ حق اللہ تعالیٰ کا وہ چیز ہے کہ وعدہ کیا ہے ان کو ساتھ اس کے ثواب سے اور لازم کیا ہے اس کو اوپر ان کے اپنے خطاب سے اور مراد ساتھ عبادت کے طاعت کا ہے اور بچنا گناہوں سے اور معطوف کیا ہے اس پر عدم شرک کو اس واسطے کہ وہ تمام ہے توحید کا اور حکمت بیچ عطف کرنے اس کے کے عبادت پر یہ ہے کہ بعض کافر دعوٰی کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے سوائے بتوں کی عبادت کرتے تھے سو شرط کی گئی نفی اس کی اور یہ جملہ حالیہ ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی بیچ حالت نہ ذکر کرنے کے ساتھ اس کے کہا ابن حبان نے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی اقرار کرنا ہے ساتھ زبان کے اور تصدیق کرنا ہے ساتھ دل کے اور عمل کرنا ہے ساتھ جوارح کے اس واسطے کہا گیا جواب میں کہ کیا حق ہے بندوں کا جب کہ اس کو کریں سو تعبیر کی ساتھ فعل کے اور نہ تعبیر کی ساتھ قول کے کہا قرطبی نے کہ حق بندوں کا اللہ تعالیٰ پر وہ چیز ہے کہ وعدہ کیا ان کو ساتھ اس کے ثواب سے اور جزا سے حق ہو چکا ہے اور واجب ہوا ساتھ حکم سچے وعدے اس کے اور قول اس کا حق ہے نہیں جائز ہے اس پر کہ کذب خبر میں اور نہ خلاف وعدے میں سو اللہ تعالیٰ سبحانہ پر کوئی چیز واجب نہیں ساتھ حکم امر کے اس واسطے کہ اس سے اوپر کوئی حکم کرنے والا اور نہیں حکم ہے واسطے عقل کے اس واسطے کہ وہ کھولنے والی ہے نہ واجب کرنے والی اور تمسک کیا ہے بعض معتزلوں نے ساتھ ظاہر اس کے کہ اور نہیں تمسک کیا ہے واسطے بیچ اس کے باوجود قائم ہونے احتمال کے اور کتاب العلم میں اس کے چند جواب گزر چکے ہیں ان میں ایک جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ حق کے اس جگہ متحقق ثابت ہے یا جدیر ہے اس واسطے کہ احسان رب کا واسطے اس شخص کے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کو رب نہ جانے جدیر ہے حکمت میں یہ کہ نہ عذاب کرے اس کو یا مراد یہ ہے کہ وہ مانند واجب کی ہے تحقق اور مؤکد ہونے میں یا ذکر کیا گیا

ہے واسطے مقابلہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے سوار ہونا دو آدمیوں کا ایک گدھے پر اور اس میں بیان ہے حضرت ﷺ کی تواضع کا اور فضل معاذ رضی اللہ عنہ کا اور خوبی ادب کے کی قول میں اور علم میں ساتھ رد کرنے اس چیز کے کہ نہیں احاطہ کیا ہے اس نے ساتھ حقیقت اس کی کے طرف علم اللہ تعالیٰ کے اور رسول اس کے کی اور قرب مرتبے اس کے کا حضرت ﷺ سے اور اس میں تکرار کلام کا ہے واسطے تاکید کرنے اور سمجھانے اس کے کے یعنی حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا اے معاذ! اے معاذ! واسطے مبالغہ کے اس کے سمجھنے میں اور استفسار استاذ کا حکم کو اپنے شاگرد سے تا کہ آزمائے جو اس کے پاس ہے علم سے اور بیان کرے واسطے اس کے جو مشکل ہو اوپر اس کے اس سے کہا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی شرح میں کہ حضرت ﷺ نے جو معاذ رضی اللہ عنہ کو منع کیا کہ لوگوں کو اس کی بشارت نہ دیں تو اس پر اعتماد کر کے عمل کو نہ چھوڑ دیں تو علماء نے کہا کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ رخصت کی حدیثوں کو پھیلایا نہ جائے عام لوگوں میں اس واسطے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی مراد کو نہ سمجھ سکیں اور البتہ سنا اس کو معاذ رضی اللہ عنہ نے سو نہ زیادہ ہوئے مگر کوشش میں یعنی بلکہ عمل میں اور زیادہ کوشش کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے میں زیادہ ہوئے اور بہرحال جو ان کے درجے کو نہیں پہنچا تو نہیں امن ہے کہ وہ عمل میں قصور کرے واسطے اعتماد کرنے کے ظاہر اس حدیث پر اور البتہ معارض ہے اس کو وہ چیز کہ متواتر ہوتی ہے نصوص کتاب اور سنت سے کہ البتہ بعض موحدین گنہگار دوزخ میں داخل ہوں گے بنا بر اس کے پس واجب ہے تطبیق درمیان دونوں حدیثوں کے اور علماء کے اس میں کئی مسلک ہیں ایک قول زہری کا ہے کہ یہ رخصت حدود اور فرائض کے اترنے سے پہلے تھی اور اس کے غیر نے اس کو بعید جانا ہے کہ نسخ نہیں داخل ہوتا ہے خبر میں اور ساتھ اس کے کہ سننا معاذ رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو متاخر ہے اکثر فرائض کے اترنے سے اور بعض نے کہا کہ منسوخ نہیں بلکہ وہ اپنے عموم پر ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ شرائط کے جیسے کہ مرتب ہوتے ہیں احکام اپنے اسباب پر جو تقاضا کرتے ہیں اور موقوف ہیں اوپر نہ ہونے موانع کے اور جب کامل ہو تو عمل کرتا ہے مقتضی عمل اس کے کو اور بعض نے کہا کہ مراد ترک دخول آگ شرک کی ہے یعنی وہ شرک کی آگ میں داخل نہیں ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد ترک تعذیب تمام بند موحدین کی ہے یعنی موحدین کے سارے بدن کو عذاب نہیں ہوگا اس واسطے کہ آگ نہیں جلاتی ہے سجدے کی جگہوں کو اور بعض نے کہا کہ نہیں ہے یہ حکم واسطے ہر موحد اور ہر عابد کے بلکہ یہ خاص ہے ساتھ اس کے جو اخلاص کے ساتھ کلمہ توحید پڑھے اور اخلاص چاہتا ہے اس کے معنی کی تحقیق کو اور نہیں متصور ہے حاصل ہونا تحقیق کا ساتھ اصرار کے گناہ پر۔ (فتح)

بَابُ التَّوَاضُعِ. باب ہے تواضع کے بیان میں۔

فائدہ: تواضع کے معنی ہیں ذلت اور مراد ساتھ تواضع کے اظہار تنزل کا ہے مرتبے سے واسطے اس شخص کے کہ اس کی تعظیم کا ارادہ کرے اور بعض نے کہا کہ وہ تعظیم ہے اس کی جو اس سے اونچا ہو واسطے فضیلت اس کی کے۔ (فتح)

٦٠٢٠۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَأَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَمَّى الْعَضْبَآءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَآءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَهُ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالُوْا سُبِقَتِ الْعَضْبَآءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يَرْفَعَ شَيْئًا مِّنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ.

٦٠٢٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی ایک اونٹنی تھی اس کا نام عضباء تھا کوئی اس سے آگے نہ بڑھ سکتا تھا سو ایک دیہاتی اپنے جوان اونٹ پر آیا سو اس سے آگے بڑھ گیا سو یہ بات مسلمانوں بھاری پڑی اور کہا کہ سبقت کی گئی عضباء سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ نہ بلند کرے کسی چیز کو دنیا سے مگر کہ اس کو پست کرے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ جس کو بلند کرے اس کو ضرور پست کرتا ہے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بلند ہونا لائق نہیں اور حث ہے تواضع پر اور خبر دیتا ہے ساتھ اس کے کہ دنیا کے کام سب ناقص ہیں کوئی کامل نہیں کہا ابن بطال نے کہ اس میں ہے دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہے اور تنبیہ ہے اس پر ترک فخر کرنے کی آپس میں اور یہ جو چیز کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو وہ پست جگہ میں ہے سو حق ہے ہر عاقل پر کہ اس میں زہد کرے اور اس کی طلب میں حرص کم نہ کرے اور کہا طبری نے کہ تواضع میں دین اور دنیا دونوں کی مصلحت ہے سو اگر لوگ اس کو دنیا میں استعمال کریں تو کینہ اور عداوت ان کے درمیان سے دور ہو جائے اور البتہ راحت پائیں باہم فخر کرنے کی مشقت سے اور نیز اس میں حسن خلق اور نیک خو حضرت ﷺ کی ہے اور تواضع آپ کی اس واسطے کہ راضی ہوئے کہ دیہاتی کے ساتھ گھڑ دوڑ کریں اور وہ حضرت ﷺ کے آگے بڑھ گیا اور اس میں جواز گھڑ دوڑ کا ہے۔ (فتح)

٦٠٢١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٠٢١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے ولی سے عداوت کرے تو میں نے اس کو اپنی لڑائی کی خبر دی اور نہیں چاہی میری نزدیکی میرے کسی بندے نے کسی چیز کے ذریعہ جو مجھ کو محبوب تر ہو اس چیز سے کہ میں نے اس پر فرض کی اور

إِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.

میرا بندہ ہمیشہ میری نزدیکی نفل عبادت کے ذریعہ سے چاہا کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں سو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اس کو دوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو البتہ اس کو پناہ میں رکھوں اور مجھ کو کسی چیز میں جس کا میں کرنے والا ہوں تردد نہیں ہوتا جیسے ایماندار بندے کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے وہ تو موت کو مکروہ جانتا ہے اور میں اس کے ملول ہونے کو مکروہ جانتا ہوں یعنی اور حالانکہ اس کو مرنا ضروری ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے۔

قولہ من عادی لی ولیا مراد ساتھ ولی کے عالم ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہمیشگی کرنے والا ہے اس کی طاعت میں مخلص ہے اس کی عبادت میں اور البتہ مشکل ہے وجود کسی کا جو اس سے دشمنی کرے اس واسطے کہ دشمنی واقع ہوتی ہے دونوں طرف سے اور ولی کی شان سے حکم کرنا اور درگزر کرنا ہے اس شخص سے جو جہالت کرے اوپر اس کے اور جواب دیا گیا ہے کہ باہم دشمنی کرنا نہیں بند ہے جھگڑے میں اور معاملہ دنیاوی میں مثلا بلکہ کبھی واقع ہوتی ہے دشمنی بغض سے جو پیدا ہوتا ہے تعصب سے مانند رافضی کی کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے اور مانند بدعتی کی کہ وہ سنی سے بغض رکھتا ہے سو واقع ہو گی دشمنی دونوں طرف سے بہر حال ولی کی جانب سے سو واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دوسرے کی طرف سے واسطے اس چیز کے کہ گزری اور اسی طرح کافر مجاہد دشمنی رکھتا ہے اس سے ولی واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دوسرا اس سے بغض رکھتا ہے واسطے انکار کرنے کے اوپر اس کے اور منع کرنے کے لذات سے اور کبھی بولی جاتی ہے معاداۃ اور ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے وقوع کا ایک جانب سے بالفعل اور دوسری جانب سے بالقوہ اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کو خبر دی ساتھ لڑائی کے تو اس میں بھی اشکال ہے اس واسطے کہ وہ مفاعلہ ہے دونوں طرف سے کہ مخلوق خالق کی قید میں ہے اور جواب یہ ہے کہ وہ مخاطبت سے ہے ساتھ اس چیز کے کہ سمجھی جائے اس واسطے کہ حرب پیدا ہوتی ہے عداوت سے اور عداوت پیدا ہوتی ہے مخالفت سے اور غائت حرب کی ہلاک ہے اور اللہ تعالیٰ پر کوئی غالب نہیں ہے سو گویا کہ معنی یہ ہیں کہ اس نے تعرض کیا اس کا کہ میں اس کو ہلاک کروں سو اطلاق حرب کا ہے اور ارادہ اس کے

لازم کا ہے یعنی عمل کروں گا میں ساتھ اس کے جو عمل کرتا ہے عدو محارب اور کہا فاکہانی نے کہ اس میں تہدید شدید ہے اس واسطے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ لڑا ہو ہلاک ہوا اس واسطے کہ جس نے برا جانا اس کو جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی کرتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ دشمنی کرے اس کو ہلاک کیا اور جب ثابت ہوا یہ معاداۃ کی جانب میں تو ثابت ہوا موالات کی جانب میں سو جو اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے دوستی رکھے اور اس کی تعظیم کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ جو میں نے اس پر فرض کیا تو داخل ہیں اس لفظ کے تحت میں سب فرائض عین اور کفایہ اور ظاہر اس کا اختصاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ ابتدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی فرضیت کو اور جس کو مکلّف اپنے نفس پر واجب کرے وہ اس میں داخل نہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ فرائض کا ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل ہے اور کہا طوفی نے کہ امر ساتھ فرائض کے جازم ہے اور واقع ہوتا ہے اس کے ترک سے عقاب برخلاف نفل کے دونوں امر میں اگرچہ شریک ہے ساتھ فرضوں کے بیچ حاصل کرنے ثواب کے سو ہوں گے فرائض کامل تر اسی واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف محبوب تر ہیں اور نیز فرض مانند جڑ کی ہے اور نفل مانند شاخ کی ہے اور بیچ ادا کرنے فرض کے ساتھ وجہ مامور بہ کے بجالانا حکم کا ہے اور حرمت حکم کرنے والے کی اور تعظیم اس کی ساتھ مطیع ہونے کے طرف اللہ تعالیٰ کی اور اظہار کرنا عظمت ربوبیت کا اور ذلت عبودیت کا سو ہوگا نزدیکی چاہنا ساتھ اس کے اعظم عمل اور فرض کا اور ادا کرنے والا کبھی ادا کرتا ہے اس کو واسطے ڈر کے عقوبت سے اور نفل کا ادا کرنے والا نہیں ادا کرتا اس کو مگر واسطے اختیار کرنے خدمت کے سو بدلہ دیا جاتا ہے ساتھ محبت کے کہ وہ غایت مطلوب اس کا ہے جو نزدیکی چاہتا ہے خدمت سے اور یہ جو کہا کہ ہمیشہ میری نزدیکی چاہتا ہے سو تقرب کے معنی ہیں طلب کرنا قربت کا اور کہا ابوالقاسم قشیری نے کہ قرب بندہ کا اپنے رب سے واقع ہوتا ہے اول اس کے ایمان سے پھر اس کے احسان سے اور قریب ہونا رب کا اپنے بندے سے وہ چیز ہے کہ خاص کرے اس کو ساتھ اس کے دنیا میں اپنے عرفان سے اور آخرت میں اپنی رضامندی سے اور اس چیز میں کہ درمیان اس کے ہے وجوہ لطف اور احسان اس کے سے اور نہیں تمام ہوتا ہے قرب بندے کا اپنے رب سے مگر ساتھ دور ہونے اس کے خلق سے اور قرب رب کا ساتھ علم اور قدرت کے عام ہے واسطے لوگوں کے اور ساتھ لطف اور نصرت کے خاص ہے ساتھ خواص کے اور ساتھ تانیس کے خاص ہے ساتھ اولیاء کے اور یہ جو کہا کہ ساتھ نفلوں کے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں یعنی میرا پیارا ہو جاتا ہے تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ محبت اللہ تعالیٰ کی واسطے بندے کے واقع ہوتی ہے ساتھ ہمیشہ نفل پڑھنے کے جب کہ وہ نفلوں سے قربت چاہے اور البتہ یہ مشکل ہے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ فرائض محبوب تر عبادتوں میں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی طلب کی جاتی ہے سو فرائض سے محبت کیوں نہیں پیدا ہوتی اور جواب یہ ہے کہ مراد نوافل سے وہ چیز ہے جو ہو جائے واسطے فرضوں کے مشتمل ہو اوپر ان کے اور

مکمل ہو واسطے ان کے اور کہا فا کہانی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جب ادا کرے فرضوں کو اور ہمیشگی کرے اوپر ادا کرنے نفلوں کے نماز اور روزے وغیرہ سے تو نوبت پہنچاتا ہے یہ طرف محبت اللہ تعالیٰ کی اور کہا ابن ہبیرہ نے کہ لیا جاتا ہے حضرت ﷺ کے قول ما تقرب الخ سے کہ نوافل نہ مقدم کیے جائیں فرضوں پر اس واسطے کہ نفلوں کا نام نفل اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ زائد ہیں فرضوں پر سو جب تک کہ فرض ادا نہ ہو حاصل ہوگا نفل اور جس نے فرض ادا کیا پھر اس پر نفل زیادہ کیا اور اس پر ہمیشگی کی تو ثابت ہوتا ہے اس سے ارادہ قربت چاہنے کا اور نیز جاری ہوئی ہے عادت کہ تقرب ہوتا ہے غالبًا ساتھ اس چیز کے کہ نہ واجب ہو نزدیکی چاہنے والے پر مانند ہدیہ اور تحفہ کی برخلاف اس شخص کے کہ ادا کرے جو اس پر ہے خراج سے یا ادا کرے وہ چیز جو اس پر ہے دین سے اور نیز نوافل تو فرضوں کا قصور پورا کرنے کے واسطے مشروع ہوئے ہیں جیسا کہ صحیح ہو چکا ہے مسلم کی حدیث میں کہ دیکھو کیا میرے بندے کے واسطے نفل بھی ہیں سو کامل کیا جائے اس سے اس کے فرضوں کو، الحدیث سو اس سے ظاہر ہوا کہ مراد ساتھ نزدیکی چاہنے کے نفلوں سے یہ ہے کہ واقع ہوں اس شخص سے کہ ادا کیا ہے فرضوں کو نہ وہ شخص جس نے فرضوں کو ادا نہ کیا ہو جیسا کہ بعض اکابر نے کہا کہ جو مشغول ہوا ساتھ فرضوں کے نفلوں سے وہ معذور ہے اور جو مشغول ہوا ساتھ نفلوں کے فرض نماز سے وہ مغرور ہے اور یہ جو کہا کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے سنتا ہے، الخ تو اس میں اشکال ہے کہ کس طرح ہوگا اللہ تعالیٰ جل علا کان بندے کا اور آنکھ اس کی، اور جواب کئی وجہ ہے اول یہ کہ وارد ہوا ہے یہ بطور تمثیل کے اور معنی یہ ہیں کہ میں اس کا کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں بیچ اختیار کرنے اس کے حکم میرے کو سو وہ میری بندگی چاہتا ہے اور میری خدمت کو اختیار کرتا ہے جیسا کہ ان جوارح کو چاہتا ہے، دوم یہ کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ کل اعضاء سے میرے ساتھ مشغول ہے سو نہیں سنتا اپنے کان سے مگر جس میں میں راضی ہوں اور نہیں دیکھتا اپنی آنکھ سے مگر جو میں نے اس کو حکم کیا ہے، سوم یہ کہ معنی یہ ہیں کہ ٹھہراتا ہوں واسطے اس کے جیسے کہ پہنچتا ہے اس کو اپنے کان اور آنکھ سے الخ، چہارم یہ کہ میں ہوتا ہوں واسطے اس کے نصرت میں مانند آنکھ اور کان اور ہاتھ اس کے کی بیچ مدد کرنے کے اس کے دشمن پر، پنجم یہ کہ یہاں مضاف محذوف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ میں حافظ اور نگہبان ہوتا ہوں اس کے کان کا جس کے ساتھ وہ سنتا ہے سو نہیں سنتا ہے مگر وہ چیز کہ حلال ہے سننا اس کا اور اسی طرح حافظ ہوں اس کی آنکھ کا، ششم یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مصدر ساتھ معنی مفعول کے ہو یعنی سمع ساتھ معنی مسموع کے ہو اور معنی یہ ہیں کہ وہ نہیں سنتا ہے مگر ذکر میرا اور نہیں لذت پاتا مگر میری کتاب کی تلاوت سے اور نہیں لگاؤ پکڑتا مگر ساتھ مناجات میری کے اور نہیں دیکھتا مگر میرے ملک کے عجائبات میں اور نہیں دراز کرتا ہے اپنے ہاتھ کو مگر جس میں میری رضا ہے اور اسی طرح اپنا پاؤں بھی کہا طوفی نے اتفاق ہے علماء کا جن کے قول پر اعتماد ہے کہ یہ مجاز اور کنایہ ہے بندے کی مدد اور نصرت اور اعانت سے یہاں تک کہ گویا سبحانہ وتعالیٰ اتارتا ہے اپنے نفس کو اپنے بندے سے بجائے جوارح اس

کے کے کہ مدد لیتا ہے ساتھ اس کے اور اسی واسطے ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ فبی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی یمشی یعنی میری مدد سے سنتا ہے اور میری مدد سے دیکھتا ہے اور میری مدد سے پکڑتا ہے اور میری مدد سے چلتا ہے اور اتحادیہ فرقہ نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ اپنے حقیقی معنی پر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کا عین ہے اور حجت پکڑی ہے ساتھ آنے جبریل علیہ السلام دحیہ کلبی کی صورت میں کہا انہوں نے کہ وہ روحانی ہے اپنی صورت کو چھوڑ کر بندے کی صورت میں ظاہر ہوا کہا انہوں نے سو اللہ تعالیٰ قادر تر ہے اس پر کہ ظاہر کرے وہ بیچ صورت وجود کلی کے یا بعض اس کے کی بلند ہے اللہ تعالیٰ اس چیز سے جو ظالم کہتے ہیں بہت بلند ہونا اور کہا خطابی نے کہ یہ امثال ہیں اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے اپنے بندے کو ان عملوں میں کہ مباشر ہوتا ہے ان کو ساتھ ان اعضاء کے ساتھ اس طور کے کہ نگاہ رکھتا ہے اس کی جوارح کو یعنی کان آنکھ ہاتھ پاؤں کو اوپر اپنے اور بچاتا ہے اس کو پڑنے سے اس چیز میں کہ مکروہ رکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ یعنی اس کو گناہوں سے روکتا ہے سو نہیں سنتا ہے اپنے کان سے کھیل کو اور نہیں دیکھتا ہے اپنی آنکھ سے طرف اس چیز کی کہ منع کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے اور نہیں پکڑتا ہے اپنے ہاتھ سے وہ چیز کہ نہیں حلال ہے واسطے اس کے اور نہیں چلتا اپنے پاؤں سے طرف باطل کی یعنی نہیں تصرف کر سکتا ہے مگر اس چیز میں کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو، ہفتم یہ کہ مراد یہ ہے کہ اس کی دعا بہت جلد قبول ہو جاتی ہے اور مطلب حاصل ہو جاتا ہے پس نہیں حرکت کرتا کوئی عضو اس کا مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اللہ تعالیٰ کے واسطے اور حمل کیا ہے اس کو پچھلے صوفیوں نے اس پر کہ ذکر کرتے ہیں اس کو مقام فنا فی اللہ محو سے اور یہ کہ وہ نہایت ہے جس کے بعد کوئی چیز نہیں اور وہ یہ ہے کہ ہو قائم ساتھ اقامت اللہ تعالیٰ واسطے اس کے محبّ ساتھ محبت اس کی کے واسطے اس کے ناظر ساتھ نظر اس کی کے واسطے اس کے بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز باقی رہے کہ منوط ہو ساتھ اسم کے یا موقوف ہو اوپر رسم کے یا متعلق ہو ساتھ امر کے یا موصوف ہو ساتھ کسی صفت کے اور معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ وہ شاہد ہوتا ہے اقامت اللہ تعالیٰ کی کو واسطے اس کے یہاں تک کہ قائم ہو اور محبت اس کی کو واسطے اس کے یہاں تک کہ اس سے محبت کی اور نظر کرنے اس کے کو طرف بندے اپنے کے یہاں تک کہ متوجہ ہو اور وہ طرف اس کی نظر کرنے والا اپنے دل سے اور حمل کیا ہے اس کو بعض گمراہوں نے اس چیز پر کہ دعویٰ کرتے ہیں اس کو کہ بندہ جب لازم پکڑے عبادت ظاہر اور باطن کو یہاں تک کہ صاف ہو میلوں سے تو وہ اللہ تعالیٰ کے معنوں میں ہو جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے بلند ہے اللہ تعالیٰ اس سے اور یہ کہ وہ اپنی جان سے بالکل فنا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے ذاکر واسطے نفس اپنے کے موحد ہے واسطے نفس اپنے کے محبّ ہے واسطے نفس اپنے کے اور یہ کہ یہ اسباب اور رسوم ہو جاتے ہیں محض عدم اس کے حضور میں اگرچہ معدوم ہوں خارج میں اور بنا بر سب وجہوں کی پس نہیں ہے متمسک اس میں واسطے اتحادیہ کے اور نہ واسطے ان لوگوں کے کہ قائل ہیں ساتھ مطلق وحدت کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

باقی حدیث میں کہ اگر مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو میں اس کو پناہ میں رکھوں اس واسطے کہ یہ صریح ہے ان کے رد میں یعنی اس لیے کہ جب وہ خود اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے اور پناہ مانگنے کا محتاج ہے تو پھر عین ذات حق ہونے کے کیا معنی کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ بھی سوال کرنے اور پناہ مانگنے کا محتاج ہے اور وہ کس سے سوال کرتا ہے اور کس سے پناہ مانگتا ہے کیا خود آپ ہی اپنے آپ سے سوال کرتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اور تحقیق مطلب یہ ہے کہ جب محبت الٰہی نے بندے پر سایہ ڈالا تو اس کو اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی چیز سے تعلق نہیں رہتا اور بجز رضائے الٰہی کوئی آرزو اور تمنا اس کے دل میں دخل نہیں پاتی تو کوئی کام جس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو اس سے نہیں ہوسکتا، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں بے اس کی مرضی نہ کسی چیز کو دیکھے نہ کوئی بات سنے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھ سے مدد مانگے تو اس کی مدد کرتا ہوں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ مراد ساتھ نوافل کے تمام وہ چیز ہے کہ مندوب ہو اقوال سے اور افعال سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زیادہ پیاری مجھ کو عبادت اپنے بندے کی خیر خواہی ہے اور البتہ اشکال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بہت عبادت کرنے والے اور نیک لوگوں نے دعا کی اور دعا میں مبالغہ کیا لیکن ان کی دعا قبول نہ ہوئی تو جواب اس کا یہ ہے کہ دعا کا قبول کرنا کئی قسم ہے سو کبھی تو مطلوب ہو بہو اسی وقت حاصل ہو جاتا ہے اور کبھی اس میں دیر ہو جاتی ہے کسی حکمت کے واسطے اور کبھی واقع ہوتی ہے اجابت لیکن جو چیز مطلوب ہو وہ ہو بہو حاصل نہیں ہوتی جس جگہ کہ مطلوب میں فی الحال مصلحت نہ ہو اور واقع میں مصلحت ناخرہ ہو یا اس سے زیادہ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی بڑی فضیلت ہے اس واسطےکہ پیدا ہوتی ہے اس سے محبت اللہ تعالیٰ کی واسطے بندے کے جو اس سے نزدیکی چاہتا ہے اور یہ اس واسطے کہ وہ محل ہے مناجات کا اور سرگوشی اور قربت کا نہیں ہے اس میں کوئی واسطہ درمیان رب کے اور بندے اس کے اور نہیں ہے کوئی چیز ٹھنڈک آنکھ کی واسطے بندے کے اس سے اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ ٹھہرائی گئی میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں اور جس کے واسطے کسی چیز میں آنکھ کی ٹھنڈک ہو تو وہ دوست رکھتا ہے کہ اس سے جدا نہ ہو اور اس سے باہر نہ نکلے اس واسطے کہ اس میں اس کی نعمتیں ہیں اور ساتھ اس کے خوش ہوتی ہے زندگی اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ واسطے اس عابد کے جو صبر کرنے والا ہے تکلیفوں پر اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے اور ہوتا ہے میرے ولیوں سے اور ہوتا ہے میرا ہمسایہ ساتھ پیغمبروں کے اور صدیقوں کے اور شہیدوں کے بہشت میں اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے بعض جاہلوں نے اہل تجلی اور ریاضت سے سو کہا انہوں نے کہ دل جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ محفوظ ہو تو اس کے خیالات اور خطرے خطا سے محفوظ ہوتے ہیں اور تعقب کیا ہے اس کا اہل تحقیق نے اہل طریق سے سو کہا انہوں نے کہ نہیں التفات کیا جاتا ہے طرف کسی چیز کی اس سے مگر جب کہ قرآن اور حدیث کے موافق ہو اور عصمت تو فقط پیغمبروں کے واسطے ہے اور جو ان کے سواء ہیں سو کبھی

خطا کرتے ہیں سو البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جو الہام والوں کے سردار ہیں اور باوجود اس کے بہت وقت ان کی رائے میں ایک بات آتی تھی سو بعض اصحاب ان کو ان کی رائے کے برخلاف خبر دیتے تھے ساتھ حدیث کے جو ان کی رائے کے مخالف ہوتی سو عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے کو چھوڑ دیتے اور اس حدیث کی طرف رجوع کرتے سو جو گمان کرے کہ کفایت کرتی ہے اس کو رائے اس کی جو اس کے دل میں آئے اور اس کی اپنی رائے کے سامنے قرآن اور حدیث کی حاجت نہیں تو اس نے بڑی خطا کی اور بعض نے ان میں سے مبالغہ کیا ہے سو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے دل نے میرے رب کی طرف یعنی جو اس کی رائے میں آیا اور جو اس کے دل میں خیال گزرا اور وہ اس کے رب کی طرف سے ہے سو یہ لوگ اس سے زیادہ خطا کار ہیں اس واسطے کہ وہ نہیں نڈر ہے اس سے کہ شیطان نے وہ بات اس کے دل میں ڈالی ہو اور کہا طوفی نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ سلوک کے طرف اللہ تعالیٰ کی اور پہنچنے کی طرف معرفت اس کی کے اور طریق اس کے اس واسطے کہ باطنی فرض یعنی ایمان اور ظاہری فرض یعنی اسلام اور مرکب دونوں سے یعنی احسان موجود ہے اس میں جیسے کہ شامل ہے اس کو حدیث جبریل علیہ السلام کی اور احسان شامل ہے مقامات سالکین کو زہد اور اخلاص اور مراقبہ وغیرہ سے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ جو ادا کرے اس کو جو اس پر واجب ہے اور قربت چاہے ساتھ نفلوں کے تو اس کی دعا رد نہیں ہوتی واسطے وجود اس سچے وعدے کے جو مؤکد ہے ساتھ قسم کے اور جس کی دعا کسی سبب سے قبول نہیں ہوتی اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جائے لیکن نہیں منقطع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طلب سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے خضوع اور اظہار عبودیت سے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا جیسے ایماندار بندے کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے تو کہا خطابی نے کہ تردد اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں لیکن اس کی تاویل دو طور سے ہے ایک یہ کہ بندہ اپنی عمر کے دنوں میں قریب ہلاک کے پہنچتا ہے بیماری کے سبب سے جو اس کو پہنچی اور فاقہ سے کہ اس کے ساتھ اتری سو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتا ہے اور اس کے دکھ کو دور کرتا ہے سو ہوتا ہے یہ فعل اس کا مانند تردد کرنے اس شخص کے کی کہ ارادہ کرتا ہے کسی کام کا پھر ظاہر ہوتا ہے واسطے اس کے سو اس کو چھوڑ دیتا ہے اور اس سے اعراض کرتا ہے اور اس کو مرنا ضروری ہے جب کہ پہنچے لکھا ہوا اپنی مدت معین کو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے فنا کو خلق پر اور اختیار کیا ہے بقا کو واسطے ذات اپنی کے دوسری یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میرے فرشتوں کو کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا جس کا میں کرنے والا ہوں جیسے کہ میں ان کو تردید کرتا ہوں ایمان دار بندے کی روح قبض کرنے میں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ فرشتہ دو بار ان کے پاس گیا اور حقیقت معنی کی دونوں وجہ پر مہربانی اللہ تعالیٰ کی ہے بندے پر اور لطف اس کا اور شفقت اس کی اوپر اس کے اور کہا کلا بازی نے جس کا حاصل یہ ہے کہ تعبیر کیا ہے صفت فعل سے ساتھ صفت ذات کے یعنی تردید سے ساتھ تردد کے اور ٹھہرایا ہے متعلق تردید کا

احوال بندے کا ضعف سے اور تکلیف سے اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد تردد فرشتوں کا جو ایماندار کی روح کو قبض کرتے ہیں اور احتمال ہے کہ معنی تردد کے یہ ہوں کہ لطف کرتا ہے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو یہ خطاب ساتھ اس چیز کے کہ ہم سمجھتے ہیں اور رب منزہ اور پاک ہے اس کی حقیقت سے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ قبض کرتا ہے ایماندار کی روح کو ساتھ نرمی اور آہستگی کے برخلاف باقی امروں کے کہ وہ حاصل ہوتے ہیں مجرد قول اس کے سے کن اور یہ جو کہا کہ میں اس کے ملول کو مکروہ جانتا ہوں تو کہا جنید نے کہ کراہت اس جگہ واسطے اس چیز کے ہے کہ ملتی ہے ایماندار کو موت سے اور سختی اس کی سے اور یہ معنی نہیں ہیں کہ میں اس کے واسطے موت کو مکروہ جانتا ہوں اس واسطے کہ موت اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف وارد کرتی ہے اور اس کی مغفرت کی طرف پہنچاتی ہے اور تعبیر کی ہے بعض نے اس سے ساتھ اس کے کہ موت ضروری ہے اور وہ جدا ہونا روح کا بدن سے اور نہیں حاصل ہوتا ہے غالبًا مگر بڑے درد سے اور اللہ تعالیٰ مکروہ رکھتا ہے ایماندار کی تکلیف کو تو اس کو کراہت کہا اور احتمال ہے کہ ہو کراہت باعتبار دراز ہونے زندگی کے اس واسطے کہ وہ پہنچاتی ہے طرف نکمی عمر کی کہا شیخ ابوالفضل نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی اللہ کی بڑی قدر ہے اس واسطے کہ وہ نکلتا ہے اپنی تدبیر سے طرف تدبیر رب اپنے کی اور اپنے نفس کی مدد سے طرف مدد اللہ تعالیٰ کی واسطے اس کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ حکم کیا جائے واسطے کسی آدمی کے جو ولی کو ایذا دے پھر اس کو دنیا میں کوئی مصیبت نہ پہنچے نہ اس کے نفس میں نہ اس کے مال میں نہ اس کی اولاد میں ساتھ اس کے کہ وہ سلامت رہا ہے اللہ تعالیٰ کے بدلہ لینے سے یعنی یہ نہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بدلہ نہیں لیا اس واسطے کہ کبھی مصیبت اس کے غیر میں ہوتی ہے جو اس سے سخت تر ہے مانند مصیبت کی دین میں مثلًا اور یہ جو کہا کہ جو چیز کہ میں نے اس پر فرض کی تو داخل ہوتے ہیں اس میں فرائض ظاہرہ جن کے کرنے کا حکم ہے مانند نماز اور زکوٰۃ وغیرہ عبادات کی اور جن کے نہ کرنے کا حکم ہے مانند زنا اور قتل وغیرہ حرام چیزوں کی اور فرائض باطنہ جیسے اللہ تعالیٰ کو جاننا اور اس سے محبت رکھنا اور اس پر توکل کرنا اور اس سے ڈرنا اور سوائے اس کے اور اس میں دلالت ہے اوپر جواز اطلاع ولی کے غیب چیزوں پر ساتھ اطلاع دینے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں منع کرتا ہے اس کو ظاہر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ اس کہ نہیں منع کرتا ہے دخول بعض تابعداروں اس کے کو ساتھ اس کے بالتبع، میں کہتا ہوں کہ وصف مستثنٰی واسطے رسول ﷺ کے اس جگہ اگر ہو اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ خصوص ہونے اس کے رسول تو نہیں مشارکت ہے اس میں واسطے کسی کے اس کے تابعداروں سے مگر اس سے نہیں تو احتمال ہے جو اس نے کہا اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے۔

تنبیہ: مشکل ہوئی ہے وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی تواضع میں یہاں تک کہ کہا داؤدی نے کہ نہیں ہے یہ حدیث تواضع سے کسی چیز میں اور جواب اس کا کئی وجہ سے ہے ایک وجہ یہ ہے کہ نوافل سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی چاہنی

نہیں ہوتی ہے مگر ساتھ نہایت تواضع کے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور توکل کے اوپر اس کے دوسری وجہ یہ کہ کہا گیا ترجمہ مستفاد ہے اس کے اس قول سے کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں اور تردد سے ، میں کہتا ہوں اور نکلتا ہے اس سے جواب تیسرا اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے چوتھا اور وہ یہ ہے کہ مستفاد ہوتا ہے لازم قول اس کے سے من عادی لی ولیا اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے زجر کو ولیوں کی عداوت سے جو مستلزم ہے ان کی دوستی کو اور دوستی سب ولیوں کی نہیں حاصل ہوتی مگر ساتھ غایت تواضع کے اس واسطے کہ بعض ان میں پریشان حال گرد آلود ہیں کہ ان کو کوئی معلوم نہیں کر سکتا اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ ترغیب تواضع کے عہد حدیثیں ایک یہ حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی کی ہے کہ ایک دوسرے سے تواضع کیا کرو تا کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ایک حدیث میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع کرے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اعلیٰ علیین میں پہنچاتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ پیغمبر ہوا اور قیامت جیسے یہ دونوں انگلیاں۔

﴿وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں امر قیامت کا مگر جیسے آنکھ کا لمحہ یا اس سے بھی قریب تر بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

فائدہ: جب ارادہ کیا ہے بخاری نے کہ داخل کرے کتاب الرقاق میں قیامت کی صفت اور اس کی نشانیوں کو تو بیان کیا پہلے باب کی حدیث کو جو شامل ہے اور ذکر موت کے جو دلالت کرنے والی ہے ہر چیز کے فنا ہونے میں پھر ذکر کیا اس چیز کو جو دلالت کرتی ہے قیامت کے قریب ہونے پر اور یہ لطیف ترتیب اس کی ہے۔ (فتح)

٦٠٢٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ هٰكَذَا وَيُشِيْرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّ بِهِمَا.

٦٠٢٢۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوا اور قیامت اس طرح اور اشارہ کیا اپنی دونوں انگلیوں سے اور ان کو دراز کیا۔

٦٠٢٣۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ

٦٠٢٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبر ہوا میں اور قیامت جیسے یہ دو انگلیاں۔

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

٦٠٢٤ ـ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِیْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ يَعْنِیْ إِصْبَعَيْنِ تَابَعَهُ إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِیْ حَصِيْنٍ.

٦٠٢٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبر ہوا میں اور قیامت جیسے دو انگلیاں حضرت ﷺ نے دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کیا یعنی کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی۔

فائدہ: کہا عیاض وغیرہ نے کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس حدیث کے بنا بر اختلاف الفاظ اس کے کی طرف کم ہونے مدت کے کی درمیان حضرت ﷺ کے اور درمیان قیامت کے اور تفاوت یا محاورت میں ہے یا بیچ مقدار اس چیز کے کہ ان کے درمیان ہے اور تائید کرتا ہے اس کو قول اس کا کہ جیسے ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے اور کہا بعض نے کہ یہی ہے باوجہ کہ کہا جائے اور اگر اول معنی مراد ہوتے تو البتہ قائم ہوتی قیامت واسطے متصل ہونے ایک کے ساتھ دوسرے کے کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے بیچ قول حضرت ﷺ کے کہا تین یعنی جیسے یہ دونوں انگلیاں ہیں سو کہا بعض نے کہ جیسے کہ سبابہ اور بیچ کی انگلی کے درمیان طول ہے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ حضرت ﷺ کے اور قیامت کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ حاصل حدیث کا یہ ہے کہ قیامت قریب ہے اور بہت جلدی آنے والی ہے اور کہا بیضاوی نے کہ نسبت تقدم پیغمبری نبی ﷺ کی اوپر قائم ہونے قیامت کے مانند نسبت فضیلت ایک انگلی کی ہے دوسری پر اور بعض نے کہا کہ مراد بدستور رہنا حضرت ﷺ کی دعوت کا ہے نہیں جدا ہو گی ایک دوسرے سے جیسے کہ ایک انگلی دوسری سے جدا نہیں ہوتی اور کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ قیامت قریب ہے اور نہیں منافات ہے درمیان اس کے اور درمیان قول اس کے کہ لیس المسئول عنا باعلم من السائل یعنی مسئول عنھا سائل سے زیادہ تر قیامت کو نہیں جانتا اس واسطے کہ مراد ساتھ حدیث باب کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے اور قیامت کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں جیسے کہ سبابہ اور وسطیٰ کے درمیان اور کوئی انگلی نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا وقت معین معلوم ہو لیکن سیاق فائدہ دیتا ہے کہ وہ قریب ہے اور اس کی نشانیاں پے در پے آنے والی ہیں کہا ضحاک نے کہ اول نشانی قیامت کی حضرت ﷺ کی پیغمبری ہے اور حکمت بیچ مقدم کرنے نشانیوں کے جگانا ہے غافلوں کا اور رغبت دلانا ان کا ہے توبہ اور استعداد پر اور بعض نے کہا کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میرے اور قیامت کے درمیان کوئی چیز نہیں قیامت ہی ہے جو میرے بعد آنے والی ہے جیسے کہ وسطیٰ سبابہ کے بعد ہے بنا بر اس کے نہیں ہے کوئی منافات درمیان معنی حدیث کے اور درمیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا يُعَلِّمُهَا إِلَّا هُوَ﴾

اور بعض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نسبت اس چیز کی کہ دونوں انگلیوں کے درمیان ہے مثل نسبت اس چیز کی ہے جو دنیا سے باقی رہتی ہے بہ نسبت اس کی جو گزر چکی ہے اور یہ کہ جملہ اس کا سات ہزار برس ہے اور سند لی ہے اس نے حدیثوں سے کہ نہیں ہیں صحیح اور صحیح تر اس باب میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے صحیح بخاری اور مسلم میں کہ نہیں عمر اور مدت کے مقابلے میں مگر جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے عصر سے شام تک اور یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے پس لائق ہے اعتماد کرنا اوپر اس کے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ مدت اس امت کی بقدر پانچویں حصے دن کے ہے تقریباً۔

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور وہ مانند فصل کی ہے پہلے باب سے اور وجہ تعلق اس کے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ چڑھنا سورج کا مغرب سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہو وقت قریب قیام قیامت کے۔ (فتح)

٦٠٢٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ فَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أَحَدُكُمْ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

٦٠٢٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے سو جب چڑھے گا اور لوگ اس کو دیکھ لیں گے تو سب ایمان لائیں گے سو اس وقت نہ فائدے کرے گا کسی جان کو اس کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا نہ کمائی گئی تھی اپنے ایمان میں کچھ نیکی اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور حالانکہ دو مردوں نے اپنا کپڑا اپنے درمیان کھولا ہوگا سو وہ اس کو خرید و فروخت نہ کریں گے اور نہ لپیٹیں گے اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور حالانکہ پھرا ہوگا مرد اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر سو اس کو نہ پیئے گا اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور حالانکہ مرد اپنے حوض کو لیپتا ہوگا سو نہ پانی پلائے گا بیچ اس کے اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور حالانکہ مرد نے لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا سو نہ اس کو کھائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ کہا طیبی نے کہ آیات نشانیاں ہیں واسطے قیامت کے یا

تو اس کے قرب ہونے پر اور یا اس کے حاصل ہونے پر سو اول قسم سے ہے دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام اور یاجوج ماجوج اور زمین کا دھنسنا اور دوسری قسم سے ہے دھواں اور پر چڑھنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے اور خروج دابہ کا اور آگ کا جو لوگوں کو جمع کرے گی اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے نکلا تو قیامت قائم ہو جائے گی اور یہ جو کہا کہ اس وقت کسی جی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا تو کہا طبری نے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نفع نہ دے گا کافر کو ایمان لانا بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا اور نہ نفع دے گا ایماندار کو نیک عمل کرنا بعد چڑھنے آفتاب کے مغرب سے جو پہلے اس سے نہیں کیا تھا اس واسطے کہ حکم ایمان اور عمل کا اس وقت حکم اس شخص کا ہے جو ایمان لائے وقت غرغرہ کے اور یہ فائدہ نہیں دیتا کچھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ اور ثابت ہو چکا ہے صحیح حدیث میں کہ قبول ہوتی ہے توبہ بندے کی جب تک کہ غرغرہ کو نہ پہنچے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ مراد ساتھ بعض کے اللہ تعالیٰ کے قول میں ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾ طلوع سورج کا ہے مغرب کی طرف سے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور جو چیز کہ راجح ہے مجموع حدیثوں سے یہ ہے کہ نکلنا دجال کا اول نشانیوں عظیم کا ہے جو خبر دینے والی ہیں ساتھ تغیر احوال عام لوگوں کے زمین میں اور ختم ہوگا یہ ساتھ موت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اور یہ کہ سورج کا مغرب کی طرف سے چڑھنا وہ پہلی نشانی ہے جو خبر دینے والی ہے ساتھ تغیر عالم علوی کے اور ختم ہوگا یہ ساتھ قائم ہونے قیامت کے اور شائد کہ نکلنا دآبۃ الارض کا واقع ہوگا اسی دن میں جس میں سورج مغرب کی طرف سے چڑھے گا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا سو دآبۃ الارض نکلے گا اور ایماندار کو کافر سے جدا کر دے گا واسطے کامل کرنے مقصود کے بند کرنے دروازے توبہ کے سے اور اول نشانی جو خبر دینے والی ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کی آگ ہے جو لوگوں کو پورب کی طرف سے جمع کر کے مغرب کی طرف لے جائے گی اور کہا ابن عطیہ نے جس کا حاصل یہ ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہیں نفع دے گا کافر کو ایمان اس کا بعد چڑھنے آفتاب کے پچھم کی طرف سے اور اسی طرح گنہگار کو بھی اس کی توبہ فائدہ نہ دے گی اور نہ نفع دے گا ایماندار کو عمل نیک کرنا اس کے بعد جو اس سے پہلے نہ کیا ہو اور کہا قاضی عیاض نے کہ مہر کی جائے گی ہر شخص کے عمل پر جس حالت پر کہ وہ ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ اول ابتدا قائم ہونے قیامت کا ہے ساتھ متغیر ہونے عالم علوی کے اور جب یہ مشاہدہ کیا گیا تو حاصل ہوگا ایمان ضروری ساتھ معانہ آنکھ کے اور دور ہوگا ایمان بالغیب اور وہ مانند ایمان کی ہے وقت غرغرہ کے اور وہ فائدہ نہیں دیتا پس مشاہدہ سورج کے نکلنے کا مغرب کے سے بھی اسی طرح ہے اور کہا قرطبی نے کہ اس وقت کی توبہ مردود ہے لیکن اگر اس کے بعد دنیا دراز ہو یہاں تک کہ یہ امر بھول جائے اور تواتر اس کا بند ہو کر آحاد ہو جائے سو جو شخص کہ اس وقت مسلمان ہو یا توبہ

کرے تو مقبول ہے اور اسی کی تائید کرتا ہے جو مروی ہے کہ اس کے بعد چاند اور سورج کو پھر روشنی دی جائے گی اور دونوں بدستور چڑھا کریں گے جیسا کہ پہلے چڑھتے تھے اور ذکر کیا ہے ابواللیث سمرقندی نے اپنی تفسیر میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہ ایمان اور توبہ کا مقبول نہ ہونا تو فقط اسی وقت میں ہے جب کہ سورج مغرب کی طرف سے چڑھے گا سو جو اس وقت میں ایمان لائے گا یا توبہ کرے گا اس کی توبہ مقبول نہ ہوگی اور جو اس کے بعد توبہ کرے گا اس کی توبہ قبول ہوگی یعنی توبہ کا قبول نہ ہونا عین طلوع آفتاب کے ساتھ خاص ہے نہ اس سے پہلے ہے نہ پیچھے اور یہ قول مخالف ہے صحیح حدیثوں کے سو صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو توبہ کرے پہلے اس سے کہ سورج مغرب کی طرف سے نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو اس کے بعد توبہ کرے اس کی توبہ مقبول نہیں ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ہمیشہ توبہ مقبول ہوتی رہے گی یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی طرف سے چڑھے اور صفوان کی حدیث میں ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ مغرب میں ایک دروازہ ہے کھلا ہوا واسطے توبہ کے ستر برس کی راہ چوڑا نہ بند کیا جائے گا یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے مانند اس کی اور اس میں ہے کہ جب یہ دروازہ بند ہو گیا تو اس کے بعد توبہ مقبول نہیں ہوگی اور نہ نیکی فائدہ دے گی مگر جو اس سے پہلے نیک عمل کیا کرتا تھا کہ اس کے واسطے وہ عمل اس کا جاری رہے گا اور اس کو نفع دے گا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا حال ہوگا سورج کا بعد اس کے اور حالانکہ لوگ موجود ہوں گے فرمایا کہ سورج کو روشنی بھر دی جائے گی اور چڑھائی کرے گا جس طرح کہ پہلے چڑھا کرتا تھا روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات آئے گی بقدر تین راتوں کے نہ پہچانیں گے اس کو مگر تہجد کی نماز پڑھنے والے کھڑا ہوگا مرد سو اپنا وظیفہ پڑھے گا پھر سوئے گا پھر اٹھے گا پھر پڑھے گا پھر سوئے گا پھر اٹھے گا سو اس وقت لوگوں میں شور وغل پڑ جائے گا یہاں تک کہ جب فجر کی نماز پڑھیں گے اور بیٹھیں گے سو اچانک دیکھیں گے کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے نکلا سو آہ ماریں گے لوگ ایک آہ یہاں تک کہ جب آسمان کے بیچ میں آئے گا تو پھر پلٹ جائے گا روایت کیا ہے اس کو عبد بن حمید نے اور ایک روایت میں ہے کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے گا سو کوئی پکارنے والا آدمیوں کو پکارے گا کہ اے ایمان والو! تمہاری توبہ قبول ہوئی اور اے کافرو! البتہ توبہ کا دروازہ تم سے بند ہوا اور قلمیں خشک ہو گئیں اور کاغذ لپیٹے گئے روایت کیا ہے اس کو ابونعیم نے اور ایک روایت میں ہے کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے گا تو مہر کی جائے گی دلوں پر ساتھ اس چیز کے کہ ان میں ہے اور اُٹھائے جائیں گے چوکیدار اور حکم کیا جائے گا فرشتوں کو کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ لکھیں یعنی نیک عمل سو یہ حدیثیں ایک دوسری کو پکا کرتی ہیں اور سب بالاتفاق دلالت کرتی ہیں اس پر کہ جس وقت

سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے گا تو اس وقت توبہ کا دروازہ بند کیا جائے گا اور اس کے بعد کبھی نہیں کھولا جائے گا اور یہ کہ نہ قبول ہونا توبہ کا نہیں خاص ہے ساتھ اس دن کے جس میں سورج چڑھے گا بلکہ دراز ہوگا قیامت تک اور اس سے لیا جاتا ہے کہ چڑھنا سورج کا اپنے ڈوبنے کی جگہ سے اول ڈرانا ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کے اور اس حدیث میں رد ہے ہیئت والوں پر کہ کہتے ہیں کہ سورج وغیرہ آسمانی چیزیں بسیط ہیں نہیں مختلف ہوتی ہیں مقتضیات ان کی اور نہیں راہ پاتا ہے ان کی طرف بدلنا ان کی وضع کا اور کہا کرمانی نے کہ نہیں ہے منع یہ کہ ہو جائے مشرق مغرب وبالعکس۔ (فتح)

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ لوگ اپنی دنیا کے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ اچانک قیامت آ جائے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَ هٗ.

جو اللہ تعالیٰ کو ملنا یعنی موت اور آخرت چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ محبت اللہ تعالیٰ کے واسطے بندے اپنے کے ارادہ کرنا خیر کا ہے واسطے اس کے اور ارادہ وہ دکھلانا ہے اس کو اس کی طرف اور انعام کرنا اوپر اس کے اور کراہت اس کی ضد ہے۔ (فتح)

٦٠٢٦۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَ هٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَ هٗ قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهٖ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَاكِ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهٗ فَأَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَ هٗ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهٗ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَ هٗ. اِخْتَصَرَهٗ أَبُوْ دَاوٗدَ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ

٦٠٢٦۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کو ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ملنا برا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے کہا کہ البتہ ہم موت کو برا جانتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں نہیں لیکن جب ایماندار کو موت آتی ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور کرامت کی خوشی سنائی جاتی ہے سو نہیں ہوتی ہے کوئی چیز زیادہ تر پیاری اس کو اس چیز سے کہ اس کے آگے ہے یعنی جو مرنے کے بعد اس کو سامنے آئے گی سو وہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے اور بیشک جب کافر کو موت آتی ہے تو اس کو عذابِ الٰہی اور اس کی عقوبت کی خبر سنائی جاتی ہے سو نہیں ہوتی ہے نزدیک اس کے کوئی چیز زیادہ تر بری اس چیز سے کہ

وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کے آگے ہے سو وہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا ہے اور اختصار کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور عمرو نے شعبہ سے یعنی اصل حدیث پر سوائے قول اس کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، الخ اور کہا سعید نے قتادہ سے زارہ سے سعد سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: جو اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانے کہا مازری نے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کی موت لکھی ہے وہ ضرور مرے گا اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا تو نہ مرتا سو محمول ہوگی حدیث اوپر کراہت اللہ تعالیٰ کے مغفرت اس کی کو یعنی اس کے بخشنے کو برا جانتا ہے واسطے دور کرنے اس کے اپنی رحمت سے اور کہا ابن اثیر نے کہ مراد ساتھ لقاء اللہ کے اس جگہ پھرنا ہے طرف گھر آخرت کی اور طلب کرنا اس چیز کا کہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور نہیں ہے غرض ساتھ اس کے موت اس واسطے کہ ہر شخص اس کو برا جانتا ہے سو جو دنیا کو ترک کرے اور اس سے عداوت رکھے اس نے اللہ تعالیٰ کے ملنے کو چاہا اور جس نے دنیا کو اختیار کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانا اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہنچتا ہے اس کی طرف ساتھ موت کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ ہم موت کو برا جانتے ہیں وہم پیدا ہوتا ہے کہ مراد ساتھ لقاء اللہ کے حدیث میں موت ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ لقاء اللہ کا غیر موت کے ہے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ موت لقاء اللہ کے سوائے ہے لیکن موت چونکہ وسیلہ ہے طرف لقاء الہ کی تو تعبیر کیا اس سے ساتھ لقاء اللہ کے اور خطابی نے کہا کہ مراد ساتھ چاہنے بندے کے لقاء اللہ کو مقدم کرنا اس کا آخرت کو ہے دنیا پر سو نہ چاہے ہمیشہ رہنے کو بیچ دنیا کے بلکہ تیار رہے واسطے کوچ کرنے کے اس سے اور کراہت ضد اس کی ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ محبت اور کراہت جو شرع میں معتبر ہے وہی ہے جو واقع ہو نزع کی حالت میں جس میں توبہ قبول نہیں اور آدمی کو معلوم ہو جاتا ہے جس کی طرف پھرنے والا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جب نزع کے وقت آدمی پر خوشی کی نشانیاں ظاہر ہوں تو ہوتی ہے اس پر کہ اس کو خیر کی خوشی سنائی گئی اور اسی طرح اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو چاہنا نہیں داخل ہے نہی میں تمنی موت کے سے اس واسطے کہ ممکن ہے ساتھ آرزو کرنے موت کے جیسے کہ ہو محبت حاصل نہ مختلف ہو حال اس کا بیچ اس کے ساتھ حاصل ہونے موت کے اور نہ ساتھ مؤخر ہونے اس کے اور یہ کہ نہی موت کی آرزو کرنے سے محمول ہے اوپر حالت زندگی مستمرہ کے یعنی بدستور جیتا ہو اس حالت میں موت کی آرزو کرنی منع ہے اور بہر حال وقت حاضر ہونے موت کے اور معائنہ اس کے سو نہیں داخل ہے یہ نیچے نہی کے بلکہ مستحب ہے اور یہ کہ صحت کی حالت میں موت کو برا جاننا اس میں تفصیل ہے سو جو مکروہ جانے اس کو واسطے مقدم کرنے زندگی کے اس چیز پر کہ موت کے بعد ہے آخرت

کی نعمتوں سے سو یہ مذموم ہے اور جو اس کو برا جانے اس خوف سے کہ مؤاخذہ کی طرف نوبت پہنچائے جیسے کہ عمل میں قصور ہو تو وہ معذور ہے لیکن اس کو لائق ہے کہ جلدی کرے طرف سامان لینے کی یہاں تک کہ جب اس کو موت آئے تو اس کو برا نہ جانے بلکہ اس کو دوست رکھے واسطے اس چیز کے کہ امیدوار ہے اس کا بعد موت کے اللہ تعالیٰ کے ملنے سے اور اس حدیث میں ہے کہ کوئی زندہ آدمی اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نہ دیکھے گا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوگا یہ واسطے ایمانداروں کے بعد موت کے اور مسلم میں صریح تر آچکا ہے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں اور جانو کہ بیشک تم اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہ دیکھو گے یہاں تک کہ مرو۔ (فتح)

٦٠٢٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهُ.

٦٠٢٧ ـ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا ہے۔

٦٠٢٨ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٠٢٨ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحت کی حالت میں فرماتے تھے کہ بیشک بات یوں ہے کہ کوئی نبی ہرگز نہیں مرتا جب تک کہ اپنا مکان بہشت میں نہیں دیکھ لیتا پھر اس کو مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت اتری اور آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو آپ کو ایک گھڑی غش آیا پھر ہوش میں آئے سو اپنی آنکھ کو چھت کی طرف لگایا پھر فرمایا الٰہی! بلند رتبہ رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں میں نے کہا کہ اب ہم کو اختیار نہیں کریں گے اور میں نے پہچانا کہ یہ وہی حدیث ہے جو ہم کو بتلایا کرتے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ اخیر کلام تھی جس کے ساتھ آپ نے کلام کیا یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ الٰہی! بلند رتبہ رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں یعنی اس کے بعد پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کلام نہیں کی یہاں تک کہ دنیا سے انتقال فرمایا۔

قَوْلُهُ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى.

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی ﷺ میں گزر چکی ہے اور مناسبت حدیث کی واسطے باب کے اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لقاء کو اختیار کیا اس کے بعد کہ آپ کو مرنے اور جینے میں اختیار دیا گیا سو حضرت ﷺ نے موت کو اختیار کیا سو لائق ہے پیروی کرنی حضرت ﷺ کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ.

موت کی بیہوشیوں کے بیان میں۔

٦٠٢٩۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ فِيْهَا مَآءٌ يَشُكُّ عُمَرُ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَآءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُلْبَةُ مِنَ الْخَشَبِ وَالرَّكْوَةُ مِنَ الْاَدَمِ.

٦٠٢٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہتی تھیں کہ حضرت ﷺ کے آگے ایک پیالہ تھا چمڑے کا اس میں کچھ پانی تھا سو حضرت ﷺ نے شروع کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں داخل کرتے پھر دونوں سے اپنے منہ کا مسح کرتے اور فرماتے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ تعالیٰ کے بیشک موت کے واسطے سختیاں ہیں پھر آپ نے دونوں ہاتھ کھڑے کیے سو فرمانے لگے الٰہی! مجھ کو بلند رتبہ رفیقوں کے ساتھ ملا دے یہاں تک کہ آپ کی روح قبض ہوئی اور آپ کا ہاتھ جھکا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ موت کی سختی دلالت نہیں کرتی اوپر کم ہونے مرتبے کے بلکہ واسطے ایماندار کے یا زیادتی ہے اس کی نیکیوں میں یا کفارہ ہے اس کے گناہوں کا اور ساتھ اس تقریر کے ظاہر ہوگی مناسبت احادیث باب کی واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

٦٠٣٠۔ حَدَّثَنِيْ صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ جُفَاةٌ يَأْتُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُوْنَهُ مَتٰى

٦٠٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دیہاتی لوگ سخت خو سخت دل حضرت ﷺ کے پاس آتے تھے اور حضرت ﷺ سے پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ سو حضرت ﷺ ان میں کم عمر والے کی طرف دیکھتے سو فرماتے

السَّاعَةُ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ إِنْ يَّعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِيْ مَوْتَهُمْ.

کہ اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہ آنے پائے گا یہاں تک کہ تمہاری قیامت تم پر قائم ہو جائے گی، کہا ہشام راوی نے کہ مراد قیامت سے ان کی موت ہے۔

فائدہ: انہوں نے حقیقی قیامت کا سوال کیا تھا حضرت ﷺ نے مجازی قیامت کا جواب دیا اس واسطے کہ اگر فرماتے کہ میں قیامت کا وقت نہیں جانتا باوجود اس چیز کے کہ ان میں ہے جہالت سے اور پہلے قرار پکڑنے ایمان کے ان کے دل میں تو بد اعتقاد ہو جاتے سو ان کو وہ وقت بتلایا جس میں وہ سب مر جائیں گے اور اگر ایمان ان کے دلوں میں قرار گیر ہوتا تو البتہ بیان کرتے مراد کو اور کہا کرمانی نے کہ یہ جواب اسلوب حکیم سے ہے یعنی حقیقی قیامت کا سوال مت کرو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے اس کو کوئی نہیں جانتا اور سوال کرو اس وقت سے کہ تمہارے زمانے کے لوگ اس میں سب گزر جائیں گے اور ساعت تین چیزوں پر بولی جاتی ہے ایک قیامت کبریٰ پر اور وہ اُٹھانا لوگوں کا ہے واسطے حساب کے دوسری قیامت صغریٰ پر اور وہ مر جانا آدمی کا ہے پس قیامت پر آدمی کی مرنا اس کا ہے تیسری قیامت وسطیٰ پر اور وہ مر جانا ایک زمانے کے لوگوں کا ہے۔ (فتح)

٦٠٣١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَّصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ.

٦٠٣١۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرت ﷺ پر گزرا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مردہ آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! آرام پانے والا او رآرام دینے والا کیسا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایماندار دنیا کے رنج اور مصیبت سے آرام پاتا ہے طرف رحمت اللہ تعالیٰ کے اور ظالم فاسق بندے سے آدمی اور شہر اور درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

فائدہ: یعنی مومن متقی کے حق میں دنیا میں قید خانہ ہے جہاں وہ مر گیا عذاب سے چھوٹا اور ظالم فاسق بے قید ہوتا ہے ہر ایک مخلوق کو ناحق تکلیف دیتا ہے تو اس کی موت سے عالم کو آرام ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد خاص مومن متقی ہو یا ہر مومن اور احتمال ہے کہ مراد فاجر سے کافر ہو اور احتمال ہے کہ اس میں گنہگار بھی داخل ہو کہا داؤدی نے کہ

بندوں کا آرام پانا سو واسطے اس چیز کے کہ برے کام کرتا ہے سو اگر اس پر انکار کریں تو ان کو تکلیف دے اور اگر چپ رہیں تو گنہگاروں اور آرام شہروں کا اس چیز سے ہے کہ لاتا ہے گناہوں سے اس واسطے کہ یہ اس قسم سے ہے کہ حاصل ہوتا ہے اس کو قحط پس تقاضا کرتا ہے کھیتی اور جانورں کے ہلاک کو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ آرام پانے بندوں کے اس سے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوتا ہے ظلم اس کے سے واسطے ان کے اور آرام زمین کا اس سے واسطے اس کے کہ واقع ہوتا ہے اس پر غصب اس کے سے اور منع کرنے حق اس کے سے اور صرف کرنے اس کے سے بیچ غیر وجہ اس کے اور آرام جانوروں کا اس چیز سے کہ نہیں جائز ہے مشقت دینے ان کے سے۔ (فتح)

٦٠٣٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ.

۶۰۳۲۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا ہے۔

فائدہ: اور وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ مردہ ان دونوں قسموں سے خالی نہیں یا آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا اور ہر ایک دونوں میں سے جائز ہے کہ تشدید کی جائے اوپر اس کے وقت موت کے اور یہ کہ تخفیف کی جائے اور اول ہے جس کے واسطے موت کی سختیاں حاصل ہوتی ہیں اور نہیں متعلق ہے یہ اس کے تقویٰ اور فسق سے بلکہ اگر اہل تقویٰ سے ہو تو اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے نہیں تو اس قدر اس کے گناہ اُتارے جاتے ہیں پھر آرام پاتا ہے دنیا کی تکلیف سے جس کا یہ خاتمہ ہے اور کہا عمر بن عبدالعزیز نے کہ میں نہیں چاہتا کہ آسان ہوں مجھ پر موت کی سختیاں اس واسطے کہ وہ آخر چیز ہے جو ایماندار کے واسطے کفارہ ہے اور باوجود اس کے جو حاصل ہوتا ہے واسطے ایماندار کے شہادت اور خوشی اس کی سے ساتھ ملنے اللہ تعالیٰ کے آسان کرتا ہے اس پر ہر اس چیز کو کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے درد موت کے سے یہاں تک کہ ہو جاتا ہے جیسے اس کو کوئی چیز اس سے معلوم نہیں یعنی وہ سختی موت کی اس خوشی کے مقابلے میں اس کو کچھ چیز معلوم نہیں ہوتی۔ (فتح)

٦٠٣٣۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ

۶۰۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں سو دو پلٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ باقی رہتی ہے اس کے ساتھ جاتے ہیں اس کے گھر والے اور اس کا مال اور عمل سو اس کے گھر والے اور مال تو پلٹ آتے ہیں اور اس کا عمل اس کے

وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ.

ساتھ باقی رہتا ہے۔

فائدہ: اور یہ باعتبار غالب کے ہے اور بہت مردے ایسے ہیں کہ نہیں جاتا ہے ساتھ اس کے مگر عمل اس کا فقط اور مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے جنازے کے ساتھ جاتے ہیں اس کے گھر والوں اور رفیقوں وغیرہ سے اور معنی باقی رہنے عمل کے یہ ہیں کہ اس کا عمل اس کے ساتھ اس کی قبر میں داخل ہوتا ہے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث دراز میں واقع ہوا ہے کہ آتا ہے اس کے پاس ایک مرد خوبصورت عمدہ کپڑوں والا خوشبو والا سو کہتا ہے کہ تجھ کو بشارت ہو اس چیز کی جو تجھ کو خوش کرے سو وہ کہتا ہے کہ تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں اور کافر کے پاس ایک بد شکل مرد آتا ہے، الخ۔ (فتح)

٦٠٣٤ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ غُدْوَةً وَّعَشِيًّا إِمَّا النَّارُ وَإِمَّا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ إِلَيْهِ.

٦٠٣٤ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کا اصلی مکان صبح وشام اس کے سامنے کیا جاتا ہے یا دوزخ اور یا بہشت پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا مکان ہے یہاں تک کہ تو وہاں بھیجا جائے۔

فائدہ: اور یہ سامنے ہونا واقع ہے اور پھر روح کے حقیقۃً اور اس چیز پر کہ متصل ہے ساتھ اس کے بدن سے ایسا اتصال کہ ممکن ہو ساتھ اس کے ادراک عیش یا عذاب کا اور ظاہر کیا ہے قرطبی نے احتمال کہ یہ عرض فقط روح پر ہے یا روح اور بدن دونوں پر اور بعض نے کہا کہ فقط روح پر عرض کیا جاتا ہے اور یہ خلاف ظاہر کا ہے اور نہیں جائز ہے پھرنا ظاہر سے مگر ساتھ پھیرنے والی چیز کے کہ اس کو ظاہر سے پھیرے، میں کہتا ہوں کہ ظاہر پر حمل کرنے کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ حدیث وارد ہوئی ہے عموم پر ایماندار اور کافروں دونوں کے حق میں سو اگر عرض کو روح کے ساتھ خاص کیا جائے تو نہیں ہوتا ہے واسطے شہید کے اس میں بڑا فائدہ اس واسطے کہ اس کی روح عیش میں ہے یقیناً جیسا کہ وارد ہو چکا ہے صحیح حدیثوں میں اور اسی طرح کافر کی روح کو عذاب ہوتا ہے دوزخ میں یقیناً سو جب حمل کیا جائے اوپر روح کے کہ اس کو اتصال ہے ساتھ بدن کے تو ظاہر ہوگا فائدہ اس کا شہید کے حق میں بھی اور کافر کے حق میں بھی اور مراد صبح وشام بہ نسبت اہل دنیا کے ہے پھر یہ عرض واسطے مومن متقی اور کافر کے ظاہر ہے اور بہر حال مومن گنہگار سو احتمال ہے کہ اس کا ٹھکانہ بھی بہشت سے دکھلایا جاتا ہو جس کی طرف انجام کار پہنچے گا، میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے جواب اس اشکال کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو روایت کی ہے طبرانی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن

حبان نے قبر کے سوال کے قصے میں کہ اس میں ہے کہ پھر اس کے واسطے بہشت کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہے ٹھکانہ تیرا اور جو تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے بیچ اس کے سو زیادہ ہوتی ہے اس کو خوشی اور رشک پھر اس کے واسطے دوزخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے سو کہا جاتا ہے کہ یہ ٹھکانہ تیرا اور جو تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے بیچ اس کے اگر تو اس کی نافرمانی کرتا س زیادہ ہوتی ہے اس کو خوشی اور رشک اور اس میں ہے کافر کے حق میں کہ اسی طرح اس کو اول دوزخ دکھلائی جاتی ہے پھر بہشت سو زیادہ ہوتی ہے اس کو حسرت اور ہلاکت دونوں جگہوں میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے لیا جاتا ہے کہ اس کا دیکھنا واسطے نجات یا عذاب کے ہے آخرت میں بنا بر اس کے پس احتمال ہے کہ گنہگار کے حق میں جس پر مقدر کیا گیا ہے کہ اس کو عذاب کیا جائے بہشت میں داخل ہونے سے پہلے یہ کہ مثلاً اس کو کہا جائے بعد سامنے کرنے ٹھکانے اس کے کی بہشت سے کہ یہ مکان تیرا تھا پہلے پہل اگر تو گناہ نہ کرتا اور یہ ٹھکانا ہے تیرا پہلے پہل واسطے گناہ کرنے تیرے کے ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت چاہتے ہیں ہر بلا سے زندگی میں اور موت کے بعد بیشک وہ صاحب بڑے فضل کا ہے۔ (فتح)

٦٠٣٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا.

٦٠٣٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو گالی مت دو اور برا مت کہو سو وہ پہنچ گئے اپنے کیے کو۔

فائدہ: یعنی مردوں نے جو نیک یا بد کام کیے تھے سو قبر میں ثواب یا عذاب ان کو پہنچ گیا اب ان کو بد کہنا بے فائدہ ہے بلکہ ناحق ان کی زندہ اولاد کو رنج دینا ہے اور باقی شرح پوری اس کی کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الدعوات

کتاب الرقاق

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۷

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ نَفْخِ الصُّوْرِ باب ہے بیچ پھونکنے صور میں

فائدہ: مکرر ہوا ہے ذکر اس کا قرآن میں سورہ انعام اور مؤمنین اور نمل اور زمر وغیرہ میں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ اس نے اس کو فتح واؤ کے ساتھ پڑھا ہے جمع صورت کے یعنی مراد پھونکنا جسموں میں ہے تا کہ ان میں ارواح پھر آئیں اور یہ خلاف اس چیز کا جس پر اہل سنت اور جماعت میں کہتا ہوں اور البتہ روایت کی ابو الشیخ نے کتاب العظمہ میں وہب بن منبہ کے طریق سے اس کے قول سے کہا کہ پیدا کیا اللہ نے صور کو سفید موتی سے پھر فرمایا عرش سے کہ پکڑ صور کو سو تعلق پکڑا اس نے ساتھ اس کے پھر اللہ نے فرمایا کن سو اسرافیل پیدا ہوا تو اللہ نے اس سے حکم کیا کہ صور کو پکڑے تو اس نے اس کو پکڑا اور اس میں سوراخ ہیں بقدر شمار روحوں کے سو ذکر کیا ساری حدیث اور اس میں ہے کہ پھر سب روحوں کو صور میں جمع کیا جائے گا پھر اللہ اسرافیل کو حکم کرے گا وہ صور میں پھونکے گا تو ہر روح اپنے اپنے بدن میں داخل ہو گا بنا بر اس کے پس پھونکنا واقع ہو گا صور میں اول تا کہ پھونکنا روحوں کو صورتوں کی طرف پہنچائے اور مراد صورتوں سے بدن ہیں پس اضافت پھونکنے کی طرف صور کے کہ مراد اس سے نرسنگا ہے حقیقی ہے اور اضافت اس کی طرف صورتوں کی کہ مراد اس سے بدن ہیں مجازی ہے۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ الصُّوْرُ كَهَيْئَةِ الْبُوْقِ اور کہا مجاہد نے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ کہ صور بوق کی شکل پر ہے

فائدہ: اور وہ معروف ہے اور باطل کو بھی بوق کہا جاتا ہے یعنی بطور مجاز کے اس پر بولا جاتا ہے واسطے ہونے اس کے باطل کی جنس سے میں کہتا ہوں کہ چیز کے مذموم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے ساتھ ممدوح چیز کو تشبیہ نہ دی جائے سو البتہ واقع ہوئی تشبیہ وحی کی آواز کے ساتھ آواز گھنٹی کی باوجود اس کے کہ گھنٹی کو ساتھ رکھنا منع آیا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صور سینگ ہے اور بعض نے کہا کہ صور سینگ کا نام ہے یمن والوں کی بولی میں اور روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور حاکم نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے پوچھا کہ صور کیا چیز ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا اور نیز ترمذی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کس طرح چین کروں اور حالانکہ صور والے قرن کو منہ میں لیا ہے اور اجازت کی طرف کان لگایا ہے یعنی منتظر ہے کہ اس کو پھونکنے کا کب حکم ہو؟ اور احمد اور بیہقی کے واسطے ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اس میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اس کی

دائیں طرف ہے اور میکائیل علیہ السلام اس کی بائیں طرف ہے اور دونوں حدیثوں کی سند میں کلام ہے اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صور والے یعنی اسرافیل علیہ السلام کی آنکھ جب سے وہ متعین کیا گیا ساتھ اس کے تیار ہے عرش کی طرف دیکھتا ہے واسطے اس ڈر کے کہ اس کو حکم ہو پہلے اس سے کہ اس کی آنکھ اس کی طرف پھرے جیسے اس کی دونوں آنکھیں دو تارے ہیں چمکنے والے یعنی اس کو حکم ہو آنکھ کے لمحے سے پہلے۔ (فتح)

﴿زَجْرَةٌ﴾ صَيْحَةٌ اور زجرۃ کے معنی ہیں سخت آواز یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ﴾

فائدہ: میں کہتا ہوں اور مراد اس سے دوسری بار پھونکنا ہے صور میں جیسے کہ تعبیر کی گئی ہے ساتھ اس کے اول بار پھونکنے سے اللہ کے اس قول میں ﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ﴾۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿النَّاقُوْرِ﴾ الصُّوْرِ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ناقور سے صور ہے

فائدہ: یعنی اللہ کے اس قول سے ﴿فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ﴾ یعنی جب پھونکا جائے گا صور میں۔

تنبیہ: مشہور یہ بات ہے کہ صور پھونکنے والا اسرافیل ہے اور نقل کیا حلیمی نے اس پر اجماع اور واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح وہب بن منبہ کی حدیث میں جو مذکور ہوئی ہے اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک بیہقی کے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک ابن مردویہ کے اور اسی طرح صور کی حدیث دراز میں جو طبرانی اور طبری اور ابویعلی وغیرہ نے روایت کی اور مدار اس کی اسماعیل بن رافع پر ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے باوجود ضعیف ہونے اس کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ جو صور میں پھونکے گا وہ اور فرشتہ ہے سوائے اسرافیل کے سو طبرانی میں عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے سو اس نے کہا اے کعب! خبر دے مجھ کو اسرافیل سے سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ صور والے فرشتے نے اپنے ایک گھٹنے کو زمین پر رکھا ہے اور ایک کو کھڑا کیا ہے اور صور کو منہ میں لیا ہے اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا کیا ہے اور اپنی آنکھ کو اسرافیل کی طرف لگایا ہے اور البتہ اس کو حکم ہے کہ جب اسرافیل کو دیکھے اس نے اپنے دونوں بازو جوڑے تو صور میں پھونکے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اس میں ایک راوی ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ دونوں فرشتے اس میں پھونکیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی صبح نہیں ہوتی مگر کہ دو فرشتے صور پر متعین کیے گئے ہیں منتظر ہیں کہ کب پھونکیں اور مثل اس کی ہے نزدیک احمد کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں فرشتے صور میں پھونکنے والے دوسرے آسمان میں ایک کا سر مشرق میں ہے اور اس کے دونوں پاؤں مغرب میں یا بالعکس کہا انتظار کرتے ہیں کہ ان کو صور میں پھونکنے کا کب حکم ہو اور ابن ماجہ اور بزار نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ صور والے دونوں فرشتوں کے ہاتھ میں دو سینگ ہیں آنکھ سے دیکھتے ہیں کہ کب حکم ہو بنا بر اس کے پس قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی

حدیث میں کہ جب اسرافیل کو دیکھے کہ اپنے دونوں بازو جوڑے تو پھونکے کہ مراد اس سے پہلی بار پھونکنا ہے اور وہ نفخہ بیہوشی کا ہے پھر اسرافیل دوسری بار صور میں پھونکے گا اور وہ نفخہ بعث یعنی جی اٹھنے کا ہے۔ (فتح)

﴿اَلرَّاجِفَةُ﴾ اَلنَّفْخَةُ الْاُوْلٰي وَ﴿الرَّادِفَةُ﴾ اَلنَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ

یعنی راجفہ سے مراد پہلی بار پھونکنا ہے اور رادفہ سے مراد دوسری بار پھونکنا ہے

فائدہ: یہ دونوں لفظ سورہ والنازعات میں واقع ہوئے ہیں۔

٦٠٣٦۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰي مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰي مُوْسٰي عَلَى الْعَالَمِيْنَ قَالَ فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلٰي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰي مُوْسٰي فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ فِيْ أَوَّلِ مَنْ يُّفِيْقُ فَإِذَا مُوْسٰي بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ مُوْسٰي فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

٦٠٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی میں لڑائی ہوئی سو مسلمان نے کہا قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان سے بہتر ہیں اور یہودی نے کہا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا یعنی موسیٰ علیہ السلام سب سے بہتر ہیں تو مسلمان کو غصہ آیا تو اس نے یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا تو یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے حال سے خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو سو البتہ سب لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے سو میں ان لوگوں میں ہوں گا جو اول ہوش میں آئیں گے سو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پر دیکھوں گا کہ عرش کی ایک جانب پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں تھے جو بیہوش ہوئے سو مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے یعنی اس آیت میں ﴿إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں ذکر کیا ہے قول ابن حزم کا کہ صور میں چار بار پھونکا جائے گا اور اس کی کلام پر اعتراض ہے پھر میں نے ابن عربی کی کلام میں دیکھا کہ صور میں تین بار

پھونکا جائے گا ایک نفخہ فزع کا جیسا کہ سورۂ نمل میں ہے اور ایک بیہوشی کا جیسا کہ زمر میں ہے اور ایک بعث کا اور وہ بھی زمر میں مذکور ہے اور کہا قرطبی نے صحیح یہ ہے کہ وہ فقط دو نفخہ ہیں یعنی صور میں فقط دو بار ہی پھونکا جائے گا واسطے ثابت ہونے استثناء کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ دونوں آیتوں میں اور بیہوشی اگرچہ مخالف ہے فزع کے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں پہلے نفخہ سے حاصل نہ ہوں پس مغائرت ہر ایک میں باعتبار اس شخص کے ہے جو اس کو سنے سو پہلے پھونک سے جو زندہ ہوگا وہ مر جائے گا اور جو مستثنیٰ ہے وہ بیہوش ہو جائے گا وہ مرے گا نہیں اور دوسرے پھونک سے زندہ ہو جائے گا جو مردہ ہوگا اور جو بیہوش ہوگا وہ ہوش میں آئے گا اور سند ابن عربی کی حدیث صور کی ہے دراز کہ اس میں ہے کہ پھر صور میں تین بار پھونکا جائے گا ایک نفخہ فزع کا اور ایک نفخہ بیہوشی کا اور ایک نفخہ کھڑا ہونے کا اللہ کے آگے روایت کیا ہے اس کو طبری نے مختصر اور اس کی سند ضعیف ہے اور مضطرب ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ صور میں دو بار پھونکا جائے گا اور اس کا لفظ حدیث مرفوع میں یہ ہے پھر پھونکا جائے گا صور میں پھر اللہ مینہ بھیجے گا تو اس سے آدمیوں کے بدن جم اٹھیں گے پھر اس میں دوسری بار پھونکا جائے گا سو اچانک وہ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند قوی کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف پھر کھڑا ہوگا صور والا آسمان میں اور نہ زمین میں مگر کہ مر جائیں گے مگر جس کو اللہ چاہے وہ نہ مرے گا پھر دو پھونکوں کے درمیان فرق ہوگا جتنا کہ اللہ چاہے گا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں اور ان حدیثوں میں دلالت ہے اس پر کہ قیامت کے دن صور میں فقط دو بار پھونکا جائے گا اور اس میں ہے کہ لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دونوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہوگا یا چالیس دن کا؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تعیین مجھ کو معلوم نہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ہی سنا ہے جیسا تم سے کہا سو میں اپنی رائے سے اس میں خوض نہیں کرتا یا میں اس کو بیان نہیں کرتا کہ اس کے بیان کی حاجت نہیں اور البتہ آیا ہے کہ دونوں پھونکوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور حسن سے مرسل روایت ہے کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہے پہلی پھونک سے اللہ سب کو مار ڈالے گا اور دوسری سے زندہ کرے گا ہر مردے کو اور ایک روایت کی طبری نے قتادہ سے سو بیان کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی منقطع پھر کہا کہ کہا اس کے ساتھیوں نے کہ ہم نے اس سے نہیں پوچھا اور نہ ہم سے کچھ زیادہ کہا لیکن وہ اپنی رائے سے بیان کرتے تھے کہ مراد چالیس برس ہیں اور اس میں تعقب ہے حلیمی پر کہ اتفاق ہے سب روایتوں کا اس پر کہ دونوں پھونکوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہے، میں کہتا ہوں اور دونوں پھونکوں کے درمیان مردوں کا کیا حال ہوگا سو واقع ہوا ہے بیان اس کا اس چیز میں کہ واقع ہوئی ہے حدیث صور میں جو دراز ہے کہ جب پہلی پھونک کے بعد سب زندہ آدمی مر جائیں گے اور اللہ کے سوائے کوئی چیز باقی نہ رہے گی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمایا گا ﴿اَنَا الْجَبَّارُ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾

یعنی میں ہوں جبار آج کس کی بادشاہی ہے؟ سو نہ جواب دے گا اس کو کوئی پھر اللہ خود فرمائے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ اور بعض نے کہا کہ یہ حشر کے بعد واقع ہو گا اور ترجیح دی قرطبی نے اول کو اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ یہ دو بار واقع ہو گا اور یہ اولیٰ ہے اور روایت کی بیہقی نے ابی زعزا کے طریق سے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے ذکر کیا دجال کو پھر کہا کہ دونوں پھونکوں کے درمیان ہو گا جتنا اللہ چاہے گا سو کوئی آدمی نہیں مگر کہ زمین میں اس سے کچھ چیز ہو گی پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے مینہ بھیجے گا تو اس پانی سے ان کے بدن جم اٹھیں گے جیسا کہ زمین میں سبزہ اگاتی ہے۔

تنبیہ: جب یہ بات قرار پائی کہ ایک نفخہ کا دراز یہاں تک کہ کامل ہو زندہ ہونا اس کا شی بعد شی کے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ تو مراد اس استثناء سے کون لوگ ہیں اس میں دس قول آئے ہیں اول قول یہ ہے کہ مراد اس سے سب مردے ہیں اس واسطے کہ ان کو کوئی شعور نہیں سو نہ بیہوش ہوں گے اور اسی کی طرف میل کی ہے قرطبی نے اور اس میں ہے جو کچھ ہے اور اس کی سند یہ ہے کہ اس کی تعیین میں کوئی چیز صحیح نہیں ہوئی اور تعقب کیا ہے اس کا اس کے ساتھی قرطبی نے سو کہا اس نے کہ صحیح ہو چکی ہے اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے موقوف روایت ہے کہ وہ شہید لوگ ہیں اور یہ دوسرا قول ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ وہ پیغمبر لوگ ہیں اور اسی کی طرف میل کی ہے بیہقی نے کہا اور وجہ اس کی میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں شہیدوں کی طرح سو جب صور میں پہلی بار پھونکا جائے گا تو بیہوش ہو جائیں گے پھر نہ ہو گی یہ موت سب معنوں میں مگر شعور کے جانے میں اور البتہ جائز رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا سو اگر وہ ان میں سے ہیں تو نہ دور ہو گا شعور ان کا اس حالت میں بسبب اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے ان کے واسطے طور کی بیہوشی میں، چوتھا قول یہ ہے کہ وہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام اور ملک الموت ہیں کہ وہ سب سے پیچھے رہیں گے پھر تینوں اول مر جائیں گے پھر اللہ ملک الموت سے کہے گا مر جا تو وہ بھی مر جائے گا اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث روایت کیا ہے بیہقی نے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ان میں عرش کے اٹھانے والے اس واسطے کہ وہ آسمانوں سے اوپر ہیں، پانچواں قول ممکن ہے کہ چوتھے سے لیا جائے، چھٹا قول یہ کہ چاروں فرشتے مذکور اور عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی ایک حدیث میں آیا ہے لیکن وہ ضعیف ہے، ساتواں قول یہ ہے کہ مراد اس سے موسیٰ علیہ السلام ہیں یہ انس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آٹھواں قول یہ ہے کہ مراد اس سے بہشتی لڑکے ہیں اور حوریں، نواں قول یہ ہے کہ وہ چوکیدار بہشت اور دوزخ کے ہیں اور جو چیز کہ اس میں سے سانپ اور بچھوں سے حکایت کیا ہے اس کو ثعلبی نے ضحاک سے، دسواں قول یہ ہے کہ مراد اس سے سب فرشتے ہیں جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن حزم رحمہ اللہ نے ملل اور نحل میں سو کہا کہ

فرشتے ارواح ہیں ان میں روح نہیں سو وہ بالکل نہیں مریں گے اور ضعیف جانا ہے بعض اہل نظر نے اکثر ان اقوال کو اس واسطے کہ استثناء واقع ہوا ہے آسمان اور زمین کے رہنے والوں سے اور فرشتے وغیرہ مذکور لوگ آسمان کے رہنے والوں میں سے نہیں ہیں اس واسطے کہ عرش آسمانوں سے اوپر ہے تو اس کے اٹھانے والے آسمانوں کے رہنے والوں میں سے نہیں ہیں اور جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ان فرشتوں میں سے ہیں جو عرش کے گرد صف باندھے ہیں اور اس واسطے کہ وہ بہشت آسمانوں کے اوپر ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مستثنیٰ لوگ فرشتوں کے سوائے ہیں۔ (فتح)

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ان کی کوہِ طور کی بیہوشی یہاں مجرا ہوگی اور برتقدیر میں موسیٰ علیہ السلام کے واسطے فضیلت ظاہر ہے اور یہ تواضع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ارشاد ہے امت کو کہ آپ کی راہ چلیں اور نہیں ہے کلام بیچ ثابت ہونے اصل فضیلت کے موسیٰ علیہ السلام کے واسطے اور بہت وقت ایسا ہوتا ہے کہ جھگڑے سے کسی پیغمبر کی توہین لازم آتی ہے اور پیغمبر کی توہین کفر ہے یا واقع ہونا اس کلام کا نزول وحی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے پہلے تھا ورنہ یہ فضیلت جزوی موسیٰ علیہ السلام کی منافی فضیلت کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں اور شفاعت وغیرہ کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے افضل ہیں اور جاننا چاہیے کہ مراد ساتھ صعقہ کے اس حدیث میں بیہوشی ہے کہ عارض ہوگی آدمیوں کو بعد بھی اٹھنے کے موقف قیامت میں ساتھ سننے آواز کے یا دیکھنے ہولناک چیز کے اس قرینہ سے کہ اس کے بعد افاقہ کو ذکر کیا اور افاقہ کے معنی ہیں ہوش میں آنا غشی سے جیسا کہ کوہِ طور کے صعقہ اور افاقہ میں تھا اور نہیں مراد ہے صعقہ موت کا اول نفخہ صور سے کہ اس کے بعد دوسرے نفخہ سے جی اٹھنا ہوگا نہ ہوش میں آنا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام اول نفخہ کے وقت مردے اور قبر میں ہوں گے صعقہ موت کا ان کے حق میں کوئی معنی نہیں رکھتا اور اگر مراد صعقہ اول نفخہ کا ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرنے کے ساتھ یقین کیا ہو اور موسیٰ علیہ السلام کے حق میں تردد کیا ہو کہ مردہ ہیں یا نہیں اور حالانکہ واقع میں عیسیٰ علیہ السلام بھی مردہ ہیں مگر یہ کہ کہا جائے کہ صعقہ اول نیز گھبراہٹ کا صعقہ ہے کہ شامل ہوگا سب زندوں اور مردوں کو ساتھ قرینہ اس آیت کے ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ اور وہ گھبراہٹ اور ڈر ہے کہ مردوں کو زیادہ ہوگا اس چیز پر کہ اس میں ہیں اور زندوں کے واسطے موت ہوگی سو دوسرے نفخہ کے ساتھ اس سے ہوش میں نہ آئیں گے سو جو مقبور ہوگا اس کی قبر پھٹ جائے گی اور قبر سے باہر آئے گا اور جو قبر میں مدفون نہیں وہ قبر کے پھٹنے کا محتاج نہ ہوگا اور سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے باہر آئیں گے۔ (شیخ الاسلام)

۶۰۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۳۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بیہوش ہو جائیں گے جب کہ بیہوش ہو جائیں تو اول میں کھڑا ہوں گا یعنی اول میں ہوش میں آؤں گا تو

يَصْعَقُ النَّاسُ حِيْنَ يَصْعَقُوْنَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ قَامَ فَإِذَا مُوْسٰى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَمَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دیکھوں گا کہ عرش کو پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی ان لوگوں میں تھے جو بیہوش ہوئے یا نہیں روایت کیا ہے یعنی اصل حدیث کو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزری۔

بَابٌ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مٹھی میں کرے گا اللہ زمین کو روایت کیا ہے اس کو نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: جب ذکر کیا ترجمہ نفخ صور کا تو اشارہ کیا اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی ہے سورہ زمر میں نفخے کی آیت سے پہلے ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ اور اس آیت میں ہے ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً﴾ وہ چیز ہے کہ تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ قبض کرنا آسمانوں اور زمین کا واقع ہوگا بعد پھونکنے کے صور میں یا ساتھ اس کے وسیاق۔ (فتح)

٦٠٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ.

٦٠٣٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مٹھی میں کرے گا اللہ زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب التوحید میں آئے گی اور اقتصار کیا ہے میں نے اس جگہ اس چیز پر جو متعلق ہے ساتھ تبدیل زمین کے واسطے مناسبت حال کے کہا عیاض نے کہ یہ حدیث آئی ہے صحیح میں تین لفظوں سے قبض اور طی اور اخذ اور معنی ان سب کے جمع کرنا ہیں اس واسطے کہ آسمان کشادہ اور مبسوط ہیں اور زمین ہموار اور بچھائی گئی ہے پھر رجوع کیا اس نے طرف معنی رفع اور ازالہ اور تبدیل کے سو عود کیا اس نے طرف جوڑنے بعض ان کے ساتھ بعض کے اور ہلاک کرنے ان کے سو وہ تمثیل ہے واسطے صفت قبض کرنے اس مخلوقات کے اور جمع کرنے اس کے بعد کشادہ اور متفرق ہونے اس کے واسطے دلالت کرنے کے اوپر مقبوض اور مبسوط کے نہ اوپر بسط اور قبض کے اور احتمال

ہے کہ ہو اشارہ طرف استیعاب کے اور زیادہ بیان اس کا کتاب التوحید میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اختلاف ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ﴾ کہ کیا مراد بدل ڈالنا ذات زمین اور صفت اس کی کا ہے فقط اور اس کا بیان کتاب التوحید میں ہے۔ (فتح)

۶۰۳۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَكْفَأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِّأَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَلَا أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُوْنُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ قَالَ إِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَنُوْنٌ يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ أَلْفًا.

۶۰۳۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہو جائے گی زمین یعنی زمین دنیا کی قیامت کے دن ایک روٹی اللہ اس کو اپنے دست قدرت سے الٹے پلٹے گا جیسا ہر ایک آدمی تم میں سے اپنی روٹی کو الٹ پلٹتا ہے سفر کی حالت میں بہشتیوں کی مہمانی کے واسطے سو ایک یہودی مرد آیا سو کہا کہ اللہ برکت کرے تجھ پر اے ابوالقاسم! کیا نہ خبر دوں میں تجھ کو بہشتیوں کی مہمانی کی قیامت کے دن؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں! کہا کہ ہو جائے گی زمین قیامت کے دن ایک روٹی جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف نظر کی پھر ہنسے یہاں تک کہ آپ کے پچھلے دانت ظاہر ہوئے پھر کہا کہ کیا نہ خبر دوں تجھ کو ان کے سالن کی؟ یعنی جس کے ساتھ روٹی کھائی جاتی ہے؟ اس نے کہا کہ ان کا سالن بالام اور نون ہے، اصحاب نے کہا اور کیا ہے؟ کہا یہودی نے کہ وہ بیل اور مچھلی ہے کھائیں گے دونوں کے کلیجے کا بڑھا ہوا گوشت ستر ہزار آدمی۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ روٹی ظلمہ اور وہ آٹا گوندھا ہوا کہ رکھا جاتا ہے گڑھے میں بعد جلانے آگ کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ روٹی اپنی سفر کی حالت میں یعنی وہ روٹی کو تیار کرتا ہے اس کو مسافر کہ وہ نہیں ہموار کی جاتی جیسے ہموار کی جاتی ہے چپاتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ الٹائی پلٹائی جاتی ہے تا کہ برابر ہو کہا داؤدی نے کہ مراد یہ ہے کہ کھائیں گے اس سے وہ لوگ جو انجام کار بہشت میں جائیں گے اہل محشر سے یہ مراد نہیں کہ نہ کھائیں گے اس کو یہاں تک کہ بہشت میں داخل ہوں، میں کہتا ہوں اور ظاہر حدیث کا اس کے مخالف ہے اور گویا کہ بنا کی اس نے

اس چیز پر جو روایت کی طبری نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہ ہو جائے گی زمین سفید روٹی کھا جائے گا ایماندار اپنے پاؤں کے نیچے سے اور واسطے بیہقی کے ہے عکرمہ سے کہ بدل دی جائے گی زمین مثل روٹی کی کھائیں گے اس سے اہل اسلام یہاں تک کہ فارغ ہوں حساب سے اور نقل کیا ہے طیبی نے بیضاوی سے کہ یہ حدیث نہایت مشکل ہے نہ بوجہ انکار کرنے اللہ کی قدرت سے اس چیز سے جو چاہی بلکہ واسطے عدم توقیف کے اوپر بدلنے جسم زمین کے اپنی ذات سے جس پر ہے طرف طبع اس چیز کی کہ کھائی پی جاتی ہے باوجود اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے حدیثوں میں کہ یہ زمین قیامت کے دن آگ کی ہو جائے گی اور دوزخ کے ساتھ جوڑی جائے گی اور شاید وجہ اس میں یہ ہے کہ معنی قول حضرت ﷺ کے خبزۃ واحدۃ یعنی مثل ایک روٹی کی کہ اس کی نعمت سے ایسا ایسا ہے اور وہ نظیر ہے اس چیز کی کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی جو اس کے بعد مذکور ہے جیسے میدے کی روٹی سو بیان کی مثل ساتھ اس کے واسطے گول اور سفید ہونے اس کے سو بیان کی مثل اس حدیث میں ساتھ روٹی کے جو زمین کی مشابہ ہو دو معنوں میں ایک بیان کرنا اس کی شکل وصورت کا ہے جس پر اس دن زمین ہوگی اور دوسرا بیان کرنا روٹی کا ہے کہ تیار کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ بہشتیوں کی مہمانی کے واسطے اور بیان کرنا عظم مقدار اس کے کا از روئے پیدا کرنے کے کہا طیبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوا ہے اشکال اس واسطے کہ اس نے گمان کیا ہے دونوں حدیثوں کو حشر کے باب میں سو گمان کیا ہے اس نے کہ وہ دونوں ایک چیز کے واسطے ہیں اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حدیث دوسرے باب سے ہے اور نیز پس تشبیہ نہیں مستلزم ہے باہم شریک ہونے کو درمیان مشبہ اور مشبہ بہ کے تمام اوصاف میں بلکہ کافی ہے حاصل ہونا تشبیہ کا بعض اوصاف میں اور اس کی تقریر یہ ہے کہ تشبیہ دی ہے حضرت ﷺ نے حشر کی زمین کو ساتھ روٹی کے برابر اور سفید ہونے میں اور تشبیہ دی بہشت کی زمین کو بیچ ہونے اس کے مہمانی واسطے بہشتیوں کے ساتھ جلدی کرنے سوار کے اپنے خرچ راہ کو کہ قناعت کرے ساتھ اس کے اپنے سفر میں، میں کہتا ہوں اور اس کا اخیر کلام ثابت کرتا ہے اس چیز کو جو قاضی نے کہی کہ دنیا کی زمین کا آگ ہونا محمول ہے حقیقت پر اور یہ کہ وہ روٹی ہو جائے گی اہل موقف اس سے کھائیں گے محمول ہے مجاز پر اور جو آثار کہ میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ وغیرہ سے وارد کیے ہیں رد کرتے ہیں اوپر اس کے اور ادنیٰ حمل کرنا اس کا ہے حقیقت پر جب تک کہ ممکن ہو اور اللہ کی قدرت اس کے واسطے صلاحیت رکھتی ہے بلکہ اس کے حقیقت پر محمول ہونے کا اعتقاد ابلغ ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہ عذاب ہوگا ایمانداروں کو بیچ دراز ہونے زمانے قیامت کے ساتھ بھوک کے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان کے واسطے زمین کی ذات کو بدل کر روٹی کر ڈالے گا تاکہ اس کو اپنے قدموں کے نیچے سے کھائیں جتنا چاہیں بغیر مشقت اور تکلیف کے پس یہ جو کہا کہ مہمانی بہشتیوں کے واسطے یعنی جو انجام کار بہشت میں داخل ہوں گے عام تر اس سے کہ واقع ہو یہ بعد داخل ہونے کی طرف اس کے یا اس سے پہلے اور یہ جو کہا کہ

حضرت ﷺ خوش ہوئے یعنی خوش لگا حضرت ﷺ کو خبر دینا یہودی کا اپنی کتاب سے مثل اس کی کہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے جہت وحی سے اور تھی خوش لگتی حضرت ﷺ کو موافقت اہل کتاب کی اس چیز میں کہ حضرت ﷺ پر وحی نہ اتری ہو پس کس طرح ہے موافقت اس چیز میں کہ حضرت ﷺ پر وحی اتری ہو اور یہ جو کہا کہ دونوں کلیجے کا بڑھا ہوا گوشت تو کہا عیاض نے کہ وہ ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جو الگ ہے اور اس کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور تمام کلیجے میں زیادہ عمدہ اور پاک تر ہے اسی واسطے خاص کیے گئے ساتھ کھانے اس کے ستر ہزار اور شاید وہ ستر ہزار وہی لوگ ہیں جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے فضیلت دی گئی ان کو ساتھ عمدہ تر مہمانی کے اور احتمال ہے کہ مراد ستر ہزار سے عدد کثیر ہو اور حصہ مراد نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالوں میں کہ اول کھانا جو بہشتی لوگ کھائیں گے کلیجے کا بڑھا ہوا گوشت ہے اور ان کی غذا اس کے بعد یہ ہے کہ ذبح کیا جائے گا ان کے واسطے بیل بہشت کا جو بہشت کا سبزہ کھاتا تھا اور اور ان کا شربت اوپر اس کے اس نہر سے ہے جس کا نام سلسبیل ہے اور روایت کی ہے ابن مبارک نے کعب احبار سے کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو اللہ دن سے فرمائے گا کہ ہر مہمان کے واسطے ایک اونٹ ہوتا ہے اور میں تم کو آج مچھلی اور بیل دیتا ہوں سو بہشتیوں کے واسطے اس کو ذبح کیا جائے۔ (فتح)

٦٠٤٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى أَرْضٍ بَيْضَآءَ عَفْرَآءَ كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ قَالَ سَهْلٌ أَوْ غَيْرُهٗ لَيْسَ فِيْهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ.

۶۰۴۰۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حشر ہوگا لوگوں کا یعنی جمع کیا جائے گا ان کو قیامت کے دن سفید زمین پر جو سرخی مارتی ہوگی جیسے میدے کی روٹی کہا سہل رضی اللہ عنہ نے یا اس کے غیر نے کہ اس میں کوئی نشان باقی نہ رہے گا یعنی کوئی مینار اور مکان نہ رہے گا صاف چٹیل میدان ہو جائے گا۔

فائدہ: معلم اس کو کہتے ہیں جس سے راہ معلوم ہو اور کہا عیاض نے مراد یہ ہے کہ نہ اس میں علامت گھر کی ہوگی اور نہ کوئی اور نشان اور نہ کوئی چیز علامتوں سے جن سے آدمی طرقات میں راہ پاتا ہے مانند پہاڑ کی اور پتھر ظاہر کی اور اس میں تعریض ہے ساتھ زمین دنیا کے اور یہ کہ وہ جاتی رہے اور قطع ہوا علاقہ اس سے اور کہا ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر عظیم ہونے قدر کے اور خبردار کرنا ہے ساتھ جزئیات دن قیامت کے تا کہ ہو سامع بصیرت پر سو خلاص کرے اپنے نفس کو اس ہول سے اس واسطے کہ بیچ پہچاننے جزئیات شے کے اس کے واقع ہونے سے پہلے ریاضت ہے نفس کی اور باعث ہوتا ہے اس کو اس چیز پر کہ اس میں اس کی خلاصی ہے برخلاف آنے امر کے اچانک

اوراس سے معلوم ہوا کہ قیامت کی زمین اس دنیا کی زمین سے نہایت بڑی ہے اور حکمت صفت مذکور میں یہ ہے کہ یہ دن عدل اور انصاف اور ظہور حق کا ہے سو حکمت نے تقاضا کیا کہ ہو وہ جگہ جس میں یہ واقع ہو پاک صاف گناہ کے عمل سے اور ظلم سے اور تا کہ ہو ظہور اللہ تعالیٰ کا اپنے ایماندار بندوں پر اور اس زمین پر کہ لائق ہے ساتھ عظمت اس کی کے اور اس واسطے کہ حکم اس میں فقط اللہ ہی کا ہوگا اور کسی کا نہیں ہوگا سو مناسب ہوا کہ محل بھی تنہا اللہ ہی کے واسطے خالص ہو اور اس میں اشارہ ہے کہ زمین دنیا کی نابود اور معدوم ہوگی اور یہ کہ زمین موقف کی نئی پیدا ہوگی اور البتہ واقع ہوا ہے واسطے سلف کے اس میں خلاف اللہ کے اس قول میں ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ کہ کیا مراد تبدیل سے یہ ہے کہ اس کی ذات اور صفات متغیر ہو جائے گی یا فقط اس کی صفات متغیر ہوں گی اور حدیث باب کی اول وجہ کی تائید کرتی ہے یعنی اس کی ذات بھی بدل جائے گی اور اس کی صفات بھی بدل جائیں گی اور روایت کی عبدالرزاق نے اور طبری وغیرہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ کہا بدل جائے گی زمین جیسے وہ چاندی ہے نہ بہا ہوگا اس میں خون حرام اور نہ اس پر کوئی گناہ ہوا ہوگا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور وہ موقوف ہے اور احمد نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدل جائے گی زمین جیسے سفید چاندی کسی نے کہا کہ اس دن خلق کہاں ہوگی؟ کہا کہ اس دن اللہ کے مہمان ہوں گے ہرگز نہ عاجز کرے گا ان کو جو اللہ کے پاس ہے اور طبری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بدل ڈالے گا اللہ تعالیٰ اس زمین کو چاندی کی زمین سے جس پر گناہ واقع نہ ہوئے ہوں اور علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح موقوف روایت آئی ہے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ زمین ہوگی جیسے چاندی اور اسی طرح آسمان بھی اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آسمان سونے کے ہوں گے اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ قیامت کے دن یہ زمین دنیا کی لپیٹی جائے گی اور اس کے پاس اور زمین ہوگی حشر ہوگا لوگوں کا اس زمین سے اس زمین پر اور صور کی حدیث دراز میں ہے کہ بدلی جائے گی زمین اور زمین سے اور آسمانوں کو بھی سو اللہ اس کو کشادہ کرے گا اور بچھا دے گا اس کو دراز کرے گا جیسے چمڑے کو دراز کیا جاتا ہے نہ اس میں کوئی کجی ہوگی اور نہ بلندی پھر اللہ ایک بار آدمیوں کو زجر کرے تو تواچانک وہ اس زمین بدلی ہوئی پر ہوں گے اپنی اپنی جگہ میں ہوں گے جیسے اول زمین سے تھے جو اول زمی کے پیٹ میں تھا وہ اس کے بھی پیٹ میں ہوگا اور جو اول زمین کی پشت پر تھا وہ دوسری زمین کی پشت پر ہوگا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ واقع ہوگا یہ بعد نفخہ صعق کے بعد حشر اول کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ کا اور جب زمین دراز کی جائے گی اور ڈال دے گی جو اس میں ہے اور خالی ہو جائے گی یعنی مردوں سے اور جو قائل ہے کہ متغیر ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ زمین کی صفات میں ہوگا سوائے ذات اس کی کے سو اس کی سند وہ چیز ہے جو روایت کی حاکم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین دراز کی جائے گی اور خلق جمع کی جائے گی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ زمین دراز

کی جائے گی جیسے چمڑا دراز کیا جاتا ہے پھر آدمیوں کے واسطے دونوں قدم کی جگہ کے سوائے کوئی جگہ باقی نہ رہے گی اور واقع ہوا ہے کلبی کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ﴾ الآیۃ کہا اس نے کہ اس میں گھٹایا بڑھایا جائے گا اور جاتے رہیں گے ٹیلے اس کے اور پہاڑ اس کے اور جنگل اس کے اور نالے اس کے اور درخت اس کے اور دراز کی جائے گی جیسے چمڑا دراز کیا جاتا ہے اور یہ قول ظاہر میں اگرچہ پہلے قول کے مخالف ہے لیکن ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ واقع ہوگا یہ سب دنیا کی زمین کے واسطے لیکن موقف قیامت کی زمین اس کی غیر ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو واقع ہوا ہے پہلی حدیث میں کہ دنیا کی زمین ایک روٹی ہو جائے گی اور اس میں حکمت وہ ہے جو پہلے گزری کہ وہ تیار کی جائے گی واسطے کھانے ایمانداروں کے یعنی تا کہ ایمان دار لوگ اس سے کھائیں موقف کے زمانے میں پھر ہو جائے گی مہمانی بہشتیوں کی اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ دریا کی جگہ آگ ہو جائے گی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زمین اور پہاڑ غبار ہو جائیں گے کافروں کے منہ میں اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ کوئی حصہ زمین کا آگ ہو جائے گا اور کوئی غبار اور کوئی روٹی اور آسمانوں میں بھی اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ جفان ہو جائیں گے اور بعض نے کہا کہ جب لپیٹے جائیں گے تو سورج اور چاند اور تارے بے نور ہو جائیں گے سو ایک بار تو تلچھٹ کی طرح ہو جائیں گے اور ایک بار سرخ چمڑے کی طرح ہو جائیں گے اور ایک بار پھٹ جائیں گے سو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متغیر ہوں گے اور تطبیق دی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ اول پھٹ جائیں گے سو ہو جائیں گے سرخ گلاب کی طرح اور تلچھٹ کی طرح اور بے نور ہو جائیں گے سورج اور چاند اور سب تارے پھر لپیٹے جائیں گے آسمان اور جوڑے جائیں گے طرف بہشتوں کی اور تطبیق دی ہے بعض نے ان حدیثوں میں ساتھ اس کے کہ زمین اور آسمان کا بدلنا دو بار واقع ہوگا ایک بار تو فقط اس کی صفت بدل دی جائے گی اور یہ اول نفخہ کے وقت ہوگا سو جھڑ پڑیں گے تارے اور بے نور ہو جائے گا آفتاب اور چاند اور ہو جائیں آسمان تلچھٹ کی طرح اور چلیں گے پہاڑ اور موج مارے گی زمین اور پھٹ جائے گی یہاں تک کہ اس کی شکل اور ہو جائے گی اس کی پہلی شکل کے سوائے پھر دونوں پھونکوں کے درمیان لپیٹ ڈالے جائیں گے آسمان اور زمین اور بدل دیا جائے گا آسمان اور زمین اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ الْحَشْرُ — آدمیوں کا حشر کس طرح ہوگا؟

فائدہ: کہا قرطبی نے کہ حشر چار قسم پر ہے دو بار دنیا میں حشر ہوگا اور دو بار آخرت میں سو جو دنیا میں ہے ایک ان دونوں میں سے وہ ہے جو مذکور ہے سورۂ حشر کی آیت میں ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ اور دوسرا حشر وہ ہے جو مذکور ہے نشانیوں میں جو مسلم کی حدیث میں ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھو گے اور ابو یعلی اور احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ قیامت سے پہلے

ایک آگ نکلے گی حضر موت سے جو لوگوں کو ہانک لے جائے گی، الحدیث اور اس میں ہے کہ اصحاب نے عرض کیا کہ ہم کو کیا حکم ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لازم جانو اپنے اوپر شام اور ایک روایت میں ہے کہ ایک آگ عدن سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی، میں کہتا ہوں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالوں میں کہ قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو پورب سے پچھم کی طرف ہانک لے جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ بھیجی جائے گی آگ پورب والوں پر سو جمع کر لے جائے گی ان کو مغرب کی طرف رات کاٹے گی ان کے ساتھ جہاں وہ رات کاٹیں گے دوپہر ٹھہرے گی ان کے ساتھ جہاں وہ ٹھہریں گے اور جو ان سے گر پڑے گا یعنی تو اس کو جلا ڈالے گی اور پیچھے رہے گی ہانکے گی ان کو جیسے ٹوٹے اونٹ کو ہانکا جاتا ہے اور مشکل ہے تطبیق ان حدیثوں میں اور ظاہر ہوا ہے میرے واسطے بیچ وجہ تطبیق کے یہ کہ اس کا عدن سے نکلنا نہیں مخالف ہے اس بات کے کہ وہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک لے جائے گی اور یہ اس واسطے کہ پہلے پہل وہ عدن سے نکلے گی پھر کل زمین میں پھیل جائے گی اور یہ جو فرمایا کہ ہانک لے جائے گی لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف تو مراد اس سے عام کرنا حشر کا ہے یعنی سب لوگوں کو ہانک لے جائے گی خاص مشرق اور مغرب مراد نہیں یا بعد پھیل جانے کے پہلے پہل مشرق کو ہانک لے جائے گی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ شروع فتنے فسادوں کا ہمیشہ مشرق کی طرف سے ہوا اور ٹھہرنا غایت کا طرف مغرب کی سو اس واسطے کہ شام بہ نسبت مشرق کے مغرب ہے اور احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آگ سے مراد فتنے ہوں پھیلنے والے جن سے بڑے بڑے فساد پیدا ہوئے اور آگ کی طرح بھڑکے اور ان کی ابتدا مشرق کی طرف سے ہوئی یہاں تک کہ اکثر خراب ہوا اور جمع ہوئے لوگ مشرق کی طرف سے شام اور مصر کی طرف اور وہ دونوں مغرب کی طرف میں ہیں جیسا کہ مشاہدہ کیا گیا کئی بار مغلوں سے چنگیز خان کے عہد میں اور جو ان کے بعد ہیں اور جو آگ کہ دوسری حدیث میں ہے وہ محمول ہے حقیقت پر، واللہ اعلم۔ تیسرا حشر مردوں کا ہے قبروں وغیرہ سے بعد جی اٹھنے سب کے طرف موقف قیامت کے اللہ نے فرمایا ﴿وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا﴾ اور چوتھا حشر ان کا ہے طرف بہشت اور دوزخ کی اور میں کہتا ہوں کہ پہلا حشر نہیں ہے مستقل اس واسطے کہ مراد حشر ہر اس کا ہے جو اس دن موجود ہوگا اور اول سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے واسطے ایک خاص فرقہ کے اور البتہ واقع ہوئی ہے نظیر اس کی کئی بار نکالا گیا ایک گروہ اپنے شہر سے بغیر اپنے اختیار کے شام کی طرف جیسا کہ واقع ہوا بنی امیہ کے واسطے اول جب کہ خلیفہ ہوا ابن زبیر سو نکالا اس نے ان کو مدینے سے شام کی طرف اور نہیں شمار کیا کسی نے اس کو حشر۔ (فتح)

٦٠٤١۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۶۰۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حشر ہوگا لوگوں کا تین طریق پر ایک قسم رغبت

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی ثَلَاثِ طَرَآئِقَ رَاغِبِیْنَ رَاهِبِیْنَ وَاثْنَانِ عَلٰی بَعِیْرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَأَرْبَعَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَیَحْشُرُ بَقِیَّتَهُمُ النَّارُ تَقِیْلُ مَعَهُمْ حَیْثُ قَالُوْا وَتَبِیْتُ مَعَهُمْ حَیْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَیْثُ أَصْبَحُوْا وَتُمْسِیْ مَعَهُمْ حَیْثُ أَمْسَوْا.

کرنے والے امیدوار ہوں گے یعنی حساب اور ثواب کے اُمیدوار اپنے نیک عملوں کے سبب سے یعنی اور یہ پہلا طریق ہے دوسری قسم خوفناک ہوں گے یعنی مسلمان قصور وار گنہگار اور دو شخص ایک اونٹ پر اور تین اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر یعنی اور یہ دوسرا طریق ہے اور تیری قسم یہ کہ باقی ماندوں کو آگ ہانک لے چلے گی دو پہر کو آگ ان کے ساتھ ٹھہر جائے گی جہاں وہ ٹھہریں گے اور رات کاٹے گی ساتھ ان کے جہاں وہ رات کاٹیں گے اور صبح کرے گی ان کے ساتھ جہاں وہ صبح کریں گے اور شام کرے گی ان کے ساتھ جہاں وہ شام کریں گے یعنی اور یہ تیسرا طریق ہے۔

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ آگ ان کے ساتھ رہے گی یہاں تک کہ ان کو حشر کے مکان میں پہنچائے گی کہا خطابی نے کہ یہ حشر قیامت سے پہلے ہوگا کہ تمام ملکوں کے زندہ لوگوں کو آگ شام کے ملک میں ہانک لے جائے گی اور بہرحال قیامت کا حشر جو قبروں سے موقف کی طرف ہوگا سو وہ برخلاف اس صورت کے ہے اونٹوں پر سوار ہونے اور ان پر آگے پیچھے چڑھنے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بنا بر اس چیز کے ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جو اس باب میں ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا قیامت کے دن ننگے بدن پیر پیادہ چلتے اور قول حضرت ﷺ کا اور دو شخص ایک اونٹ پر سوار ہوں گے، الخ تو مراد اس سے یہ ہے کہ ایک اونٹ پر باری باری سے سوار ہوں گے بعض سوار ہوں گے اور بعض پیادہ چلیں گے اور پانچ اور چھ کو دس تک ذکر نہیں کیا واسطے اختصار اور کفایت کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی عددوں سے باوجود اس کے کہ آگے پیچھے سوار ہونے کا جزم نہیں اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک اونٹ کو دس آدمیوں کو اٹھانے کی قوت دے اور میل کی ہے حلیمی نے اس طرف کہ یہ حشر قبروں سے نکلنے کے وقت ہوگا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے غزالی نے اور کہا اسماعیلی نے کہ ظاہر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مخالف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ اس میں ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا ننگے بدن، ننگے پاؤں، پیادہ چلتے اور تطبیق ان کے درمیان یہ ہے کہ تعبیر کی جاتی ہے ساتھ حشر کے نشر سے واسطے متصل ہونے اس کے ساتھ اس کے اور وہ نکالنا خلق کا ہے قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں سو ہانکے جائیں گے اور جمع کیے جائیں گے طرف موقف کی واسطے حساب کے سو اس وقت جو پرہیز گار ہوں گے وہ اونٹوں پر سوار ہوں گے اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے ساتھ اس کے کہ نکلیں گے قبروں سے ساتھ اس وصف کے جو ابن

عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے پھر جدا جدا ہوگا حال ان کا اس جگہ سے موقف قیامت کی طرف اس طرح پر کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور ٹھیک کہا ہے عیاض نے اس قول کو جو خطابی نے کہا اور قوت دی اس کو ساتھ حدیث حذیفہ ابن اُسید کے باب کے اخیر میں کہ وہ آگ دوپہر کو ان کے ساتھ ٹھہر جائے گی اور ان کے ساتھ رات کاٹے گی اور صبح کرے گی اور شام کرے گی اس واسطے کہ یہ اوصاف خاص ہیں ساتھ دنیا کے اور البتہ وارد ہوا ہے چند حدیثوں میں واقع ہونا حشر کا دنیا میں ملک شام کی طرف منجملہ ان کے حدیث حذیفہ ابن اُسید کی ہے جس کی طرف اشارہ گزرا اور منجملہ ان کے حدیث معاویہ بن حیدہ کی ہے مرفوع کہ تمہارا حشر ہوگا اور اشارہ کیا طرف شام کی پیادہ یا سوار اور گھسیٹے جاؤ گے تم اپنے موہنوں پر، روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور اس کی سند قوی ہے اور منجملہ ان کے حدیث ہے کہ ہوگی ہجرت بعد ہجرت کے اور ہانکے جائیں گے لوگ جگہ ہجرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اور نہ باقی رہیں گے زمین میں مگر بدتر لوگ ان کی زمین ان کو نکال دے گی اور جمع کر لے جائے گی ان کو آگ ساتھ بندروں اور سوروں کے آگ ان کے ساتھ رات کاٹے گی جہاں وہ رات کاٹیں گے اور دوپہر کو ٹھہر جائے گی ان کے ساتھ جہاں وہ ٹھہریں گے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے وہب بن منبہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے پتھر سے فرمایا کہ میں البتہ تجھ پر اپنا عرش رکھوں گا اور تجھ پر اپنی خلق کا حشر کروں گا اور جو تقسیم کہ حدیث میں وارد ہوئی ہے وہ بنا بر قصد خلاص ہونے کے ہے سو جس نے غنیمت فرصت جانی وہ چلا اپنی سواری پر سوار ہو کر رغبت کرنے والا اس چیز میں کہ اس کے آگے ہے اور جس نے دیر کی یہاں تک کہ سواری کم ہوئی اور تنگ ہوا سواری پانے سے تو سواری میں شریک ہوئے اور سوار ہوئے آگے پیچھے پس حاصل ہوگا شریک ہونا دو کا ایک اونٹ میں اور اس طرح تین کا اور ممکن ہے ان کو ہر ایک دونوں امر سے یعنی دو اور تین اکٹھے بھی ایک اونٹ پر سوار ہو سکتے ہیں اور باری باری سے بھی سوار ہو سکتے ہیں اور بہر حال سوار ہونا چار آدمیوں کا ایک اونٹ پر سو ظاہر حال ان کے سے باری باری سے سوار ہونا ہے اور سب کا ایک سواری پر اکٹھے سوار ہونا بھی ممکن ہے جب کہ ہلکے بدن ہوں یا لڑکے ہوں اور بہر حال دس آدمیوں کا ایک سواری پر سوار ہونا سو باری باری سے ہے اور سکوت کیا اس چیز سے جو اس سے اوپر ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ انتہا ہے بیچ اس کے اور سکوت کیا اس چیز سے کہ دس اور چار کے درمیان ہے واسطے اختصار کے اور وہ دوسری قسم ہے جو مذکور ہے حدیث میں اور بہر حال تیسری قسم سو تعبیر کی اس سے ساتھ قول اپنے کے کہ باقی ماندہ لوگوں کو آگ ہانک لے جائے گی واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ عاجز ہوئے حاصل کرنے اس چیز کے سے جس پر سوار ہوں اور نہیں واقع ہوا حدیث میں بیان حال ان کے کا بلکہ احتمال ہے کہ وہ پیادہ پا چلیں گے یا گھسیٹے جائیں گے واسطے بھاگنے کے آگ سے جو ان کو ہانک لے جائے گی اور تائید کرتا ہے اس کی جو واقع ہوا ہے بیچ اخیر حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ اصحاب نے پوچھا کہ ان کے پیدل چلنے

کا کیا سبب ہے سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سواریوں پر آفت ڈالے گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گی سواری یہاں تک کہ مرد اپنا عمدہ باغ دے کر ایک سواری خریدے گا واسطے بے قدر ہونے غیر منقول کے جس سے کوچ کرنے کا اس نے قصد کیا اور واسطے کم یاب ہونے سواری کے جو اس کو مقصود کی طرف پہنچائے اور یہ لائق ہے ساتھ حال دنیا کے اور مؤکد ہے خطابی کے قول کو اور اتاری گئی ہے اوپر موافق حدیث باب کے یعنی مصابیح سے اور وہ یہ کہ قول اس کا ہے فوج طاعمین کاسبین راکبین موافق ہے واسطے اس قسم کے جو ایک اونٹ پر آگے پیچھے سوار ہوں گے اس واسطے کہ صفت پیادہ پا چلنے کی ان کے واسطے لازم ہے اور بہر حال جو لوگ کہ جمع کر لے جائے گی ان کو آگ سو وہی لوگ ہیں جن کو فرشتے گھسیٹیں گے۔ (فتح)

٦٠٤٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِيْ أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى أَنْ يُمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا.

٦٠٤٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کس طرح حشر ہو گا کافر کا قیامت کے دن اپنے منہ کے بل؟ یعنی جو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت میں کافر منہ کے بل چلیں گے یہ کس طرح ہو سکے گا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس کو دنیا میں اس کے دونوں پاؤں پر چلایا کیا وہ قادر نہیں اس پر کہ قیامت کے دن اس کو منہ کے بل چلائے؟ یعنی جس نے پاؤں میں چلنے کی طاقت دی وہ منہ میں دے سکتا ہے یعنی اللہ کے آگے سب مشکل چیزیں آسان ہیں، کہا قتادہ نے کیوں نہیں! قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی۔

فائدہ: اور ظاہر مراد چلنے سے حقیقی چلنا ہے اسی واسطے اصحاب نے اس سے تعجب کیا اور اس کی حقیقت پوچھی اور حکمت بیچ چلانے کافر کے منہ کے بل یہ ہے کہ عذاب کیا گیا وہ اس پر کہ اس نے دنیا میں اللہ کو سجدہ نہ کیا ساتھ اس کے کہ گھسیٹا جائے منہ کے بل قیامت میں واسطے ظاہر کرنے اس کی ذلت کے اس طور سے کہ ہو گیا منہ اس کا بجائے اس کے ہاتھ اور پاؤں کے بیچ بچنے کے تکلیف دینے والی چیزوں سے۔ (فتح)

٦٠٤٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً

٦٠٤٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بیشک تم قیامت میں اللہ کو ملو گے یعنی موقف میں بعد جی اٹھنے کے ننگے پیر ننگے بدن پیدل چلتے بے ختنہ ہوئے، کہا سفیان نے یہ حدیث اس قسم

مُشَاةً غُرْلًا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِمَّا نَعُدُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سے ہے کہ شمار کی جاتی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما صغار اصحاب سے ہیں لیکن بہت وقت مرسل بیان کرتے تھے جس کو اکابر اصحاب سے سنا اور واسطہ بیان نہیں کرتے تھے اور کبھی بیان کرتے تھے سو بیان کیا کہ یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ سنیں۔

فائدہ: یعنی دنیا کے سامان میں شب و روز مشغول رہتے ہو سواری میں اور پوشاک میں مرتے ہو قیامت میں کچھ بھی نہ ہوگا کپڑا تک بدن پر نہ ہوگا جیسے ننگے مادرزاد پیدا ہوئے تھے ویسے ہی قبروں سے اٹھو گے۔

٦٠٤٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ إِنَّكُمْ مُّلَاقُو اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا.

۶۰۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر خطبہ پڑھتے تھے فرماتے تھے بیشک تم قیامت میں اللہ کو ملو گے ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ ہوئے۔

فائدہ: کہا بیہقی نے کہ وارد ہوا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یعنی جو ابوداؤد نے روایت کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے کہ جب ان کو موت حاضر ہوئی تو نئے کپڑے منگوائے اور ان کو پہنا اور کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ مردہ زندہ کیا جائے گا اپنے کپڑوں میں جن میں مرے گا اور تطبیق دونوں میں یہ ہے کہ حشر میں بعض ننگا ہوگا اور بعض کپڑے پہنے ہوگا یا اول سب کا حشر ننگے ہوگا پھر پیغمبروں کو پوشاک پہنائی جائے گی سو پہلے پہل ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی یا نکالے جائیں گے قبروں سے ان کپڑوں میں جن میں مرے تھے پھر گر پڑیں گے ان سے وہ کپڑے وقت شروع ہونے حشر کے سو حشر ہوگا ان کا ننگے بدن پر پہلے پہل ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی اور حمل کیا ہے بعض نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کو شہیدوں پر اس واسطے کہ وہی ہیں جن کو کپڑوں میں دفنانے کا حکم ہے سو احتمال ہے کہ ابوسعید نے اس کو شہید کے حق میں سنا ہو اور اس کو عموم پر حمل کیا ہو اور اسی طرح حمل کیا ہے اس کو عموم پر معاذ رضی اللہ عنہ نے اور حمل کیا ہے اس کو بعض اہل علم نے عمل پر اور اطلاق کپڑے کا عمل پر قرآن میں واقع ہوا ہے ﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا ہر بندہ اس چیز پر کہ مرا روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ترجیح دی ہے قرطبی

نے حمل کرنے کو ظاہر حدیث پر یعنی حدیث کا ظاہر پر محمول ہونا راجح ہے اور تائید پاتا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ وقولہ تعالیٰ ﴿كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ﴾ یعنی اور البتہ تم آئے ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تم کو پہلی بار یعنی ننگے بدن ننگے پاؤں بے ختنہ ہوئے اور اسی کی طرف اشارہ ہے باب کی حدیث میں ساتھ ذکر کرنے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ بعد قول حضرت ﷺ کے حفاۃ عراۃ یعنی جب ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا پھر پیدا کریں گے سو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث محمول ہے شہیدوں پر اس واسطے کہ وہ اپنے کپڑوں میں دفنائے جاتے ہیں سو ان میں زندہ کیے جائیں گے واسطے جدا کرنے اس کے غیر اس کے سے اور البتہ نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اکثر علماء سے اور قیاس کی رو سے کہ کپڑے دنیا میں مال ہیں اور نہیں ہے مال آخرت میں اس چیز سے کہ دنیا میں تھا اور اس واسطے کہ جو چیز کہ بچاتی ہے نفس کو بری چیز سے آخرت میں ثواب ہے ساتھ نیک عمل اس کے یا رحمت اللہ کے اور بہر حال دنیا کی پوشاکیں سو اس کو کچھ دفع نہیں کرتیں یہ قول حلیمی کا ہے اور مذہب غزالی کا ظاہر حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے موافق ہے اور وارد کی ہے اس نے ایک زیادتی جس کی میں نے کوئی اصل نہیں پائی اور وہ یہ ہے کہ میری امت کا حشر اپنے کفنوں میں ہوگا اور باقی سب امتوں کا حشر ننگے ہوگا کہا قرطبی نے اگر ثابت ہو تو محمول ہوگی شہیدوں پر آپ کی امت سے تاکہ حدیثوں میں مخالفت نہ رہے اور یہ جو فرمایا کہ بے ختنہ ہوئے تو کہا ابن عبدالبر نے کہ حشر ہوگا آدمی کا اس حال میں کہ ننگا ہوگا اور واسطے ہر عضو کے وہ چیز ہوگی جو اس کے واسطے پیدا ہونے کے دن تھے سو جس سے کوئی چیز کاٹی گئی ہوگی وہ اس کو پھر دی جائے گی۔ (فتح)

٦٠٤٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ الْاٰيَةَ وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ وَإِنَّهٗ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِيْ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ

٦٠٤٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے خطبہ پڑھنے کو سو فرمایا کہ بیشک حشر ہوگا تمہارا ننگے پاؤں، ننگے بدن بے ختنہ ہوئے جیسا ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر پیدا کریں گے آخر آیت تک اور بیشک جو قیامت کے دن سب خلق سے پہلے پوشاک پہنایا جائے گا ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بیشک شان یہ ہے کہ کچھ لوگ میری امت کے لائے جائیں گے سو بائیں طرف پکڑے جائیں گے یعنی دوزخ کی طرف تو میں کہوں گا اے میرے رب! یہ لوگ میرے اصحاب ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا ہے کہ انہوں نے تیرے بعد کیا نئی چیز نکالی تو میں کہوں گا جیسا نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ان پر

عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ إِلٰی قَوْلِهِ الْحَكِیْمُ﴾ قَالَ فَیُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی أَعْقَابِهِمْ. گواہ تھا جب تک ان میں رہا حکیم تک تو کہا جائے گا کہ بیشک وہ سدا پھرتے رہے اپنی ایڑیوں کے بل یعنی دین سے پھر گئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی تو علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوشاک پہنائی جائے گی عرش کی دائیں طرف روایت کیا ہے اس کو ابن مبارک نے اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مثل حدیث باب کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے اور پہلے پہل بہشت سے ابراہیم علیہ السلام پوشاک پہنائے جائیں گے بہشتی جوڑا پہنائے جائیں گے اور کرسی لائی جائے گی تو وہ کرسی عرش کی دائیں طرف ڈالی جائے گی پھر میں لایا جاؤں گا سو میں بھی بہشتی پوشاک پہنایا جاؤں گا نہ قسمت کر سکے گا اس کے واسطے کوئی آدمی پھر کرسی لائی جائے گی اور عرش کے پائے کے پاس ڈالی جائے گی اور وہ عرش کے دائیں طرف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا اس حال میں کہ ننگے پیر اور ننگے بدن ہوں گے تو اللہ فرمائے گا کہ بھلا میں اپنے دوست کو ننگا نہیں دیکھتا سو ابراہیم علیہ السلام سفید کپڑا پہنائے جائیں گے وہی ہیں جو اول پوشاک پہنائے جائیں گے، بعض نے کہا کہ اول جو ابراہیم علیہ السلام پوشاک پہنائیں جائیں گے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ ننگے کیے گئے تھے جب کہ آگ میں ڈالے گئے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ پاجامہ پہننے کی سنت پہلے پہل انہوں نے نکالی ہے اور بعض نے کہا ہے اس واسطے کہ زمین میں ان سے زیادہ تر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کوئی نہ تھا سو ان کو جلدی پوشاک پہنائی جائے گی ان کی امان کے واسطے تا کہ ان کے دل کو اطمینان ہو یہ مختار ہے حلیمی کا اور اول قول اختیار قرطبی کا ہے اور روایت کی ابن منذر نے کہ اول اول ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے دوست کو پوشاک پہناؤ تا کہ لوگوں کو آج معلوم ہو ان کی فضیلت جو لوگوں پر ہے میں کہتا ہوں اور کچھ بیان اس کا بدء الخلق میں گزرا اور یہ کہ اول اول جو ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ابراہیم علیہ السلام ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں مطلق اور احتمال ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے اپنے کپڑوں میں نکلے ہوں جن میں فوت ہوئے اور جو بہشتی جوڑا کہ اس وقت پہنائے جائیں گے وہ پوشاک کرامت کی ہے ساتھ قریب بٹھلانے آپ کے کرسی پر عرش کے دائیں طرف سو ابراہیم علیہ السلام کو اول اول پوشاک پہنانا بہ نسبت باقی خلق کے ہوگا اور جواب دیا ہے حلیمی نے کہ اول ابراہیم علیہ السلام پوشاک پہنائے جائیں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر ظاہر حدیث کے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوشاک اعلیٰ اور اکمل ہوگی سو قائم ہوگا بیش قیمت ہونا اس کا مقام اس چیز کے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اولیت سے اور یہ جو فرمایا کہ ان کو بائیں طرف پکڑا جائے گا یعنی دوزخ کی طرف اور واقع ہوا ہے یہ صریح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دوزخ کی

صفت میں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک گروہ میرے سامنے آیا یہاں تک کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک مرد نکلا اس نے ان کو کہا کہ آؤ میں نے کہا کہ ان کو کدھر لے جائے گا؟ اس نے کہا کہ دوزخ کی طرف، الحدیث اور ایک روایت بخاری کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یہاں تک کہ جب میں ان کی طرف جھکوں گا کہ ان کو حوض کوثر کا پانی دوں تو وہ لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہو گا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا بدعتیں نکالیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ پلٹ گئے اپنی پشت پر اپنی ایڑیوں کے بل تو میں کہوں گا کہ ان کو دوری ہو ان کو دوری ہو اور ایک روایت میں ہے میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو ان میں سے نہ کرے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں کہا فربری نے کہ ذکر کیا جاتا ہے ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے روایت کی قبیصہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو حضرت ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہو گئے تھے سو لڑائی کی ان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یعنی یہاں تک کہ قتل ہوئے اور مر گئے کفر پر اور کہا خطابی نے کہ اصحاب میں سے کوئی شخص مرتد نہیں ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مرتد ہوئے تھے ایک قوم گنوار لوگوں میں سے جن کے واسطے دین میں کچھ نصرت نہ تھی اور نہیں قدح کرتا ہے یہ مشہور اصحاب میں اور دلالت کرتا ہے قول حضرت ﷺ کا اُصیحابی ساتھ تصغیر کے اوپر کم ہونے ان کے عدد کے اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے کفر سے یعنی مراد یہ ہے کہ وہ کافر ہو گئے تھے اور مراد امت سے دعوت کی ہے نہ امت اجابت کی اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ میں کہوں گا کہ ان کو دوری ہو ان کو دوری ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ ان کا حال حضرت ﷺ پر پوشیدہ رہا اور اگر امت اجابت سے ہوتے تو حضرت ﷺ ان کا حال پہچانتے ساتھ اس کے کہ ان کے عمل حضرت ﷺ کے سامنے کیے جاتے اور رد کرتا ہے اس قول کو حضرت ﷺ کا قول دوسری حدیث میں کہ یہاں تک کہ جب میں نے ان کو پہچانا کہا ابن تین نے احتمال ہے کہ وہ لوگ منافق ہوں یا کبیرے گناہ کرنے والے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک قوم گنواروں کی ہے کہ اسلام میں داخل ہوئے تھے واسطے اُمید اور ڈر کے کہا داؤدی نے نہیں منع ہے داخل ہونا کبیرے گناہ اور بدعت والوں کا بیچ اس کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض نے کہا کہ وہ منافق اور مرتد لوگ ہیں سو جائز ہے کہ ہو حشر ان کا ساتھ روشن ہونے منہ اور ہاتھ، پاؤں کے واسطے ہونے ان کے منجملہ امت کے سو پکاریں گے ان کو حضرت ﷺ بہ سبب اس علامت کے کہ ان پر ہو گی تو کہا جائے گا کہ انہوں نے بدل ڈالا دین کو تیرے بعد یعنی نہیں مرے اس چیز پر جس پر تو نے ان کو چھوڑا تھا کہا عیاض وغیرہ نے اور بنا بر اس کے پس جاتی رہے گی ان سے روشنی منہ اور ہاتھ اور پاؤں کی اور بجھ جائے گا نور ان کا اور بعض نے کہا نہیں لازم ہے کہ ہو ان پر نشانی غرہ اور تحجیل کی بلکہ پکاریں گے ان کو واسطے اس چیز کے کہ پہچانتے

تھے ان کے ظاہری اسلام سے اور بعض نے کہا کہ وہ بدعتی اور کبیرے گناہ والے لوگ ہیں جو اسلام پر مرے اور بنا بر اس کے پس نہیں یقین ہے ساتھ داخل ہونے ان لوگوں کے آگ میں اس واسطے کہ جائز ہے کہ عقوبت کے واسطے اول حوض کوثر سے ہٹائے جائیں پھر ان پر رحم کیا جائے اور نہیں ممتنع ہے کہ ہو ان کے واسطے غرہ اور تحجیل سو حضرت ﷺ نے ان کو اس علامت سے پہچانا برابر ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ہوں بعد آپ کے اور ترجیح دی ہے عیاض اور باجی وغیرہ نے قبیصہ رضی اللہ عنہ کے قول کو کہ وہ حضرت ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور ان کے پہچاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان پر پانچ کلیان کے علامت ہو اس واسطے کہ وہ کرامت ہے ظاہر ہوتا ہے ساتھ اس کے عمل مسلمان کا اور مرتد کا عمل اکارت ہوا سو ان کو ہو بہو پہچانتے ہوں گے نہ ان کی صفت سے باعتبار اس چیز کے کہ اس پر تھے مرتد ہونے سے پہلے اور نہیں بعید ہے کہ اس میں منافق لوگ بھی داخل ہوں جو حضرت ﷺ کے زمانے میں تھے اور شفاعت کی حدیث میں آئے گا کہ باقی رہے گی یہ امت اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ حشر ہوگا ان کا ساتھ ایمانداروں کے کہ وہ ہو بہو پہچانے جائیں گے اگرچہ ان کے واسطے یہ علامت نہ ہو سو حضرت ﷺ جس کی صورت پہچانیں گے اس کو پکاریں گے باعتبار اس حال کے جس پر اس کو دنیا میں چھوڑا تھا اور بہرحال داخل ہونا بدعتیوں کا اس حدیث میں سو بعید جانا گیا ہے واسطے تعبیر کرنے کے حدیث میں ساتھ قول حضرت ﷺ کے اصحابی اور بدعتی لوگ تو حضرت ﷺ کے بعد پیدا ہوئے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مراد صحبت سے عام تر معنی ہیں اور نیز مسلمان کو سحقا نہیں کہا جاتا اگرچہ بدعتی ہو اور جواب یہ ہے کہ نہیں منع ہے کہ کہا جائے اس کے واسطے جو معلوم ہو کہ حکم کیا گیا ہے اس پر ساتھ عذاب کرنے کے گناہ پر پھر نجات پائے ساتھ شفاعت کے اور اسی طرح قول ہے اہل کبائر کے حق میں کہا بیضاوی نے یہ جو کہا مرتدین تو نہیں ہے یہ نص اس میں کہ وہ اسلام سے مرتد ہو گئے تھے بلکہ احتمال ہے اس کا اور احتمال ہے کہ مراد اس سے گنہگار مسلمان ہوں جو پھر گئے استقامت سے بدل ڈالتے ہیں نیک عملوں کو بدعملوں سے اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں پیشوا ہوں تمہارا حوض کوثر پر جب تم میرے پاس آؤ گے تو ایک مرد کہے گا یا حضرت! میں فلانا فلانے کا بیٹا ہوں اور دوسرا کہے گا کہ میں فلانا فلانے کا بیٹا ہوں تو میں کہوں گا کہ میں تمہاری نسب تو پہچانتا ہوں اور شاید تم نے میرے بعد بدعتیں نکالیں اور تم مرتد ہو گئے۔ (فتح)

٦٠٤٦۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ

٦٠٤٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں لوگ ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ ہوئے اٹھیں گے تو میں نے کہا یا حضرت! مرد اور عورتیں ایک

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ.

دوسرے کو دیکھیں گے یعنی تو کیا ہم کو شرم نہ آئے گی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ حال نہایت سخت تر ہوگا اس سے کہ یہ حال ان کو غمگین کرے یا ان کو قصد میں لائے یعنی سب اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے حواس ٹھکانے نہ ہوں گے کہ کوئی کسی کو دیکھے۔

فائدہ: اور حاکم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! سو عورتوں کا کیا حال ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر ہوگا جو اس کو کفایت کرے گا اور بے پرواہ کرے گا اور چیز سے اور ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی اور البتہ تم آئے ہمارے پاس جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے! اس کی شرم گاہ حشر ہوگا سب مرد اور عورتوں کا اکٹھا ایک دوسرے کی شرم گاہ کی طرف دیکھے گا تو حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ﴾ اور اس میں زیادہ ہے کہ نہ مرد عورتوں کی طرف دیکھیں گے اور نہ عورتیں مردوں کی طرف دیکھیں گی ہر آدمی اپنے شغل میں ہوگا۔ (فتح)

٦٠٤٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِيْ أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ

٦٠٤٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک خیمے میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشتیوں کی چوتھائی ہو؟ ہم نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو؟ ہم نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ بیشک میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں میں آدھے ہو گے اور اس کا سبب یہ ہے کہ بہشت میں سوائے مسلمان جان کے کوئی داخل نہ ہوگا اور نہیں تم اہل شرک میں مگر جیسے ایک سفید بال کالے بیل کی کھال میں یا جیسے ایک سیاہ بال سرخ بیل کی کھال میں۔

فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ.

فائدہ: یعنی آدھی بہشت میں امت محمدی ﷺ ہوگی اور نصف باقی میں اور پیغمبروں کی امتیں ہوں اور اول حضرت ﷺ نے چوتھائی فرمایا پھر تہائی پھر آدھی اس واسطے کہ لوگ شکر الٰہی کریں اور ان کی خوشی میں ترقی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے اللہ اکبر کہا اور ایک روایت میں ہے کہ اصحاب خوش ہوئے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ اصحاب خوش ہوئے حضرت ﷺ کی اس بشارت دینے سے سو انہوں نے اللہ کی حمد کی اس کی بڑی نعمت پر اور اس کی بڑائی کہی واسطے بڑا جاننے اس کی نعمت کے بعد بڑا جاننے اس کے عذاب کے اور ایک روایت میں ہے کہ تم بہشتیوں کی دو تہائیاں ہو گے اور ایک روایت میں ہے کہ تمام بہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے اسی صفیں میری امت کی ہوگیں اور یہ جو فرمایا کہ نہیں تم اہل شرک میں، الخ تو حاصل کلام کا یہ ہے کہ تم اے مسلمانو باوجود کم ہونے کے بہ نسبت کافروں کے بہشتیوں کے آدھے ہو گے۔ (فتح)

٦٠٤٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ مَنْ يُدْعٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَمُ فَتَرَآئٰى ذُرِّيَّتُهٗ فَيُقَالُ هٰذَا أَبُوْكُمْ آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ أَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ كَمْ أُخْرِجُ فَيَقُوْلُ أَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا أُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ فَمَاذَا يَبْقٰى مِنَّا قَالَ إِنَّ أُمَّتِيْ فِي الْأُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ.

٦٠٤٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اول اول آدم علیہ السلام کو بلایا جائے گا سو سامنے ہوگی اولاد اس کی اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو کہا جائے گا کہ یہ تمہارا باپ ہے آدم تو آدم علیہ السلام کہے گا کہ میں حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں سو اللہ فرمائے گا کہ نکال دوزخ کا حصہ اپنی اولاد میں سے یعنی جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان کو ان کے غیر سے جدا کر تو آدم علیہ السلام کہیں گے کتنا نکالوں یعنی دوزخ کا حصہ کس قدر ہے؟ تو اللہ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو اور ننانوے یعنی ہزار آدمی میں ایک بہشتی اور باقی دوزخی تو اصحاب نے کہا یا حضرت! جب ہم میں سے ہر سینکڑے میں سے نو سو ننانوے پکڑے گئے تو ہم میں سے کیا باقی رہے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میری امت بہ نسبت اور امتوں کے جیسے سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

اللہ نے فرمایا کہ بیشک زلزلہ قیامت کا اور بھونچال ایک

﴿شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ ﴿أَزِفَتِ الْآزِفَةُ﴾ ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾

بڑی چیز ہے اور ازفت الآزفة کے معنی ہیں قیامت قریب ہوئی۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی ہے پہلی حدیث کے بعض طریقوں میں کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث کے ذکر کے وقت یہ آیت پڑھی اور زلزلہ کے معنی ہیں اضطراب اور بے قراری اور ساعت اصل میں ایک حصہ ہے زمانے کا اور استعارہ کی گئی واسطے دن قیامت کے اور کہا زجاج نے کہ ساعت کے معنی ہیں وقت جس میں قیامت قائم ہوگی واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ ساعت خفیف ہے واقع ہوگا اس میں امر عظیم اور بعض نے کہا نام رکھا گیا اس کا ساعت واسطے واقع ہونے اس کے اچانک یا واسطے دراز ہونے اس کے یا واسطے سرعت حساب کے بیچ اس کے اور یا اس واسطے کہ وہ اللہ کے نزدیک ہلکی ساعت ہے باوجود دراز ہونے اس کے لوگوں پر۔ (فتح)

٦٠٤٩۔ حَدَّثَنِي يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَا آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ قَالَ يَقُوْلُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَذَاكَ حِيْنَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ قَالَ أَبْشِرُوْا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ أَلْفًا وَّمِنْكُمْ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ

٦٠٤٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کہے گا اے آدم! تو آدم علیہ السلام کہیں گے حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں اور سب بہتری تیرے ہی ہاتھوں میں ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا سو اللہ فرمائے گا کہ نکال دوزخ کا حصہ یعنی جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان کو جدا کر آدم علیہ السلام کہیں گے الٰہی! کس قدر ہے دوزخ کا حصہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو ننانوے یعنی ہزار آدمی سے ایک بہشتی باقی سب دوزخی، حضرت ﷺ نے فرمایا سو یہ اس وقت ہوگا جب کہ بوڑھا ہو جائے لڑکا اور ہر ایک حمل والی اپنے پیٹ کا بچہ گرا دے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش اور دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا راوی نے کہا سو یہ بات اصحاب پر نہایت سخت گزری تو اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم میں سے ایسا بہشتی مرد کون ہوگا؟ یعنی جب ہزار میں ایک ہی شخص بہشتی ٹھہرا تو ہم کو نجات پانے کی کیا امید باقی رہی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو

نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعَرَةِ الْبَيْضَآءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوِ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ.

خوش رہو اس واسطے کہ یاجوج ماجوج سے ہزار دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک مرد بہشتی ہو گا یعنی دوزخ کے بھرنے کے واسطے یاجوج ماجوج کیا کم ہیں جو تم گھبراتے ہو؟ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں اس کی اُمید رکھتا ہوں کہ تم لوگ بہشتیوں کی چوتھائی ہو گے راوی نے کہا سو ہم اصحاب نے الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں اس کی اُمید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو گے راوی نے کہا سو ہم نے الحمد اور اللہ اکبر کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم آدھے ہو گے تمام اہل بہشت کے البتہ تمہاری مثل اور امتوں میں جیسے سفید بال کے مثل سیاہ بیل کی کھال میں یا جیسے داغ کے مثل گدھے کی ہاتھ میں۔

فائدہ: یہ جو کہا نکال حصہ آگ کا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیے گئے ساتھ اس کے آدم علیہ السلام اس واسطے کہ وہ سب کے باپ ہیں اور اس واسطے کہ انہوں نے پہچانا ہوا ہے نیک بختوں کو بدبختوں سے سو حضرت ﷺ نے ان کو معراج کی رات دیکھا اور کچھ آدمی ان کی بائیں طرف تھے اور کچھ دائیں طرف، الحدیث کما تقدم فی الاسراء اور روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے کہ اللہ فرمائے گا اے آدم! آج میرے اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو اٹھ کھڑا ہو دیکھ کیا چیز اٹھائی جاتی ہے تیری طرف ان کے عملوں سے اور یہ جو فرمایا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو اور ننانوے تو ایک روایت میں ہے کہ ہر ہزار سے ایک اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ہر سینکڑے سے ننانوے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو حضرت ﷺ نے بلند آواز سے یہ دونوں آیتیں پڑھیں ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ﴾ شدید تک تو اصحاب نے سواریوں کو چھیڑا سو حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہیں فرمایا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکارے گا پس ذکر کی حدیث اور جواب دیا ہے کرمانی نے ساتھ اس کے کہ نہیں اعتبار ہے واسطے مفہوم عدد کے پس تخصیص ساتھ عدد کے نہیں دلالت کرتی ہے اوپر نفی عدد زائد کے اور مقصود دونوں عدد سے ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان کم ہوں گے اور کافر بہت ہوں گے، میں کہتا ہوں کہ اس کی

کلام کا اول تقاضا کرتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مقدم ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اس واسطے کہ وہ شامل ہے اوپر زیادتی کے اس واسطے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حصہ بہشتیوں کا ہر ایک ہزار سے ایک ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حصہ بہشتیوں کا دس ہے سو حکم زائد کے واسطے ہے اور اس کی کلام کا اخیر تقاضا کرتا ہے کہ نظر کی جائے گی طرف عدد کے بالکل بلکہ قدر مشترک ان کے درمیان وہ چیز ہے جو ذکر کی عدد مسلمانوں کے قلیل ہونے سے اور البتہ اللہ نے اس میں کئی جواب کھولے ہیں اور وہ حمل کرنا ہے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ اور اس کے موافقوں کا اوپر تمام اولاد آدم کے سو ہوگا ہر ایک ہزار سے ایک اور حمل کرنا حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کے موافقوں کا ان لوگوں پر جو یاجوج اور ماجوج کے سوائے ہیں سو ہوں گے ہر ہزار سے دس اور قریب کرتا ہے اس کو یہ کہ یاجوج ماجوج کا ذکر ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہیں اور احتمال ہے کہ پہلی حدیث ساری خلق کے ساتھ متعلق ہو اور دوسری خاص اس امت کے ساتھ متعلق ہو اور قریب کرتا ہے اس کو قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اذا اخذ منا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ میری امت کا ایک حصہ ہے ہزار حصہ سے اور احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو تقسیم دوبار ایک بار سب امتوں سے اس امت سے پہلے سو ہوگا ہر ہزار سے ایک اور ایک بار فقط اس امت سے سو ہوں گے ہر ہزار سے دس اور احتمال ہے کہ ہو مراد بعث النار کافر لوگ اور جو داخل ہوگا دوزخ میں گنہگار مسلمانوں سے سو ہوں گے ہر ہزار سے نو سو ننانوے کافر اور ہر سینکڑے سے ننانوے گنہگار اور علم اللہ کو ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس وقت ہے جب کہ بوڑھا ہو جائے گا لڑکا، الخ تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ حال موقف قیامت میں واقع ہوگا اور البتہ یہ مشکل ہے ساتھ اس کے کہ اس وقت میں نہ حمل ہوگا اور نہ کچھ جننا اور نہ بوڑھا ہونا اسی واسطے بعض مفسرین نے کہا کہ یہ حال قیامت سے پہلے ہوگا لیکن حدیث اس پر رد کرتی ہے اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ یہ بطور تمثیل اور تہویل کے واقع ہوا ہے اور پہلے یہ بات نووی رحمہ اللہ علیہ نے کہی ہے سو کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ اگر فرضا اس وقت عورتیں حاملہ ہوں تو بچہ جنیں اور میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ حقیقت پر محمول ہو اس واسطے کہ ہر ایک اٹھایا جائے گا اس حالت میں جس پر وہ مرا سو حمل والی عورت حمل کے ساتھ اٹھائی جائے گی اور دودھ پلانے والی دودھ پلانے کی حالت میں اٹھائی جائے گی اور جو لڑکا مرا ہوگا وہ لڑکا اٹھایا جائے گا سو جب واقع ہوگا زلزلہ قیامت کا اور یہ بات آدم علیہ السلام سے کہی جائے گی اور لوگ آدم علیہ السلام کو دیکھیں گے اور سنیں گے اور جو اس سے کہا گیا تو واقع ہوگا ان پر ڈر کہ ساقط ہوگا ساتھ اس کے حمل اور بوڑھا ہو جائے اس کے واسطے لڑکا اور غافل ہو جائے گی دودھ پلانے والی عورت دودھ پلانے بچے کے سے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اول نفخہ سے پیچھے اور دوسرے نفخہ سے پہلے اور ہو خاص ساتھ ان لوگوں کے جو اس وقت موجود ہوں اور اشارہ ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فذاك دن قیامت کی طرف اور یہ صریح ہے آیت میں اور نہیں مانع ہے اس تاویل سے وہ چیز جو خیال کی جاتی ہے دراز

ہونے مدت اور مسافت کے سے درمیان قائم ہونے قیامت کے اور قرار پکڑنے لوگوں کے موقف میں اور پکارنے آدم علیہ السلام کے واسطے جدا کرنے اہل موقف کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ قریب قریب واقع ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ﴾ یعنی زمین موقف میں وقال تعالیٰ ﴿يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ﴾ اور حاصل یہ ہے کہ یوم القیامہ بولا جاتا ہے اس مدت پر جو نفخہ بعث کے بعد ہے اہوال اور زلزلہ وغیرہ سے آخر اس وقت تک کہ بہشتی لوگ بہشت میں قرار گیر ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں اور قریب ہے اس سے جو روایت کی مسلم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے قیامت کی نشانیوں میں یہاں تک کہ ذکر کیا پھونکنا صور میں پھر کہا کہ پھر اس میں دوسری بار پھونکا جائے گا سو اچانک وہ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور اس میں ہے کہ حمل والی عورتیں بچہ جنیں گی اور لڑکے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیطان اڑیں گے سو اچانک وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ زمین کانپے گی سو لوگوں کو اس سے خوف اور ڈر پیدا ہوگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ حج کے اول سے دو آیتیں پڑھیں اور کہا قرطبی نے تذکرہ میں کہ صحیح کہا ہے اس حدیث کو ابن عربی نے سو کہا کہ زلزلے کا دن نفخہ اول کے نزدیک ہوگا اور اس میں ہے جو ہوگا اس میں اہوال عظیمہ سے اور منجملہ اس کے ہے جو آدم علیہ السلام سے کہا جائے گا اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ ہو متصل نفخہ اول سے بلکہ اس کے واسطے دو محل ہیں ایک یہ کہ ہو آخر کلام منوط اول سے اور تقدیر یہ ہو کہ کہا جائے گا آدم علیہ السلام سے بیچ درمیان اس دن کے کہ بوڑھے ہو جائیں گے لڑکے اور جو اس کے سوائے ہے دوسرا یہ کہ بوڑھا ہونا لڑکوں کا وقت اول نفخہ کے حقیقۃً اور قول واسطے آدم علیہ السلام کے ہوگا وصف کرنا اس کا ساتھ اس کے خبر دینا اس کی شدت سے اگرچہ ہو بہو یہ چیز نہ پائی جائے اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ ہوں معنی یہ کہ جس وقت یہ واقع ہوگا نہ فکر کرے گا کوئی مگر اپنے نفس کا یہاں تک کہ ساقط ہوگی حامل مثل اپنی سے، الخ اور منقول ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت میں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر فرضاً وہاں مرضعہ ہو تو البتہ غافل ہو جائے دودھ پلانے سے اور ذکر کیا ہے حلیمی نے اور اچھا کہا ہے اس کو قرطبی نے کہ احتمال ہے کہ زندہ کرے اللہ اس دن ہر حمل کو جس کا بدن پورا ہو چکا تھا اور اس میں روح پھونکی گئی تھی سو غافل ہوگی اس سے ماں اس وقت اس واسطے کہ نہیں قادر ہے اس کے دودھ پلانے پر اس واسطے کہ نہیں ہے غذا اس وقت اور نہ دودھ اور بہر حال جس حمل میں کہ روح نہیں پھونکی گئی سو جب وہ گر پڑا تو نہیں زندہ کیا جائے گا اس واسطے کہ یہ دن دوسری بار زندہ کرنے کا ہے سو جو دنیا میں نہیں مرا وہ آخرت میں زندہ نہیں ہوگا اور یہ جو کہا کہ ہم میں سے بہشتی مرد کون ہوگا سو احتمال ہے کہ یہ استفہام حقیقت پر ہو سو حق جواب کا یہ تھا کہ کہا جاتا کہ یہ ہے وہ کہ ایک فلانا جو متصف ہو ساتھ صفت فلانی کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے عظیم جاننے اس امر کے اور واسطے معلوم کرنے ڈر کے اس سے اسی واسطے واقع ہوا ہے جواب ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ خوش رہو اور واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یعنی جو مذکور ہوئی کہ جب ہم میں سے ہر

سینکڑے سے ننانوے پکڑے گئے تو ہم میں سے کیا باقی رہے گا اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رونے لگے اور یہ جو فرمایا اس واسطے کہ یاجوج ماجوج میں سے ہزار دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہوگا تو مراد یہ ہے کہ یاجوج ماجوج سے نوسو ننانوے ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہوگا اور کہا طیبی نے اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ یاجوج ماجوج داخل ہیں عدد مذکور میں. اور وعید میں جیسا کہ دلالت کرتا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھائی بہشتیوں کی اس پر کہ اس مت کے سوائے اور امتوں میں بہشتی لوگ ہیں کہا قرطبی نے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یاجوج ماجوج سے ہزار یعنی ان میں سے اور ان لوگوں میں جو ان کی مانند شرک پر تھے اور یہ جو فرمایا اور تم میں سے یعنی اپنے اصحاب میں سے اور جو ان کے مثل ایماندار ہو، میں کہتا ہوں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اشارہ ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ومنکم ان لوگوں کی طرف ہے جو مسلمان ہیں سب امتوں میں سے اور البتہ اشارہ کیا ہے اس طرف ساتھ قول اپنے کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی سوائے مسلمان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ نہیں جانتے یہ لوگ کہ اٹھائے جائیں گے ایک بڑے دن کے واسطے جس دن کھڑے ہوں گے جہان کے پروردگار کے آگے۔

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ روایت کی نہاد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرد نے اس سے کہا کہ مدینے والے پورا ماپتے ہیں اور کیا مانع ہے ان کو اور حالانکہ اللہ نے فرمایا ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾ الآیۃ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچے گا قیامت کے ہول سے اور یہ حدیث چونکہ اس کی شرط پر نہ تھی تو اس کی طرف اشارہ کیا اور وارد کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع جو اس کے معنی میں ہے اٹھانا چیز کا جفا ہے اور ہلانا اس کا آرام سے اور مراد اس جگہ زندہ کرنا مردوں کا ہے اور نکلنا ان کا قبروں سے اور مانند اس کے سے طرف حکم قیامت کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ﴾ قَالَ الْوُصُلَاتُ فِي الدُّنْيَا

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ کٹ جائیں گے ان کے ساتھ اسباب یعنی علاقے اور پیوند کہ ملتے تھے ساتھ ان کے دنیا میں اور جوڑ رکھتے تھے ساتھ ان کے۔

فائدہ: اور کہا طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد اسباب سے رشتہ داری اور برادری ہے اور کہا طبری نے کہ سبب ہر وہ چیز ہے کہ سبب ہو طرف حاجت کے اور اسی کو بھی سبب کہا جاتا ہے اس واسطے کہ پہنچا جاتا ہے ساتھ اس کے طرف حاجت کی کہ تعلق پکڑا جاتا ہے ساتھ طرف حاجت کے۔ (فتح)

٦٠٥٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ قَالَ يَقُوْمُ أَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهِ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

٦٠٥٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کے آگے یہاں تک کہ ڈوب جائے گا بعض آدمی اپنے پسینے میں آدھے کانوں تک۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاصل ہوگا ہر شخص کے واسطے پسینہ اپنے نفس سے یعنی ہر شخص اپنے پسینے میں ڈوبے گا اور اس میں ہے اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے کہ ہو اس کے پسینے سے فقط یا اس کے اور غیر کے پسینے سے کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو مراد پسینہ اس کا اور غیر اس کے کا سو بعض پر سخت ہوگا اور بعض پر ہلکا اور یہ سب سبب ہجوم لوگوں کے ہے اور متصل ہونے بعض کے ساتھ بعض کے یہاں تک کہ جاری ہوگا پسینہ زمین میں جیسے جاری ہوتا ہے پانی نالے میں اس کے بعد کہ پیئے گی اس سے زمین اور گھس جائے گا اس میں ستر ہاتھ تک، میں کہتا ہوں اور مشکل ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ جماعت آدمیوں کی جب کھڑے ہوں پانی میں جو ہموار زمین پر ہو تو پانی ان کو برابر ڈھانکے گا لیکن جب بعض دراز قد ہوں اور بعض پست قد تو ان میں تفاوت ہوتا ہے کس طرح ڈوبے گا ہر ایک اپنے پسینے میں کانوں تک اور جواب یہ ہے کہ یہ معجزہ ہے کہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور اولیٰ یہ ہے کہ ہو اشارہ ساتھ اس شخص کے کہ پانی اس کے کانوں تک پہنچے گا طرف غایت اس چیز کے کہ پہنچے گا پانی وہاں تک اور اس میں اس کی نفی نہیں کہ بعض کو کانوں سے نیچے پہنچے سو روایت کی حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ قریب ہو جائے سورج زمین سے قیامت کے دن سو لوگوں کو پسینہ آئے گا سو ان میں سے بعض اپنی ایڑیوں تک پسینے میں ڈوب جائے گا اور کوئی آدھی پنڈلی تک اور کوئی گھٹنے تک اور بعض ران تک اور بعض کولہے تک اور کوئی کندھے تک اور کوئی منہ تک اور اشارہ کیا ہے اپنے ہاتھ سے یعنی سو اس کے منہ میں داخل ہوگا اور بعض آدمی پسینے میں ڈوب جائے گا اور اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارا اور اس کے واسطے شاہد ہے نزدیک مسلم کے مقداد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور نہیں ہے وہ تمام اور اس میں ہے کہ نزدیک کیا جائے گا آفتاب قیامت کے دن خلق سے یہاں تک کہ ان سے میل کے برابر ہو جائے گا سو لوگ بقدر اپنے عملوں کے پسینے میں ہوں گے سو ان میں سے بعض شخص ایسے ہوں گے کہ اس کے دونوں گھٹنوں تک پسینہ ہوگا اور بعض کے کمر تک ہوگا اور بعض کو پسینہ لگا دے گا یعنی منہ میں گھس جائے گا سو یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ وہ برابر ہوں گے بیچ پہنچنے پسینے کی طرف ان کی اور متفاوت ہوں گے بیچ پہنچنے اس کے ان میں اور روایت کی ابو یعلیٰ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کے آگے فرمایا کہ بقدر آدھے دن کے پچاس ہزار برس سے سو آسان ہوگا یہ مومن پر مانند لٹکنے آفتاب کے یہاں تک کہ غروب ہو۔ (فتح)

٦٠٥١۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ.

٦٠٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پسینہ نکلے گا لوگوں کو قیامت کے دن یہاں تک کہ ان کا پسینہ زمین پر ستر گز گھس جائے گا اور لوگوں کے منہ میں داخل ہوگا یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچے گا۔

فائدہ: آفتاب قیامت کے دن بہت پاس آجائے گا بقدر کوس کے اس کی گرمی کی شدت سے بعض کے ٹخنے تک اور بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کے منہ تک پسینہ پہنچے گا اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند حسن کے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ اس دن کی مصیبت سخت ہوگی یہاں تک کہ پسینہ کافر کے منہ میں داخل ہوگا کسی نے کہا اور اس دن ایماندار لوگ کہاں ہوں گے؟ کہا کہ سونے کی کرسیوں پر اور سایہ کرے گا ان پر اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن آفتاب لوگوں کے سر پر ہوگا اور ان کے عمل ان پر سایہ کریں گے اور روایت کیا ہے ابن مبارک نے اور ابن ابی شیبہ نے سلمان سے کہ قیامت کے دن سورج کو دس برس کی گرمی دی جائے گی پھر لوگوں کے چوٹیوں سے قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ رہ جائے گا فرق بقدر دو کمان کے یہاں تک کہ گھس جائے پسینہ زمین میں بقدر قد آدمی کے پھر بلند ہوگا یہاں تک کہ آدمی کے منہ گھس جائے گا اور نہ ضرر کرے گی اس کی گرمی ایماندار مرد کو اور نہ ایماندار عورت کو کہا قرطبی نے اور مراد اس سے وہ شخص ہے جو کامل ایماندار ہو واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث مقداد وغیرہ کی کہ وہ متفاوت ہوں گے بقدر اپنے اعمال کے اور ابو یعلیٰ کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن پسینہ آدمی کے منہ میں گھس جائے گا یہاں تک کہ کہے گا اے رب! مجھ کو راحت دے اگرچہ آگ کی طرف ہو اور یہ حدیث مانند صریح کے ہے کہ یہ سب موقف میں ہوگا اور البتہ وارد ہوا ہے کہ جو تفصیل کہ عقبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں ہے واقع ہوگی مثل اس کی اس شخص کے واسطے جو آگ میں داخل ہوگا سو نیز مسلم نے سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی کہ ان میں سے بعض کو آگ گھٹنوں تک پکڑے گی اور بعض کو کمر تک اور بعض کو گردن تک اور احتمال ہے کہ ہو آگ اس میں مجاز شدت مصیبت سے جو پیدا ہوگی اس دن پسینے سے سو دونوں حدیثوں کا مورد ایک ہوگا اور ممکن ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہو ان لوگوں کے حق میں جو داخل ہوں گے دوزخ میں اہل توحید سے اس واسطے کہ ان کا

حال عذاب کرنے میں مختلف ہوگا بقدر ان کے عملوں کے اور بہر حال کافر لوگ سو وہ بیہوشی میں ہوں گے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ ظاہر حدیث کا عام ہے سب لوگوں کو یعنی پسینہ سب کو آئے گا اور بقدر اپنے عملوں کے سب پسینے میں ڈوبے ہوں گے لیکن دلالت کرتی ہیں اور حدیثیں کہ مخصوص البعض ہے یعنی مراد اکثر لوگ ہیں اور مستثنیٰ ہیں اس سے پیغمبر لوگ اور شہید اور جن کو اللہ چاہے گا سوسخت تر پسینے میں تو کافر لوگ ہوں گے پھر کبیرے گناہوں والے پھر جو ان کے بعد ہیں اور مسلمان ان میں سے قلیل ہیں بہ نسبت کافروں کے کہا اور ظاہر یہ کہ مراد ساتھ ذراع کے حدیث میں متعارف ہے اور بعض نے کہا کہ مراد فرشتوں کا ہاتھ ہے اور جو تامل کرے حالت مذکورہ میں پہچان لے گا بڑا ہوگا ہول کا بیچ اس کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ آگ محشر کی زمین کو گھیر لے گی اور قریب کیا جائے گا آفتاب سروں سے بقدر میل کے سو کس طرح ہوگی گرمی اس زمین کے اور کیا ہے وہ چیز جو تر کرے گی اس کو پسینے سے یہاں تک کہ پہنچے گا زمین میں ستر ہاتھ باوجود اس کے کہ نہ پائے گا کوئی جگہ مگر بقدر اپنے قدم کے سو کس طرح ہوگی حالت ان لوگوں کی بیچ پسینے اپنے کے بیشک یہ البتہ اس قسم سے ہے کہ حیران کرتا ہے عقلوں کو اور دلالت کرتا ہے اوپر عظیم قدرت کے اور تقاضا کرتا ہے ایمان لانے کو ساتھ امور آخرت کے اور یہ کہ نہیں ہے اس میں عقل کو مجال اور نہیں اعتراض ہوسکتا ہے اس پر عقل سے اور نہ قیاس سے اور نہ عادت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قبول کیا جاتا ہے اور داخل ہے تحت ایمان بالغیب کے اور جس نے اس میں توقف کیا دلالت کی اس نے اس کے خسران اور حرمان پر اور فائدہ اس کے خبر دینے کا یہ ہے کہ خبردار ہو سامع سو شروع ہو ان اسباب میں جو اس کو ہول سے خلاص کرے اور جلدی کرے طرف توبہ کی حقوق العباد سے اور پناہ پکڑے طرف کریم وہاب کے بیچ مدد کرنے اس کے اسباب سلامتی پر اور عاجزی کرے طرف اللہ کی بیچ سلامت رکھنے اس کے ذلت اور خواری کے گھر سے اور پہنچانے اس کے کرامت کے گھر میں اپنے احسان اور کرم سے۔ (فتح)

بَابُ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهِيَ ﴿الْحَاقَّةُ﴾ لِأَنَّ فِيْهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْأُمُوْرِ الْحَقَّةُ وَ ﴿الْحَاقَّةُ﴾ وَاحِدٌ وَ ﴿الْقَارِعَةُ﴾ وَالْغَاشِيَةُ وَ ﴿الصَّاخَّةُ﴾ وَالتَّغَابُنُ غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ

باب ہے بیچ قصاص لینے قیامت کے دن اور نام رکھا جاتا ہے قیامت کا حاقہ اس واسطے کہ اس میں ثواب ہے ثابت ہونا کاموں سے یعنی بعث اور حساب وغیرہ کا جن سے کافر انکار کرتے تھے اور حقہ اور حاقہ دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں اور نام رکھا جاتا ہے قیامت کا قارعہ یعنی قارعہ بھی قیامت کا نام ہے اس واسطے کہ وہ ٹھکوے گی دلوں کو اپنے ہولوں سے اور قیامت کو غاشیہ بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ ڈھانک لے گی لوگوں کو اپنی گھبراہٹ سے

اور قیامت کو صاخہ بھی کہتے ہیں یعنی اس واسطے کہ قیامت کی سخت آواز کانوں کو دنیا کے کاموں سے بہرہ کر دے گی اور آخرت کے امور ان کو سنائے گی اور تغابن کے معنی ہیں دبا لینا بہشتیوں کا دوزخیوں کے حق کو۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ ہے کہ بہشتی لوگ اتریں گے کافروں کی جگہوں میں جو ان کے واسطے تیار کی گئیں تھیں اگر وہ نیک بخت ہوتے سو بہشتیوں نے اپنے مکان بھی لیے اور دوزخیوں کے بھی لیے اور بعض نے کہا کہ قیامت کو حاقہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے واسطے بہشت کو ثابت کرے گی اور ایک قوم کے واسطے دوزخ ثابت کرے گی اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ جھگڑے گی کافروں سے جنہوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ حق ہے اس میں کچھ شک نہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قیامت کے صرف یہی نام ذکر کیے ہیں اور غزالی نے قیامت کے سب ناموں کو جمع کیا ہے سو اسی تک پہنچے۔ (فتح)

٦٠٥٢۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَآءِ.

٦٠٥٢۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان قیامت کے دن خونوں میں ہوگا۔

فائدہ: یعنی جو لوگوں کے درمیان دنیا میں واقع ہوئے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اول سب فیصلوں سے خونوں میں فیصلہ ہوگا اور احتمال ہے کہ تقدیر یہ ہو کہ اول اول وہ چیز کہ حکم کیا جائے گا اس میں امر کائن ہے خونوں میں اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ قیامت کے دن اول اول نماز کا حساب ہوگا روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اس واسطے کہ اول حدیث محمول ہے اس چیز پر جو متعلق ہے ساتھ معاملات خلق کے اور دوسری حدیث محمول ہے اس چیز پر جو کہ متعلق ہے ساتھ عبادت خالق کے اور وارد ہوا ہے ذکر اس روایت کا ساتھ خاص تر کے اس چیز سے کہ باب کی حدیث میں ہے اور وہ علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں پہلا ہوں جو فیصلے واسطے قیامت کے دن اللہ کے آگے گھٹنوں پر کھڑا ہوں گا یعنی وہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مدعی عتبہ اور شیبہ وغیرہ جو جنگ بدر کے دن آپس میں لڑنے کے واسطے نکلے تھے کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہ انہیں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ الآیۃ اور صور کی حدیث دراز میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اول اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان خونوں میں ہوگا اور آئے گا ہر قتل کیا گیا اپنے سر کو اٹھائے ہوئے سو کہے گا اے رب میرے! اس سے پوچھ کس سبب سے اس نے مجھ کو قتل کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ آئے گا قیامت کے دن قتل کیا گیا

اپنے سر کو اپنے ایک ہاتھ سے لٹکائے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کے گلے میں چادر ڈالے اس کی رگیں خون سے جوش مارتی ہوں گی یہاں تک کہ اللہ کے آگے کھڑا ہوگا بہرحال کیفیت قصاص کی اس چیز میں کہ اس کے سوائے ہے سو معلوم کی جاتی دوسری حدیث سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ ہم دنیا میں سب امتوں سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن حساب میں اول ہوں گے اور اس حدیث میں عظیم ہونا امر خون کا ہے اس واسطے کہ شروع اہم چیز سے ہوتا ہے اور گناہ بڑا ہوتا ہے بقدر بڑے ہونے مفسدے کے جتنا مفسدہ بڑا ہوا اتنا گناہ بڑا اور ضائع کرنا مصلحت کا اور معدوم کرنا آدمی کے بدن کا غایت سے بیچ اس کے یعنی اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ تغلیظ امر خون کے بہت آیتیں اور حدیثیں کہ ان میں سے بعض دیت کے اول میں آئیں گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٦٠٥٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيْهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يُّؤْخَذَ لِأَخِيْهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيْهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ.

٦٠٥٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کچھ ظلم ہوا اپنے بھائی مسلمان کا خواہ اس کی آبرو کا یا کسی اور چیز کا یعنی جان مال کا تو چاہیے کہ آج اس سے بخشا لے اس واسطے کہ وہاں یعنی قیامت میں نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ اس سے پہلے کہ اس کے نیک عمل لے کر مظلوم کو دلائے جائیں اور اگر ظالم کے کچھ بھی نیک عمل نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر ڈالے جائیں گے۔

فائدہ: گناہ دو قسم کے ہیں اللہ کے گناہ اور بندوں کے گناہ سو اللہ کے گناہ تو توبہ کرنے سے یا اس کے فضل سے معاف ہو سکتے ہیں اور جو بندوں کے گناہ ہیں وہ بے ان کے بخشے معاف نہیں ہوتے تو جس کو قیامت کا ڈر ہو اس کو لازم ہے کہ جس کا کچھ قصور کیا ہو اس سے معاف کرا لے خواہ منت عاجزی کر کے خواہ روپیہ پیسا دے کے اگر کسی کا گھر باغ چھین لیا ہو یا کسی کی چوری کی ہو رشوت لی ہو دغابازی سے کسی کا مال دبایا ہو تو اس کو پھیر دے اور اگر کسی کو مارا کوٹا ہو بے عزت کیا ہو تو اس کو جس طرح ہو سکے راضی کر کے زندگی کو غنیمت جانے کہ ابھی اس کا علاج ممکن ہے قیامت میں اس کی کچھ تدبیر نہ ہو سکے گی وہاں نہ مال ہوگا نہ اسباب اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں ہے کہ جو مر گیا اور اس پر اشرف اور روپیہ ہو تو اس کے نیک عمل لے کر مظلوم کو دلائے جائیں گے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور مراد ساتھ حسنات کے ثواب ہے اوپر ان کے اور مراد ساتھ گناہوں کے عذاب ہے اوپر ان کے اور مشکل جانا گیا ہے دینا ثواب کا اور حالانکہ اس کی کچھ حد نہیں ہے بیچ مقابلے عذاب کے اور حالانکہ اس کی حد ہے اور جواب دیا

گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ دیا جائے گا حق دار کو اصل ثواب سے بقدر اس چیز کے کہ برابر ہو عذاب گناہ کے اور جو اس پر زیادہ ہو اللہ کے فضل سے وہ اصل مالک کے واسطے باقی رہے گا کہا بیہقی نے کہ اہل سنت کے اصول پر مسلمان کے گناہوں کا بدلہ متناہی ہے یعنی اس کے واسطے ایک حد اور انتہا ہے اس سے آگے نہیں اور اس کے نیک عملوں کے ثواب کی کوئی حد نہیں اس واسطے کہ ان کا ثواب بہشت میں ہمیشہ رہنا ہے سو وجہ حدیث کی میرے نزدیک اور اللہ خوب جانتا ہے یہ ہے کہ گنہگار مومن کے مدعیوں کو اس کے نیک عملوں کا ثواب دیا جائے گا جو اس کے گناہوں کے عذاب کے برابر ہو سو اگر اس کی نیکیاں تمام ہوئیں تو اس کے مدعیوں کے گناہ لے کر اس پر ڈالے جائیں گے پھر اس کو عذاب ہو گا اگر نہ معاف کیا جائے اس سے سو جب ختم ہو جائے گی سزا ان گناہوں کی تو داخل کیا جائے گا بہشت میں بسبب اس چیز کے کہ لکھی گئی ہے اس کے واسطے ہمیشہ رہنے سے بہشت میں سبب ایمان اس کے اور نہ دیئے جائیں گے مدعی اس کے جو زیادہ ہو ثواب اس کی نیکیوں کے سے اس چیز پر جو مقابل ہے اس کے گناہوں کے سزا کے اور مراد زیادتی سے وہ چیز ہے جو دگنی ہوتی ہے اس کے نیک عملوں کے ثواب سے اس واسطے کہ یہ اللہ کا فضل ہے خاص کرے گا ساتھ اس کے اس کو جو پائے گا قیامت کے دن کو ایمان سے ، واللہ اعلم اور کہا حمیدی نے کتاب الموازنہ میں کہ لوگ تین قسم کے ہیں ایک وہ شخص ہے جس کی نیکیاں اس کی بدیوں سے راجح ہوں یا بالعکس یا جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں سو پہلا شخص فائز ہے ساتھ نص قرآن کے اور بدلہ لیا جائے گا دوسرے سے بقدر اس چیز کے کہ زیادہ ہو اس کے گناہوں سے اس کی نیکیوں پر تحقیق سے آخر اس شخص تک کہ نکلے گا آگ سے بقدر قلیل ہونے بدی اس کی کے اور بہت ہونے اس کے اور تیسری قسم اصحاب اعراف ہیں اور کہا اور حق یہ ہے کہ جن کی بدیاں نیکیوں سے راجح ہوں گی وہ لوگ دو قسم پر ہیں ایک قسم وہ لوگ ہیں جن کو عذاب ہو گا پھر شفاعت کے ساتھ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور دوسری قسم وہ لوگ ہیں جن کے گناہ معاف کیے جائیں گے سو ان کو بالکل عذاب نہ ہو گا اور نیز ابونعیم کے نزدیک ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ آدمی کا کہ قیامت کے دن آدمی کا پکڑ کے آدمیوں کے سر پر کھڑا کیا جائے گا اور پکارے گا پکارنے والا کہ یہ فلانا ہے بیٹا فلانے کا سو جس کا کوئی حق ہو تو چاہیے کہ آئے سو لوگ آئیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ ان لوگوں کا حق دے تو وہ کہے گا اے رب! دنیا فنا ہوئی سو میں ان کو کہاں سے دوں تو اللہ فرمائے گا فرشتوں سے کہ اس کے نیک عمل لو سو ہر آدمی کو دو بقدر اس کے حق کے سو اگر وہ نجات پانے والا ہو گا اور اس کی نیکیوں سے رائی کے دانے کے برابر زیادہ نیکی ہو گی تو اللہ اس کو بڑھائے گا یہاں تک کہ اس کو اس کے سبب سے بہشت میں داخل کرے گا اور ابن ابی الدنیا کے نزدیک حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن میزان تولنے والے جبریل علیہ السلام ہوں گے وارد ہوں گے بعض بعض پر اور نہ اس روز سونا ہو گا نہ چاندی سو ظالم کی نیکیاں لے کر مظلوم کر دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر ڈالے جائیں

گے اور روایت کی احمد اور حاکم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ نہ کوئی بہشتی بہشت میں داخل ہوگا اور نہ کوئی دوزخی دوزخ میں کہ اس کے نزدیک کسی کا ظلم ہو یہاں تک کہ اس سے اس کا بدلہ لیا جائے یہاں تک کہ طمانچہ کا بدلہ بھی لیا جائے گا ہم نے کہا یا حضرت! کس طرح ہوگا یہ اور حالانکہ حشر ہوگا ہمارا ننگے پاؤں ننگے بدن فرمایا کہ ساتھ نیکیوں کے اور بدیوں کے اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ نہ آگے بڑھے گا مجھ سے آج ظلم کسی ظالم کا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے اور باب کی حدیث میں دلالت ہے اوپر ضعیف ہونے اس حدیث کے جو روایت کی ہے مسلم نے غیلان کی روایت سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ لائیں کچھ مسلمان لوگ اپنے گناہ پہاڑوں کے برابر اللہ ان گناہوں کو ان سے معاف کر دے گا اور ان گناہوں کو یہود اور نصاریٰ پر رکھ دے گا سو البتہ ضعیف کہا ہے اس کو بیہقی نے اور کہا کہ نہیں عذاب ہوگا کافر کو غیر کے گناہوں سے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ اور البتہ روایت کی اصل حدیث مسلم نے اور طریق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور کہے گا کہ یہ ہے بدلہ تیرا آگ سے کہا بیہقی نے اور باوجود اس کے پس ضعیف کہا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اور کہا کہ حدیث شفاعت کی اصح ہے کہا بیہقی نے احتمال ہے کہ ہو فدا ان لوگوں کے واسطے ان کے گناہ ان سے اتارے گئے ان کی زندگی میں اور حدیث شفاعت کی ان لوگوں کے حق میں جن کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوا اور احتمال ہے کہ ہو یہ قول ان کے واسطے فدا میں بعد نکلنے ان کے دوزخ سے ساتھ شفاعت کے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو فدا مجاز اس چیز سے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو بہشت اور دوزخ کی صفت میں آتی ہے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر یہ کہ دکھلایا جاتا ہے ٹھکانا اپنا دوزخ سے اگر بدعمل کرتا تا کہ زیادہ شکر کرے اور اس میں ہے اس کے مقابل میں تا کہ ہو اس پر حسرت سو ہوگی مراد فدا سے اتارنا مسلمان کا کافر کے ٹھکانے میں بہشت سے جو کافر کے واسطے تیار کیا گیا تھا اتارنا کافر کا مسلمان کے ٹھکانے میں جو اس کے واسطے تیار کیا گیا تھا اور ساتھ اس کے جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ نے غیر کا تابع ہو کر اور غیلان کی روایت کو بھی نووی رحمہ اللہ نے تاویل کیا ہے ساتھ اس کے کہ اللہ مسلمانوں کے ان گناہوں کو بخش دے گا سو جب ان سے گناہ ساقط ہو جائیں گے تو اللہ یہود اور نصاریٰ پر رکھ دے گا مثل ان کی بسبب کفران کے سو ان کو عذاب ہوگا اپنے گناہوں کے سبب سے نہ مسلمانوں کے گناہوں سے اور یہ جو فرمایا کہ رکھ دے گا یعنی رکھ دے گا مثل ان گناہوں کی اس واسطے کہ جب مسلمانوں سے ان کے گناہ ساقط ہوئے اور کافروں پر ان کے گناہ باقی رہے تو گویا ہو گئے اس شخص کے معنی میں جس نے دونوں فریق کے گناہ اٹھائے واسطے ہونے ان کے کہ تنہا ہوئے ساتھ اٹھاتے باقی گناہ کے اور وہ گناہ ان کا ہے اور احتمال ہے کہ ہوں مراد وہ گناہ جن کا سبب کافر لوگ ہوئے بایں طور کہ انہوں نے ان کی راہ نکالی سو جب مسلمانوں کے گناہ بخشے گئے تو باقی رہے گناہ اس

شخص کے جس نے یہ بدطریقہ نکالا تھا اس واسطے کہ کافر نہیں بخشا جاتا سو ہوگی مراد رکھنے گناہ کے سے باقی رکھنا اس گناہ کا کہ لاحق ہوا کافر کو بسبب اس چیز کے کہ اول اس نے اس بدعمل کی رسم نکالی اور اتارنے اس کے مومن سے جس نے اس کو کیا بسبب اس چیز کے کہ احسان کیا اس پر اللہ نے معاف کرنے سے اور شفاعت سے برابر ہے کہ ہو یہ پہلے داخل ہونے سے آگ میں یا بعد داخل ہونے اس کے اور نکلنے کے اس سے ساتھ شفاعت کے اور یہ دوسرا احتمال قوی تر ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٠٥٤۔ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِّنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَأَحَدُهُمْ أَهْدٰى بِمَنْزِلِهٖ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا.

۶۰۵۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلاصی پائیں گے ایماندار لوگ دوزخ سے تو پھر روکے جائیں گے اس پل پر جو دوزخ اور بہشت کے درمیان ہے تو وہاں بدلہ لیا جائے گا بعض کا بعض سے ان حق تلفیوں اور ظلموں کا جو ان کے درمیان دنیا میں ہوئے تھے یہاں تک کہ جب وہ پاک صاف ہو جائیں گے تو ان کو حکم ہوگا بہشت میں داخل ہونے کا سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ ان میں سے ہر ایک شخص اپنے بہشت کے مکان کو اپنے دنیا کے مقام سے زیادہ تر واقف اور پہچاننے والا ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث میں وہ ایماندار مراد ہیں جو دوزخ پر ہو کر نکلے مگر دوزخ میں نہیں پڑے اور حق العباد سے درمیان میں روکے گئے پھر جب عذاب سے حق تلفی اور ظلموں کا بدلہ پائیں گے اور حق دار راضی ہو جائیں گے تب بہشت میں داخل ہوں گے کہا قرطبی نے کہ اس حدیث میں وہ ایماندار مراد ہیں کہ اللہ کو معلوم ہے کہ قصاص ان کی نیکیوں کو نہ کم کرے گا، میں کہتا ہوں اور شاید اعراف والے بھی انہیں میں سے ہیں راجح قول پر اور اس سے دو قسم کے ایماندار نکلے ایک وہ جو بہشت میں داخل ہوں گے بغیر حساب کے اور دوسری قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کو ان کا عمل ہلاک کرے گا اور آئندہ آئے گا کہ صراط ایک پل ہے رکھا گیا دوزخ کی پشت پر اور بہشت اس کے بعد ہے سو گزریں گے اس پر لوگ بقدر اپنے عملوں کے سو بعض نجات پائے گا اور وہ شخص وہ ہے جس کی نیکیاں بدیوں سے زیادہ ہوں گی یا برابر ہوں گی یا اللہ اس کو معاف کرے گا اور بعض اس میں گر پڑے گا اور وہ شخص وہ ہے جس کی

بدیاں نیکیوں سے زیادہ ہوں گی مگر جس سے اللہ معاف کرے اور جو موحدین سے اس میں گرے گا عذاب کرے گا اس کو اللہ جتنا چاہے گا پھر نکالا جائے گا ساتھ شفاعت وغیرہ کے اور جو اس سے نجات پائے گا کبھی اس پر حقوق العباد ہوں گے اور اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی جو حقوق العباد کے برابر ہوں گی یا زیادہ سو بقدر حقوق العباد کے اس کی نیکیاں لی جائیں گی تو ان سے خلاص ہوگا اور اختلاف ہے قنطرہ میں جو مذکور ہے اس حدیث میں سو بعض نے کہا کہ وہ تتمہ ہے صراط کا اور وہ اس کی طرف ہے جو بہشت سے ملی ہوئی ہے اور بعض نے کہا کہ دو پل ہیں اور یہ جو کہا کہ جب وہ پاک صاف ہو جائیں گے یعنی حقوق العباد سے اور اصل حدیث کے واسطے شاہد ہے حسن کی مرسل حدیث سے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے اس سے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ روکے جائیں گے بہشتی اس کے بعد کہ گزریں گے پل صراط سے یہاں تک کہ لیے جائیں گے واسطے بعض کے ان کے بعض سے ظلم ان کے یعنی جو ایک نے دوسرے پر کیے تھے دنیا میں اور داخل ہوں گے بہشت میں اور حالانکہ نہ ہوگا بعض کے دل میں کینہ واسطے بعض کے کہا قرطبی نے کہ واقع ہوا ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ فرشتے ان کو دائیں بائیں طرف بہشت کی راہ بتلائیں گے اور یہ محمول ہے ان لوگوں کے حق میں جو پل پر نہ روکے جائیں گے یا محمول ہے کام سب لوگوں کے حق میں اور مراد یہ ہے کہ فرشتے ان سے یہ کہیں گے پہلے داخل ہونے سے بہشت میں سو جو بہشت میں داخل ہوگا وہ اس میں اپنے مکان کو اس طرح پہچان لے گا جس طرح دنیا میں اپنے مکان کو پہچانتا تھا اور میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہو یہ قول بعد داخل ہونے کے اس میں واسطے مبالغہ کرنے کے ان کی بشارت اور تکریم میں اور مانند اس کی ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ﴾ الآیۃ یعنی راہ دکھلائے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان کے سبب سے طرف راہ بہشت کی سو ﴿تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ﴾ آخر تک بیان اور تفسیر ہے اس واسطے کہ تمسک ساتھ سبب سعادت کے مثل پہنچنے کی ہے اس کی طرف۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ — جس کا حساب نہایت سخت ہوا اس پر عذاب ہوا

فائدہ: مراد ساتھ مناقشہ کے نہایت کرنا ہے حساب میں اور مطالبہ کرنا ہے بڑی اور حقیر چیز کا اور ترک کرنا مسامحت کا۔

٦٠٥٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ قَالَتْ قُلْتُ أَلَيْسَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ قَالَ ذٰلِكِ الْعَرْضُ.

٦٠٥٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے حساب میں نہایت مطالبہ ہوا اس پر عذاب ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا یا حضرت! کیا اللہ نہیں فرماتا کہ جن لوگوں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے ان سے آسان حساب ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ عرض ہے۔

فائدہ: یعنی نیکوں کو ان کے نامہ اعمال فقط دکھلانے جائیں گے ان سے کچھ پوچھا نہ جائے گا اور احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا اپنی بعض نماز میں فرماتے تھے الٰہی! میرا حساب آسان کرنا پھر جب نماز سے پھرے تو میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے حساب آسان؟ فرمایا کہ اپنا نامہ اعمال دیکھے گا سو اللہ اس سے معاف کر دے گا، اے عائشہ! جس کا حساب اس دن سخت ہوگا وہ ہلاک ہوگا۔ (فتح)

حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٍ وَأَيُّوْبُ وَصَالِحُ بْنُ رُسْتُمٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٦٠٥٦۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِيْ صَغِيْرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ يُّحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا هَلَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُّنَاقَشُ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عُذِّبَ.

٦٠٥٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب ہو قیامت کے دن مگر کہ ہلاک ہو جائے گا تو میں نے کہا یا حضرت! کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ جن لوگوں کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے ان کا حساب آسان ہوگا تو حضرت ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ عرض ہے یعنی نیکوں کو صرف نامہ اعمال دکھلائے جائیں گے اس میں کچھ گفتگو نہ ہوگی کہ یہ کام کیوں کیا اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب قیامت کے دن سخت ہو مگر کہ اس پر عذاب ہوگا۔

فائدہ: ان دونوں جملوں کے معنی ایک ہیں اس واسطے کہ مراد محاسبہ سے تحریر کرنا حساب کا ہے پس مستلزم ہوگا مناقشہ کو

اور جس پر عذاب ہوا وہ ہلاک ہوا اور کہا قرطبی نے مفہم میں قول اس کا حوسب یعنی حساب نہایت کا وقولہ عذب یعنی اس کو عذاب ہوگا آگ میں سزا ان گناہوں کی جو اس کے حساب سے ظاہر ہوئے وقولہ هلك یعنی ہلاک ہوا ساتھ عذاب کرنے کے آگ میں اور تمسک کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ ظاہر لفظ حساب کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے قلیل اور کثیر کو کہا قرطبی نے یہ جو کہا انما ذلك العرض یعنی جو حساب کہ مذکور ہے آیت میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ یہ ہے کہ ایماندار کو اس کے اعمال دکھلائے جائیں گے تا کہ پہنچے اللہ کے احسان کو اوپر اپنے کہ اللہ نے اس کے بد اعمال کو دنیا میں چھپایا اور آخرت میں اس کو معاف کیا جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے نجوی میں کہا عیاض نے کہ عذب کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ نفس مناقشہ حساب کا اور دکھلانا گناہوں کا اور واقف کرنا اوپر قبیح اس چیز کے کہ پہلے گزری اور توبیخ عذاب کرنا ہے اور دوسری یہ کہ وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف استحقاق عذاب کے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی نیکی واسطے بندے کے مگر اللہ کے نزدیک ہے واسطے قدرت دینے اللہ کے اوپر اس کے اور انعام کرنے اس کے اوپر اس کے ساتھ اس کے اور ہدایت کرنے اس کے اوپر اس کے اور اس واسطے کہ خالص اس کی رضا مندی کے واسطے قلیل ہے اور تائید کرتا ہے اس دوسرے معنی کو قول اس کا دوسری روایت میں کہ ہلاک ہوا کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دوسری تاویل ہی صحیح ہے اس واسطے کہ تقصیر غالب ہے لوگوں پر جس کے حساب میں نہایت پرسش ہو گی اور آسانی کی جائے گی وہ ہلاک ہوگا اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ معارضہ کی یہ ہے کہ لفظ حدیث کا عام ہے بیچ عذاب کرنے ہر اس شخص کے جو حساب کیا جائے اور لفظ آیت کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ بعض پر عذاب نہ ہوگا اور طریق تطبیق کا یہ ہے کہ مراد ساتھ حساب کے آیت میں عرض ہے اور وہ کھولنا عملوں کا ہے اور ظاہر کرنا ان کا سو گناہوں والا اپنے گناہوں کو پہچانے گا پھر اللہ اس سے معاف کرے گا اور تائید کرتی تھی اس کی جو روایت کی طبری وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حساب یسیر کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے گناہ پیش کیے جائیں گے پھر اس سے معاف کیے جائیں گے اور مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا جائے گا مرد قیامت کے دن سو کہا جائے گا کہ اس کے صغیرے گناہ اس کے سامنے لاؤ اور روایت کی ابن ابی حاتم اور حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ جس شخص کی نیکیاں اس کی بدیوں سے زیادہ ہوئیں سو یہی ہے وہ مرد جو داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے اور جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوئیں تو یہی ہے وہ مرد جس کا حساب آسان ہوگا پھر بہشت میں داخل ہوگا اور جس کی بدیاں نیکیوں سے زیادہ ہوئیں سو یہی ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شفاعت اس کی مثل میں ہے اور داخل ہے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو سرگوشی میں ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مظالم میں اور توحید وغیرہ میں اور اس میں ہے کہ تم میں سے ایک آدمی اپنے رب سے قریب ہوگا یہاں تک کہ اللہ اس کو اپنے پردہ رحمت سے چھپائے گا پھر فرمائے گا کہ تو نے ایسا ایسا عمل کیا

تھا؟ بندہ کہے گا ہاں! سو اللہ اس سے اقرار کروائے گا پھر اللہ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرا عیب چھپایا تھا اور میں تجھ کو آج تیرے گناہ بخشتا ہوں اور البتہ آئی ہے عرض کی کیفیت میں وہ چیز جو روایت کی ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ قیامت کے دن لوگ تین بار پیش ہوں گے سو دو پیشیوں میں تو جدال اور عذاب ہوں گے اور اس وقت اوڑیں گے نامہ اعمال ہاتھوں میں سو بعض دائیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور بعض بائیں ہاتھ سے کہا حکیم ترمذی نے کہ جدال تو کافروں کے واسطے ہوگا اس واسطے کہ وہ اپنے رب کو نہیں پہچانتے سو گمان کریں گے کہ جب وہ جھگڑیں گے تو نجات پائیں گے اور معذرت عذر کرنا ہے اللہ کا آدم علیہ السلام اور اپنے پیغمبروں کے واسطے ساتھ قائم کرنے حجت کے اپنے دشمنوں پر اور تیسرا پیش ہونا ایمانداروں کا ہے اور وہ عرض اکبر ہے۔

تنبیہ: ایک روایت میں ہے کہ کوئی مرد ایسا نہیں جس کا حساب ہو قیامت کے دن مگر کہ بہشت میں داخل ہوگا اور ظاہر اس کا معارض ہے اس حدیث کو جو باب میں ہے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ دونوں حدیثیں ایماندار کے حق میں ہیں اور نہیں ہے منافات درمیان عذاب کرنے کے اور داخل ہونے کے بہشت میں اس واسطے کہ موحد ایماندار اگرچہ حکم کیا گیا ہو اس پر ساتھ عذاب کرنے کے لیکن ضروری ہے کہ نکالا جائے دوزخ سے ساتھ شفاعت کے یا عموم رحمت کے۔ (فتح)

٦٠٥٧۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ يُجَآءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ قَدْ كُنْتَ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ.

٦٠٥٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لایا جائے گا کافر قیامت کے دن تو اس سے کہا جائے گا بھلا بتلا تو اگر تیری ملکیت میں زمین کے برابر سونا ہو تو کیا عذاب کے عوض دیتا؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں! تو اس سے کہا جائے گا کہ البتہ تجھ سے تو اس سے بھی آسان تر چیز مانگی گئی تھی۔

فائدہ: یعنی دنیا میں تجھ سے تو صرف ایمان کی خواہش اور شرک نہ کرنے کی فرمائش تھی تجھ سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا آج دنیا بھر سونا دینے کو تیار ہے اور ایک روایت میں صریح آیا ہے کہ اللہ اس کو خود فرمائے گا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ ادنیٰ دوزخی سے فرمائے گا قیامت کے دن کہ اگر زمین کے برابر تیرے پاس کچھ چیز ہو تو کیا تو اس کو عذاب کے عوض دیتا؟ تو وہ کہے گا ہاں! اور ظاہر سیاق اس حدیث کا یہ ہے کہ واقع ہوگا یہ کافر کے واسطے اس کے بعد کہ داخل ہوگا دوزخ میں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ارادہ کیا تھا تجھ سے اس چیز کا جو اس سے آسان تر ہے اور حالانکہ تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا یہ کہ کسی چیز کو میرے ساتھ شرک نہ ٹھہرانا سو تو نے نہ مانا مگر یہ کہ تو میرا شریک ٹھہرائے سو حکم کیا جائے گا اس کے ساتھ آگ کی طرف، کہا عیاض نے یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف کہ ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ﴾ الآیۃ سو یہی ہے وہ عہد میثاق جو اللہ نے ان سے لیا آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں سو جس نے وفا کیا ساتھ اس عہد کے بعد وجود اپنے کے دنیا میں تو وہ ایماندار ہے اور جس نے اس کے ساتھ وفا نہ کیا تو وہ کافر ہے سو مراد حدیث کی یہ ہے کہ ارادہ کیا میں نے تجھ سے جب کہ میں نے تجھ سے عہد لیا سو تو نے انکار کیا جب کہ تو دنیا کی طرف نکلا مگر شرک کا اور احتمال ہے کہ مراد ارادہ سے اس جگہ طلب ہو یعنی میں نے تجھ کو حکم کیا سو تو نے نہ کیا اس واسطے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہیں ہوتا ہے اس کے ملک میں مگر جو ارادہ کرے اعتراض کیا ہے بعض معتزلہ نے ساتھ اس کے کہ کس طرح صحیح ہے کہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے جس کا ارادہ نہ کرے اور جواب یہ ہے کہ یہ نہ منع ہے نہ محال اور کہا مازری نے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے مومن کے ایمان کا اور کافر کے کفر کا اور اگر ارادہ کرتا کافر سے ایمان کا تو کافر ایمان لاتا یعنی اگر مقدر کرتا اس کے واسطے تو واقع ہوتا اور کہا معتزلوں نے کہ بلکہ مراد اللہ کی سب سے ایمان ہے یعنی اللہ کا ارادہ تو یہی تھا کہ سب آدمی ایمان لائیں لیکن مومن نے حکم قبول کیا اور کافر باز رہا سو حمل کیا ہے انہوں نے غائب کو حاضر پر اس واسطے کہ انہوں نے دیکھا کہ ارادہ کرنے والا شر کا شریر ہے اور کفر بھی شر ہے سو نہیں ہے صحیح کہ اللہ کفر کا ارادہ کرے اور جواب دیا ہے اہل سنت نے اس سے کہ شر مخلوقین کے حق میں شر ہے اور بہر حال خالق کے حق میں سو وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ شر کا شر ہے واسطے منع کرنے اللہ تعالیٰ کے اس سے اور اللہ تعالیٰ سے اوپر کوئی نہیں جو اس کو حکم کرے سو نہیں صحیح ہے کہ اس کے ارادہ کو مخلوق کے ارادے پر قیاس کیا جائے اور نیز پس ارادہ کرنے والا واسطے کسی فعل کے جب کہ نہ حاصل ہو جو ارادہ کیا ہو تو یہ خبر دیتا ہے ساتھ عجز اور ضعف اس کے اور اللہ تعالیٰ نہیں وصف کیا جاتا ساتھ عجز اور ضعف کے سو اگر ارادہ کرتا ایمان کا کافر سے اور وہ ایمان نہ لاتا تو یہ دلیل ہوتی اس کے عجز کی اور اللہ بلند ہے اس سے اور تمسک کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اور جواب اس سے پہلے گزرا اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ﴾ اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ عام مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ مقدر کیا ہے اللہ نے اس کے واسطے ایمان بنا بر اس کے پس عبادہ سے مراد فرشتے اور ایماندار آدمی اور جن ہیں اور بعض نے کہا کہ ارادہ غیر رضا کا ہے اور معنی اس

کے یہ ہیں کہ ان کو اس پر ثواب نہ دے گا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں راضی ہوتا اس سے دین مشروع کو ان کے واسطے اور بعض نے کہا کہ رضا صفت ہے سوائے ارادے کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قول اللہ کا کہ تو جھوٹا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہم تجھ کو دنیا کی طرف پھر بھیجیں تو البتہ تو اس کا بدلہ نہ دے گا اس واسطے کہ تجھ سے آسان تر چیز مانگی گئی تھی سو تو نے نہ مانا اور ہوں گے یہ معنی موافق اس آیت کے ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ﴾ اور ساتھ اس کے جمع ہوں گے معنی حدیث کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ﴾ اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں جواز قول آدمی کا ہے کہ اللہ فرماتا ہے یعنی ایسا کہنا جائز ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو مکروہ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے کہ کہے قال اللہ اور یہ کہنا جائز نہیں یقول اللہ اور یہ قول شاذ ہے مخالف ہے واسطے اقوال علماء سلف اور خلف کے اور دلالت کرتی ہیں اس پر حدیثیں اور اللہ نے قرآن میں فرمایا ﴿وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ﴾ ۔ (فتح)

٦٠٥٨۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ خَيْثَمَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرٰى شَيْئًا قُدَّامَهٗ ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ.

٦٠٥٨۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اللہ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا یعنی بلا واسطہ کلام کرے گا پھر نظر کرے گا بندہ سو نہ دیکھے گا اپنے آگے کچھ چیز پھر نظر کرے گا اپنے آگے تو سامنے ہوگی اس کو آگ یعنی دوزخ اس کے منہ کے سامنے ہوگی سو تم میں سے جو دوزخ سے بچ سکے تو چاہیے کہ بچے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پھر نظر کرے گا بندہ اپنی دائیں طرف سو نہ دیکھے گا مگر اپنے اعمال جو آگے کر چکا اور نظر کرے گا اپنی بائیں طرف تو نہ دیکھے گا مگر اعمال جو آگے کر چکا پھر اپنے آگے نظر کرے گا تو کچھ نہ دیکھے گا سوائے دوزخ کے کہ اس کے منہ کے سامنے ہے اور دائیں بائیں دیکھنا بطور مثل کے ہے اس واسطے کہ دستور ہے کہ جب آدمی کو کسی بات کا فکر ہوتا ہے تو دائیں بائیں دیکھتا ہے فریاد رس طلب کرتا ہے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ سبب دائیں بائیں دیکھنے کا یہ ہو کہ وہ اُمید رکھتا ہو کہ کوئی راہ پائے جس میں چلے تا کہ حاصل ہو اس کے واسطے نجات آگ سے سو نہ دیکھے گا کوئی چیز مگر جو اس کو دوزخ کی طرف پہنچائے اور یہ جو فرمایا کہ آگ اس کے منہ کے سامنے ہوگی تو اس کا سبب یہ ہے کہ آگ اس کی راہ میں ہوگی سو نہ ممکن ہوگا کہ اس سے نجات پائے اس واسطے کہ نہیں ہے اس کو کوئی چارہ پل صراط پر گزرنے سے۔ (فتح)

قَالَ الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثَلَاثًا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو دوزخ سے پھر اعراض کیا اور دوزخ سے ڈرایا پھر فرمایا کہ بچو دوزخ سے پھر آگ سے اعراض کیا اور اس سے ڈرایا تین بار یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کو دیکھتے ہیں پھر فرمایا کہ بچو دوزخ سے اگرچہ کھجور کی پھانک ہی دے کر سہی پھر جس کو آدھی کھجور بھی نہ ملے تو نیک بات کہنے کے سبب سے بچے۔

فائدہ: یعنی اللہ کی راہ میں دینا اگرچہ تھوڑا ہو دوزخ سے بچاتا ہے اور اگر دینے کا کچھ بھی مقدور نہ ہو تو نیک بات سے کسی مسلمان کے دل کو خوش کر دے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیرات کو دوزخ کے بچانے کی بڑی تاثیر ہے اور اشاح کے یہ معنی بھی ہیں کہ آگ سے منہ پھیرا اور اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے کہا ابن ابی جمرہ نے اس حدیث میں کہ آخرت میں اللہ بندوں سے کلام کرے گا بغیر واسطہ کے اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر صدقہ کے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر قبول ہونے خیرات کے اور اگرچہ کم ہو اور مقید کیا گیا ہے صدقہ اور حدیث میں ساتھ حلال کے اور کسب طیب کے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تھوڑی خیرات وغیرہ کو کم اور حقیر نہ جانے اور اس میں حجت ہے اہل زہد کے واسطے جہاں انہوں نے کہا کہ التفات کرنے والا ہلاک ہونے والا ہے لیا جاتا ہے یہ اس سے کہ دائیں بائیں دیکھنے میں صورت التفات کے واسطے جب اس نے اپنے آگے نظر کی تو اس کے منہ کے سامنے آگ ہوئی اور اس میں دلیل ہے اوپر قریب ہونے آگ کے اہل موقف سے اور روایت کی بیہقی نے بعث میں مرسل ہے کہ جیسے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں تم کو مکان عالی میں گھٹنوں پر دوزخ سے ورے اور حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بلند ٹیلے پر ہوگی یعنی بہ نسبت اور امتوں کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پوشیدہ ہونا اللہ کا اپنے بندوں سے نہیں ہے ساتھ پردے اور آڑ حسی کے بلکہ ساتھ امر معنوی کے جو متعلق ہے ساتھ قدرت اس کی کے لیا جاتا ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ پھر نظر کرے گا بندہ سو نہ دیکھے گا اپنے آگے کچھ چیز کہا ابن ابی ہبیرہ نے کہ مراد ساتھ کلمہ طیب کے اس جگہ وہ چیز ہے جو دلالت کرے ہدایت پر یا صلح کرے درمیان دو آدمیوں کے یا جدائی کرے درمیان دو جھگڑنے والوں کے یا آسان کرے مشکل کو یا کھولے غامض کو یا دفع کرے مفسد کو یا بجھائے غصے کو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ زیادہ تر دانا ہے۔ (فتح)

بَابٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

داخل ہوں گے بہشت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سوائے اس تقسیم کے شامل ہے اس کو آیت جس کی طرف اگلے باب میں اشارہ ہوا اور امر ہے اور یہ مکلفین میں سے بعض وہ لوگ ہیں جن کا بالکل حساب نہیں ہوگا اور بعض وہ لوگ ہیں کہ ان کا حساب آسان ہوگا اور بعض وہ لوگ ہیں جن کا حساب سخت ہوگا۔ (فتح)

۶۰۵۹۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ ح قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ و حَدَّثَنِيْ أَسِيْدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْأُمَّةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْعَشَرَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيْرٌ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ هٰؤُلَاءِ أُمَّتِيْ قَالَ لَا وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيْرٌ قَالَ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَهٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانُوْا لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

۶۰۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو ایک پیغمبر گزرا اس کے ساتھ ایک گروہ تھا اور بعض پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ بارہ تیرہ لوگ تھے اور بعض پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ دس آدمی تھے اور بعض پیغمبر گزرا اس کے ساتھ پانچ آدمی تھے اور بعض پیغمبر اکیلا ہے اور اس کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا پھر میں نے دیکھا سو اچانک ایک بڑی جماعت ہے سو میں نے کہا اے جبریل! یہ لوگ میری امت ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا نہیں لیکن تو آسمان کے کناروں کی طرف دیکھ سو میں نے دیکھا کہ ایک بڑا جھنڈ ہے یعنی جس نے آسمان کا کنارہ بھرا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ تیری امت ہیں اور یہ ستر ہزار جو آگے ہیں نہ ان پر حساب ہے نہ عذاب میں نے کہا اس کا کیا سبب ہے کہ ان پر حساب ہے نہ عذاب؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ نہ بیماری میں بدن کو داغتے تھے نہ جھاڑ پھونک کرتے تھے اور نہ شگون بد لیتے تھے اور اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے تھے سو عکاشہ رضی اللہ عنہ آپ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کرے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! اس کو بھی ان میں سے کر پھر اور مرد آپ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تجھ سے پہلے لیا۔

فائدہ: نسائی اور ترمذی میں ہے کہ یہ واقعہ معراج کی رات کا ہے سو اگر یہ رات محفوظ ہو تو اس میں قوت ہے اس

شخص کے قول جو قائل ہے کہ معراج کئی بار واقع ہوئی اور حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ جو معراج کہ مدینے میں واقع ہوئی تھی نہیں اس میں وہ چیز کہ مکے کے معراج میں واقع ہوئی یعنی آسمانوں کا کھلنا اور پیغمبروں سے ہر آسمان میں ملنا اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تکرار کرنا تخفیف نمازوں کی طلب میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکرر ہوئے بہت احکام سوائے اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا سو ان میں سے بعض کو مکے میں دیکھا اور بعض کو مدینے میں اور اکثر خواب میں اور یہ جو فرمایا کہ بعض پیغمبر کے ساتھ دس آدمی تھے، الخ تو حاصل ان روایتوں کا یہ ہے کہ پیغمبر لوگ متفاوت تھے اپنے تابعداروں کی گنتی میں اور سواد ضد ہے بیاض کی اور وہ شخص وہ ہے کہ دیکھا جاتا ہے دور سے اور وصف کیا اس کو ساتھ کثیر کے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ مراد ساتھ لفظ کے جنس ہے نہ واحد اور مشکل جانا ہے اسماعیلی نے اس حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو نہ پہچانا یہاں تک کہ گمان کیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! قیامت کے دن کس طرح پہچانیں گے آپ ان لوگوں کو اپنی امت جس کو آپ نے نہیں دیکھا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ پانچ کلیان ہوں گے وضو کے نشان سے کہ ان کے سوائے کسی کو یہ نشان نہ ہوگا اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جن لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کے کناروں میں دیکھا تھا نہ معلوم ہوتی تھی اس سے کوئی چیز مگر کثرت بغیر تمیز کسی خاص شخص کے اور جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنی امت کو پہچانیں گے تو یہ محمول ہے ان پر جب کہ آپ سے قریب ہوں گے جیسے ایک شخص دوسرے شخص کو دور سے دیکھتا ہے اور اس سے کلام کرتا ہے اور نہیں پہچانتا کہ وہ اس کا بھائی ہے پھر جب قریب ہوتا ہے تو اس کو پہچان لیتا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ واقع ہوگا یہ وقت وارد ہونے لوگوں کے حوض کوثر پر اور البتہ انکار کیا ہے شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے اس روایت سے سو کہا اس نے کہ یہ اس کے راوی کی غلطی ہے اس واسطے کہ منتر پڑھنے والا نیکی کرتا ہے طرف اس کی جو کو جھاڑ پھونک کرتا ہے سو کس طرح اس کا ترک کرنا مطلوب ہوگا اور نیز پس جھاڑ پھونک کیا جبریل علیہ السلام نے اور جھاڑ پھونک کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اور ان کو اجازت دی جھاڑ پھونک کرنے کی اور فرمایا کہ جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو چاہیے کہ پہنچائے اور نفع پہنچانا مطلوب ہے اور بہرحال جھاڑ پھونک کرنے والا سو وہ سوال کرتا ہے اپنے غیر سے اور امید رکھتا ہے اس کے نفع کی اور تمام توکل اس کے منافی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد وصف ستر ہزار کے ساتھ تمام توکل کے ہے سو نہیں سوال کرتے غیر سے کہ ان کو جھاڑ پھونک کرے یا ان کو داغے اور نہیں شگون بد لیتے کسی چیز سے اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے ساتھ اس کے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور ساتھ اس کے کہ نہیں رجوع کیا جاتا ہے طرف غلطی راوی کے باوجود تصحیح زیادتی کے اور ممکن ہے کہ کہا جائے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ترک کیا ستر ہزار مذکور نے جھاڑ پھونک کرنے اور کروانے کو واسطے اکھاڑنے مادے کے اس واسطے کہ اس

کا فاعل نڈر ہے اس سے کہ بھروسہ کرے اوپر اس کے ورنہ جھاڑ پھونک کرنا فی ذاتہ منع نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع تو اس میں سے وہ منتر ہے جس میں شرک ہو یا احتمال شرک کا ہو اور اسی واسطے فرمایا ہے کہ تم اپنے منتر میرے آگے ظاہر کرو کچھ مضائقہ نہیں منتر میں جب تک کہ اس میں شرک کا مضمون نہ ہو سو اس میں اشارہ ہے طرف علت نہی کی اور نقل کیا ہے قرطبی نے اپنے غیر سے کہ استعمال کرنا منتر اور داغ کا قادح ہے توکل میں برخلاف باقی اقسام طب کے اور فرق کیا ہے دونوں قسموں میں ساتھ اس کے کہ صحت کا ہونا اس میں وہمی امر ہے اور جو اس کے سوائے ہے وہ محقق ہے عادت میں جیسے کھانا پینا سو یہ توکل میں قادح نہیں کہا قرطبی نے اور یہ فاسد ہے دو وجہ سے اول اس وجہ سے کہ اکثر باب طب کے وہمی ہیں دوم اس وجہ سے کہ اللہ کے ناموں سے جھاڑ پھونک کرنا تقاضا کرتا ہے توکل کو اوپر اس کے اور پناہ پکڑنے کو طرف اس کی اور رغبت کرنے کو اس چیز میں کہ اس کے پاس ہے اور برکت لینے کو اس کے اسموں سے یہ توکل میں قادح ہوتا تو اللہ سے دعا کرنا بھی توکل میں قادح ہوتا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی فرق درمیان دعا اور ذکر کے اور البتہ جھاڑ پھونک کی حضرت ﷺ اور جھاڑ پھونک کیے گئے اور کیا ہے اس کو سلف اور خلف نے سو اگر ہوتا یہ مانع لاحق ہونے سے ساتھ ستر ہزار کے یا قادح توکل میں تو نہ واقع ہوتا ان لوگوں سے اور ان میں بعض وہ ہیں جو اعلم اور افضل ہیں اور لوگوں سے جو ان کے سوائے ہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بنا کیا ہے اس نے اس کی کلام کو اس پر کہ ستر ہزار مذکور بلند رتبہ ہیں اور لوگوں سے مطلق اور حالانکہ اس طرح نہیں اور البتہ روایت کی احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ آئے اور اس میں ہے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا کہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے اور البتہ میں اُمید وار ہوں کہ نہ داخل ہوں وہ اس میں یہاں تک کہ ٹھکانا پکڑو تو اس میں اور جو نیک ہے تمہاری بیویوں اور اولاد سے سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ ستر ہزار مذکور کا بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ افضل ہیں اپنے غیروں سے بلکہ جن لوگوں کا فی الجملہ کچھ حساب ہوگا اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو ان سے افضل ہوں گے اور ان لوگوں میں کہ متاخر ہیں دخول سے جن کی نجات تحقیقی ہے اور پہچانا گیا ہے مقام ان کا بہشت اور قبول ہوگی شفاعت ان کے غیر کی وہ لوگ ہیں جو ان سے افضل ہیں اور ام محصن رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ وہ ستر ہزار ان لوگوں میں سے ہیں جن کا حشر ہوگا مقبرہ بقیع سے جو مدینے میں ہے اور یہ اور خصوصیت ہے اور نہیں شگون بد لیتے جیسے کہ جاہلیت کے زمانے میں کرتے تھے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں تو احتمال ہے کہ ہو یہ جملہ مفسر واسطے ماتقدم کے اور احتمال ہے کہ ہو عام بعد خاص کے اس واسطے کہ صفت ہر ایک کی ان میں سے صفت خاص ہے توکل سے اور وہ عام تر ہے اس سے اور کہا قرطبی وغیرہ نے کہ کہا صوفیہ کے ایک گروہ نے کہ نہیں مستحق ہے توکل کے اسم کو مگر جس کے دل میں خوف غیر اللہ کا نہ ملے یعنی اللہ کے سوائے کسی سے

نہ ڈرے یہاں تک کہ اگر اس پر شیر بھی ہجوم کرے تو اس سے نہ بھڑکے اور یہاں تک کہ نہ کوشش کرے بیچ طلب رزق کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا ضامن ہوا ہے اور جمہور علماء نے اس کو نہیں مانا سو کہا انہوں نے کہ حاصل ہوتا ہے توکل ساتھ اس کے کہ اعتماد کرے اللہ کے وعدے پر اور یقین کرے ساتھ اس کے کہ اس کی قضا واقع ہونے والی ہے اور نہ ترک کرے سنت کی پیروی کو بیچ طلب کرنے رزق کے جس سے کوئی چارہ نہیں خوراک اور پوشاک سے اور بچاؤ ڈھونڈے دشمن سے تیار کرنے ہتھیار کے اور بند کرنے دروازے کے اور مانند اس کے اور باوجود اس کے پس نہ اطمینان پکڑے اسباب کی طرف اپنے دل سے بلکہ دل سے اعتقاد رکھے کہ وہ بذات خود نہ نفع حاصل کرتے ہیں اور نہ ضرر کو دفع کرتے ہیں بلکہ سبب اور مسبب دونوں اللہ تعالیٰ کا فعل ہیں اور کل اس کی مشیت اور ارادے سے ہے سو جب واقع ہو کسی مرد سے میل طرف سبب کے تو قدح کرتا ہے یہ اس کے توکل میں اور وہ لوگ باوجود اس کے دو قسم پر ہیں ایک قسم واصل ہے اور ایک سالک سو پہلی صفت واصل کی ہے اور وہ شخص وہ ہے جو اسباب کی طرف التفات نہ کرے اگرچہ ان کو استعمال میں لائے اور بہر حال سالک وہ ہے کہ واقع ہو اس کے واسطے کبھی کبھی طرف سبب کی مگر اس خیال کو علم کے طریق سے اور حال کے ذوق سے دفع کرتا ہے یہاں تک کہ ترقی کرتا ہے طرف مقام واصل کے اور کہا ابو القاسم القشیری نے کہ توکل کا محل دل ہے اور بہر حال حرکت ظاہرہ سو اس کے مخالف نہیں جب کہ تحقیق جانے بندہ کہ ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے سو اگر کوئی چیز آسان ہو تو اس کے آسان کرنے سے ہے اور اگر کوئی چیز دشوار ہو تو اس کی تقدیر ہے اور دلیل اوپر مشروع ہونے کسب کے وہ چیز ہے جو بیوع میں گزر چکی ہے کہ افضل کھانا مرد کا اپنے کسب سے ہے اور داؤد علیہ السلام اپنے کسب سے کھاتے تھے اور اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ ہم نے اس کو زرہ کا بنانا سکھلایا تاکہ لڑائی سے تم کو بچائے اور اللہ نے فرمایا ﴿خُذُوْا حِذْرَكُمْ﴾ اور اگر کوئی کہے کہ کس طرح ہے طلب کرنا اس چیز کا جس کا مکان معلوم نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ کرے اس سبب کو جس کا حکم ہوا اور توکل کرے اللہ پر اس چیز میں کہ نکلی اس کی قدرت سے سو مثلاً ہل سے زمین کو پھاڑے اور اس میں تخم بوئے اور توکل کرے اللہ پر اس کے اُگانے اور مینہ کے برسانے میں اور اسی طرح کوئی جنس لے اور اس کو دوسری جگہ کی طرف نقل کرے اور توکل کرے اللہ پر بیچ ڈالنے رغبت اس کی کے خریدار کے دل میں بلکہ بہت وقت کسب کرنا واجب ہوتا ہے جیسے کوئی کسب پر قادر ہو اور اس کا عیال نفقہ کا محتاج ہو سو جب اس کو چھوڑے تو گنہگار ہوتا ہے اور کرمانی نے صفات مذکورہ میں تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ معنی لا یکتوون کے یہ ہیں کہ مگر وقت ضرورت کے باوجود اس اعتقاد کے کہ شفاء اللہ کی طرف سے ہے نہ مجرد داغنے سے اور نہیں جھاڑ پھونک کرتے یعنی ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ہے قرآن اور حدیث صحیح میں اور ساتھ اس چیز کے کہ اس میں احتمال شرک کا ہے سو گویا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو ترک کرتے ہیں اعمال جاہلیت کو اپنے اعتقاد میں اور کہا کرمانی نے کہ مراد ستر ہزار سے کثرت ہے نہ خصوص

عدد میں، میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد خصوص عدد سے سو واقع ہوئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب کی دوسری حدیث ہے وصف ان کی ساتھ اس کے کہ ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلا گروہ جو بہشت میں داخل ہوگا ان کے منہ چاند کی طرح ہوں گے اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے منہ روشن تارے کی طرح ہوں گے اور البتہ واقع ہوا ہے اور حدیثوں میں کہ ستر ہزار کے ساتھ اور لوگ بھی زیادہ ہوں گے سو روایت کی احمد نے اور بیہقی نے بعث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا کہ داخل کرے گا بہشت میں میری امت سے پس ذکر کی حدیث مثل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنے رب سے زیادتی طلب کی سو زیادہ کیا اللہ نے مجھ کو ساتھ ہر ہزار کے ستر ہزار اور اس کی سند جید ہے اور وارد ہوئی ہے اس باب میں حدیث ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے نزدیک طبرانی کے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نزدیک احمد کے اور انس رضی اللہ عنہ سے نزدیک بزار کے اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے نزدیک ابن ابی حاتم کے پس یہ طریقے قوی کرتے ہیں بعض بعض کو اور اور حدیثوں میں اس سے بھی زیادہ آیا ہے سو روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور حسن کہا ہے اس کو طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا کہ داخل کرے گا بہشت میں میری امت سے ستر ہزار ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار نہ ان پر حساب ہے نہ عذاب اور تین لپیں اللہ کی لپوں سے اور ابن حبان اور طبرانی کی روایت میں یہ لفظ ہے پھر شفاعت کرے گا ہر ہزار ستر ہزار میں پھر اللہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تین انجلے بھرے گا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اکبر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کرے گا اللہ شفاعت ستر ہزار کی ان کے باپوں اور ماؤں اور قرابتیوں کے حق میں اور البتہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ ہو ادنیٰ امت میری لپوں میں کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حساب کیا تو انچاس لاکھ کو پہنچا یعنی سوا تین لپوں کے جو اللہ دونوں ہاتھوں سے بھرے گا اور احمد اور ابو یعلیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے مجھ کو ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار دیا اور اس کی سند میں دو راوی ہیں ایک ضعیف الحفظ ہے اور دوسرے کا نام معلوم نہیں اور نزدیک کلا بازی کے ہے معانی الاخبار میں ساتھ سند واہی کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن نہ پایا سو اچانک میں نے دیکھا کہ آپ بالا خانے میں نماز پڑھتے ہیں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر تین نور دیکھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز ادا کی تو فرمایا کہ تو نے نور دیکھے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ بیشک ایک آنے والا میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ اللہ میری امت سے ستر ہزار کو بہشت میں داخل کرے گا بغیر حساب کے اور بغیر عذاب کے پھر میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ بیشک اللہ داخل کرے گا میری امت سے بجائے ہر ایک کے ستر ہزار دو گنا سابق سے ستر ہزار بغیر حساب اور عذاب کے میں نے کہا الٰہی! یہ میری امت کو نہ

پہنچے گا اللہ نے فرمایا کہ پورا کروں گا میں اس کو تیرے واسطے گنواروں سے جو نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں کہا کلاباذی نے کہ مراد ساتھ پہلی امت کے امت اجابت ہے اور مراد دوسری امت سے یعنی بیچ حضرت ﷺ کے قول امتی سے امت اتباع کی ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی امت تین قسم پر ہے ایک خاص تر ہے دوسری سے اول امت اتباع کی ہے پھر امت اجابت کی پھر امت دعوت کی سو پہلی امت نیک عمل والے ہیں اور دوسری مطلق مسلمان اور تیسری جو ان کے سوائے ہیں جن کی طرف بھیجے گئے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ جو قدر کہ زائد ہے پہلے عدد پر وہ مقدار تین لپوں کا ہے اور یہ جو فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے پہلے اس کو لے گیا تو اس کی حکمت میں علماء کو اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ دوسرا مرد منافق تھا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جو چیز مانگی جاتی تھی دیتے تھے سو اس کو یہ جواب دیا اور کہا ابن بطال نے کہ معنی سبقت کرنے کے یہ ہیں کہ سبقت کی اس نے طرف احراز ان صفات کے اور وہ توکل اور شگون بد نہ لینا ہے اور یوں نہ فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں واسطے مہربانی کرنے کے ساتھ اصحاب اپنے کے اور حسن ادب کے ساتھ ان کے کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ کہ اول نے صدق دل سے سوال کیا تھا اور بہرحال دوسرا سو احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے اکھاڑنا مادے کا ہو اس واسطے کہ اگر دوسرے کے واسطے بھی یوں ہی فرماتے تھے قریب تھا کہ تیسرا اٹھتا پھر علی ہذا القیاس چوتھا اور پانچواں مالانہایت تک پس لازم آتا تسلسل پس بند کیا دروازہ اپنے اس قول سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا تھا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کی دعا قبول ہوگی اور نہیں واقع ہوا یہ دوسرے کے حق میں اور بعض نے کہا کہ وہ ساعت اجابت کی تھی اور ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ بقیع (مقبرہ اہل مدینہ) کی طرف نکلی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھائے جائیں گے اس مقبرے سے ستر ہزار جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے ان کے منہ جیسے چودھویں رات کا چاند تو ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! اور میں بھی ان میں اٹھایا جاؤں گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اور تو بھی ان میں سے ہوگا پھر اور شخص اٹھا سو اس نے کہا کہ میں بھی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تجھ سے لیا راوی کہتا ہے میں نے اس سے کہا کہ دوسرے کے واسطے حضرت ﷺ نے کیوں نہ فرمایا؟ اس نے کہا میرا گمان ہے کہ وہ منافق تھا اور اس میں صرف گمان سے اس کو منافق کہا ہے پس نہیں دفع کرے گا یہ تاویل اس کے غیر کو اس واسطے کہ نہیں ہے اس میں مگر گمان۔ (فتح)

٦٠٦٠۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٦٠٦٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ داخل ہوگا بہشت میں میری امت سے ایک گروہ کہ وہ ستر ہزار ہوں گے روشن ہوں گے ان کے منہ جیسے چاند روشن ہوتا ہے چودھویں رات کو کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنِ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اٹھا اپنی دھاری دار کملی اٹھاتا جو اس پر تھی سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الہی! اس کو بھی ان میں سے کر پھر ایک انصاری مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے آگے بڑھا۔

فائدہ: اور پہچانا گیا ہے مجموع طریق سے جن کو میں نے ذکر کیا کہ اول اول جو داخل ہوگا بہشت میں اس امت سے یہ ستر ہزار ہیں جو موصوف ہیں ساتھ صفت مذکورہ کے اور یہ جو فرمایا کہ ساتھ ہر ہزار کے ستر ہزار ہیں یا ساتھ ہر ایک کے ان میں سے ستر ہزار ہیں تو اس میں معنی معیت کے احتمال ہے کہ داخل ہوں ساتھ داخل ہونے ان کے کے تابع ہو کر اگرچہ ان کے عمل پہلے کے عملوں کی مثل نہ ہوں اور احتمال ہے کہ مراد معیت سے مجرد داخل ہونا ان کا ہو بہشت میں بغیر حساب کے اگرچہ داخل ہوں بہشت میں بیچ دوسرے گروہ کے یا اس کے بعد ہے اور یہ احتمال اولیٰ ہے اور البتہ روایت کی بیہقی نے بعث میں اور حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جس کی نیکیاں بدیوں سے زیادہ ہوئیں سو یہی مرد ہے جو داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے اور جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوئیں تو یہی ہے جس کا حساب آسان ہوگا اور جس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا تو وہی ہے جس کے حق میں شفاعت قبول ہوگی اس کے بعد کہ اس کو عذاب ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ میری امت تو اس قید سے نکلتا ہے غیر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدد مذکور سے اور نہیں اس میں نفی دخول کسی کے غیر اس امت سے اوپر صفت مذکور کے تشبیہ دینے سے ساتھ چاند کے اور اولیت سے اور سوائے اس کے مثل پیغمبروں کے اور جس کو اللہ چاہے شہیدوں اور صدیقوں اور صالحین سے اور اگر ثابت حدیث ام قیس رضی اللہ عنہا کے تو اس میں اور تخصیص ہے ساتھ ان لوگوں کے جو دفن ہوئے بقیع میں اس امت سے اور یہ بڑی فضیلت ہے اہل مدینہ کے واسطے۔ (فتح)

٦٠٦١۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٠٦١۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکھ شک کیا ہے راوی نے

وَسَلَّمَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ شَكَّ فِيْ أَحَدِهِمَا مُتَمَاسِكِيْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتّٰى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمْ الْجَنَّةَ وَوُجُوْهُهُمْ عَلٰى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

ایک دو لفظ میں ایک دوسرے کو پکڑے ہوں گے یہاں تک کہ داخل ہوگا اول اور آخران کا بہشت میں اور ان کے منہ چودھویں کے رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ وہ ایک صف ہوں گے سو سب کے سب ایک باراس میں داخل ہوں گے اور اول آخران کو باعتبار اس صفت کے کہا جس میں وہ پل صراط سے گزریں گے اور اس میں اشارہ ہے طرف کشادہ ہونے اس دروازے کے جس سے وہ بہشت میں داخل ہوں گے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ وہ وقار اور آرام کی صفت پر ہوں گے ایک دوسرے سے آگے نہیں بڑھے گا بلکہ سب کے سب اکٹھے داخل ہوں گے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک صف ہوں گے چوڑائی میں ایک دوسرے کے پہلو میں ہوں گے اور یہ جو فرمایا کہ ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ انوار بہشتیوں کے متفاوت ہوں گے بحسب ان کے درجوں کے اور اسی طرح ان کی صفات بھی جمال وغیرہ میں۔

تنبیہ: یہ حدیثیں خاص کرتی ہیں اس حدیث کو جو مسلم نے روایت کی کہ ہمیشہ بندہ کھڑا رہے گا یہاں تک کہ پوچھا جائے گا چار چیزوں سے اول عمر سے کہ اس کو کس چیز میں فنا کیا دوسرے اس کے بدن سے کہ اس کو کس چیز میں گلایا اور اس کے علم سے کہ اس کے ساتھ کیا عمل کیا اور اس کے مال سے کہ کہاں سے کمایا اور کس چیز میں اس کو خرچ کیا۔ (فتح)

٦٠٦٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ يَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ خُلُوْدٌ.

٦٠٦٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داخل ہوں گے بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں پھر اٹھے گا ایک پکارنے والا ان کے درمیان اے دوزخیو! تم کو موت نہیں اور اے بہشتیو! اب تم کو موت نہیں ہر ایک شخص ہمیشہ رہنے والا ہے اس مکان میں کہ ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پھر موت لائی جائے گی یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرائی جائے گی پھر ذبح کی جائے گی پھر پکارے گا پکارنے والا۔

٦٠٦٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

٦٠٦٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ وَلِأَهْلِ النَّارِ يَا أَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشتیوں سے کہا جائے گا اے بہشتیو! تم کو ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں اور دوزخیوں سے کہا جائے گا اے دوزخیو! تم کو ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں۔

فائدہ: اور آئندہ باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ کہا جائے گا یہ دونوں فریقوں سے وقت ذبح کرنے موت کے اور مناسبت اس حدیث کی اور جو اس سے پہلے واسطے باب دخول الجنة بغیر حساب کے اشارہ ہے اس طرف کہ جو بہشت میں داخل ہوگا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا سو جو پہلے داخل ہوگا اس کو فضیلت ہوگی اس کے غیر پر۔ (فتح)

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب ہے بیچ بیان صفت بہشت اور دوزخ کے

فائدہ: واقع ہوا ہے بدء الخلق میں یہ باب دو بابوں میں اور واقع ہوا ہے دونوں میں وانهما مخلوقتان یعنی بہشت اور دوزخ دونوں پیدا کیے گئے ہیں اور وارد کی ہیں ان میں حدیثیں بیچ ثابت کرنے اس بات کے کہ دونوں موجود ہیں اور حدیثیں دونوں کی صفت میں اور دوہرایا ہے بعض حدیثوں کو ان میں سے اس باب میں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ.

اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلا کھانا جو بہشتی کھائیں گے مچھلی کے کلیجے کی بڑی ہوئی نوک ہے۔

عَدْنٌ خُلْدٌ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَقَمْتُ وَمِنْهُ الْمَعْدِنُ ﴿فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ﴾ فِيْ مَنْبَتِ صِدْقٍ.

اور عدن کے معنی یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿جَنَّاتِ عَدْنٍ﴾ ہمیشہ رہنا اور قرار پکڑنا کہا جاتا ہے عرف عرب میں عدنت بارض یعنی میں نے اس میں قیام کیا اور اسی سے ماخوذ ہے معدن اور معدن صدق کے معنی ہیں بیچ جگہ پیدا ہونے صدق کے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے اس جگہ بخاری رحمہ اللہ نے بہشت کے ناموں کی طرف اور وہ دس ہیں یا زیادہ اور کل قرآن میں ہیں اور فردوس اور وہ اعلیٰ بہشت ہے اور دار الخلد اور دار السلام اور دار المقامه اور جنة المأوىٰ وغیرھا۔ (فتح)

٦٠٦٤۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ

۶۰۶۴۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا سو میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ.

نے اس کے اکثر لوگ یعنی اکثر بہشتی محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں یعنی بہ نسبت مردوں کے عورتیں دوزخ میں اکثر ہوں گی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے بسبب ان کے کفر کے اور محتاج ایماندار اکثر تکلیفوں میں رہتے ہیں تو صبر کرتے ہیں اس سبب سے بہشت پاتے ہیں کہا قرطبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عورتیں بہشت میں کم جائیں گی اس واسطے کہ غالب ہوتی ہے ان پر حرص اور میل دنیا کی زینت کی طرف اور منہ موڑنا آخرت سے واسطے کم ہونے ان کے عقل کے اور جلدی دھوکا کھانے کے اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ یہ دیکھنا حضرت ﷺ کا بہشت اور دوزخ کو معراج کی رات میں واقع ہوا یا خواب میں۔ (فتح)

٦٠٦٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنَ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ.

٦٠٦٥۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کھڑا ہوا بہشت کے دروازے پر سو اس میں اکثر داخل ہونے والے محتاج تھے اور دولت مند عیش والے بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں مگر دوزخ کے لوگوں کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اکثر اس کے داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔

فائدہ: اور دولت مند بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں یعنی ساتھ محتاجوں کے واسطے حساب لینے کے مال پر اور ہوگا یہ پل پر جہاں ایک کا دوسرے سے بدلہ لیا جائے گا بعد گزرنے کے پل صراط سے۔ (فتح)

٦٠٦٦۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا أَهْلَ

٦٠٦٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب داخل ہوں گے بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں موت لائی جائے گی یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرائی جائے گی پھر پکارے گا پکارنے والا اے بہشتیو! اب تم کو موت نہیں اور اے دوزخیو! اب تم کو موت نہیں سو زیادہ ہوگی بہشتیوں کو خوشی پر خوشی اور زیادہ ہوگا دوزخیوں کو غم پر غم۔

الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ
فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ
وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لائی جائے گی موت کالے، سفید دنبے کی شکل پر اور ذکر کیا ہے مقاتل اور کلبی نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾ کہ پیدا کیا ہے اللہ نے موت کو دنبے کی شکل پر نہیں گزرتی ہے کسی پر مگر کہ مر جاتا ہے اور پیدا کیا ہے اللہ نے زندگی کو گھوڑے کی شکل پر نہیں گزرتی ہے کسی پر مگر کہ زندہ ہو جاتا ہے کہا قرطبی نے کہ حکمت بیچ لانے موت کے اس طرح اشارہ ہے اس طرف کہ حاصل ہوا ان کے واسطے بدلہ جیسے کہ اسماعیل علیہ السلام کا بدلہ دنبا دیا گیا تھا اور اس کے کالے سفید ہونے سے اشارہ ہے بہشتیوں اور دوزخیوں کی صفت کی طرف اس واسطے کہ املح وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی ملی ہو اور صور کی حدیث دراز میں ہے کہ پھر زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ ملک الموت کو اور جبرئیل علیہ السلام کو اور میکائیل علیہ السلام کو اور اسرافیل علیہ السلام کو اور کی جائے گی موت کالے سفید مینڈھے کی صورت میں تو جبرئیل علیہ السلام اس مینڈھے کو ذبح کریں گے اور وہ موت ہے اور پکارنا بعد ذبح کرنے اس کے واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ موت معدودم ہوئی اور وہ پھر کبھی نہیں آئے گی اور واقع ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ پس پکارے گا پکارنے والا اے بہشتیو! تو وہ اپنے سر اٹھا کر نظر کریں گے سو وہ کہے گا کیا تم پہچانتے ہو اس کو؟ وہ کہیں گے ہاں! اور سب نے اس کو دیکھا ہو گا اور پہچانتے ہوں گے پھر ذبح کی جائے گی پھر کہے پکارنے والا اے بہشتیو! اب تم کو اس میں ہمیشہ رہنا ہے موت نہیں سو اگر کوئی خوشی سے مرتا تو بہشتی مرتے اور اگر کوئی غم سے مرتا تو دوزخی مرتے، کہا ابو بکر بن عربی نے کہ مشکل جانی گئی ہے یہ حدیث اس واسطے کہ وہ عقل کی صریح مخالف ہے اس واسطے کہ موت عرض ہے اور عرض پلٹ کر جسم نہیں بن سکتا سو کس طرح ذبح کی جائے گی؟ سو انکار کیا ہے اس حدیث کے صحیح ہونے سے ایک گروہ نے اس کی تاویل کی ہے سو کہا انہوں نے کہ یہ تمثیل حقیقۃ ذبح ہونا مراد نہیں اور بعض نے کہا کہ بلکہ ذبح کے حقیقی معنی ہیں اور ذبح کیا گیا ملک الموت ہے اس واسطے کہ ان کے مارنے کا متولی وہی تھا اور پسند کیا ہے اس کو بعض متاخرین نے کہ مراد موت سے ملک الموت ہے اور پہلے گزر چکا ہے نقل کرنا خلاف کا اس میں کہ مراد مستثنیٰ سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ کیا ہے؟ سو بعض نے گمان کیا ہے کہ ملک الموت بھی ان لوگوں میں سے ہے جو مستثنیٰ ہے اور کہا مارزی نے کہ موت ہمارے نزدیک عرض ہے عرضوں سے یعنی نہیں ہے قائم بذاتہ اور معتزلہ کے نزدیک نہیں ہے معنی اور دونوں مذہبوں پر نہیں صحیح ہے کہ وہ کبش اور جسم اور یہ کہ مراد ساتھ اس کے تمثیل اور تشبیہ ہے اور البتہ پیدا کرے گا اللہ اس جسم کو پھر ذبح کیا جائے گا پھر ٹھہرائی جائے گی مثال اس واسطے کہ نہیں عارض ہو گی موت بہشتیوں پر اور کہا قرطبی نے تذکرہ میں کہ موت معنی ہے اور معانی پلٹ کر جوہر

نہیں ہو سکتے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا کرے گا اللہ اشخاص کو ثواب اعمال سے اور اسی طرح ہی موت پیدا کرے گا دنبے کو کہ نام رکھے گا اس کا موت اور دونوں فریق کے دل میں ڈالے گا کہ یہ موت ہی ہو گا اس کا ذبح کرنا دلیل اوپر ہمیشہ رہنے کے دونوں گھر میں اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں ہے کوئی مانع کہ پیدا کرے اللہ اعراض سے جسم کہ ٹھہرائے ان کو مادہ ان کے واسطے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ سورۂ بقرہ اور آل عمران آئیں گے جیسے کہ وہ دونوں بدلیاں ہیں اور مانند ان کی حدیثوں سے کہا قرطبی نے کہ ان حدیثوں میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ نہیں کوئی نہایت واسطے دوزخیوں کے بیچ اس کے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے بغیر موت اور زندگی نافعہ کے اور راحت کے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ ﴿لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا﴾ اور جس نے گمان کیا ہے کہ دوزخی لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور یہ کہ باقی رہے گی دوزخ خالی اور یہ کہ وہ فنا ہو جائے گی اور زائل ہو گی تو وہ خارج ہے اس چیز سے جو حضرت ﷺ لائے یعنی خارج ہے اسلام سے اور اس سے جس پر اجماع ہے اہل سنت کا اور جمع کیے ہیں بعض متاخرین نے اس مسئلے میں سات قول ایک قول تو یہی ہے جس پر اجماع نقل کیا گیا دوسرا قول یہ ہے کہ دوزخیوں کو دوزخ میں عذاب ہو گا یہاں تک کہ ان کی طبع پلٹ کر آتشی ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ آگ سے لذت پائیں گے واسطے موافق ہونے ان کی طبع کے ساتھ اس کے اور یہ قول بعض زندیق صوفیوں کا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ داخل ہو گی اس میں قوم پھر بعد ان کے اور لوگ اس میں داخل ہوں گے یہ قول یہودیوں کا ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں اور اللہ نے ان کی تکذیب کی ساتھ اس کے ﴿وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ﴾ چوتھا قول یہ ہے کہ نکالے جائیں گے لوگ دوزخ سے اور وہ بدستور رہے گی، پانچواں قول یہ کہ فنا ہو جائے گی اس واسطے کہ وہ حادث ہے اور ہر حادث چیز فنا ہو گی یہ قول جہمیہ کا ہے، چھٹا قول یہ ہے کہ ان کی حرکتیں فنا ہوں گی اور یہ قول بعض معتزلہ کا ہے، ساتواں قول یہ کہ دور ہو گا عذاب اس کا اور دوزخی لوگ اس سے نکلیں گے یہ بعض اصحاب سے آیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ دوزخ پر ایک زمانہ ایسا ہو گا کہ کوئی اس میں نہ رہے گا اور مراد اس سے موحدین ہیں اور اگر مراد اس سے موحدین نہ ہوں تو یہ مذہب مردود ہے اس کے قائل پر۔ (فتح)

٦٠٦٧۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ

٦٠٦٧۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرمائے گا بہشتی لوگوں سے کہ اے بہشتیو! وہ کہیں گے اے رب! ہم حاضر ہیں خدمت اور اطاعت میں یعنی اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے سو اللہ فرمائے گا کہ کیا تم راضی ہوئے؟ سو وہ کہیں گے کیوں نہ ہم راضی ہوں اے رب! اور تو نے ہم کو اتنا کچھ

رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ أَنَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ أَبَدًا.

دیا ہے کہ کسی کو نہیں دیا اپنی خلق سے سو اللہ فرمائے گا کہ میں تم کو اس سے بھی عمدہ چیز دیتا ہوں تو وہ کہیں گے اے رب! بہشت سے زیادہ کون سی چیز افضل ہے؟ پھر اللہ فرمائے گا کہ اب میں نے اتاری تم پر اپنی رضا مندی سو اس کے بعد اب میں کبھی تم پر غصہ نہ کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہشت کی سب نعمتوں سے عمدہ اللہ کی رضا مندی ہے جو سب نعمتوں کے بعد ملے گی اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ﴾ اس واسطے کہ اس کی رضا مندی سبب ہے ہر فوز اور سعادت کا اور جو جانے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہے تو ہوگا یہ سبب اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا اور اس کے دل کی خوشی کا ہر نعمت سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تعظیم اور تکریم سے اور اس حدیث میں ہے کہ جو نعمتیں کہ بہشتیوں کے واسطے حاصل ہوئی ہیں اس سے کوئی چیز زیادہ نہیں اور آئندہ آئے گا توحید میں ساتھ اس سند کے بیچ صفت گزرنے کے پل صراط سے اور اس میں قصہ ہے ان لوگوں کا جو دوزخ سے نکالے جائیں گے اور اس میں ہے کہ یہ کلام ان سے کہا جائے گا لیکن جب ثابت ہوا کہ یہ کلام ان لوگوں سے کہا جائے گا واسطے ہونے ان کے اہل بہشت سے تو وہ سابقین کے واسطے بطریق اولیٰ ہوگا اور یہ خطاب غیر اس خطاب کے ہے جو سب اہل بہشت سے کہا جائے گا۔ (فتح)

٦٠٦٨- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ أُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَآءَتْ أُمُّهٗ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّيْ فَإِنْ يَّكُ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرٰى تَرٰى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَإِنَّهٗ لَفِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ.

٦٠٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوا اور وہ لڑکا تھا تو اس کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ یا حضرت! آپ نے پہچانی ہے جگہ حارثہ رضی اللہ عنہ کی مجھ سے یعنی آپ کو معلوم ہے کہ وہ مجھ کو بہت پیارا تھا سو اگر وہ بہشت میں ہو تو میں اس کے غم میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر دوسرا حال ہو یعنی اگر بہشت میں نہ ہو تو آپ دیکھیں جو میں کروں یعنی خوب کھل کر رولوں کہ اس کو ہر کوئی دیکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو کیا تو نے فرزند کو گم کیا ہے کیا ایک بہشت ہے بیشک وہ بہت بہشتیں ہیں اور بیشک وہ اونچی بہشت میں ہے یعنی یہ

نہ سمجھ کہ بہشت فقط ایک ہی ہے بلکہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں ایک سے ایک اعلیٰ اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے جو سب سے عمدہ اور بلند ہے۔

فائدہ: مراد فردوس سے اس جگہ ایک مکان ہے بہشت سے جو سب بہشتوں سے افضل ہے۔

٦٠٦٩۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ.

٦٠٦٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تین دن کی راہ ہوگی تیز رو سوار کی یعنی دوزخ میں کافر بڑا قد ہو جائے گا تا کہ اس کو زیادہ آگ جلائے۔

فائدہ: اور احمد کے نزدیک مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں دوزخیوں کا بڑا قد ہو جائے گا یہاں تک کہ ان کے کان کے لٹکے گوشت سے ان کے مونڈھے تک سات سو برس کی راہ ہوگی اور بیہقی نے بعث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ستر برس کی راہ ہوگی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دانت کافر کا اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا ان کے قد بڑے ہو جائیں گے تا کہ عذاب چکھیں اور نیز بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کے بیٹھنے کی جگہ مثل اس چیز کے ہوگی کہ مدینے اور ربذہ کے درمیان ہے اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے بھی اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جس قدر مکے اور مدینے کے درمیان کا فاصلہ ہے اور اس کی ران بقدر ورقان پہاڑ کے ہوگی اور شاید کہ مختلف ہونا ان مقدار کا محمول ہے اوپر مختلف ہونے عذاب کافروں کے آگ میں کہا قرطبی نے مفہم میں کہ کافر کا قد جو دوزخ میں بڑا ہو جائے گا تو یہ اس واسطے ہے تا کہ اس کو بڑا عذاب ہو اور اس کا درد دوگنا ہو اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بعض کافروں کے حق میں ہے کہ ساتھ دوسری حدیث کے کہ حشر ہوگا متکبروں کا قیامت کے دن مثل چیونٹیوں کے آدمیوں کی شکلوں میں ہانکے جائیں گے طرف قید خانے کی جو دوزخ میں ہے اس کو بولس کہا جاتا ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ کافروں کا عذاب مختلف ہے جیسا کہ معلوم ہوا ہے کتاب اور سنت سے اور نہیں جانتے ہم بطور یقین کے کہ عذاب اس شخص کا جو قتل کرے پیغمبروں کو اور فساد کرے زمین میں نہیں ہے مساوی واسطے عذاب اس شخص کے جو فقط کفر کرے اور مسلمانوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے مثلاً، میں کہتا ہوں بہر حال حدیث مذکور سو روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اول امر میں ہے نزدیک حشر کے اور بہر حال دوسری حدیثیں سو محمول ہیں اس چیز پر کہ بعد قرار پکڑنے کے تھے آگ میں اور جو حدیث کہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ البتہ کافر اپنی زبان کو ایک اور دو فرسخ تک گھسیٹے گا لوگ اس کو پامال

کریں گے سو اس کی سند ضعیف ہے اور بہر حال مختلف ہونا کافروں کا عذاب میں تو اس میں کچھ نہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾۔ (فتح)

وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِيْ عَيَّاشٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيْعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بہشت میں ایک درخت ہے کہ اچھے گھوڑے پالے ہوئے تیز قدم کا سوار سو برس چلے اس کو تمام نہ کر سکے یعنی اس کے سائے سے نہ نکلے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہا اور پڑھو اگر تم چاہو ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ درخت سدرۃ المنتہیٰ ہے جس کے بیر مٹکے کے برابر اور پتے ہاتھی کے کان کے برابر ہیں اور بعض اس کو طوبیٰ کہتے ہیں۔ (فتح)

۶۰۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْرِيْ أَبُوْ حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِكُوْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

۶۰۷۰۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار یا ساتھ لاکھ نہیں جانتا نہیں جانتا ابو حازم راوی کہ کون سا لفظ کہا ستر ہزار کہا یا ساتھ لاکھ ایک دوسرے کو پکڑے ہوں گے نہ داخل ہوگا اول ان کا یہاں تک کہ ہوگا آخر ان کا یعنی ایک قطار ہو کر برابر یکبارگی اندر جائیں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

۶۰۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ

۶۰۷۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بہشتی لوگ اونچے محلوں کو دیکھیں گے بہشت میں یعنی اپنے اوپر جیسے تم دیکھتے ہو (روشن) تارے کو آسمان

لَيَتَرَآءَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَتَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَآءِ قَالَ أَبِي فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ يُحَدِّثُ وَيَزِيْدُ فِيْهِ كَمَا تَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ الْغَارِبَ فِي الْأُفُقِ الشَّرْقِيِّ وَالْغَرْبِيِّ.

میں کہا میرے باپ نے سو میں نے نعمان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا اور اس میں زیادہ کرتا تھا جیسے تم دیکھتے ہو روشن تارے کو آسمان کے کنارے پر دور پورب کی طرف یا پچھم کی طرف۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ تشبیہ دی دیکھنے والے کی رؤیت کو بہشت میں محل والے کو ساتھ رؤیت دیکھنے والے کے تارے روشن کو جو دور ہے مشرق اور مغرب کی جانب میں روشن ہوتے ہیں باوجود دور ہونے کے اور فائدہ ذکر مشرق اور مغرب کا بیان کرنا بلندی اور بہت دور ہونے کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ بہشتیوں کے درجے مختلف اور متفاوت ہیں اور البتہ تقسیم کیے گئے ہیں سورۂ واقعہ میں طرف سابقین کے اور اصحاب الیمین کے سو قسم اول وہ لوگ ہیں جو ذکر کیے گئے ہیں بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ الآیۃ اور جو ان کے سوائے ہیں وہ اصحاب الیمین اور دونوں قسم متفاوت ہیں درجات میں اور اس میں تعقب ہے اس پر جو خاص کرتا ہے مقربین کو ساتھ پیغمبروں کے اور شہیدوں کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر حدیث میں رجال آمنوا باللہ وصدقوا المرسلین۔ (فتح)

٦٠٧٢۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِيْ صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِيْ.

٦٠٧٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرمائے گا اللہ قیامت کے دن ادنیٰ دوزخی سے جو سب دوزخیوں سے عذاب میں کم تر ہوگا کہ اگر تیری ملکیت میں ہوتا جو کچھ کہ زمین میں ہے یعنی زمین کے بھر سونا ہوتا تو کیا تو اس کو عذاب کے عوض دیتا؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں! تو اللہ فرمائے گا کہ میں نے تو تجھ سے اس سے بھی آسان تر چیز مانگی تھی اور حالانکہ تو آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا سو تو نے اس کو نہ مانا بجز اس کے کہ تو میرے ساتھ شریک کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٦٠٧٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

٦٠٧٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيرُ قُلْتُ مَا الثَّعَارِيرُ قَالَ الضَّغَابِيسُ وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهُ فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ.

نے فرمایا کہ نکالے جائیں گے دوزخی کچھ ساتھ شفاعت کے جیسے وہ تعاریر ہیں میں نے کہا کیا چیز ہے تعاریر؟ کہا چھوٹی لکڑی اور اس کے دانت گر پڑے تھے یعنی اسی واسطے اسے تعاریث کے ساتھ کہا بدلے شین کے تو میں نے عمرو بن دینار سے کہا کہ اے ابو محمد! کیا تو نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نکالے جائیں گے دوزخ سے کچھ لوگ ساتھ شفاعت کے؟ اس نے کہا ہاں۔

فائدہ: اور مراد تشبیہ سے وصف ساتھ سفیدی اور پتلے ہونے کے ہے اور یہ تشبیہ ساتھ صفت ان کی کے ہے بعد اس کے کہ آب حیات کی نہر میں جم اٹھیں گے اور جب پہلے پہل آگ سے نکالے جائیں گے تو کوئلے کی طرح ہوں گے جیسا کہ آتا ہے اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکالے جائیں گے دوزخ سے جیسے وہ تل کی لکڑیاں ہیں تو داخل کیے جائیں گے نہر میں سو اس میں نہائیں گے پھر نکالے جائیں گے جیسے سفید کاغذ ہیں جب تل نکال کے اس کی لکڑیوں کو پھینکا جاتا ہے تو وہ سیاہ اور پتلی ہو جاتی ہیں اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ عنقریب ہے اس امت میں ایک قوم پیدا ہوگی جو حد رجم کو جھوٹا جانے گی اور دجال کی خبر کو جھوٹا جانیں گے اور قبر کے عذاب کو جھوٹا جانیں گے اور شفاعت کو جھوٹا جانیں گے اور جھوٹا جانیں گے ان لوگوں کو جو آگ سے نکالے جائیں گے کہا ابن بطال نے کہ انکار کیا ہے معتزلہ اور خوارج نے شفاعت سے بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ وغیرہ ذلك من الآيات اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ وہ آیات کافروں کے حق میں ہیں اور آئی ہیں بیچ ثابت کرنے شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیثیں متواتر اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ اور کہا جمہور نے کہ مراد ساتھ اس کے شفاعت ہے اور مبالغہ کیا ہے واحدی نے سو نقل کیا ہے اس نے اس میں اجماع کو لیکن اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو آئی ہے مجاہد سے اور اس کو ضعیف کہا ہے اور کہا اکثر اہل تاویل نے کہ مقام محمود وہ ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے تا کہ راحت دیں ان کو موقف قیامت کی مصیبت سے نقل کیا ہے اس کو طبری نے پھر حدیثیں چند روایت کیں کہ بعض میں ان میں سے تصریح ہے ساتھ اس کے اور بعض میں مطلق شفاعت ہے سو منجملہ ان کے حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت آپ کی امت کے حق میں قبول کرے گا اور روایت کی اوس نے ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد مقام محمود سے شفاعت ہے اور منجملہ ان کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مراد مقام محمود سے شفاعت ہے اور روایت کی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور میری امت ایک بلند ٹیلے میں ہوں گے تو میرا رب مجھ کو پوشاک سبز پہنا دے گا پھر مجھ کو اجازت ہوگی تو میں کہوں گا جو اللہ چاہے سو یہی ہے مقام محمود اور روایت کی قتادہ سے کہ ذکر کیا گیا ہمارے واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول شفاعت کرنے والے ہیں اور اہل علم کہتے تھے کہ یہی ہے مقام محمود اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع ہے کہ بیشک میں قیامت کے دن مقام محمود میں کھڑا ہوں گا جب کہ تم لائے جاؤ گے ننگے پاؤں ننگے بدن پھر اللہ مجھ کو جوڑا پہنائے گا سو میں اس کو پہن کر عرش کی دائیں طرف کھڑا ہوں گا اس مقام میں کہ رشک کریں گے اس سے پہلے لوگ اور پچھلے لوگ اور روایت کی مجاہد سے کہ مراد مقام محمود سے شفاعت ہے اور حسن کے طریق سے بھی اسی طرح ہے اور کہا لیث نے مجاہد سے کہ مراد مقام محمود سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ کرسی پر بٹھلائے گا کہا طبری نے کہ اول قول مجاہد کا اولیٰ ہے اور دوسرا بھی مرفوع نہیں نہ نقل کی جہت سے نہ قیاس کی جہت سے کہا ابن عطیہ نے یہ اسی طرح ہے جب کہ حمل کیا جائے گا اس کو اس چیز پر جو اس کے لائق ہے اور مبالغہ کیا ہے واحدی نے اس قول کے رد میں اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ مقام محمود کے شفاعت ہے لیکن جو شفاعت کہ وارد ہوئی ہے ان حدیثوں میں جو مذکور ہیں مقام محمود میں دو قسم پر ہے اول شفاعت عامہ ہے بیچ فیصلہ کرنے قضا کے اور دوسری شفاعت بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے کہا ماوردی نے کہ اختلاف ہے مقام محمود میں تین قول پر پھر شفاعت اور اجلاس اور تیسرا قول دینا جھنڈا حمد کا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن اور ثابت کیا ہے اس کے غیر نے چوتھا قول کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور جبرائیل علیہ السلام کے درمیان ہوں گے تو سب لوگ اس سے رشک کریں گے اور پانچواں قول یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی تعریف کریں گے اور ممکن ہے رد کرنا سب اقوال کا طرف شفاعت عامہ کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد کا جھنڈا دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی تعریف کرنا اور آپ کا اللہ کے آگے کلام کرنا اور کرسی پر بیٹھنا اور کھڑا ہونا قریب تر جبریل علیہ السلام سے یہ سب مقام محمود کی صفات ہیں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے تا کہ خلق کے درمیان فیصلہ کی جائے اور بہر حال شفاعت کرنا آپ کا بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے سو اس کے توابع سے ہے اور اختلاف ہے حمد کے فاعل میں کہ کون تعریف کرے گا سو اکثر کا قول یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے اہل موقف ہیں اور بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی خود حمد کریں گے عاقبت اس مقام کے کی ساتھ تہجد پڑھنے آپ کے رات میں اور اول قول راجح ہے واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ مقام محمود یعنی کل اہل موقف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کریں گے اور جائز ہے کہ حمل کیا جائے اوپر عام تر معنی کے اس سے یعنی وہ مقام کہ تعریف کرے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اس میں کھڑا ہوگا اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانے گا اور

وہ مطلق ہے ہر اس چیز میں کہ حاصل کرے حمد کو انواع کرامات سے اور مستحسن جانا ہے اس کو ابو حیان نے اور تائید کی اس نے اس کے ساتھ اس کی کہ وہ نکرہ ہے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ نہیں ہے مراد مقام مخصوص کہا ابن بطال نے تسلیم کیا ہے بعض معتزلوں نے واقع ہونا شفاعت کا لیکن خاص کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ اس شخص کے جس نے کبیرے گناہ کیے ہوں اور ان سے توبہ کی ہو اور ساتھ صغیرے گناہوں والے کے جو مر گیا اصرار کرنے والا اوپر اس کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ان کے قاعدے سے ہے یہ کہ جو گناہ سے توبہ کرے اس کو عذاب نہیں ہوتا اور یہ کہ کبیرے گناہوں سے بچنا کفارہ ہے صغیرے گناہوں کا سو لازم ہے اس کے قائل پر کہ اپنے اصول کی مخالفت نہ کرے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے کوئی مغائرت دونوں قولوں میں اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ حصول اس کا دونوں فریقوں کے واسطے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوا ہو ساتھ شفاعت کے لیکن جو اس کو قصر کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے جو مخصص ہو اور دعوات کے اول میں گزر چکا ہے اشارہ طرف اس حدیث کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری غفاعت میری امت کے کبیرے گناہ والوں کے واسطے ہے کہا عیاض نے کہ ثابت کیا ہے معتزلوں نے شفاعت عامہ کو راحت دینے سے موقف کی سختیوں سے اور وہ خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ ہمارے کے اور شفاعت بیچ بلند کرنے درجوں کے اور ان دونوں کے سوائے اور شفاعت سے انکار کیا ہے میں کہتا ہوں کہ معتزلہ دوسری شفاعت کو نہیں مانتے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے عیاض کا تابع ہو کر کہ شفاعت پانچ قسم پر ہے، اول بیچ راحت دینے کے ہول موقف سے، دوسری بیچ داخل کرنے ایک قوم کے بہشت میں بغیر حساب کے، تیسری بیچ داخل کرنے ان لوگوں کے جو حساب کیے گئے اور عذاب کے مستحق ہوئے یہ کہ ان کو عذاب نہ ہو، چوتھی بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے، پانچویں بیچ بلند کرنے درجوں کے اور اول قسم کی دلیل کا بیان سترہویں حدیث کی شرح میں آئے گا اور دوسری کی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے حضرت ﷺ کے قول کے جواب میں امتی امتی اللہ نے فرمایا کہ میں داخل کروں گا بہشت میں تیری امت سے ان لوگوں کو جن پر کچھ حساب نہیں اور ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے کہ دلیل اس کی سوال کرنا ہے حضرت ﷺ کا زیادتی کو ستر ہزار سے جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے سو حضرت ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور تیسری شفاعت کی دلیل قول حضرت ﷺ کا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مسلم میں ہے اور تمہارے پیغمبر پل صراط پر ہوں گے کہیں گے الٰہی! پناہ، الٰہی! پناہ اور اس کے واسطے شواہد ہیں جو سترہویں حدیث کی شرح میں آئے گے اور چوتھی شفاعت کی دلیل بھی میں نے وہاں ذکر کی ہے اور پانچویں شفاعت کی دلیل یہ حدیث حضرت ﷺ کی ہے جو مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں بہشت میں اسی طرح کہا ہے بعض نے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ٹھہرایا ہے بہشت کو ظرف واسطے شفاعت کے میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ ظرف ہے اول شفاعت میں جو خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے

اور جو مطلوب ہے اس جگہ وہ ہے کہ شفاعت کی جائے اس کے واسطے کہ نہیں پہنچا ہے عمل اس کا عالی درجے کو یہ کہ پہنچے عالی درجے کو حضرت ﷺ کی شفاعت سے اور اشارہ کیا ہے عیاض نے کہ ایک چھٹی شفاعت بھی ہے اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی ہے ابوطالب کے حق میں جو آپ کے چچا ہیں اور بعض نے ساتویں شفاعت کو بھی زیادہ کیا ہے اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی اہل مدینہ کے واسطے ہے واسطے دلیل اس حدیث کے جو مسلم میں ہے کہ جو مدینے کی سختیوں پر صبر کرے گا میں اس کے واسطے گواہ اور شفیع ہوں گا لیکن یہ شفاعت پہلی پانچ سے خارج نہیں اور ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس سے ہو سکے کہ مدینے میں مرے تو چاہیے کہ کرے کہ بیشک میں شفاعت کروں گا اس کے واسطے جو مدینے میں مرا اور زیادہ کی تھی قرطبی نے یہ شفاعت کہ حضرت ﷺ اول شافع ہیں بیچ داخل ہونے امت آپ کی کے بہشت میں سب لوگوں سے پہلے اور اس شفاعت کو جدا بیان کیا ہے نقاش نے اور دلیل اس کی آئے گی شفاعت کی حدیث دراز میں اور نیز زیادہ کی ہے نقاش نے شفاعت حضرت ﷺ کی اپنی امت کے اہل کبائر کے حق میں اور نہیں ہے یہ وارد اس واسطے کہ وہ داخل ہوتی ہے تیسری میں یا چوتھی میں اور ظاہر ہوئی ہے میرے واسطے بعد تلاش کے اور شفاعت اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی اس شخص کے حق میں ہے جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں یہ کہ داخل ہو وہ بہشت میں اور سند اس کی وہ چیز ہے جو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سابق داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے اور میانہ رو اللہ کی رحمت سے اور راپنے نفس کا ظالم اور اصحاب اعراف داخل ہوں گے اس میں حضرت ﷺ کی شفاعت سے اور راجح تر قول اصحاب اعراف میں یہ ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں اور ایک شفاعت اور بھی ہے اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی ہے اس شخص کے حق میں جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو اور سند اس کی روایت حسن کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کما سیاتی بیانہ فی شرح الباب یلیہ اور نہیں مانع ہے اس سے قول اللہ تعالیٰ کا حضرت ﷺ کے واسطے ﴿لَیْسَ ذٰلِكَ اِلَیْكَ﴾ اس واسطے کہ نفی متعلق ہے ساتھ مباشرت اخراج کے ورنہ نفس شفاعت تو حضرت ﷺ سے صادر ہوئی اور قبول ہونا اس کا بھی واقع ہوا اور اس کا اثر اس پر مترتب ہوا سو وارد پانچ پر چار ہیں اور جو ان کے سوائے ہیں وہ وارد نہیں۔ (فتح)

٦٠٧٤۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِّنْهَا سَفْعٌ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيُسَمِّيهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.

٦٠٧٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکالی جائے گی ایک قوم دوزخ سے اس کے بعد کہ ان کو ان کی سوختگی سے سیاہی پہنچے گی یعنی اس میں جل کر کالے ہو جائیں گے پھر داخل کیے جائیں گے بہشت میں اور بہشتی لوگ ان کو جہنمی کہیں گے یعنی ان کا لقب جہنمی ہوگا۔

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بہشتی لوگ ان کو جہنمی کہیں گے اور اللہ فرمائے گا کہ یہ لوگ اللہ کے آزاد کیے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آزاد کیے اللہ کے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ ان سے یہ نام دور کرے گا۔ (فتح)

٦٠٧٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيَخْرُجُوْنَ قَدِ امْتُحِشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ أَوْ قَالَ حَمِيَّةِ السَّيْلِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَآءَ مُلْتَوِيَةً.

٦٠٧٥۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب داخل ہو چکیں گے بہشتی لوگ بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں تو اللہ فرمائے گا کہ جن کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو تو اس کو نکالو یعنی دوزخ سے سو نکالے جائیں گے جلے بھنے ہوئے چنگاڑے ہوئے سو ڈالے جائیں گے آب حیات کی نہر میں تو وہ اس سے جم اٹھیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے میں خودرو دانہ جم اٹھتا ہے یا راوی نے کہا حمیۃ السیل مطلب ایک ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ اگتا ہے زرد آپس میں لپٹا ہوا یعنی تازہ اور بارونق۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب التوحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور اس کے فائدے آئندہ باب کی شرح میں آئیں گے اور استدلال کیا ہے غزالی نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جس کے دل میں ایمان ہو اوپر نجات اس شخص کے جس نے یقین کیا ساتھ اس کے اور موت اس کو اس کے ساتھ بولنے سے مانع ہوئی یعنی اس کو زبان سے کہنے کی فرصت نہ ملی اور کہا اس کے حق میں جو اس پر قادر ہو سو اس نے اس میں تاخیر کی اور زبان سے اس کو نہ کہا احتمال ہے کہ ہو باز رہنا اس کا بولنے سے ساتھ اس کے بجائے باز رہنے اس کے نماز سے سو آگ میں ہمیشہ نہ رہے گا اور اس میں بھی احتمال ہے اور ترجیح دی ہے اس کے غیر نے دوسرے احتمال کو سو حاجت ہے تاویل کی اس کے قول میں فی قلبہ سو مقدر ہو گا اس میں محذوف تقدیر اس کی یہ ہے ضم کیا گیا طرف بولنے کے ساتھ اس کے باوجود قدرت کے اوپر اس کے۔ (فتح)

٦٠٧٦۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

٦٠٧٦۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بیشک سب دوزخیوں سے

إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تُوْضَعُ فِيْ أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِيْ مِنْهَا دِمَاغُهُ.

زیادہ تر ہلکے عذاب والا قیامت کے دن وہ مرد ہے کہ اس کے دونوں قدموں کے نیچے گہری جگہ میں انگارا رکھا جائے گا جس سے اس کا دماغ ابلے گا۔

فائدہ: آئندہ روایت میں ہے کہ اس کے قدم کے نیچے دو چنگاڑے ہوں گے تو احتمال ہے کہ ہو اقتصار ایک پر واسطے دلالت کے دوسرے پر واسطے علم سامع کے کہ ہر آدمی کے دو قدم ہیں اور اخمص اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جو پاؤں کے نیچے کی طرف سے چلتے وقت زمین پر نہیں لگتی۔ (فتح)

٦٠٧٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ عَلٰى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ.

٦٠٧٧۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سب دوزخیوں سے زیادہ تر ہلکے عذاب والا قیامت کے دن وہ شخص ہے کہ رکھے جائیں گے اس کے دونوں قدموں کے نیچے اس جگہ میں جو چلتے وقت زمین پر نہیں لگتی دو چنگاڑے جن سے اس کا دماغ ابلے گا جیسے دیگچی یا چاہ دانی گرم پانی کرنے والی اُبلتی ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اس ترکیب میں نظر ہے کہا عیاض نے کہ ٹھیک یہ ہے کہ دونوں میں واؤ عطف کی ہے اور ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے۔

٦٠٧٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

٦٠٧٨۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا دوزخ کو اور اس سے منہ پھیرا اور اس سے پناہ مانگی پھر ذکر کیا دوزخ کو سو اس سے منہ موڑا اور پناہ مانگی پھر فرمایا بچو آگ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی اور جس کو آدھی کھجور بھی نہ ملے تو نیک بات کے سبب سے دوزخ سے بچے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۶۰۷۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ.

۶۰۷۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا سو فرمایا اُمید ہے کہ قیامت کے دن اس کو میری شفاعت فائدہ دے گی سو ڈالا جائے گا دوزخ کے پایاب یعنی پچھلی آگ میں جو اس کے دونوں ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے اس کا اصل دماغ ابلے گا۔

فائدہ: اور ظاہر ہوا ہے عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واقع ہونا اس امید کا اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو طالب دوزخ کی پایاب آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کی نیچی تہ میں ہوتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابو طالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے آپ کو پرورش کیا اور ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حامی اور مددگار رہا اس واسطے دوزخ میں اس پر ہلکا عذاب ہوا اور مشکل جانا گیا ہے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اُمید ہے کہ میری شفاعت اس کو فائدہ دے گی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ اور جواب یہ ہے کہ یہ آیت مخصوص ہے اسی واسطے علماء نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ آیت میں نفع دینے کے معنی اور ہیں اور حدیث میں نفع دینے کے معنی اور ہیں پس مراد آیت میں نکالنا ہے دوزخ سے اور مراد حدیث میں نفع دینا ہے ساتھ تخفیف اور ہلکا کرنے عذاب کے اور ساتھ اس جواب کے جزم کیا ہے قرطبی نے بعث میں اور حمل کیا ہے اس کو بعض اہل نظر نے اس پر کہ واقع ہوتا ہے کافر کو عذاب اس کے کفر پر اور اس کے گناہوں پر سو جائز ہے کہ اللہ بعض کافروں سے ان کے بعض گناہوں کی سزا اتار دے واسطے خوش کرنے دل شافع کے نہ بطور ثواب دینے کے واسطے کافر کے اس واسطے کہ اس کی نیکیاں اس کے کفر پر مرنے کے سبب اڑتی خاک کی طرح اڑ جاتی ہیں اور روایت کی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کافر کو تو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب آخرت کی طرف پہنچایا جاتا ہے تو اس کے واسطے کوئی نیکی نہیں ہوتی کہا قرطبی نے اور اختلاف ہے اس شفاعت میں کہ کیا یہ زبان قال سے ہے یا زبان حال سے اور اول مشکل ہے ساتھ آیت کے اور جواب اس کا جائز ہونا تخصیص کا ہے اور دوسرے قول پر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب ابوطالب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام اور حمایت میں مبالغہ کیا تو بدلا گیا اس پر ساتھ اس کے کہ اس پر عذاب ہلکا ہوا تو اس کی شفاعت کہا گیا واسطے ہونے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے اور نیز جواب دیا جاتا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ مخفف عنہ نے جب اثر تخفیف کا نہ پایا تو گویا کہ اس نے اس کے ساتھ

نفع نہ اٹھایا اور تائید کرتا ہے اس کی وہ اعتقاد کرتا ہے کہ نہیں ہے آگ میں کوئی جو اس سے زیادہ تر سخت عذاب میں ہو اور اس کا سبب یہ ہے کہ دوزخ کا عذاب تھوڑا بھی ایسا سخت ہے کہ پہاڑوں کو بھی طاقت نہیں پس معذب واسطے مشغول ہونے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اس پر صادق آتا ہے کہ نہیں حاصل ہوا اس کے واسطے فائدہ پانا ساتھ تخفیف کے اور بھی موافق ہے اس کو جو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں کہ ابو لہب خواب میں دیکھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کوئی بھلائی نہیں دیکھی لیکن مجھ کو پانی پلایا گیا اس سبب سے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا یعنی جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑکپن میں دودھ پلایا تھا اور کہا قرطبی نے جائز ہے کہ بعض کافروں کو نیکیوں کے سبب سے آخرت میں عذاب کی تخفیف ہو لیکن یہ بحث قیاسی معارض ہے اس آیت کو ﴿وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا﴾۔ (فتح)

٦٠٨٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ وَيَقُوْلُ ائْتُوْا نُوْحًا أَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا عِيْسٰى فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٠٨٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ جمع کرے گا لوگوں کو قیامت کے دن سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تاکہ ہم اس جگہ سے راحت پائیں تو خوب بات ہے سو وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو یوں کہیں گے کہ تو وہ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انہوں نے تجھ کو سجدہ کیا ہماری سفارش کیجیے ہمارے رب کے پاس یعنی تاکہ ہم کو راحت دے اس جگہ کی تکلیف سے تو آدم علیہ السلام کہے گا کہ میں اس جگہ لے لائق نہیں یعنی میرا رتبہ اس رتبے سے کم ہے یا یہ مکان میرا نہیں بلکہ میرے غیر کا ہے اور یاد کرے گا اپنی خطا کو یعنی جو اس سے ہوئی سو شرمائے گا اپنے رب سے اس خطا کے سبب سے لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس کہ وہ پہلا رسول ہے کہ اللہ نے اس کو بھیجا سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہے گا کہ اس مقام کے لائق میں نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جس کو اللہ نے اپنا دوست بنایا سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ابراہیم علیہ السلام

وَسَلَّمَ فَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِيْ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ لِي ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا ثُمَّ أُخْرِجُهُمْ مِّنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ حَتّٰى مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَكَانَ قَتَادَةُ يَقُوْلُ عِنْدَ هٰذَا أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ.

کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی خطا کو جوان سے ہوئی لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جس سے اللہ نے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سو وہ لوگ آئیں گے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تو عیسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ بیشک اس کے اگلی پچھلی بھول چوک معاف ہوگئی سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا یعنی شفاعت میں بھی یعنی تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب کہ میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ وہ چاہے گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ویسی تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں اتنے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ آؤں گا اور سجدے میں گروں گا مثل اس کی تیسری بار یا چوتھی بار میں یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہ رہے گا مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا اور قتادہ راوی اس کے نزدیک کہتا تھا یعنی واجب ہوا ان پر ہمیشہ رہنا دوزخ میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اللہ جمع کرے گا لوگوں کو قیامت کے دن تو معبد بن ہلال کی روایت میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو موج ماریں گے آدمی بعض بعض میں اور اول حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ میں سردار ہوں آدمیوں کا

قیامت کے دن جمع کرے گا اللہ اگلے پچھلے سب آدمیوں کو ایک میدان میں سنائے گا ان کو بلانے والا اور گزرے گی ان میں نظر اور قریب ہو گا آفتاب سو پہنچے گی لوگوں کو وہ مصیبت جس کی ان کو طاقت نہ ہو گی اور پسینہ لوگوں کے منہ میں داخل ہو گا اور مقداد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے نزدیک مسلم کے کہ قریب ہو جائے گا آفتاب یہاں تک کہ ہو جائے گا لوگوں سے بقدر میل کے اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں سردار ہوں سب آدمیوں کا قیامت کے دن بغیر فخر کے اور کوئی آدمی نہیں مگر کہ میرے جھنڈے کے نیچے ہو گا منتظر ہو گا کہ مشکل کب آسان ہو اور میرے ساتھ حمد کا جھنڈا ہو گا لیکن جو لوگ کہ شفاعت طلب کریں گے وہ صرف ایماندار لوگ ہوں گے اور یہ شفاعت اس وقت طلب کریں گے جب کہ بہشت قریب کی جائے گی اور یہ جو فرمایا کہ یاد کرے گا آدم علیہ السلام اپنی خطا کو یعنی اس کا بہشت کے درخت سے کھانا اور حالانکہ اس سے منع کیا گیا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ میں اپنی خطا کے سبب سے بہشت سے نکالا گیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام کہے گا کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے اور ایسا غضبناک ہونا کہ ویسا نہ کبھی اس سے پہلے غضبناک ہوا ہے اور نہ اس سے پیچھے ہو گا اور اس نے مجھ کو درخت کھانے سے منع کیا تھا سو میں نے اس کی نافرمانی کی نفسی نفسی یعنی نفس میرا مستحق ہے مغفرت کا اور نوح علیہ السلام کی خطا کا بیان ہشام کی روایت میں یہ آیا ہے کہ یاد کرے گا نوح علیہ السلام سوال کرنا اس کا رب سے جس کا اس کو علم نہیں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ نوح علیہ السلام کہے گا کہ میرے واسطے ایک دعا تھی کہ میں نے اس کے ساتھ اپنی قوم پر بد دعا کی اور غرق کیا میں نے اہل زمین کو یعنی نوح علیہ السلام دو عذر کریں گے ایک یہ کہ اللہ نے ان کو منع کیا ہے کہ سوال کریں اللہ سے جس کا ان کو علم نہیں سو ڈریں گے کہ ہو شفاعت ان کی اہل موقف کے حق میں اس قلیل کے حق میں دوسرا یہ کہ ان کے واسطے ایک دعا تھی جس کا قبول ہونا یقینی تھا سو وہ دعا ان کی تو اہل غرق کے حق میں قبول ہوئی سو ڈریں گے کہ اللہ سے دعا کریں اور ان کی دعا قبول نہ ہو اور ابراہیم علیہ السلام کی خطا کا بیان دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام یوں کہیں گے کہ میں نے تین بار جھوٹ بولا ایک یہ کہا ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ میں بیمار ہوں اور دوسرا قول ان کا ﴿فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ﴾ یعنی ان کے بڑے نے کیا ہے تیسرا قول ان کا اپنی عورت کے واسطے کہ اس کو خبر دینا کہ میں تیرا بھائی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تینوں باتوں میں سے کوئی جھوٹ نہیں مگر کہ جھگڑا کیا ساتھ اس کے اللہ کے دین سے اور کہا بیضاوی نے حق یہ ہے کہ تینوں باتیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معاریض کلام سے ہیں لیکن چونکہ ظاہر میں ان کی صورت کذب کی ہے تو اس سے خوف کیا واسطے حقیر جاننے اپنے نفس کے شفاعت سے باوجود واقع ہونے اس کے اور موسیٰ علیہ السلام کے گناہ کا بیان دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے قتل کیا اس جان کو جس کے قتل کرنے کا حکم نہ تھا اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں پوجا گیا اور الٰہ بنایا گیا سوائے اللہ اللہ کے یعنی نصاریٰ نے مجھ کو اللہ کا بیٹا بنایا اور یہ جو کہا کہ لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس کی اگلی پچھلی بھول چوک

معاف ہو چکی ہے کہا عیاض نے کہ اختلاف ہے اس آیت کی تاویل میں ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ بعض نے کہا کہ پہلے وہ گناہ ہیں جو پیغمبر ہونے سے پہلے ہیں اور پچھلے عصمت ہے اور بعض نے کہا وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے سہو سے یا تاویل سے اور بعض نے کہا کہ پہلے گناہ آدم علیہ السلام کے ہیں اور پچھلے آپ کی امت کے اور بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخشے گئے ہیں نہیں ہے مؤاخذہ اوپر آپ کے اگر واقع ہو، میں کہتا ہوں اور لائق ساتھ اس مقام کے چوتھا قول ہے اور بہر حال قول تیسرا اس جگہ حاصل نہیں ہوتا اور یہ جو عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہا اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا آج میں بخشا جاؤں تو کافی ہے باوجود اس کے کہ موسیٰ علیہ السلام بخشے گئے ہیں ساتھ نص قرآن کے تو مستفاد ہوتا ہے اس سے تفرقہ درمیان اس شخص کے جس سے کوئی چیز واقع ہوئی اور جس سے کوئی چیز بالکل واقع نہیں ہوئی اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام باوجود واقع ہونے مغفرت کے ان کے واسطے نہیں رفع ہوا خوف ان کا اس کے مؤاخذے سے اور اپنے نفس میں قصور دیکھا شفاعت کے مقام سے باوجود اس چیز سے کہ صادر ہوئی ان سے برخلاف ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سب باتوں میں اور اسی واسطے حجت پکڑی عیسیٰ علیہ السلام نے ساتھ اس کے کہ وہی ہیں صاحب شفاعت کے اس واسطے کہ ان کی اگلی پچھلی بھول چوک معاف ہوگئی یعنی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ نہ مؤاخذہ کرے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گناہ پر اگر آپ سے واقع ہو اور نضر بن انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میں دیکھتا ہوں گا اپنی امت کو پل صراط سے گزرتے کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو کہیں گے اے محمد! یہ پیغمبر لوگ تیرے پاس آئے ہیں تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ دعا کیجیے کہ متفرق کرے امتوں کو جہاں چاہے واسطے اس غم کے کہ اس میں ہیں سو فائدہ دیا اس روایت نے معین کرنا موقف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کا اس وقت اور یہ چیز جو وصف کی گئی کلام اہل موقف کے سے واقع ہوگا کل یہ کھڑا کرنے پل صراط کے بعد ساقط ہونے کافروں کے بیچ دوزخ کے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کریں گے اور یہ جو فرمایا کہ میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو کہا عیاض نے یعنی شفاعت میں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اذن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیچ داخل ہونے بہشت کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں اول اول بہشت کا دروازہ کھلواؤں گا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں بہشت کا دروازہ پکڑ کر دستک دوں گا تو کہا جائے گا یہ کون ہے؟ تو میں کہوں گا کہ میں محمد ہوں سو فرشتے میرے واسطے دروازہ کھولیں گے اور مجھ کو مرحبا کہیں گے تو میں سجدے میں گروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ بہشت کا دربان کہے گا کہ مجھ کو حکم ہے کہ میں تجھ سے پہلے کسی کے واسطے دروازہ نہ کھولوں اور یہ جو فرمایا کہ میں اللہ کی تعریف کروں گا جو میرا رب مجھ کو سکھلائے گا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں اب ان پر قادر نہیں اور میں سجدے میں پڑا رہوں گا بقدر ایک جمعہ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں تعریف کی ساتھ اس کے کسی نے مجھ سے پہلے اور نہ تعریف کرے گا

ساتھ اس کے کوئی مجھ سے پیچھے اور یہ جو کہا کہ میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی بیان کی جائے گی میرے واسطے ہر طور میں اطوار شفاعت سے ایک حد کہ میں اس کے پاس کھڑا ہوں گا سو میں اس سے نہ بڑھوں گا جیسے کہے گا کہ میں نے تیری شفاعت قبول کی اس شخص کے حق میں جس نے جماعت کی نماز میں قصور کیا پھر اس کے حق میں جس نے نماز میں قصور کیا پھر اس کے حق میں جس نے شراب پی پھر اس کے حق میں جس نے زنا کیا، وعلی ھذا القیاس اسی طرح ذکر کیا ہے اس کو طیبی نے اور دلالت کرتا ہے سیاق حدیثوں کا اس پر کہ مراد ساتھ اس کے تفصیل مراتب ان لوگوں کی ہے جو نکالے جائیں گے نیک عملوں میں جیسا کہ واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ نکالا جائے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہو پھر جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو پھر جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو اور یہ جو کہا کہ پھر میں ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا تو کہا داؤدی نے کہ اس حدیث میں اشکال ہے اور یہ اس واسطے کہ اول حدیث میں ذکر شفاعت کا ہے بیچ راحت دینے کے موقف سے اور اس کے آخر میں ذکر شفاعت کا ہے بیچ نکالنے کے دوزخ سے یعنی اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوگا بعد پھرنے کے موقف سے اور گزرنے کے پل صراط پر اور ساقط ہونے اس کے جو ساقط ہوگا بیچ اس حالت کے آگ میں پھر واقع ہوگی اس کے بعد شفاعت بیچ نکالنے کے دوزخ سے اور یہ اشکال قوی ہے اور البتہ جواب دیا ہے اس سے عیاض نے اور پیروی کی ہے اس کی نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مقرون ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **فیاتون محمدا فیقوم ویؤذن له** یعنی شفاعت میں اور بھیجی جائے امانت اور رشتہ داری تو دونوں پل صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہوں گے سو گزرے گا اول تمہارا بجلی کی طرح، الحدیث کہا عیاض نے پس ساتھ اس کے متصل ہوگی کلام اس واسطے کہ وہ شفاعت کہ لوگوں نے پناہ پکڑی ہے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ اس کے وہ راحت دینا ہے موقف کی سختی سے پھر آئے گی شفاعت بیچ نکالنے کے دوزخ سے اور البتہ واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یعنی جو آئندہ باب میں آتی ہے بعد ذکر جمع ہونے کے موقف میں حکم کرنا ہر امت کو ساتھ پیروی کرنے ہر چیز کے جس کو پوجتے تھے پھر الگ کرنا منافقوں کا ایمانداروں سے پھر واقع ہونا شفاعت کا بعد رکھنے پل صراط کے اور گزرنے کے اوپر اس کے سو گویا کہ حکم کرنا ہر امت کو ساتھ پیروی کرنے اپنے معبود کے وہ اول فیصلہ کرنا قضا کا ہے اور راحت دینا موقف کی سختیوں سے اور ساتھ اس وجہ کے جمع ہوں گے متن حدیثوں کے اور مرتب ہوں گے ان کے معنی، میں کہتا ہوں سو گویا کہ بعض راوی نے یاد رکھا جو دوسرے بعض نے یاد نہیں رکھا اور عنقریب آئے گا بقیہ اس کا بیچ شرح حدیث آئندہ باب کے اور اس میں ہے یہاں تک کہ آئے گا مرد سو نہ چل سکے گا مگر گھٹنوں کے بل اور پل صراط کے دونوں جانب میں آنکڑے ہیں مامور ہیں ساتھ پکڑنے اس شخص کے کہ حکم کیے گئے ہیں ساتھ اس کے سو

بعض مخدوش ہو کر نجات پائے گا اور بعض مکدوش ہو کر آگ میں گرے گا سو اس سے ظاہر ہوا کہ اول اول شفاعت حضرت ﷺ کی یہ ہے کہ خلق کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور یہ کہ شفاعت کرنا ان لوگوں کے حق میں جو دوزخ میں گر پڑیں گے واقع ہوگا اس کے بعد اور واقع ہوا ہے یہ صریح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ساتھ اس لفظ کے کہ قریب ہو جائے گا آفتاب یہاں تک کہ پہنچے گا پسینہ آدھے کان تک ہو جس حالت میں کہ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ فریاد رسی چاہیں گے آدم علیہ السلام سے پھر موسیٰ علیہ السلام سے پھر محمد ﷺ سے سو حضرت ﷺ شفاعت کریں گے تا کہ خلق کے درمیان فیصلہ کیا جائے سو چلیں گے یہاں تک کہ دروازے کا حلقہ پکڑیں گے سو وہی دن ہے کہ کھڑا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو مقام محمود میں کہ کل خلقت آپ کی تعریف کرے گی اور واقع ہوا ہے صور کی حدث دراز میں جو ابو یعلیٰ کے نزدیک ہے سو میں کہوں گا اے رب! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا ہے سو میری شفاعت قبول کر بہشتیوں کے حق میں کہ بہشت میں داخل ہوں تو اللہ فرما دے گا کہ میں نے تیری شفاعت ان کے حق میں قبول کی اور میں نے ان کو اجازت دی بہشت میں داخل ہونے کی، میں کہتا ہوں اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ عرض اور میزان اور اعمال ناموں کا اوڑنا واقع ہوگا اس جگہ میں پھر پکارے گا پکارنے والا کہ چاہیے کہ پیروی کرے ہر امت اپنے معبود کی سو گر پڑیں گے کفار آگ میں پھر الگ کیا جائے گا منافقوں کو مسلمانوں سے ساتھ امتحان سجدہ کرنے کے وقت کھولنے پنڈلی کے پھر حکم ہوگا پل صراط کے کھڑا کرنے کا اور اس پر گزرنے کا سو بجھایا جائے گا نور منافقوں کا تو وہ بھی آگ میں گر پڑیں گے اور گزرے گا اس پر ایماندار طرف بہشت کی اور جو گنہگار ایماندار ہوں گے ان میں سے بعد تو دوزخ میں گر پڑے گا اور بعض نجات پائے گا لیکن قنطرہ پر کھڑا کیا جائے گا تا کہ ان کا آپس میں بدلا لیا جائے پھر داخل ہوں گے بہشت میں اور اس کی تفصیل آئندہ آئے گی باب کی شرح میں، انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض بدعتیوں مرجیوں نے ساتھ احتمال مذکور کے اپنے دعویٰ میں کہ امت محمدی ﷺ سے بالکل کوئی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے کہ آگ ان کو جلائے گی اور اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ نکالنے کے دوزخ سے وہ سب محمول ہے اوپر اس چیز کے کہ واقع ہوگی ان کے واسطے سختی سے موقف میں اور یہ تمسک باطل ہے اور قوی تر چیز جو رد کرتی ہے اوپر ان کے وہ چیز ہے جو پہلے گزری زکوٰۃ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مانع زکوٰۃ کے حق میں کہ اونٹوں کا کوئی ایسا مالک نہیں جس نے ان کا حق ادا نہ کیا یعنی ان کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی مگر کہ قیامت کے دن وہ اونٹ آئیں گے جیسے کبھی نہ تھے اور ان کا مالک برابر میدان میں لٹایا جائے گا سو وہ اونٹ اس کو اپنے پاؤں سے کچلیں گے اور اپنے منہ سے کاٹیں گے اور اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے پھر اپنی راہ دیکھے گا یا بہشت کی طرف یا دوزخ کی طرف، الحدیث بطولہ اور اس میں ذکر ہے سونے اور چاندی اور گائے اور بکریوں کا اور

یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر عذاب کرنے اس شخص کے کہ چاہے گا اللہ تعالیٰ گنہگاروں سے ساتھ آگ کے حقیقۃً زیادہ موقف کی مصیبت سے اور واقع ہوئی ہے بیچ سبب نکالنے باقی موحدین کے آگ سے وہ چیز جو پہلے گزری کہ کافر لوگ موحدین سے کہیں گے کہ فائدہ دیا تم کو لا الہ الا اللہ کے کہنے نے اور حالانکہ تم ہمارے ساتھ دوزخ میں ہو تو اللہ ان کے واسطے غصہ کرے گا اور ان کو دوزخ سے نکالے گا اور یہ حدیث بھی رد کرتی ہے بدعتیوں پر جو مذکور ہوئے اور یہ جو فرمایا کہ پھر میں سجدے میں گروں گا تیسری بار میں یا چوتھی بار میں تو ایک روایت میں چوتھی بار آیا ہے بغیر شک کے سو میں کہوں گا کہ نہیں باقی رہا اس میں مگر جس کو قرآن نے بند کیا اور اس میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ یہ تیرے واسطے نہیں اور یہ کہ اللہ نکالے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اگرچہ کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو بنا بر اس کے پس قول حضرت ﷺ کا الا من حبسه القرآن شامل ہے کفار کو اور بعض گنہگاروں کو ان لوگوں میں سے جن کے حق میں قرآن میں ہمیشہ رہنا وارد ہوا ہے پھر نکالے گا اللہ گنہگاروں کو اپنی مٹھی میں اور کافر لوگ اس میں باقی رہیں گے اور ہوگی مراد ساتھ تخلید کے بیچ حق گنہگاروں کے جو مذکور ہوئے باقی رہنا دوزخ میں بعد نکالنے ان لوگوں کے جو ان سے پہلے نکلے اور یہ حدیث باب کے اخیر میں قتادہ کا قول ہے الا من حبسه القرآن کی تفسیر میں یعنی جن پر واجب ہوا ہمیشہ رہنا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض بدعتیوں نے اپنے دعویٰ میں کہ جو گنہگاروں میں سے دوزخ میں داخل ہوگا وہ اس سے کبھی نہیں نکلے گا واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا﴾ اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ وہ آیت کافروں کے حق میں اتری اور بر تقدیر تسلیم وہ عام تر ہے اس سے سو البتہ ثابت ہو چکی ہے تخصیص موحدین کے ساتھ نکالنے کے دوزخ سے اور شاید کہ ہمیشہ رہنا اس شخص کے حق میں ہے جو پیچھے رہے گا بعد شفاعت کرنے سب شافعین کے یہاں تک کہ نکالے جائیں گے ساتھ مٹھی ارحم الراحمین کے کما سیاتی بیانه فی الباب الذی بعده سو ہوگی مراد تابید سے تابید موقت یعنی ہمیشہ رہنا ایک وقت معین تک اور کہا عیاض نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے خطا کو پیغمبروں کے حق میں مانند قول ہر پیغمبر کے جو اس میں مذکور ہے اور جواب دیا ہے اس نے اصل مسئلے سے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اختلاف بیچ معصوم ہونے ان کے کفر سے بعد پیغمبر ہونے کے اور اسی طرح اس سے پہلے بھی صحیح قول پر اور اسی طرح قول ہے کبیرے گناہ میں بنا بر تفصیل مذکور کے اور ملحق ہے ساتھ کبیرے گناہوں کے جو قصور وار کرے فاعل کو صغیرے گناہوں سے اور اسی طرح ہے قول بیچ ہر اس چیز کے کہ قادح ہو ابلاغ میں قول کی جہت سے اور اختلاف ہے فعل میں سو بعض نے تو اس کو منع کیا ہے یہاں تک کہ بھول میں بھی اور جائز رکھا ہے جمہور نے سہو کو لیکن نہیں حاصل ہوتی ہے تمادی اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ سوائے ان کے ہے سب صغیرے گناہوں سے سو ایک جماعت اہل نظر کا تو یہ مذہب ہے کہ پیغمبر لوگ ان سے مطلق معصوم ہیں اور تاویل کیا ہے انہوں نے

آیتوں اور حدیثوں کو جو وارد ہیں بیچ اس کے اور منجملہ اس کے ایک تاویل یہ ہے کہ جو صغیرہ گناہ ان سے صادر ہو یا تو ہو گا ساتھ بعض پیغمبروں سے یا ساتھ سہو کے یا ساتھ اجازت کے لیکن ڈرے کہ نہ ہو یہ موافق ان کے مقام کو سو ڈرے اخذ سے یا عتاب سے کہا اس نے اور یہ راجح تر سب قولوں میں اور نہیں ہے وہ مذہب معتزلوں کا اگرچہ وہ پیغمبروں کو مطلق معصوم کہتے ہیں اس واسطے کہ جگہ نزاع ان کی بیچ اس کے یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آدمی گناہوں سے مطلق کافر ہو جاتا ہے اور نہیں جائز ہے پیغمبر پر کفر اور ہماری جگہ نزاع کی یہ ہے کہ امت پیغمبر کی مامور ہے ساتھ پیروی کرنے پیغمبر کی اس کے افعال میں سو اگر جائز ہو اس سے واقع ہونا گناہ کا تو البتہ لازم آئے حکم کرنا ساتھ ایک چیز کے اور نہی کے اس سے ایک حالت میں اور یہ باطل ہے کہا عیاض نے اور تمام وہ چیز جو ذکر کی گئی ہے باب کی حدیث میں نہیں خارج ہے اس چیز سے جو ہم نے کہی اس واسطے کہ کھانا آدم علیہ السلام کا درخت کے پھل کو سہو سے تھا اور طلب کرنا نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کی نجات کو تاویل سے تھا اور ابراہیم علیہ السلام کی تین باتیں معاریض تھیں اور مراد ان کی ان سے خیر اور بھلائی تھی اور مقتول موسیٰ علیہ السلام کا کافر تھا اور اس حدیث میں اطلاق غضب کا اللہ پر یعنی اللہ غضبناک ہو گا اور مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے جو ظاہر ہو گی انتقام لینے اس کے سے اس سے جس نے اس کی نافرمانی کی اور وہ چیز کہ مشاہدہ کریں گے اس کو اہل موقف ہولوں سے کہ نہیں ہوئی مثل اس کی اور نہ ہوں گے اسی طرح تقریر کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد ساتھ غضب کے لازم اس کا ہے اور وہ ارادہ بدی کے پہنچانے کا ہے بعض کے واسطے اور قول آدم علیہ السلام کا اور جو ان کے بعد ہیں نفسی نفسی نفسی یعنی میرا نفس ہے مستحق اس کا کہ اس کے واسطے شفاعت کی جائے اس واسطے کہ جب مبتدا اور خبر ایک ہو تو مراد اس سے بعض ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ایک محذوف ہو اور اس میں تفضیل دینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خلق پر اس واسطے کہ رسول اور پیغمبر اور فرشتے افضل ہیں غیروں سے اور البتہ ظاہر ہو چکی ہے فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوپر ان کے اس مقام میں کہا قرطبی نے اور اگر نہ ہوتا فرق درمیان اس شخص کے جو کہے نفسی نفسی اور درمیان اس کے جو کہے امتی امتی تو البتہ کافی ہوتا اور اس میں تفضیل ہے ان پیغمبروں کی جو مذکور ہیں بیچ اس کے ان پیغمبروں پر جو اس میں مذکور نہیں واسطے لائق ہونے ان کے ساتھ اس مقام عظیم کے سوائے اور پیغمبروں کے اور احتمال ہے کہ خاص کیے گئے ہوں ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ پانچوں صاحب شرع کے ہیں کہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے ان لوگوں نے جو درمیان ان کے ہیں جو اول مذکور ہوئے اور جو ان کے بعد ہیں اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے اس کے جو مذکور ہوئے جو بڑے آدمی سے کوئی ضروری کام طلب کرے تو اس کو چاہیے کہ سوال سے پہلے مسئول کی صفت کرے اس کی خوب تر صفتوں سے اور اشرف بڑائیوں سے تاکہ ہو یہ زیادہ باعث اس کے سوال قبول کرنے پر اور یہ کہ جب مسئول نہ قادر ہو اوپر حاصل کرنے اس چیز کے جو سوال کیا گیا تو عذر کرے جو اس سے قبول کیا جائے اور راہ بتلائے سائل کو اس شخص کی طرف جو گمان ہو کہ وہ کامل

ہے بیچ قائم ہونے کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے الدال علی الخیر کفاعله اور یہ کہ وہ ثنا کرے مدلول علہ کی اس کی ان صفتوں سے جو تقاضا کرتی ہیں اس کی لیاقت کو اور تا کہ ہو زیادہ تر باعث واسطے قبول ہونے اس کے عذر کے بیچ بار رہنے کے اور اس میں عمل کرنا ہے ساتھ عام کے پہلے بحث کرنے کے تخصیص سے واسطے دلیل قصے نوح علیہ السلام کے بیچ طلب کرنے نجات بیٹے اپنے کے اور کبھی تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے جو دیکھتا ہے ساتھ عکس اس کے اور یہ کہ لوگ قیامت کے دن اپنی حاجت میں اللہ کی طرف پیغمبروں سے وسیلہ پکڑیں گے جیسے دنیا میں اپنی حاجتوں میں اللہ کی طرف وسیلہ پکڑتے تھے اور اس کا باعث الہام ہے اور یہ کہ بعض بعض سے مشورہ لیں گے اور جمع ہوں گے چیز مطلوب پر اور یہ کہ بھلائی جائے گی ان سے بعض وہ چیز جو دنیا میں جانتے تھے اس واسطے کہ سائلوں میں وہ لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے اس حدیث کو سنا ہوگا اور باوجود اس کے کسی کو یاد نہ ہوگا کہ یہ مقام ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ اگر ان کو یاد ہوتا تو پہلے پہل سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے اور نہ محتاج ہوتے طرف پھر جانے کی ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر کی طرف اور شاید اللہ نے ان کو یہ بھلا دیا واسطے حکمت کے کہ مرتب ہوتی ہے اوپر اس کے ظاہر کرنے فضیلت ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے۔ (فتح)

٦٠٨١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.

۶۰۸۱۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکالی جائے گی ایک قوم دوزخ سے ساتھ شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر داخل ہوں گے بہشت میں اور ان کا لقب جہنمی ہوگا۔

٦٠٨٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ غَرْبُ سَهْمٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِيْ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ وَإِلَّا سَوْفَ تَرٰى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ لَهَا هَبِلْتِ أَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا

۶۰۸۲۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی ماں سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور البتہ حارثہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن شہید ہوا تھا اس کو ایک تیر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا تو اس نے کہا یا حضرت! البتہ آپ کو معلوم ہے جگہ حارثہ کی میرے دل سے یعنی آپ کو معلوم ہے کہ مجھ کو کس قدر پیارا تھا سو اگر وہ بہشت میں ہو تو اس پر نہ روؤں ورنہ آپ دیکھیں گے جو میں کروں گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو نے فرزند کو گم کیا ہے کیا ایک بہشت ہے یا بہت بہشتیں ہیں

جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ فِي الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلٰى.

اور بیشک وہ اونچی بہشت میں ہے۔

٦٠٨٣۔ وَقَالَ غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ قَدَمٍ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَآءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا يَعْنِي الْخِمَارَ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

۶۰۸۳۔ اور فرمایا کہ اللہ کی راہ یعنی جہاد میں صبح یا شام کو کوشش کرنا بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور البتہ تمہاری کمان یا قد کے برابر بہشت سے مکان بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور اگر بہشتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو البتہ روشن کرے اس چیز کو کہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے یعنی تمام دنیا کو روشن کر ڈالے اور البتہ تمام دنیا کو خوشبو سے بھرے اور البتہ اوڑھنی اس کی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر بہشت کی عورتوں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو سورج اور چاند کی روشنی جاتی رہے اور واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نزدیک ابی الدنیا کے کہ اگر وہ اپنی اوڑھنی نکالے تو البتہ ہو جائے آفتاب نزدیک حسن اس کے کی مثل بتی کے بہ نسبت سورج کے کہ اس کے واسطے روشنی نہیں ہوتی اور اگر اپنے چہرے سے جھانکے تو البتہ بھرے حسن اس کا درمیان زمین اور آسمان کے اور اگر اپنی ہتھیلی نکالے تو البتہ مبتلا ہو جائے خلق اس کے حسن سے۔ (فتح)

٦٠٨٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ أَسَآءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُوْنَ عَلَيْهِ حَسْرَةً.

۶۰۸۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر کہ اس کو دکھلایا جائے گا اس کا دوزخ کا مکان اگر وہ برائی کرتا تا کہ زیادہ شکر کرے اور نہ داخل ہوگا کوئی دوزخ میں مگر کہ دکھلایا جائے گا اس کو اس کا بہشت کا مکان اگر وہ نیکی کرتا تا کہ اس کو افسوس ہو۔

فائدہ: اور ابن ماجہ میں سند صحیح کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ واقع ہوگا نزدیک سوال کرنے کے قبر میں اور اس میں ہے کہ کھولی جائے گی اس کے واسطے ایک کھڑکی دوزخ کی طرف سے سو وہ اس کی طرف دیکھے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ دیکھ اس چیز کی طرف جس سے اللہ نے تجھ کو بچایا اور ایک روایت میں ہے کہ بہشتی کو دوزخ دکھلائیں گے اور کہیں گے کہ اگر تو برائی کرتا تو اس جگہ میں ہوتا تو وہ زیادہ شکر کرے گا کہ اللہ نے اپنے کرم سے مجھ

کو ایسی بلا سے بچایا اور دوزخی کو بہشت دکھلائی جائے گی کہ اگر تو نیکی کرتا تو اس مکان میں ہوتا تو اس کو افسوس پر افسوس ہوگا۔

٦٠٨٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَّا يَسْأَلَنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ.

٦٠٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بڑا سعادت مند آپ کی شفاعت کا قیامت کے دن کون ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں جان چکا تھا اے ابو ہریرہ! کہ مجھ سے اس بات کو تجھ سے پہلے کوئی نہ پوچھے گا اس واسطے کہ میں دیکھ چکا تھا تیری حرص کو حدیث کے دریافت کرنے پر زیادہ تر سعادت مند لوگوں میں سے میری شفاعت کا قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس نے لا الہ الا اللہ کو اپنے دل سے خالص ہو کر کہا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس شفاعت کے جو اس جگہ سوال کی گئی ہے بعض قسم شفاعت کی ہے اور وہ شفاعت وہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے امتی امتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا کہ نکال دوزخ سے جس کے دل میں اس قدر ایمان ہو سو زیادہ تر سعادت مند ساتھ اس شفاعت کے وہ شخص ہوگا جس کا ایمان کامل ہوگا اپنے نیچے والے سے اور بہر حال شفاعت عظمیٰ بیچ راحت دینے موقف کے مصیبت سے سو زیادہ تر سعادت مند ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو اول اول بہشت میں جائے گا اور وہ لوگ وہ ہیں جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے پھر وہ لوگ جو ان سے ملتے ہوں گے اور وہ لوگ وہ ہیں جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر عذاب کے اس کے بعد کہ ان کا حساب ہوگا اور مستحق عذاب ہوں گے پھر وہ شخص جس کو آگ کی سوختگی پہنچے گی اور نہ گرے گا اس میں اور حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اسعد میں اشارہ ہے طرف اختلاف مراتب ان کے کی سبقت میں طرف دخول کی ساتھ اختلاف مراتب ان کے کی اخلاص میں اور ساتھ اس تقریر کے کہ ظاہر ہوگا کہ اسعد اپنے باب پر ہے تفضیل سے اور کہا بیضاوی نے احتمال ہے کہ مراد وہ شخص ہو جس کے واسطے کوئی عمل نہ ہو جس کے ساتھ رحمت اور اخلاص کا مستحق ہو اس واسطے کہ اس کو شفاعت کی حاجت اکثر ہے۔ (فتح)

٦٠٨٦۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ

٦٠٨٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں جانتا ہوں جو دوزخ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْاٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْاٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ تَسْخَرُ مِنِّيْ أَوْ تَضْحَكُ مِنِّيْ وَأَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَكَانَ يَقُوْلُ ذَاكَ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً.

والوں میں سے سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا اور جو سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہو گا ایسا مرد ہو گا جو دوزخ سے نکلے گا گھٹنوں کے بل گھسٹتا یعنی جیسے چھوٹا لڑکا گھسٹتا ہے سو اللہ اس سے کہے گا جا بہشت میں داخل ہو تو وہ بہشت میں آئے گا تو اس کے خیال میں ایسا آئے گا کہ بہشت بالکل بھری ہے یعنی کہیں اس میں جگہ نہیں سو وہ پھر آئے گا سو کہے گا یا رب! میں نے تو اس کو بھرا پایا تو اللہ اس سے فرمائے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو پھر وہ بہشت میں آئے گا تو اس کے خیال میں بھری معلوم ہو گی تو واپس لوٹ آئے گا سو کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو بھرا پایا تو اللہ اس سے فرمائے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو سو البتہ تیرے واسطے تو دنیا برابر جگہ ہے اور دس گنی دنیا کے یا یوں فرمایا کہ بیشک تیرے لیے دنیا کی دس گنی جگہ ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے یا مجھ سے ہنستا ہے بادشاہ ہو کر؟ کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی نے کہ البتہ میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ یہ حدیث فرما کر ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ کے اندر کے دانت ظاہر ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ کہتے تھے کہ یہ شخص رتبے میں ادنیٰ بہشتی ہے یعنی جب ادنیٰ بہشتی کا یہ رتبہ ہے کہ اس جہان کا دس گنا اس کا مکان ہو گا تو عمدہ مرتبے والوں کے مکان اللہ جانے کتنے بڑے اور کیسے ہوں گے؟۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان اگر چہ گناہوں کے سبب دوزخ میں پڑے گا لیکن آخر کار اس کی نجات ہوگی اور بہشت ملے گی اور معلوم ہوا کہ بہشت کی وسعت اور فراخی بے حد اور بے حساب ہے آدمی کے خیال میں نہیں آ سکتی اور یہ جو اس نے کہا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے تو کہا مازری نے کہ یہ مشکل ہے اور تفسیر ضحک کی ساتھ رضا کے نہیں حاصل ہوتی ہے اس جگہ لیکن چونکہ مذاق کرنے والے کی عادت ہے کہ ہنستا ہے اس سے جس کو مذاق کرتا ہے

تو ذکر کیا گیا ساتھ اس کے اور بہر حال نسبت سخریت کی اللہ کی طرف تو وہ بطور مقابلے کے ہے اگرچہ اس کو دوسری جانب میں لفظ میں ذکر نہیں کیا لیکن جب اس نے ذکر کیا کہ اللہ نے عہد کیا تو اتارا گیا فعل اس کا بجائے مذاق کرنے والے کے اور گمان کیا ہے اس نے کہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اس کے واسطے کہ داخل ہو بہشت میں اور تردد کرنے اس کے طرف اس کی اور گمان کرنے اس کے کہ وہ بھری ہوئی ہے ایک قسم مذاق کرنا ہے جزا اس کے فعل کی تو مسخری کے بدلے کا نام بھی مسخری رکھا گیا اور جائز رکھا ہے عیاض نے یہ کہ اس مرد نے یہ بات کہی اس حال میں کہ غیر ضابط تھا جاتی رہے عقل اس کی خوشی سے ساتھ اس چیز کے جو اس کے دل میں نہ گزری تھی یعنی اس نے خوشی سے بیہوش ہو کر یہ بات کہی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ جب اللہ نے اس کو دوزخ سے خلاص کیا تو اس نے کہا کہ البتہ اللہ نے مجھ کو وہ چیز دی جو نہیں دی کسی کو اولین اور آخرین سے اور بعض نے کہا کہ یہ اس نے اس واسطے کہا کہ وہ ڈرا کہ بدلا دیا جائے گا اس چیز کا جو تھی اس سے دنیا میں سستی سے بندگی میں اور گناہ کرنے سے مانند فعل مذاق کرنے والوں کے کی تو گویا کہ اس نے کہا کہ تو مجھ کو بدلا دیتا ہے اس چیز کا جو مجھ سے ہوئی پس وہ مانند قول اللہ کے کی ہے ﴿سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ﴾ اور یہ جو فرمایا اللہ نے ﴿اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ﴾ یعنی اتارتا ہے ان پر بدلا ان کے مذاق کا اور کہا بیضاوی نے کہ نسبت ضحک یعنی ہنسنے کی اللہ کی طرف مجاز ہے ساتھ معنی رضا کے اور ہنسنا حضرت ﷺ کا حقیقت پر ہے اور ہنسنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بطور اتباع کے ہے۔ (فتح)

٦٠٨٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ.

٦٠٨٧۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے کہا کیا آپ نے ابو طالب کو کچھ فائدہ پہنچایا؟۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ آپ کی حمایت کرتا تھا اور آپ کے واسطے غصہ کرتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں وہ دوزخ کی پایاب آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کی نیچی تہ میں ہوتا۔ (فتح)

بَابٌ الصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ

صراط پل ہے دوزخ کا یعنی کھڑا کیا گیا ہے دوزخ پر واسطے گزرنے مسلمانوں کے اس کے اوپر سے طرف بہشت کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے جو باب فضل سجود میں ہے یہ لفظ ہے ثم یضرب الصراط سو شاید اشارہ کیا ہے اس نے ترجمہ میں اس کی طرف۔ (فتح)

٦٠٨٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيْدٌ وَعَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أُنَاسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتْبَعْهُ فَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ غَيْرِ الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا أَتَانَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِي الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتْبَعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُّجِيْزُ وَدُعَآءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ

٦٠٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا تم کو کچھ تردد اور ہجوم ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ آسمان صاف ہو بدلی نہ ہو؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا حضرت! فرمایا بھلا تم کو شک پڑتا ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں جس وقت کہ آسمان صاف ہو بدلی نہ ہو؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا حضرت! فرمایا سو بیشک تم قیامت کے دن اللہ کو بھی اسی طرح دیکھو گے حق تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا تو فرمائے گا کہ جو جس چیز کو پوج رہا ہو تو اس کا ساتھ دے یعنی اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جائے سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہوگا تو آفتاب کے ساتھ جائے گا اور جو شخص دیو، بھوت اور بتوں کو پوجتا ہوگا وہ ان کے ساتھ جائے گا یعنی تو ان کے معبود ان کو دوزخ میں لے جائیں گے اور یہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہ جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے تو حق تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہو گا اس صفت میں جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں مسلمان کہیں گے نعوذ باللہ اللہ ہم کو تجھ سے پناہ میں رکھے ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہو سو جب کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہوگا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر حق تعالیٰ ان پر ظاہر ہو گا اس صفت پر جو ان کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے سو اس کا اتباع کریں گے یعنی اس کے حکم کا اور دوزخ کی پشت پر پل صراط رکھا جائے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں اور میری امت سب سے پہلے عبور کریں گے یعنی اور پیغمبروں

اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَبِهٖ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ مِنْهُمُ الْمُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهٖ وَأَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُّخْرِجُوْهُمْ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِعَلَامَةِ آثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ مِنِ ابْنِ آدَمَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءٌ يُقَالُ لَهٗ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مِّنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَاصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ فَيَقُوْلُ لَعَلَّكَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ أَنْ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهٗ فَيَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَا رَبِّ قَرِّبْنِيْ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ أَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهٗ وَيْلَكَ ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ تَسْأَلُنِيْ

کے سوائے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبروں کا قول اس دن یہ ہوگا الٰہی! پناہ الٰہی! پناہ اور دوزخ میں آنکڑے ہیں جیسے سعدان کے کانٹے سعدان ایک جھاڑی کا نام ہے اس کے کانٹے سرکج ہوتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ اصحاب نے کہا ہاں یا حضرت! تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو وہ دوزخ کے آنکڑے بھی سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں مگر یہ کہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہیں تو وہ آنکڑے لوگوں کو دوزخ کے اندر پل صراط سے کھینچ لیں گے ان کے بداعمال کے سبب سے سو بعض آدمی تو اپنے عمل سے ہلاک ہو جائے گا اور بعض آدھ موا نجات پانے تک یا بیہوش ہو جائے گا یہاں تک کہ جب حق تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے اس کو نکالیں جس نے کہ اللہ کے ساتھ کچھ شرک نہ کیا ہو جس پر اللہ نے رحمت کا ارادہ کیا ہو جو کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے اس کو دوزخ میں پہچان لیں گے ان کے سجدے کے نشان سے پہچانیں گے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو اللہ نے دوزخ پر سجدے کا مکان جلانا حرام کیا ہے تو دوزخ سے نکالے جائیں گے جلے بھنے ہوئے پھر ان پر آبِ حیات چھڑکا جائے گا تو وہ اس سے زندہ ہو جائیں گے جیسے پانی کے بہاؤ کے کوڑے میں دانہ جم اٹھتا ہے پھر حق تعالیٰ بندوں کا فیصلہ کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہ جائے گا دوزخ کا سامنے کیے ہوئے اور وہ اہل بہشت سے سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب! میرا منہ دوزخ کی

غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ فَيُعْطِي اللّٰهَ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ أَنْ لَّا يَسْأَلَهُ غَيْرَهُ فَيُقَرِّبُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا رَأَى مَا فِيْهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَوَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ أَذِنَ لَهٗ بِالدُّخُوْلِ فِيْهَا فَإِذَا دَخَلَ فِيْهَا قِيْلَ لَهٗ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنّٰى ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى تَنْقَطِعَ بِهِ الْأَمَانِيُّ فَيَقُوْلُ لَهٗ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا قَالَ عَطَآءٌ وَّأَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِّنْ حَدِيْثِهٖ حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى قَوْلِهٖ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهٖ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ حَفِظْتُ مِثْلُهٗ مَعَهٗ.

طرف سے پھیر دے کہ اس کی بدبو نے مجھ کو تنگ کر دیا اور اس کی لپٹ نے مجھ کو جلا ڈالا سو اللہ سے دعا کیا کرے گا جہاں تک کہ اللہ اس کو دعا کرنا چاہے گا پھر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں تیرا سوال پورا کروں تو اس کے سوائے تو کچھ اور بھی سوال کرے گا تو وہ شخص کہے گا کہ میں اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا سو اپنے رب سے نہ مانگنے کا قول وقرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا تو اللہ اس کے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا سو جب کہ وہ بہشت کی طرف منہ کرے گا اور اس کو دیکھے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھ کو آگے بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تو قول وقرار نہیں کر چکا ہے کہ پہلے سوال کے سوائے مجھ سے اور سوال نہ کرے گا تیرا برا ہوا ے آدمی تو کیا ہے دغا باز ہے تو وہ مرد کہے گا اے میرے رب! اور اللہ سے دعا مانگے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اگر میں تیرا مطلب پورا کر دوں تو اس کے سوائے کچھ اور بھی مانگے گا تو وہ کہے گا تیری عزت کی قسم ہے کہ نہ مانگو گا سوا اپنے رب سے نہ مانگنے کا قول وقرار کرے گا تو اللہ اس کو بہشت کے دروازے پر کر دے گا سو جب بہشت کے دروازے پر کھڑا ہو گا تو تمام بہشت اس پر ظاہر ہو جائے گی سو اس کو نظر آئے گا جو کچھ کہ اس میں ہے نعمتوں اور فرحت سے تو چپ رہے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! اب مجھ کو بہشت میں داخل کر تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا قول وقرار نہیں کر چکا کہ اب میں نہ مانگوں گا تیرا برا ہوا ے آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری خلق میں بدبخت بے نصیب نہیں

ہونا چاہتا سو ہمیشہ دعا کرے گا یہاں تک کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے گا سو جب کہ اللہ راضی ہو گا تو فرمائے گا کہ جا بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جائے گا تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب سے اور تمنا ظاہر کرے گا یہاں تک کہ اس پر کرم ہو گا کہ حق تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا تو کہے گا کہ فلانی چیز اور فلانی چیز مانگ یہاں تک کہ اس کے سب ہوس اور خواہشیں ہو چکیں گی تو حق تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے یہ سب سوال پورے ہوئے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی۔

فائدہ: یہ جو کہا کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں واقع ہوا ہے سوال دیکھنے اللہ کے سے دنیا میں اور روایت کی مسلم نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جان رکھو کہ ہرگز نہ دیکھ سکو گے تم اپنے رب کو یہاں تک کہ مر جاؤ یعنی اللہ کا دیدار دنیا میں ممکن نہیں مرنے کے بعد آخرت میں ہو گا اور واقع ہوا ہے سبب اس سوال کا نزدیک ترمذی کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حشر کا ذکر کیا تو اصحاب نے یہ سوال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نظر کی پھر یہ حدیث فرمائی کہ بیشک تم اپنے رب کو دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اور احتمال ہے کہ یہ کلام ان کی سوال کے وقت واقع ہوا ہے اور معنی تضارون کے یہ ہیں کہ نہ ضرر کرو گے تم کسی کو اور نہ ضرر کرے گا کوئی تم کو ساتھ تنازع کے اور مجادلہ اور مضائقہ کے اور یا اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ خلاف کرے گا بعض بعض کو کہ اس کو جھٹلائے اور اس سے تنازع کرے اور اس کو اس کے ساتھ ضرر دے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ حاجب اور نہ مانع ہو گا بعض تمہارا بعض کو دیدار الٰہی سے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ نہ ظلم کیے جاؤ گے تم اس میں ساتھ اس کے کہ تم میں سے بعض کو اللہ کا دیدار ہو اور بعض کو نہ ہو کہ تم اس کو سب طرفوں میں دیکھو گے یا نہ جمع ہو گے اس کے دیدار کے واسطے ایک جہت میں اور نہ ضم ہو گا بعض تمہارا طرف بعض کے اس واسطے کہ وہ ایک جہت میں نہیں دیکھا جاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ تم بھی اسی طرح اللہ کو دیکھو گے تو مراد تشبیہ دیکھنے کے ساتھ دیکھنے کے ہے بیچ واضح ہونے کے اور دور ہونے شک کے اور رافع ہونے مشقت اور اختلاف کے اور کہا بیہقی نے کہ تشبیہ ساتھ دیکھنے چاند کے واسطے متعین کرنے رؤیت کے ہے نہیں مراد ہے تشبیہ مروی کی کہ وہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ تمثیل واقع ہوئی بیچ تحقیق رؤیت کے نہ بیچ کیفیت کے اس واسطے کہ سورج اور چاند جگہ گیر ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس سے پاک ہے اور

خاص کیا سورج اور چاند کو ساتھ ذکر کے باوجود اس کے کہ دیکھنا آسمان کا بغیر سحاب کے بڑی نشانی ہے اور بڑی پیدائش ہے مجرد سورج اور چاند سے واسطے اس چیز کے کہ خاص کیے گئے ہیں دونوں بڑی روشنی اور نور سے اس طور سے کہ ہوگئی تشبیہ ساتھ دونوں کے اس کے حق میں کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ جمال اور کمال کے شائع استعمال میں کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ دیکھنا مسلمانوں کا اپنے رب کو ممکن ہے اور انکار کیا ہے اس سے معتزلہ اور خارجیوں نے اور یہ ان کی جہالت اور بے علمی ہے سو البتہ دلالت کی دلیلوں سے کتاب اور سنت سے اور اجماع اصحاب اور اسلف امت نے اوپر ثابت ہونے دیدارِ الٰہی کے آخرت میں واسطے ایمانداروں کے اور جواب دیا ہے اماموں نے بدعتیوں کے اعتراضوں سے جوابات مشہورہ کے اور نہیں شرط ہے دیکھنے میں مقابل ہونا مروی کا اگرچہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ اس کے درمیان مخلوقین کے اور اعتراض کیا ہے ابن عربی نے اوپر روایت علا کے اور انکار کیا ہے اس نے زیادتی سے اور گمان کیا ہے اس نے کہ جو تکرار کہ باب کی حدیث میں واقع ہوا ہے ہوگا درمیان آدمیوں کے اور درمیان واسطہ کے اس واسطے کہ اللہ کافروں سے کلام نہیں کرے گا اور نہ اس کو دیکھیں گے اور بہرحال ایماندار لوگ سو نہ دیکھیں گے اللہ کو مگر بعد داخل ہونے کے بہشت میں بالا جماع اور یہ جو فرمایا کہ جمع کرے گا اللہ آدمیوں کو تو ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جمع کرے گا اللہ قیامت کے دن اولین اور آخرین کو ایک میدان میں سو سنائے گا ان کو پکارنے والا اور نافذ ہوگی ان میں نظر یعنی ان کو پھاڑ کر پار نکل جائے گی اور بعض نے کہا کہ تمام آدمیوں کو استیعاب کرے گی اور بعض نے کہا کہ نافذ ہوگی ان میں نظر اللہ کی اور بعض نے کہا کہ مراد نظر آدمیوں کی ہے کہ ہر ایک آدمی سب خلق کو دیکھے گا اور یہ اولیٰ ہے کہا طیبی نے معنی یہ ہیں کہ وہ جمع کیے جائیں گے ایک مکان میں اس طور سے کہ کوئی کسی سے چھپا نہ رہے گا اگر کوئی بلانے والا ان کو بلائے تو اس کو سن لیں اور اگر کوئی دیکھنے والا ان کی طرف نظر کرے تو ان کو پائے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ داعی کے اس جگہ جو بلائے گا انؐ کو طرف عرض اور حساب کے اور واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک بیہقی وغیرہ کے کہ جب حشر ہوگا لوگوں کا تو کھڑے رہیں گے چالیس سال تک ان کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوں گی نہ کلام کرے گا ان سے اور آفتاب ان کے سر پر ہوگا یہاں تک کہ داخل ہوگا پسینہ ہر نیک و بد کے منہ میں واقع ہوا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک احمد کے کہ ہلکا کیا جائے گا وقوف ایماندار سے یہاں تک کہ ہو جائے گا بقدر فرض نماز کے اور ابویعلیٰ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مثل لٹکنے آفتاب کے کی واسطے غروب کے یہاں تک کہ غروب ہو اور طبرانی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ دن ایمانداروں پر دن کی ایک ساعت سے بہت زیادہ تر چھوٹا ہوگا اور آفتاب اور چاند کو خاص کیا واسطے تنویہ کے ساتھ ذکر دونوں کے واسطے بڑی ہونے پیدائش ان کی کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ پھر پکارے گا پکارنے والا اے لوگو! کیا نہیں ہے یہ اللہ کا انصاف کہ ہر بندے کو

اس کے ساتھ کرے جس کو وہ پوجتا تھا تو لوگ کہیں گے کیوں نہیں! پھر اللہ فرمائے گا چاہیے کہ چلے ہر امت اپنے معبود کی طرف اور یہ جو فرمایا کہ جو طواغیت کو پوجتا تھا تو طواغیت جمع طاغوت کی ہے اور مراد اس سے شیطان اور بت ہے اور کہا طبری نے صواب میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ ہر سرکش ہے جو سرکشی اللہ پر پوجا جائے سوائے اللہ کے یا ساتھ قہر کے اس سے اس کے واسطے جو اس کو پوجے یا ساتھ رغبت اور خواہش کے اس سے جو پوجے انسان ہو یا شیطان حیوان ہو یا جماد اور ان کو ان کے تابعدار اس وقت کہا جائے گا واسطے بدستور رہنے ان کے کے اوپر اعتقاد کے بیچ ان کے اور احتمال ہے کہ پیروی کریں ان کی ساتھ اس طور کے کہ ہانکے جائیں طرف آگ کی قہرًا اور واقع ہوا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو توحید میں آئے گی کہ سولی والے اپنی سولی کے ساتھ جائیں گے اور بت پرست لوگ اپنے بتوں کے ساتھ جائیں گے اور ہر معبود والے اپنے معبود کے ساتھ جائیں گے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جو پوجتا ہوگا شیطان کو اور مانند اس کی کو ان لوگوں سے کہ راضی ہوں ساتھ پوجنے کے یا جماد کو یا حیوان کو داخل ہیں بیچ اس کے اور بہر حال جو پوجتا ہے ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ راضی نہ ہو مانند فرشتوں اور عیسیٰ علیہ السلام کے تو نہیں لیکن واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جس کو پوجتے تھے ان کے واسطے اس کی صورت بنائی جائے گی پس چلیں گے اور علاء کی روایت میں ہے کہ سولی والوں کے واسطے سولی کی شکل بنائی جائے گی اور تصویر والوں کے واسطے تصویر کی صورت بنائی جائے گی سو فائدہ دیا اس روایت نے تعمیم ان لوگوں کی کا جو اللہ کے سوائے پوجتے تھے مگر وہ شخص ذکر کیا جائے گا یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ خاص کیا گیا ہے اس عموم سے ساتھ دلیل آنے والی کے اور تعبیر ساتھ تمثیل کے سو احتمال ہے کہ ہو تمثیل واسطے تلبیس کے اوپر ان کے اور احتمال ہے کہ ہو تمثیل اس شخص کے واسطے جو نہیں مستحق ہے تعذیب کا اور بہر حال جو ان کے سوائے ہیں سو حاضر کیے جائیں گے حقیقۃً واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ اور یہ جو فرمایا کہ باقی رہے گی یہ امت تو احتمال ہے کہ مراد امت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد عام تر اس سے سو داخل ہوں گے اس میں تمام اہل توحید یہاں تک کہ جنوں سے بھی اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ چیز جو باقی حدیث میں ہے کہ باقی رہ جائے گا جو اللہ کو پوجتا تھا نیک اور بد سے یعنی خواہ اس امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو یا اور امتوں سے اور یہ جو فرمایا کہ اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ باقی رہ جائے گا جو اللہ کو پوجتا ہوگا نیک اور بد سے اور باقی اہل کتاب جو اللہ کو ایک جانتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر دوزخ لائی جائے گی جیسے وہ سراب ہے اور یہودیوں سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے، الحدیث اور اس میں نصاریٰ کا بھی ذکر ہے سو نہ باقی رہے گا کوئی جو پوجتا تھا بت کو اور نہ صورت کو مگر کہ اس کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ دوزخ میں گریں گے اور یہود و نصاریٰ میں سے جو سولی کو نہیں پوجتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ کو پوجتے ہیں وہ مسلمانوں کے ساتھ پیچھے رہیں

گے سو جب تحقیق معلوم ہو جائے گا کہ وہ پیغمبروں کو پوجتے تھے تو وہ بھی بت پرستوں کے ساتھ لاحق کیے جائیں گے اور کہا ابن بطال نے اس حدیث میں ہے کہ منافق لوگ مسلمانوں کے ساتھ پیچھے رہیں گے اس امید سے کہ ان کو یہ نفع دے بنا بر اس کے کہ تھے ظاہر کرتے اس کو دنیا میں ظاہری اسلام سے سو انہوں نے گمان کیا کہ یہ ان کے واسطے بدستور رہے گا سو اللہ الگ کرے گا ایمانداروں کو ساتھ روشن ہونے ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں کے اس واسطے کہ منافق کا نہ منہ روشن ہوگا نہ ہاتھ پاؤں، میں کہتا ہوں البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ غرہ اور تجلیل خاص ہے ساتھ امت محمدی ﷺ کے پس تحقیق یہ ہے کہ وہ جدا کیے جائیں گے اس مقام میں ساتھ نہ سجدہ کرنے کے اور ساتھ بجھانے ان کی روشنی کے اس کے بعد کہ حاصل ہوگی ان کے واسطے غرہ اور تجلیل پھر چھین لیے جائیں گے وقت بجھانے نور کے اور کہا قرطبی نے کہ گمان کیا منافقوں نے کہ پھر چھپنا ان کا مسلمانوں میں فائدہ دے گا ان کو آخرت میں جیسا کہ ان کو دنیا میں فائدہ دیتا تھا واسطے جہالت ان کی کے اور احتمال ہے کہ حشر ہو ان کا ساتھ مسلمانوں کے واسطے اس چیز کے کہ تھے ظاہر کرتے اس کو اسلام سے سو بدستور رہا یہ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو ان سے الگ کیا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ ان کے پاس آئے گا یعنی غیر اس صورت میں جس میں انہوں نے اس کو اول بار دیکھا ہوگا اور بہر حال نسبت آنے کی طرف اللہ کی سو بعض نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ اللہ کو دیکھیں گے سو تعبیر کی ساتھ دیکھنے کے آنے سے بطور مجاز کے اور بعض نے کہا کہ آنا اللہ کا فعل ہے اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے باوجود پاک جاننے سبحانہ وتعالیٰ کے حدوث کی نشانیوں سے اور بعض نے کہا کہ مراد فرشتہ ہے اور ترجیح دی ہے اس کو عیاض نے کہا کہ اور شاید یہ فرشتہ آیا تھا ان کے پاس اس صورت میں کہ اس سے انہوں نے انکار کیا اس واسطے کہ انہوں نے اس میں حدوث کی نشانی دیکھی جو فرشتے پر ظاہر تھی اس واسطے وہ مخلوق ہے اور احتمال چوتھی وجہ کا اور وہ یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آئے گا اللہ تعالیٰ ان کے پاس صورت میں یعنی صفت میں کہ ظاہر ہوگی ان کے واسطے پیدا کی گئی صورتوں سے جو نہیں مشابہ ہے اللہ کی صفت کو تا کہ اس کے ساتھ ان کا امتحان کرے سو جب ان سے یہ فرشتہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں اور اس پر مخلوق کی علامت دیکھیں گے جس سے جان لیں گے کہ وہ ان کا رب نہیں تو اس سے پناہ مانگیں گے اور بہر حال قول حضرت ﷺ کا اس کے بعد کہ پھر حق تعالیٰ ان پر ظاہر ہوگا اس صفت میں کہ پہچانتے تھے تو مراد ساتھ اس کے صفت ہے اور معنی یہ ہیں کہ ظاہر ہوگا حق تعالیٰ ان کے واسطے اس صفت میں کہ اس کو اس کے ساتھ جانتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچان لیں گے وہ اللہ کو ساتھ صفت کے اگرچہ انہوں نے اس کو اس سے پہلے نہ دیکھا ہوگا اس واسطے کہ دیکھیں گے اس وقت اس کو وہ چیز کہ مخلوق کے مشابہ نہ ہوگی اور یہ کہ ان کو معلوم تھا کہ اللہ اپنی مخلوق سے کسی چیز کے مشابہ نہیں سو وہ جان لیں گے کہ وہ ان کا رب ہے سو کہیں گے کہ تو ہے ہمارا رب اور یہ جو کہا کہ انہوں نے پہلی بار کہا کہ ہم تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تو کہا ابن عربی نے کہ انہوں نے اول بار اس اللہ کی

پناہ مانگی اس واسطے کہ انہوں نے اعتقاد کیا کہ یہ کلام استدراج ہے اس واسطے کہ اللہ حکم نہیں کرتا ساتھ بے حیائی کے اور بے حیائی سے ہے تابعداری کرنا باطل کی اسی واسطے واقع ہوا ہے صحیح میں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا کہ اس کو نہ پہچانتے ہوں گے اور وہ حکم کرتا ہے ساتھ اتباع باطل کے اسی واسطے کہیں گے کہ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے یعنی جب آئے گا ہمارے پاس ساتھ اس چیز کے کہ معلوم کی ہوئی ہے ہم نے اس سے قول حق سے اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آئے گا ان کے پاس اللہ ساتھ اہوال قیامت کے اور فرشتوں کی صورتوں سے جو کبھی انہوں نے ویسی دنیا میں نہ دیکھی ہوں گی سو وہ پناہ مانگیں گے اس حال سے اور کہیں گے کہ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے یعنی جب آئے گا ہمارے پاس ساتھ اس چیز کے کہ پہچانتے ہیں ہم اس کو اس کے لطف سے اور وہ صورت وہی ہے کہ تعبیر کیا گیا ہے اس سے ساتھ قول اللہ کے ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ یعنی جس دن کھولی جائے گی شدت اور سختی اور دور ہو جائے گی اور کہا قرطبی نے کہ یہ مقام ہائل ہے امتحان کرے گا اللہ ساتھ اس کے اپنے بندوں کا تا کہ جدا کرے پاک کو ناپاک سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب منافق لوگ ایمانداروں میں ملے رہیں گے اور گمان کریں گے کہ یہ اس وقت جائز ہوگا جیسا کہ جائز تھا دنیا میں تو اللہ ان کا امتحان کرے گا ساتھ اس طور کے کہ آئے گا ان کے پاس ساتھ صورت ہولناک کے تو سب سے کہے گا کہ میں ہوں تمہارا رب تو ایماندار لوگ اس سے انکار کریں گے اس واسطے کہ وہ پہلے سے اللہ کو پہچانتے ہوں گے اور جانتے ہوں گے کہ وہ پاک ہے اس صورت سے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے یہاں تک کہ قریب ہوگا کہ بعض پھسل جائے اور منافقوں کے موافق ہو جائے اور شاید وہ یہ لوگ ہیں جن کو علم میں رسوخ نہ تھا اور اعتقاد کیا حق کو بغیر بصیرت کے پھر اس کے بعد ایمانداروں کو کہا جائے گا کہ تمہارے اور اللہ کے درمیان کوئی نشانی ہے جس کو تم پہچانتے ہو تو وہ کہیں گے الساق سو کھولا جائے گا اس کی پنڈلی سے اور سجدہ کرے گا اس کو ہر ایماندار اور باقی رہے گا جو سجدہ کرتا تھا واسطے دکھلانے اور سنانے کے سو وہ قصد کرے گا کہ سجدہ کرے تو اس کی پیٹھ ایک طبق ہو جائے گی یعنی اس کی پیٹھ کی ہڈیاں سیدھی اور ہموار ہو جائیں گی تو وہ سجدے کے واسطے نہ جھک سکے گا اور معنی کشف الساق کے دور ہونا خوف اور ہول کا ہے جس نے ان کو متغیر کیا یہاں تک کہ اپنی شرم گاہوں کے دیکھنے سے بے خبر ہو گئے تھے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر مسلمانوں سے کہا جائے گا کہ اپنے سر اٹھاؤ اپنے نور کی طرف بقدر اپنے عملوں کے سو وہ جائیں گے روشنی بقدر اپنے عملوں کے سو بعض کو پہاڑ کی برابر روشنی دی جائے گی اور اس سے کم اور کھجور کے برابر اور اس سے کم یہاں تک کہ ہوگا اخیر ان کا کہ دیا جائے گا روشنی اپنے قدم کے انگوٹھے پر اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر دیا جائے گا ہر آدمی روشنی پھر روانہ کیے جائیں گے طرف پل صراط کی پھر بجھائی جائے گی روشنی منافقوں کی۔

تنبیه : حذف کیا گیا ہے اس سیاق سے ذکر شفاعت کا واسطے فصل قضا کے جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس میں شفاعت کا ذکر ہے جیسا کہ حذف کیا گیا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو ثابت ہے اس حدیث میں اس جگہ میں ان امروں سے جو واقع ہوں گے موقف میں سو منتظم ہوگا دونوں حدیثوں سے یہ کہ جب ان کا حشر ہوگا تو واقع ہوگا جو کچھ کہ اس حدیث میں ہے جو اس باب میں مذکور ہے گرنے کفار کے سے آگ میں اور باقی رہیں گے جو سوائے ان کے ہوں گے موقف کی مصیبتوں میں سو شفاعت چاہیں گے پس واقع ہوگی اجازت بیچ کھڑا کرنے پل صراط کے پھر واقع ہوگا امتحان ساتھ سجدہ کرنے کے تا کہ الگ ہو جائے منافق مسلمان سے پھر عبور کریں گے پل صراط پر اور واقع ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس جگہ کہ پھر پل صراط کھڑا کیا جائے گا پھر حلال ہوگی شفاعت اور کہیں گے پیغمبر لوگ الٰہی! پناہ، الٰہی! پناہ اور واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں کہ ہم دنیا میں سب امتوں سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن ہمارا حساب اول ہوگا اور اس میں ہے پھر ہٹائی جائیں گی امتیں ہماری رہ سے سو ہم گزریں گے پانچ کلیاں وضوء کے نشان سے تو اور امتیں کہیں گی شاید یہ سب امت پیغمبر ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ پھر ان سے کہا جائے گا کہ نجات پاؤ بقدر اپنے نور کے سو ان میں سے کوئی آنکھ کے جھپکنے کی طرح گزرے گا اور کوئی بجلی کی طرح گزرے گا اور کوئی بدلی کی طرح اور بعض جیسے تارا ٹوٹتا ہے اور بعض ہوا کی طرح اور بعض عمدہ گھوڑے کی طرح اور کوئی اونٹ کی طرح اور کوئی پیادہ دوڑتا اور کوئی چلتا معمولی چال سے یہاں تک کہ گزرے گا سب سے پیچھے وہ مرد جو اپنے قدم کے انگوٹھے پر نور دیا گیا ہے گھسٹتا ہوگا اپنے منہ پر اور اپنے ہاتھ پاؤں پر گرتا پڑتا یہاں تک کہ خلاص ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں تو کہا ابن منیر نے کہ تشبیہ آنکڑوں کی سعدان کے کانٹوں کے ساتھ خاص ہے ساتھ جلدی اچک لینے ان کے کی اور کثرت انتشاب کے بیچ ان کے باوجود پرہیز اور حفاظت کے یہ تمثیل ہے ان کے واسطے ساتھ اس چیز کے کہ پہچانتے تھے اس کو دنیا میں اور الفت کی تھی اس سے ساتھ مباشرت کے پھر استثناء کیا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ نہیں واقع ہوئی ہے تشبیہ دونوں کی مقدار میں اور واقع ہوا ہے سدی کی روایت میں کہ اس کی دونوں جانب میں فرشتے ہیں ان کے ساتھ آگ کے آنکڑے ہیں ان سے لوگوں کو اچک لیتے ہیں اور واقع ہوا ہے مسلم میں کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ پل صراط تیز تر ہے تلوار سے اور باریک تر ہے بال سے اور فضیل بن عیاض سے آیا ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ پل صراط پندرہ ہزار برس کا راہ ہے پانچ ہزار برس چڑھائی اور پانچ ہزار برس کی اترائی ہے اور پانچ ہزار برس کی راہ برابر ہے باریک تر ہے بال سے اور تیز تر ہے تلوار سے دوزخ کی پشت پر اور یہ حدیث معضل ہے ثابت نہیں اور سعید بن ہلال سے روایت ہے کہ پل صراط باریک تر ہے بال سے بعض لوگوں پر اور بعض لوگوں پر کشادہ میدان کی طرح ہے اور یہ جو کہا کہ بعض ان میں مخردل ہے تو بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دوزخ کے آنکڑے اس کو کاٹ ڈالیں گے تو گر پڑے گا

آگ میں اور کہا بعض نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ س کے اعضا رائی کے دانے کے برابر ہو جائیں گے اور بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ بیہوش ہو جائے گا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ بعض نجات پائے گا سلامت اور کوئی مخدوش اور مکدوش ہوگا دوزخ میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ پل صراط پر گزرنے والے لوگ تین قسم کے ہوں گے بعض نجات پائے گا بغیر خدش کے اور کوئی اول اول ہی ہلاک ہو جائے گا اور بعض دونوں کے درمیان ہو گا اول تکلیف پائے گا پھر نجات پائے گا اور ہر قسم ان تینوں سے منقسم ہوتی ہے کئی قسم پر جو پہچانی جاتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بقدر اعمالھم اور یہ جو فرمایا کہ اللہ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا تو کہا ابن منیر نے کہ مراد اس سے قضا اور حلول اس کا ہے ساتھ اس شخص کے جس پر حکم کیا گیا اور مراد نکالنا موحدین کا ہے دوزخ سے اور داخل کرنا ان کا بہشت میں اور قرار پکڑنا دوزخیوں کا آگ میں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ معنی یفرغ اللہ کے یہ ہیں کہ قضا سے ساتھ عذاب اس شخص کے کہ فارغ ہے عذاب اس کے سے اور جو فارغ نہیں اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس کے معنی پہنچنا اس وقت کا ہے کہ سابق ہو چکا ہے اللہ کے علم میں کہ ان پر رحم کرے گا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور پیغمبر بھی شفاعت کریں گے اور صدیق بھی اور شہید بھی اور فرشتے بھی اور ایماندار بندے بھی اور واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ سے نزدیک نسائی کے سبب اور بیچ نکالنے موحدین کے دوزخ سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ فارغ ہوگا اللہ لوگوں کے حساب سے اور داخل کی جائے گی میری باقی امت ساتھ دوزخیوں کے تو دوزخی کہیں گے کہ نہ فائدہ دیا تم کو کچھ یہ کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرتے تھے اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتے تھے تو حق تعالیٰ فرمائے گا کہ میری عزت کی قسم کہ میں ان کو آگ سے آزاد کرواں گا سو وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ جب جمع ہوں گے دوزخی دوزخ میں اور ان کے ساتھ ہوگا جس کو اللہ چاہے گا اہل قبلہ سے تو کفار ان سے کہیں گے کہ کیا تم مسلمان نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں تو کفار کہیں گے کہ تمہارے اسلام نے تم کو کچھ فائدہ نہ دیا سو تم بھی ہمارے ساتھ دوزخ میں پڑے تو مسلمان کہیں گے کہ ہمارے واسطے گناہ تھے سو ہم ان کے سبب سے پکڑے گئے سو حکم کرے گا اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہ جو اس میں اہل قبلہ میں سے ہو اس کو نکالو سو نکالے جائیں گے تو کفار کہیں گے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے اور یہ جو فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو نہیں ذکر کیا رسالت کو یا تو اس واسطے کہ وہ دونوں نطق میں غالبًا لازم ہیں اور شرط ہیں تو اکتفا کیا ساتھ ذکر اول کلمے کے یا کلام بیچ حق تمام ایمانداروں کے ہے اس امت سے اور غیر اس امت سے اور اگر رسالت کا ذکر کیا جاتا تو البتہ رسولوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی اور یہ جو فرمایا کہ میں نکالوں گا تو مراد یہ ہے کہ فرشتے نکالیں گے پیغمبروں کی زبانوں پر سو اخراج کے مباشر ہوں گے فرشتے اور واقع ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بعد قول وزۃ کے سو نکالیں گے فرشتے بہت خلق کو پھر کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اس میں کوئی نیکی نہیں چھوڑی تو اللہ

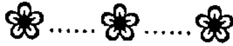
فرمائے گا شفاعت کی فرشتوں نے اور شفاعت کی پیغمبروں نے اور شفاعت کی ایمانداروں نے اور نہیں باقی رہا مگر ارحم الراحمین سو دوزخ میں سے ایک مٹھی بھرے گا سو نکالے گا اس سے ان لوگوں کو جنہوں نے کبھی نیکی نہیں کی اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سو میں کہوں گا یا رب! مجھ کو اجازت ہو ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ فرمائے گا کہ یہ تیرے واسطے نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور جلال اور کبریائی اور عظمت کی کہ البتہ نکالوں گا میں اس سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں ارحم الراحمین ہوں داخل کرو میری بہشت میں جس نے میرے ساتھ شریک نہ کیا ہو کہا طیبی نے یہ خبر دیتا ہے کہ جو چیز کہ مقدر ہو چکی ہے اس سے پہلے ساتھ مقدار جو کے پھر دانے کے پھر رائی کے پھر ذرہ کے غیر اس ایمان کے ہے کہ تعبیر کی جاتی ہے ساتھ اس کے تصدیق اور اقرار سے بلکہ وہ چیز وہ ہے کہ پائی جاتی ہے ایمانداروں کے دل میں ایمان کے ثمرہ اور پھل سے اور وہ دو وجہ پر ہے ایک تو زیادہ ہونا یقین کا اور طمانیت نفس کی ہے اس واسطے کہ تظافر ادلہ کا اقویٰ ہے واسطے مدلول علیہ کے اور اثبت ہے واسطے عدم اس کے دوسرا یہ کہ مراد عمل ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اس وجہ کو قول آپ کا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ انہوں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی پس مراد **لم یعملوا خیرا قط** سے عمل ہے نہ اصل ایمان یعنی کبھی انہوں نے نیک عمل نہیں کیا پس اس لفظ میں خیرًا اصل ایمان مراد لینا سراسر گمراہی اور الحاد ہے اور یہ جو فرمایا لیس لک ذلک یعنی میں کرتا ہوں یہ کام واسطے تعظیم اپنے اسم کے اور اجلال اپنی توحید کے اور وہ مخصص ہے واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زیادہ تر سعادت مند میری شفاعت کا وہ شخص ہے جس نے اپنے خالص دل سے لا الہ الا اللہ کہا اور احتمال ہے کہ جاری ہو اپنے عموم پر اور محمول ہوگی حال اور مقام پر کہا طیبی نے جب کہ ہم تفسیر کریں اس چیز کو کہ خاص ہے ساتھ اللہ کے ساتھ تصدیق کے جو مجرد ہے ثمرہ سے اور اس چیز کو کہ خاص ہے ساتھ رسول اس کے کی وہ ایمان ہے ساتھ ثمرہ کے زیادہ ہونے یقین کے سے یا عمل صالح سے تو حاصل ہوگی تطبیق میں کہتا ہوں کہ اس میں اور وجہ کا بھی احتمال ہے اور وہ یہ کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے لیس لک ذلک مباشرت اخراج کی ہے نہ اصل شفاعت اور ہو گی یہ شفاعت اخیر بیچ اخراج مذکورین کے سو اصل اخراج کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور مباشرت اخراج سے منع کیے گئے نسبت کی گئی طرف شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی بیچ حدیث اسعد الناس کے اس واسطے کہ ابتدا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ طلب کرنے اس کے اور علم اللہ کو ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے حرام کیا ہے آگ پر کہ آدمی کے وضو کے نشان کو جلائے تو یہ جواب ہے سوال مقدر کا اس کی تقریر یہ ہے کہ کس طرح پہچانیں گے اثر سجدے کا باوجود قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک مسلم کے یہاں تک کہ جب کوئلے ہو جائیں گے تو حکم کرے گا اللہ ساتھ شفاعت کے اور جب کوئلے ہو گئے تو کس طرح پہچانا جائے گا محل سجدے کا اپنے غیر سے تاکہ پہچانا جائے اثر اس کا اور حاصل جواب کا تخصیص کرنا ہے وضو کے اعضاء کے عموم اعضاء سے جن پر یہ حدیث دلالت

کرتی ہے اور یہ کہ اللہ نے منع کیا ہے آگ کو یہ کہ جلائے اثر سجدے کا ایماندار سے اور کیا مراد ساتھ اثر سجدے کے نفس عضو کا جو سجدہ کرتا ہے یا مراد سجدہ کرنے والا ہے اس میں نظر ہے اور دوسرا ظاہر تر ہے کہا عیاض نے اس میں دلیل ہے اس پر کہ عذاب ایماندار گنہگاروں کا مخالف ہے واسطے عذاب کفار کے اور یہ کہ نہیں آتا ہے وہ ان کے تمام اعضاء پر یا واسطے اکرام کرنے سجدے کی جگہ کے یا واسطے کرامت آدمی کی صورت کے جس کے ساتھ آدمی تمام مخلوق پر فضیلت دیا گیا، میں کہتا ہوں کہ اول منصوص ہے ثانی محتمل ہے لیکن مشکل ہے اس پر کہ یہ صورت نہیں خاص ہے ساتھ ایمانداروں کے بلکہ کافروں کی بھی یہی صورت ہے سو اگر اکرام اس صورت کے سبب سے ہوتا تو کفار بھی ان کو شریک ہوتے اور حالانکہ اس طرح نہیں کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ آگ نہیں جلاتی ہے سجدے کے ساتوں اعضاء کو اور وہ ماتھا ہے اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور دونوں گھٹنے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے بعض علماء نے اور کہا قاضی نے کہ مراد خاص چہرہ ہے اور استنباط کیا ہے اس سے ابن ابی جمرہ نے یہ کہ جو مسلمان ہو لیکن نماز نہ پڑھتا ہو تو وہ نہ نکالا جائے گا اس واسطے کہ اس کے لیے کوئی علامت نہیں لیکن وہ محمول ہے اس پر کہ نکالا جائے گا مٹھی میں واسطے عموم قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ انہوں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی اور وہ مذکور ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور جو جلنے سے سلامت رہے گا کیا مراد وہ شخص ہے جو سجدہ کرتا ہے یا عام تر اس سے کہ بالفعل ہو یا بالقوہ دوسرا احتمال ظاہر تر ہے تا کہ داخل ہو اس میں وہ شخص جو سلام لایا تھا مثلا اور خالص لایا تو اچانک اس کو موت آئی سجدہ کرنے سے پہلے اور یہ جو فرمایا کہ نکالیں گے ان کو آگ سے جلے بھنے ہوئے تو نہیں بعید ہے کہ ہو جلنا خاص اہل قبضہ یعنی مٹھی کے اور حرام کرنا آگ پر یہ ہے کہ جلائے صورت ان لوگوں کی جو اول نکلے ان سے پہلے ان لوگوں میں سے جنہوں نے نیک عمل کیا او پر تفصیل مذکور کے اور علم اللہ کو ہی ہے اور یہ جو فرمایا جیسے کہ دانہ جم اٹھتا ہے بہاؤ کے کوڑے میں تو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس میں اشارہ ہے طرف جلدی جم اٹھنے ان کے اس واسطے کہ دانہ بہ نسبت غیر کے بہت جلدی اگتا ہے اور سیر میں سریع تر ہے واسطے اس چیز کے کہ جمع ہوتی ہے اس میں نرم مٹی سے جو نئی ہوتی ہے ساتھ پانی کے باوجود اس چیز کے کہ مخلوط ہے اس میں حرارت کوڑے کی جو کھینچا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس میں سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عارف تھے ساتھ تمام امور دنیا کے ساتھ تعلیم کرنے اللہ کے آپ کے واسطے اگر چہ اس کو مباشر نہیں ہوئے تھے اور جو شخص کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ وہ پیچھے رہ جائے گا وہ کفن چور تھا جیسا کہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے اور ذکر کیا ہے عیاض نے کہ جو شخص کہ سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا وہی ہے جو سب سے پیچھے پل صراط پر باقی رہے گا یا کوئی اور ہے اگر چہ دونوں سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوں گے اور یہ جو کہا کہ جب وہ دیکھے گا جو بہشت میں ہے تو چپ رہے گا تو مراد یہ ہے کہ دیکھے گا جو اس میں ہے اس کی باہر کی طرف سے یا تو اس واسطے کہ اس کی دیواریں شفاف ہیں سو دیکھا جاتا ہے اندر

اس کا اس کے باہر سے یا مراد ساتھ دیکھنے کے علم ہے جو حاصل ہوا اس کے واسطے اس کی خوشبو کے بلند ہونے سے اور اس کے انوار روشن ہونے والوں سے اور یہ جو اس نے کہا الٰہی! میں تیری خلق سے بدبخت نہیں ہونا چاہتا تو مراد خلق سے اس جگہ وہ لوگ ہیں جو بہشت میں داخل ہوئے پس وہ عام ہے کہ مراد اس سے خاص ہے اور اس کی مراد یہ ہے کہ اگر وہ بدستور بہشت سے باہر رہا تو ہو جائے گا ان میں بدبخت اور ہونا اس کا بدبخت ظاہر تر ہے اگر وہ ہمیشہ بہشت سے باہر رہے اور دوسرے لوگ بہشت کے اندر ہوں اور وجہ ہونے اس کے بدبخت یہ ہے کہ جو چیز کہ مشاہدہ کرے اور اس کی طرف نہ پہنچے تو اس کو سخت تر حسرت ہوتی ہے اس شخص سے جو اس کو مشاہدہ نہ کرے اور قول اس کا خلقك مخصوص ہے ساتھ ان لوگوں کے جو دوزخی نہیں کہا کلاباذی نے کہ باز رہنا اس کا اول سوال کرنے سے واسطے شرمانے کے ہے اپنے رب سے اور اللہ چاہتا ہے کہ سوال کرے اس واسطے کہ وہ چاہتا ہے آواز اپنے مسلمان بندے کی سو اول اس سے کھل کر بات کرتا ہے کہ اگر تیرا یہ سوال پورا ہو تو اور بھی کچھ مانگے گا اور یہ حالت مقصر کی ہے پس کس طرح ہے حالت مطیع کی اور نہیں ہے اس بندے کا اپنے قول وقرار کو توڑنا اور قسم کو چھوڑنا بوجہ جہالت کے اس سے اور نہ بوجہ بے پرواہی کے بلکہ واسطے علم اس بات کے کہ توڑنا اس قول وقرار کا اولیٰ وفا کرنے سے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اپنے رب سے سوال کرنا اولیٰ ہے ترک سوال سے واسطے رعایت قسم کے اور البتہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی چیز پر قسم کھائے پھر اس کا خلاف بہتر دیکھے تو چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور جو بہتر بات ہو وہ کرے سو عمل کیا اس بندے نے موافق اس حدیث کے اور کفارہ دینا اس سے مرتفع ہوا ہے آخرت میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث کے فوائد سے ہے جائز ہونا خطاب شخص کا ساتھ اس چیز کے کہ نہ پائے اس کی حقیقت کو اور جواز تعبیر کا اس سے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو سمجھے اور یہ کہ جو امور کہ آخرت میں ہیں نہیں مشابہ ہیں اس چیز کو کہ دنیا میں ہے مگر اسموں میں اور اصل میں ساتھ مبالغہ کے بیچ تفاوت صفت کے اور استدلال کرنا اوپر علم ضروری کے ساتھ نظری کے اور یہ نہیں بند ہوتی ہے تکلیف مگر ساتھ قرار پکڑنے کے بہشت میں یا دوزخ میں اس واسطے کہ حشر میں مسلمان دوبار اللہ کو دیکھیں گے اول امتحان کے واسطے دوسری بار بہشت میں اور یہ کہ بجا لانا امر کا موقف میں واقع ہوگا ساتھ اضطرار کے اور اس میں فضیلت ایمان کی ہے اس واسطے کہ جب متلبس ہوا ساتھ اس کے منافق ظاہرا تو باقی رہی حرمت اس کی یہاں تک کہ واقع ہوا جدا ہونا ساتھ بجھانے نور وغیرہ کے اور یہ کہ پل صراط باوجود عظم دقت اور حدت اس کی کے سالے گا تمام خلقت کو جو آدم سے قیامت تک ہے اور یہ کہ آگ اور شدت اس کی کے نہ بڑھے گی اس سے حد جس کے جلانے کے ساتھ حکم کی گئی اور آدمی باوجود ناچیز ہونے اس کے جرأت کرتا ہے مخالفت پر سو اس میں سخت معنی ہیں توبیخ سے مانند قول اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے وصف میں ﴿غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ اور اس میں اشارہ ہے طرف توبیخ گنہگاروں کے اور اس میں فضیلت ہے دعا کی اور قوت

امید کی بیچ قبول ہونے دعا کے اگر چہ نہ ہو داعی لائق واسطے اس کے ظاہر حکم میں لیکن فضل کریم کا واسع ہے اور یہ جو کہا ما اغدرک تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں وصف کیا جاتا ہے شخص ساتھ برے فعل کے مگر اس کے بعد کہ اس سے مکرر ہو اور اس میں اطلاق یوم کا ہے اوپر ایک جز اس کی کے اس واسطے کہ قیامت کا دن دراصل ایک دن ہے اور البتہ اطلاق کیا گیا ہے اطلاق یوم کا اوپر بہت اجزا اس کی کے اور اس میں جواز سوال شفاعت کا ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا ہے اس حجت سے کہ نہیں ہوتی ہے شفاعت مگر واسطے گنہگاروں کے کہا عیاض نے اور فوت ہوا ہے اس قائل سے کہ کبھی واقع ہوتی ہے بیچ دخول بہشت کے بغیر حساب کے باوجود اس کے کہ ہر عاقل معترف ہے ساتھ تقصیر کے پس محتاج طرف طلب عفو کے اپنی تقصیر سے اور اسی طرح ہر عاقل ڈرتا ہے کہ اس کا عمل قبول نہ ہو پس محتاج ہے طرف شفاعت کی بیچ قبول ہونے اپنے عمل کے اور لازم ہے اس قائل پر کہ نہ دعا کرے ساتھ مغفرت کے اور نہ ساتھ رحمت کے اور وہ خلاف ہے اس چیز کا کہ جو درج کی سلف نے اپنی دعاؤں میں اور نیز اس حدیث میں تکلیف مالا یطاق ہے اس واسطے کہ منافقوں کو حکم ہوگا سجدہ کرنے کا اور حالانکہ اس سے منع کیے گئے ہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حکم اس وقت واسطے عاجز کرنے اور رلانے کے ہے اور اس میں ثابت کرنا اللہ کے دیدار کا ہے آخرت میں قالہ الطیبی اور جو ثابت کرتا ہے اللہ کے دیدار کو اور سپرد کرتا ہے اس کی حقیقت کو اللہ کی طرف اس کا قول حق ہے اور اسی طرح جو تفسیر کرتا ہے اتیان کو ساتھ تجلی کے اس کا قول حق ہے اس واسطے کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے قول حضرت ﷺ کا کہ کیا تم کو سورج اور چاند کے دیکھنے میں کچھ شک پڑتا ہے اور زیادہ کیا گیا ہے اس کی تقریر اور تاکید میں اور یہ سب دفع کرتا ہے مجاز کو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض سالمیہ نے اس پر کہ منافقین اور بعض اہل کتاب مسلمانوں کے ساتھ اللہ کو دیکھیں گے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سیاق میں ہے کہ ایماندار اللہ کو دیکھیں گے اپنے سروں کے سجدے سے اٹھانے کے بعد اور اس وقت کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے اور نہیں واقع ہوگا یہ واسطے منافقوں کے اور جو ان کے ساتھ مذکور ہیں اور بہر حال جس دیدار میں سب لوگ شریک ہیں اس سے پہلے تو اس کا جواب گزر چکا ہے کہ وہ صورت فرشتے کی ہے، میں کہتا ہوں اور نیز نہیں دخل ہے بیچ اس کے واسطے بعض اہل کتاب کے اس واسطے کہ باقی حدیث میں ہے کہ وہ نکالے جائیں گے مومنوں سے اور جو ان کے ساتھ ہیں جو ایمان کو ظاہر کرتا تھا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کس چیز کو پوجتے تھے؟ اور یہ کہ وہ گر پڑیں گے آگ میں اور یہ سب پہلے حکم کرنے سے ساتھ سجدے کے اور اس حدیث میں ہے کہ ایک جماعت اس امت کے گنہگاروں سے عذاب کیے جائیں گے آگ میں پھر نکالے جائیں گے ساتھ شفاعت کے اور رحمت کے برخلاف اس کے جو اس کی نفی کرتا ہے اس امت سے اور تاویل کرتا ہے اس کی جو وارد ہوا اور نصوص صریح ہیں ساتھ ثابت ہونے اس کے اور یہ کہ عذاب کرنا موحدین کا برخلاف عذاب کرنے کفار کے ہے واسطے مختلف ہونے ان کے مراتب کے

کہ بعض کو آگ پنڈلی تک پکڑے گی اور یہ کہ وہ نہ جلائے گی اثر سجدے کا اور یہ کہ وہ مر جائیں گے سو ہوگا عذاب ان کا جلانا ان کا اور روکنا ان کا بہشت میں داخل ہونے سے جلدی قیدیوں کی طرح برخلاف ان کافروں کے جو نہ مریں گے کبھی تا کہ چکھیں عذاب کو اور نہ زندگی سے راحت پائیں گے علاوہ ازیں بعض اہل علم نے تاویل کی ہے اس کی جو ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے قول اس کا کہ اس میں مر جائیں گے مرنا ساتھ اس کے کہ نہیں ہے مراد کہ وہ حقیقۃً مر جائیں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے اس میں غائب ہو جائیں گے اور یہ واسطے فرق کرنے کے ہے ساتھ ان کے یا مراد موت سے سونا ہے اور البتہ اللہ نے سونے کا نام موت رکھا ہے اور واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جب وہ دوزخ میں داخل ہوں گے تو مر جائیں گے سو جب اللہ چاہے گا نکالنا ان کا دوزخ سے تو پہنچائے گا ان کو درد عذاب کا اس گھڑی میں اور اس میں وہ چیز ہے جس پر آدمی پیدا کیا گیا ہے قوت طمع سے اور جودت حیلے سے بیچ حاصل کرنے مطلوب کے سو طلب کیا اس نے اول یہ کہ دور ہو وہ آگ سے تا کہ حاصل ہو اس کے واسطے نسبت لطیف ساتھ بہشتیوں کے پھر طلب کیا قریب ہونا ان سے اور البتہ واقع ہوا ہے اس کے بعض طریقوں میں قریب ہونا ایک درخت سے بعد ایک درخت کے یہاں تک کہ طلب کیا دخول کو اور اس سے لیا جاتا ہے کہ صفات آدمی کی جن کے ساتھ وہ حیوان سے افضل ہے اس کے واسطے سب پھر آئیں گی مانند فکر اور عقل وغیرہ کے۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحَوْضِ — کتاب ہے حوضِ کوثر کے بیان میں

فائدہ: اور حوض اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہو اور وارد کرنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا حوض کی حدیثوں کو بعد احادیث شفاعت کے اور بعد کھڑا کرنے پل صراط کے اشارہ ہے اس طرف کہ وارد ہونا حوض پر بعد کھڑا کرنے صراط کے ہے اور گزرنے کے اوپر اس کے اور البتہ روایت کی احمد اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے واسطے شفاعت کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کرنے والا ہوں یعنی شفاعت میں نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں ڈھونڈوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اول مجھ کو صراط پر تلاش کرنا میں نے کہا کہ اگر میں آپ کو وہاں نہ پاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میزان کے پاس، میں نے کہا کہ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حوض کوثر پر تلاش کرنا اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ہونا حوض کا بعد صراط کے ساتھ اس چیز کے کہ آئے گی باب کی بعض حدیثوں میں کہ بعض لوگ حوض کوثر سے ہٹائے جائیں گے اس کے بعد کہ قریب ہوں گے کہ اس پر وارد ہوں اور فرشتے ان کو آگ کی طرف لے جائیں گے وجہ اشکال کی یہ ہے کہ جو صراط پر گزرے گا یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر پہنچے اس نے آگ سے نجات پائی ہوگی سو وہ پھر آگ پر کس طرح وارد ہوگا اور ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اس پر کہ وہ قریب ہوں گے حوضِ کوثر سے ساتھ اس طور کے کہ اس کو دیکھیں گے اور آگ کو دیکھیں گے سو ہٹائے جائیں گے طرف آگ کی پہلے اس سے خلاص ہوں باقی پل صراط سے کہا قرطبی نے تذکرہ میں کہ مذہب صاحب قوہ وغیرہ کا یہ ہے کہ حوضِ کوثر پل صراط کے بعد ہوگا اور دوسرے لوگوں نے اس کے برعکس کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دو حوض ہیں ایک موقف میں پل صراط سے پہلے دوسرا بہشت کے اندر اور ہر ایک کو کوثر کہا جاتا ہے۔

قلت: اس میں نظر ہے اس واسطے کہ کوثر نہر ہے جو بہشت کے اندر ہے کما یاتی اور اس کا پانی حوضِ کوثر میں ڈالا جاتا ہے اور حوض کو کوثر اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ اس میں سے کھینچا گیا ہے سو جو قرطبی کی کلام سے لیا جاتا ہے اس کا غایت یہ ہے کہ حوض پل صراط سے پہلے ہوگا اس واسطے کہ لوگ موقف میں پیاسے ہوں گے سو جو ایماندار ہوں گے وہ حوضِ کوثر پر آئیں گے اور کفار آگ میں گر پڑیں گے اس کے بعد کہ کہیں گے کہ اے رب! ہم پیاسے ہیں تو دوزخ اس کے واسطے نمود ہوگی جیسے وہ سراب ہے تو فرشتے کہیں گے کہ کیا تم اس پر وارد نہیں ہوتے سو اس کو پانی گمان کریں

گے سو اس میں گر پڑیں گے اور روایت کی مسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ حوضِ کوثر میں بہشت سے دو پرنالے گرتے ہیں اور اس کے واسطے شاہد ہے ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور وہ حجت ہے قرطبی پر اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ صراط پل ہے دوزخ کا اور یہ کہ وہ موقف اور بہشت کے درمیان ہے اور یہ کہ مسلمان لوگ اس پر گزریں گے واسطے داخل ہونے کے بہشت میں سو اگر حوض پل صراط سے پہلے ہوتا تو البتہ حائل اور مانع ہوتی آگ اس کی اور اس پانی کے درمیان جو کوثر سے حوض میں گرتا ہے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ حوض بہشت کی جانب میں ہے نزدیک احمد کے اور کھولی جائے گی نہر کوثر کی طرف حوض کے اور البتہ قاضی عیاض نے کہا کہ ظاہر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض کی حدیث میں کہ جو اس سے پانی پیئے گا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی دلالت کرتا ہے اس پر کہ پانی پینا اس سے واقع ہوگا بعد حساب کے اور بعد نجات پانے کے آگ سے اس واسطے کہ ظاہر حال اس کا جس کو کبھی پیاس نہ لگے یہ ہے کہ اس کو دوزخ میں عذاب نہ ہو اور واقع ہوا ہے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جو اس سے پانی نہ پیئے گا وہ کبھی پانی سے آسودہ نہ ہوگا یعنی اس کی پیاس کبھی دور نہ ہوگی اور روایت کی طبرانی اور حاکم نے لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث دراز اور وہ صریح ہے اس میں کہ حوض کوثر پل صراط سے پہلے ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ پھر پل صراط پر چلیں گے پھر حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ بیشک ہم نے تجھ کو کوثر عطا کیا

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مراد ساتھ کوثر کے نہر ہے جو حوض میں ڈالی جاتی ہے سو وہ مادہ ہے حوض کا جیسا کہ آیا ہے صریح باب کی ساتویں حدیث میں اور البتہ آیا ہے اطلاق کوثر کا حوض پر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کوثر کے ذکر میں اور وہ نہر ہے کہ وارد ہوگی اس پر میری امت اور البتہ مشہور ہوا ہے خاص ہونا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ حوضِ کوثر کے لیکن روایت کی ترمذی نے سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ ہر پیغمبر کا ایک حوض ہوگا اور اشارہ کیا کہ اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے، میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی الدنیا نے حسن رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا ایک حوض ہوگا اور وہ کھڑا ہوگا اپنے حوض پر اس کے ہاتھ میں لاٹھی ہوگی پلائے گا جس کو پہچانے گا اپنی امت سے مگر یہ کہ پیغمبر لوگ آپس میں فخر کریں گے کہ ان میں سے کس کے تابعدار زیادہ ہیں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں اور اس کی سند لین ہے اور اگر ثابت ہو تو جو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے کوثر کی نہر ہے جس کا پانی حوض میں ڈالا جائے گا اس واسطے کہ نہیں منقول ہے نظیر اس کی واسطے غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور واقع ہوا ہے ساتھ اس کے احسان آپ پر سورہ مذکور میں کہا قرطبی نے مفہم میں عیاض کا تابع ہو کر منجملہ اس چیز کے کہ واجب ہے مکلف پر کہ اس کو معلوم کرے اور سچا جانے یہ

ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے البتہ خاص کیا ہے حضرت ﷺ کو ساتھ حوض کے کہ تصریح کی گئی ہے ساتھ نام اس کے کی اور صفت اس کے کی اور شربت اس کے کی صحیح مشہور حدیثوں میں کہ حاصل ہوتا ہے ان کے مجموع سے علم قطعی اس واسطے کہ تیس سے زیادہ اصحاب نے اس کو حضرت ﷺ سے روایت کیا ہے ان میں سے بیس سے زیادہ تو صحیحین میں ہیں اور باقی اور کتابوں میں اس قسم سے کہ صحیح ہو چکی ہے نقل اس کی اور مشہور ہیں راوی اس کے پھر اصحاب سے ان کے برابر اس کو تابعین نے روایت کیا ہے جو ان کے بعد ہیں کئی گنا زیادہ ان سے اور اسی طرح لگا تار اور اجماع کیا ہے اس کے ثابت کرنے پر سلف نے اور اہل سنت نے خلف سے اور انکار کیا ہے اس سے بدعتیوں کے ایک گروہ نے اور محال جانا ہے اس کو ظاہر پر اور زیادتی کی ہے انہوں نے اس کی تاویل میں بغیر محال ہونے کے نزدیک عقل کے یا عادت کے کہ لازم آئے محال حمل کرنے اس کے سے اس کے ظاہر اور حقیقت پر اور نہیں ہے کوئی حاجت اس کی تاویل کی سو جس نے اس کی تحریف کی اس نے اجماع سلف کا خلاف کیا اور آئمہ خلف کے مذہب سے جدا ہوا۔

قلت: انکار کیا ہے اس سے خوارج اور بعض معتزلہ نے اور انکار کیا ہے اس سے عبداللہ بن زیاد نے جو معاویہ کی طرف سے عراق پر حاکم تھا اور اس کی اولاد نے سو روایت کی بیہقی نے کہ عبداللہ بن زیاد نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ یہ کیا حدیثیں ہیں جو مجھ کو پہنچتی ہیں کہ تو گمان کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بہشت میں ایک حوض ہے تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم کو ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اور ایک روایت میں ہے جو اس کو جھوٹا جانے اللہ اس کو اس سے پانی نہ پلائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے کہا کہ میں حوضِ کوثر کو سچا نہیں جانتا اس کے بعد کہ حدیث بیان کی اس سے ابو برزہ رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ اور عائذ نے کہا عیاض نے کہ روایت کیا ہے مسلم نے حوض کی حدیثوں کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو سعید رضی اللہ عنہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور جندب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حارثہ رضی اللہ عنہ اور مستورد رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ثوبان رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا ہے اس کو غیر مسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وغیرھم سے اور جمع کیا ہے ان سب کو بیہقی نے بعث میں بہت سندوں سے، میں کہتا ہوں روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ان اصحاب سے جن کی تخریج کو عیاض نے مسلم کی طرف منسوب کیا ہے سوائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ثوبان رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کے سو جن کو عیاض نے ذکر کیا ہے وہ سب پچیس آدمی ہیں اور اتنے اور میں نے اس پر زیادہ کیے ہیں سو پچاس سے تعداد زیادہ ہوئی اور ان میں سے بہت اصحاب کے واسطے زیادتی ہے بیچ اس کے ایک حدیث پر مانند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اور ان کی بعض حدیثیں بیچ مطلق ذکر حوض کے ہیں اور بعض اس کی صفت میں اور بعض ان لوگوں کے حق میں جو اس پر وارد ہوں گے اور بعض ان لوگوں کے حق میں جو اس سے ہٹائے جائیں گے اور اسی طرح ان حدیثوں میں کہ وارد کیا ہے

ان کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں اور جملہ طریق اس کے انیس ہیں اور مجھ کو خبر پہنچی کہ بعض متاخرین نے اس کو اسی صحابہ کی روایت سے موصول کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو۔

فائدہ: اس حدیث کا اول یہ ہے کہ بیشک تم میرے بعد اپنے غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے اور اس میں کلام انصار کا ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنیمت غیروں پر تقسیم کی اور اس کی شرح غزوہ حنین میں گزری۔ (فتح)

٦٠٨٩۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

۶۰۸۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا اور پیش رو ہوں حوض کوثر پر۔

٦٠٩٠۔ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ مَعِيْ رِجَالٌ مِّنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أَصْحَابِيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ تَابَعَهُ عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۰۹۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا اور پیش رو ہوں حوض کوثر پر اور البتہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یعنی یہاں تک کہ میں جھکوں گا کہ ان کو حوض کوثر کا پانی دوں تو پھر وہ لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہو گا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں، متابعت کی اعمش کی عاصم نے ابووائل سے جس طرح اس کو اعمش نے روایت کیا ہے اسی طرح اس کو عاصم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا حصین نے ابووائل سے حذیفہ سے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی اس نے اعمش اور عاصم کی مخالفت کی ہے سو کہا اس نے ابووائل سے حذیفہ سے۔

٦٠٩١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ

۶۰۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے آگے میرا حوض ہے جتنا کہ جربا اور

اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَامَكُمْ حَوْضٌ كَمَا بَيْنَ جَرْبَآءَ وَأَذْرُحَ.

اذرح کے درمیان فاصلہ ہے۔

۶۰۹۲۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُوْ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ وَعَطَآءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيْرُ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُوْ بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيْدٍ إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ النَّهَرُ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ.

۶۰۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوثر خیر کثیر ہے جو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی ابو بشر کہتا ہے میں نے سعید سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ ایک نہر ہے بہشت میں تو کہا سعید نے کہ جو نہر کہ بہشت میں ہے اس خیر سے ہے جو اللہ نے آپ کو دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزری۔

۶۰۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ مَآؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَآءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا.

۶۰۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حوض کوثر مہینے بھر کی راہ ہے اس کا پانی زیادہ تر سفید ہے دودھ سے اور اس کی بو مشک سے زیادہ تر خوشبو دار ہے اور اس کے آبخورے جیسے آسمان کے تارے یعنی بیشمار ہیں جو اس حوض سے پانی پیئے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

فائدہ: مسلم وغیرہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے سب گوشے یعنی عرض اور طول میں برابر ہیں اور یہ زیادتی دفع کرتی ہے اس شخص کی تاویل کو جس نے تطبیق دی ہے مختلف حدیثوں میں بیچ مقرر کرنے مقدار حوض کے اوپر اختلاف عرض اور طول کے اور اس کی مقدار میں بہت اختلاف ہے سو واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو اس کے بعد ہے کہ جتنا ایلہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے اور ایلہ ایک گاؤں ہے بحر قلزم کے کنارے پر شام کی طرف سے اور وہ اب ویران ہے مصر کے حاجی وہاں گزرتے ہیں تو ان سے اترائی کی طرف رہتا ہے اور مدینے منورہ سے ایک مہینے کی راہ ہے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اسی طرح واقع ہوا ہے جتنا صنعاء اور ایلہ کے درمیان

فرق ہے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی مثل اس کی ہے لیکن اس میں صنعاء کے بدلے عدن ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جتنا ایلہ سے عدن دور ہے اور عدن ایک شہر ہے مشہور سمندر کے کنارے پر یمن کے کناروں کے اخیر میں اور ہند کے کناروں کے اوائل میں اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ مہینے بھر کی راہ ہے جیسے ایلہ اور صنعاء کے درمیان فرق ہے اور یہ سب روایتیں آپس میں قریب قریب ہیں اس واسطے کہ وہ سب بقدر مہینے کے ہیں یا کچھ کم وبیش اور ایک روایت میں تین دن کی راہ بھی آئی ہے سو زیادہ سے زیادہ اس میں مہینے بھر کی راہ آئی ہے اور کم سے کم تین دن کی راہ آئی ہے اور کہا قرطبی نے اس اختلاف کی تطبیق میں کہ گمان کیا ہے بعض قاصرین نے کہ اختلاف بیچ قدر حوض کے اضطراب ہے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اور نہیں ہے یہ اختلاف بلکہ سب روایتیں فائدہ دیتی ہیں کہ حوض بہت بڑا ہے اور کشادہ ہے اس کی طرفیں دور دور تک ہیں اور شاید ذکر کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہات مختلف کو بحسب اس شخص کے ہے جو اس وقت حاضر تھا اور اس جہت کو پہچانتا تھا سو خطاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قوم کو ساتھ اس جہت کے جو پہچانتے تھے اور جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے بیچ ذکر مسافت قلیل کے وہ چیز جو دفع کرے مسافت کثیر کو پس اکثر ثابت ہے ساتھ حدیث صحیح کے پس نہیں ہے کوئی معارضہ اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول ساتھ تھوڑی مسافت کے پس پھر آپ کو مسافت کا زیادہ ہونا معلوم ہوا سو اس کے ساتھ خبر دی گویا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کیا کہ آہستہ آہستہ اس کو آپ کے واسطے کشادہ کیا سو ہوگا اعتماد اوپر اس روایت کے جس میں زیادہ تر دراز مسافت کا ذکر ہے اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے پہلے دونوں اختلاف کے درمیان ساتھ اختلاف سست چال کے اور وہ چلنا بار برداریوں کا ہے اور ساتھ تیز چال کے اور وہ چال ہلکے بوجھ والے سوار کی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا پانی زیادہ میٹھا ہے شہد سے۔ (فتح)

٦٠٩٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ قَدْرَ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَآءَ مِنَ الْيَمَنِ وَإِنَّ فِيْهِ مِنَ الْأَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ.

٦٠٩٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میرے حوض کی مقدار جتنا ایلہ اور صنعاء یمن کے درمیان فاصلہ ہے اور اس میں آبخورے ہیں جتنے آسمان کے تارے۔

٦٠٩٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا

٦٠٩٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں بہشت میں چلتا تھا کہ اچانک میں نے ایک نہر دیکھی کہ اس کے دونوں کناروں پر

هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِىْ أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِيْنُهُ أَوْ طِيْبُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ شَكَّ هُدْبَةُ.

نرم موتیوں کے خیمے ہیں تو میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کیا تو اچانک اس کی خوشبو یا فرمایا مٹی نہایت خوشبو دار مشک ہے شک کیا ہے ہدبہ راوی نے کہ اس کی خوشبو کہا یا مٹی۔

٦٠٩٦۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتّٰى عَرَفْتُهُمْ اخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ أَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ لَا تَدْرِىْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ.

٦٠٩٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ آئیں گے میرے پاس کچھ لوگ میرے اصحاب سے حوض پر یہاں تک کہ میں نے ان کو پہچانا میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں تو فرشتہ کہے گا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں۔

٦٠٩٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِيْ عَيَّاشٍ فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَشْهَدُ عَلٰى أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيْدُ فِيْهَا فَأَقُوْلُ إِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ وَقَالَ ابْنُ

٦٠٩٧۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو ہوں حوض کوثر پر جو مجھ پر گزرے گا یعنی اور قابو پائے اس کے پینے پر وہ اس کا شربت پیئے گا اور جو پیئے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی اور البتہ آئیں گی میرے پاس چند قومیں کہ میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھ کو پہچانیں گے پھر میرے اور ان کے درمیان آڑ ہو جائے گی، پھر نعمان نے مجھ سے سنا تو اس نے کہا کہ تو نے اس طرح سہل رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ پر کہ البتہ میں نے اس سے سنا اور وہ اس میں اتنا زیادہ کرتے تھے تو میں کہوں گا کہ وہ مجھ سے ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالیں تو میں کہوں گا کہ دوری ہو اس کو جس نے میرے بعد بدعت نکالی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سحقا کے

عَبَّاسٍ سُحْقًا بُعْدًا يُقَالُ سَحِيْقٌ بَعِيْدٌ سَحَقَهٗ وَأَسْحَقَهٗ أَبْعَدَهٗ.

معنی بعد اور سحیق کے معنی بعید یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿أَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ اور اسحقہ کے معنی ہیں اس کو دور کیا۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدِ الْحَبَطِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ فَيُحَلَّئُوْنَ عَنِ الْحَوْضِ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجْلَوْنَ وَقَالَ عُقَيْلٌ فَيُحَلَّئُوْنَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وارد ہو گی مجھ پر قیامت کے دن ایک جماعت میرے اصحاب سے سو ہٹائے جائیں گے حوضِ کوثر سے تو میں کہوں گا کہ اے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو اللہ یا فرشتہ کہے گا کہ تجھ کو معلوم نہیں کہ تیرے بعد انہوں نے کیا نئی راہ نکالی بیشک وہ پلٹ گئے تھے اپنی پشتوں پر الٹے اور کہا زبیدی نے الخ۔

فائدہ: اور حاصل اس اختلاف کا یہ ہے کہ ابن وہب اور شبیب نے اتفاق کیا ہے اپنی روایت میں یونس سے ابن شہاب سے ابن مسیب سے پھر دونوں نے اختلاف کیا ہے سعید نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن وہب نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے لیکن یہ مضر نہیں۔

۶۰۹۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ

۶۰۹۸۔ حضرت ابن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ میرے اصحاب سے حوض پر آئیں گے پھر اس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا یا رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہو گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے

الْحَوْضِ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ فَيُحَلَّئُوْنَ عَنْهُ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى.

کیا کیا بدعتیں نکالیں بیشک وہ پلٹ گئے تھے اپنی پشتوں پر الٹے۔

٦٠٩٩۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَيْنِيْ وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَمَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَيْنِيْ وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ قُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ مَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى فَلَا أُرَاهُ يَخْلُصُ مِنْهُمْ إِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ.

٦٠٩٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں کھڑا ہوں گا یعنی حوض پر قیامت کے دن کہ ایک گروہ میرے سامنے آئے گا یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچانوں گا تو میرے اور ان کے درمیان ایک مرد نکلے گا تو وہ ان سے کہے گا آؤ سو میں کہوں گا کہ ان کو کدھر لے جائے گا وہ کہے گا اللہ کی قسم! دوزخ کی طرف میں کہوں گا کیا حال ہے ان کا یعنی ان سے کیا قصور ہوا؟ تو وہ مرد کہے گا کہ یہ لوگ پلٹ گئے تھے تیرے بعد اپنی پشتوں پر الٹے یعنی اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے پھر اچانک دوسرا گروہ ظاہر ہو گا یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچانوں گا تو میرے اور ان کے درمیان ایک مرد نکلے گا وہ ان سے کہے گا کہ آؤ تو میں کہوں گا کہ کدھر؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم! دوزخ کی طرف میں کہوں گا کہ کیا حال ہے ان کا ان سے کیا قصور ہوا؟ وہ کہے گا کہ بیشک یہ لوگ پلٹ گئے تھے تیرے بعد اپنی پشت پر الٹے سو میں گمان نہیں کرتا کہ ان میں سے کوئی بھی بچے جیسے بھٹکے چھوٹے ہوئے اونٹ بے وارث کے کم تر بچتے ہیں یعنی ان لوگوں سے نجات پانے والے لوگ بہت کم تر ہیں جنہوں نے مرتد ہونے کے بعد پھر توبہ کی۔

فائدہ: مراد مرد سے فرشتہ ہے جو موکل ہے ساتھ اس کے اور روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ بیشک میں ہانکوں گا چند مردوں کو اپنے حوض سے جیسے ہانکا جاتا ہے اونٹ اوپر اور حکمت بیچ ہانکنے مذکور کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں گے کہ راہ دکھلائیں ہر ایک کو اپنے اپنے پیغمبر کے حوض کی طرف بنا بر اس کے کہ پہلے گزرا کہ ہر

پیغمبر کا ایک حوض ہوگا اور یہ کہ پیغمبر لوگ آپس میں فخر کریں گے اپنے تابعداروں کے بہت ہونے کے سبب سے سو ہو گا یہ منجملہ آپ کے انصاف کے اور رعایت کرنے اپنے بھائیں کے پیغمبروں سے نہ یہ کہ ہانکیں گے بہ سبب بخل کرنے سے پانی سے اور احتمال ہے کہ ہانکیں گے اس شخص کو جو حوض کوثر سے پینے کا مستحق نہ ہو، والعلم عند اللہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے خواب میں یہ حال دیکھا جو آپ کے واسطے قیامت میں واقع ہوگا اور یہ جو کہا إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی یعنی پھرے پشت کی طرف اور معنی قول ان کے رجع القهقری یعنی رجوع کیا رجوع کرنا جو مسمّٰی ہے ساتھ اس اسم کے اور یہ پھرنا مخصوص ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں سخت دوڑنا اور یہ جو فرمایا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ ان میں سے کوئی نجات پائے یعنی ان لوگوں میں سے جو حوض سے قریب ہوئے اور قریب تھے کہ اس پر وارد ہوں سو اس سے روکے گئے اور کہا خطابی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ وارد ہوگا حوض پر ان میں سے مگر قلیل۔ (فتح)

٦١٠٠۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي.

٦١٠٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزری اور یہ جو فرمایا کہ یہ جگہ بہشت کا ایک باغ ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ یہ قطعہ نقل کیا جائے گا بہشت کی طرف سو ہوگا ایک باغ اس کے باغوں سے یا مراد اس سے مجاز ہے اس واسطے کہ جو اس میں عبادت کرے وہ انجام کار بہشت کے باغ میں داخل ہوگا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی خصوصیت اس کو ساتھ اس قطعے کے اور حدیث بیان کی گئی ہے واسطے بیان زیادتی شرف اس قطعہ کے اس کے غیر پر اور بعض نے کہا کہ اس میں حرف تشبیہ کا محذوف ہے یعنی وہ مانند باغ بہشت کے ہے اس واسطے کہ جو بیٹھتا ہے اس میں فرشتوں سے اور ایماندار آدمیوں اور جنوں سے ذکر اور باقی سب انواع عبادت کو کثرت سے کرتے ہیں کہا خطابی نے کہ مراد اس حدیث سے رغبت دلانا ہے بیچ سکونت کرنے کے مدینے میں اور یہ کہ جو لازم کرے اللہ کے ذکر کو اس کی مسجد میں تو انجام کار بہشت میں داخل ہوگا اور پلایا جائے گا قیامت کے دن حوض کوثر سے۔ (فتح)

٦١٠١۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ

٦١٠١۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ میں ہراول اور پیشوا ہوں حوضِ کوثر پر۔

٦١٠٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا.

٦١٠٢۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن نکلے سو جنگ اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی جیسے مردے کا جنازہ پڑھتے ہیں پھر منبر کی طرف پھرے سو فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں یعنی قیامت میں اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا یوں فرمایا کہ زمین کی چابیاں یعنی میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہوگا اور قسم ہے اللہ کی میں تم پر اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے میرے بعد لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑو اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو کشف ہوا ہو اور پردہ اٹھایا گیا ہو جب کہ آپ نے خطبہ پڑھا اور یہ ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ مراد دل کا دیکھنا ہو کہا ابن تین نے کہ نکتہ بیچ ذکر کرنے اس کے پیچھے تحذیر اور ڈرانے کے اشارہ ہے طرف تحذیر ان کے فعل اس چیز کے سے جو تقاضا کرے دور کرنے ان کے کو حوض سے اور اس حدیث میں ایک نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے۔ (فتح)

٦١٠٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ

٦١٠٣۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو سنا فرماتے تھے اور ذکر کیا حوض کو سو فرمایا جتنا صنعاء اور مدینے کے درمیان فرق ہے اور زیادہ کیا ہے ابن عدی نے حارثہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حوض آپ کا اتنا چوڑا ہے جتنا صنعاء اور مدینے

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَآءَ وَالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْأَوَانِيْ قَالَ لَا قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرٰى فِيْهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ.

کے درمیان فرق ہے تو مستورد نے اس سے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہا الاوانی اس نے کہا کہ نہیں کہا مستورد نے کہ اس میں برتن دیکھے جائیں گے تاروں کی طرح۔

فائدہ: الاوانی یعنی بہشت کے برتنوں کا ذکر تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؟ اس نے کہا کہ نہیں اور مراد صنعاء سے صنعاء یمن ہے کما تقدم۔ (فتح)

٦١٠٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ نَّافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى أَنْظُرَ مَنْ يَّرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ مِنِّيْ وَمِنْ أُمَّتِيْ فَيُقَالُ هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ فَكَانَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَّرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا ﴿أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ﴾ تَرْجِعُوْنَ عَلَى الْعَقِبِ.

٦١٠٤۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میں حوضِ کوثر پر ہوں گا تا کہ دیکھوں جو وارد ہوتا ہے مجھ پر تم میں سے اور چند لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے یا میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے تو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میرے ہیں اور میری امت سے ہیں تو حکم ہو گا کہ بھلا تجھ کو معلوم ہے جو انہوں نے تیرے بعد عمل کیا قسم ہے اللہ کی ہمیشہ پھرتے رہے اپنی ایڑیوں کے بل یعنی دین سے پھر گئے تو ابن ابی ملیکہ کہتا تھا الٰہی! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں یہ کہ ہم پھر جائیں اپنی ایڑیوں کے بل یا مبتلا ہوں اپنے دین سے، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ آیت ﴿عَلٰى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ﴾ کے معنی ہیں پھر جاتے ہو تم اپنی ایڑیوں کے بل۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میرے اور میری امت سے ہیں تو اس میں دفع کرنا ہے قول اس شخص کا جو حمل کرتا ہے ان کو اوپر غیر اس امت کے اور یہ جو کہا کہ بھلا تو نہیں جانتا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شخصوں کو ہو بہو نہیں پہچانا اگرچہ علامت سے پہچان لیا تھا کہ وہ اس امت سے ہیں اور یہ جو ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ہم پھر جائیں، الخ تو اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ ایڑیوں پر پھرنے سے مراد مخالف امر کی ہے کہ وہ فتنہ سبب اس کا سو دونوں سے پناہ مانگی اور گویا کو بخاری رحمہ اللہ نے مؤخر کیا ہے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کو آخر باب کی طرف واسطے اس چیز کے کہ اس کے آخر میں ہے اشارہ آخری سے جو دلالت کرنے والا ہے اوپر فارغ ہونے کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْقَدَرِ — کتاب ہے قدر کے بیان میں

فائدہ: اور قدر ساتھ فتح قاف مہملہ کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ کہا راغب نے کہ قدر اپنی وضع سے دلالت کرتا ہے اوپر قدرت کے اور اوپر مقدور کے جو کائن ہے ساتھ علم کے اور شامل ہے ارادے کو عقلا اور قول کو نقلا اور حاصل اس کا وجود شے کا ہے ایک وقت میں اور اوپر حال کے موافق علم اور ارادے کے اور قول کے اور قدر اللہ الشیء ٹھہرایا اس کو اللہ نے ساتھ قدر کے کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ قدر کے حکم اللہ کا ہے اور کہا علماء نے کہ قضا حکم کلی اجمالی ہے ازل میں اور قدر جزئیات اس حکم کے ہیں اور اس کی تفاصیل ہیں اور کہا ابو المظفر بن سمعانی نے کہ سبیل معرفت اس باب کا توقیف ہے کتاب اور سنت سے سوائے محض قیاس اور عقل کے سو جو پھرا توقیف سے وہ گمراہ ہوا اور حیران ہوا حیرت کے دریا میں اور نہ پہنچا شفا آنکھ کو اور نہ جس سے دل کو اطمینان ہو اس واسطے کہ قدر ایک راز ہے اللہ کے رازوں سے خاص ہوا ہے ساتھ اس کے علیم خبیر اور اس کے آگے پردے ڈالے ہیں اور چھپایا ہے اس کو مخلوق کی عقلوں اور معارف سے واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے اس کو حکمت سے سو نہیں معلوم ہے کسی پیغمبر مرسل کو اور نہ کسی فرشتے مقرب کو اور بعض نے کہا کہ سر تقدیر کا اس دن کھلے گا جس دن لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور البتہ روایت کی طبرانی نے ساتھ سند حسن کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب ذکر کی جائے تقدیر تو باز رہو اور روایت کی مسلم نے طاؤس کے طریق سے کہ میں نے پایا لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہتے تھے ہر چیز ساتھ قدر کے ہے اور سنا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہتا تھا کہ ہر چیز ساتھ قدر کے ہے یہاں تک کہ حمق اور عقل مندی بھی یعنی نہیں واقع ہوتی وجود میں ہر چیز مگر اور حالانکہ پہلے ہو چکا ہے ساتھ اس کے علم اللہ کا اور مشیت اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث میں ان دونوں چیزوں کو غایت ٹھہرایا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ ہمارے افعال اگرچہ ہم کو معلوم ہیں اور ہم سے بارادہ صادر ہوتے ہیں سو نہیں واقع ہوتے ہیں ہم سے باوجود اس کے مگر اللہ کی مشیت سے اور یہ جو ذکر کیا ہے اس کو طاؤس نے مرفوع اور موقوف موافق ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ اس واسطے کہ یہ آیت نص ہے بیچ اس کے کہ بیشک اللہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور مقدر اس کا اور وہ زیادہ تر نص ہے اللہ کے اس قول سے ﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ وقولہ تعالیٰ ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ اور مشہور ہوا ہے اوپر زبان سلف اور خلف کے کہ یہ آیت قدریہ کے حق میں اتری اور پہلے

گزر چکا ہے کتاب الایمان میں کہ ایمان لانا ساتھ قدر کے ارکان ایمان سے ہے اور ذکر کیا گیا ہے وہاں قول قدریہ کا اور مذہب سب سلف کا یہ ہے کہ سب کام اللہ کی تقدیر سے ہیں۔ (فتح)

٦١٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعٍ بِرِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوِ الرَّجُلَ يَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ بَاعٍ أَوْ ذِرَاعٍ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعَيْنِ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا قَالَ آدَمُ إِلَّا ذِرَاعٌ.

٦١٠٥۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ صادق ومصدوق ہیں یعنی سچ بولنے والے اور سچ بات کہے گئے اللہ کی طرف سے کہ بیشک ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم کرتا ہے کہ اس کی روزی لکھتا ہے یعنی محتاج ہوگا یا مالدار اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا زندہ رہے گا اور اس کے عمل لکھتا ہے کہ کیا کیا کرے گا اور یہ لکھتا ہے کہ نیک بخت بہشتی ہوگا یا بدبخت دوزخی ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں قسم کھاتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں کہ بیشک تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے یعنی بہت قریب ہو جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر دوزخ میں جاتا ہے اور بیشک کوئی آدمی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ میں اور اس میں سوائے ایک ہاتھ بھر کے کچھ فرق نہیں رہتا پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر بہشت میں جاتا ہے۔

فائدہ: مراد نطفے سے منی ہے اور مراد جمع کرنے سے جوڑنا ہے بعض کا ساتھ بعض کے بعد بکھر جانے اور پراگندہ ہونے کے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ مراد یہ ہے کہ واقع ہوتی ہے منی رحم میں وقت بھڑ کنے اس کے ساتھ قوت شہوت کے جو دفع کرنے والی ہے متفرق بکھری ہوی پھر اللہ اس کو جمع کرتا ہے پیدا ہونے کی جگہ میں رحم سے اور اصل اس

میں یہ ہے کہ جب مرد کی منی عورت کی منی سے جماع کے ساتھ ملتی ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ اس سے بچہ پیدا کرے تو اس کے اسباب کو مہیا کرتا ہے اس واسطے کہ عورت کے رحم میں دو قوتیں ہیں کشادہ ہونا وقت وارد ہونے منی مرد کے یہاں تک کہ عورت کے تمام بدن میں پھیل جائے اور ایک وقت بند کرنے اور روکنے کی ہے اس طور سے کہ اس کی شرم گاہ سے منی بہے باوجود ہونے فرج کے منکوس اور الٹا اور باوجود ہونے منی کے ثقیل بالطبع اور مرد کی منی میں قوت فعل کی ہے اور عورت کی منی میں قوت انفعال کی ہے تو مرد کی منی مل کر ملائی کی طرح ہو جاتی ہے اور کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ جائز ہے کہ مراد ساتھ جمع ہونے کے ٹھہرنا نطفے کا ہو رحم میں یعنی ٹھہرتا ہے اس میں نطفہ چالیس دن اس میں خمیر ہوتا ہے یہاں تک کہ مہیا ہوتا ہے واسطے صورت بنانے کے پھر پیدا کیا جاتا ہے اس کے بعد اور تفسیر کی ہے اس کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے کہ جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اس سے آدمی پیدا کرے تو اوڑھتا ہے عورت کے بدن میں تحت ہر ناخن اور بال کے پھر ٹھہرتا ہے چالیس دن پھر اترتا ہے خون رحم میں پس یہ ہے جمع کرنا اس کا اور یہ جو کہا کہ پھر خون کی پھٹکی ہو جاتی ہے تو تکون ساتھ معنی تصیر کے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہو جاتا ہے ساتھ اس صفت کے چالیس دن کی مدت میں پھر پلٹ جاتا ہے اس صفت کی طرف کہ اس سے لگتی ہے اور احتمال ہے کہ مراد متغیر ہونا اس کا ہو رفتہ رفتہ سو ملتا ہے خون نطفے سے پہلے چالیس دن میں بعد منعقد اور ممتد ہونے اس کے اور جاری ہوتا ہے نطفے کے اجزا میں کچھ کچھ یہاں تک کہ کامل ہو جاتا ہے علقہ چالیس دن پر کچھ کچھ اس کے ساتھ گوشت ملتا جاتا ہے یہاں تک کہ سخت ہو جاتا ہے پس ہو جاتا ہے ٹکڑا سخت گوشت کا اور نہیں نام رکھا علقہ پہلے اس سے جب تک کہ نطفہ رہے اور اسی طرح اس کے بعد زمانے پھٹکی اور بوٹی کے ہے اور البتہ نقل کیا ہے فاضل علی طبیب نے اتفاق طبیبوں کا اس پر کہ پیدا کرنا بچے کا رحم میں ہوتا ہے بیچ مقدار چالیس دن کے اور اس میں ہو جاتے ہیں اعضا مرد کے سوائے عورت کے واسطے حرارت مزاج اس کی کے اور قوتوں اس کی کے اور اعادہ کیا جاتا ہے طرف قوام منی کے جس سے اس کے اعضا بنتے ہیں اور پکانے اس کے سو ہوتا ہے زیادہ تر قبول کرنے والا واسطے شکل اور تصویر کے پھر چالیس دن پھٹکی ہو جاتا ہے خون کی اور علقہ ایک ٹکڑا ہے جمے ہوئے خون کا کہا انہوں نے اور ہوتی ہے حرکت جنین کی بیچ دگنی اس مدت کے کہ پیدا ہوتا ہے بیچ اس کے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی ہو جاتا ہے یعنی چھوٹا گوشت اور وہ تیسرے چالیس دن میں پھر اس میں حرکت کرنے لگتا ہے اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ پھونکنا روح کا اس میں نہیں ہوتا ہے مگر بعد چار مہینے کے اور ذکر کیا ہے شیخ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اندر رحم کا خشن ہے اور کھردا اور رکھا گیا ہے اس میں قبول کرنا واسطے منی کے جیسے پیاس دراز میں پانی کو طلب کرتی ہے سو وہ بالطبع اس کا طالب ہے پس اسی واسطے بند کر لیتا ہے اس کو اور شامل ہو جاتا ہے اوپر اس کے اور اس کو پھسلنے سے روکتا ہے بلکہ اس پر منضم ہو جاتا ہے تاکہ نہ فاسد کرے اس کو ہوا پھر حکم کرتا ہے اللہ رحم کے فرشتے کو بیچ عقد کرنے اس کے اور پکانے اس کے چالیس دن اور ان

چالیس دن میں نطفہ اس میں جمع رہتا ہے کہا علماء نے کہ جب شامل ہو رحم منی پر اور اس کو نہ پھینکے تو گھومتا ہے اپنے نفس پر اور سخت ہو جاتا ہے یہاں تک کہ چھ مہینے تمام ہوں پھر اس میں تین نقطے پڑتے ہیں دل اور دماغ اور جگر کی جگہوں میں پھر ان نقطوں میں پانچ لکیریں ظاہر ہوتی ہیں تین دن تمام ہونے تک پھر اس میں دمویت جاری ہوتی ہے پندرہ دن تک پھر متمیز کیا جاتا ہے تینوں اعضاء کو پھر دراز ہوتی ہے رطوبت نخاع کی بارہ دن کے تمام ہونے تک پھر الگ ہوتا ہے سر مونڈھوں سے بعد ہاتھ پاؤں پسلیوں سے اور پیٹ دونوں پہلو سے نو دن میں پھر پوری ہوتی ہے یہ تمیز اس طور سے کہ ظاہر ہوتی ہے اس میں حس چار دن میں پس پورے ہوتے ہیں چالیس دن پس یہ معنی ہیں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے اور اس میں تفصیل ہے اس کے اجمال کی اور نہیں منافی ہے یہ قول اس کے کو کہ پھر چالیس دن کو خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے اس واسطے کہ علقہ اگر چہ خون کا ایک ٹکڑا ہے لیکن وہ ان دوسرے چالیس دن میں منتقل ہو جاتا ہے منی کی صورت سے اور ظاہر ہوتی ہے اس میں پوشیدہ خط کشی آہستہ آہستہ پھر سخت ہو جاتا ہے واسطے حس کے ظاہر ہونا جس میں کچھ خفا نہیں اور وقت تمام ہونے تین چالیہ کے اور شروع ہونے چوتھے کے پھونکی جاتی ہے اس میں روح جیسا کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں اور نہیں ہے کوئی راہ طرف پہچاننے اس کے مگر ساتھ وحی کے یہاں تک کہ کہا فاضل اور حاذق فلسفیوں نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے یہ ساتھ توہم اور گمان بعید کے اور اختلاف ہے نقطے اولیٰ میں کہ پہلے کون سا نقطہ ہے اکثر کہتے ہیں کہ دل کا نقطہ ہے اور کہا قوم نے کہ اول اول ناف پیدا ہوتی ہے اس واسطے کہ حاجت اس کی طرف غذا کی اشد ہے حاجت اس کی سے طرف الآت قوتوں اس کے اس واسطے کہ ناف سے اٹھتی ہے غذا اور وہ جھلی کے بچے پر ہے گویا کہ مربوط ہے بعض اس کا ساتھ بعض کے اور ناف اس کے بیچ میں ہے اور اسی سے دم لیتا ہے بچہ اور پرورش پاتا ہے اور کھینچی جاتی ہے غذا اس کی اس سے اور یہ جو کہا کہ مثل اس کی تو مراد اس سے مثل زمانے مذکور کی ہے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متغیر ہونے میں اور علقہ خون جما ہوا ہے غلیظ نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے رطوبت کے کہ اس میں ہے اور تعلق اس کے ساتھ اس چیز کے کہ گزری اوپر اس کے اور مضغہ ایک ٹکڑا ہے گوشت کا نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ بقدر اس چیز کے ہے کہ چھپاتا ہے اس کو چھپانے والا اور یہ جو فرمایا کہ پھر بھیجتا ہے اللہ فرشتے کو تو مراد اس سے جنس فرشتوں کی ہے جو تعین کیے گئے ہیں ساتھ رحم کے اور مراد بھیجنے سے کہ اس کو حکم ہوتا ہے چار باتوں کا اور واقع ہوا ہے اعمش کی روایت میں کہ جب نطفہ رحم میں قرار گیر ہو تو فرشتہ اس کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور کہتا ہے اے رب! مرد ہے یا عورت، الحدیث اور اس میں ہے کہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ ام الکتاب کی طرف جا کہ تو اس میں اس نطفے کا حال پائے گا تو وہ جاتا ہے اور اس کا حال اس میں پاتا ہے پس لائق ہے کہ تفسیر کیا جائے ساتھ اس کے اس قول کو کہ پھر اللہ فرشتہ بھیجتا ہے اور اختلاف ہے کہ اول اول کس عضو

کی شکل بنتی ہے سو بعض نے کہا کہ اول دل کی شکل بنتی ہے اس واسطے کہ وہ اساس اور جڑ ہے اور وہ کھان ہے حرکت اصلی کی اور بعض نے کہا دماغ اس واسطے کہ وہ جگہ ہے جمع ہونے حواس کی اور بعض نے کہا کہ جگر اس واسطے کہ اس میں بڑھنا ہے اور غذا پانا کہ وہ قوام ہے بدن کا اور ترجیح دی ہے اس کو بعض نے ساتھ اس کے کہ وہ مقتضی ہے نظام طبعی کا اس واسطے کہ مطلوب اول بڑھنا ہے اور نہیں حاجت ہے اس کو اس وقت طرف حس اور حرکت کے اور وہ بجائے سبزہ کے ہے جو اُگتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے اس کے واسطے قوت حس اور ارادے کی وقت تعلق پکڑنے نفس کے ساتھ اس کے پس مقدم کیا جاتا ہے جگر پھر دل پھر دماغ اور یہ جو کہا کہ اس کو چار باتوں کا حکم ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو حکم ہوتا ہے ساتھ لکھنے چار چیزوں کے احوال بچے کے سے اور مراد ساتھ کلمات کے قضایا مقدرہ ہیں اور جو فرمایا کہ نیک بخت ہوگا یا بد بخت تو اس کے معنی یہ ہیں کہ فرشتہ لکھتا ہے ایک دونوں کلموں سے مثلا سو مثلا لکھتا ہے کہ عمر اس بچے کی اتنی ہے اور رزق اس کا اتنا ہے اور عمل اس کا اتنا ہے اور وہ بد بخت ہے باعتبار خاتمہ کے اور نیک بخت ہے باعتبار خاتمہ کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر باقی جز اور اس کے معنی یہ ہیں کہ لکھتا ہے فرشتہ ہر ایک کے واسطے نیک بختی یا بدبختی اور دونوں کو ایک کے واسطے اکٹھا نہیں لکھتا اگرچہ ممکن ہے وجود دونوں کا اس سے اس واسطے کہ جب دونوں جمع ہوں تو حکم اغلب کے واسطے ہے اور جب دونوں مترتب ہوں تو اعتبار خاتمہ کا ہے اسی واسطے فقط چار کہا پانچ نہ کہا اور مراد ساتھ لکھنے رزق کے اندازہ کرنا اس کا ہے تھوڑا ہو یا بہت یا صفت اس کی حلال ہو یا حرام اور ساتھ اجل کے کہ اس کی عمر تھوڑی ہے یا بہت اور اس کا عمل نیک ہے یا بد اور مراد لکھنے سے لکھنا معروف ہے کاغذ میں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ نامہ لپیٹا جاتا ہے قیامت تک نہ اس میں کچھ کم ہوتا ہے نہ بڑھتا ہے اور واقع ہوا ہے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ یہ سب کچھ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا جاتا ہے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہے اس پر کہ نطفہ ایک سو بیس دن میں تین طور پر الٹایا پلٹایا جاتا ہے ہر طور اس سے چالیس دن میں پھر اس کے کامل ہونے کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور البتہ ذکر کیا ہے اللہ نے ان تینوں اطوار کو بغیر تقیید کے چند سورتوں میں چنانچہ سورۂ حج وغیرہ میں اور دلالت کی آیت مذکورہ نے کہ تخلیق گوشت کی بوٹی کے واسطے ہوتی ہے اور بیان کیا حدیث نے کہ یہ ہوتا ہے اس میں جب کہ کامل ہوں چالیس دن اور یہی ہے وہ مدت کہ جب تمام ہو تو نام رکھا جاتا ہے گوشت کی بوٹی اور ذکر کیا ہے اللہ نے نطفے کو پھر علقے کو پھر مضغے کو اور سورتوں میں اور زیادہ کیا ہے سورہ قد افلح میں بعد مضغے کے ﴿فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا﴾ اور لیا جاتا ہے اس آیت اور حدیث سے کہ ہو جانا بوٹی کا ہڈیاں بعد پھونکنے روح کے ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے بعد ذکر مضغہ کے پھر چالیس دن ہڈیاں ہو جاتا ہے پھر اللہ ہڈیوں پر گوشت پہناتا ہے اور البتہ مرتب کیا ہے ان اطوار کو آیت میں ساتھ فا کے اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ دو طور کے درمیان اور کوئی طور نہیں ہوتا

اور مرتب کیا ہے اس کو حدیث میں ساتھ ثم کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس مدت کے کہ دو طور کے درمیان واقع ہے تا کہ پورا ہو اس میں طور اور لایا گیا درمیان نطفے اور علقے کے حرف ثم کا اس واسطے کہ نطفہ کبھی آدمی نہیں بنتا اور لایا گیا ثم آیت کے اخیر میں نزدیک قول اللہ کے ﴿ثُمَّ اَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ﴾ تا کہ دلالت کرے اوپر اس چیز کے کہ تازہ ہوتی ہے اس کے واسطے بعد نکلنے کے ماں کے پیٹ سے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر قرار پکڑتا ہے نطفہ رحم میں چالیس دن پھر رحم کا فرشتہ آتا ہے اور اس میں داخل ہوتا ہے سو تصویر کھینچتا ہے اس کی ہڈی کی اور گوشت کی اور اس کے بالوں کی اور کھال کی اور آنکھ کی اور کان کی پھر کہتا ہے اے رب! مرد ہے یا عورت، کہا عیاض نے اور نہیں صحیح ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اس واسطے کہ تصویر کھینچنا ساتھ نطفہ کے اور اول علقہ کے دوسرے چالیس دنوں میں نہیں موجود اور نہ معمور اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے تصویر کھینچنا تیسرے چالیے کے اخیر میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا﴾ الآیۃ سو ہوں گے معنی قول اس کے کہ اس کی تصویر بناتا ہے یعنی لکھتا ہے اس کو پھر اس کو اس کے بعد کرتا ہے ساتھ دلیل قول اس کے بعد اس کے کہ مرد ہے یا عورت اور پیدا کرنا فرشتے کا اس کے تمام اعضاء کو اور اس کا مرد ہونا اور عورت ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے بیچ وقت متفق کے اور وہ مشاہدہ کیا گیا ہے اس چیز میں کہ پائی جاتی ہے حیوانوں کے پیٹ میں بچوں سے اور یہی ہے جس کو تقاضا کرتی ہے پیدائش اور مستویٰ ہونا صورت کا پھر فرشتے کے واسطے اس میں اور تصور ہوتا ہے اور وہ وقت پھونکنے روح کے کا ہے بیچ اس کے جب کہ چار مہینے پورے ہوں جیسا کہ اتفاق کیا ہے اس پر علماء نے کہ پھونکنا روح کا نہیں ہوتا ہے مگر بعد چار مہینے کے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ پہلے چالیے کے تمام ہونے کے وقت تقسیم کرتا ہو فرشتہ نطفے کو جب کہ علقہ ہو جائے طرف اجزاء کے بحسب اعضاء کے یا تقسیم کرے بعض کو طرف جلد کے اور بعض کو طرف گوشت کے اور بعض کو طرف ہڈیوں کے سو اندازہ کرتا ہے اس کو اس کے وجود سے پہلے پھر سامان تیار کرتا ہو اس کا دوسرے چالیے کے اخیر میں اور کامل ہوتا ہے تیسری چالیے میں اور راجح یہ ہے کہ تصویر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے تیسری چالیے میں اور کہا عیاض نے کہ اس حدیث کے الفاظ کئی جگہوں میں مختلف ہیں اور نہیں اختلاف کہ پھونکنا روح کا اس میں بعد ایک سو بیس دن کے ہے اور یہ تمام ہونا چار مہینوں کا ہے اور داخل ہونا پانچویں میں اور یہ موجود ہے ساتھ مشاہدے کے اور اس پر اعتماد کیا جاتا ہے اس چیز میں کہ حاجت ہوتی ہے اس کی طرف احکام سے بچے کے لاحق کرنے میں وقت تنازعہ کے اور سوائے اس کے ساتھ حرکت جنین کے پیٹ میں اور کہا گیا ہے کہ یہی حکمت ہے بیچ ٹھہرانے عدت عورت کے اس کے خاوند کے مرنے سے ساتھ چار مہینے اور دس دن کے اور وہ داخل ہونا ہے پانچویں مہینے میں اور حذیفہ بن اُسید کی حدیث کی زیادتی مشعر ہے ساتھ اس کے کہ نہیں فرشتہ آتا ہے مگر بعد چار مہینے کے سو ہو گا مجموع اس کا چار مہینے اور دس دن اور

ساتھ اس کے تصریح کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ جب نطفہ رحم میں واقع ہوتا ہے تو دس دن اور چار مہینے ٹھہرتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور یہ جو کہا کہ فرشتہ لکھتا ہے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ قابل ہے واسطے محو اور اثابت کے برخلاف اس چیز کے کہ اللہ نے لکھی کہ وہ متغیر نہیں ہوتی اور نسبت کرنا پھونکنے کی طرف فرشتے کی اس وجہ سے ہے کہ وہ کرتا ہے اس کو اللہ کے حکم سے اور نفخ اصل میں نکالنا ہوا کا پھونکنے والے کے منہ سے تا کہ داخل ہو بیچ اس چیز کے جس میں پھونکی گئی اور مراد ساتھ نسبت کرنے اس کے کی طرف اللہ کی یہ ہے کہ کہے اس کو کن فیکون اور تطبیق دی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ لکھنا دوبار واقع ہوتا ہے سو پہلی بار لکھنا تو آسمان میں ہے اور دوسری بار لکھنا ماں کے پیٹ میں ہے اور احتمال ہے کہ ایک کاغذ میں ہو اور ایک بچے کے ماتھے میں اور بعض نے کہا کہ مختلف ہے ساتھ اختلاف لڑکوں کے سو بعض میں اس طرح ہے اور بعض میں اس طرح اور اول تطبیق اولیٰ ہے اور یہ جو کہا فواللہ ان احدکم، الخ تو مشتمل ہے یہ جملہ کئی قسم تاکید پر ساتھ قسم کے اور وصف مقسم بہ کے اور ساتھ ان کے اور ساتھ لام کے اور اصل تاکید میں یہ ہے کہ ہو مخاطبت منکر کے یا مستبعد کے اور چونکہ اس جگہ مستبعد ہے اور وہ داخل ہونا ہے آگ میں اس شخص کا جس نے اپنی تمام عمر نیک عمل کیا اور بالعکس تو خوب ہوا مبالغہ کرنا بیچ تاکید خبر کے ساتھ اس کے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ وہ عمل کرتا ہے ساتھ اس کے حقیقۃً نہ بطور ریا کے اور اس کا خاتمہ بالعکس ہوتا ہے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا عمل کرتا ہے بہشتیوں کے ظاہر میں اور یہ حدیث محمول ہے منافق اور ریا کار کے حق میں برخلاف حدیث باب کے کہ وہ متعلق ہے ساتھ برے خاتمہ کے اور یہ جو کہا کہ ہاتھ بھر تو تعبیر ساتھ ہاتھ بھر کے تمثیل ہے ساتھ قریب ہونے حال اس کے کی موت سے سوا اس کے اور مکان مقصود کے درمیان حائل ہوتی ہے ہاتھ بھر مسافت اور ضابط اس کا حسی غرغرہ ہے جو ٹھہرایا گیا ہے علامت واسطے نہ قبول ہونے توبہ کے اور ذکر کیا ہے اس حدیث میں دو قسم کے آدمیوں کو ایک صرف نیکی والوں کو دوسرے صرف بدی والوں کو اور نہیں ذکر کیا ان لوگوں کو جنہوں نے کچھ نیکیاں کیں اور کچھ بدیاں اور اسلام پر مر گئے اس واسطے کہ نہیں قصد کیا حدیث میں مکلفین کے سب حالات بیان کرنے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے اس بات کے کہ اعتبار خاتمہ کا ہے اور یہ جو کہا کہ بہشتیوں کے عمل کیا کرتا ہے یعنی طاعات اعتقادیہ اور قولیہ اور فعلیہ سے پھر احتمال ہے کہ کراما کاتبین ان کو لکھتے ہوں سو بعض کو قبول کرتے ہوں اور بعض کو قبول نہ کرتے ہوں اور احتمال ہے کہ لکھے جاتے ہوں پھر مٹائے جاتے ہوں اور قبول ہونا تو خاتمہ پر موقوف ہے اور یہ جو فرمایا کہ غالب ہوتا ہے اس پر لکھا ہوا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ معارض ہوتا ہے عمل اس کا بیچ تقاضا کرنے نیک بختی کے اور لکھا ہوا اس کا بیچ تقاضا کرنے بدبختی کے سو متحقق ہوتا ہے مقتضی مکتوب کا سو تعبیر کی اس سے ساتھ سبقت کرنے کے اس واسطے کہ جو آگے بڑھے اس کی مراد حاصل ہوتی ہے سوائے مسبوق کے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

حضرت ﷺ ہم پر نکلے اور آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں، الحدیث اور اس میں ہے کہ یہ مکتوب ہے رب العالمین کی طرف سے اس میں نام ہیں بہشتیوں کے اور ان کے باپوں کے اور قبیلوں کے پھر جملہ کیا گیا ہے ان کے اخیر پر یعنی کل اتنے ہیں سو نہ ان میں کوئی کم ہوگا اور نہ زیادہ ہوگا تو آپ کے اصحاب نے کہا کہ پھر کیا فائدہ ہے عمل کرنے کا سو فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور قربت چاہو اس واسطے کہ بہشتی کا خاتمہ بہشتیوں کے عمل پر ہوتا ہے اگرچہ کوئی عمل کرتا ہو، الحدیث اور اس حدیث میں ہے کہ پیدا کرنا کان اور آنکھ کا واقع ہوتا ہے ان کے پیٹ میں لیکن ادراک بالفعل سو وہ موقوف ہے اوپر دور ہونے حجاب کے جو مانع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اور بد عمل نشانیاں ہیں اور نہیں ہیں واجب کرنے والے بہشت اور دوزخ کو اور یہ کہ انجام عملوں کا عاقبت میں اس چیز پر ہے جو مسبوق ہے قضاء اور تقدیر میں اور جاری ہوئی ہے تقدیر ساتھ اس کے ابتدا میں اور اس میں قسم کھانا ہے اوپر خبر سچی کے واسطے تاکید کرنے کے بیچ نفس سامع کے اور اس میں اشارہ ہے طرف علم مبدء اور معاد کے اور جو متعلق ہے ساتھ بدن انسان کے اور حال اس کے بیچ شقاوت اور سعادت کے اور اس میں چند احکام ہیں جو متعلق ہیں ساتھ اصول اور فروع اور حکمت وغیرہ کے اور یہ کہ نیک بخت کبھی بد بخت ہو جاتا ہے اور برعکس لیکن بہ نسبت اعمال ظاہرہ کے اور بہرحال جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے سو متغیر نہیں ہوتا اور یہ کہ اعتبار خاتمہ پر ہے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث نے مردوں کی گردن کاٹی باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہیں جس حال سے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے کہ ان کا خاتمہ کس چیز پر ہوگا اور یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ الآیۃ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو اس پر مرے اور یہ کہ جو نیک عمل کرے اور اس کا خاتمہ بد ہو تو وہ اللہ کے نزدیک تمام عمر بد بخت ہے اور بالعکس اور اس میں اشعریہ اور حنفیہ کو اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ نزاع لفظی ہے اور جو اللہ کے علم میں سابق ہو چکا ہے وہ متغیر نہیں ہوتا اور نہ بدل ہوتا ہے اور جس پر تغیر اور تبدل جائز ہے وہ عمل وہ ہے جو ظاہر ہو لوگوں کے واسطے عمل عامل سے اور نہیں بعید ہے کہ ہو یہ متعلق ساتھ اس چیز کے کہ بیچ علم فرشتوں کے جو متعین ہیں ساتھ آدمی کے کہ واقع ہوتا ہے اس میں محو اور اثبات مانند کمی بیشی کی عمر میں اور بہرحال جو اللہ کے علم میں ہے تو اس میں نہ محو ہے نہ اثبات والعلم عند اللہ اور اس میں تنبیہ ہے اوپر جی اٹھنے کے بعد موت کے اس واسطے کہ جو قادر ہو اوپر پیدا کرنے شخص کے بے قدر پانی سے پھر نقل کرنے اس کے طرف پھٹکی کے پھر بوٹی کے پھر پھونکنے روح کے بعد اس کے کہ مٹی ہو جائے اور جمع کرے اس کے اجزاء کو اس کے بعد کہ اس کو متفرق کرے اور اللہ تعالیٰ البتہ قادر تھا اس پر کہ اس کو یکبارگی پیدا کرے لیکن حکمت نے تقاضا کیا کہ اس کو کئی اطوار میں نقل کرے واسطے رفاقت کرنے کے ساتھ ماں کے اس واسطے کہ وہ معتاد تھی سو بڑی ہوتی مشقت اوپر اس کے سو تیار کیا اس کو اس کے پیٹ میں آہستہ آہستہ یہاں تک کہ کامل ہوا اور جو تامل کرے انسان کی اصل پیدائش میں اور نقل ہونے اس کے طرف ان اطوار کی یہاں تک کہ ہو گیا آدمی

خوبصورت ساتھ عقل اور فہم کے اور نطق کے تو اس پر حق ہے کہ شکر کرے اس کا جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی عبادت کرے حق عبادت کا اور اس کی حکم برداری کرے اور نافرمانی نہ کرے اور یہ کہ اعمال کے مقدر کرنے میں وہ چیز ہے کہ وہ سابق ہے اور لاحق ہے پس سابق تو وہ چیز ہے جو اللہ کے علم میں ہے اور لاحق وہ چیز ہے جو مقدر کی گئی ہے اس پر اس کی ماں کے پیٹ میں جیسا کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں اور یہی ہے جو قابل ہے نسخ کے اور جو مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ بیشک لکھی ہے اللہ نے تقدیر خلقت کی آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے تو یہ محمول ہے اوپر لکھنے اس کے لوح محفوظ میں موافق اس چیز کے کہ اللہ کے علم میں ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر ساتھ اس کے اس پر کہ جو بچہ چار مہینے کے بعد ماں کے پیٹ سے گر پڑے اس کا جنازہ پڑھا جائے اس واسطے کہ وہ وقت ہے پھونکنے روح کا بیچ اس کے اور وہ منقول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قدیم میں اور مشہور احمد اور اسحاق سے اور راجح شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ ضروری ہے پھونکنا روح کا اور یہ جدید قول ہے اور البتہ کہا ہے انہوں نے کہ جب روئے یا سانس لے تو اس پر نماز پڑھی جائے ورنہ نہ اور اصل اس میں وہ چیز ہے جو نسائی اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب لڑکا آواز کرے تو وارث ہوتا ہے اور اس کا جنازہ پڑھا جائے اور ضعیف کہا ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صواب یہ ہے کہ وہ صحیح الاسناد ہے لیکن ترجیح حفاظ کے نزدیک اس کے موقوف ہونے کو ہے اور فقہاء کے طریق پر نہیں ہے کوئی اثر واسطے تعلیل مذکور کے اس واسطے کہ حکم واسطے زیادتی اس کی کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب ایک سو بیس دن کو پہنچے تو غسل دیا جائے اور کفنایا جائے اور دفنایا جائے بغیر نمازِ جنازہ کے اور جو اس سے پہلے ہو اس کے واسطے نہ غسل مشروع ہے نہ غیر اس کا اور یہ کہ ہر ایک سعادت اور شقاوت سے کبھی واقع ہوتی ہے بغیر عمل کے اور بغیر عمر کے اور اس پر منطبق ہوتا ہے قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو عمل کرتے ہیں اور اس میں حث قوی ہے اوپر قناعت کے اور زجر شدید حرص سے اس واسطے کہ جب رزق تقدیر میں ہو چکا ہے تو نہیں فائدہ ہے رنج اٹھانے کا اس کی طلب میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہوا ہے کسب کرنا اس واسطے کہ وہ منجملہ اسباب کے ہے کہ تقاضا کیا ہے ان کو حکمت نے دنیا میں اور یہ کہ اعمال سبب ہیں دخول کا بہشت میں اور دوزخ میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بد بخت لکھا گیا ہے اس کا حال دنیا میں معلوم نہیں ہو سکتا اور اسی طرح بالعکس اور حجت پکڑی ہے اس نے جو اس کو ثابت کرتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئے گی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جو اہل سعادت سے ہو اس پر سعادت کے عمل آسان کیے جاتے ہیں، الحدیث اور تحقیق یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر مراد یہ ہے کہ وہ دنیا میں بالکل معلوم نہیں ہو سکتا تو یہ مردود ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ معلوم ہوتا ہے ساتھ طریق علامت کے جو ثابت کرنے والی ہے واسطے گمان غالب کے تو یہ ہو سکتا ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ قطعاً معلوم ہوتا ہے تو یہ منجملہ غیب کے ہے جو خاص اللہ کو معلوم ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے پیغمبروں سے اس کو اس پر اطلاع دیتا ہے او

راس میں رغبت دلانا ہے اوپر پناہ مانگنے کے ساتھ اللہ کے بڑے خاتمہ سے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے ایک بڑی جماعت نے سلف سے اور آئمہ خلف سے کہا عبدالحق نے کہ بد خاتمہ نہیں واقع ہوتا ہے اس کے واسطے جس کا باطن مستقیم ہو اور ظاہر نیک ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے یہ اس کے واسطے جس کے دل میں فساد ہو اور شک اور بہت واقع ہونا اس کا واسطے اس کے ہے جو اصرار کرنے والا ہو کبیرے گناہوں پر اور جرأت کرنے والا ہو بڑے گناہوں پر پس ہجوم کرتی ہے اس پر موت اچانک سو ورغلاتا ہے اس کو شیطان وقت اس صدمہ کے پس ہوتا ہے سبب واسطے بد خاتمہ کے سوال کرتے ہیں ہم اللہ سے سلامتی کا سو وہ محمول ہے اکثر اغلب پر اور یہ نہیں کہ واجب کرتی ہے اللہ کی قدرت کو کوئی چیز اسباب سے مگر اس کی مشیت سے اس واسطے کہ نہیں ٹھہرایا اس نے جماع کو علت واسطے اولاد کے اس واسطے کہ جماع کبھی حاصل ہوتا ہے اور نہیں حاصل ہوتی ہے اولاد جب تک کہ اللہ نہ چاہے اور اس میں ہے کہ شے کثیف محتاج ہے طرف طول زمانے کی برخلاف لطیف کے اسی واسطے دراز ہوئی مدت بیچ اطوار جنین کے یہاں تک کہ حاصل ہوا پیدا کرنا اس کا برخلاف پھونکنے روح کے اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے فتدخل النار اس پر کہ حدیث خاص ہے ساتھ کفار کے اور اس کی حجت یہ ہے کہ نہیں حبط کرتا ہے ایمان کو مگر کفر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے حدیث میں تعرض واسطے حبط کرنے کے اور حمل کرنا عام تر معنی پر اولیٰ ہے سو شامل ہوگا ایماندار کو یہاں تک کہ خاتمہ ہو اس کا ساتھ عمل کافر کے مثلا سو مرتد ہو جائے پھر اسی پر مر جائے سو ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے اور شامل ہے مطیع کو یہاں تک کہ اس کا خاتمہ عاصی کے عمل پر ہو اور اسی پر مر جائے اور یہ جو اس پر اطلاق کیا گیا ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے بلکہ مجرد داخل ہونا اس کا صادق ہے دونوں گروہوں پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں واجب ہے اللہ پر رعایت اصلح کی برخلاف بعض معتزلہ کے جو اس کے قائل ہیں اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے کہ بعض لوگوں کی تمام عمر اللہ کی بندگی میں گزرتی ہے پھر اس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے اور اللہ کی پناہ پھر اسی پر مرجاتا ہے پھر داخل ہوتا ہے دوزخ میں سو اگر اللہ پر اصلح کی رعایت واجب ہوتی تو نہ برباد ہوتے اس کے تمام نیک عمل اس کفر کے کلمے سے جس پر وہ مرا اور خاص کر اگر دراز ہو عمر اس کی اور قریب ہو موت اس کی کفر سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض معتزلہ نے اس پر کہ جو دوزخیوں کے عمل کرے واجب ہے کہ اس میں داخل ہو واسطے مرتب ہونے دخول اس کے حدیث میں عمل پر اور مرتب ہونا حکم کا شے پر مشعر ہے ساتھ علت ہونے اس کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ علامت ہے علت نہیں اور جو علامت ہو وہ کبھی خلاف ہوتی ہے، ہم نے مانا کہ وہ علت ہے لیکن کفار کے حق میں اور بہر حال گنہگار جو ہیں تو خارج ہوئے ہیں ساتھ اس دلیل کے کہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ سو جس نے شرک نہ کیا وہ داخل ہے اللہ کی مشیت میں اور استدلال

کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے اشعری کے اس پر کہ جائز ہے تکلیف مالا یطاق اس واسطے کہ اس نے دلالت کی کہ اللہ نے تکلیف دی کل بندوں کو ساتھ ایمان کے باوجود اس کے کہ بعض کی تقدیر میں لکھا ہے کہ وہ کفر پر مریں گے اور بعض نے کہا کہ نہیں ثابت ہوا ہے واقع ہونا اس مسئلے کا مگر خاص ایمان میں اور جو سوائے اس کے ہے سو نہیں پائی گئی ہے کوئی دلالت قطعی اوپر واقع ہونے اس کے اور بہرحال مطلق جواز سو حاصل ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ جانتا ہے جزئیات کو جیسا کہ جانتا ہے کلیات کو واسطے تصریح کرنے حدیث کے ساتھ اس کے کہ حکم کرتا ہے اللہ ساتھ لکھنے احوال شخص کے مفصل اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارادہ کرنے والا ہے واسطے تمام کائنات کے اس معنی سے کہ وہ ان کا خالق اور مقدر کرنے والا ہے نہ یہ کہ وہ ان کو چاہتا ہے اور ان سے راضی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام نیکی اور بدی اللہ کی تقدیر اور اس کے پیدا کرنے سے ہے اور خلاف کیا ہے اس میں قدریہ اور جبریہ نے سو قدریہ کا تو یہ مذہب ہے کہ فعل بندے کا اپنے نفس کی طرف سے ہے یعنی بندہ اپنے فعل کا آپ خالق ہے اور ان میں سے بعض نے نیکی اور بدی کے درمیان فرق کیا ہے سو کہا کہ نیکی کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور بدی کو اللہ نے پیدا نہیں کیا اور یہ تو صرف رائے مجوس کی ہے اور جبریہ کا یہ مذہب ہے کہ کل اللہ کا فعل ہے اور اس میں مخلوق کے واسطے بالکل کچھ تاثیر نہیں اور اہل سنت نے میانہ روی اختیار کی ہے سو ان میں سے بعض نے کہا کہ اصل فعل کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور بندے کے واسطے اس میں قدرت ہے غیر مؤثر مقدور میں اور بعض نے اس کے واسطے تاثیر ثابت کی ہے لیکن اس کا نام کسب رکھا جاتا ہے اور ان کے دلائل کا بیان دراز ہے اور روایت کی احمد اور ابو یعلیٰ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ تو ہرگز ایمان کا مزہ نہ پائے گا اور علم باللہ کی حقیقت کو نہ پہنچے گا یہاں تک کہ تو تقدیر کے ساتھ ایمان لائے اس کی نیکی کے اور بدی کے اور وہ یہ ہے کہ تو جانے کہ جو چیز تجھ سے چوکی وہ تجھ کو پہنچنے والی نہ تھی اور جو تجھ کو پہنچی وہ تجھ سے چوکنے والی نہ تھی اور اگر تو مر گیا غیر اس اعتقاد پر تو دوزخ میں داخل ہوگا اور روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس حدیث میں ہے کہ تقدیر غالب ہے اور انجام کار غائب ہے سو نہیں لائق ہے کسی کو کہ مغرور ہو ساتھ ظاہر حال کے اسی واسطے مشروع ہے دعا کرنا ساتھ ثابت رہنے کے دین پر اور ساتھ نیک خاتمہ کے اور آئندہ آئے گا کہ اصحاب نے عرض کیا کہ تقدیر کے آگے عمل کا کیا فائدہ ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا اور اس کا ظاہر معارض ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو اس باب میں ہے کہ اور تطبیق دونوں کے درمیان حمل کرنا حدیث علی رضی اللہ عنہ کا ہے اکثر اغلب پر اور حمل کرنا حدیث باب کا ہے اول پر لیکن جب کہ جائز تھا تعین ہوا طلب کرنا اثبات کا۔ (فتح)

٦١٠٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ

۶۱۰۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعین کیا ہے اللہ نے رحم پر ایک فرشتہ سو وہ کہتا ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَّلَ اللّٰهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ أَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ أَيْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ.

اے رب! نطفہ ہے اے رب! مضغہ ہے یعنی کہتا ہے ہر کلمہ بیچ اس وقت کے کہ اس میں اس طرح ہو جاتا ہے سو جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اس کو پیدا کرے تو اس میں اجازت دیتا ہے فرشتہ کہتا ہے اے رب میرے! کیا مرد ہے یا عورت، بد بخت ہے یا نیک بخت؟ سو کیا ہے اس کی روزی اور کیا ہے اس کی اجل؟ سو لکھا جاتا ہے اسی طرح اپنی ماں کے پیٹ میں۔

فائدہ: اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ وہ استفہام کرتا ہے کہ کیا ہے کہ کیا اس سے مخلوق ہوگی یا نہیں۔ (فتح)

بَابُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ — خشک ہو چکا قلم اللہ کے علم پر

فائدہ: یعنی فارغ ہوا لکھنا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ جو لوح محفوظ میں لکھا گیا اس کا حکم متغیر نہیں ہوتا سو مراد اس سے فارغ ہونا ہے لکھنے سے اس واسطے کہ کاغذ لکھنے کے وقت تر ہوتا ہے یا بعض اور اسی طرح قلم بھی سو جب لکھنا ختم ہوا تو خشک ہوا لکھنا اور قلم کہا طیبی نے کہ یہ اطلاق لازم کا ہے ملزوم پر اس واسطے کہ فارغ ہونا لکھنے سے مستلزم ہے خشک ہونے قلم کے کو سیاہی سے میں کہتا ہوں اور اس میں اشارہ ہے کہ اس کا لکھنا تمام ہو چکا ہے بہت مدت سے اور کہا عیاض نے کہ معنی جف القلم کے یعنی نہیں لکھی اس کے بعد کچھ چیز اور اللہ کی کتاب اور اس کی لوح اور قلم اس کے غیب سے ہے اور اس کے علم سے جو ہم کو لازم ہے ایمان لانا ہے ساتھ اس کے اور نہیں لازم ہے ہم پر معرفت صفت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطاب کیے گئے ہم ساتھ اس چیز کے جو ہم کو معلوم ہے اس چیز میں کہ ہم فارغ ہوئے لکھنے سے یہ کہ قلم خشک ہو جاتا ہے واسطے بے پرواہ ہونے کے اس سے اور یہ جو کہا اللہ کے علم پر یعنی اس کے حکم پر اس واسطے کہ معلوم اس کا ضروری ہے کہ واقع ہو سو علم اس کا ساتھ معلوم کے مستلزم ہے حکم کو ساتھ واقع ہونے اس کے اور یہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی احمد وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ البتہ اللہ نے پیدا کیا اپنی مخلوق کو اندھیرے میں پھر ان پر اپنا نور ڈالا سو جس کو اس دن اس کے نور سے حصہ پہنچا اس نے راہ پائی اور جو چوکا وہ گمراہ ہوا اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ خشک ہوا قلم اللہ کے علم پر۔ (فتح)

وَقَوْلُهٗ ﴿وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾ — اور اللہ نے فرمایا اور گمراہ کیا اس کو علم پر

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ خشک ہو چکا قلم اس چیز پر کہ تو اس کا ملنے والا ہے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا کہ اس کے اول میں یہ ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے کہا یا حضرت! میں جوان

آدمی ہوں اور میں اپنی جان پر گناہ یعنی زنا سے ڈرتا ہوں اور نہیں پاتا جس سے عورت کو نکاح میں لاؤں اگر اجازت ہو تو خصی ہو جاؤں، الحدیث اور اس میں ہے کہ اے ابو ہریرہ! خشک ہو چکا ہے قلم اس چیز پر جس کا تو ملنے والا ہے یعنی جو تیری قسمت میں ہونا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی۔ (فتح)

وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ کہا کہ سابق ہو چکی ہے ان کے واسطے سعادت یعنی انہوں نے جلدی کی خیرات کی طرف بسبب اس چیز کے کہ پہلے گزری ان کے واسطے سعادت کے ساتھ تقدیر اللہ کے۔

فائدہ: اور ظاہر آیت کا یہ ہے کہ سعادت سابق ہے اور اس کے لوگوں نے اس کی طرف سبقت کی ہے نہ یہ کہ وہ اس سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ (فتح)

٦١٠٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الرِّشْكُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُعْرَفُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ لِمَا يُسِّرَ لَهُ.

٦١٠٧۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! کیا پہچانے جاتے ہیں بہشتی لوگ دوزخیوں سے یعنی کیا اس کو فرشتے پہچانتے ہیں اور تقدیر میں معلوم اور ممتاز ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! سو اس نے کہا سو عمل کرنے والے کیوں عمل کرتے ہیں یعنی جب آگے ہو چکی ہے قلم ساتھ اس کے تو نہیں حاجت ہے عامل کو طرف عمل کے اس واسطے کہ بیشک وہ پھرے گا اس چیز کی طرف جو اس کے واسطے مقرر ہوئی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک عمل کرتا ہے جس کے واسطے وہ پیدا ہوا یا جس کے واسطے آسان کیا گیا۔

فائدہ: مراد ساتھ سوال کے معرفت فرشتوں کی ہے یا جس کو اللہ اس پر اطلاع دے اور بہر حال پہچاننا عامل کا یا جس نے اس کو مشاہدہ کیا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ پہچانا جائے گا ساتھ عمل کے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ انجام کار اور عاقبت چھپائی گئی ہے مکلّف سے سو لازم ہے اس پر کہ کوشش کرے بیچ عمل کرنے اس چیز کے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اس کا عمل نشانی ہے اس کے انجام کار کی کہ اس کا انجام کیا ہوگا اگرچہ بعض کا خاتمہ اس کے غیر

پر ہوتا ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں ہے لیکن نہیں ہے اس کو اطلاع اوپر اس کے سوا اس پر لازم ہے کہ خرچ کرے اپنی کوشش اور جہاد کرے اپنے نفس سے بیچ عمل کرنے طاعت کے اور نہ ترک کرے اس کو بھروسہ کر کے اپنے انجام پر سو ملامت کیا جائے اوپر ترک کرنے مامور کے اور مستحق ہو عقوبت کا اور واسطے مسلم کے ہے عمران رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے کہا بھلا بتلایئے تو کہ جو عمل کرتے ہیں لوگ آج یعنی دنیا میں کیا وہ چیز ہے جو تقدیر میں ان پر لکھی گئی اور ان کے حق میں پہلے گزر چکی یا اس چیز میں جو از سر نو کریں گے جو ان کا پیغمبر ان کے پاس لایا اور ثابت ہو چکی ہے حجت اوپر ان کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے جو تقدیر میں ان پر لکھی گئی اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ اور اس میں ہے کہ ہر چیز اللہ کی پیدا کی ہے سو نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے جو کرتا ہے اور اس حدیث میں قصہ ہے ابوالاسود کا ساتھ عمران کے اور قول اس کا اس کے واسطے کہ کیا یہ ظلم ہوگا کہا عیاض نے کہ وارد کیا عمران نے ابوالاسود پر شبہ قدریہ کا تحکم کرنے اس کے سے اللہ پر اور داخل ہونے اس کے سے اپنی رائے سے اس کے حکم میں سو جب جواب دیا اس نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اوپر ثابت ہونے اس کے دین میں تو قوی کیا اس کو ساتھ ذکر آیت کے اور یہ حد ہے واسطے اہل سنت کے اور یہ جو کہا کہ ہر چیز اللہ کی پیدائش ہے اور اس کی ملک ہے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ وہ مالک اعلیٰ خالق آمر ہے اور ہر چیز اس کی ملک ہے نہیں اعتراض کیا جاتا ہے اس پر جب کہ تصرف کرے اپنی ملک میں ساتھ اس چیز کے کہ چاہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتراض کیا جاتا ہے مخلوق مامور پر۔ (فتح)

بَابٌ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ — اللہ کو خوب معلوم ہے جو عمل کرتے

فائدہ: ضمیر اس میں واسطے اولاد مشرکین کے ہے جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے سوال میں۔

٦١٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

۶۱۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی اولاد کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے جو عمل کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦١٠٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

۶۱۰۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کی اولاد سے پوچھے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وَأَخْبَرَنِي عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

اللہ خوب جانتا ہے جو عمل کرتے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے توقف معلوم ہوتا ہے لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ مشرکین کی اولاد بہشت میں ہوگی۔

٦١١٠۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُوْنَ الْبَهِيْمَةَ هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ حَتّٰى تَكُوْنُوْا أَنْتُمْ تَجْدَعُوْنَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَّمُوْتُ وَهُوَ صَغِيْرٌ قَالَ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

٦١١٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ پیدا ہوتا ہے پیدائشی دین اسلام پر پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں جیسے جناتے ہو تم چوپائے کو بھلا تم کوئی کنا پاتے ہو یعنی وہ صحیح سالم ہوتا ہے یہاں کہ تم خود اس کا کان کاٹتے ہو؟ اصحاب نے کہا یا حضرت! بھلا بتلایئے تو کہ جو مر جائے لڑکپن کی حالت میں وہ بہشتی ہے یا دوزخی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے جو عمل کرتے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ ہے امر اللہ کا قدر مقدور۔

فائدہ: یعنی اللہ کا حکم قطعی واقع ہونے والا ہے اور مراد ساتھ امر کے ایک امور مقدرہ کا ہے یعنی جو چیزیں اللہ نے مقدر کی ہیں اور احتمال ہے کہ ہو مراد ایک اوامر کا اس واسطے کہ ہر چیز کن سے موجود ہوئی ہے۔ (فتح)

٦١١١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

٦١١١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو تا کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے اور چاہیے کہ بغیر شرط طلاق اس کے خاوند سے نکاح کر لے سو اس کو تو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں ہے اور جو اس کی تقدیر میں لکھا گیا۔

فائدہ: یعنی جو عورت کہ بیوی والے مرد سے نکاح کرنا چاہے تو وہ پہلی بیوی کی طلاق نہ چاہے کہ اس کا سب مال مجھ کو ملے بلکہ اتنی قسمت تقدیر پر راضی رہے اور اس حدیث کی شرح شروط میں گزری کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث میں اصول دین سے چلنا ہے بیچ راہ قدر کے اور یہ نہیں مناقض ہے عمل کرنے کو طاعات میں اور نہیں منع کرتا ہے کسب کرنے کو اور نظر کرنے کو آئندہ دن کی قوت کے واسطے اگرچہ اس کا پہنچنا اس کو تحقیق معلوم نہ ہو اور کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ حدیث احسن احادیث قدر سے ہے نزدیک اہل علم کے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ اگر خاوند اس کا کہنا قبول کر لے اور طلاق دے اس عورت کو جس کی وہ طلاق چاہے تو نہیں حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے اس سے مگر جو اللہ نے اس کے واسطے لکھا برابر ہے کہ اس کا کہنا قبول کرے یا نہ کرے اور وہ مانند اس آیت کی ہے ﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾۔ (فتح)

٦١١٢۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ رَسُوْلُ إِحْدٰى بَنَاتِهٖ وَعِنْدَهٗ سَعْدٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذٌ أَنَّ ابْنَهَا يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَبَعَثَ إِلَيْهَا لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا أَعْطٰى كُلٌّ بِأَجَلٍ فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.

٦١١٢۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی کا ایلچی آپ کے پاس آیا کہ میرا بیٹا مرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سعد رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہلا بھیجا کہ اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور اس کے نزدیک ہر چیز کی مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ تو صبر کرے اور ثواب چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزری۔

٦١١٣۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَيْرِيْزٍ الْجُمَحِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نُصِيْبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ كَيْفَ تَرٰى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لَا

٦١١٣۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک انصاری مرد آیا تو اس نے کہا یا حضرت! ہم بندیوں میں لونڈیاں پاتے ہیں اور ہم مال چاہتے ہیں یعنی ہم نہیں چاہتے کہ لونڈیوں سے اولاد پیدا ہو حکم ہو تو صحبت کر کے انزال کے وقت ان سے علیحدہ ہو جایا کریں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا تم یہ کام کرتے ہو تم پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کیا کرو اس واسطے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس کا پیدا ہونا اللہ نے تقدیر میں لکھا ہے مگر کہ وہ پیدا ہو گی یعنی تمہارا یہ خیال خام ہے جو

عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوْا فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ.

روح ہونے والی ہے وہ ضرور ہوگی اور تمہاری تدبیر کچھ نہ چلے گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزری اور غرض اس سے یہاں یہ اخیر قول ہے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس کا پیدا ہونا اللہ نے تقدیر میں لکھا ہے مگر کہ وہ پیدا ہوگی۔

٦١١٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ.

٦١١٤۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر خطبہ پڑھا کہ نہ چھوڑی اس میں کوئی چیز جو قیامت تک ہونے والی ہے مگر کہ اس کو ذکر کیا جانا اس کو جس نے جانا اور نہ جانا اس کو جس نے نہ جانا اور بیشک میں دیکھتا تھا وہ چیز جو بھول گیا ہوتا سو میں اس کو پہچان لیتا جیسا کہ پہچان لیتا ہے ایک مرد دوسرے مرد کو جو اس سے غائب ہو یعنی اس کی صورت کو بھول گیا ہو پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

فائدہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مسلم میں روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں جانتا ہوں جو فتنہ کہ قیامت تک ہونے والا ہے۔

٦١١٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾ الْآيَةَ.

٦١١٥۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لکڑی تھی زمین کو کھودتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس کا مکان بہشت سے اور اس کا مکان دوزخ سے لکھ لیا گیا ہے یعنی بہشتی لوگ اور دوزخی لوگ اللہ کے نزدیک مقرر ہو چکے اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ اعتماد کریں، یعنی تقدیر کے آگے عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہوگا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے سو جس نے خیرات کی اور ڈرا آخر آیت تک۔

فائدہ: ایک روایت میں آیت کو العسریٰ تک بیان کیا ہے اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ کہا یا حضرت! کیا فائدہ ہے عمل کرنے کا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص آسان کیا گیا ہے اپنے عمل کے واسطے کہا اب کوشش کرنا اب کوشش کرنا ہے اور روایت کی فریابی نے بشیر بن کعب سے کہ دو لڑکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا فائدہ ہے عمل کا اس چیز میں کہ خشک ہو چکا ہے ساتھ اس کے قلم اور جاری ہو چکی ہے ساتھ اس کے تقدیر کیا یہ وہ چیز ہے جس کو ہم از سر نو کرتے ہیں فرمایا بلکہ داخل ہے اس چیز میں کہ خشک ہو چکا ہے ساتھ اس کے قلم دونوں نے کہا سو عمل کا کیا فائدہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہو گا جو وہ عمل کرنے والا ہے دونوں نے کہا سو اب کوشش کرنی چاہیے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیٹھنا نزدیک قبروں کے اور بات چیت کرنا نزدیک ان کے ساتھ علم کے اور نصیحت کے اور زمین کا کھودنا لکڑی سے عادت ہے اس شخص کی واسطے جو کسی چیز میں فکر کرتا ہو سو احتمال ہے کہ ہو یہ فکر کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ امر آخرت کے ساتھ قرینے حاضر ہونے جنازے کے اور احتمال ہے کہ ہو اس چیز میں کہ ظاہر کیا اس کو بعد اس کے اپنے اصحاب کے واسطے حکم مذکور سے اور مناسبت اس کی واسطے قصے کے یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف تسلی کرنے کے مردے سے ساتھ اس کے کہ مر گیا ہے وہ ساتھ تمام ہونے اپنی عمر کے اور آنے اجل کے کہ یہ حدیث اصل ہے اہل سنت کے واسطے کہ سعادت اور شقاوت اللہ کی قدیم تقدیر سے ہے اور اس میں رد ہے جبریہ پر اس واسطے کہ آسان کرنا ضد ہے جبر کی اس واسطے کہ جبر نہیں ہوتا ہے مگر زبردستی سے اور نہیں لاتا آدمی چیز کو بطریق آسان کرنے کے مگر کہ وہ اس کے واسطے غیر کارہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ممکن ہے پہچاننا شقی کا سعید سے دنیا میں جیسے کہ مشہور ہو کسی کے واسطے زبان صدق کی اور عکس اس کا اس واسطے کہ عمل علامت ہے بدلے کی بنا بر ظاہر اس حدیث کے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ یہ اعمال ظاہرہ کبھی پلٹ کر برعکس ہو جاتے ہیں موافق تقدیر کے اور حق یہ ہے کہ عمل علامت اور نشانی ہے پس حکم کیا جائے گا ساتھ ظاہر امر کے اور امر باطن کا اللہ کے سپرد ہے کہا خطابی نے کہ جب خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سابق ہونے مخلوقات کے سے تو قصد کیا اس شخص نے جس نے تمسک کیا ساتھ قدر کے یہ کہ پکڑے حجت بیچ ترک کرنے عمل کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتلایا کہ یہاں دو امر ہیں نہیں باطل ہوتا ہے ایک دوسرے سے ایک امر باطنی ہے اور وہ علت واجب کرنے والی ہے بیچ حکم ربوبیت کے اور دوسرا ظاہری ہے اور وہ علامت ہے جو لازم ہے عبودیت کے حق میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ علامت ہے خیالی بیچ مطالعہ کرنے علم انجام کار کے نہیں مفید ہے حقیقت کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے بیان کیا کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا اور یہ عمل اس کا دنیا میں دلیل ہے اوپر جگہ پھرنے اس کے کی آخرت میں اور اسی واسطے مثل بیان کی ساتھ آیتوں کے اور نظیر اس کی رزق ہے باوجود حکم کسب

کے اور اجل ہے باوجود اجازت کے علاج کرنے میں اور دوسری جگہ میں کہا کہ یہ حدیث ایسی ہے کہ جب تو اس میں تامل کرے تو پائے تو اس میں شفا اس چیز سے کہ تیرے دل میں گزرتی ہے تقدیر کے امر سے اور یہ اس واسطے کہ جس نے کہا تھا کہ کیا ہم اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں تو نہیں چھوڑی اس نے کوئی چیز اس چیز سے کہ داخل ہے مطالبہ اور سوالوں کے باب میں مگر کہ اس نے اس کا مطالبہ کیا اور اس سے سوال کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو معلوم کروایا کہ قیاس اس باب میں متروک ہے اور مطالبہ ساقط ہے اور یہ نہیں ہے وہ مشابہ ان چیزوں کے جن کے معانی سمجھے جاتے ہیں اور جاری ہوا ہے معاملہ بندوں کا اپنے درمیان اوپر ان کے بلکہ لپیٹ ڈالا ہے اللہ نے علم غیب کا اپنی خلق سے اور روکا ہے ان کو اس کے درک سے جیسا کہ چھپایا ہے ان سے علم قیامت کا سو کوئی نہیں جانتا کہ کب قائم ہوگی اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ رہائی کی قدریہ کے شبہ سے یہ ہے کہ حکم کیا ہے ہم کو اللہ نے ساتھ عمل کے سو واجب ہے ہم پر بجا لانا اس کا اور چھپا ڈالا ہے ہم سے تقدیر کو واسطے قائم ہونے حجت کے اور نصیب کیا ہے اعمال کو علامت اس چیز پر جو پہلے گزر چکی ہے اس کی مشیت میں سو جو اس سے پھرا گمراہ ہوا اس واسطے کہ تقدیر راز ہے اللہ کے رازوں سے سوائے اللہ کے کسی کو اس کا علم نہیں ہے سو جب بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے تو ان کے واسطے اس وقت کا پردہ کھولے گا اور باب کی حدیثوں میں ہے کہ افعال بندوں کے اگرچہ صادر ہوتے ہیں ان سے لیکن پہلے گزر چکا ہے علم اللہ کا ساتھ واقع ہونے ان کے اس کی تقدیر سے تو اس میں باطل ہونا قول قدریہ کا ہے صریحًا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابٌ اَلْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيمِ
عمل ساتھ خاتموں کے ہیں

فائدہ: جب کہ تھا ظاہر حدیث علی رضی اللہ عنہ کا تقاضا کرتا عمل ظاہر کو تو اس واسطے اس کے پیچھے اس باب کو لایا جو دلالت کرنے والا ہے اس پر کہ اعتبار خاتمہ کے ہے اور ذکر کیا اس میں قصہ اس شخص کا جس نے اپنے آپ کو لڑائی میں قتل کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ (فتح)

٦١١٦۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ

٦١١٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر میں حاضر ہوئے یعنی جنگ خیبر میں تو حضرت ﷺ نے اپنے ساتھ والوں میں سے ایک مرد کے حق میں فرمایا جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دوزخیوں میں سے ہے پھر جب لڑائی حاضر ہوئی تو وہ مرد کافروں سے سخت لڑا سو اس کو زخم بہت لگے تو زخموں نے اس کو ثابت رکھا یعنی زخموں کے سبب لڑنے سے پیچھے نہ ہٹا تو حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے ایک مرد آیا سو اس نے کہا یا حضرت! بھلا

وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَثْبَتَتْهُ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِيْ تَحَدَّثْتَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ إِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

بتلایئے کہ جس شخص کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے البتہ اس نے اللہ کی راہ میں سخت لڑائی کی سو اس کو زخم بہت لگے تو حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو بیشک وہ دوزخیوں سے ہے سو قریب تھا کہ بعض مسلمانوں کو شک ہو سو جس حالت میں کہ وہ اسی حال میں تھے کہ اچانک مرد نے زخموں کا درد پایا تو س نے اپنا ہاتھ ترکش دان کی طرف جھکایا اور اس سے تیر نکالا سو اس کے ساتھ قتل ہوا تو چند مرد مسلمان حضرت ﷺ کی طرف دوڑے تو انہوں نے کہا یا حضرت! اللہ نے آپ کی بات کو سچا کیا البتہ قتل ہوا فلانا اس نے اپنے نفس کو آپ قتل کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں میں پکار دے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر ایماندار سو بیشک مدد کرتا ہے اللہ اس دین اسلام کی گنہگار مرد سے۔

٦١١٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ غَنَآءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا فَاتَّبَعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ

۶۱۱۷۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد مسلمان زیادہ تر مالدار ایک جنگ میں موجود تھا جو اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا سو حضرت ﷺ نے نظر کی سو فرمایا کہ جو دوزخی مرد کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھے تو قوم میں سے ایک مرد اس کا حال دریافت کرنے کو اس کے پیچھے لگا اور حالانکہ وہ اسی حال میں تھا سخت تر سب لوگوں سے مشرکوں پر یہاں تک کہ زخمی ہوا تو اس نے مرنے میں جلدی کی سو اپنی تلوار کا پیلا اپنی چھاتی میں رکھا یہاں تک کہ اس کے دونوں

الْحَالِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَجَعَلَ ذُبَابَةَ سَيْفِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ قُلْتَ لِفُلَانٍ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِنَا غَنَآءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ.

مونڈھوں کے درمیان سے نکلا تو وہ مرد سامنے سے حضرت ﷺ کی طرف آیا جلدی کرتا تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اور تیرے اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فلانے شخص کے حق میں فرمایا کہ جو دوزخی مرد کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھے اور یہ ہم مسلمانوں میں سب سے زیادہ تر مالدار تھا تو میں نے پہچانا کہ وہ اس پر نہ مرے گا پھر جب وہ زخمی ہوا تو اس نے مرنے میں جلدی کی سو اپنے نفس کو آپ قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ بیشک ایک بندہ دوزخیوں کے عمل کرتا ہے اور حالانکہ وہ بہشتیوں سے ہے اور دوسرا بندہ بہشتیوں کے عمل کرتا ہے اور حالانکہ وہ دوزخیوں سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک ترمذی کے کہ جب اللہ کسی بندے کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو نیک عمل کی توفیق دیتا ہے پھر اسی پر اس کا خاتمہ کرتا ہے۔

بَابُ إِلْقَآءِ النَّذْرِ الْعَبْدَ إِلَى الْقَدَرِ

ڈالنا نذر کا بندے کو طرف قدر کی

٦١١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ.

۶۱۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نذر ماننے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ بیشک وہ نہیں پھیرتی کسی چیز کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالا جاتا ہے ساتھ اس کے بخیل سے۔

٦١١٩۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ

۶۱۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لاتی نذر آدمی کو نظر کچھ چیز جو میں نے مقدر

أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَأْتِ ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ وَلٰكِنْ يُّلْقِيْهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ.

کی لیکن ڈالتی ہے اس کو تقدیر اور حالانکہ میں نے اس کو اس کے واسطے مقرر کیا ہے نکالا گیا ہے اس کے سبب بخیل سے۔

فائدہ: اور ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الایمان والنذور میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث تو صریح ہے ترجمہ میں لیکن اس کا لفظ یہ ہے یلقیه القدر اور ایک روایت میں یلقیه النذر اور یہ صریح ہے ترجمہ میں اور نسبت القا کی طرف نذر کی مجاز ہے کہ وہ سبب ہے القا کا کہا کرمانی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ ترجمہ مقلوب ہے اس واسطے کہ تقدیر ہے جو نذر کی طرف ڈالتی ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث میں کہ ڈالتی ہے اس کو تقدیر اور جواب یہ ہے کہ دونوں صادق ہیں اس واسطے کہ جو حقیقت میں ڈالتی ہے وہ قدر ہے اور وہ پہنچانے والی ہے اور ظاہر میں نذر ہے اور بہرحال حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تو اس کا لفظ یہ ہے کہ نذر نہیں پھیرتی کسی چیز کو اور وہ ادا کرتی ہے دوسری روایت کے معنی کو۔ (فتح)

بَابُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

باب ہے بیچ بیان لاحول کے

فائدہ: اقتصار کیا ہے اس جگہ اوپر لفظ خبر کے اور استغناء کیا ہے ساتھ اس کے واسطے ظاہر ہونے اس کے باب القدر میں اس واسطے کہ معنی لاحول کے یہ ہیں کہ نہیں ہے پھرنا واسطے بندے کے اللہ کے گناہ سے مگر اللہ کی عصمت اور نگہبانی سے اور نہیں قوت ہے اس کو اللہ کی بندگی پر مگر اللہ کی توفیق سے اور بعض نے کہا کہ معنی لا حول کے ہیں نہیں کوئی حیلہ اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ کلمہ فرمانبردار ہونے اور تفویض کا ہے اور یہ کہ نہیں مالک بندہ اپنے کام سے کسی چیز کا اور نہیں ہے اس کے واسطے کوئی حیلہ بیچ دفع کرنے بدی کے اور نہ قوت بیچ حاصل کرنے بھلائی کے مگر اللہ کے ارادے سے۔ (فتح)

٦١٢٠۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرَفًا وَلَا نَعْلُوْ شَرَفًا وَلَا نَهْبِطُ فِيْ وَادٍ إِلَّا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ فَدَنَا مِنَّا

٦١٢٠۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھے سو نہ چڑھتے تھے ہم کسی بلند جگہ میں اور نہ اونچے ہوتے تھے کسی اونچی جگہ پر اور نہ اوترتے تھے کسی نالے میں مگر کہ ہم اپنی آواز کو اللہ اکبر کے ساتھ بلند کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے نزدیک ہوئے سو فرمایا کہ اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانو پر یعنی شور نہ کرو اس واسطے کہ بیشک تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو پھر

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَآئِبًا إِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو ایک کلمہ جو بہشت کے خزانوں سے ہے وہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

فائدہ: یعنی بہشت میں اس کا اتنا کثرت سے ثواب ہے جیسے کافر کے نزدیک دنیا کا خزانہ عمدہ چیز ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے قوت پھرنے کی گناہ سے اور قوت بندگی کی اللہ کی توفیق سے اور مراد ساتھ تکبیر کے قول لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہے کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ اپنی امت کے واسطے معلم تھے یعنی دین کے احکام سکھلانے والے سو نہیں دیکھا حضرت ﷺ نے ان کو کسی حالت خیر پر مگر کہ ان کے واسطے زیادتی کو دوست رکھا سو جن لوگوں نے اپنی آواز کو کلمہ اخلاص اور تکبیر کے ساتھ بلند کیا تھا ان کے واسطے چاہا کہ اس کے ساتھ جوڑیں بری ہونے کو قوت اور حول سے سو جمع کریں توحید کو اور ایمان بالقدر کو اور البتہ حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ کہتا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ تو اللہ کہتا ہے کہ اسلام لایا بندہ میرا اور تابعدار اور حکم بردار ہوا اور یہ جو فرمایا بہشت کے خزانوں سے تو مراد یہ ہے کہ وہ بہشت کے ذخیروں سے ہے یا محصل نفائس بہشت سے ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کا کہنا حاصل کرتا ہے ثواب نفیس کو جو جمع ہوتا ہے اس کے کہنے والے کے واسطے بہشت میں اور البتہ روایت کی احمد اور ترمذی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ معراج کی رات میں ابراہیم علیہ السلام پر گزرے تو انہوں نے کہا اے محمد! اپنی امت کو حکم کرنا کہ واقع بہشت میں بہت درخت بوئیں حضرت ﷺ فرمایا اور بہشت کے درخت کیا ہیں کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ (فتح)

بَابُ الْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ

معصوم وہ ہے جس کو اللہ بچائے

فائدہ: یعنی ساتھ اس طور کے کہ نگاہ رکھے اس کو واقع ہونے سے ہلاک میں یا جو اس کی طرف کھینچے اور عصمت پیغمبروں کی نگاہ رکھنا ان کا ہے نقصوں سے اور خاص کرنا ان کا ساتھ کمالات نفسیہ کے اور نصرت اور ثابت رہنا امور میں اور اتارنا سکینت کا اور ان کے غیروں کے درمیان فرق یہ ہے کہ عصمت پیغمبروں کے حق میں بطریق وجوب کے ہے اور ان کے غیروں کے حق میں بطریق جواز کے۔ (فتح)

عَاصِمٌ مَانِعٌ

یعنی عاصم کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ﴾ منع کرنے والا ہیں

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سَدًّا﴾ عَنِ الْحَقِّ يَتَرَدَّدُوْنَ فِي الضَّلَالَةِ ﴿دَسَّاهَا﴾ أَغْوَاهَا.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا﴾ سدا کے معنی ہیں کہ دیوار مانع حق سے حیران اور متردد ہیں گمراہی میں اور ﴿دَسَّاهَا﴾ کے معنی گمراہ کیا اور بہکایا اس کو اللہ کے اس قول میں ﴿وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾.

فائدہ: اور مناسبت اس تفسیر کی واسطے ترجمہ کے لی جاتی ہے مراد سے ساتھ فاعل دساھا کے سو کہا بعض نے کہ وہ اللہ ہے یعنی البتہ خلاصی پائی اس نفس والے نے جس کے نفس کو اللہ نے پاک کیا اور البتہ خراب ہوا وہ نفس ورنہ جس کے نفس کو اللہ نے بہکایا اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ وہ نفس والا ہے کہ جب اس نے نیکیاں کیں تو اس نے اس کو پاک کیا اور جب اس نے گناہ کیا تو اس نے نفس کو گمراہ کیا اور اول معنی مناسب ہیں واسطے ترجمہ کے اور کہا کرمانی نے مناسبت یہ ہے کہ جس کو اللہ نگاہ نہ رکھے ہوتا ہے وہ سدا گمراہ کیا گیا۔ (فتح)

٦١٢١ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيْفَةٌ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللهُ.

٦١٢١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کوئی خلیفہ مقرر کیا گیا مگر کہ اس کے دو چھپے رفیق ہوتے ہیں ایک رفیق تو اس کو نیک کام بتلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور دوسرا رفیق بد کام سکھلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور گناہوں سے تو وہی معصوم ہے جس کو اللہ بچائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد بطانہ سے وہ شخص ہے جو خبردار ہو اور واقف ہو اندرونی حالات کا تابعداروں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿أَنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿وَلَا يَلِدُوْا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ وَقَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

اللہ نے فرمایا اور حرام ہے اس گاؤں پر جس کو ہم نے ہلاک کیا کہ بیشک وہ نہیں مریں گے اور اللہ نے فرمایا کہ ہرگز نہ ایمان لائے گا تیری قوم میں سے کوئی مگر جو ایمان لا چکا اور نہ جنیں گے مگر فاجر کفار کو۔

﴿وَحِرْمٌ﴾ بِالْحَبَشِيَّةِ وَجَبَ

فائدہ: اور داخل ہونا اس کا قدر کے بابوں میں ظاہر ہے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے سابق ہونے علم اللہ کے کو یعنی اللہ کو پہلے سے معلوم ہے جو اس کے بندوں سے واقع ہوگا اور یہ جو آیت میں ہے ﴿اِنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ تو اس کے معنی ہیں کہ نہ توبہ کرے گا ان میں سے کوئی توبہ کرنے والا اور کہا طبری نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بیشک وہ ہلاک ہوئے ساتھ مہر کرنے کے ان کے دلوں پر یعنی اللہ نے ان کے دل پر مہر کر دی سو وہ کفر سے نہ پھریں گے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ منع ہے کافروں پر جو ہلاک ہونے والے ہیں کہ وہ اللہ کے عذاب کی طرف رجوع نہ کریں اور اول معنی قوی تر ہیں اور وہی ہے مراد مصنف کی ساتھ ترجمہ کے اور مطابق واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو آثار اور حدیث سے۔ (فتح)

٦١٢٢ـ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ وَقَالَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦١٢٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جو زیادہ تر مشابہ ہو ساتھ صغیرے گناہوں کے اس چیز کے سے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ البتہ اللہ نے آدمی کے واسطے حرام کاری کا حصہ لکھا ہے ضرور اس کو پائے گا سو آنکھ کی حرام کاری بیگانی عورت کو دیکھنا ہے اور زبان کی حرام کاری اس سے شہوت کی بات کرنا ہے اور جی حرام کاری کی آرزو کرتا ہے اور چاہت کرتا ہے اور شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اگر اس نے بھی حرام کاری کی تو کبھی اس کو جھوٹا کرتی ہے اگر اس نے حرام کاری نہ کی۔

فائدہ: اور حاصل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کا یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ بعض گناہوں کے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ یہ منجملہ لمم کے ہے یا ان کے حکم میں اور یہ جو فرمایا کہ ضرور اس کو پائے گا یعنی ضروری ہے اس پر عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اس کی تقدیر میں لکھا گیا کہ وہ اس کو کرے گا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے لکھا ہے یعنی مقدر کیا ہے یا حکم کیا ہے فرشتے کو ساتھ لکھنے اس کے کہا ابن بطال نے جو چیز کہ اللہ نے آدمی پر لکھی ہے تو وہ پہلے ہو چکی ہے اللہ کے علم میں تو ضرور ہے کہ اس کو مکتوب الیہ پائے اور یہ کہ آدمی اس کو اپنے نفس سے نہیں ہٹا سکتا لیکن وہ ملامت کیا جاتا ہے جب کہ واقع کرے اس چیز کو جس سے منع کیا گیا ساتھ روکنے

اس کے اس سے اور قابو دینے اس کے تمسک کرنے سے ساتھ طاعت کے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا قول قدریہ اور جبریہ کا اور تائید کرتا ہے اس کو قول اس کا کہ نفس آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اس واسطے کہ خواہش کرنے والا بخلاف لجا کے ہے اور شہوت سے دیکھنے اور بات کرنے کو اس واسطے زنا فرمایا کہ یہ زنا کا وسیلہ اور سبب ہے پس اطلاق زنا کا ان پر بطریق مجاز کے ہے اور زنا آنکھ کا نظر کرنا ہے یعنی اس چیز کی طرف جس کی طرف دیکھنا حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اور کبھی جھوٹا تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ تصدیق وہ حکم ہے ساتھ مطابق ہونے خبر کے واسطے واقع ہونے کے اور تکذیب عکس اس کا ہے سو گویا کہ فرج ہی ہے واقع کرنے والا یا واقع ہونے والا سو ہو گی تشبیہ اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ واقع کرنا مستلزم ہے حکم کو ساتھ اس کے عادۃً سو ہوگی کنایت اور کہا خطابی نے کہ مراد لمم سے وہ چیز ہے جو ذکر کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ﴿اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَآئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ﴾ اور یہ معاف ہے اور دوسری آیت میں فرمایا ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾ سو لیا جاتا ہے دونوں آیتوں سے کہ لمم صغیرے گناہوں سے ہے اور یہ کہ وہ اتارے جاتے ہیں ساتھ بچنے کے کبیرے گناہوں سے اور کہا ابن بطال نے کہ احسان کیا ہے اللہ نے اپنے بندوں پر ساتھ بخش دینے صغیرے گناہوں کے جب کہ شرم گاہ ان کو سچا نہ کرے اور جب شرم گاہ ان کو سچا کرے تو وہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ نفس آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کو سچا کر دیتی ہے یا جھوٹا کرتی ہے تو اس میں وہ چیز ہے جو استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بندہ اپنے فعل کا خالق نہیں اور اپنے فعل کو از خود پیدا نہیں کرتا اس واسطے کہ کبھی مثلاً وہ زنا کا ارادہ کرتا ہے اور اس کی خواہش کرتا ہے سو نہیں تابعداری کرتا اس کی وہ عضو جس کے ساتھ زنا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور عاجز کرتا ہے اس کو حیلہ بیچ اس کے اور نہیں جانتا ہے اس کے واسطے کوئی سبب اور اگر وہ اپنے فعل کا خود خالق پیدا کرنے والا ہوتا تو البتہ عاجز ہوتا کرنے اس چیز کے سے جس کا ارادہ کرتا ہے باوجود رضا اور استحکام شہوت کے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ یہ فعل مقدر ہے مقدر کرتا ہے اس کو اللہ جب چاہتا ہے اور بیکار کرتا ہے جب چاہتا ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾

اور نہیں ٹھہرایا ہم نے خواب جو تجھ کو دکھلایا مگر واسطے امتحان لوگوں کے

٦١٢٣۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦١٢٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں ٹھہرایا ہم نے خواب جو تجھ کو دکھلایا مگر واسطے آزمائش لوگوں کے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ خواب نہیں بلکہ وہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات دکھلائے گئے جس رات آپ بیت المقدس کی طرف سیر

وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

کرائے گئے کہا اور درخت ملعون جو اس آیت میں ہے ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ کہا وہ زقوم یعنی تھور کا درخت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزری اور وجہ داخل ہونے اس کے کی قدر کے بابوں میں ذکر کرنے فتنے کے سے ہے اور یہ کہ فتنے کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے ﴿اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ﴾ اور اصل معنی فتنے کے آزمانا اور جانچنا ہے پھر استعمال کیا گیا بری چیز میں کبھی کفر میں کبھی احراق میں اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ آزمانا ہے اپنے اصلی معنی پر اور کہا ابن تین نے کہ وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی بیچ کتاب القدر کے اشارہ ہے اس طرف کہ اللہ نے مقدر کی مشرکوں پر تکذیب اپنے سچے پیغمبر کی خواب کی سو ہوئی یہ زیادتی ان کی سرکشی میں جس جگہ انہوں نے کہا کہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ سیر کرے بیت المقدس تک ایک رات میں پھر پلٹ آئے بیچ مکے کے اور اسی طرح ٹھہرایا ہے اللہ نے درخت ملعون کو زیادتی ان کے کفر میں جس جگہ انہوں نے کہا کہ کس طرح ہو گا آگ میں درخت اور حالانکہ آگ درخت کو جلا ڈالتی ہے اور اس میں پیدا کرنا اللہ کا ہے کفر کو اور کفر کے باعثوں کو فتنے سے وسياتي زيادة ذلك في التوحيد، انشاء اللہ تعالیٰ اور جواب ان کے شبہ سے یہ ہے کہ بیشک پیدا کیا ہے اللہ نے درخت مذکور کو ایسے جوہر سے جس کو آگ نہیں کھاتی اور اسی سے ہیں دوزخیوں کے زنجیر اور طوق اور موکل آگ کے اور ان کے طوق اور دربان دوزخ کے فرشتوں سے اور اس کے سانپ اور بچھو اور نہیں ہیں یہ جنس اس چیز کی سے جو دنیا میں ہے اور اکثر اس میں غلطی اسی شخص کو واقع ہوئی ہے جس نے قیاس کیا آخرت کے احوال کو دنیا کے احوال پر اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ (فتح)

بَابُ تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ

بحث کرنا آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک

فائدہ: گمان کیا ہے بعض نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یہ بحث قیامت کے دن واقع ہو گی اور یہ مخالف ہے واسطے اس حدیث کے جو ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب! ہم کو آدم علیہ السلام دکھلا جس نے ہم کو بہشت سے نکالا سو اللہ نے اس کو آدم علیہ السلام دکھلایا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو ہمارا باپ ہے تو نے ہم کو بہشت سے نکالا، الحدیث اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ یہ دنیا میں واقع ہوا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بخاری رحمہ اللہ نے یہ جو کہا عند اللہ تو یہ نہیں صریح اس میں کہ یہ بحث قیامت کے دن واقع ہو گی کہ یہ عندیت اختصاص اور تشریف کی ہے نہ عندیت مکانی سو احتمال ہے واقع ہونے اس کے کا دنیا میں بھی اور قیامت میں بھی اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس چیز کی طرف کہ روایت کی احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے نزدیک۔ (فتح)

٦١٢٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُوْنَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ يَا مُوْسٰى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ أَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِيْ بِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى ثَلَاثًا قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۶۱۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے سو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے آدم! تو ہمارا باپ ہے تو نے ہم کو محروم کیا اور تو نے ہم کو بہشت سے نکالا یعنی اگر تم گندم نہ کھاتے تو تم اور تمہاری اولاد بہشت سے نہ نکالے جاتے تو آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو موسیٰ علیہ السلام ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی کلام سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو توارت اپنے ہاتھ سے لکھ دی کیا تو مجھ کو الزام دیتا ہے اس کام پر جو اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا چالیس برس میرے پیدا کرنے سے پہلے؟ تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر تین بار، کہا سفیان نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوزناد نے اعرج سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہمام اور مالک کے ہے تحاج جیسا کہ ترجمہ میں ہے اور یہ واضح تر ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ گفتگو کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پاس تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر کہا موسیٰ علیہ السلام نے تو ہی آدم ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تجھ میں پھونکی اور فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو اپنی بہشت میں جگہ دی پھر تو نے اپنے گناہ سے لوگوں کو زمین پر گرایا تو آدم علیہ السلام نے کہا تو ہے موسیٰ کہ تجھ کو اللہ نے اپنی پیغمبری اور رسالت سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو تورات دی جس میں ہر چیز کا مفصل بیان ہے اور تجھ کو سرگوشی کے واسطے اپنے نزدیک کیا سو بتلا تو کہ اللہ نے تورات کو میرے پیدا کرنے سے پہلے کتنے برس آگے لکھا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چالیس برس، آدم علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو نے اس میں یہ بھی لکھا دیکھا تھا کہ آدم علیہ السلام نے اللہ کی نافرمانی کی اور وہ مجھ کو بہشت سے نکالے گا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! آدم علیہ السلام نے کہا پھر کیوں ملامت کرتا ہے مجھ کو اس کام کے کرنے پر جو میری تقدیر میں چالیس برس میری پیدائش سے پہلے ٹھہر چکا تھا تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر اور اختلاف ہے علماء کو اس میں کہ یہ گفتگو کب ہوئی؟ سو بعض نے کہا احتمال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی ہو تو اللہ نے آدم علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطے زندہ کیا ہو بطور معجزے کے تو اس سے کلام کیا ہو یا موسیٰ علیہ السلام کے واسطے آدم علیہ السلام کی قبر سے پردہ کھولا گیا ہو تو دونوں نے گفتگو کی یا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کی روح دکھلائی ہو جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں پیغمبروں کے ارواح دکھلائے گئے یا موسیٰ علیہ السلام کو خواب میں آدم علیہ السلام

دکھلائے گئے ہوں اور پیغمبروں کا خواب وحی ہے یا موت کے انتقال کے بعد عالم برزخ میں یہ گفتگو ہوئی ہو اول اول جب کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے اور ان کی روحیں پہلے آسمان میں اکٹھی ہوئیں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ یہ دنیا میں واقع نہیں ہوا بلکہ آخرت میں واقع ہوگا اور تعبیر ساتھ لفظ ماضی کے واسطے تحقیق واقع ہونے اس کے ہے اور ذکر کیا ہے ابن جوزی نے احتمال ملنے ان دونوں کے کا عالم برزخ میں اور احتمال ہے کہ یہ ضرب المثل ہو اور معنی یہ ہیں کہ اگر دونوں اکٹھے ہوتے تو یوں کہتے اور اگرچہ اس کا احتمال ہے لیکن اول اولیٰ ہے اور یہ اس قبیل سے ہے کہ واجب ہے ایمان لانا ساتھ اس کے واسطے ثابت ہونے اس کے کے صادق کی خبر سے اگرچہ نہیں ہے اطلاع اوپر کیفیت حال کے مانند عذاب قبر کے کی اور اس کی نعمتوں کے اور جب مشکلات کے حل کرنے کا کوئی حیلہ نہ رہے تو نہیں باقی ہے مگر ایمان لانا اور یہ جو کہا کہ تو نے ہم کو محروم کیا تو بعض نے کہا کہ یہ اطلاق کل کا ہے بعض پر اور مراد وہ شخص ہے کہ جائز ہوا اس سے واقع ہونا گناہ کا اور نہیں ہے کوئی مانع حمل کرنے اس کے سے عموم پر اور معنی یہ ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام اس درخت سے نہ کھاتا تو اس سے نہ نکالا جاتا اور اگر بدستور اس میں رہتا تو اس میں اس کی اولاد پیدا ہوتی اور اس کی اولاد ہمیشہ بہشت میں رہتی سو جب واقع ہوا نکالنا تو فوت ہوا اس کی اولاد سے جو ایماندار ہیں اس میں ہمیشہ رہنا اگرچہ اس کی طرف منتقل ہوں گے اور فوت ہوا گنہگاروں سے بہشت میں رہنا مدت دنیا کے اور جتنا کہ اللہ نے چاہا مدت عذاب سے آخرت میں یا موقت موحدین کے حق میں اور یا مستمر کفار کے حق میں سو یہ محروم ہونا نسبتی ہے اور یہ جو کہا کہ چالیس برس تو ایک روایت میں ہے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے یعنی یہ مطلق ہے تو ابن تین نے کہا احتمال ہے کہ مراد چالیس برس سے وہ مدت ہو جو اللہ کے اس قول ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ اور آدم کے اندر روح پھونکنے کے درمیان ہے اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے ابتدا مدت کے وقت لکھنے کا ہے الواح میں اور آخر اس کا ابتدا آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ہے کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ سب معلومات کو اللہ کے علم قدیم نے احاطہ کیا ہے سب مخلوقات کے وجود سے پہلے لیکن لکھنا اس کا واقع ہوا ہے متفرق اوقات میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ بیشک اللہ نے لکھا ہے تقدیر کو پچاس ہزار برس زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے سو جائز ہے کہ ہو قصہ آدم علیہ السلام کا لکھا گیا خاص کر چالیس برس آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے اور جائز ہے کہ ہو اس قدر مدت رہنے اس کے کی مٹی یہاں تک کہ اس میں روح پھونکی گئی اور نہیں ہے یہ مخالف عموم مقادیر کو اور کہا مازری نے ظاہر تر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ نے اس کو لکھا آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے چالیس برس پہلے اور احتمال یہ ہو کہ مراد یہ ہو کہ ظاہر کیا ہو اس کو واسطے فرشتوں کے یا کوئی فعل کیا ہو جس کی طرف یہ تاریخ منسوب ہے ورنہ اللہ کی مشیت اور اس کی تقدیر قدیم ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد ساتھ قول اس کے قدرہ اللّٰہ علی قبل ان اخلق یعنی لکھا اس کو تورات میں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد ساتھ تقدیر اس کی کے لکھنا اس کا ہے لوح محفوظ میں یا تورات

میں یا الواح میں اور کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ حدیث اصل عظیم ہے واسطے اہل حق کے بیچ ثابت کرنے قدر کے اور یہ کہ مقدر کیا ہے اللہ نے بندوں کے اعمال کو سو ہر ایک آدمی کا انجام کار وہی ہوگا جو اس کے واسطے مقدر کیا گیا اللہ کے سابق علم میں اور نہیں ہے اس میں حجت واسطے جبریہ کے اگرچہ بظاہر ان کے موافق ہے اور کہا خطابی نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نہیں ہے واسطے آدمی کے کہ ملامت کرے اپنے جیسے کو اوپر فعل اس چیز کے کہ مقدر کیا ہے اس کو اللہ نے اس کے واسطے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تو اللہ ہی کے واسطے ہے اور معترض کے واسطے جائز ہے کہ کہے کہ کیا ہے مانع جب کہ ہو یہ اللہ کے واسطے یہ کہ مباشر ہو اس کا جو لے اس کو اللہ سے اس کے پیغمبروں سے اور جو لے رسولوں سے جو حکم کیا گیا ہے ساتھ تبلیغ کے ان سے اور کہا قرطبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غالب ہوئے آدم موسیٰ علیہ السلام پر اس واسطے کہ انہوں نے معلوم کیا تورات سے کہ اللہ نے اس کی توبہ قبول کی سو موسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کو ملامت کرنا ایک قسم کا جفا ہے ان پر جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ذکر جفا کا بعد حصول صفا کے جفا ہے اور اس واسطے کہ اثر مخالفت کا بعد درگزر کرنے کے مٹ جاتا ہے جیسے نہ تھا سو ملامت کرنے والے کی ملامت بے محل ہے اور یہ محصل اس چیز کا ہے کہ جواب دیا ساتھ اس کے مازری وغیرہ محققین نے اور یہی ہے معتمد اور البتہ انکار کیا ہے قدریہ نے اس حدیث سے اس واسطے کہ وہ صریح ہے بیچ ثابت کرنے تقدیر سابق کے اور تقریر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطے آدم علیہ السلام کے اوپر احتجاج کے ساتھ اس کے اور شہادت آپ کی کے ساتھ اس کے کہ غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر سو انہوں نے کہا کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نہیں ملامت کرتے اس چیز پر جس سے اس کے صاحب نے توبہ کی اور حالانکہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک جان کو قتل کیا جس کے قتل کرنے کا اس کو حکم نہ تھا پھر کہا کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے تو اللہ نے اس کو بخش دیا سو کس طرح ملامت کرتے موسیٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام پر اس فعل کے سبب سے جو ان کو بخشا گیا دوسرا یہ کہ اگر جائز ہوتا ملامت کا گناہ پر ساتھ تقدیر کے جس کے لکھنے سے فراغت کی گئی یہ بندوں پر نہ صحیح ہوتا تو البتہ حجت پکڑتا ساتھ تقدیر سابق کے ہر وہ شخص جو گناہ کرتا اور اس پر سزا دیا جاتا یعنی جس طرح کہ آدم علیہ السلام نے پکڑی اور کہتا کہ تقدیر میں یوں ہی لکھا تھا اور اگر یہ جائز ہوتا تو البتہ بند ہو جاتا دروازہ قصاص اور حدود کا اور البتہ حجت پکڑتا ساتھ اس کے ہر شخص جو بے حیائی کے کام کا مرتکب ہوتا اور یہ نوبت پہنچاتا ہے طرف لوازم قطعیہ کے سو دلالت کی اس نے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور جواب اس کا کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ آدم علیہ السلام نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حجت پکڑی ساتھ تقدیر کے گناہ پر نہ مخالفت پر اس واسطے کہ محصل ملامت موسیٰ علیہ السلام کی کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نکالنے پر ہے سو گویا کہ کہا کہ میں نے تم کو نہیں نکالا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالا تم کو اس نے جس نے مرتب کیا اخراج کو درخت کے کھانے پر اور جس نے اس کو مرتب کیا ہے اس نے اس کو مقدر کیا ہے میرے پیدا ہونے سے پہلے سو کس طرح ملامت کرتا ہے تو مجھ کو اس کام پر کہ نہیں ہے مجھ کو اس میں نسبت مگر کھانا درخت سے اور نکالنا بہشت

سے جو کھانے پر مرتب ہوا ہے وہ میرے فعل سے نہیں میں کہتا ہوں اور یہ جواب نہیں دفع کرتا ہے جبریہ کے شبہ کو، دوم کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا حضرت مَلَّاتِيَّمِ نے واسطے آدم علیہ السلام کے ساتھ غالب ہونے کے ایک معنی خاص میں اس واسطے کہ اگر ہوتا غالب ہونا بیچ معنی عام کے تو البتہ پہلے اللہ کی طرف سے ملامت نہ ہوتی ساتھ قول اس کے کہ ﴿اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ﴾ اور نہ مؤاخذہ کرتا اس کو اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے یہاں تک کہ اس کو بہشت سے نکالا اور زمین پر اتارا لیکن جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کو ملامت شروع کی اور مقدم کیا اپنے اس قول کو تو ہی ہے جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تو نے اس طرح کیوں کیا؟ تو معارضہ کیا اس کا آدم علیہ السلام نے ساتھ قول اپنے کے تو ہی ہے جس کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور تو اور حاصل اس کے جواب کا یہ ہے کہ جب میں اس حال کے ساتھ تھا تو کس طرح پوشیدہ رہا تجھ پر یہ کہ نہیں ہے کوئی جگہ بھاگنے کی تقدیر سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا غلبہ آدم علیہ السلام کے واسطے دو وجہ سے ایک یہ کہ نہیں لائق ہے واسطے مخلوق کے کہ ملامت کرے مخلوق کو بیچ واقع ہونے اس چیز کے جو تقدیر میں اس پر لکھی گئی مگر اللہ کی اجازت سے سو ہوگا ملامت کنندہ خود شارع سو جب شروع ہوئے موسیٰ علیہ السلام اس کی ملامت کرنے میں بغیر اس کے کہ اس میں اجازت الٰہی ہو تو معارضہ کیا اس کو آدم علیہ السلام نے ساتھ تقدیر کے اور اس کو چپکا کیا دوسرا یہ کہ جو آدم علیہ السلام نے کیا تھا اس میں تقدیر اور کسب جمع ہوا تھا اور توبہ مٹا دیتی ہے کسب کے اثر کو اور البتہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی سو نہ باقی رہا مگر قدر اور تقدیر پر ملامت نہیں وارد ہوتی اس واسطے کہ وہ اللہ کا فعل ہے اور نہیں پوچھا جاتا وہ اس چیز سے کہ کرتا ہے، سوم یہ کہ کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ میرے نزدیک مخصوص ہے ساتھ آدم علیہ السلام کے اس واسطے کہ واقع ہوا تھا مناظرہ دونوں کے درمیان اس کے بعد کہ قبول کی اللہ نے توبہ آدم علیہ السلام کو درخت کے کھانے پر ملامت کی اس واسطے کہ اس سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی ورنہ نہیں جائز ہے کسی کے واسطے یہ کہ کہے اس شخص کو جو اس کو ملامت کرے گناہ کے ارتکاب پر مانند قتل اور زنا اور چوری وغیرہ کے کہ یہ اللہ کی تقدیر میں لکھا گیا ہے میرے پیدا کرنے سے پہلے سو تیرے واسطے جائز نہیں کہ تو مجھ کو اس پر ملامت کرے اس واسطے کہ امت کا اجماع ہے اوپر جواز ملامت اس شخص کے جس سے یہ واقع ہوا بلکہ اس کے مستحب ہونے پر اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ صحیح تر جواب دوم اور سوم ہے اور نہیں مخالفت ہے درمیان دونوں کے سو ممکن ہے کہ دونوں مل کر ایک جواب ہو اور وہ یہ کہ نہیں ملامت کیا جاتا ہے تائب اس چیز پر جس میں اس کی توبہ قبول ہوئی اور خاص کر جب کہ منتقل ہو دار تکلیف سے اور کہا تورپشتی نے کہ نہیں معنی قول اس کے کہ کتبہ اللہ علی کہ لازم کیا اس کو مجھ پر اور سوائے اس کے معنی یہ ہیں کہ ثابت کیا اس کو لوح محفوظ میں آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے اور حکم کیا کہ یہ ہونے والا ہے پھر یہ گفتگو عالم علویٰ میں ہوئی وقت ملنے روحوں کے اور نہیں واقع ہوئی عالم اسباب یعنی دنیا میں اور فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ نہیں جائز ہے قطع کرنا نظر کا عالم اسباب میں وسائل اور کسب کرنے سے

برخلاف علام علویٰ کے بعد منقطع ہونے موجب کسب کے اور مرتفع ہونے احکام تکلیف کے اس واسطے غالب ہوئے آدم علیہ السلام ساتھ تقدیر سابق کے اور یہ محصل بعض جواب سابقہ کا ہے اور اس حدیث میں استعمال کرنا تعریض کا ہے ساتھ صیغہ مدح کے لیا جاتا ہے یہ قول آدم علیہ السلام کے سے واسطے موسیٰ علیہ السلام کے کہ تو ہی ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی رسالت سے برگزیدہ کیا، الخ اور اس کا بیان یوں ہے کہ اس نے اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ موسیٰ علیہ السلام مطلع ہوا ہے آدم علیہ السلام کے عذر پر اور پہچان لیا ہے اس کو وحی سے سو اگر موسیٰ علیہ السلام کو یہ یاد ہوتا تو آدم علیہ السلام کو ملامت نہ کرتا باوجود واضح ہونے عذر اس کے کے سو اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ اس سے عام تر ہے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کو اس میں اختصاص ہے سو گویا کہ اس نے کہا کہ اگر نہ واقع ہوتا اخراج میرا جو مرتب ہوا ہے اوپر کھانے میرے کے درخت سے تو نہ حاصل ہوتے تیرے واسطے یہ مناقب اس واسطے کہ اگر بہشت میں باقی رہتا اور بدستور رہتی نسل میری بیچ اس کے تو نہ پایا جاتا وہ شخص جو کھلم کھلا کافر ہو اور نہ ظاہر کرتا کفر شنیع کو جو فرعون نے ظاہر کیا یہاں تک کہ تو رسول کیا گیا اور دیا گیا جو دیا گیا سو جب کہ میں ہی ہوں سبب بیچ حاصل ہونے ان فضائل کے جو تجھ کو ملے تو پھر کس طرح جائز ہے تیرے واسطے کہ تو مجھ کو ملامت کرے، کہا طیبی نے کہ مذہب جبریہ کا ثابت کرنا قدرت کا ہے واسطے اللہ کے اور نفی کرنی اس کی بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں بلکہ وہ مجبور ہے اور مذہب معتزلہ کا برخلاف اس کے ہے اور دونوں افراط اور تفریط سے دوزخ کے کنارے پر ہیں اور طریق مستقیم اور سیدھی راہ میانہ روی ہے سو جب کہ سیاق کلام موسیٰ علیہ السلام کا دوسرے مذہب کی طرف مائل تھا ساتھ اس طور کے کہ ابتدا کی ساتھ حرف انکار اور تعجب کے اور تصریح کی ساتھ رسم آدم علیہ السلام کے اور وصف کیا اس کو ساتھ صفات کے کہ ہر ایک ان میں سے مستقل ہے بیچ علت ہونے عدم ارتکاب کے مخالفت کو پھر منسوب کیا اتارنے کو اس کی طرف نفس اتارنا ناقص رتبہ ہے تو گویا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا بعید تر ہے یہ اترنا اور پستی میں گرنا ان مراتب عالیہ سے سو جواب دیا اس کو آدم علیہ السلام نے ساتھ اس چیز کے جو اس کے مقابل ہو بلکہ مبالغہ کیا سو شروع کیا کلام کو ساتھ ہمزہ انکار کے اور تصریح کی ساتھ اسم موسیٰ علیہ السلام کے اور وصف کیا اس کو ساتھ ایسی صفات کے کہ ہر ایک ان میں سے مستقل ہے بیچ علیت عدم انکار کے اوپر اس کے پھر مرتب کیا اس پر علم ازلی کو پھر لایا ہمزہ انکاری بدلے کلمہ استبعاد کے گویا کہ کہا کہ تو اس کو تورات میں پاتا ہے پھر تو مجھ کو ملامت کرتا ہے کہا اور اس تقریر میں تنبیہ ہے اوپر قصد کرنے میانہ روی کے اور ختم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کو ساتھ قول اپنے کہ غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض امت جیسے معتزلہ تقدیر سے انکار کریں گے سو اہتمام کیا ساتھ اس کے اور مبالغہ کیا ارشاد میں، میں کہتا ہوں اور قریب ہے اس سے جو کتاب الایمان میں مرجیہ کے رد میں گزر چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مسلمان کو برا کہنا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے سو جب کہ تھا یہ مقام مقام رد کا مرجیہ پر تو اکتفا کیا ساتھ اس کے اس حال میں کہ اعراض کرنے والے

تھے اس چیز سے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو ظاہر اس کا تقویت مذہب خوارج کے سے جو گناہ کے ساتھ کافر کہتے ہیں یعنی ان کا مذہب یہ ہے کہ گناہ کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے واسطے اعتماد کرنے کے اس چیز پر جو قرار پا چکی ہے دفع کرنے اس کے سے اپنی جگہ میں سو اسی طرح اس جگہ میں بھی جب کہ تھا مراد ساتھ اس کے رد کرنا اوپر قدریہ کے جو تقدیر کے سابق ہونے سے انکار کرتے ہیں تو کفایت کی ساتھ اس کے اعراض کرنے والے اس چیز سے کہ وہم دلاتا ہے اس کو ظاہر اس کا تقویت مذہب جبریہ کے سے واسطے اس چیز کے کہ گزری اس کے دفع سے اپنی جگہ میں اور اس حدیث میں اور بھی چند فائدے ہیں غیر یا تقدم کہا عیاض نے کہ اس میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے کہ جس بہشت سے آدم علیہ السلام نکالے گئے تھے وہی ہے بہشت ہمیشہ رہنے کی کہ وعدہ کیے گئے ہیں متقی لوگ اور آخرت میں اس میں داخل ہوں گے برخلاف اس شخص کے جو قائل ہے معتزلہ سے کہ وہ اور بہشت ہے اور بعض نے ان میں سے گمان کیا ہے کہ وہ زمین میں تھی اور اس میں اطلاق عموم کا اور ارادہ خصوص کا ہے اس کے اس قول میں کہ تجھ کو ہر چیز کا علم دیا اور مراد ساتھ اس کے اس کی کتاب تورات ہے اور نہیں ہے مراد اس سے عموم اس واسطے کہ ہر علم مراد ہوتا تو خضر علیہ السلام کے پاس نہ جاتے اور اس میں مشروع ہونا حجتوں کا ہے مناظرہ میں واسطے اظہار طلب حق کے اور اباحت توبیخ اور تعریض کے درمیان حجتوں کے تا کہ پہنچے ساتھ اس کے طرف ظہور حجت کے اور یہ کہ ملامت کرنا عالم پر اشد تر ہے ملامت سے جاہل پر اور اس میں مناظرہ عالم کا ہے ساتھ اس شخص کے جو اس سے بڑا ہو یعنی چھوٹے کا بڑے سے اور بیٹے کا باپ سے لیکن یہ اس جگہ مشروع ہے جب کہ اظہار حق اور زیادہ ہونے علم کے واسطے ہو اور اس میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے بیچ اثبات قدر کے اور خلق افعال عباد کے اور اس میں ہے کہ بخشی جاتی ہے واسطے شخص کے بعض احوال میں وہ چیز جو نہیں معاف ہوتی بعض میں جیسے حالت غضب اور افسوس کے اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کو مناظرہ کی حالت میں اس کے اسم سے خطاب کیا باوجود اس کے کہ آدم علیہ السلام اس کے والد تھے اور باوجود اس کے کہ آدم علیہ السلام نے اس کو اس پر برقرار رکھا اس پر انکار نہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللّٰهُ — نہیں کوئی روکنے والا اللہ کی دی چیز کو

فائدہ: یہ لفظ ترجمہ کا نکالا گیا ہے اس حدیث کے معنی سے جس کو وارد کیا ہے اور بہر حال لفظ اس کا سو معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو مالک نے روایت کیا ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف کہ وہ بعض حدیث باب کا ہے۔

٦١٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ

٦١٢٥۔ حضرت وراد مولیٰ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا ہے کہ میری طرف لکھ جو تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہتے تھے نماز کے پیچھے سو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے

إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَلْفَ الصَّلَاةِ فَأَمْلٰى عَلَيَّ الْمُغِيْرَةُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَلْفَ الصَّلَاةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدَةُ أَنَّ وَرَّادًا أَخْبَرَهٗ بِهٰذَا ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهٗ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ.

مجھ سے لکھوایا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے بعد نماز کے یہ دعا اللھم سے منک ، الحدیث تک یعنی کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں الٰہی! کوئی روکنے والا نہیں تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہیں تیری منع کی چیز کو اور تیرے آگے مالدار کو اس کا مال دوست کچھ فائدہ نہیں دیتا اور کہا ابن جریج نے کہ خبر دی مجھ کو عبدہ نے کہ وراد نے خبر دی اس کو ساتھ اس کے یعنی سماع عبدہ کا وراد سے ثابت ہے پھر اس کے بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایلچی ہو کر گیا سو میں نے اس سے سنا لوگوں کو اس قول کے ساتھ حکم کرتا تھا۔

بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَآءِ وَسُوْءِ الْقَضَآءِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

جو پناہ مانگتا ہے بدبختی کے ملنے اور تقدیر کی برائی سے اور اللہ نے فرمایا کہ کہہ میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی ہر چیز کی بدی سے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر آیت کے طرف رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ آدمی اپنے کام کا آپ پیدا کرنے والا ہے اس واسطے کہ اگر ہوتی بدی کہ حکم کیا گیا ہے اللہ کی پناہ مانگنے کا اس سے پیدا کی گئی اس کے فاعل کی تو اس سے اللہ کی پناہ مانگنے کے کچھ معنی نہ تھے اس واسطے کہ نہیں صحیح ہے پناہ مانگنا مگر ساتھ اس کے جو قادر ہو اوپر دور کرنے اس چیز کے جس سے پناہ مانگی گئی اور حدیث شامل ہے اس کو کہ اللہ تعالیٰ فاعل ہے کل چیز کا جو مذکور ہے اور مراد ساتھ قضاء کے مقضی ہے۔ (فتح)

٦١٢٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَآءِ وَسُوْءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَآءِ.

٦١٢٦ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پناہ مانگو اللہ کی بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے ملنے سے اور تقدیر کی برائی سے اور دشمنوں کی خوشنودی سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اول دعوات میں گزری۔

بَابٌ ﴿يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ﴾

اللہ حائل ہوتا ہے درمیان بندے اور اس کے دل کے

فائدہ: گویا کہ اشارہ کیا ہے طرف تفسیر حیلولت کے جو آیت میں ہے ساتھ بدلانے کے جو حدیث میں ہے اشارہ کیا ہے اس طرف راغب نے کہا اور مراد یہ ہے کہ وہ ڈالتا ہے آدمی کے دل میں وہ چیز جو روکتی ہے اس کو مراد اس کی سے واسطے حکمت کے جو اس کو تقاضا کرتی ہے اور وارد ہوئی ہے آیت کی تفسیر میں جو روایت کی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حائل ہوتا ہے اللہ درمیان ایماندار اور کفر کے اور حائل ہوتا ہے درمیان کافر کے اور ہدایت اس کی کے۔ (فتح)

٦١٢٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَثِيْرًا مِمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ.

٦١٢٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہت وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں قسم کھاتے تھے قسم ہے دل کے پھیرنے والے کی۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٦١٢٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ وَبِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَيَّادٍ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَا تُطِيْقُهُ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهِ.

٦١٢٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے سو بتلا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ دُخ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے سورۂ دخان چھپائی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دور ہو اے کتے! تو اپنی قدر سے ہرگز نہ بڑھے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حکم ہو تو اس کی گردن کاٹوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو اس کو مار نہ سکے گا اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں تجھ کو کچھ بہتری نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مناسبت حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ آیت نص ہے اس میں کہ اللہ نے پیدا کیا کفر اور ایمان کو اور وہی ہے جو حائل ہوتا ہے کافر کے دل اور ایمان کے درمیان جس کا اس کو حکم کیا ہے سو نہیں کما تا اس کو اگر اس کی تقدیر میں اس کو نہ لکھا ہو بلکہ قادر کرتا ہے اس کو اس کی ضد پر اور وہ کفر ہے اور اسی طرح ایماندار میں عکس اس کا سو آیت شامل ہے اس کو کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے تمام افعال عباد کا نیکی کا اور بدی کا اور یہ ہیں معنی قول اس کے کہ مقلب القلوب اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں بدلنا بندے کے دل کا اختیار کرنے ایمان کے سے طرف اختیار کرنے کفر کے کی اور عکس اس کے اور ہر فعل اللہ کا عدل ہے اس کے حق میں جس کو اس نے گمراہ کیا اس

واسطے کہ نہیں روکا ان سے اللہ نے حق ان کا جو ان کے واسطے اس پر واجب تھا اور مناسبت ثانی کے واسطے ترجمہ کے قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اگر حقیقت میں ابن صیاد دجال ہے تو تجھ کو اس کے مارنے کی طاقت نہیں مراد یہ ہے کہ اگر اللہ کے علم میں سابق ہو چکا ہے کہ وہ اخیر زمانے میں نکلے گا تو تو نہیں قابو پائے گا اوپر قتل کرنے اس شخص کے کہ اللہ کے علم میں پہلے گزر چکا ہے اور وہ آئے گا یہاں تک کہ کرے گا جو کرے گا اس واسطے کہ اگر تجھ اس پر قابو دے تو البتہ ہوگا بدلنا اس کے علم کا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سے پاک ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿قُلْ لَنْ يُّصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾

اے پیغمبر! ہرگز نہیں پہنچے گا ہم کو مگر جو اللہ نے ہمارے واسطے لکھا یعنی مقدر کیا ہمارے واسطے

فائدہ: تفسیر کیا ہے کتب کو ساتھ قصے کے یعنی جو اللہ نے ہمارے واسطے مقدر کیا اور یہ ایک معنی ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے طبری نے کہا ابن بطال نے کہ بعض نے کہا کہ یہ آیت وارد ہوئی ہے اس چیز کے حق میں جو پہنچے بندوں کو افعال اللہ کے سے کہ خاص ہوا ہے ساتھ اس کے اللہ سوائے اپنی خلق کے اور نہیں قادر کیا ان کو ان کے کسب پر سوائے اس چیز کے کہ جس کو انہوں نے پایا کسب کرتے اس کے واسطے مختار، میں کہتا ہوں اور صواب تعمیم ہے اور یہ کہ جو پہنچتا ہے ان کو ان کے کسب اور اختیار سے وہ مقدور ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اسی کے ارادے سے واقع ہوا ہے۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِفَاتِنِيْنَ﴾ بِمُضِلِّيْنَ إِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيْمَ ﴿قَدَّرَ فَهَدٰى﴾ قَدَّرَ الشَّقَآءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْأَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿مَا أَنْتُمْ بِفَاتِنِيْنَ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمَ﴾ کہ فاتنین کے معنی ہیں نہیں تم اور تمہارے معبود گمراہ کرنے والے یعنی بے مرضی اللہ کے تم کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اس کو جس کو حق میں اللہ نے لکھا ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور قدر فھدی کے معنی ہیں کہ مقدر کیا انسان کے واسطے بدبختی اور نیک بختی کو اور راہ دکھلائی چوپایوں کو ان کی چراگاہ کی طرف۔

فائدہ: کہا راغب نے کہ ہدایت اللہ کی خلق کے واسطے چار قسم پر ہے اول عام ہے ہر ایک کے واسطے بحسب احتمال اس کے دوسرے بلانا ہے پیغمبروں کی زبانوں پر تیسری توفیق ہے کہ خاص ہے ساتھ اس کے جس نے ہدایت پائی، چوتھی ہدایت آخرت میں ہے طرف بہشت کی اور یہ چاروں ہدائتیں باترتیب ہیں جس کے واسطے پہلی ہدایت حاصل نہ ہو اس کو دوسری حاصل نہیں ہوتی اور جس کو دوسری حاصل نہ ہو اس کو تیسری حاصل نہیں ہوتی و علی ھذا القیاس۔

٦١٢٩۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ

٦١٢٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے

الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَقَالَ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ فَجَعَلَهُ اللهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُوْنُ فِي بَلَدٍ يَكُوْنُ فِيْهِ وَيَمْكُثُ فِيْهِ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَلَدِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ.

حضرت ﷺ سے وبا کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وبا عذاب تھا اللہ اس کو بھیجتا تھا جس پر کہ چاہتا تھا سو اللہ نے اس وبا کو ایمانداروں کے واسطے رحمت کر ڈالا جو بندہ کہ کسی شہر میں ہو اور اس میں وبا پڑے اور وہ وہیں ٹھہرا رہے نہ نکلے شہر سے مضبوط رہے ثواب کی امید رکھے جانتا ہو کہ وبا کا صدمہ بغیر تقدیر الٰہی کے اس کو نہ پہنچے گا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں گزری اور غرض اس سے قول حضرت ﷺ کا ہے بیچ اس کے کہ نہ پہنچے گا اس کو مگر جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ﴾ ﴿لَوْ أَنَّ اللهَ هَدَانِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾.

اللہ نے فرمایا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ راہ دکھلاتا ہم کو اللہ اور اللہ مجھ کو راہ دکھلاتا تو البتہ ہوتا میں پرہیز گاروں سے۔

فائدہ: اول آیت میں جو ہدایت ہے وہ چوتھی ہے اور دوسری آیت میں جو ہے سو تیسری ہے۔

٦١٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ هُوَ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللهِ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا.

٦١٣٠۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو جنگ خندق کے دن دیکھا ہمارے ساتھ مٹی اٹھاتے تھے اور فرماتے تھے قسم ہے اللہ کی اگر نہ ہوتی اللہ کی رحمت تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ روزہ رکھتے نہ نماز پڑھتے سو اتار دے ہم پر تسکین کو اور جما دے ہمارے قدموں کو اگر کفار سے ہم ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے اور مشرکوں نے ہم پر زیادتی کی ہے جب وہ فتنے فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ خندق میں گزری ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ — کتاب ہے قسموں اور نذروں کے بیان میں

فائدہ: ایمان جمع ہے یمین کی اور اصل یمین کے معنی لغت میں ہاتھ ہیں اور قسم کو یمین کہا گیا اس واسطے کہ جب وہ باہم قسم کھاتے تھے تو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے اور شرع میں قسم کی تعریف یہ ہے کہ مؤکد کرنا چیز کا ساتھ ذکر اسم یا صفت اللہ کے اور یہ مختصر تعریف ہے اور نذور جمع ہے نذر کی اور اصل اس کا ڈرانا ہے ساتھ معنی تخویف کے اور تعریف کی ہے اس کی راغب نے ساتھ اس کے کہ وہ واجب کر لینا ہے اس چیز کا جو واجب نہ ہو حدوث امر کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾.

نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے تم کو جو قسم تم نے گرہ باندھی اللہ کے قول تشکرون تک۔

فائدہ: اور لغو اصل میں بے فائدہ کلام کو کہتے ہیں اور مراد ساتھ اس کے قسموں میں وہ چیز ہے جو وارد ہو بغیر دیکھنے کے اور اصل میں عقد کے معنی ہیں شے کی طرفوں کا جمع کرنا اور اس کا استعمال اجسام میں آتا ہے اور کبھی معانی کے واسطے مستعار کی جاتی ہے مانند بیع اور معاہدہ کے۔

٦١٣١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

٦١٣١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی قسم کا خلاف نہ کرتے تھے اور کبھی قسم کو نہ توڑتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے قسم کا کفارہ اتارا یعنی قسم

لَمْ يَكُنْ يَحْنَثُ فِي يَمِينٍ قَطُّ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ وَقَالَ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتُ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِي.

کے بدلے کفارہ دینے کا حکم کیا اور کہا کہ میں نہیں کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے سوائے اور بات کو اس سے بہتر دیکھوں مگر کہ کرتا ہوں اس کو جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ یہ قول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقع ہوا وقت قسم کھانے ان کے کہ مسطح سے سلوک نہ کریں پھر یہ آیت اتری ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ الآیۃ۔

۶۱۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.

۶۱۳۲۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! تو مت مانگ حکومت اور سرداری کو اس واسطے کہ اگر حکومت تجھ کو مانگنے سے ملے تو تجھی پر سونپی جائے گی یعنی اللہ کی طرف سے تیری مدد نہ ہوگی اور حکومت تجھ کو بغیر مانگے ملے تو تیری غیب سے اس پر مدد ہو گی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھائے پھر اس کے خلاف کو بہتر جانے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور جو بہتر ہو اس کو کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

۶۱۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ نَلْبَثَ ثُمَّ أُتِيَ بِثَلَاثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَحَمَلَنَا عَلَيْهَا فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا أَوْ قَالَ بَعْضُنَا وَاللّٰهِ لَا يُبَارَكُ لَنَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى

۶۱۳۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چند اشعری لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سواری مانگنے کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ میں تم کو سواری نہ دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں جس پر تم کو سوار کروں پھر ہم ٹھہرے جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین اونٹ لائے گئے سفید کوہان والے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ان پر سوار کیا سو جب ہم اونٹ لے کر چلے تو ہم نے یا ہم سے بعض نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم کو برکت نہیں ہوگی ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری مانگنے کو آئے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ہم

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَارْجِعُوْا بِنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُذَكِّرُهُ فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ.

کو سواری نہ دیں گے پھر حضرت ﷺ نے ہم کو سواری دی سو ہم کو حضرت ﷺ کے پاس لے چلو سو ہم حضرت ﷺ کو قسم یاد دلائیں یعنی شاید حضرت ﷺ کو قسم بھول گئی پھر ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی اور آپ کو قسم یاد دلائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے تم کو سواری دی اور بیشک میں قسم ہے اللہ کی اگر اللہ نے چاہا کسی چیز پر قسم نہیں کھاتا پھر اس کے خلاف کو بہتر جانوں مگر کہ اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور جو بہتر ہو اس کو کرتا ہوں یا یوں فرمایا کہ جو بات بہتر ہو اس کو کرتا ہوں اور اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں راوی کو شک ہے کہ یوں فرمایا یا اس طرح۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

٦١٣٤- حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۱۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب سے پیچھے ہیں قیامت کے دن آگے ہوں گے۔

٦١٣٥- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَأَنْ يَّلَجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ فِيْ أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يُّعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

۶۱۳۵۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم اللہ کی بیشک تم میں سے کسی کا اڑ رہنا اپنی قسم پر جو اپنے گھر والوں کے حق میں کھائی ہو زیادہ تر گناہ ہے اس کے واسطے اللہ کے نزدیک قسم کے کفارہ دینے سے جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔

فائدہ: یعنی ہر چند قسم پر ثابت رہنا بہتر ہے لیکن جس میں گھر والوں کو ضرر پہنچے اس قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا افضل ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو ایسی قسم کھا بیٹھے کہ وہ اس کے گھر والوں کے ساتھ متعلق ہو اور ان کی قسم نہ توڑنے سے ضرر پہنچے تو لائق ہے کہ قسم کو توڑ ڈالے اور وہ چیز کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے اور کہے کہ میں قسم نہیں توڑتا واسطے خوف گناہ کے تو وہ خطا کار ہے اس بات میں بلکہ اس کا قسم نہ توڑنے پر بدستور اڑ رہنا اور اپنے گھر والوں کو ضرر پہنچانا زیادہ تر گناہ ہے قسم توڑنے سے اور ضروری ہے اتارنا اس کا اس چیز پر کہ قسم توڑنے میں

اللہ کی نافرمانی نہ ہو اور بہر حال قول اس کا آثم ساتھ صیغہ افعل التفضیل کے سو وہ واسطے قصد مقابلے لفظ کے ہے بنا بر گمان حالف کے یا وہم کرنے کے اس واسطے کہ وہ گمان کرتا ہے کہ اس پر قسم توڑنے میں گناہ ہے باوجود اس کے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں سو اس کو کہا جاتا ہے کہ اڑ رہنے میں زیادہ گناہ ہے قسم توڑنے کے گناہ سے اور کہا بیضاوی نے کہ مراد یہ ہے کہ جب کوئی مرد قسم کھائے کسی چیز پر جو اس کے گھر والوں سے متعلق ہو پھر اس پر اڑ رہے تو ہوتا ہے زیادہ تر داخل ہونے والے گناہ میں قسم توڑنے سے اس واسطے کہ اس نے ٹھہرایا ہے اللہ کو نشانہ اپنی قسم کا اور حالانکہ اس سے منع کیا گیا ہے اور کہا طیبی نے کہ نہیں بعید ہے کہ اس کو باب سے نکالا جائے مانند قول اس کے کی الصيف احر من الشتاء اور معنی یہ ہو جائیں گے کہ گناہ اڑ رہنے کا اپنے باب میں ابلغ ہے ثواب دینے کفارے کے سے اپنے باب میں اور فائدہ ذکر اہل کا اس مقام میں واسطے مبالغہ کے ہے اور وہ زیادتی شفاعت کی ہے واسطے قبیح ہونے اڑنے کے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اہل کے اس واسطے کہ جب غیروں کے حق میں برا ہے تو گھر والوں کے حق میں زیادہ برا ہوگا کہا عیاض نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسم توڑنے والے پر کفارہ دینا فرض ہے۔ (فتح)

٦١٣٦۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَلَجَّ فِي أَهْلِهِ بِيَمِينٍ فَهُوَ أَعْظَمُ إِثْمًا لِيَبَرَّ يَعْنِي الْكَفَّارَةَ.

٦١٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اڑ رہے قسم پر جو اپنے گھر والوں کے حق میں کھائی ہو تو وہ بہت بڑا ہے گناہ میں قسم توڑنے سے نہیں فائدہ دیتا اس گناہ سے کفارہ۔

فائدہ: کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر پھر اس کے سوائے اور کوئی بات بہتر جانے سو قائم رہے اپنی قسم پر اور اس کو توڑ کر کفارہ نہ دے تو یہ زیادہ تر گناہ ہے اس کے واسطے اور بعض نے کہا وہ یہ ہے کہ دیکھے کہ وہ اس میں سچا ہے مصیب ہے سو اڑ رہے اور اس کا کفارہ نہ دے اور کہا ابن جوزی نے کہ یہ جو کہا ليس تغني الكفارة تو اس میں اشارہ ہے کہ گناہ اس کا اس کے قصد میں ہے کہ نہ قسم توڑے گا اور نہ بہتر بات کرے گا پھر اگر کفارہ دے تو نہیں اٹھاتا ہے کفارہ اس قصد کے سابق ہونے کو اور کہا ابن تین نے کہ نہیں فائدہ دیتا کفارہ یعنی باوجود قصد کذب کے قسم میں اور یہ بنا بر روایت غ کے ہے اور بہر حال روایت ع کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہمیشگی کرے اپنی اڑنے پر اور باز رہے کفارے سے جب کہ ہو بہتر تمادی اور سرکشی سے اور ایک روایت میں لیس کی جگہ لیبر واقع ہوا ہے ساتھ لفظ امر غائب کے بر سے یا ابرار سے اور قول اس کا یعنی الكفارة تفسیر ہے بر کی اور تقدیر یہ ہے کہ چاہیے کہ چھوڑ دے اڑنے کو اور اپنی قسم کو سچا کرے یعنی کفارہ دے اور مراد یہ ہے کہ چھوڑ دے

اڑنے کو اس چیز میں کہ قسم کھائی اس نے اور کرے اس چیز کو جس پر قسم کھائی تھی اور حاصل ہو اس کے واسطے نیکی ساتھ ادا کرنے کفارے کے اس قسم سے جو اس نے کھائی تھی جب کہ توڑے اور اہلہ کو جو ذکر کیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اڑنے کو چھوڑ دے اور اس قسم کو توڑ ڈال اور اپنے گھر والوں کو ضرر نہ پہنچا اور حاصل ہو گا تیرے واسطے سچا ہونا قسم میں اور اگر تو اڑ رہا ان کے ضرر پہنچانے پر تو ہو گا یہ زیادہ تر گناہ تیری قسم کے توڑنے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسم کا توڑ ڈالنا افضل ہے اڑ رہنے سے اوپر اس کے جب کہ ہو قسم توڑنے میں مصلحت اور مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف حکم محلوف علیہ کے پھر اگر قسم کھائے اوپر کرنے واجب چیز کے یا ترک کرنے حرام سے تو اس کی قسم طاعت اور عبادت ہے اور اس پر ثابت رہنا واجب ہے اور اس کا توڑنا گناہ ہے اور عکس اس کا ساتھ عکس اس کے اور اگر نفل چیز کے کرنے پر قسم کھائے تو بھی اس کی قسم عبادت ہے اور اس پر ثابت رہنا مستحب ہے اور قسم کا توڑنا مکروہ ہے اور اگر قسم کھائے اوپر ترک کرنے مستحب چیز کے تو اس کا حکم برعکس ہے اور اگر فعل مباح پر قسم کھائے جیسے قسم کھائے اس پر کہ نہ عمدہ کھائے اور نہ عمدہ پہنے اور دونوں طرفیں برابر ہوں تو اصح ثابت رہنا اولیٰ ہے، واللہ اعلم اور استنباط کیا جاتا ہے حدیث کے معنی سے کہ ذکر اہل کا خارج ہوا ہے مخرج غالب کے ورنہ حکم گھر والوں کے سوائے اور لوگوں کو بھی شامل ہے جب کہ علت پائی جائے اور جب مقرر ہوا اور معلوم ہو گئے معنی حدیث کے تو مطابقت اس کی بعد تقسیم احوال حالف کے یہ ہے کہ اگر اس نے اس سے قسم کا قصد نہ کیا ہو جیسے قصد نہ کیا یا قصد کیا لیکن بھول گیا یا سوائے اس کے **کما تقدم بیانه فی لغو الیمین** تو نہیں ہے کفارہ اوپر اس کے اور نہ گناہ اور اگر اس کا قصد کیا اور منعقد ہو گئی پھر اس نے جانا کہ محلوف علیہ بہتر ہے ثابت رہنے سے قسم پر تو چاہیے کہ قسم توڑ ڈالے اور واجب ہے اس پر کفارہ اور اگر یہ خیال کرے کہ کفارہ قسم توڑنے کے گناہ کو دور نہیں کرتا تو یہ خیال اس کا مردود ہے ہم نے مانا کہ قسم توڑنے کا گناہ زیادہ ہے اڑ رہنے سے بیچ ترک فعل اس خیر کے سو واسطے آیت مذکورہ کے التفات ہے طرف اس آیت کے جو اس سے پہلے ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس حدیث کی مراد کو اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ نہ ٹھہراؤ اللہ کو نشانہ اپنی قسموں کا یہ کہ تم نیکی کرو اور مراد یہ ہے کہ نہ ٹھہراؤ اپنی قسم کو جو تو نے قسم کھائی کہ تو نیکی نہ کرے گا برابر ہے کہ فعل ہو یا ترک سبب کہ عذر کیا جائے ساتھ اس کے رجوع سے کہ قسم کھائی تو نے اس پر واسطے خوف گناہ کے جو مرتب ہوتا ہے اوپر قسم توڑنے کے اس واسطے اگر وہ حقیقۃً گناہ ہوتا تو البتہ ہوتا عمل اس خیر کا رافع اس کے واسطے ساتھ کفارہ شروع کے پھر باقی رہتا ثواب نیکی کا زائد اوپر اس کے اور عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی مؤکد ہے واسطے وارد ہونے امر کے اس میں ساتھ کرنے بہتر بات کے جو قسم کے خلاف جانے اور اسی طرح کفارہ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللّٰهِ.

باب ہے بیچ قول حضرت ﷺ کے ایم اللہ

فائدہ: اس لفظ میں اختلاف ہے مالکیہ اور حنفیہ نے کہا کہ وہ قسم ہے اور شافعیہ کے نزدیک اگر قسم کی نیت کرے تو منعقد ہوتی ہے اور غیر قسم کی نیت کرے تو قسم منعقد نہیں اور مطلق بولے تو اس میں دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ وجہ ہے کہ نہیں منعقد ہوتی اور احمد سے دو روایتیں ہیں صحیح تر یہ ہے کہ منعقد ہو جاتی ہے اور حکایت کی غزالی نے اس کے معنی میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ وہ مانند قول اس کے کی تاللہ دوسری یہ کہ وہ مانند قول اس کے کی احلف باللہ اور یہ راجح ہے اور جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مہذب میں کہ مطلق بولی کے وقت اس کے ساتھ قسم منعقد ہو جاتی ہے اور علماء نے اس کو غریب جانا ہے اور تائید کرتی ہے اس قول کی وہ حدیث جو سلیمان علیہ السلام کے قصے میں ہے وایم الذی نفس محمد بیدہ لو قال ان شاء اللہ لجاھد اور جو کہتا ہے کہ اس سے مطلق قسم منعقد ہو جاتی ہے استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے مگر بنا بر تقدیر متقدم کے کہ اس کے معنی ہیں وحق اللہ۔ (فتح)

٦١٣٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ إِمْرَتِهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمْرَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمْرَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

٦١٣٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ان پر سردار کیا تو بعض لوگوں نے اس کی سرداری میں طعن کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ دیتے ہو اُسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں طعنہ دیتے تھے اس سے پہلے اور قسم اللہ کی زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بیشک وہ سب لوگوں سے مجھ کو زیادہ تر پیارا تھا اور البتہ یہ اُسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ تر پیارا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزری۔

بَابُ كَيْفَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کس طرح تھی قسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی؟۔

فائدہ: یعنی جس کے ساتھ قسم کھانے پر ہمیشگی کرتے تھے یا اکثر اس کے ساتھ قسم کھاتے تھے اور جملہ جو اس باب میں مذکور ہے چار لفظ ہیں ایک والذی نفسی بیدہ اور اسی طرح نفس محمد بیدہ سو بعض کے ابتدا میں تو لا ہے اور بعض کی ابتدا میں اما ہے اور بعض کی ابتدا میں ایم اللہ ہے دوسرا لفظ لا ومقلب القلوب ہے تیسرا واللہ، چوتھا ورب

الکعبة اور واقع ہوا ہے رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک طبرانی کے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھاتے تھے تو کہتے تھے والذی نفسی بیدہ اور ابن ابی شیبہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم میں کوشش کرتے تھے تو یوں فرماتے تھے والذی نفس ابی القاسم بیدہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں قسم کھاتے تھے اشهد عند الله والذی نفسی بیدہ اور دلالت کی اس چیز نے جو سوائے تیسری کے ہے چار میں سے اس پر کہ نہیں مراد ہے نہی حلف بغیر اللہ سے خاص ہونا لفظ جلالت یعنی لفظ اللہ کے کا ساتھ اس کے بلکہ شامل ہے ہر اسم اور صفت اس کے کو جو خاص ہے ساتھ اس کے یعنی جو آیا ہے جو قسم کھانا چاہے تو سوائے اللہ کے کسی کی قسم نہ کھائے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ لفظ جلالت کے سوائے اللہ کے کسی اور اسم اور صفت سے قسم کھانی جائز نہیں بلکہ اللہ کے سب ناموں اور صفتوں سے قسم کھانا جائز ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے اور یہ ظاہر کلام مالکیہ اور حنفیہ کا ہے کہ تمام اسم اللہ کے جو وارد ہیں قرآن اور سنت صحیحہ میں اور اسی طرح صفات بھی صریح ہیں کہ منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے قسم اور واجب ہے واسطے مخالف اس کی کے کفارہ اور وہ ایک وجہ غریب ہے نزدیک شافعیہ کے اور ان کے نزدیک ایک اور وجہ ہے جو اس سے بھی غریب تر ہے کہ نہیں ہے اس سے کوئی چیز صریح مگر لفظ جلالت کا اور باب کی حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں اور مشہور نزدیک ان کے اور حنابلہ کے یہ ہے کہ اللہ کے نام تین قسم پر ہیں ایک قسم وہ ہیں جو خاص ہیں ساتھ اس کے مانند رحمٰن اور رب العالمین اور خالق الخلق کے سو وہ صریح ہے اور منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے برابر ہے کہ اللہ کا قصد کرے یا مطلق بولے دوسری وہ قسم ہے کہ اللہ پر بولی جاتی ہے اور کبھی اس کے غیر کے واسطے بھی بولی جاتی ہے لیکن ساتھ قید کے مانند رب کی اور حق کی سو منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے قسم مگر یہ کہ قصد کرے ساتھ اس کے غیر اللہ کا تیسری قسم وہ ہے جو بولی جاتی ہے برابر مانند حی اور موجود اور مومن کی سو اگر نیت ساتھ اس کے غیر اللہ کی ہو یا مطلق بولے بغیر نیت غیر اللہ کے تو نہیں ہے قسم اور اگر اس سے اللہ کی نیت کرے تو منعقد ہوتی ہے صحیح قول پر اور جب یہ قرار پا چکا تو مثل والذی نفسی بیدہ منصرف ہوتا ہے وقت اطلاق کے طرف اللہ کی جزما اور اگر اس سے غیر کی نیت ہو مانند ملک الموت کی مثلا تو نہیں خارج ہوتا ہے صراحت سے صحیح قول پر اور ملحق ہے ساتھ اس کے والذی فلق الحبة ومقلب القلوب اور بہر حال مثل والذی اعیدہ او سجدله او اصلی له تو یہ بھی صریح ہے جزما۔ (فتح)

وَقَالَ سَعْدٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ

اور کہا سعد رضی اللہ عنہ نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزری۔

وَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا

اور کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں قسم ہے اللہ کی اب اور کہا جاتا ہے

يُقَالُ وَاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ. واللہ و باللہ و تاللہ۔

فائدہ: یعنی یہ تینوں حرف قسم کے ہیں اور قرآن میں تینوں کے ساتھ قسم واقع ہوئی ہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی مشہور ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور منقول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ت کے ساتھ قسم صریح نہیں اس واسطے کہ اکثر لوگ اس کے معنی کو نہیں پہچانتے اور قسم خاص ہے ساتھ عرف کے اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے اس کلام کے بعد حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے اس طرف کہ اصل لاہا اللہ کی لا واللہ ہے سو ہا عوض ہے واؤ سے اور البتہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے ایک جماعت اہل لغت نے اور بعض نے کہا کہ خود ہا بھی حرف قسم کا ہے۔ (فتح)

٦١٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ.

٦١٣٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھی قسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لا ومقلب القلوب یعنی اکثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اسم کے ساتھ قسم کھاتے تھے۔

فائدہ: اور لا نفی ہے واسطے کلام سابق کے اور مقلب القلوب وہ مقسم بہ ہے اور معنی اس کے یہ ہیں قسم ہے دلوں کے پھیرنے والے کی اور مراد ساتھ پھیرنے دلوں کے پھیرنا ان کے اعراض اور احوال کا ہے نہ بدلنا دل کی ذات کا اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ اعمال قلب کے ارادوں اور خواہشوں اور باقی اعراض سے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے ہیں اور اس میں نام رکھنا ہے اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے اس کی صفات سے اس وجہ پر کہ اس کے ساتھ لائق ہے اور اس حدیث میں حجت ہے اس کے واسطے جو واجب کرتا ہے کفارے کو اس شخص پر جو قسم کھائے ساتھ کسی صفت کے صفات اللہ کی سے پھر قسم توڑے اور نہیں ہے نزاع اس کے اصل میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اس میں ہے کہ کون صفت سے قسم منعقد ہوتی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ اس صفت کے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں مانند مقلب القلوب کی کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانا ساتھ افعال اللہ کے جب کہ وصف کیا جائے ساتھ اس کے اور نہ ذکر کیا جائے اسم اس کا اور فرق کیا ہے حنفیہ نے درمیان قدرت اور علم کے سو انہوں نے کہا کہ اگر قسم کھائے اللہ کی قدرت سے تو منعقد ہوتی ہے قسم اس کی اور اگر قسم کھائے ساتھ علم کے تو نہیں منعقد ہوتی اس واسطے کہ تعبیر کی جاتی ہے ساتھ علم کے معلوم سے مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ﴾ اور جواب یہ ہے کہ اس جگہ مجاز ہے اگر تسلیم کیا جائے کہ مراد ساتھ اس کے معلوم ہے اور کلام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حقیقت میں ہے اور کہا راغب نے کہ تقلیب کرنا اللہ کا دلوں کو پھیرنا ان کا ہے ایک رائے سے دوسری رائے کی طرف اور نام رکھا گیا ہے انسان کے دل کا قلب واسطے بہت پھرنے اس کے کے اور تعبیر کی جاتی ہے ساتھ قلب کے معانی سے کہ خاص ہے ساتھ ان کے روح اور علم اور شجاعت

سے کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ دل ایک حصہ ہے بدن کا پیدا کیا ہے اس کو اللہ نے اور ٹھہرایا ہے اس کو واسطے انسان کے محل علم اور کلام وغیرہ صفات باطنہ کا اور ٹھہرایا ہے بدن کو محل تصرفات فعلیہ اور قولیہ کا اور تعین کیا ہے اس پر فرشتہ جو حکم کرتا ہے اس کو نیکی کا اور شیطان جو حکم کرتا ہے اس کو بدی کا سو عقل اپنے نور سے اس کو راہ دکھلاتی ہے اور ہوائے اپنے اندھیرے سے اس کو بہکاتی ہے اور قضا اور قدر داروغہ ہے سب پر اور دل بدلتا ہے نیک اور بد خیالوں سے اور بچتا وہ ہے جس کو اللہ بچائے۔ (فتح)

٦١٣٩۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَإِذَا هَلَكَ كِسْرٰی فَلَا كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُنفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

٦١٣٩۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوۃ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول ہے والذی نفسی بیدہ۔

٦١٤٠۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰی فَلَا كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتُنفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

٦١٤٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ البتہ دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے۔

فائدہ: یعنی روم اور ایران کے بادشاہوں کے خاندان میں بادشاہی نہ رہے گی اسلام کا عمل وہاں ہوگا یہ حدیث معجزہ ہے جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا چنانچہ ایران فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا اسلام کا لشکر پینتیس ہزار آدمی تھا ہر ہر آدمی کو بارہ ہزار درہم ملے تھے تو اس حساب سے کل خزانہ ایران کا بیالیس کروڑ ہوا اور اسی طرح روم بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح ہوا اور وہاں کا خزانہ بھی لشکر اسلام میں تقسیم ہوا اور اس حدیث کی شرح بھی علامت نبوۃ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔

٦١٤١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا.

۶۱۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

فائدہ: یعنی موت کی سختیاں اور قبر کے رنگ برنگ عذاب اور قیامت کی مصیبتیں اور دوزخ کی آفتیں اگر تم جانو کمال یقین سے جیسا کہ میں جانتا ہوں تو خواب خور بھول جاؤ خوشی پر غم غالب ہو جائے غفلت کا سبب ہے جو چین سے رہتے ہو اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر خاص ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معارف بصری اور قلبی کے اور کبھی اطلاع دیتا ہے اللہ آپ کے غیر کو امت کے خاص لوگوں سے لیکن بطور اجمال کے اور بہر حال تفصیل اس کی سو خاص کی گئی ہیں ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ نے آپ کو علم الیقین بھی دیا ہے اور عین الیقین بھی باوجود خوف قلبی کے اور حاضر رکھنے عظمت الٰہی کے ایسے طور سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور کسی میں یہ جمع نہیں ہوا اشارہ کرتا ہے اس طرف قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دوسری حدیث میں ہے کہ میں تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں اللہ کا اور زیادہ تر جاننے والا اس کو تم سے۔ (فتح)

٦١٤٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَّفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَّفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ يَا عُمَرُ.

۶۱۴۲۔ حضرت عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! البتہ آپ میرے نزدیک سب چیزوں سے زیادہ تر پیارے ہیں سوائے میری جان کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے یہاں تک کہ میں تیرے نزدیک تیری جان سے بھی زیادہ تر پیارا ہو جاؤں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا سو بیشک شان یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی البتہ اب آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ تر پیارے ہو گئے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! اب تو نے پہچانا سو بولا تو ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا یہاں تک کہ میں تیرے نزدیک تیری جان سے زیادہ تر پیارا ہوں یعنی نہیں کفایت کرتا ہے یہ واسطے پہنچنے کے بلند رتبے کو یہاں تک کہ جوڑے تو ساتھ اس کے جو مذکور ہوا اور بعض زاہدوں سے ہے یعنی نہیں سچا ہو گا تو میری محبت میں یہاں تک کہ تو مقدم کرے میری رضا کو اپنی خواہش پر اگرچہ تو اس میں ہلاک ہو جائے اور کہا خطابی نے کہ محبت رکھنا انسان کا اپنے نفس سے طبعی بات ہے اور غیر سے محبت رکھنا اختیاری امر ہے ساتھ توسط اسباب کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے حب اختیاری کا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی راہ طرف بدلنے طبائع کے اور تغیر کرنے ان کے پیدائشی چیز سے بنا بر اس کے پس جواب عمر رضی اللہ عنہ کا اول تھا بحسب طبع کے پھر تامل کیا سو پہچانا ساتھ استدلال کے کہ حضرت ﷺ اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ تر پیارے ہیں واسطے ہونے حضرت ﷺ کے سبب بیچ نجات نفس کے ہلاک کرنے والی چیزوں سے دنیا اور آخرت میں سو خبر دی اس چیز کی کہ تقاضا کیا اس کو اختیار نے اور اسی واسطے حاصل ہوا جواب ساتھ قول حضرت ﷺ کے الآن یا عمر کہ اب تو نے پہچانا اے عمر! اس چیز کو جو تجھ واجب تھی۔ (فتح)

٦١٤٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيْفُ الْأَجِيْرُ زَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ

٦١٤٣۔ حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت ﷺ کے پاس جھگڑا فیصل کروانے آئے سو دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ہمارا فیصلہ کیجیے اللہ کی کتاب سے اور کہا دوسرے نے اور وہ دونوں میں سے زیادہ بوجھ والا تھا ہاں یا حضرت! ہمارا فیصلہ کیجیے اللہ کی کتاب سے اور مجھ کو کلام کرنے کی اجازت ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کلام کر اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا کہا مالک نے اور عسیف کے معنی ہیں مزدور سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ بیشک میرے بیٹے پر سنگسار کرنا ہے تو میں نے اس کے عوض سو بکری اور اپنی ایک لونڈی دی یعنی اس کے خاوند کو پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بیشک میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگسار کرنا تو اس کی عورت پر ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں تم

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَّغَرَّبَهٗ عَامًا وَأُمِرَ أُنَيْسٌ الْأَسْلَمِیُّ أَنْ يَّأْتِیَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

دونوں میں اللہ کی کتاب سے حکم کروں گا بہرحال تیری بکریاں اور لونڈی سو تجھ کو پھیر دی جائیں اور اس کے بیٹے کو سو کوڑے مارے اور سال بھر شہر سے بدر کیا اور حکم کیا انیس رضی اللہ عنہ کو کہ دوسرے کی عورت کے پاس جائے سو اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرے اس نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حدود میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے خبردار ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔

٦١٤٤۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِیْ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِّنْ تَمِيْمٍ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَغَطَفَانَ وَأَسَدٍ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ إِنَّهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُمْ.

۶۱۴۴۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ کہ اگر قوم اسلم اور قوم غفار اور قوم مزینہ اور قوم جہینہ بہتر ہوں بنی تمیم کی قوم سے اور بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم سے تو کیا ان کو نقصان اور خسارا پڑا؟ لوگوں نے کہا ہاں! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ قوم یعنی اسلم وغیرہ بہتر ہیں ان قوموں سے یعنی بنی تمیم وغیرہ سے۔

فائدہ: ارأیتم یعنی مجھ کو خبر دو اور مراد ساتھ قوم اسلم کے اور جو ان کے ساتھ مذکور ہیں مشہور قبیلے ہیں اور اس حدیث کی شرح مبعث نبوی میں گزری اور مراد ساتھ اس کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بیچ اس کے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ قوم ان لوگوں سے بہتر ہیں اور مراد بہتر ہونا مجموع کا ہے مجموع پر اگرچہ جائز ہے کہ مفضول لوگوں میں بعض فرد افضل ہوں افضل لوگوں کے بعض فردوں سے۔ (فتح)

٦١٤٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ أَبِیْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِیِّ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا

۶۱۴۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو تحصیل زکوۃ وغیرہ پر عامل کر کے بھیجا پھر وہ جب عامل اپنے عمل سے فارغ ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو کہا یا حضرت! یہ تمہارا حق ہے اور یہ مجھ تحفہ دیا گیا تو

فَجَآءَ هُ الْعَامِلُ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ فَقَالَ لَهُ أَفَلَا قَعَدْتَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَأُمِّكَ فَنَظَرْتَ أَيُهْدٰى لَكَ أَمْ لَا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلَاةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنٰى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَأْتِيْنَا فَيَقُوْلُ هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ أَفَلَا قَعَدَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدٰى لَهُ أَمْ لَا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِّنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَآءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى عُنُقِهِ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا جَآءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَآءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَآءَ بِهَا تَيْعَرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ حَتّٰى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلٰى عُفْرَةِ إِبْطَيْهِ قَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلُوْهُ.

حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا سو دیکھتا کہ کیا تجھ کو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں پھر حضرت ﷺ دوپہر سے پیچھے نماز کے بعد خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو تشہد پڑھا اور تعریف کی اللہ کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد کیا حال ہے اس عامل کا کہ ہم اس کو عامل کرتے ہیں سو وہ ہمارے پاس آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ مال تمہارے عمل کا ہے اور یہ مجھ کو تحفہ دیا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں پھر دیکھتا کہ اس کو تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں سو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ نہ خیانت کرے گا تم میں سے کوئی چیز مگر کہ اس کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر آئے گا اگر اونٹ ہوگا تو اس کو لائے گا کہ اس کے واسطے آواز ہوگی اور گائے ہوگی تو اس کو لائے گا کہ اس کے واسطے آواز ہوگی اور اگر بکری ہوگی تو اس کے ساتھ آئے گا کہ آواز کرتی ہوگی سو میں نے اللہ کا پیغام پہنچایا، ابو حمید نے کہا پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ بیشک ہم دیکھتے ہیں حضرت ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کی طرف کہا ابو حمید نے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی میرے ساتھ یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے سو اس سے پوچھو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٦١٤٦۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ هُوَ ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ

٦١٤٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا.

٦١٤٧- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ يَقُوْلُ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَا شَأْنِيْ أَيُرٰى فِيَّ شَيْءٌ مَا شَأْنِيْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ وَتَغَشَّانِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا.

۶۱۴۷۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور حالانکہ آپ کعبے کے سائے میں تھے فرماتے تھے کہ وہ بڑا خسارا پانے والے ہیں قسم ہے رب کعبہ کی وہ بڑے خسارے والے ہیں قسم ہے رب کعبہ کی میں نے کہا اور کیا حال ہے میرا کیا میرے حق میں کوئی چیز دیکھی جاتی ہے کیا حال ہے میرا سو میں بیٹھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سو میں چپ نہ ہو سکا اور مجھ کو ڈھانکا جو اللہ نے چاہا یعنی میں بے اختیار ہوا سو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ خسارہ پانے والے کون ہیں؟ فرمایا وہ بڑے مالدار مگر وہ خسارہ پانے والا نہیں جو دے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزری۔

٦١٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِيْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ قُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ جَآءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّايْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ.

۶۱۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ البتہ میں آج رات کو نوے عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا کہ ان میں سے ہر ایک عورت لڑکا جنے گی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے ساتھ فرشتے نے اس سے کہا کہ کہہ اگر اللہ چاہے گا سو اس نے انشاء اللہ نہ کہا پھر اس نے ان سب عورتوں سے صحبت کی سو نہ حاملہ ہوئی ان میں سے مگر ایک عورت کہ آدھا آدمی جنی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو سب سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔

٦١٤٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَةٌ مِنْ حَرِيرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَدَاوَلُونَهَا بَيْنَهُمْ وَيَعْجَبُونَ مِنْ حُسْنِهَا وَلِيْنِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُونَ مِنْهَا قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا لَمْ يَقُلْ شُعْبَةُ وَإِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ.

٦١٤٩۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک ٹکڑا ریشمی تحفہ بھیجا گیا تو لوگوں نے اس کو ہاتھوں میں پھیرنا شروع کیا اور اس کی خوبی اور نرمی سے تعجب کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو اس ریشمی کپڑے کی نرمی سے؟ لوگوں نے کہا ہاں یا حضرت! فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ بہشت میں سعد رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے زیادہ تر عمدہ اور بہتر ہیں۔

فائدہ: یعنی دنیا کا اسباب اس لائق نہیں کہ اس کی خواہش کی جائے آخرت کی عمدگی طلب کرو، کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے نہیں کہا شعبہ نے اور اسرائیل نے ابو اسحاق سے والذی نفسی بیدہ۔

٦١٥٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خِبَائِكَ شَكَّ يَحْيَى ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خِبَائِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ

٦١٥٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے کہا یا حضرت! نہ تھے ان لوگوں میں سے جو زمین پر ہیں کوئی خیمہ والے کہ میرے نزدیک ان کا ذلیل ہونا زیادہ تر محبوب ہو آپ کے خیمے والوں سے یحییٰ راوی نے شک کیا ہے اخبائک کہا یا خبائک پھر نہیں صبح کی آج تنبو والوں نے کہ میرے نزدیک ان کا باعزت ہونا زیادہ محبوب ہو آپ کے خیمے والوں سے یعنی جب میں نے اسلام قبول نہ کیا تھا اس وقت مجھ کو مسلمانوں کے ساتھ تمام دنیا سے زیادہ تر دشمنی اور کینہ تھا اور اب جب میں نے اسلام قبول کیا اور اسلام لائی تو اب میرے نزدیک مسلمان لوگ سب سے زیادہ تر پیارے ہیں تو حضرت ﷺ نے کہا کہ تجھ کو اس سے بھی زیادہ محبت ہوگی قسم

قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ قَالَ لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ.

ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے ہند نے کہا یا حضرت! بیشک ابو سفیان (میرا خاوند) بڑا بخیل مرد ہے بقدر حاجت کے خرچ نہیں دیتا تو کیا مجھ پر کچھ گناہ ہے کہ میں اپنے عیال کو اس کے مال سے کھلاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں مگر موافق دستور کے خرچ کرنا درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نفقات میں گزری۔

٦١٥١۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضِيْفٌ ظَهْرَهُ إِلٰى قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ يَمَانٍ إِذْ قَالَ لِأَصْحَابِهِ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ أَفَلَمْ تَرْضَوْا أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

٦١٥١۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ یمانی چمڑے کے خیمے سے تکیہ کیے تھے کہ اچانک اپنے اصحاب سے کہا کہ بھلا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشتیوں کی چوتھائی ہو؟ اصحاب نے کہا کیوں نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو؟ اصحاب نے کہا کیوں نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے بیشک میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں کے آدھے ہو گے۔

٦١٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٦١٥٢۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد سے سنا پڑھتا تھا قل ھو اللہ احد اس کو پھر پھر پڑھتا تھا سو جب صبح ہوئی تو حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے یہ حال ذکر کیا اور جیسے وہ مرد کم گمان کرتا تھا اس پڑھنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ سورہ قل ھو اللہ احد قرآن کی تہائی کے برابر ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزری۔

٦١٥٣۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِّنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ.

۶۱۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ رکوع اور سجدہ پورا کیا کرو سوقسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں تم کو اپنی پس پشت سے دیکھتا ہوں جب کہ تم رکوع کرتے ہو اور جب کہ تم سجدہ کرتے ہو۔

٦١٥٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا أَوْلَادٌ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنَّكُمْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ.

۶۱۵۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی اولاد تھی سو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک تم میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیاری ہو یہ تین بار کہا۔

فائدہ: ان حدیثوں میں جواز حلف کا ہے ساتھ اللہ کے یعنی اللہ کے ساتھ قسم کھانا جائز ہے اور ایک قوم نے کہا کہ مکروہ ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ﴾ اور اس واسطے کہ اکثر اوقات عاجز ہو جاتا ہے اس کے ساتھ وفا کرنے سے اور جو اس باب میں وارد ہوا ہے وہ محمول ہے اس پر جب کہ ہو طاعت میں یا اس کی حاجت ہو یا مانند تاکید امر کے اور یا تعظیم اس شخص کے جو تعظیم کا مستحق ہو یا بیچ دعویٰ کے نزدیک حاکم کے اور ہو سچا۔ (فتح)

بَابٌ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ

نہ قسم کھاؤ اپنے باپوں کی

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ روایت ابن دینار کا ہے لیکن وہ مختصر ہے اور البتہ روایت کی نسائی اور ابوداؤد نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ نہ قسم کھایا کرو اپنے باپوں کی اور نہ اپنی ماؤں کی اور نہ بتوں کی اور نہ قسم کھایا کرو مگر اللہ کی۔ (فتح)

٦١٥٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَقَالَ أَلَا إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ.

۶۱۵۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پایا اس حالت میں کہ وہ چند سواروں میں چلتا تھا اپنے باپ کی قسم کھاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تم کو منع کرتا ہے باپوں کی قسم کھانے سے جو قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوائے اللہ کے کسی کی قسم درست نہیں نہ اپنے باپ دادا کی نہ اور کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے میرے پیچھے سے کہا کہ نہ قسم کھایا کرو اپنے باپوں کی سو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی مسیح کی قسم کھائے تو ہلاک ہو اور حالانکہ مسیح تمہارے باپوں سے بہتر ہے اور یہ مرسل ہے قوی اپنے شواہد سے اور روایت کی ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے سنا ایک مرد سے کہتا ہے قسم ہے کعبے کی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کے سوائے کسی چیز کی قسم نہ کھایا کر اس واسطے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو سوائے اللہ کے کسی اور چیز کی قسم کھائے وہ کافر یا مشرک ہو جاتا ہے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور تعبیر ساتھ قول اپنے کے کہ کافر یا مشرک ہو جاتا ہے واسطے مبالغہ کرنے کے ہے زجر اور تغلیظ میں یعنی فی الواقع کافر نہیں ہوتا اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو اس کے حرام ہونے کا قائل ہے اور کہا علماء نے کہ اللہ کے سوائے قسم سے جو منع فرمایا تو اس میں راز یہ ہے کہ کسی چیز کی قسم کھانی تقاضا کرتی اس کے تعظیم کو اور عظمت در حقیقت فقط تنہا اللہ ہی کے واسطے ہے اور ظاہر حدیث کا تخصیص قسم کی ہے ساتھ اللہ کے خاص یعنی صرف اللہ ہی کی قسم کھانی درست ہے لیکن اتفاق ہے علماء کا کہ قسم منعقد ہوتی ہے ساتھ اللہ کے اور اس کی ذات اور صفات کے اور اختلاف ہے بیچ منعقد ہونے اس کے ساتھ بعض صفات کے کما سبق اور گویا کہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باللہ ذات اس کی نہ خصوص لفظ اللہ کا اور سوائے اس کے اور چیز کے ساتھ قسم کھانا سو ثابت ہو چکا ہے منع بیچ اس کے اور کیا یہ منع واسطے تحریم کے ہے دو قول میں نزدیک مالکیہ کے اسی طرح کہا ہے ابن دقیق العید نے اور مشہور نزدیک ان کے کراہت ہے اور حنابلہ کے نزدیک بھی خلاف ہے لیکن مشہور ان کے نزدیک حرام ہونا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ظاہریہ نے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اللہ کے سوائے کسی چیز کی قسم کھانا بالاجماع جائز نہیں اور مراد اس کی ساتھ نفی جواز کے کراہت ہے عام تر تحریم اور تنزیہ سے اور خلاف مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے بسبب قول شافعی رحمہ اللہ کے کہ میں ڈرتا ہوں کہ قسم لغیر اللہ گناہ ہو سو اس

میں اشعار ہے ساتھ تردد کے اور جمہور اصحاب اس کے اس پر ہیں کہ وہ تنزیہ کے واسطے ہے اور کہا امام الحرمین نے کہ مذہب قطع ہے ساتھ کراہت کے اور جزم کیا ہے اس کے غیر نے ساتھ تفصیل کے سو اگر اعتقاد کرے محلوف فیہ میں تعظیم کا جو اللہ کے حق میں اعتقاد رکھتا ہے تو حرام ہے قسم کھانا اس کے ساتھ اور وہ اس اعتقاد سے کافر ہو جاتا ہے اور اسی پر محمول ہے حدیث مذکور کہ جو اللہ کے سوائے کسی اور چیز کی قسم کھائے وہ کافر ہو جاتا ہے اور بہر حال اگر قسم کھائے سوائے اللہ کے کسی اور چیز کی اور چیز کے ساتھ اعتقاد تعظیم محلوف بہ جو اس کے لائق ہو تو اس کے ساتھ کافر نہیں ہوتا اور نہیں پکی ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے کہا ماوردی نے نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ قسم دے کسی کو ساتھ غیر اللہ کے نہ ساتھ طلاق کے اور نہ ساتھ عتاق کے اور نہ نذر کے اور جب قسم دے حاکم کسی کو ساتھ کسی چیز کے سوائے اللہ کے تو واجب ہے معزول کرنا اس کا واسطے جہالت اس کی کے۔ (فتح)

٦١٥٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِرًا وَّلَا آثِرًا قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ يَأْثُرُ عِلْمًا تَابَعَهٗ عُقَيْلٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ.

٦١٥٦۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بیشک اللہ تم کو منع کرتا ہے اپنے باپوں کی قسم کھانے سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ان کی قسم نہیں کھائی جب سے میں نے حضرت ﷺ سے سنا نہ جان بوجھ کر اور نہ بطور حکایت کے اپنے غیر کی طرف سے اور کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ یعنی کوئی روایت کرتا ہو علم کی متابعت کی اس کی عقیل اور زبیدی اور اسحاق نے زہری سے اور کہا ابن عیینہ نے اور معمر نے زہری سے سالم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا قول مذکور۔

فائدہ: اثر کے معنی علامت بھی ہیں اور بقیہ بھی اور حکایت اور روایت بھی اور جزم کیا ہے ابن تین نے اپنی شرح میں کہ ذاکرا ماخوذ ہے ذکر بالکسر سے یعنی نہ میں نے اپنی طرف سے قسم کھائی اور نہ دوسرے کی طرف سے نقل کیا کہ وہ اس نے اس کی قسم کھائی کہا داؤدی نے کہ مراد یہ ہے کہ نہ میں نے ان کی قسم کھائی اور نہ میں نے غیر کی قسم ذکر کی جو اس نے باپوں کی قسم کھائی تھی اور اس میں اشکال ہے کہ کلام عمر رضی اللہ عنہ کا تقاضا کرتا ہے کہ انہوں نے ایسی قسم زبان پر لانے سے مطلق پرہیز کیا سو کس طرح زبان پر لائے اس کو اس قصے میں تو جواب یہ ہے کہ یہ معاف ہے واسطے

ضرورت کے حکم پہچانے کے۔ (فتح)

٦١٥٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَآئِكُمْ.

٦١٥٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کھایا کرو قسم اپنے باپوں کی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں زجر ہے قسم کھانے سے ساتھ غیر اللہ کے یعنی اللہ کے سوائے اور چیز کے قسم کھانا سخت گناہ ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی قسم عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ باپوں کے واسطے وارد ہونے اس کے اوپر سبب مذکور کے یا خاص کی گئی واسطے ہونے اس کے غالب اوپر اس کے واسطے دلیل قول اس کے دوسری روایت میں کہ قریش کا دستور تھا کہ اپنے باپوں کی قسم کھاتے تھے اور دلالت کرتا ہے عام کرنے پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو قسم کھانا چاہے تو اللہ کے سوائے کسی چیز کے قسم نہ کھائے اور بہرحال جو وارد ہوا ہے قرآن میں اللہ کے سوائے اور چیز کی قسم کھانے سے تو اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ اس میں حذف ہے دوم یہ کہ خاص ہے ساتھ اللہ کے سو جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات سے کسی چیز کی تعظیم کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی قسم کھاتا ہے اور اللہ کے سوائے اور کسی کو یہ جائز نہیں اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گنوار کے واسطے فرمایا افلح وابیه ان صدق تو اس کا جواب کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ جاری ہوا کرتا تھا یہ لفظ ان کی زبان پر بغیر قصد قسم کے اور منع تو صرف اس کے حق میں ہے جو قصد کرے حقیقت قسم کا اور طرف اس کی میل کی ہے بیہقی نے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ ہے جواب پسندیدہ دوم یہ کہ قسم واقع ہوتی ہے ان کی کلام میں دو وجہ پر ایک تعظیم کے واسطے دوسری تاکید کے واسطے اور منع سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول سے ہے، سوم یہ کہ اول اسلام میں یہ جائز تھا پھر منسوخ ہوا کہا ہے اس کو ماوردی نے اور حکایت کیا ہے اس کو بیہقی نے، چہارم یہ کہ جواب میں حذف ہے تقدیر یہ ہے افلح ورب ابیه کہا ہے یہ بیہقی نے، پنجم یہ کہ یہ تعجب کے واسطے ہے اور کہا منذری نے کہ دعویٰ نسخ کا ضعیف ہے واسطے امکان جمع کے اور عدم تحقیق تاریخ کے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ کے سوائے کسی اور چیز کی قسم کھائے اس کی قسم منعقد نہیں ہوتی برابر ہے کہ ہو محلوف بہ مستحق تعظیم کا واسطے اور معنی کے سوائے عبادت کے مانند پیغمبروں اور فرشتوں اور علماء اور صالحوں کے اور بادشاہوں اور باپ دادوں اور کعبے کے یا مستحق تعظیم کا نہ ہو مانند عام لوگوں کی یا مستحق تحقیر اور ذلیل کرنے کا ہو مانند شیطانوں اور بتوں اور باقی سب چیزوں جو اللہ کے سوائے پوجی جاتی ہیں اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض حنبلیوں نے قسم کھانے کو ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا انہوں نے کہ منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے اور واجب ہے کفارہ ساتھ توڑنے اس کے

کے اس واسطے کہ وہ رکن ہے کلمہ شہادت کا اور نہیں تمام ہوتی ہے شہادت مگر ساتھ اس کے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ اگر میں ایسا کروں تو یہودی ہوں یا نصرانی یا کافر کہ اس کی قسم اس کے ساتھ منعقد ہو جاتی ہے اور جب کرے تو واجب ہوتا ہے اس پر کفارہ اور البتہ منقول ہے یہ حنفیہ اور حنابلہ سے اور وجہ دلالت کی حدیث سے اس پر یہ ہے کہ اس نے نہیں قسم کھائی ساتھ اللہ کے اور نہ اس چیز کے کہ قائم مقام ہے اس کے بیچ اس امر کے وسیاتی مزید ذلك اور اس حدیث میں ہے کہ جو کہے کہ میں نے قسم کھائی کہ اس طرح کروں گا تو نہیں ہوتی ہے قسم اور حنفیہ کے نزدیک قسم ہے اور اسی طرح کہا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے لیکن شرط ہے کہ اس کی نیت اس سے اللہ کی قسم کی ہو اور یہ باوجہ ہے اور کہا ابن منذر نے کہ اختلاف کیا ہے اہل علم نے کہ اللہ کے سوائے اور چیز کی قسم کھانا کس سبب سے جائز نہیں سو کہا ایک گروہ نے کہ منع خاص ہے ساتھ ان قسموں کے کہ کفر کے زمانے میں لوگ اس کے ساتھ قسم کھاتے تھے واسطے تعظیم غیر اللہ کے مانند لات اور عزیٰ کے اور باپوں کی جو ایسی قسم کھائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے اور بہر حال جو رجوع کرے طرف تعظیم اللہ کے مانند قول اس کے کی قسم ہے حق النبی کی اور قسم ہے اسلام کی اور حج کی اور ہدی کی اور صدقہ کی اور عتق کی اور جو ان کے مانند ہے اور اس قسم سے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم اللہ کی ہے اور قربت اس کی تو نہیں ہے داخل بیچ نہی کے اور قائل ہے ساتھ اس کے ابو عبید اور ایک گروہ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے اصحاب سے واجب کرنے ان کے سے قسم کھانے والے پر ساتھ عتق اور ہدی کے اور صدقہ کے وہ چیز جو واجب کی انہوں نے باوجود اس کے کہ وہ راوی ہیں نہی مذکور کے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ یہ نہی ان کے نزدیک عموم پر نہیں اس واسطے کہ اگر عام ہوتی تو اس سے منع کرتے اور اس میں کچھ چیز واجب نہ کرتے اور تعقب کیا ہے اس کا ابن عبدالبر نے ساتھ اس کے کہ ذکر کرنا ان چیزوں کا اگرچہ بصورت قسم کے ہے لیکن وہ درحقیقت قسم نہیں ہے اور نہیں ہے قسم درحقیقت مگر اللہ کی کہا مہلب نے کہ عرب لوگوں کا دستور تھا کہ اپنے باپوں اور باطل معبودوں کی قسمیں کھایا کرتے تھے سو اللہ نے چاہا کہ اس بات کو ان کے دلوں سے منسوخ کرے اور بھلا دے ان کو ذکر ہر چیز کا کہ سوائے اللہ کے ہے اس واسطے کہ وہی ہے حق معبود سو نہیں ہوتی ہے قسم مگر ساتھ اس کے اور قسم کھانا ساتھ مخلوقات کے بیچ حکم باپوں کے ہے اور کہا طبری نے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی جو باب میں ہے کہ نہیں منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اللہ کے اور جو قسم کھائے ساتھ کعبے کے یا آدم علیہ السلام کے یا جبریل علیہ السلام کے اور مانند اس کی کے تو نہیں منعقد ہوتی ہے قسم اس کی اور لازم ہے اس پر استغفار اس واسطے کہ اس نے منہی عنہ چیز پر جرأت کی اور نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے اور بہر حال جو واقع ہوا ہے قرآن میں قسم کھانا ساتھ بعض مخلوقات کے تو کہا شعبی نے کہ خالق قسم کھائے جس کی چاہے اپنی مخلوقات سے اور مخلوق نہ قسم کھائے مگر خالق کی اور اللہ کی قسم کھا کر توڑنا میرے نزدیک بہتر ہے غیر اللہ کی قسم کھا کر بنا کرنے سے اور آیا ہے مثل اس کی

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قسم کھائی اللہ نے ساتھ بعض مخلوقات اپنی کے تا کہ تعجب میں ڈالے مخلوقین کو اور معلوم کروائے ان کو قدرت اپنی واسطے عظیم ہونے شان ان کے کی نزدیک ان کے اور واسطے دلالت کرنے ان کے اپنے خالق پر اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اس شخص پر کہ واجب ہو اس کے واسطے قسم دوسرے پر بیچ حق کے کہ اس پر ہو یہ کہ نہ قسم کھائے اس کے واسطے مگر اللہ کی سو اگر قسم کھائے اس کے واسطے ساتھ غیر اللہ کے تو نہیں ہوتی ہے یہ قسم اگر چہ کہے کہ میں نے محلوف بہ کے رب کی نیت کی تھی اور کہا ابن ابی ہبیرہ نے کہ اجماع ہے اس پر کہ قسم منعقد ہے ساتھ اللہ کے اور ساتھ تمام اسمائے حسنٰی کے اور ساتھ صفات ذات اس کی کے مانند عزت اس کی کے اور جلال اس کی کے اور علم اس کی کے اور قدرت اس کی کے اور مستثنیٰ کیا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم اللہ کا کہ وہ اس کے نزدیک قسم نہیں اور اسی طرح حق اللہ کا اور اتفاق ہے کہ نہ قسم کھائے ساتھ معظم غیر اللہ کی مانند پیغمبر کی اور کہا عیاض نے نہیں خلاف ہے فقہاء کے درمیان کہ قسم ساتھ اسموں اللہ کے اور صفات اس کی کے لازم ہے مگر جو آیا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اگر صفات کے ساتھ قسم کھائے تو اس میں قسم کی نیت کرنا شرط ہے ورنہ کفارہ نہیں اور تعقب کیا گیا ہے اطلاق اس کا شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاجت نیت کی نزدیک اس کے اس چیز میں ہے کہ صحیح ہے اطلاق اس کا اللہ پر بھی اور اس کے غیر پر بھی اور بہر حال وہ چیز کہ نہیں اطلاق کی جاتی بیچ معرض تعظیم کے شرعا مگر اسی پر تو منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے اور واجب ہے کفارہ اگر توڑے مانند مقلب القلوب اور خالق الخلق اور رازق کل حی اور رب العالمین اور مانند اس کی کے اور یہ بیچ حکم صریح کے ہے اور جو قرآن کی قسم کھائے اس کی قسم منعقد نہیں ہوتی۔ (فتح)

٦١٥٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ إِلَى الطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهُ فَقَالَ قُمْ فَلَأُحَدِّثَنَّكَ عَنْ ذَاكَ إِنِّي أَتَيْتُ

٦١٥٨۔ حضرت زہدم سے روایت ہے کہ اس گروہ جرم اور اشعریوں کے درمیان دوستی اور برادری تھی سو ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو ان کے پاس کھانا لایا گیا کہ اس میں مرغ کا گوشت تھا اور ان کے پاس ایک مرد تھا قوم بنی تیم اللہ سے سرخ رنگ والا جیسے آزاد غلاموں سے تھا تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کی طرف بلایا تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا سو میں نے اس کو مکروہ جانا یعنی میری طبیعت کو اس سے کراہت آئی تو میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اٹھ سو میں تجھ سے اس امر میں حدیث بیان کرتا ہوں کہ بیشک میں چند

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ وَاللهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا أَتَيْنَاكَ لِتَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَكَ مَا تَحْمِلُنَا فَقَالَ إِنِّيْ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللهَ حَمَلَكُمْ وَاللهِ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

اشعری لوگوں میں حضرت ﷺ کے پاس آیا آپ سے سواری مانگنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تجھ کو سواری نہ دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں پھر حضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو حضرت ﷺ نے ہمارا حال پوچھا سو فرمایا کہ کہاں ہیں اشعری لوگ؟ تو حکم کیا ہمارے واسطے پانچ اونٹوں کا جو سفید کوہان والے تھے سو جب ہم لے کر چلے تو ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا حضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے اور آپ کے پاس سواری بھی نہ تھی پھر حضرت ﷺ نے ہم کو سواری دی ہم نے حضرت ﷺ کو اپنی قسم سے غافل کیا یعنی شاید حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے قسم ہے اللہ کی کہ ہم مراد کو نہ پہنچیں گے تو ہم حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہم آپ سے سواری مانگنے کو آئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہیں دیں گے اور آپ کے پاس سواری بھی نہ تھی جس پر ہم کو سوار کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے خلاف کو بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ باب کی حدیث میں ترجمہ کے مطابق ہیں لیکن حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی اس کے مطابق نہیں لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ خبر دی حضرت ﷺ نے اپنی قسم سے کہ وہ کفارے کو چاہتی ہے اور جس کا کفارہ مشروع ہے وہ قسم وہی ہے جس میں اللہ کی قسم ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ نہ قسم کھاتے تھے حضرت ﷺ مگر ساتھ اللہ تعالیٰ کے۔ (فتح)

بَابٌ لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَلَا بِالطَّوَاغِيْتِ.

نہ قسم کھائے لات اور عزیٰ کی اور نہ بتوں کی۔

فائدہ: بہرحال قسم کھانا ساتھ لات اور عزیٰ کے سو ذکر کیا گیا ہے باب کی حدیث میں اور بہرحال قسم کھانا ساتھ بتوں کے سو واقع ہوا ہے اس حدیث میں کہ روایت کی مسلم اور نسائی وغیرہ نے عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ نہ قسم کھایا کرو بتوں کی اور نہ اپنے باپوں کی اور عطف طواغیت کا لات اور عزیٰ پر واسطے مشترک ہونے کل کے ہے معنی میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا گیا بتوں کی قسم کھانے والا ساتھ کہنے لا الہ الا اللہ کے اس واسطے کہ وہ صورت تعظیم بت کی ہے کہ اس نے اور اس کی قسم کھائی کہا جمہور علماء نے کہ جو قسم کھائے لات اور عزیٰ کی یا ان کے سوائے کسی اور بت کی یا کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا اسلام سے بیزار ہوں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں تو نہیں منعقد ہوتی قسم اس کی اور لازم ہے اس پر کہ اللہ سے استغفار کرے اور نہیں ہے کفارہ اوپر اس کے اور مستحب ہے کہ کہے لا الہ الا اللہ اور حنفیہ سے روایت ہے کہ واجب ہے کفارہ مگر اس کے اس قول میں کہ میں بدعتی ہوں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ واجب کرنے کفارے کے ظہار کرنے والے پر باوجود اس کے کہ ظہار منکر بات اور زور ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا اور قسم کھانا ساتھ ان چیزوں کے منکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے اس حدیث میں مگر حکم ساتھ کہنے لا الہ الا اللہ کے اور نہیں ذکر کیا گیا اس میں کفارہ اور اصل عدم اس کا یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اور بہرحال قیاس کرنا ظہار پر سو صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں واجب کیا انہوں نے اس میں کفارہ ظہار کا اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے کئی چیزوں کو جن میں انہوں نے بالکل کفارہ واجب نہیں کیا باوجود اس کے کہ وہ منکر اور جھوٹی بات ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں کہ قسم کھانا اس چیز کی کہ ذکر کی گئی حرام ہے واجب ہے اس سے توبہ کرنا اور اسی طرح کہا ہے ماوردی نے اور نہیں تعرض کیا ہے انہوں نے واسطے وجوب کہنے لا الہ الا اللہ کے اور حالانکہ یہ ظاہر حدیث کا ہے اور کہا بغوی نے شرح السنہ میں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ نہیں ہے کفارہ اس شخص پر جو قسم کھائے ساتھ غیر اسلام کے اگرچہ گنہگار ہوتا ہے ساتھ اس کے لیکن لازم ہے اس پر توبہ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اس کو ساتھ کلمہ توحید کے سو اشارہ کیا اس طرف کہ عقوبت اس کی خاص ہے ساتھ گناہ اس کے اور نہیں واجب کی اس پر اس کے مال میں کچھ چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے اس کو ساتھ کلمہ توحید کے اس واسطے کہ قسم کھانی ساتھ لات اور عزیٰ کے مشابہ ہے کفار کے سو اس کو حکم کیا کہ توحید کے ساتھ تدارک کرے اور کہا طیبی نے کہ حکمت بیچ ذکر کرنے قمار کے بعد قسم لات اور عزیٰ کے یہ ہے کہ جو لات کی قسم کھائے وہ کفار کے موافق ہوا ان کی قسم میں سو حکم کیا گیا ساتھ توحید کے اور جس نے جوئے کی طرف بلایا وہ موافق ہوا ان کو ان کی کھیل میں سو حکم کیا کہ اس کا کفارہ تصدق کرنا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جو کھیل کی طرف بلائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ صدقہ کرے اور جو کھیلے اس کے حق میں بطریق اولیٰ مؤکد ہے۔ (فتح)

٦١٥٩۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

٦١٥٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہہ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ صدقہ کرے۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ وَإِنْ لَّمْ يُحَلَّفْ

جو قسم کھائے چیز پر اگرچہ قسم نہ دیا جائے

فائدہ: باب كيف كان يمين النبي ﷺ میں اس کی مثالیں بہت گزر چکی ہیں اور وہ ظاہر ہیں بیچ اس کے۔

٦١٦٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَلْبَسُهُ فَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ فَصَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمٰى بِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

٦١٦٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کو پہنتے تھے سو اس کا نگینہ ہتھیلی کی اندر کی طرف کیا اور لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں پھر منبر پر بیٹھے اور اس کو اتارا سو فرمایا کہ بیشک میں نے اس انگوٹھی کو پہنا تھا اور اس کا نگینہ اندر کی طرف کرتا تھا سو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا پھر فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینکیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر طلب کے قسم کھانا درست ہے کہ حضرت ﷺ نے بغیر طلب قسم کھائی اور بعض شافعیہ نے مطلق کہا ہے کہ قسم کھانا بغیر طلب کے مکروہ ہے اس چیز میں کہ عبادت نہ ہو اور اولیٰ یہ ہے کہ تعبیر کی جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں مصلحت ہو کہا ابن منیر نے کہ مقصود ترجمہ کا یہ ہے کہ خارج ہو مثل اس کی اللہ کے اس قول سے ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ﴾ یعنی اس کی ایک تاویل پر تا کہ نہ خیال کیا جائے کہ قسم کھانے والا بغیر طلب قسم کے مرتکب ہے نہی کا سو اشارہ کیا اس طرف کہ نہی خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہ ہو اس میں قصد صحیح مانند تاکید حکم کے جیسا کہ وارد ہوا ہے باب کی حدیث میں کہ سونے کی انگوٹھی کا پہننا منع ہے۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يَنْسُبْهُ إِلَى الْكُفْرِ

جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی قسم کھائے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور اس کو کفر کی طرف منسوب نہیں کیا۔

فائدہ: ملت کے معنی ہیں شریعت اور وہ نکرہ ہے بیچ سیاق شرط کے سو عام ہوگا تمام دینوں کو اہل کتاب سے مانند یہودیت اور نصرانیت کے اور جو لاحق ہیں ساتھ ان کے مجوسیوں اور صابئہ اور بت پرستوں اور دہریہ اور معطلہ اور شیطانوں اور فرشتوں وغیرہ سے اور نہیں جزم کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے کہ کیا اس کی قسم کھانے والا کافر ہو جاتا ہے یا نہیں لیکن اس کا تصرف چاہتا ہے کہ وہ اس سے کافر نہ ہو اس واسطے کہ معلق کیا ہے اس نے اس حدیث کو کہ جو لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور نہیں منسوب کیا اس کو طرف کفر کے اور تمام حجت پکڑنے کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ حضرت ﷺ نے اقتصار کیا ہے اوپر حکم کے ساتھ کہنے لا الہ الا اللہ کے اور اگر یہ کفر کو تقاضا کرتا تو البتہ حکم کرتے اس کو ساتھ تمام دونوں شہادت کے اور تحقیق مسئلے میں آئندہ تفصیل ہے اور موصول کیا ہے اس حدیث کو اگلے باب میں اور کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اس کے حق میں جو کہے کہ میں کافر ہوں اللہ کا اگر اس طرح کروں پھر اس کام کو کرے سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عطاء رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ اور جمہور فقہاء شہروں کے نے کہ نہیں کفارہ اوپر اس کے اور نہیں ہوتا ہے کافر مگر یہ کہ اس کے دل میں یہ بات ہو اور کہا اوزاعی اور ثوری اور حنفیہ اور احمد اور اسحاق نے کہ وہ قسم ہے اور اس پر کفارہ ہے اور کہا ابن منذر نے کہ قول اول اصح ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ کے کہ جو لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور نہیں ذکر کیا حضرت ﷺ نے کفارے کو اور اسی واسطے کہا کہ جو اسلام کے سوائے اور کسی دین کی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا کہ اس نے کہا سو مراد حضرت ﷺ کی اس میں تغلیظ اور تشدید ہے تاکہ نہ جرأت کرے کوئی اوپر اس کے۔ (فتح)

٦١٦١۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

٦١٦١۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا اور جو اپنی جان کو کسی چیز سے مارے گا تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی سے عذاب ہوگا اور ایماندار کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے اور جو کسی ایماندار کو کافر کہے تو وہ اس کے قتل کرنے کے برابر ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا یعنی جو جھوٹی قسم کھائے اس طرح کہ اگر میں نے اس طرح کیا ہو یا کروں تو وہ شخص یہودی ہے یا نصرانی یا ہندو تو جیسے اس نے قسم کھائی ویسا ہی ہو گیا یعنی یہودی یا نصرانی کہا ابن دقیق العید نے کہ حلف ساتھ شے کے حقیقۃً وہ قسم ہے اور داخل کرنا بعض حروف قسم کا اوپر اس کے مانند قول اس کے کی واللہ والرحمٰن اور کبھی تعلیق بالشی کو بھی قسم کہتے ہیں مانند قول اس کے کی من حلف بالطلاق اور مراد تعلیق طلاق ہے اور اس کو حلف کہا گیا واسطے مشابہ ہونے اس کے کی ساتھ قسم کے بیچ تقاضا کرنے حث اور منع کے اور جب یہ مقرر ہوا تو احتمال ہے کہ مراد دوسرے معنی ہوں واسطے قول حضرت ﷺ کے جھوٹا جان بوجھ کر اور کذب داخل ہوتا ہے قضیہ اخباریہ میں کہ کبھی اس کا مقتضی واقع ہوتا ہے اور کبھی نہیں واقع ہوتا اور یہ برخلاف ہمارے کے ہے واللہ اور جو اس کے مشابہ ہے سو نہیں ہے اخبار ساتھ اس کے امر خارجی سے بلکہ وہ واسطے انشاء قسم کے ہے سو ہو گی صورت حلف کی اس جگہ دو وجہ پر ایک یہ کہ متعلق ہو ساتھ مستقبل کے جیسے کہے کہ اگر وہ ایسا کرے تو یہودی ہے دوسرا متعلق ہے ساتھ ماضی کے جیسے کہے کہ اگر اس نے ایسا کیا ہو تو وہ یہودی ہے اور کبھی استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو اس میں کفارہ نہیں دیکھتا اس واسطے کہ اس میں کفارہ ذکر نہیں کیا بلکہ ٹھہرایا مرتب اس کے کذب پر قول اپنے کو فھو کما قال کہا ابن دقیق العید نے کہ نہیں کافر ہوتا ماضی کی صورت میں مگر یہ کہ اس کا مقصود تعظیم ہو اور اس میں خلاف ہے نزدیک حنفیہ کے اس واسطے کہ وہ اختیار کرتا ہے معنی کو سو ہو گیا جیسے کہا وہ یہودی ہے اور بعض نے ان میں سے کہا کہ اگر نہ جانتا ہو کہ وہ قسم ہے تو نہیں کافر ہوتا اور اگر جانتا ہو کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اس کے توڑنے سے تو کافر ہو جاتا ہے اس واسطے کہ وہ کفر کے ساتھ راضی ہوا جب کہ اقدام کیا اس نے فعل پر اور کہا بعض شافعیہ نے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ اس پر کفر کا حکم کیا جائے جب کہ جھوٹا ہو اور تحقیق تفصیل ہے سو اگر اس نے اعتقاد کیا ہو تعظیم اس چیز کی کہ اس نے ذکر کی تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر قصد کیا ہو حقیقت تعلیق کا تو نظر کی جائے سو اگر اس نے ارادہ کیا ہو کہ اس کے ساتھ متصف ہو تو کافر ہو جاتا ہے اس واسطے کہ ارادہ کفر کا کفر ہے اور اگر ارادہ کیا ہو دور ہونے کا اس سے تو نہیں کافر ہوتا لیکن کیا یہ اس پر حرام ہے یا مکروہ تنزیہ مشہور یہ ہے کہ تنزیہ ہے اور یہ جو فرمایا کاذبا متعمدا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر قسم کھانے والا اگر دل سے ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اور وہ کاذب ہو بیچ تعظیم اس چیز کے کہ نہیں اعتقاد رکھتا ہے اس کی تعظیم کا تو نہیں کافر ہوتا اور اگر اس دین کو اعتقاد کر کے قسم کھائی ہو اس کو حق جان کر تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر اس کی تعظیم کے واسطے کیا ہو تو احتمال ہے میں کہتا ہوں اور مقدوح ہے ساتھ اس کے کہ کہا جائے کہ اگر ارادہ کیا ہو اس کی تعظیم کا باعتبار اس چیز کے کہ نسخ سے پہلے تھی تو بھی کافر نہیں ہوتا اور واسطے قول اس کے کی کاذبا متعمدا شاہد ہے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے کہ جو کہے کہ میں بیزار ہوں اسلام سے سو اگر وہ جھوٹا ہو تو ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا

کہ اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو نہیں پھرتا ہے اسلام کی طرف سلامت یعنی جب کہ اس کے ساتھ قسم کھائے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے تفصیل مذکور کی اور خاص کیا جاتا ہے ساتھ اس کے عموم حدیث ماضی کا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کلام کے تہدید اور مبالغہ وعید میں نہ حکم اور گویا کہ کہا کہ وہ مستحق ہے مثل عذاب اس شخص کی جو اعتقاد کرتا ہے جو اس نے کہا اور نظیر اس کی یہ حدیث ہے من ترك الصلوٰة فقد کفر یعنی مستوجب ہوا سزا اس کی کا جو کافر ہوا اور کہا ابن منذر نے قول حضرت ﷺ کا فهو کما قال نہیں ہے مطلق بیچ نسبت کرنے اس کے طرف کفر کی بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ کاذب ہے مانند کذب اس شخص کے جو تعظیم کرنے والا ہے اس جہت کو اور یہ جو فرمایا کہ جو اپنی جان کو کسی چیز سے مارے تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی چیز سے عذاب ہوگا تو ایک روایت میں ہے کہ جو دنیا میں اپنی جان کو کسی چیز سے مارے گا اس کو قیامت میں اسی چیز سے عذاب ہوگا اور قول حضرت ﷺ کا شی عام تر ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے مسلم کی روایت میں کہ لوہے کے ہتھیار سے یا زہر سے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ باب ہم جنس ہونے عقوبات اخرویہ کے ہے واسطے جنایات دنیاوی کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جنایات آدمی کی اپنے نفس پر مانند جنایت اس کی کے ہے غیر پر گناہ میں اس واسطے کہ اس کی جان مطلق اس کے ملک نہیں بلکہ وہ اللہ کے ملک ہے سو نہ تصرف کرے اس میں مگر جو اس کو اس میں اذن ہوا اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو واجب کرتا ہے ہم مثل ہونے کو قصاص میں برخلاف اس کے جو خاص کرتا ہے اس کو ساتھ ہتھیار لوہے کے اور رد کیا ہے اس کو ابن دقیق العید نے ساتھ اس کے کہ اللہ کے احکام کا قیاس اس کے فعلوں پر نہیں ہوسکتا سو یہ ضروری نہیں کہ کل جو ذکر ہوا آخرت میں کرے گا وہ دنیا میں بھی بندوں کے واسطے مشروع ہے مانند جلانے کے ساتھ آگ کے مثلاً اور پلانا گرم پانی کے کی جس کے ساتھ انتڑیاں کٹ جائیں کہ یہ آخرت میں اللہ بندوں کے ساتھ کرے گا اور دنیا میں جائز نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ استدلال کرتا ہے واسطے ہم مثل ہونے قصاص کے ساتھ غیر اس حدیث کے اور البتہ استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ ۔ (فتح)

بَابُ لَا يَقُوْلُ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَهَلْ يَقُوْلُ أَنَا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ.

یوں نہ کہے کہ جو اللہ نے چاہا اور تو نے چاہا یعنی دونوں مشیت کو جمع نہ کرے کہ اس میں شرک کا شبہ ہے اور کیا یوں کہے کہ میں مدد مانگتا ہوں اللہ سے پھر تجھ سے؟۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ ساتھ حکم کے پہلی صورت میں اور توقف کیا ہے دوسری صورت میں اور اس کا سبب یہ ہے کہ اگرچہ واقع ہوا ہے وہ باب کی حدیث میں لیکن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے فرشتے کی کلام سے بطورِ امتحان کے واسطے مقول لہ کے سو راہ پاتا ہے اس کی طرف احتمال اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ پہلی صورت کے اس چیز کی طرف کہ روایت کی نسائی نے کہ ایک یہودی حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس

نے کہا کہ تم شرک کرتے ہو یعنی یوں کہتے ہو کہ جو اللہ نے چاہا اور تو نے چاہا اور تم کہتے ہو قسم ہے کعبے کی سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ جب قسم کھانا چاہیں تو یوں کہیں ورب الکعبۃ یعنی قسم ہے رب کعبہ کی اور یوں کہیں کہ جو اللہ نے چاہا پھر جو تو نے چاہا اور نیز روایت کی نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب کوئی قسم کھائے تو یوں نہ کہے ما شاء اللہ وشئت اور چاہیے کہ یوں کہے مشاء اللہ ثم شئت اس واسطے کہ ماشاء اللہ وشئت میں شریک کرنا ہے اللہ کی مشیت میں اور کہا مہلب نے کہ ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ قول اس کا ماشاء اللہ ثم شئت جائز ہے واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس قول کے انا باللہ ثم بک اور یہ معنی حضرت ﷺ سے بھی آئے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوا یہ ساتھ داخل ہونے ثم کے اس واسطے کہ اللہ کی مشیت سابق ہے اوپر مشیت خلق کے اور چونکہ حدیث مذکور اس کی شرط پر نہ تھی تو استنباط کیا حدیث صحیح سے جو اس کے موافق ہے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں کہ یوں کہے ماشاء اللہ ثم شئت اور مکروہ ہے یوں کہنا اعوذ باللہ وبک اور یوں نا جائز ہے ثم بک اور یہ موافق ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی حدیث کو۔

تَنْبِیْه: مناسبت اس باب کی کتاب الایمان سے اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعض طریقوں میں حلف کا ذکر آیا ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور اس وجہ سے کہ کبھی خیال کیا جاتا ہے کہ جائز ہے قسم کھانا ساتھ اللہ کے پھر ساتھ غیر اس کے جیسا کہ واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں انا باللہ ثم بک سو اشارہ کیا اس طرف کہ نہی ثابت ہے تشریک سے اور وارد ہوئی ہے ساتھ صورت ترتیب کے اوپر زبان فرشتے کے اور یہ جائز اس چیز میں ہے کہ سوائے قسموں کے ہے اور بہر حال قسم ساتھ غیر اللہ کے سو ثابت ہو چکی ہے اس سے نہی صریح سو نہ ملحق ہو گی ساتھ اس کے وہ چیز جو اس کے غیر میں وارد ہوئی۔ (فتح)

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فَلَا بَلَاغَ لِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں تین آدمی تھے سو اللہ نے چاہا کہ ان کو آزمائے سو اللہ نے فرشتہ بھیجا تو وہ کوڑی کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں محتاج آدمی ہوں سفر میں میرے سب سبب کٹ گئے سو آج مجھ کو منزل پر پہنچنا ممکن نہیں بغیر اللہ کی مدد کے پھر بغیر تیری مدد کے پھر ذکر کی راوی نے ساری حدیث۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾

اور قسم کھائی انہوں نے اللہ کی سخت تر قسمیں اپنی

فائدہ: یعنی کوشش کی انہوں نے اپنی قسموں میں سو مبالغہ کیا انہوں نے اس میں جہاں تک ان سے ہو سکا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ فِي الرُّؤْيَا قَالَ لَا تُقْسِمْ

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سو قسم ہے اللہ کی یا حضرت! بیان کیجیے مجھ سے جو میں خواب کی تعبیر میں چوکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم نہ دے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب التعبیر میں آئے گی اور غرض اس جگہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نہ قسم دی بجائے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لا تحلف سو اشارہ کیا طرف رد کی اس شخص پر جو قائل ہے کہ جو کہے اقسمت تو اس کی قسم پکی ہو جاتی ہے اور اس واسطے کہ اگر قسمت کے بدلے حلفت کہے تو اس کی قسم بالاتفاق پکی نہیں ہوتی مگر یہ کہ قسم کی نیت کرے یا مقصود اس کا خبر دینا ہو کہ اس سے پہلے قسم ہو چکی ہے اور نیز پس حکم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ سچی کرنے قسم کے سو اگر قول اس کا اقسمت قسم ہوتی تو البتہ آپ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سچا کرتے جب کہ انہوں نے قسم دی اسی واسطے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے پیچھے لایا اور اسی واسطے وارد کی حدیث حارثہ رضی اللہ عنہ کی آخر باب میں کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ اگر قسم ہوتی تو البتہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لائق تر تھے کہ ان کی قسم سچی کی جاتی اس واسطے کہ وہ اس امت کے بہشتیوں کے سردار ہیں اور بہر حال حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے قصے میں سو ظاہر یہ ہے کہ اس نے حقیقۃً قسم کھائی تھی، واللہ اعلم۔ کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اس شخص کے حق میں کہ کہے اقسمت باللہ او اقسمت مجرد سو کہا ایک قوم نے کہ وہ قسم ہے اگر چہ قسم کا قصد نہ ہو مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ساتھ اس کے قائل ہے نخعی اور ثوری اور اہل کوفہ اور کہا اکثر نے کہ نہیں ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ نیت کی ہو اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ اقسمت باللہ قسم ہے اور مجرد اقسمت قسم نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے نیت کی ہو اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مجرد بالکل قسم نہیں ہوتی اگر چہ نیت کرے اور اقسمت باللہ اگر نیت کرے تو قسم ہے اور کہا اسحاق نے کہ بالکل قسم نہیں ہوتی اور احمد سے دونوں طرح روایت ہے اور ایک روایت امام احمد رحمہ اللہ سے ہے کہ اگر یوں کہے قسما باللہ تو بالیقین قسم ہوتی ہے کہا ابن منیر نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا رد کرنا ہے اس شخص پر جو نہیں ٹھہراتا ہے قسم کو ساتھ صیغہ اقسمت کے قسم اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ مقید کرے اس چیز کو جو مطلق ہے حدیثوں میں ساتھ اس چیز کے کہ قید کی گئی ہے ساتھ اس کے آیت میں والعلم عند اللہ۔ (فتح)

٦١٦٢۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

٦١٦٢۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ.

ہم کو حکم دیا ساتھ سچی کرنے قسم قسم کھانے والے کے۔

فائدہ: یعنی ساتھ کرنے اس چیز کے کہ ارادہ کیا ہے اس کو قسم کھانے والے نے تا کہ ہو جائے اس کے ساتھ سچا اور یہ بھی ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا جو کئی بار گزری۔

٦١٦٣۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أُسَامَةَ أَنَّ بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ أَنَّ ابْنِي قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَعَدَ رُفِعَ إِلَيْهِ فَأَقْعَدَهُ فِي حَجْرِهِ وَنَفْسُ الصَّبِيِّ جُئِثُ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِي قُلُوْبِ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.

٦١٦٣۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی بیٹی نے حضرت ﷺ کو کہلا بھیجا اور حضرت ﷺ کے ساتھ اُسامہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ تھے کہ بیشک میرا بیٹا مرا جاتا ہے سو آپ ہمارے پاس تشریف لائیں سو حضرت ﷺ نے کہلا بھیجا سلام کرتے اور فرماتے تھے کہ بیشک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب کی اُمید رکھے پھر اس نے حضرت ﷺ کو قسم دے کر بلا بھیجا سو حضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھے سو جب حضرت ﷺ وہاں جا کر بیٹھے تو آپ کی طرف لڑکا اٹھایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنی گود میں لیا اور لڑکے کی جان بے قرار اور بے چین تھی سو حضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! یہ رونا کیسا ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے رکھتا ہے اس کو اللہ اپنے جس بندے کے دل میں چاہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رحم کرتا ہے

اللہ اپنے بندوں سے ان پر جو رحم کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزری اور تقعقع کے معنی ہیں مضطرب ہے اور حرکت کرتا ہے اور یہ جو کہا ہذا تو یہ استفہام ہے حکم سے انکار کے واسطے نہیں اور مراد قسم سے حقیقۃً قسم کھانا ہے۔ (فتح)

٦١٦٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِأَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ تَمَسُّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.

۶۱۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جس کے تین لڑکے مریں گے اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی مگر بقدر قسم سچی کرنے کے۔

فائدہ: اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے تین لڑکے مر گئے اور اس نے صبر کیا تو اس کو آگ نہ لگے گی مگر بقدر وارد ہونے کے اور کہا ابن تین وغیرہ نے کہ یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کی ﴿وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ یعنی اللہ نے بطور قسم کے فرمایا ہے کہ بیشک سب کو دوزخ پر گزر ہوگا پس اتنا ضرور ہوگا کہ دوزخ کے پل صراط پر چلنا ہوگا باقی کچھ عذاب نہیں اور بعض نے کہا کہ قسم اس میں مقدر ہے اور بعض نے کہا کہ وہ معطوف ہے قسم پر جو ما قبل میں ہے۔ (فتح)

٦١٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِيْ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ وَأَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ عُتُلٍّ مُّسْتَكْبِرٍ.

۶۱۶۵۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کیا نہ بتلاؤں تم کو بہشتی لوگ جو بیچارہ غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے اور دوزخی لوگ جو اُجڈ موٹا حرام خور گھمنڈ والا۔

فائدہ: یعنی بہشت غریب بے روز مسلمانوں کا مقام ہے اور دوزخ بدخلق شکم پرور غرور والوں کا مکان ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بہشت کا طالب ہو اور دوزخ سے ڈرتا ہو وہ غریبی اختیار کرے اور جو دوزخ سے نہ ڈرے وہ جو چاہے سو کرے اور یہ جو فرمایا کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے یعنی اگر اللہ کے بھروسے سے کسی چیز پر قسم کھا بیٹھے کہ فلانی بات ویسی ہوگی تو اللہ ویسی ہی کر دیتا ہے اور اس کے سبب سے اس کو ٹال دیتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور کہا داؤدی نے کہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک دونوں قسم سے اپنے محل مذکور میں ہوگا یہ مراد نہیں

کہ نہ داخل ہوگا بیچ ہر ایک کے دونوں گھر سے مگر جو ان دونوں قسم سے ہو سو گویا کہ کہا گیا ہر بے زور بہشت میں ہوگا اور ہر غرور والا دوزخ میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان دونوں قسموں کے سوائے اور کوئی اس میں داخل نہ ہو۔

بَابُ إِذَا قَالَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَوْ شَهِدْتُ بِاللّٰهِ

جب کہے کہ اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یا میں نے اللہ کے ساتھ گواہی دی

فائدہ: یعنی کیا یہ قسم ہے اور اس میں اختلاف ہے سو حنفیہ اور حنابلہ نے کہا کہ ہاں قسم ہے اور یہ قول نخعی اور ثوری کا ہے اور راجح نزدیک حنابلہ کے یہ ہے کہ وہ قسم ہے اگرچہ باللہ نہ کہے اور یہ قول ربیعہ اور اوزاعی کا ہے اور نزدیک شافعیہ کے نہیں ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ اس کے ساتھ باللہ کو جوڑے اور باوجود اس کے کہ راجح یہ ہے کہ وہ کنایت ہے پس حاجت ہے طرف قصد کی اور یہ نص ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے حکم کی یا گواہی دیتا ہوں اللہ کے ایک ہونے کی اور یہ قول جمہور کا ہے اور کہا ابو عبید نے کہ شاہد قسم ہے حالف کی سو جو کہے اشہد وہ قسم نہیں اور جو کہے اشہد باللہ وہ قسم ہے۔ (فتح)

٦١٦٦۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَكَانَ أَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ أَنْ نَّحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ.

٦١٦٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب لوگوں میں بہتر کون سے لوگ ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے شاگرد اور صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں یعنی تبع تابعین پھر ان تینوں زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم پر جلدی کرے گی اور قسم گواہی پر جلدی کرے گی یعنی جھوٹ جہان میں پھیل جائے گا بے علمی اور بے دیانتی کے سبب ناحق بے فائدہ قسمیں کھائیں گے اور بے حاجت گواہی دیں گے، کہا ابراہیم نے کہ ہمارے ساتھی ہم کو منع کرتے تھے اور حالانکہ ہم لڑکے تھے کہ ہم قسم کھائیں ساتھ گواہی اور عہد کے یعنی ہم میں سے کوئی کہے اشہد باللہ یا کہے علی عہد اللہ۔

فائدہ: ان کی گواہی ان کی قسم پر جلدی کرے گی یعنی بہت قسم کھائیں گے ہر چیز میں یہاں تک کہ ان کی عادت ہو

جائے گی سو بغیر طلب کے قسم کھائیں اور قسم کھائیں گے اس جگہ جہاں نہ ارادہ کیا جائے گا ان سے قسم کا اور بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ قسم کھائیں گے اپنی گواہی کی تصدیق پر اس کے ادا کرنے سے پہلے یا پیچھے اور یہ اگر صادر ہو شاہد سے قبل حکم کے تو ساقط ہو جاتی ہے گواہی اس کی اور بعض نے کہا کہ مراد جلدی کرنا ہے طرف گواہی اور قسم کے اور حرص کرنا اوپر اس کے یہاں تک کہ نہیں جانتا کہ پہلے گواہی دے یا قسم کھائے واسطے بے پرواہی کے اور مراد اصحاب سے مشائخ اور اُستاد لوگ ہیں۔ (فتح)

بَابُ عَهْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب ہے بیچ بیان عہد اللہ کے

فائدہ: یعنی قول قائل کا علی عهد الله لا فعلن کذا اور عہد کے معنی ہیں نگاہ رکھنا چیز کا اور اس کی رعایت کرنا اسی واسطے وثیقہ کو عہد کہتے ہیں اور میثاق کو بھی عہد کہا جاتا ہے جو اللہ نے اپنے بندوں سے لیا تھا اور نیز مراد رکھی جاتی ہے اس سے وہ چیز کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے کتاب اور سنت میں ساتھ تاکید کے اور نذر کو بھی عہد کہتے ہیں اور امان اور وفا اور وصیت وغیرہ کو بھی عہد کہتے ہیں کہا ابن منذر نے جو قسم کھائے ساتھ عہد کے پھر توڑ ڈالے تو لازم آتا ہے اس پر کفارہ برابر ہے کہ اس کی نیت کی ہو یا نہ نزدیک اوزاعی اور کوفیوں کے اور یہی قول ہے حسن اور شعبی اور طاؤس وغیرہم کا اور یہی قول ہے احمد کا اور کہا عطاء اور شافعی اور اسحاق اور ابو عبید نے کہ نہیں ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ نیت کرے اور کہا ابن منذر نے کہ اللہ نے فرمایا ﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِيْ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ﴾ سو جو کہے کہ علی عہد اللہ یعنی مجھ پر ہے عہد اللہ کا تو اس نے سچ کہا اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی کہ اس نے ہم سے عہد لیا ہے سو نہ ہوگی یہ قسم مگر یہ کہ نیت کرے اور پہلوں کی حجت یہ ہے کہ عرف اس کے ساتھ جاری ہوئی ہے سو محمول ہوگا قسم پر۔ (فتح)

٦١٦٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَوْ قَالَ أَخِيْهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ قَالَ سُلَيْمَانُ فِيْ حَدِيْثِهِ فَمَرَّ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا لَهُ فَقَالَ

٦١٦٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جھوٹی قسم کھائے تا کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان یا فرمایا اپنے بھائی مسلمان کا مال چھین لے وہ اللہ سے ملے گا اور حالانکہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا پھر اللہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا کا لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں، کہا سلیمان نے اپنی حدیث میں سو گزرا اشعث سو اس نے کہا کہ کیا حدیث بیان کرتا ہے تم سے عبداللہ؟ انہوں نے اس سے کہا سو کہا اشعث نے کہ اتری یہ آیت میرے اور میرے ایک ساتھی کے حق

الْأَشْعَثُ نَزَلَتْ فِيَّ وَفِي صَاحِبٍ لِي فِي بِئْرٍ كَانَتْ بَيْنَنَا.

میں ایک کنویں میں جو ہمارے درمیان مشترک تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب کے بعد آئے گی۔

بَابُ الْحَلِفِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ وَكَلِمَاتِهِ

قسم کھانا ساتھ عزت اللہ کے اور صفتوں اس کی کے اور کلام اس کی کے

فائدہ: اس ترجمہ میں عطف عام کا ہے خاص پر اور خاص کا عام پر اس واسطے کہ صفات عام تر ہیں عزت اور کلام سے اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس طرف کہ قسمیں منقسم ہیں طرف صریح اور کنایہ کی اور متردد درمیان دونوں کے اور وہ صفات ہیں اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا وہ ملحق ہیں ساتھ صریح کہ قصد کی حاجت نہ ہو یا نہیں کہ قصد کی حاجت ہو اور راجح یہ ہے کہ صفات ذات ملحق ہیں ساتھ صریح کے سو نہیں نفع دیتا ہے ساتھ اس کے توریہ جب کہ متعلق ہو ساتھ اس کے حق آدمی کا اور صفات فعلیہ ملحق ہیں ساتھ کنایہ کے سو عزۃ اللہ صفت ذات ہے اور اسی طرح جلال اور عظمت اس کی کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو کہے قسم ہے حق اللہ کی اور عظمت اللہ کی اور جلال اللہ کی اور قدرت اللہ کی تو وہ قسم ہے برابر ہے کہ اس کی نیت کرے یا نہ کرے اور کہا اس کے غیر نے احتمال ہے کہ قدرت صفت ذات ہو پس ہو گی قسم صریح اور احتمال ہے کہ ارادہ مقدور کا ہو پس ہو گی کنایت۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی عزت کی

فائدہ: اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور وجہ استدلال کی ساتھ اس کے اوپر قسم کھانے کے ساتھ عزۃ اللہ کے یہ ہے کہ اگرچہ وہ ساتھ لفظ دعا کے ہے لیکن نہیں پناہ مانگی جاتی ہے مگر ساتھ اللہ کے یا ساتھ کسی صفت کے اس کی صفات ذاتی سے اور عزت بھی صفات ذات سے ہے نہ صفات فعل سے پس منعقد ہو گی ساتھ اس کے قسم۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باقی رہے گا ایک مرد بہشت اور دوزخ کے درمیان سو کہے گا کہ اے میرے رب! میرا منہ آگ سے پھیر دے تیری عزت کی قسم میں تجھ سے اس کے سوائے اور کچھ نہیں مانگوں گا، اور کہا ابو سعید نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرمائے گا کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اس کے دس گنا اور۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے حدیث دراز سے جو حشر کے باب میں ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ تیری عزت کی قسم اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ذکر کیا اور برقرار رکھا پس ہوگی حجت بیچ اس کے کہ عزت اللہ کی قسم صحیح ہے۔

وَقَالَ أَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

اور کہا ایوب علیہ السلام نے اور تیری عزت کی قسم تیری برکت سے مجھ کو بے پرواہی نہیں

فائدہ: یہ حدیث طہارت میں گزری اور اس میں ہے کہ ایوب علیہ السلام نہاتے تھے سو اس پر سونے کی ٹڈیاں گریں اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ایوب علیہ السلام نہیں قسم کھاتے تھے مگر اللہ کی اور حضرت ﷺ نے ایوب علیہ السلام سے یہ ذکر کیا اور اس کو برقرار رکھا۔ (فتح)

٦١٦٨ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ ﴿تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

٦١٦٨ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ دوزخ کہتی رہے گی کچھ اور بھی زیادہ ہے یہاں تک کہ عزت والا پروردگار اپنا قدم رکھے گا تو دوزخ کہے گی کہ بس بس تیری عزت کی قسم پھر آپس میں سمٹ جائے گی روایت کیا ہے اس کو شعبہ نے قتادہ سے۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عزت اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں سو اس باب میں اشارہ ہے اس قول کے رد کی طرف۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَعَمْرُ اللّٰهِ

کہنا مرد کا قسم ہے عمر اللہ کی

فائدہ: یعنی کیا یہ قسم ہے اور یہ مبنی ہے اوپر تفسیر عمر کے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَمْرُكَ﴾ لَعَيْشُكَ

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد عمر سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے لعمرک یعنی تیری حیاتی کی قسم

فائدہ: اور کہا مالکیہ اور حنفیہ نے کہ منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے قسم اس واسطے کہ اللہ کا بقا اس کی صفت ذاتی ہے اور مالک سے ہے کہ نہیں پسند ہے مجھ کو قسم کھانا ساتھ اس کے اور روایت کی اسحاق بن راہویہ نے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی قسم لعمری تھی اور کہا شافعی اور اسحاق نے کہ نہیں ہوتی ہے قسم مگر ساتھ نیت کے اس واسطے کہ بولی جاتی ہے علم پر اور حق پر اور کبھی مراد علم سے معلوم ہوتا ہے اور حق ہے جو اللہ نے واجب کیا اور احمد سے دونوں طرح روایت آئی ہے اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس کے کہ جائز ہے واسطے اللہ کے کہ قسم کھائے اپنی مخلوق سے جس کی چاہے اور مخلوق کو یہ جائز نہیں واسطے ثابت ہونے نہی کے حلف بغیر اللہ کے اور البتہ شمار کیا ہے اماموں نے

اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے۔ (فتح)

٦١٦٩۔ حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَآئِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ وَفِيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ.

٦١٦٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ طوفان باندھنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا سو اللہ نے ان کی پاک دامنی بیان کی اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا حدیث کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن اُبی سے بدلہ طلب کیا تو اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا سو اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا قسم ہے عمر اللہ کی البتہ ہم اس کو قتل کریں گے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث افک کا اور اس حدیث کی شرح تفسیر سورۂ نور میں گزری اور غرض اس سے یہ قول اُسید رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے قسم ہے عمر اللہ کی البتہ ہم اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾

نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تمہارے دل نے کمائی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ مراد اس ترجمہ میں آیت سورۂ بقرہ کی ہے اس واسطے کہ مائدہ کی آیت اول کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور تمسک کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے اس میں ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مذکور ہے باب میں اس واسطے کہ وہ قرآن اترنے کے وقت موجود تھیں سو وہ زیادہ تر عالم ہیں ساتھ مراد کے غیر سے اور البتہ جزم کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اتری یہ آیت بیچ قول اس کے کے لا واللہ و بلی واللہ جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی طبری نے مرسل حسن سے کہ قسم تیر اندازوں کی لغو ہے نہ اس میں کفارہ ہے نہ عقوبت لیکن یہ حدیث ثابت نہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے اصحاب اور ایک جماعت سے ہے کہ لغو قسم یہ ہے

کہ قسم کھائے ایک چیز پر کہ اس کے گمان میں ہو پھر ظاہر ہو خلاف اس کا پس خاص ہے ساتھ ماضی کے اور بعض نے کہا کہ مستقبل میں بھی داخل ہوتی ہے اور یہی قول ہے ربیعہ اور مالک اور مکحول اور اوزاعی اور لیث کا اور احمد سے دو روایتیں ہیں اور نقل کیا ہے ابن منذر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب سے اور قسم اور عطاء اور شعبی اور طاؤس اور حسن سے مانند اس چیز کی ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو قلابہ سے ہے کہ لا واللہ وبلی واللہ ایک لغت ہے عرب کی لغات سے نہیں مراد ہوتی ہے اس سے قسم اور یہ حیلہ کلام کا ہے اور نقل کیا ہے اسماعیل قاضی نے طاؤس سے کہ لغو قسم یہ ہے کہ قسم کھائے غصے کی حالت میں اور جملہ اس میں آٹھ قول ہیں منجملہ ان کے نخعی کا قول ہے کہ قسم کھائے ایک چیز پر کہ اس کو نہ کرے گا پھر بھول کر اس کو کر لے اور حسن سے مثل اس کی ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ مانند قول مرد کی ہے واللہ وہ اس طرح ہے اس کو گمان ہو کہ وہ سچا ہے اور درحقیقت اس طرح نہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ یہ ہے کہ حرام کرے اس چیز کو کہ اللہ نے اس کے واسطے حلال کی اور معارض اس کو ہے حدیث جو ثابت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کما تقدم کہ واجب ہے اس میں کفارہ قسم کا اور بعض نے کہا وہ یہ ہے کہ اپنی جان پر بد دعا کرے اگر اس نے ایسا کیا پھر اس کو کیا اور یہ قسم معصیت کی ہے کہا ابن عربی نے کہ یہ قول باطل ہے، اس واسطے کہ جو قسم کھائے اوپر ترک گناہ کے منعقد ہوتی ہے قسم اس کی عبادت اور جو گناہ کے کرنے پر قسم کھائے اس کی قسم منعقد ہوتی ہے اور اس کو کہا جائے کہ نہ کر اور اپنی قسم کا کفارہ دے پھر اگر اس کو کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور اپنی قسم میں سچا ہوتا ہے کہا ابن عربی نے کہ جو قائل ہے کہ وہ غصے کی قسم ہے تو رد کرتا ہے اس کو جو ثابت ہو چکا ہے حدیثوں میں جو مذکور ہیں باب وغیرہ میں۔ (فتح)

٦١٧٠۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾ قَالَ قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِي قَوْلِهِ لَا وَاللّٰهِ بَلٰى وَاللّٰهِ.

۶۱۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں پکڑتا اللہ تم کو تمہاری بے فائدہ قسموں پر کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اتری یہ آیت بیچ قول مرد کے لا واللہ وبلی واللہ یعنی اور قسم کا قصد نہیں ہوتا۔

بَابُ إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْأَيْمَانِ

جب بھول کر قسم توڑے تو کیا اس پر کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ﴾

اور اللہ نے فرمایا اور نہیں تم پر گناہ اس چیز میں کہ تم نے اس پر خطا کی

فائدہ: اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس آیت کے اس شخص نے جو قائل ہے ساتھ عدم حنث اس شخص کے جو بلا قصد

محلوف علیہ کو بھول کر یا زبردستی سے کرے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس کا فعل اس کی طرف شرعا منسوب نہیں ہوتا واسطے مرفوع ہونے حکم اس کے کے اس سے ساتھ اس آیت کے سو گویا کہ اس نے اس کو نہیں کیا یعنی تو کفارہ بھی اس پر واجب نہیں ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ﴾ اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ نہ پکڑ مجھ کو ساتھ اس چیز کے کہ میں بھول گیا

فائدہ: کہا مہلب نے کہ قصد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ ثابت کرنے عذر کے ساتھ جہل اور بھول کے تا کہ ساقط کرے کفارہ اور جو مناسب ہے اس کے مقصود کو باب کی حدیثوں سے اول ہے اور حدیث من اکل ناسیا اور حدیث اول تشہد بھول جانے کی اور قصہ موسیٰ علیہ السلام کا اس واسطے کہ خضر علیہ السلام نے معذور رکھا اس کو ساتھ بھول جانے کے اور حالانکہ وہ ایک بندہ ہے اللہ کے بندوں سے سو اللہ لائق تر ہے ساتھ درگزر کرنے کے اور بیچ موافق ہونے باقی حدیثوں کے ترجمہ سے نظر ہے میں کہتا ہوں اور نیز موافق ہے اس کو حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیچ مقدم کرنے بعض عبادت حج کے بعد پر اس واسطے کہ نہیں حکم کیا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ دوہرانے کے بلکہ معذور رکھا اس کے فاعل کو بسبب نہ جاننے حکم کے اور کہا اس کے غیر نے کہ وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے باب کی حدیثوں کو اختلاف پر واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ یہ اصول ہے ادلہ دونوں فریق کے تا کہ استنباط کرے ہر ایک ان سے جو اس کے مذہب کے موافق ہے اور جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ قائل ہے ساتھ نہ واجب ہونے کفارے کے مطلق اور توجیہ دلالت کی باب کی سب حدیثوں سے ممکن ہے اور بہر حال جو بظاہر اس کے مخالف ہے سو جواب اس سے ممکن ہے سو منجملہ اس کے دیت ہے بیچ قتل خطا کے اور اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کو ساقط نہ کرتا تو اس کو اس کا مطالبہ کرنا جائز تھا اور جواب یہ ہے کہ وہ خطاب وضع سے ہے اور نہیں ہے کلام بیچ اس کے اور منجملہ اس کے بدلنا قربانی کا ہے جو وقت سے پہلے ذبح کی گئی تھی اور جواب یہ ہے کہ یہ اس چیز کی جنس سے ہے جو اس سے پہلے ہے اور منجملہ اس کے حدیث اس کی ہے جس نے اپنی نماز کو خراب کیا تھا اس واسطے کہ اگر اس کو جہالت کے سبب معذور نہ رکھتے تو برقرار رکھتے اس کو اوپر تمام کرنے نماز مختلف کے لیکن چونکہ امید تھی کہ وہ سمجھ جائے گا اس واسطے اس کو دوہرانے کا حکم کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ اس نے نادانی کے سبب یہ کام کیا ہے تو اس کو سکھلایا اور نہیں ہے اس میں تمسک اس شخص کے واسطے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے کفارے کے نسیان کی صورت میں اور نیز پس نماز تو قائم ہوتی ہے ساتھ ارکان کے سو جو رکن کہ اس سے خلل وارد ہوا اس سے نماز بھی خلل وارد ہوگی جب کہ نہ تدارک کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو مناسب ہے یہ ہے کہ اگر کرے وہ چیز کہ باطل کرے نماز کو یا کلام کرے ساتھ اس کے کہ بیشک وہ نہیں باطل ہوتی ہے نزدیک جمہور کے جیسے کہ دلالت

کرتی ہے اس پر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے کہ جو بھول کر کھائے یا پیئے اور کہا ابن تین نے کہ جاری کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا اَخْطَأْتُمْ بِهِ﴾ ہر چیز میں اور کہا اس کے غیر نے کہ یہ قصے مخصوص میں ہے اور جواب یہ ہے کہ بغرض تسلیم نہیں منع کرتا یہ استدلال کرنے کو ساتھ عموم اس کے سے اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اوپر عمل کے ساتھ عموم اس کے بیچ ساقط ہونے گناہ کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں تین قول پر تیسرا قول فرق کرنا ہے درمیان طلاق اور عتاق کے سو واجب ہے اس میں کفارہ ساتھ جہل اور نسیان کے برخلاف اور قسموں کے کہ اس میں کفارہ واجب نہیں اور یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک روایت احمد کی اور راجح نزدیک شافعیہ کے برابری کرنا ہے درمیان تمام کے بیچ نہ واجب ہونے کے اور حنابلہ سے عکس اس کا ہے اور یہ قول مالکیہ اور حنفیہ کا ہے اور احمد سے ہے کہ وہ واقع کرتا تھا حنث کو بیچ بھول طلاق کے اور جو اس کے سوائے ہے اس میں توقف کرتے۔ (فتح)

٦١٧١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ اَوْفٰى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا وَسْوَسَتْ أَوْ حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمْ.

۶۱۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ جو جو خطرے اور خیال دل میں آتے ہیں سو اللہ نے اس کے گناہ میری امت سے معاف کر دیے ہیں جب تک اس پر عمل نہ کرے یا اس کو بولے۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ نہیں ہے حدیث میں ذکر نسیان کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں ذکر اس چیز کا ہے جو آدمی کے دل میں خطرہ گزرے میں کہتا ہوں اور مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی لاحق کرنا اس چیز کا ہے جو مرتب ہو نسیان پر ساتھ معاف ہونے کے اس واسطے کہ نسیان متعلقات عمل قلب کے سے ہے اور کہا کرمانی نے کہ قیاس کیا ہے خطا اور نسیان کو وسوسہ پر سو جس طرح نہیں اعتبار ہے وسوسہ کا وقت نہ قرار پکڑنے اس کے کے دل میں تو اسی طرح حال ہے بھول جانے والے اور چوک جانے والے کا کہ نہیں قرار دیتا ہے دونوں کے واسطے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک اللہ نے میری امت کی بھول چوک معاف کر دی اور جس پر وہ مجبور کیے جائیں اور البتہ روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو قائل ہے کہ جی کے خطرے پر مؤاخذہ نہیں اگرچہ اس پر قصد کرے اور جو اس کا قائل ہے کہ قصد پر مؤاخذہ ہے تو جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ وہ ایک قسم ہے عمل سے یعنی دل کے عمل سے میں کہتا ہوں اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مراد ساتھ عمل کے عمل جوارح کا ہے اس واسطے کہ مفہوم لفظ مالایعمل کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو چیز سینے میں ہے اس پر مؤاخذہ نہیں یعنی دل کا خیال خطرہ سب معاف ہے برابر ہے کہ دل میں جگہ پکڑے یا نہ وقد تقدم البحث فی ذلك فی آخر الرقاق اور حدیث میں

اشارہ ہے اس طرف کہ امت محمدی ﷺ کا بڑا رتبہ ہے بسبب تعظیم اور تکریم حضرت ﷺ کے واسطے قول حضرت ﷺ کے تجاوز لی اور اس میں اشارہ ہے طرف خاص ہونے امت محمدی کے ساتھ اس کے یعنی دل کے خیال خطرے پر مؤاخذہ نہ ہونا فقط اسی امت محمدی کا خاصہ ہے اور کسی امت کو یہ بات عطا نہیں ہوئی بلکہ تصریح کی بعض نے ساتھ اس کے کہ حکم بھولے سے کرنے والے کا جان بوجھ کر کرنے والے کی مانند تھا گناہ میں اور یہ اس بوجھ سے ہے جو پہلی امتوں پر تھا اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ تو یہ بات اصحاب پر بھاری پڑی سو انہوں نے حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ کہو جیسا اہل کتاب نے کہا کہ ہم نے سنا پھر نہ مانا بلکہ کہو کہ ہم نے سنا اور مانا تو اصحاب نے اسی طرح کہا تو یہ آیت اتری ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ﴾ آخر سورت تک اور اس میں ہے بیچ قول اللہ کے ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ اللہ نے فرمایا ہاں یعنی میں نے تمہاری یہ دعا قبول کی۔ (فتح)

٦١٧٢۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتُ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا لِهٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ يَوْمَئِذٍ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

٦١٧٢۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ قربانی کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد حضرت ﷺ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! میں گمان کرتا تھا ایسا ایسا پہلے ایسے ایسے سے یعنی میں نے حج کے بعض افعال میں تقدیم و تاخیر کی پھر اور مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! میں گمان کرتا تھا کہ فلانی فلانی عبادت پہلے ہے فلانی فلانی عبادت سے ان تین چیزوں کے واسطے یعنی سر منڈانے اور قربانی ذبح کرنے اور کنکریاں پھینکنے میں یعنی میں نے سر منڈایا قربانی ذبح کرنے سے پہلے اور قربانی ذبح کی کنکریاں مارنے سے پہلے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب کر لے اور ان سب کے واسطے اس دن کچھ مضائقہ نہیں سو نہ پوچھے گئے حضرت ﷺ اس دن کسی چیز سے مگر کہ یہی فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ مضائقہ نہیں۔

٦١٧٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

٦١٧٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے طواف زیارت کیا کنکریاں مارنے سے پہلے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ

قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ.

مضائقہ نہیں دوسرے نے کہا کہ میں نے سر منڈایا قربانی ذبح کرنے سے پہلے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں تیسرے نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی کنکریاں مارنے سے پہلے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح حج میں گزری۔

٦١٧٤۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ فَأَعْلِمْنِيْ قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَآئِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَآئِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا.

۶۱۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے مسجد میں آ کر نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کنارے میں بیٹھے تھے سو وہ نماز پڑھ کے آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ پلٹ جا پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو اس نے پلٹ کر پھر نماز پڑھی پھر سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ پلٹ جا اور پھر نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی اس نے تیسری بار کہا کہ مجھ کو بتلائیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نماز کے واسطے کھڑا ہوا کرے تو وضو کو کامل کیا کر پھر خانہ کعبہ کی طرف منہ کیا کر پھر اللہ اکبر کہا کر پھر پڑھا کر جو کچھ کہ تجھ کو آسان ہو قرآن سے پھر رکوع کیا کر آرام اور اطمینان سے پھر سجدے سے سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کیا کر اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کیا کر اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر اسی طرح اپنی سب نماز میں کیا کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزری۔

٦١٧٥۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

۶۱۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ اُحد کے دن مشرکوں کو شکست ہوئی جو ان کے منہ میں پہچانی گئی تو

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ هَزِيْمَةً تُعْرَفُ فِيهِمْ فَصَرَخَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ فَقَالَ أَبِيْ أَبِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا انْحَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

شیطان چلایا کہ اے اللہ کے بندو! بچو اپنے پیچھے والوں سے یعنی تمہارے پیچھے سے کافر آتے ہیں تو اگلے لوگ پلٹے سو اگلے پچھلے مسلمان آپس میں لڑنے لگے یعنی اس گمان سے کہ وہ مشرک ہیں سو حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے نظر کی سو اچانک اپنے باپ کو دیکھا یعنی پچھلے لوگوں میں سو کہا کہ یہ میرا باپ ہے میرا باپ ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو قسم ہے اللہ کی نہ باز آئے یہاں تک کہ اس کو قتل کیا تو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تم کو بخشے کہا عروہ نے قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ رہا حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بقیہ خیر کا یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزری کہا کرمانی نے یعنی بقیہ غم اور افسوس کا اور یہ وہم ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ حاصل ہوئی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے واسطے خیر اس کی اس بات سے جو اس نے ان مسلمانوں کو کہی جنہوں نے اس کے باپ کو چوک کر قتل کیا تھا کہ اللہ تم کو بخشے اور ہمیشہ رہی یہ نیکی بیچ اس کے یہاں تک کہ فوت ہوا۔ (فتح)

٦١٧٦۔ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَوْفٌ عَنْ خِلَاسٍ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.

٦١٧٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھول کر روزے کی حالت میں کھائے تو چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا پلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزری اور کہا ابن منیر نے کہ واجب کیا ہے مالک نے کفارہ حنث کا بھولے سے کام کرنے والے پر اور نہیں مخالفت کی اس نے اس کے ظاہر امر میں مگر ایک مسئلے میں اور وہ یہ ہے کہ جو قسم کھائے ساتھ طلاق کے کہ البتہ کل روزہ رکھے گا پھر بھولے سے کھا لے اس کے بعد کہ رات کو روزے کی نیت کی ہو تو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے کوئی چیز اوپر اس کے اور اختلاف منقول ہے اس سے سو بعض نے کہا کہ اس پر قضاء نہیں اور بعض نے کہا کہ نہ قسم توڑنا لازم آتا ہے اور نہ قضاء اور یہی راجح ہے بہرحال نہ واجب ہونا قضاء کا سو اس واسطے کہ اس نے جان بوجھ کر عبادت کو باطل نہیں کیا اور بہرحال نہ توڑنا قسم کا سو وہ بر تقدیر صحیح ہونے روزے کے ہے اس واسطے کہ وہی ہے جس پر قسم کھائی گئی اور البتہ صحیح رکھا ہے شارع نے روزہ اس کا اور جب روزہ صحیح ہوا تو نہ واقع ہوگا

اس پر توڑنا۔ (فتح)

٦١٧٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ فَمَضٰى فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ فَكَبَّرَ وَسَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَسَلَّمَ.

٦١٧٧۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی سو پہلی دونوں رکعتوں میں اٹھ کھڑے ہوئے التحیات بیٹھنے سے پہلے سو اپنی نماز میں گزرے یعنی بدستور پڑھتے رہے سو جب آپ نے اپنی نماز تمام کی اور لوگوں نے آپ کے سلام کا انتظار کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا سو سجدہ کیا سلام کرنے سے پہلے پھر اپنا سر اٹھایا پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور سلام کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں سجدہ سہو کا بیان ہے سلام کرنے سے پہلے واسطے ترک کرنے اول تشہد کے اور اس حدیث کی شرح سجدہ سہو میں گزری۔ (فتح)

٦١٧٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ مِنْهَا قَالَ مَنْصُوْرٌ لَا أَدْرِيْ إِبْرَاهِيْمُ وَهِمَ أَمْ عَلْقَمَةُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ لَّا يَدْرِيْ زَادَ فِيْ صَلَاتِهٖ أَمْ نَقَصَ فَيَتَحَرَّى الصَّوَابَ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.

٦١٧٨۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ظہر کی نماز پڑھائی سو اس میں کچھ بڑھایا یا گھٹایا کہا منصور نے میں نہیں جانتا کہ ابراہیم نے وہم کیا یا علقمہ نے کہا راوی نے سو کسی نے کہا یا حضرت! کیا نماز گھٹائی گئی یا آپ بھول گئے؟ فرمایا اور تمہارے اس پوچھنے کا کیا سبب ہے؟ اصحاب نے کہا کہ آپ نے ایسی ایسی نماز پڑھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو سجدے کروائے پھر فرمایا کہ یہ دونوں سجدے اس کے واسطے ہیں جو اپنی نماز میں کچھ بڑھائے یا گھٹائے تو چاہیے کہ قصد اور اٹکل کرے ٹھیک بات کی سو باقی نماز کو تمام کرے پھر دو سجدے کرے۔

٦١٧٩۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ

٦١٧٩۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا بیچ تفسیر اس آیت کے کہ مجھ کو مت پکڑ

جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ قَالَ كَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُّوْسٰى نِسْيَانًا.

میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل کہا کہ پہلا اعتراض موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام پر بھولے سے تھا۔

فائدہ: یعنی تھے موسیٰ علیہ السلام وقت انکار کرنے کے خضر علیہ السلام پر کشتی کے پھاڑنے سے بھولنے والے واسطے اس چیز کے کہ شرط کی تھی اس پر خضر علیہ السلام نے بیچ قول اس کے کی ﴿فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ اور اگر کہا جائے کہ نسیان پر مؤاخذہ نہ کرنا باوجہ ہے پھر خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام پر کیوں مؤاخذہ کیا ہم کہتے ہیں کہ واسطے عمل کرنے کے ساتھ عموم شرط اس کے کی جس کا موسیٰ علیہ السلام نے التزام کیا تھا سو جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کے واسطے بھول کے ساتھ عذر کیا تو معلوم ہوا کہ وہ خارج ہے ساتھ حکم شرع کے عموم شرط سے اور ساتھ اس تقریر کے باوجہ ہوگا وارد کرنا اس حدیث کا اس ترجمہ میں پھر اگر کہا جائے کہ دوسرا قصہ نہ تھا مگر عمدا سو کیا چیز باعث ہوئی اس کو اوپر خلاف کرنے شرط کے ہم کہتے ہیں اس واسطے کہ پہلی بار میں اس کو توقع تھی کہ کشتی والے ہلاک ہو جائیں گے سو جلدی کی موسیٰ علیہ السلام نے واسطے انکار کے سو ہوا جو ہوا اور عذر کیا موسیٰ علیہ السلام نے ساتھ بھول کے اور مقدر کی تھی اللہ نے سلامتی ان کی اور دوسری بار میں لڑکے کا قتل کرنا محقق تھا سو نہ صبر کیا انکار پر سو انکار کیا اس سے جان بوجھ کر باوجود یاد ہونے شرط کے واسطے مقدم کرنے حکم شرع کے اسی واسطے نہ عذر کیا بھول کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ مجرب کرے اپنے نفس کو تیسری بار میں اس واسطے کہ وہ حد مبین ہے غالبا واسطے اس چیز کے کہ پوشیدہ ہے امور سے پھر اگر کہا جائے کہ کیا تیسرا اعتراض عمدا تھا یا بھولے سے ہم کہتے ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھولے سے تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مؤاخذہ کیا موسیٰ علیہ السلام پر خضر علیہ السلام نے بسبب اس شرط کے کہ تھی شرط کی اس نے اپنے نفس پر جدا ہونے سے تیسری بار میں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن تین نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں کہا کہ وہ جان بوجھ کر تھا واسطے بعید جاننے اس بات کے کہ واقع ہو موسیٰ علیہ السلام سے انکار امر شرع کا اور وہ احسان کرنا ہے ساتھ اس کے جو برا کرے۔ (فتح)

٦١٨٠۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَتَبَ إِلَيَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ وَكَانَ عِنْدَهُمْ ضَيْفٌ لَهُمْ فَأَمَرَ

٦١٨٠۔ حضرت شعبی سے روایت ہے کہ براء رضی اللہ عنہ نے کہا اور ان کے پاس ایک مہمان تھا سو اس نے اپنے گھر والوں کو حکم کیا کہ قربانی ذبح کریں اس کے پھرنے سے پہلے تا کہ ان کا مہمان کھائے سو انہوں نے قربانی ذبح کی عید کی نماز سے پہلے

أَهْلَهُ أَنْ يَذْبَحُوا قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ لِيَأْكُلَ ضَيْفُهُمْ فَذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الذَّبْحَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدِي عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَقِفُ فِي هٰذَا الْمَكَانِ عَنْ حَدِيْثِ الشَّعْبِيِّ وَيُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَيَقِفُ فِي هٰذَا الْمَكَانِ وَيَقُوْلُ لَا أَدْرِي أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ غَيْرَهُ أَمْ لَا رَوَاهُ أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پھر انہوں نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا پھر قربانی ذبح کرنے کا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے شیر خوار جو بہتر ہے دو بکری گوشت والی سے یا دو بکریوں کے گوشت سے اور ابن عون راوی کھڑا ہوتا تھا اس مکان میں شعبی کی حدیث سے اور حدیث بیان کرتا تھا ابن سیرین سے یعنی انس رضی اللہ عنہ سے مثل اس حدیث کی اور کھڑا ہوتا تھا اس مکان میں اور کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا پہنچی ہے رخصت اس کے غیر کو یا نہیں روایت کیا ہے اس کو ایوب نے ابن سیرین سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: کھڑا ہوتا تھا اس مکان میں شعبی کی حدیث سے یعنی ترک کرتا تھا تکملے اس کے کو اور مثل اس حدیث کی ہے یعنی مثل حدیث شعبی کی براء رضی اللہ عنہ سے۔

٦١٨١۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ عِيْدٍ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ فَلْيُبَدِّلْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ.

٦١٨١۔ جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس موجود تھا حضرت ﷺ نے عید کے دن نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ جس نے قربانی ذبح کی ہو تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نماز سے پہلے ذبح نہ کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے ساتھ اللہ کے نام کے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مناسبت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے اشارہ ہے اس طرف کہ بھول جانے والا اور جو حکم سے جاہل ہو دونوں برابر ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ

باب ہے بیچ بیان جھوٹی قسم کے

فائدہ: اور نام رکھا گیا ہے اس کا غموس اس واسطے کہ وہ ڈبوتی ہے قسم کھانے والے کو گناہ میں پھر آگ میں اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے اور نہیں حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلٰكِنْ

يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاِيْمَانَ﴾ اور یہ قسم غیر منعقد ہے اس واسطے کہ منعقد وہ ہوتی ہے جس کا توڑنا ممکن ہو اور نہیں حاصل ہوتی ہے قسم غموس میں بر بالکل۔ (فتح)

﴿وَلَا تَتَّخِذُوْا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ دَخَلًا مَكْرًا وَّخِيَانَةً

اور نہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو جو تم نے قسم کھائی اس پر کہ تم پورا کرو گے عہد اس شخص سے جس سے تم نے عہد کیا دغا اور فریب تا کہ ان کو تم پر اطمینان ہو اور تمہارے دل میں ان کے واسطے دغا ہو۔

فائدہ: اور مناسبت اس ذکر کی واسطے قسم غموس کے وارد ہونا وعید کا ہے جو جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے۔

٦١٨٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ۔

٦١٨٢۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہ یہ ہیں اللہ کا شریک مقرر کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے میں نے کہا کہ کیا ہے یمین غموس؟ فرمایا جو چھین لے مال مسلمان کا اور حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہو اور قائل قلت کا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے اور جواب دینے والے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور احتمال ہے کہ سائل عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نیچے کا راوی ہو اور مجیب خود عبداللہ رضی اللہ عنہ ہو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ سائل کا نام فراس ہے اور مسئول شعبی ہے اور البتہ بیان کیا ہے میں نے ضابطہ کبیرہ کا اور خلاف اس میں اور یہ کہ گناہوں میں بعض گناہ صغیرہ ہیں اور بعض کبیرہ اور بعض اکبر اور مراد کبیرے گناہوں سے باب کی حدیث میں اکبر الکبائر ہیں یعنی جو کبیرے گناہوں میں بہت بڑے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اس پر کہ یمین غموس میں کفارہ نہیں اس واسطے کہ اتفاق ہے اس پر کہ شرک اور عقوق اور قتل میں کفارہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفارہ اس کا توبہ کرنا ہے اس سے اور قابو دینا قصاص پر قتل عمد میں تو اسی طرح یمین غموس میں بھی کفارہ نہ ہوگا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے ضعیف ہے اس واسطے کہ جمع کرنا مختلف احکام کو جائز ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ اور دینا واجب ہے اور کھانا واجب نہیں اور روایت کی ابن جوزی رحمہ اللہ نے تحقیق میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کفارہ ہیں اور نقل کیا ہے محمد بن نصر اور ابن منذر نے اتفاق اصحاب کا اس پر کہ نہیں ہے کفارہ یمین غموس میں اور ابن

مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ہم شمار کرتے تھے اس گناہ کو جس میں کفارہ نہیں یمین غموس یہ کہ آدمی جھوٹی قسم کھائے اپنے بھائی مسلمان کے مال پر تا کہ اس کو چھین لے اور اصحاب میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں اور کہا حکم اور عطاء اور اوزاعی اور شافعی وغیرہ نے کہ اس میں کفارہ واجب ہے اور ان لوگوں نے جواب دیا ہے کہ اس کو کفارے کی زیادہ تر حاجت ہے غیر سے اور ساتھ اس کے کہ نہیں زیادہ کرتا ہے اس کو کفارہ مگر بھلائی اور جو واجب ہے اس پر رجوع کرنا ہے طرف حق کے اور پھیر دینا ظلم کا سو اگر نہ کرے اور کفارہ دے تو کفارہ نہیں اٹھاتا اس سے حکم تعدی کا بلکہ نفع دیتا ہے اس کو فی الجملہ اور طعن کیا ہے ابن حزم نے بیچ صحت اثر کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حجت پکڑی اس نے ساتھ واجب کرنے کفارے کے اس کے حق میں جو جان بوجھ کر رمضان کے روزے میں جماع کرے اور جو اپنے حج کو فاسد کرے اور اُمید ہے کہ یہ دونوں کا گناہ بڑا ہے اس شخص کے گناہ سے جو یمین غموس کے ساتھ قسم کھائے اور البتہ واجب کیا ہے مالکیہ نے کفارے کو اس پر جو قسم کھائے کہ نہ زنا کرے گا پھر زنا کرے اور شافعی رحمہ اللہ کی حجت قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس حدیث میں جو اول کتاب الایمان میں گزری کہ چاہیے کہ کرے جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے سو حکم کیا کفارے کا اس کو جو جان بوجھ کر قسم توڑے سو اس سے لیا جاتا ہے شروع ہونا کفارے کا اس کے واسطے جو قسم کھائے حانث ہو کر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ جو اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اللہ کے اس قول تک کہ ان کو دکھ کی مار ہے۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے آیت سے کہ عہد اور چیز ہے اور یمین اور چیز ہے واسطے عطف قسم کے اوپر اس کے تو اس میں حجت ہے اس شخص پر جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عہد یمین ہے کہا ابن بطال نے کہ وجہ دلالت کی یہ ہے کہ اللہ نے خاص کیا ہے عہد کو ساتھ مقدم کرنے کے باقی قسموں پر سو دلالت کی اس نے اوپر مؤکد ہونے قسم کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ عہد اللہ کا وہ ہے جو اس نے بندوں سے لیا اور بندوں نے اس کو دیا جیسا اللہ نے فرمایا ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللّٰهَ﴾ اس واسطے کہ مقدم کیا ہے اس کو اوپر ترک وفا کرنے اس کے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ اور نہ ٹھہراؤ اللہ کو نشانہ اپنی قسموں کا۔

فائدہ: کہا ابن تین وغیرہ نے کہ اختلاف ہے اس کے معنی میں سو زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اللہ کی بہت قسمیں نہ کھایا کرو اگرچہ تم سچے ہو اور فائدہ اس کا ثابت کرنا ہیبت کا ہے دلوں میں اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے ہے کہ وہ یہ ہے کہ قسم کھائے کہ اپنے قرابتیوں سے سلوک نہ کرے گا مثلا اور اس سے کہا جائے کہ سلوک کر تو وہ کہے کہ میں قسم کھا چکا ہوں بنا بر اس کے ﴿اَنْ تَبَرُّوْا﴾ کے معنی یہ ہیں واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ سلوک کرو سو لائق ہے کہ جو بہتر کام ہو اس کو کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے اور روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ ٹھہرا اللہ کو نشانہ اپنی قسم کا یعنی اس پر قسم نہ کھا کہ تو نیکی نہ کرے گا لیکن نیکی کر اور قسم کا کفارہ دے اور بعض نے کہا وہ یہ ہے کہ قسم کھائے کسی نیکی کی تاکید کے واسطے کہ اس کو کرے گا پس منع کیا گیا اس سے بنا بر اس کے پس نہیں حاجت ہے تقدیر کی۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا إِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿وَأَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا﴾.

اور نہ لو بدلے عہد اللہ کے قیمت تھوڑی اور فرمایا کہ پورا کرو عہد اللہ کا جب کہ تم عہد کرو اور نہ توڑو قسموں کو بعد تاکید کے۔

فائدہ: اور یہ سب آیتیں دلالت کرتی ہیں اوپر تاکید وفا کرنے کے ساتھ عہد کے لیکن ہونا اس کا قسم سو اور چیز ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کی طرف اور کفیل کے معنی ہیں گواہ عہد میں۔

٦١٨٣ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ

٦١٨٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھائے قسم لازم میں جس پر وہ مجبور کیا جائے تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال مسلمان آدمی کا اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر نہایت غضبناک ہو گا پھر اللہ نے قرآن میں اس کی تصدیق اُتاری کہ بیشک جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں دے کر تھوڑا سا مال دنیا کا لیتے ہیں ان کو آخرت میں کچھ نہیں آخر آیت تک پھر داخل ہوا اشعث سو کہا کہ کیا حدیث بیان کی ہے تم سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو انہوں نے کہا کہ اس طرح اس طرح اس نے کہا کہ یہ آیت میرے حق میں اتری میرا ایک کوان تھا

فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِيْ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِيْنُهُ قُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

میرے چچیرے بھائی کی زمین میں سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ فرمایا کہ گواہ لا یا اس سے قسم لے میں نے کہا یا حضرت! وہ تو اب اس پر قسم کھا جائے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قسم کھائے قسم لازم میں اور وہ اس میں جھوٹا ہو کہ اس سے کسی مسلمان بھائی کا مال چھین لے تو اللہ سے ملے گا قیامت میں اور اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں سننا حاکم کا ہے دعویٰ کو اس چیز میں کہ نہ دیکھی ہو جب کہ وصف کی جائے اور اس کی حد بیان کی جائے اور مدعی اور مدعا علیہ اس کو پہچانتے ہوں لیکن نہیں واقع ہوئی ہے تصریح حدیث میں ساتھ وصف کے اور نہ تحدید اور اس حدیث میں ہے کہ حاکم مدعی سے سوال کرے کہ کیا تیرے واسطے گواہ ہیں اور یہ کہ گواہ مدعی پر ہیں سب اموال میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے بیچ ترک کرنے عمل کے ساتھ ایک گواہ اور قسم مدعی کے اموال میں میں کہتا ہوں اور جواب اس سے بعد ثبوت دلیل عمل کے ساتھ شاہد اور قسم کے یہ ہے کہ وہ زیادتی صحیحہ ہے واجب ہے پھرنا اس کی طرف واسطے ثابت ہونے اس ساتھ منطوق کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مستفاد ہوتی ہے نفی اس کی باب کی حدیث سے ساتھ مفہوم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر توجیہ قسم کے سب دعووں میں اس شخص پر کہ اس کے واسطے گواہ نہ ہوں اور اس میں بنا کرنا احکام کا ہے ظاہر پر اگرچہ محکوم لہ فی نفس الامر جھوٹا ہو اور اس میں دلیل ہے جمہور کے واسطے کہ حکم حاکم کا نہیں مباح کرتا آدمی کے واسطے اس چیز کو جو اس کے واسطے حلال نہ ہو برخلاف ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اسی طرح مطلق کہا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے اجماع اس پر کہ حکم نہیں حلال کرتا حرام کو باطن میں اموال میں اور اختلاف ہے بیچ حلال ہونے نکاح اس عورت کے کہ عقد کیا جائے اس پر ساتھ ظاہر حکم حاکم کے اور حالانکہ وہ باطن میں اس کے برخلاف ہو سو کہا جمہور نے کہ شرم گاہوں کا حکم بھی مانند اموال کے ہے اور کہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور بعض مالکیہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اموال میں ہے شرم گاہوں میں نہیں یعنی شرم گاہوں میں حکم حاکم کا باطن میں حلال کرتا ہے اور حجت ان کی اس مر میں لعان ہے اور بعض حنفیہ نے بعض مسائل اموال میں بھی اس کو جاری کیا ہے واللہ اعلم۔ اور اس میں تشدید ہے اس شخص پر جو جھوٹی قسم کھائے تا کہ مسلمان کا حق چھین لے اور وہ سب کے نزدیک محمول ہے اس شخص پر جو مر جائے بغیر توبہ صحیحہ کے اور نزدیک اہل سنت کے محمول ہے اس پر جس کو اللہ عذاب کرنا

چاہے گا بقدر اس کے گناہوں کے کما تقدم تقریرہ مرادًا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ اس کی طرف نظر نہ کرے گا تو مراد اس سے نہ احسان کرنا ہے اس کی طرف نزدیک اس کے جو نظر کو اس پر جائز رکھتا ہے اور مجاز ہے نزدیک اس کے جو اس کو جائز نہیں رکھتا اور مراد ساتھ ترک تزکیہ کے ترک کرنا ثنا کا ہے اوپر اس کے اور مراد ساتھ غضب کے پہنچانا شر اور بدی کا ہے اس کی طرف اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ قبضہ والا اولیٰ ہے ساتھ مدعی فیہ کے یعنی جس چیز کا دعویٰ کیا گیا اور اس میں تنبیہ ہے اوپر صورت حکم کے ان چیزوں میں اس واسطے کہ ابتدا کی ساتھ طالب کے سو فرمایا کہ نہیں تیرے واسطے مگر قسم مدعا علیہ کے اور نہ حکم کیا ساتھ اس کے واسطے مدعا علیہ کے جب کہ قسم کھائے بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا قسم کو کہ پھیرتی ہے دعویٰ مدعی کا نہ غیر اس کا اور اسی واسطے لائق ہے حاکم کو کہ جب مدعی علیہ قسم کھائے تو نہ حکم کیا جائے اس کے واسطے ساتھ ملک مدعی فیہ کے اور نہ ساتھ قبضے اس کے کے بلکہ برقرار رکھے اس کو اوپر حکم قسم اس کی کے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ قسم فاجر کی ساقط کرتی ہے اس سے دعویٰ کو اور فجور اس کا اس کے دین میں نہیں واجب کرتا ہے اس پر بندش کو اور تصرف کو معاملات میں اور نہ اس کے اقرار کے باطل کرنے کو اور اگر یہ نہ ہوتا تو قسم کے کوئی معنی نہ ہوتے اور یہ کہ اگر مدعی علیہ اقرار کر دے کہ اصل مدعی اس کے غیر کے واسطے ہے تو نہ تکلیف دیا جائے واسطے بیان وجہ پھرنے اس کے کی طرف اس کی جب تک کہ نہ معلوم ہو انکار اس کا اس کے واسطے یعنی تسلیم مطلوب لہ کے جو کہا اور اس حدیث میں ہے کہ جو گواہ لائے تو حکم کیا جائے اس کے واسطے ساتھ حق اس کے بغیر قسم کے اس واسطے کہ محل ہے کہ اس سے گواہ مانگیں بغیر اس کے کہ واجب ہو حکم اس کے واسطے ساتھ اس کے اور اگر ہوتی قسم تمام حکم سے تو البتہ اس سے فرماتے کہ تیرے گواہ اور قسم ہے اس کے صدق پر اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ گواہوں کے ساتھ اس سے قسم جو لی اس کے صدق پر تو نہیں لازم اس سے یہ کہ حکم اس کے واسطے نہیں موقوف ہے بعد گواہوں کے اس کی قسم کھانے پر ساتھ اس کے کہ نہیں خارج ہوئی وہ چیز اس کے ملک سے اور نہ اس نے اس کو ہبہ کیا ہے مثلاً اور یہ کہ وہ مستحق ہے اس کے قبضے کا سو یہ اگرچہ نہیں مذکور ہے حدیث میں لیکن نہیں ہے اس میں وہ چیز جو اس کی نفی کرے بلکہ اس میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے ساتھ بے پرواہ ہونے کے اس کے ذکر سے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا تھا اور مدعی بہ کو مدعی کے حوالے کیا تھا سو اس کے بعد مدعا علیہ سے قسم طلب کرنے کی حاجت نہ رہی تھی اور غرض یہ ہے کہ مدعی نے ذکر کیا تھا کہ اس کے پاس گواہ نہیں ہیں سو نہ تھی قسم مگر صرف مدعا علیہ کی جانب میں اور کہا قاضی عیاض نے اور اس اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں اول مدعی کا دعویٰ سننا پھر مدعا علیہ کا بیان سننا کہ کیا اقرار کرتا ہے یا انکار کرتا ہے پھر طلب کرنا گواہوں کا مدعی سے اگر انکار کرے مدعا علیہ پر متوجہ کرنا قسم کا مدعا علیہ پر جب کہ مدعی گواہ نہ پائے اور یہ کہ جب مدعی دعویٰ کرے کہ مدعا بہ مدعا علیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ مان لے تو نہیں حاجت ہے گواہ کے قائم کرنے کی وہ مدعا علیہ کے قبضے میں اور اس

میں وعظ کرنا حاکم کا ہے مدعا علیہ کو جب قسم کھانے کا ارادہ کرے واسطے اس خوف کے کہ جھوٹی قسم کھائے سو شاید وعظ سے حق کی طرف رجوع کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے کہ جو اسلام لائے اور اس کے ہاتھ میں غیر کا مال ہو کہ وہ رجوع کرتا ہے اپنے مالک کی طرف جب کہ ثابت کرے اس کو اور مالکیہ سے خاص ہونا اس کا ہے ساتھ اس کے جب کہ مال کافر کا ہو اور اگر مسلمان کا ہو اور اسلام لائے اس پر وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برقرار ہے اس کے ہاتھ میں اور حدیث حجت ہے اوپر ان کے کہا ابن منیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ آیت مذکورہ اس حدیث میں اتری بیچ توڑنے عہد کے اور یہ کہ نہیں ہے کفارہ یمین غموس میں اس واسطے کہ عہد توڑنے میں کفارہ نہیں کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے داخل ہے بیچ قول اس کے جو چھین لے حق کے مسلمان کا وہ شخص جو قسم کھائے اوپر غیر مال کے مانند کھال مردار اور گوبر وغیرہ کے اس چیز سے کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور اسی طرح باقی حقوق مانند حصے زوجہ کے ساتھ قسم کے اور بہر حال قید کرنا ساتھ مسلم کے سو نہیں دلالت کرتا ہے اوپر عدم تحریم حق ذمی کے بلکہ وہ بھی حرام ہے لیکن نہیں لازم ہے کہ ہو اس میں عقوبت عظیم اور یہ تاویل خوب ہے لیکن نہیں ہے حدیث مذکور میں دلالت اوپر تحریم حق ذمی کافر کے بلکہ وہ ثابت ہوا ہے اور دلیل سے اور حاصل یہ ہے کہ نہیں جدا ہے حکم مسلمان اور ذمی کا یمین غموس میں اور وعید کے اوپر اس کے اور بیچ لینے حق دونوں کے باطل سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مختلف ہوتا ہے قدر عقوبت کا بہ نسبت ان دونوں کے اور اس میں ہے کہ مسلمانوں کے حقوق سخت حرام ہیں اور نہیں فرق ہے کہ تھوڑا حق ہو یا بہت اور گویا کہ مراد اس کی نہ فرق کرنا ہے بیچ سخت ہونے تحریم کے اور تصریح کی ہے ابن عبدالسلام نے ساتھ فرق کے درمیان قلیل اور کثیر کے اور اسی طرح درمیان اس چیز کے کہ مرتب ہو اس پر بہت مفسدہ اور تھوڑا اور البتہ وارد ہوئی ہے وعید بیچ حالف کاذب کے غیر کے حق میں مطلق ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ تین شخص ہیں کہ اللہ ان سے کلام نہ کرے گا۔ (فتح)

بَابُ الْيَمِينِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي الْمَعْصِيَةِ وَفِي الْغَضَبِ

قسم اس چیز میں کہ نہ مالک ہو اور قسم کھانا گناہ میں اور قسم کھانا غصے کی حالت میں

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب میں تینوں حدیثوں کو لیا جاتا ہے ان سے حکم ترجمہ کا با ترتیب اور کبھی پکڑے جاتے ہیں تینوں احکام ہر ایک سے تینوں حدیثوں میں سے اگرچہ ایک قسم تاویل سے ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے تینوں حکم میں حدیث عمرو بن شعیب کی مرفوع کہ نہیں ہے نذر اور نہ قسم اس چیز میں کہ آدمی اس کا مالک نہ ہو روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے لیکن یہ حدیث اس کی شرط پر نہیں ہے اس واسطے اس کو ذکر نہیں کیا۔ (فتح)

٦١٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي

۶۱۸۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ساتھیوں نے مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا سواری مانگنے کو

مُوْسٰى قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَصْحَابِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ انْطَلِقْ إِلٰى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللّٰهَ أَوْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ.

تو حضرت ﷺ نے فرمایا واللہ! میں تم کو سواری نہ دوں گا میں نے حضرت ﷺ کو غصے کی حالت میں پایا پھر جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کی طرف چل سو کہہ کہ بیشک اللہ یا فرمایا بیشک رسول اللہ ﷺ تم کو سواری دیتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہ دوں گا اور یہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے اور یہ جو کہا اس چیز میں کہ مالک نہ ہو تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے جیسا کہ کفارے میں آئے گا کہ فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں اور کہا ابن منیر نے کہ ابن بطال نے سمجھا کہ میل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے واسطے جہت تعلیق طلاق کے نکاح کرنے سے پہلے یا آزاد کرنے غلام کے مالک ہونے سے پہلے اور ظاہر یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کا یہ مقصود نہیں بلکہ اس کا مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ان کو سواری نہ دیں پھر جب ان کو سواری دی تو انہوں نے آپ سے قسم میں مراجعت کی تو فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی سو حضرت ﷺ نے بیان فرمایا کہ آپ کی قسم پکی ہوئی اس چیز میں کہ مالک ہیں پھر اگر سوار کرتے ان کو اس چیز پر کہ اس کے مالک ہیں تو البتہ قسم توڑنے والے ہوتے اور لازم آتا کفارہ لیکن سواری دی ان کو جس کے خاص مالک نہ تھے اور وہ مال اللہ کا ہے سو اس کے ساتھ نہ لازم آئے گا توڑنا قسم کا اور بہرحال اس کے بعد یہ جو فرمایا کہ میں کسی چیز پر قسم نہیں کھاتا، الخ تو یہ از سر نو کلام ہے اور ایک علیحدہ قاعدے کی بنیاد ہے گویا کہ فرمایا کہ اگر میں نے قسم کھائی ہوتی پھر قسم کے ترک کرنے کو بہتر جانتا تو میں قسم توڑ ڈالتا اور قسم کا کفارہ دیتا میں کہتا ہوں اور یہ محتمل ہے اور جو ابن بطال نے کہا وہ بھی بعید نہیں بلکہ وہ ظاہر تر ہے اس واسطے کہ جن اصحاب نے سواری مانگی تھی انہوں نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے قسم کھائی ہے اور آپ نے قسم کا خلاف کیا ہے اسی واسطے اس کے بعد جب حضرت ﷺ نے ان کو سواری دی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کو قسم سے غافل پایا اور ان کو گمان ہوا کہ حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے سو حضرت ﷺ نے ان کو جواب دیا کہ میں قسم نہیں بھولا لیکن جو میں نے کیا ہے بہتر ہے اس چیز سے جس پر میں نے قسم کھائی اور یہ کہ جب میں کسی چیز پر قسم کھاؤں پھر اس کے خلاف کو بہتر جانوں تو کرتا ہوں جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں، وسياتی بيان ذلك واضحا فی باب الكفارة قبل الحنث۔ (فتح)

٦١٨٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللَّهُ مِمَّا قَالُوا كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا فِي بَرَاءَتِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللَّهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى﴾ الْآيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَنْزِعُهَا عَنْهُ أَبَدًا.

۶۱۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ کہا ان کے حق میں بہتان باندھنے والوں نے جو کہا سو پاک کیا ان کو اللہ نے ان کے بہتان سے زہری نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہر ایک نے ایک ٹکڑا حدیث کا سو اللہ نے دس آیتیں کہ بیشک جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان، الخ سب میری پاکی میں اتاریں کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور وہ مسطح رضی اللہ عنہ پر خرچ کیا کرتے تھے قرابت کے سبب سے قسم ہے اللہ کی میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا اس کے بعد کہ کہا اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں جو کہا سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور نہ قسم کھائیں بزرگی اور کشائش والے تم میں سے کہ دیں کچھ چیز ناتے والوں کو اخیر آیت تک تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اللہ کی بیشک میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے سو جاری کیا مسطح رضی اللہ عنہ پر وہ نفقہ جو اس پر پہلے خرچ کیا کرتے تھے اور کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اس سے کبھی بند نہیں کروں گا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے افک کی حدیث کا جو پہلے گزری اور غرض اس سے یہ قول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے قسم ہے اللہ کی میں مسطح رضی اللہ عنہ پر کبھی کچھ چیز خرچ نہیں کروں گا اور وہ موافق ہے واسطے ترک کرنے قسم کے گناہ میں اس واسطے کہ انہوں نے قسم کھائی کہ نہ خرچ کریں گے مسطح رضی اللہ عنہ پر اس سبب سے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں بہتان باندھا سو یہ قسم تھی اوپر ترک کرنے طاعت کے سو وہ منع کیے گئے بدستور رہنے سے اس چیز پر کہ انہوں نے اس پر قسم کھائی تو گناہ کے

کرنے پر قسم کھانا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور ظاہر حال ان کے سے وقت قسم کھانے کے یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح رضی اللہ عنہ پر غضبناک ہوئے تھے بسبب اس بہتان کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر باندھا اور کہا کرمانی نے کہ نہیں مناسب ہے یہ حدیث ترجمہ کے پہلے دو جز کو اور نہیں لازم ہے کہ ہر حدیث باب کے ترجمہ کے ہر جز کے مطابق ہو۔ (فتح)

٦١٨٦- حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

٦١٨٦- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا چند اشعری لوگوں میں سو میں نے آپ کو پایا غصے کی حالت میں سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر کہا قسم ہے اللہ کی اگر اللہ نے چاہا میں کسی بات پر قسم نہیں کھاتا پھر اس کے غیر کو بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث کئی بار پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ میں نے پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصے کی حالت میں اور یہ مطابق ہے واسطے بعض ترجمہ کے اور اس قصے میں بھی قسم کھانا ہے اوپر ترک کرنے نیک کام کے لیکن ان کے درمیان فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ قسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق پڑی اس کو کہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ چیز نہ تھی جس پر قسم کھائی برخلاف قسم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے قسم کھائی اور حالانکہ وہ قادر تھے اوپر کرنے اس چیز کے کہ قسم کھائی اوپر ترک کرنے اس کے کہا ابن بطال نے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ غصے کی حالت میں قسم کھانا لغو ہے۔

بَابٌ إِذَا قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ فَصَلّٰى أَوْ قَرَأَ أَوْ سَبَّحَ أَوْ كَبَّرَ أَوْ حَمِدَ أَوْ هَلَّلَ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ.

جب کوئی کہے قسم ہے اللہ کی میں آج کلام نہیں کروں گا پھر نماز پڑھے اور قرآن پڑھے یا کہے سبحان اللہ یا اللہ اکبر یا الحمد للہ یا لا الٰہ الا اللہ تو وہ موقوف ہے اس کی نیت پر۔

فائدہ: یعنی اگر قرأت اور ذکر کے ادخال کا ارادہ کیا ہو تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی جب کہ پڑھے یا ذکر کرے اور اگر ارادہ کرے کہ ان کو داخل نہ کرے تو نہیں حانث ہوگا یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر مطلق کہا تو جمہور کے نزدیک حانث نہیں ہوگا اور حنفیہ کے نزدیک حانث ہوگا اور فرق کیا ہے بعض شافعیہ نے کہ قرآن کے ساتھ حانث نہیں ہوتا اور ذکر کے ساتھ اس کی قسم ٹوٹ جاتی ہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ کلام عرف میں منصرف ہے طرف کلام

آدمیوں کے اور وہ قرأت اور ذکر سے نماز کے اندر حانث نہیں ہوتا تو چاہیے کہ نماز کے باہر بھی اس کے ساتھ حانث نہ ہو اور حجت اس میں یہ مسلم کی حدیث ہے کہ بیشک نہیں جائز ہے ہماری اس نماز میں کوئی آدمیوں کی کلام سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تسبیح اور تکبیر اور قرأت قرآن کی ہے سو بیان فرمایا کہ قرأت اور ذکر کا اور حکم ہے اور آدمیوں کی کلام کا اور حکم ہے اور کہا ابن منیر نے کہ جو بخاری نے کہا کہ وہ موقوف ہے اس کی نیت پر یعنی عرفی پر اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی یہ کہ وہ اس کے ساتھ حانث نہیں ہوتا مگر یہ کہ نیت کرے داخل کرنے اس کے کی اپنی نیت میں سولیا جاتا ہے اس سے حکم اطلاق کا۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ افضل کلام چار چیزیں ہیں، سبحان اللہ، الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

فائدہ: یہ حدیث معلق ہے۔

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى هِرَقْلَ ﴿تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾.

اور کہا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے ہرقل کی طرف لکھا اے اہل کتاب! آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے ہرقل کی حدیث دراز کا جو اول صحیح میں گزری اور غرض اس سے اور تمام اس چیز سے جو باب میں مذکور ہے یہ ہے کہ اللہ کا ذکر منجملہ کلام کے ہے اور اطلاق کلمہ کا اوپر مثل سبحان اللہ وبحمدہ کے اطلاق بعض کا ہے کل پر۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ كَلِمَةُ التَّقْوٰى لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کلمہ تقویٰ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے

٦١٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ جَآءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ.

٦١٨٧۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کے مرنے کا وقت آیا تو حضرت ﷺ اس کے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ اے چچا! کہہ لا الہ الا اللہ کہہ لے اس کلمے کو اللہ کے نزدیک اس کلمے کہنے کے سبب میں تیرے واسطے جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشاؤں گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات النبی میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہہ لا الہ الا اللہ کہہ

لے اس کلمے کو۔ (فتح)

٦١٨٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

٦١٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے ہیں زبان پر ہلکے تول میں بھارے اللہ کے نزدیک پیارے ایک تو سبحان اللہ وبحمدہ دوسرا سبحان اللہ العظیم۔

٦١٨٩۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرٰى مَنْ مَّاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ وَقُلْتُ أُخْرٰى مَنْ مَّاتَ لَا يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ الْجَنَّةَ.

٦١٨٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات فرمائی اور میں نے دوسری کہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک جانتا ہو وہ دوزخ میں جائے گا اور میں نے دوسری بات کہی کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ باوجہ ہے کہ کہتا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو نہ داخل ہوگا دوزخ میں لیکن جب کہ بہشت میں داخل ہونا تحقیق تھا موحد کے واسطے تو جزم کیا ساتھ اس کے اگرچہ اخیر میں ہو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ حَلَفَ أَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلٰى أَهْلِهٖ شَهْرًا وَكَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

جو قسم کھائے کہ اپنے گھر والوں کے پاس مہینہ بھر نہ جائے گا اور مہینہ انتیس دن کا ہو

فائدہ: یعنی پھر داخل ہو تو وہ حانث نہیں ہوتا اور یہ متصور ہے جب کہ واقع ہو قسم بیچ اول جزء مہینے کے اتفاقًا اور اگر مہینے کے درمیان واقع ہو اور کم ہو تو کیا متعین ہے کہ انتیس دن پر کفایت کرے اول قول جمہور کا ہے اور قائل ہے ایک گروہ ساتھ دوسرے قول کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عبدالحکم مالکیہ سے۔ (فتح)

٦١٩٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ

٦١٩٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایلا کیا یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ ان پر داخل

أَنَسٍ قَالَ آلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهٖ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

نہ ہوں گے اور حضرت ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا سو انتیس روز بالا خانے میں رہے پھر اترے تو لوگوں نے کہا یا حضرت! آپ نے مہینہ بھر کی قسم کھائی تھی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

بَابٌ إِنْ حَلَفَ أَنْ لَّا يَشْرَبَ نَبِيْذًا فَشَرِبَ طِلَاءً أَوْ سَكَرًا أَوْ عَصِيْرًا لَمْ يَحْنَثْ فِيْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ وَلَيْسَتْ هٰذِهٖ بِأَنْبِذَةٍ عِنْدَهٗ

جو قسم کھائے کہ نہ پیئے نچوڑ کھجور کا پھر پیئے طلا یا سکر یا نچوڑ انگور کا تو نہیں حانث ہوتا بعض لوگوں کے قول میں اور نہیں ہیں یہ شرابیں نبیذ نزدیک اس کے۔

فائدہ: نبیذ یہ ہے کہ کھجور کو توڑ کر کے رات کو بھگو کر رکھے اور دن کو اس کا شیرہ پیئے کہا مہلب نے کہ جمہور کا یہ قول ہے کہ جو قسم کھائے کہ بعینہ نبیذ نہ پیئے گا تو وہ اس کے سوائے اور چیز کے پینے سے حانث نہیں ہوتا اور جو قسم کھائے کہ نہ پیئے گا نبیذ کو واسطے اس چیز کے کہ خوف کیا جاتا ہے نشے سے ساتھ اس کے تو وہ حانث ہوتا ہے ساتھ پینے ہر چیز کے جس میں نشے کا خوف ہو اس واسطے کہ تمام شرابیں اس میں داخل ہیں خواہ پکائی گئی ہوں یا نچوڑی گئی ہوں اور سب کا نام نبیذ رکھا جاتا ہے اس واسطے کہ معنی میں سب شرابیں اس کے مشابہ ہیں سو وہ مثل اس شخص کی ہے جو قسم کھائے کہ شراب نہ پیئے گا اور مطلق بولے یعنی کسی خاص قسم شراب کی قید نہ کرے کہ وہ حانث ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس پر نام شراب کا کہا ابن بطال نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ بعض الناس کے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے پیرو ہیں اس واسطے کہ وہ قائل ہیں اس کے کہ طلا اور عصیر نہیں ہیں نبیذ اس واسطے کہ نبیذ در حقیقت وہ چیز ہے جو پانی میں بھگوئی جائے اور اس میں ڈالی جائے سو مراد بخاری رحمہ اللہ کی ان پر رد کرنا ہے اور توجیہ رد کی باب کی دونوں حدیثوں سے یہ ہے کہ حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی تقاضا کرتی ہے کہ جس چیز کے بھگونے کا زمانہ قریب ہو اس کا نام نبیذ رکھا جائے اگرچہ اس کا پینا حلال ہو اور اشربہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث گزر چکی ہے کہ دستور تھا کہ حضرت ﷺ کے واسطے رات کو کھجور بھگوئی جاتی تو صبح کو پیتے اور صبح کو بھگوئی جاتی تو رات کو پیتے اور حدیث سودہ رضی اللہ عنہا کی اس کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا ہے کہ اصحاب نبیذ بناتے تھے مری ہوئی بکری کی کھال میں اور نہ نبیذ بناتے ہیں مگر جس کا پینا حلال ہو اور باوجود اس کے اس کا نام نبیذ رکھتے تھے سو نقیع بیچ حکم نبیذ کے ہے جو حد نشے کو نہ پہنچے اور نچوڑ انگور کا جو حد نشے کو پہنچے بیچ معنی نبیذ کھجور کے ہے جو حد نشے کو پہنچے اور حاصل یہ ہے کہ جس چیز کا نام عرف میں نبیذ رکھا جائے اس کے ساتھ اس کی قسم ٹوٹ جاتی ہے مگر یہ کہ کسی خاص معین چیز کی نیت کی ہو پس خاص ہوگی ساتھ اس

کے اور طلا بولا جاتا ہے اوپر نچوڑ انگور کے جو پکایا گیا ہو اور یہ کبھی جم جاتا ہے سو نام رکھا جاتا ہے اس کا دبس تو اس کا نام نبیذ بالکل نہیں رکھا جاتا اور کبھی بدستور پتلا رہتا ہے اور اس کا بہت نشہ لاتا ہے سو نام رکھا جاتا ہے اس کا عرف میں نبیذ بلکہ نقل کیا ہے ابن تین نے اہل لغت سے کہ طلا جنس شراب سے ہے اور ابن فارس نے کہا کہ وہ شراب کے ناموں میں سے ہے اور اسی طرح سکر بولا جاتا ہے عصیر پر پہلے اس سے کہ شراب ہو اور بعض نے کہا کہ وہ سکر ہے اس سے اور اس کے غیر سے اور نقل کیا ہے جوہری نے کہ نبیذ اور عصیر وہ چیز ہے جو نچوڑی جائے انگوروں سے سو نام رکھا جاتا ہے اس کا ساتھ اس کے اگرچہ شراب ہو جائے۔ (فتح)

٦١٩١۔ حَدَّثَنِیْ عَلِیٌّ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِیْزِ بْنَ أَبِیْ حَازِمٍ أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَیْدٍ صَاحِبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَسَ فَدَعَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتِ الْعَرُوْسُ خَادِمَهُمْ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْهُ قَالَ أَنْقَعَتْ لَهٗ تَمْرًا فِیْ تَوْرٍ مِّنَ اللَّیْلِ حَتّٰی أَصْبَحَ عَلَیْهِ فَسَقَتْهُ إِیَّاهُ.

٦١٩١۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اُسید رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نے شادی کا کھانا کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ولیمہ کے واسطے بلایا سو دلہن ان کی خادم تھی تو سہل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا؟ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رات کو تغار میں کھجوریں بھگوئیں اور صبح کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پلائیں۔

٦١٩٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ أَبِیْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِیْهِ حَتّٰی صَارَ شَنًّا.

٦١٩٢۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہماری ایک بکری مرگئی سو ہم نے اس کی کھال کو رنگا پھر ہمیشہ اس میں نبیذ بناتے رہے یہاں تک کہ مشک ہو گئی۔

فائدہ: شن پرانی مشک کو کہتے ہیں اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ سودہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ زہد نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ نکلنے کے تمام اس چیز سے کہ اس کا مالک ہو اس واسطے کہ مرنا بکری کا شامل ہے سابق ہونے مالک اس کے کو اور رکھنے اس کے کو اور اس میں جواز بڑھانے مال کا ہے اس واسطے کہ انہوں نے بکری کی کھال لی اور اس کو رنگا اور اس سے فائدہ اٹھایا اس کے بعد کہ پھینکی گئی تھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے

کھانا اس چیز کا جو کھانے کو ہضم کرے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر نبیذ بنانا اور اس میں اضافت فعل کی ہے طرف مالک کی اگرچہ مباشر ہو اس کو غیر اس کا مانند خادم کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا حَلَفَ أَنْ لَا يَأْتَدِمَ فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ وَمَا يَكُوْنُ مِنَ الْأُدُمِ

جب قسم کھائے کہ سالن نہ کھائے پھر کھجور کو روٹی کے ساتھ کھائے یعنی تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں اور بیان اس چیز کا کہ حاصل ہوتا ہے اس سے سالن۔

٦١٩٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ بِهٰذَا.

۶۱۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے گندم کی روٹی سالن والی سے تین دن پے در پے یہاں تک کہ اللہ سے ملے اور کہا ابن کثیر نے الخ یعنی عابس کی ملاقات عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے جو اول طریق میں عن کے ساتھ روایت ہے۔

٦١٩٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ

۶۱۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی ہے میں آپ میں بھوک پہچانتا ہوں سو کیا تیرے پاس کچھ چیز کھانے کی ہے؟ اس نے کہا ہاں سو اس نے جو کی روٹی کے ٹکڑے نکالے پھر اپنی اوڑھنی لی اور روٹی کو اس کے بعض سے لپیٹا پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا سو میں گیا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ تھے سو میں ان پر کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے تجھ کو بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو سو وہ چلے اور میں ان کے آگے چلا یہاں تک کہ میں نے آ کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ام سلیم! البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھانا نہیں جو ان کو کھلائیں تو

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول دانا تر ہیں پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کو چلے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے پھر سامنے آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم! جو تیرے پاس ہے تو وہ یہ روٹی لائی کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس روٹی کے سو توڑی گئی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی کپی نچوڑی سو اس کو سالن بنایا پھر کہا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ نے چاہا کہ کہیں یعنی اس میں دعا کی پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر نکلے پھر فرمایا کہ دس کو اجازت دے اس نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے بھی کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر فرمایا کہ دس کو اجازت دے سو سب لوگوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے اور سب لوگ ستر یا اسی مرد تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا فادمتہ یعنی ملایا اور مخلوط کیا اس گھی کو ساتھ اس روٹی ٹوٹی ہوئی کے کہا ابن منیر وغیرہ نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں کہا جاتا ہے کہ اس نے سالن کھایا مگر جب کہ کھائے ساتھ اس چیز کے کہ سالن بنائی جاتی ہے اور مناسبت اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ہے کہ معلوم ہے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا

کی نفی مطلق سالن کی ہے ساتھ قرینے اس چیز کے کہ معروف ہے تنگ گزران ان کے سے سو کھجور وغیرہ بھی اس میں داخل ہوئی اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ذکر کیا ہو اس حدیث کو اس باب میں واسطے ادنیٰ ملابست کے اور وہ لفظ مادوم کا ہے اس واسطے کہ نہیں پائی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی چیز اپنی شرط پر میں کہتا ہوں اور یہی مراد ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی لیکن ضم کیا جائے ساتھ اس کے اس چیز کو کہ ذکر کی ابن منیر نے کہا ابن منیر نے بہر حال قصہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا تو ظاہر اس کا مناسبت ہے اس واسطے کہ جو گھی کہ کپی کی تہ میں تھا وہ تھوڑا تھا روٹی کے ٹکڑوں کا سالن نہ ہو سکتا تھا جو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے توڑی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی غائت یہ ہے کہ روٹی میں اس کا کچھ ذائقہ ہو جائے سو مشابہ ہوا اس چیز کو جب کہ کھجور کو کھانے کے وقت ملائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ہر چیز نام رکھی جاتی ہے وقت اطلاق کے سالن اس واسطے کہ جو قسم کھائے وہ حانث ہوتا ہے جب کہ کھائے اس کو ساتھ روٹی کے اور یہ قول جمہور کا ہے برابر ہے سالن بنایا جائے ساتھ اس کے یا نہ اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹتی جب کہ سالن بنائے ساتھ دہی اور انڈے کے اور مخالفت کی دونوں کی محمد بن حسن نے سو کہا اس نے کہ جو چیز کہ کھائی جائے ساتھ روٹی کے جس پر یہ غالب ہو مانند بھنے ہوئے گوشت اور دہی کے وہ سالن ہے اور مالکیہ سے ہے کہ حانث ہوتا ہے ساتھ ہر چیز کے کہ قسم کھانے والے کے نزدیک سالن ہو اور ہر قوم کی ایک عادت ہے اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض نے نمک کو اور حجت جمہور کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے بریدہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں سو فجر کا کھانا منگوایا سو لائے گئے ساتھ روٹی اور سالن کے گھر کے سالن سے، الحدیث کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی اس حدیث نے اس پر کہ جو چیز کہ گھر میں ہو اس چیز سے کہ جاری ہو عادت ساتھ سالن بنانے اس کے کی کہ اس کا نام سالن رکھا جاتا ہے برابر ہے کہ پتلی ہو یا گاڑھی اور بیچ خصوص قسم کے جو مذکور ہے اس ترجمہ میں حدیث یوسف کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا لیا اور اس پر ایک کھجور رکھی اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے اخرجہ ابوداؤ والترمذی اور کہا ابن قصار نے نہیں اختلاف ہے اہل زبان میں کہ جو کوئی بھنے ہوئے گوشت سے روٹی کھائے وہ اس کا سالن ہے اور اس نے سالن کے ساتھ روٹی کھائی سو اگر وہ کہے کہ میں نے بے سالن کے روٹی کھائی تو وہ جھوٹا ہے اور اگر کہے کہ میں نے سالن سے روٹی کھائی تو وہ سچا ہے اور بہر حال قول کوفیوں کا کہ سالن نام ہے واسطے جمع کرنے کے درمیان دو چیزوں کے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد یہ ہے کہ روٹی اس میں ہلاک ہو جائے اس طور سے کہ روٹی اس کی تابع ہو جائے ساتھ اس طور کے کہ ایک کی جزیں دوسرے کی جزوں میں داخل ہو جائیں اور یہ نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ اس چیز کے کہ سالن بنائی جاتی ہے ساتھ اس کے سو جواب دیا ہے اس نے جو ان کا مخالف ہے ساتھ اس کے کہ کلام اول مسلم ہے لیکن نہیں ہے کوئی دلیل اوپر دعوے تداخل کے کھانے سے پہلے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد جمع کرنا ہے پھر ہلاک ہونا ساتھ کھانے کے سو متداخل ہوں گے دونوں اس وقت۔ (فتح)

بَابُ النِّيَّةِ فِي الْأَيْمَانِ

قسموں میں نیت کرنا

٦١٩٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

٦١٩٥۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا اعتبار نیت سے ہے اور ہر آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوئی یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول بدء الوحی میں گزری اور مناسبت اس کی ترجمہ سے یہ ہے کہ قسم منجملہ اعمال کے ہے سو استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر تخصیص الفاظ کے ساتھ نیت کے زمان میں اور مکان میں اگرچہ نہ ہو لفظ میں وہ چیز جو اس کو تقاضا کرے جیسے مثلا کوئی قسم کھائے کہ زید کے گھر میں داخل نہ ہو اور ارادہ کرے مہینے یا سال کا مثلا یا قسم کھائے کہ نہ کلام کرے زید سے مثلاً اور مراد یہ ہو کہ اس کی جگہ میں نہ اور جگہ میں تو نہیں حانث ہوتا ہے جب کہ داخل ہو بعد مہینے کے یا سال کے پہلی صورت میں اور نہ جب کہ کلام کرے اس سے اور گھر میں دوسری صورت میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے اور اس کے تابعداروں نے اس کے حق میں جو کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو تجھ کو طلاق ہے اور نیت کرے عدد کی تو عدد مذکور معتبر ہے اگرچہ اس کو زبان سے نہ بولے اور اسی طرح جو شخص کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو تو بائن ہے تو اس کی نیت معتبر ہے اگر تین کی نیت کی ہو تو بائن ہو جاتی ہے اور اگر اس سے کم کی نیت کی ہو تو رجع واقع ہوتی ہے اور خلاف کیا ہے حنفیہ نے دونوں صورتوں میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ قسم کا اعتبار قسم کھانے والے کی نیت پر ہے لیکن آدمیوں کے حقوق کے سوائے اور چیزوں میں کہ اس کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور نہیں نفع دیتا ہے اس میں توریہ جب کہ اس کے ساتھ غیر کا حق چھین لے اور یہ اس وقت ہے جب کہ دونوں محاکمہ کریں لیکن غیر محاکمہ میں سو کہا اکثر نے کہ اعتبار حالف کی نیت کا ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ اور ایک گروہ نے کہ اعتبار محلوف لہ کی نیت کا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ جو دعویٰ کرے حق کا کسی

مرد پر اور اس کو حاکم قسم دے تو پکی ہوتی ہے قسم اس کی اس چیز پر جو حاکم نے نیت کی ہو اور نہیں جائز ہے اس کے واسطے توریہ اتفاقاً اور اگر قسم کھائے بغیر قسم طلب کرنے حاکم کے تو جائز ہے اس کو توریہ لیکن اگر اس کے ساتھ حق باطل کرے تو گنہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کی قسم نہیں ٹوٹتی اور یہ حکم کل اس وقت ہے جب کہ اللہ کی قسم کھائے اور اگر قسم کھائے ساتھ طلاق کے یا عتاق کے تو نفع دیتا ہے اس کو توریہ اگرچہ قسم دے اس کو حاکم اس واسطے کہ حاکم کو جائز نہیں کہ اس کو اس کی قسم دے اسی طرح مطلق کہا ہے اس نے اور لائق ہے یہ کہ نہ نفع دے اس کو توریہ اس چیز میں جب کہ حاکم اس کے ساتھ قسم دینے کو جائز رکھتا ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَهْدٰى مَالَهٗ عَلٰى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ

جب تحفہ بھیجے اپنے مال کو بطورِ نذر کے اور توبہ کے

فائدہ: کہا کرمانی نے قول اس کا اھدی یعنی تصدق کرے اپنے مال کو یا ٹھہرائے اس کو تحفہ مسلمانوں کا اور یہ اول باب ہے نذر کا اور نذر لغت میں التزام خیر یا شر کا ہے اور شرع میں التزام مکلّف کا ہے ایک چیز کو کہ نہ ہو اس پر واجب حال میں یا معلق اور وہ دو قسم پر ہے ایک نذر تبرر دوسری قسم نذر لجاج اور نذر تبرر کی پھر دو قسمیں ہیں ایک وہ ہے کہ قربت طلب کی جائے ساتھ اس کے ابتدا جیسے کہے کہ واسطے اللہ کے ہے مجھ پر کہ میں ایسا روزہ رکھوں اور ملحق ہے ساتھ اس کے یہ کہ کہے واسطے اللہ کے ہے مجھ پر یہ کہ میں ایسا روزہ رکھوں گا واسطے شکر کرنے کے اس چیز پر کہ انعام کی مجھ پر میرے بیمار کی شفا سے مثلاً اور البتہ نقل کیا ہے بعض نے اتفاق اوپر صحیح اور مستحب ہونے اس کے اور ایک وجہ میں ہے کہ نہیں پکی ہوتی ہے دوسری قسم وہ ہے کہ قربت طلب کی جائے ساتھ اس کے معلق ساتھ ایک چیز کے کہ نفع اٹھائے ساتھ اس کے جب کہ حاصل ہو اس کے واسطے جیسے کہے کہ اگر میرا غائب آیا تو مجھ پر روزہ ایسا مثلاً اور معلق لازم ہے اتفاقاً اور اسی طرح منجز بھی راجح قول پر اور نذر لجاج بھی دو قسم پر ہے ایک وہ ہے کہ معلق کرے اس کو اوپر کرنے حرام چیز کے یا ترک کرنے واجب کے سو نہیں پکی ہوتی یہ نذر راجح قول میں مگر یہ کہ فرض کفایہ ہو یا اس کے فعل میں مشقت ہو سو لازم ہے اس پر اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ نذر کہ معلق کرے اس کو اوپر فعل مکروہ کے دوسری قسم وہ نذر ہے کہ معلق کرے اس کو اوپر فعل خلاف اولیٰ کے یا مباح کے یا ترک کرنے مستحب کے اور اس میں علماء کے تین قول ہیں وفا کرنا یا کفارہ قسم کا یا دونوں کے درمیان اختیار اور اختلاف ہے ترجیح میں نزدیک شافعیہ کے اور اسی طرح نزدیک حنابلہ کے اور جزم کیا ہے حنفیہ نے ساتھ کفارے قسم کے تمام میں اور مالکیہ کے نزدیک یہ قسم بالکل منعقد نہیں ہوتی۔ (فتح)

٦١٩٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

٦١٩٦۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے

أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ فَقَالَ فِيْ آخِرِ حَدِيْثِهٖ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنِّيْ أَنْخَلِعُ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ.

ہوئے کہا اس نے سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے اس کی حدیث میں اور ان تین شخصوں پر جو پیچھے ڈالے گئے سو کہا بیچ آخر حدیث اپنی کے کہ میری توبہ سے ہے یہ کہ میں اپنے تمام مال سے نکلوں اور ننگا ہو جاؤں یعنی جیسے آدمی ننگا ہو جاتا ہے جب کہ اپنے کپڑے اتارے اس حال میں کہ صدقہ ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہے۔

فائدہ: اگر کوئی نذر مانے کہ اپنے تمام مال کو خیرات کرے تو اس کے حق میں علماء کو اختلاف ہے دس قول پر سو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ لازم ہے اس کو تہائی اپنے مال سے واسطے اس حدیث کے اور اس میں نزاع ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے نہیں تصریح کی ساتھ لفظ نذر کے اور نہ ساتھ معنی اس کے بلکہ احتمال ہے کہ اس نے نذر کو بالفعل کہنے کے وقت ادا کیا ہو اور احتمال ہے کہ اس کا ارادہ کیا ہو سو اجازت مانگی ہو اور اپنے مال سے الگ ہونا جو اس نے ذکر کیا ہے نہیں ہے ظاہر بیچ صادر ہونے نذر کے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا کہ پکا کرے اپنی توبہ کو ساتھ خیرات کرنے تمام مال اپنے کے واسطے شکر ادا کرنے اللہ کے اس چیز پر جو اللہ نے اس پر انعام کی اور کہا خاکہانی نے کہ تھا اولیٰ واسطے کعب رضی اللہ عنہ کے یہ کہ مشورہ لے اور نہ تنہا ہو اپنی رائے سے لیکن گویا کہ قائم ہوا نزدیک اس کے حال واسطے خوش ہونے اس کے اپنی توبہ سے ظاہر ہوا اس کے واسطے کہ اپنے سب مال کو خیرات کرنا مستحق ہے اوپر اس کے بیچ ادا کرنے شکر کے سو وارد کیا مشورہ لینے کو ساتھ صیغہ جزم کے اور شاید مراد اس کی یہ ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ تنہا ہوا اپنی رائے سے اس میں کہ اس نے جزم کیا ساتھ اس کے کہ اس کی توبہ سے ہے یہ کہ نکلے اپنے تمام مال سے لیکن اس نے اس کو فوراً اسی وقت جاری کیا اور کہا ابن منیر نے نہیں یقین کیا کعب رضی اللہ عنہ نے ساتھ نکلنے کے کہ میں اپنے مال سے نکلا بلکہ مشورہ لیا کہ کیا ایسا کرے یا نہ میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ اس نے استفہام کیا ہو اور استفہام کے حرف کو حذف کر دیا ہو اور اسی واسطے راجح نزدیک بہت علماء کے وجوب وفا کا ہے اس کے واسطے جو التزام کرے کہ صدقہ کرے اپنے تمام مال کو مگر جب کہ ہو بطور قربت کے اور بعض نے کہا اگر مالدار ہو تو لازم ہے اس پر اور اگر محتاج ہو تو اس پر کفارہ قسم کا ہے اور یہ قول لیث کا ہے اور موافق ہوا ہے اس کو ابن وہب اور زیادہ کیا ہے اس نے کہ اگر متوسط حال تو بقدر زکوٰۃ اپنے مال کے نکالے اور اخیر قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے بغیر تفصیل

کے اور یہ قول ربیعہ کا ہے اور شعبی سے منقول ہے کہ اس پر بالکل کوئی چیز لازم نہیں ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لازم ہے مالدار پر دسواں حصہ اور متوسط پر ساتواں حصہ اور مملق پر پانچواں حصہ اور بعض نے کہا کہ لازم ہے کل مگر نذر لجاج میں کہ اس میں کفارہ قسم کا ہے اور سحنون سے منقول ہے کہ لازم ہے اس پر کہ نکالے مال جو اس کو ضرر کرے اور ثوری اور اوزاعی اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا بغیر تفصیل کے اور نخعی سے روایت ہے کہ لازم ہے اس پر کل بغیر تفصیل کے اور جب یہ مقرر ہوا تو مناسبت حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ جو ہدیہ کرے یا خیرات کرے اپنے تمام مال کو جب کہ توبہ کرے گناہ سے یا جب کہ نذر مانے تو کیا جاری ہوتا ہے یہ جب کہ اس کو کہنے کے وقت دے یا معلق کرے اور قصہ کعب رضی اللہ عنہ کا موافق ہے واسطے پہلی صورت کے اور وہ تنجیز یعنی کہنے کے وقت فوراً دے دینا لیکن نہیں صادر ہوئی اس سے تنجیز جیسا کہ مقرر ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے مشورہ لیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صلاح دی ساتھ رکھ لینے کچھ مال کے سو ہوگا اولیٰ اس شخص کے واسطے کہ صدقہ کرے اپنے تمام مال کو وقت کہنے کے فوراً یا معلق کرے اس کو یہ کہ اپنا کچھ مال رکھ لے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ اگر اس کو کہنے کے وقت فوراً دے دیتا تو نافذ نہ ہوتا اور پہلے گزر چکا ہے کتاب الزکوۃ میں اشارہ اس طرف کہ اپنے تمام مال کو خیرات کرنا مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے سو جو ان پر قوی ہو اپنے جی میں جانتا ہو کہ اس پر صبر کر سکے گا تو نہیں منع ہے اور اسی پر محمول ہے فعل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اور مقدم کرنا انصار کا مہاجرین کو اپنے نفس پر اگرچہ ان کو فاقہ ہو اور جو اس پر قوی نہ ہو اور صبر نہ کر سکے تو اس کو تمام مال کا خیرات کرنا منع ہے اور اسی پر محمول ہے یہ حدیث کہ نہیں ہے صدقہ مگر مالداری سے اور ایک لفظ میں یوں ہے کہ بہتر صدقہ وہ ہے جو مالداری سے ہو یعنی اگر صدقہ کرے تو اپنا سب مال خیرات نہ کر ڈالے بلکہ کچھ اپنے پاس بھی رکھ لے کہا ابن دقیق العید نے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ واسطے صدقہ کے اثر ہے بیچ مٹانے گناہوں کے اور اسی واسطے مشروع ہے کفارہ مالی اور لیا جاتا ہے کعب رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ میری توبہ سے ہے یہ الخ کہ صدقہ کے واسطے اثر ہے بیچ قبول ہونے توبہ کے کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ حاصل ہونے اس کے سے مٹنا گناہوں کا اور حجت اس میں تقریر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے واسطے کعب رضی اللہ عنہ کے اوپر قول مذکور کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا حَرَّمَ طَعَامَهُ — جب حرام کرے طعام کو

فائدہ: اور یہ مثل نذر لجاج کی ہے اور وہ یہ ہے کہ کہے مثلاً کہ فلانا کھانا یا فلانا شربت پانی مجھ پر حرام ہے یا یوں کہے کہ میں نے نذر مانی کہ فلانا کھانا نہ کھاؤں گا یا فلانی چیز نہ پیوں گا اور راجح قول علماء کا یہ ہے کہ یہ نذر پکی نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کے ساتھ قسم کو جوڑے سو لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ — اور اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو اس

مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ﴾ وَقَوْلُهُ ﴿لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

چیز کو جو اللہ نے تیرے واسطے حلال کی اپنی بیویوں کی رضا مندی چاہنے کو اور اللہ نے فرمایا کہ نہ حرام کرو ستھری چیزیں جو اللہ نے تمہارے واسطے حلال کیں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے اختلاف بیچ کتاب الطلاق کے اور کیا یہ آیت ماریہ کے حرام کرنے میں اتری یا شہد کے حرام کرنے میں اتری اور دوسرے قول کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واسطے کہ بیان کیا ہے اس کو باب میں اور لیا جاتا ہے حکم کھانے کا حکم پینے کے سے کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس شخص کے حق میں جو اپنے اوپر کھانے یا پینے کو حرام کرے جو حلال ہو سو کہا ایک گروہ نے کہ نہیں حرام ہوتا ہے اس پر اور لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا اور یہ قول اہل عراق کا ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ نہیں لازم ہے اس پر کفارہ مگر یہ کہ قسم کھائے اس قول کی ترجیح کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے واسطے قول اس کے کہ البتہ میں نے قسم کھائی اور یہ قول مسروق اور شافعی اور مالک کا ہے لیکن مستثنیٰ کیا ہے مالک نے عورت کو سو کہا کہ اس پر طلاق پڑ جاتی ہے کہا اسماعیل قاضی نے کہ فرق درمیان عورت اور لونڈی کے یہ ہے کہ اگر یوں کہے کہ میری عورت مجھ پر حرام ہے تو وہ فراق ہے جس کا اس نے التزام کیا سو اس کو طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر اپنی لونڈی سے کہا بغیر اس کے کہ قسم کھائے تو اس نے لازم کیا ہے اپنے نفس پر جو اس پر لازم نہ تھا پس نہیں حرام ہوتی ہے اس پر لونڈی اس کی کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں واقع ہوتی ہے اس پر کچھ چیز جب کہ نہ قسم کھائے لیکن اگر طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جاتی ہے یا آزاد کرنے کی پس آزاد ہو جاتی ہے اور ایک قول اس کا یہ ہے کہ لازم ہے کفارہ قسم کا اور یہ آیت جو نقل کی کہ نہ حرام کرو ستھری چیزیں تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ثوری نے اپنی جامع میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ان کے پاس کھانا لایا گیا تو ایک مرد الگ ہوا سو اس نے کہا کہ میں نے اس کو حرام کیا ہے سو میں اس کو نہ کھاؤں گا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب ہو اور کہا اور اپنی قسم کا کفارہ دے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ﴿لَا تَعْتَدُوْا﴾ تک۔ (فتح)

٦١٩٧ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَآءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ

٦١٩٧ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا (اپنی بیوی) کے پاس ٹھہرتے تھے اور اس کے پاس شہد پیتے تھے سو میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپس میں عہد و پیمان کیا ہم میں سے جس کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں تو چاہیے کہ کہے کہ بیشک میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں آپ نے مغافیر کھایا؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے

أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّيْ أَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَدَخَلَ عَلٰى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا﴾ لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا وَ قَالَ لِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكِ أَحَدًا.

ایک کے پاس اندر تشریف لے گئے تو اس نے یہ بات آپ سے کہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا اور پھر کبھی نہیں پیوں گا تو یہ آیت اتری اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو جو اللہ نے تیرے واسطے حلال کی اللہ کے اس قول تک کہ اگر تم دونوں توبہ کرو طرف اللہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے یعنی اللہ کے قول ان تتوبا میں مراد عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں اور مراد اللہ کے قول ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا﴾ سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے نہیں بلکہ میں نے شہد پیا ہے اور کہا ابراہیم نے ہشام سے اور میں پھر کبھی نہیں پیوں گا اور البتہ میں نے قسم کھائی سو کسی کو اس کی خبر نہ دینا۔

فائدہ: یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور دوسری جگہ بخاری میں تمام منقول ہے اختصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے یہاں ان کلموں پر جو متعلق ہیں ساتھ قسم کی آیتوں سے اور اس میں نام رکھنا ہے بعض مبہم آدمیوں وغیرہ کا۔ (فتح)

بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ
نذر کو پورا کرنا یعنی حکم اس کا یا فضیلت اس کی

وَقَوْلِهِ ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾

اور اللہ نے فرمایا پورا کرتے ہیں نذر کو

فائدہ: اس سے لیا جاتا ہے کہ نذر کو پورا کرنا قربت ہے واسطے ثنا کرنے کے اس کے فاعل پر لیکن یہ مخصوص ہے ساتھ نذر طاعت کے اور روایت کی طبری نے مجاہد کے طریق سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب نذر مانتے ہیں اللہ کی اطاعت میں کہا قرطبی نے کہ نذر ان عقود میں سے ہے جن کے پورا کرنے کا حکم ہے اور ثنا کی گئی ہے اس کے فاعل پر اور اعلیٰ قسم اس کی وہ ہے جو کسی چیز کے ساتھ معلق نہ ہو جیسے کوئی بیماری سے اچھا ہو سو وہ کہے کہ میں نے اللہ کی نذر مانی کہ اتنے روزے رکھوں گا یا اتنی خیرات کروں گا واسطے شکر اللہ کے اور متصل ہے ساتھ اس کے جو معلق ہو ساتھ فعل طاعت کے جیسے کہے کہ اگر اللہ نے میرے بیمار کو شفا دی تو اتنے روزے رکھوں گا یا اتنی نماز پڑھوں گا اور جو اس کے سوائے ہے اس کے اقسام سے مانند نذر لجاج کی جیسے کوئی اپنے غلام کو بھاری جانے تو اس کے آزاد کرنے کی نذر مانے تا کہ اس کی صحبت سے خلاص ہو سو نہیں قصد کرتا ہے اس سے قربت کا یا بوجھ ڈالے اپنے نفس پر سو نذر مانے بہت نماز کی یا بہت روزوں کی جو اس پر دشوار ہو اور اس کے کرنے سے ضرر پائے سو یہ مکروہ ہے اور کبھی اس کی بعض

قسم حرام کو بھی پہنچتی ہے۔ (فتح)

٦١٩٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَوَلَمْ يُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيْلِ.

٦١٩٨۔ حضرت سعید بن حارث سے روایت ہے کہ اس نے سنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہتے تھے کہ کیا تم نہیں منع کیے گئے نذر ماننے سے؟ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک نذر نہ کسی چیز آگے کرتی ہے اور نہ پیچھے کرتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نذر کے سبب سے تو البتہ بخیل کا مال خرچ ہوتا ہے یعنی اس اعتقاد سے کہ نذر سے تقدیر ٹل جاتی ہے نذر ماننا بے فائدہ ہے۔

فائدہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث میں نہی کا ذکر نہیں یعنی جو اس نے مرفوع حدیث بیان کی ہے اس میں نہی کے ساتھ تصریح نہیں کی لیکن مسلم کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا نذر ماننے سے اور ایک روایت میں ہے کہ نذر کسی چیز کو نہیں ٹالتی اور یہ عام تر ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف تعلیل نہی کے نذر ماننے سے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس نذر میں سو بعض نے اس کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور بعض نے اس کی تاویل کی ہے کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ مکرر آئے ہے نہی نذر سے حدیث میں اور وہ تاکید ہے واسطے امر اس کے کی اور تحذیر ہے سستی کرنے سے ساتھ اس کے بعد واجب کرنے اس کے کی اور اگر اس کے معنی یہ ہوتے کہ مراد زجر کرنا ہے اس سے تا کہ نہ کی جائے تو البتہ ہوتا اس میں باطل کرنا اس کے حکم کا اور اس کا وفا کرنا لازم نہ ہوتا اس واسطے کہ وہ نہی سے گناہ اور نافرمانی ہو جاتا پس نہ لازم ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی حدیث کے اور مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا کہ نذر ماننا نہ اس کو دنیا میں فائدہ دیتا ہے اور نہ ان سے ضرر کو پھیرتا ہے اور نہ تقدیر کو متغیر کرتا ہے فرمایا کہ نہ نذر کرو اس پر کہ تم پاؤ نذر کے ساتھ وہ چیز جو اللہ نے تمہاری تقدیر میں نہیں لکھی یا ٹالو ساتھ اس کے اپنے اوپر سے وہ چیز جو اللہ نے تم پر مقدر کی سو جب تم نذر مانو تو اس کو پورا کرو اس واسطے کہ جو نذر کہ تم نے مانی وہ تمہارے واسطے لازم ہے اور کہا ابو عبید نے کہ وجہ نہی کی نذر سے اور تشدید بیچ اس کے نہیں ہے وہ کہ گناہ ہو اور اگر گناہ ہوتا تو نہ حکم کرتا اللہ اس کے پورا کرنے کا اور نہ تعریف کیا جاتا فاعل اس کا لیکن وجہ اس کی میرے نزدیک تعظیم شان نذر کی ہے اور تغلیظ امر اس کے کی تا کہ نہ سستی کی جائے ساتھ اس کے اور نہ ترک کیا جائے وفا کرنا ساتھ اس کے پھر استدلال کیا اس نے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے رغبت دلانے سے اوپر وفا کرنے کے ساتھ اس کے کتاب اور سنت میں اور یہ میرے نزدیک بعید ہے ظاہر حدیث سے اور احتمال ہے کہ ہو مراد حدیث سے یہ کہ نذر ماننے والا لاتا ہے ساتھ قربت کے اس کو بھاری جانتا ہے اس واسطے کہ وہ اس پر لازم ہو جاتی ہے اور جو چیز

کہ لازم ہو اس کو آدمی خوش دلی سے نہیں کرتا جیسا کہ مطلق الاختیار کرتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو سبب اس کا کہ نہ ڈرنے جب کہ نہیں نذر کی قربت کی مگر اس شرط سے کہ اس کی مراد حاصل ہو تو ہو گیا یہ مانند معاوضہ کی جو قدح کرتا ہے متقرب کی نیت میں اور اشارہ کرتا ہے اس تاویل کی طرف قول حضرت ﷺ کا دوسری حدیث میں کہ نذر نہیں لاتی ہے خیر کو اور قول اس کا کہ نذر نہیں قریب کرتی آدمی سے وہ چیز جو اللہ نے اس کے واسطے مقدر نہیں کی اور یہ مانند نص کی ہے اس تعلیل پر اور احتمال اول عام ہے انواع نذر کو دوسرا خاص کرتا ہے نوع مجازات کو اور زیادہ کیا ہے قاضی نے اور کہا جاتا ہے کہ اخبار ساتھ اس کے واقع ہوئی ہے بطور اعلام کے کہ وہ نہیں غالب ہے تقدیر پر اور نہیں آتی ہے خیر اس کے سبب سے اور نہیں اعتقاد خلاف اس کے سے ہے اس خوف سے کہ واقع ہو یہ بعض جاہلوں کے گمان میں کہا اس نے اور محصل مذہب مالک کا یہ ہے کہ وہ مباح ہے مگر جب کہ ہو موبد واسطے مکرر ہونے اس کے اوقات میں سو کبھی بھاری ہوتا ہے اس پر فعل اس کا سو کرتا ہے اس کو ساتھ تکلف کے بغیر خوش دلی کے اور بغیر خالص نیت کے پس اس وقت مکروہ ہوتی ہے اور یہ ایک معنی ہیں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ نذر نہیں لاتی ہے خیر کو یعنی اس کا انجام محمود نہیں اور کبھی دشوار ہوتا ہے وفا کرنا ساتھ اس کے اور کبھی اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ نہیں ہوتی ہے وہ سبب اس خیر کا کہ مقدر نہیں اور اس احتمال اخیر کو اختیار کیا ہے ابن دقیق العید نے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ وہ نہیں لاتی ہے خیر کو یہ ہیں کہ نہیں دفع کرتی ہے تقدیر کو کچھ جیسا کہ دوسری روایتوں نے اس کو بیان کیا ہے اور کہا خطابی نے کہ یہ باب علم کا غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ منع کیا جائے ایک فعل سے یہاں تک کہ اگر کیا جائے تو واجب ہو جائے اور البتہ ذکر کیا ہے اکثر شافعیہ نے نص شافعی رحمہ اللہ سے کہ نذر مکروہ ہے واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور اسی طرح منقول ہے مالکیہ سے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن دقیق العید نے اور اشارہ کیا ہے ابن عربی نے طرف خلاف کے ان سے اور جزم شافعیہ سے ساتھ کراہت کے اور حجت ان کی یہ ہے کہ نہیں ہے وہ طاعت محض اس واسطے کہ نہیں مقصود ہے اس سے خالص قربت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود اس کا یہ ہے کہ اپنے نفس کو نفع دے یا اس سے ضرر کو ٹالے ساتھ اس چیز کے کہ التزام کیا ہے اس نے اس کا اور جزم کیا ہے حنابلہ نے ساتھ کراہت کے اور ایک روایت میں ان کے نزدیک کراہت تحریم ہے اور توقف کیا ہے بعض نے اس کی صحت میں اور کہا ترمذی نے اس کے بعد کہ باب باندھا باب کراہت نذر کا اور وارد کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت آئی ہے اور عمل اس پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے حضرت ﷺ کے اصحاب وغیرھم سے انہوں نے نذر کو مکروہ رکھا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ اس میں اشکال ہے قواعد پر اس واسطے کہ قاعدہ چاہتا ہے کہ وسیلہ طاعت کا طاعت ہو جیسا کہ وسیلہ گناہ کا گناہ ہے اور نذر وسیلہ ہے طرف التزام قربت کے سو لازم ہے کہ قربت ہو مگر یہ کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر کراہت کے پھر اشارہ کیا کہ فرق ہے درمیان نذر مجازات

کے سو محمول ہے نہی اوپر اس کے اور درمیان نذر ابتدا کے سو وہ قربت محض ہے اور کہا ابن ابی الدم نے شرح وسیط میں کہ قیاس مستحب ہونا اس کا ہے اور مختار یہ ہے کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور نزاع کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خلاف اولیٰ درج ہے بیچ عموم نہی کے اور مکروہ وہ ہے کہ خاص کر اس سے منع کیا گیا ہو اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی نذر سے خاص کر کے سو ہوگی مکروہ اور جزم کیا ہے قرطبی نے مفہم میں ساتھ حمل کرنے نہی کے اوپر نذر مجازات کے یعنی جس نذر میں عوض مقصود ہو سو کہا اس نے کہ اس نہی کا محل وہ ہے کہ کہے مثلا کہ اگر اللہ نے میرے بیمار کو شفا دی تو لازم ہے کہ میں صدقہ دوں گا اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ جب موقوف رکھا اس نے فعل قربت مذکورہ کو اوپر حصول غرض مذکور کے تو ظاہر ہوا کہ اس کی نیت محض تقرب الی اللہ کی نہیں واسطے اس چیز کے کہ صادر ہوئی اس سے بلکہ اس میں معاوضہ کے راہ چلا ہے اور اس کو واضح کرتا ہے یہ کہ اگر اس کے بیمار کو شفا نہ ہوتی تو نہ خیرات کرتا وہ چیز جو معلق کی اس کی شفا پر اور یہ حالت بخیل کی ہے اس واسطے کہ وہ نہیں نکالتا اپنے مال سے کچھ چیز مگر ساتھ عوض دنیاوی کے جو زیادہ ہو غالبًا اس چیز پر جو اس نے نکالی اور نہیں معنی کی طرف اشارہ ہے اس حدیث میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نذر کے سبب سے بخیل کا مال خرچ ہوتا ہے جو بخیل نہ نکالنے والا تھا اور کبھی منضم ہوتا ہے طرف اس کی اعتقاد جاہل کا جو گمان کرتا ہے کہ نذر واجب کرتی ہے حصول اس غرض کو یا اللہ کرتا ہے اس غرض کو بسبب اس نذر کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث میں کہ نذر اللہ کی تقدیر سے کچھ چیز نہیں ٹالتی اور پہلی حالت کفر کے قریب ہے اور دوسری حالت خطا صریح ہے میں کہتا ہوں بلکہ یہ بھی کفر کے قریب ہے پھر نقل کیا ہے قرطبی نے علماء سے حمل کرنا نہی کا جو وارد ہے حدیث میں اوپر کراہت کے اور کہا جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ تحریم پر ہے اس شخص کے حق میں جس پر اس اعتقاد فاسد کا خوف ہو سو اسی کی طرف اقدام کرنا حرام ہوگا اور کراہت اس کے حق میں ہے جس کا یہ اعتقاد نہ ہو اور یہ تفصیل خوب ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جو راوی حدیث کا ہے بیچ نہی کے نذر سے اس واسطے کہ وہ نذر مجازات میں ہے اور البتہ روایت کی طبری نے قتادہ سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾ کہا کہ تھے نذر مانتے بیچ طاعت اللہ کی کے نماز اور روزے اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ سے اور اس چیز سے کہ اللہ نے ان پر فرض کی تو اللہ نے ان کا نام ابرار رکھا اور یہ صریح ہے اس میں کہ ثنا واقع ہوئی بیچ غیر نذر مجازات کے اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں طرف جمع کی درمیان آیت اور حدیث کے ساتھ اس کے اور کبھی مشعر ہے تعبیر ساتھ بخیل کے کہ منع وہ نذر ہے جس میں مال ہو سو ہوگی خاص تر نذر مجازات سے لیکن کبھی موصوف ہوتا ہے ساتھ بخل کے جو سست ہو طاعت سے پھر نقل کیا ہے قرطبی نے اتفاق اس پر کہ واجب ہے وفا کرنا ساتھ نذر مجازات کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نذر مانے کہ اللہ کی اطاعت کرے تو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے اور نہیں فرق کیا درمیان معلق اور غیر معلق کے اور اتفاق مسلم ہے لیکن حدیث کا وجوب پر دلالت کرنا مسلم نہیں۔ (فتح)

٦١٩٩۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ.

٦١٩٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع کیا اور فرمایا کہ نذر نہیں پھیرتی کسی چیز کو لیکن اس کے سبب سے بخیل کا مال خرچ ہوتا ہے۔

فائدہ: استخراج کا بیان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا جو اس کے بعد ہے۔

٦٢٠٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قُدِّرَ لَهُ وَلٰكِنْ يُلْقِيْهِ النَّذْرُ إِلَى الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَهُ فَيَسْتَخْرِجُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ فَيُؤْتِيْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتِيْ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ.

٦٢٠٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لاتی نذر آدمی کو کچھ چیز جو میں نے اس کی تقدیر میں نہ لکھی ہو لیکن شان یہ ہے کہ ڈالتی ہے اس کو نذر طرف قدر کی جو اس کے واسطے مقدر کی گئی سو نکالتا ہے اللہ بسبب اس کے بخیل سے سو دیتا ہے مجھ کو اس پر وہ چیز کہ نہ تھا کہ دیتا مجھ کو اس پر پہلے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے لیکن کبھی نذر تقدیر کے موافق پڑ جاتی ہے تو اس کے سبب سے بخیل کا مال نکالا جاتا ہے جو نہ تھا بخیل کہ اس کے نکالنے کا ارادہ کرے اور یہی ہے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے لیکن ڈالتی ہے اس کو نذر طرف قدر کے، الخ اور یہ روایت مطابق ہے واسطے باب القاء العبد النذر الی القدر جو پہلے مذکور ہوا اور اگر کوئی کہے کہ تقدیر ہی ہے جو آدمی کو نذر کی طرف ڈالتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ تقدیر نذر کی غیر تقدیر القا کے ہے سو پہلی بے قرار کرتی ہے اس کو طرف نذر کی اور نذر بے قرار کرتی ہے اس کو طرف دینے کے اور یہ جو فرمایا کہ جو میں نے اس کے واسطے مقدر نہ کی ہو تو یہ حدیث قدسی ہے لیکن ساقط ہوئی ہے اس سے تصریح ساتھ نسبت کرنے اس کے کی طرف اللہ کی اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نکالا جاتا ہے ساتھ اس سبب کے بخیل سے جو نہ تھا بخیل کہ ارادہ کرے اس کے نکالنے کا اور یہ واضح تر روایت ہے کہا بیضاوی نے اور عادت لوگوں کی معلق کرنا نذر کا ہے اوپر حاصل کرنے منفعت کے یا دفع کرنے ضرر کے سو منع کیا گیا اس سے کہ وہ بخیلوں کا فعل ہے اس واسطے کہ سخی جب ارادہ کرتا ہے قربت الی اللہ کا تو اس کی طرف جلدی کرتا ہے اور بخیل کا نفس نہیں مانتا کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز نکالے مگر بیچ مقابلے عوض کے کہ اول اس کو پورا لے سو التزام کرتا ہے اس کا بیچ مقابلے اس چیز کے کہ حاصل ہو اس کے واسطے اور یہ نہیں ٹالتا ہے تقدیر سے کسی چیز کو سو نہیں ہانکتا ہے اس کی طرف خیر کو جو اس کی تقدیر میں نہ لکھی گئی ہو اور نہیں ٹالتا

ہے اس سے بدی کو جو اس پر مقدر کی گئی ہو لیکن نذر کبھی تقدیر کے موافق پڑ جاتی ہے سو نکالتی ہے بخیل سے وہ چیز کہ اگر نذر نہ ہوتی تو اس کو نہ نکالتا کہا ابن عربی نے کہ اس میں حجت ہے واسطے وجوب وفا کے ساتھ اس چیز کے کہ لازم کرے اس کو اوپر اپنے نذر ماننے والا اس واسطے کہ حدیث نص ہے بیچ اس کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ نکالا جاتا ہے اس کے سبب سے اس واسطے کہ اگر نہ لازم آتا اس کو نکالنا اس کا تو نہ تمام ہوتی مراد وصف کرنے اس کے سے ساتھ بخل کے صادر ہونے نذر کے سے اس سے اس واسطے کہ اگر اس کو وفا میں اختیار ہوتا تو البتہ بدستور رہتا واسطے بخل اس کے اوپر عدم اخراج کے اور اس حدیث میں رد ہے قدریہ پر اور کہا ابن عربی نے کہ نذر دعا کے مشابہ ہے کہ وہ تقدیر کو نہیں پھیرتی لیکن وہ بھی تقدیر سے ہے اور باوجود اس کے پس منع کیا گیا ہے نذر سے اور بلایا طرف دعا کے اور سبب اس میں یہ ہے کہ دعا عبادت دنیاوی ہے اور ظاہر ہوتا ہے ساتھ اس کے توجہ طرف اللہ کی اور تضرع اس کے واسطے اور عاجزی کرنا اور یہ برخلاف نذر کے ہے اس واسطے کہ اس میں تاخیر کرنا عبادت کا ہے حاصل ہونے تک اور ترک کرنا عمل کا ضرورت کے وقت تک اور اس حدیث میں ہے کہ مکلف جو نیک کام ابتدا کرے یعنی بغیر نذر ماننے کے وہ افضل ہے اس چیز سے کہ لازم کرے اس کو ساتھ نذر کے اور اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر اخلاص کرنے کے بیچ عمل خیر کے اور ذم بخل کے اور یہ کہ جو مامور چیزوں کے تابع ہو اور منع چیزوں سے بچے وہ بخیل نہیں گنا جاتا۔

تنبیہ: کہا ابن منیر نے کہ مناسبت احادیث باب کی واسطے ترجمہ وفا بالنذر کے قول حضرت ﷺ کا ہے اس کے سبب بخیل سے نکالا جاتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالتا ہے بخیل جو متعین ہو اوپر اس کے اس واسطے کہ اگر نکالے جو احسان کیا جاتا ہے ساتھ اس کے تو البتہ ہوتی سخی اور کہا کرمانی نے کہ لیا جاتا ہے ترجمہ لفظ یستخرج سے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف تخصیص نذر منہی عنہ کے ساتھ نذر معاوضہ کے اور لجاج کے ساتھ دلیل آیت کے اس واسطے کہ جس ثنا کو آیت شامل ہے وہ محمول ہے اوپر نذر قربت کے جیسا کہ گزرا ہے باب کی ابتدا میں پس تطبیق دی جائے گی درمیان آیت اور حدیث کے ساتھ خاص کرنے ہر ایک کے دونوں میں سے ساتھ ایک صورت کے نذر کے صورتوں سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَّا يَفِي بِالنَّذْرِ

باب ہے بیچ بیان گناہ اس شخص کے جو نذر کو پورا نہ کرے

٦٢٠١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَمْرَةَ حَدَّثَنَا زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

٦٢٠١۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے

وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا أَدْرِيْ ذَكَرَ ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا بَعْدَ قَرْنِهِ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

ہوئے ہیں اور ان سے لگتے ہیں یعنی تبع تابعین کہا عمران رضی اللہ عنہ نے میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کو بہتر کہا یا تین کو پھر ان تین زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور خیانت کریں گے اور امانت نہ رکھے جائیں گے اور گواہی دیں گے بغیر گواہی مانگے اور ظاہر ہوگا ان میں موٹاپا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل صحابہ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نذر مانیں گے اور یہ جو کہا کہ امانت رکھے جائیں گے یعنی وہ خیانت ظاہر ہوگی اس طور سے کہ اس کے بعد ان کو کوئی امین نہیں جانے گا اور کہا ابن بطال نے کہ امانت میں خیانت کرنے والے اور نذر نہ پوری کرنے والے کو برابر کیا اور خیانت مذموم ہے تو نذر کا نہ پورا کرنا بھی مذموم ہوگا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اور کہا باجی نے کہ بیان کی وہ چیز جس کے ساتھ ان کو وصف کیا بجائے عیب کے اور جو چیز جائز ہو اس پر عیب نہیں ہوتا سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ جائز نہیں۔ (فتح)

بَابُ النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ

نذر ماننا طاعت اور عبادت میں یعنی حکم اس کا

فائدہ: اور احتمال ہے کہ ہو باب ساتھ تنوین کے اور مراد ساتھ قول اس کے النذر فی الطاعة حصر کرنا مبتدا کا ہو خبر میں سو نہ ہوگی نذر گناہ کی نذر شرعی۔ (فتح)

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ جو خرچ کرو تم خرچ سے یا نذر مانو نذر سے تو اللہ اس کو جانتا ہے

فائدہ: اور بیچ ذکر کرنے اس آیت کے اشارہ ہے اس طرف کہ جس نذر کے فاعل پر ثنا واقع ہوئی ہے وہ نذر اللہ کی فرمانبرداری کی ہے۔

٦٢٠٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ.

٦٢٠٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نذر مانی ہو اللہ کی فرماں برداری کی تو چاہیے کہ اس کی فرمانبرداری کرے اور جس نے نذر مانی ہو اللہ کی نافرمانی کی تو اس کی نافرمانی نہ کرے یعنی اس نذر کو ادا نہ کرے۔

فائدہ: یعنی اگر نذر موافق شرع کے ہو جیسے صدقہ، نماز، روزہ، حج تو اس کا ادا کرنا واجب ہے اور اگر خلاف شرع

کے نذر اور منت ماننے جیسے ماں باپ سے نہ بولنا قبروں پر جھنڈے نشان چڑھانا چراغاں کرنا، پیر کی چوٹی سر پر رکھنا محرم میں لڑکوں کو فقیر بنانا تعزیے کے سامنے رات بھر ایک پاؤں سے کھڑے رہنا ڈھول بجا کر رات جگا کرنا اسی طرح اور خرافات کرنا سراسر خلاف شرع ہیں اول تو ان کاموں کی منت نہ مانے اور اگر مانے تو ہرگز ادا نہ کرے اور طاعت عام تر ہے کہ ہو واجب میں یا مستحب میں اور متصور ہے نذر فعل واجب میں ساتھ اس طور کے کہ اس کو موقت کرے جیسے نذر مانے کہ نماز کو اول وقت پڑھے پس واجب ہے اس پر بقدر طاقت کے اور بہر حال مستحب تمام عباوات مالیہ اور بدنیہ سے سو نذر ماننے سے سب واجب ہو جاتی ہیں اور حدیث صریح ہے بیچ امر کے ساتھ وفا کرنے نذر کے جب کہ ہو اللہ کی بندگی میں اور صریح ہے بیچ نہی کے نہ پوری کرنے نذر کے سے جب کہ ہو گناہ میں اور کیا واجب ہے اس میں کفارہ قسم کا یا نہیں اور نذر مباح کا حکم آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا نَذَرَ أَوْ حَلَفَ أَنْ لَّا يُكَلِّمَ إِنْسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ

جب کوئی نذر مانے اور قسم کھائے یہ کہ نہ کلام کرے آدمی سے جاہلیت میں پھر مسلمان ہو جائے

فائدہ: یعنی کیا واجب ہے اس پر پورا کرنا اس کا یا نہیں اور مراد ساتھ جاہلیت کے جاہلیت مذکور ہے اور وہ حال اس کا ہے پہلے اسلام سے اور اصل جاہلیت وہ زمانہ ہے جو حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور باب باندھا ہے اس مسئلے کے واسطے طحاوی نے جو نذر مانے اور وہ مشرک ہو پھر اسلام لائے پس واضح کیا اس نے مراد کو۔

٦٢٠٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ.

٦٢٠٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میں نے کفر میں نذر مانی تھی کہ میں ایک رات خانہ کعبہ میں اعتکاف کروں گا حضرت ﷺ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قیاس کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قسم کو نذر پر اور ترک کیا کلام کو اعتکاف پر سو جو نذر مانے یا قسم کھائے اسلام لانے سے پہلے کسی چیز پر تو واجب ہے پورا کرنا اس کا اگر ہو مسلمان سو جب وہ مسلمان ہو تو واجب ہے اس پر بنا بر ظاہر قصے عمر رضی اللہ عنہ کے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ اور ابو ثور کا اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ وجہ ہے بعض کے واسطے اور شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اصحاب اس کے اس پر ہیں کہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور اسی طرح کہا ہے مالکیہ اور حنفیہ نے اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ واجب ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے طبری نے اور مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے مالکیہ سے اور بخاری رحمہ اللہ اور داؤد اور اس کے اتباع نے میں نے کہا کہ اگر پائی جائے

بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تصریح ساتھ وجوب کے تو قبول کی جائے گی ورنہ مجرد ترجمہ اس کا نہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ قائل ہے ساتھ وجوب اس کے کی اس واسطے کہ محتمل ہے کہ وہ ندب کا قائل ہو کہا قابسی نے کہ نہیں حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بطور واجب کرنے کے بلکہ بطور مشورہ کے اور بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ان کو تعلیم کریں کہ نذر کو پورا کرنے کی بڑی تاکید ہے تو سخت کیا اس کے حکم کو ساتھ اس طور کے کہ حکم کیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ وفا کرنے اس کے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اس کے کہ پورا کرنا اس نذر کا واجب ہے جس کے ساتھ اللہ کی قربت حاصل کی جائے اور نہیں صحیح ہے کافر سے تقرب ساتھ عبادت کے اور جواب دیا ہے اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے سے ساتھ اس احتمال کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے سمجھا ہو کہ ان کو آسان ہے کرنا اس چیز کا جس کی نذر مانی تھی سو حکم کیا اس کو ساتھ اس کے اس واسطے کہ فعل عمر رضی اللہ عنہ کا اس وقت طاعت ہے اللہ تعالیٰ کی سو ہوگا یہ خلاف اس چیز کا کہ واجب کی ہے اپنے نفس پر اس واسطے کہ اسلام ڈھا دیتا ہے جاہلیت کے امر کو کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر حدیث کا اس کے مخالف ہے سو اگر دلالت کرے کوئی دلیل قوی تر اس سے کہ نہیں صحیح ہے وہ کافر سے تو قوی ہے یہ تاویل ورنہ نہیں اور اس حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کب یہ سوال کیا تھا اور کب اعتکاف کیا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنا اور اعتکاف کرنا جنگ حنین کے بعد تھا اور اس حدیث میں لازم ہونا نذر کا ہے واسطے قربت کے ہر ایک سے یہاں تک کہ اسلام سے پہلے بھی اور جواب دیا ہے ابن عربی نے ساتھ اس کے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نذر مانی جاہلیت میں پھر اسلام لائے تو ارادہ کیا کہ اس کا کفارہ دے ساتھ مثل اس کے کی اسلام میں سو جب اس کی نیت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معلوم کروایا کہ وہ اس کو لازم ہے کہا اور ہر عبادت کہ تنہا ہو ساتھ اس کے بندہ غیر سے منعقد ہوتی ہے ساتھ مجرد نیت کے اگرچہ زبان سے کچھ نہ بولے اسی طرح کہا ہے ابن عربی نے اور نہیں موافقت کی اس کی کسی نے اوپر اس کے بلکہ نقل کیا ہے بعض مالکیہ نے اتفاق اس پر کہ عبادت نہیں لازم ہوتی ہے مگر ساتھ نیت کے جو سمیت قول کے ہو یعنی زبان سے بولے یا اس کو شروع کرے اور بر تقدیر تنزل کے پس ظاہر کلام عمر رضی اللہ عنہ کا مجرد اخبار ہے ساتھ اس چیز کے کہ جو واقع ہوئی ہے منع طلب کرنے خبر کے حکم اس کے سے کہ کیا لازم ہے یا نہیں اور نہیں ہے اس میں وہ چیز جو دلالت کرے اس چیز پر جو اس نے دعویٰ کیا ہے نیت کرنے کا اسلام میں اور کہا باجی نے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ساتھ پورا کرنے اس کے بطورِ استحباب کے اگرچہ وہ نذر اس پر لازم نہ تھی اس واسطے کہ اس نے التزام کیا اس کا اور اس حالت میں کہ نہیں منعقد ہوتی ہے بیچ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کافر لوگ مخاطب ہیں ساتھ فروع کے اگرچہ نہیں صحیح ہے ان سے مگر بعد اسلام لانے ان کے کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ پورا کرنے اس چیز کے کہ حالت شرک میں اس کا التزام کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

جو مر جائے اور اس پر نذر ہو تو کیا اس کی طرف سے ادا کی جائے یا نہ؟

فائدہ: اور جو ذکر کیا ہے باب میں وہ تقاضا کرتا ہے اول کو لیکن کیا وہ بطور ندب کے ہے یا وجوب کے اس میں خلاف ہے۔

وَأَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً جَعَلَتْ أُمُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا صَلَاةً بِقُبَآءٍ فَقَالَ صَلِّيْ عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.

اور حکم کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کو جس کی ماں نے مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تھی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی طرف سے نماز پڑھ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مانند اس کی۔

فائدہ: اس کی ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ پیادہ چل کر مسجد قبا میں نماز پڑھے سو مر گئی اس کے ادا کرنے سے پہلے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی بیٹی کو فتویٰ دیا کہ اس کی طرف سے وہاں پیادہ پا چل کر نماز پڑھے اور مؤطا مالک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا خلاف بھی آیا ہے مؤطا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ نماز پڑھے کوئی کسی طرف سے اور ممکن ہے حمل کرنا اثبات کا اس کے حق میں جو مر گیا ہو اور نفی زندہ کے حق میں اور کہا ابن منیر نے احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارادہ کیا ہو ساتھ قول اپنے کے کہ اس کی طرف سے نماز پڑھ عمل کرنا ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل مکتوب ہیں واسطے والد کے بغیر اس کے کہ کم ہو کچھ اس کے ثواب سے اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا اور حاصل کلام اس کی کا تخصیص جواز کا ہے ساتھ ولد کے اور طرف اس کی میل کی ہے ابن وہب اور ابو مصعب نے اصحاب مالک سے اور اس میں تعقب ہے ابن بطال پر جس جگہ کہ اس نے نقل کیا ہے اجماع کہ نہ نماز پڑھے کوئی کسی کی طرف سے نہ فرض اور نہ سنت نہ زندہ کی طرف سے نہ مردے کی طرف سے اور منقول ہے مہلب سے کہ اگر یہ جائز ہوتا تو سب بدنی عبادتوں میں جائز ہوتا اور خود شارع احق تر تھا ساتھ اس کے کہ اس کو اپنے ماں باپ کی طرف سے کرتا اور نہ منع کیے جاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کی مغفرت مانگنے سے اور البتہ باطل ہوتے معنی قول اللہ کے ﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا﴾ اور یہ سب کچھ جو اس نے کہا نہیں پوشیدہ ہے وجہ تعقب اس کے کی خاص کر جو ذکر کیا ہے اس نے بیچ حق شارع کے اور بہر حال آیت سے اس کا عموم مخصوص ہے اتفاقاً۔ (فتح)

٦٢٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ

۶۲۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ انصاری نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا ایک نذر میں جو اس کی ماں پر تھی سو مر گئی اس کے ادا کرنے سے پہلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فتویٰ دیا کہ نذر کو ماں کی طرف

اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَأَفْتَاهُ أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ.

سے ادا کرے سو ہوا یہ فتویٰ سنت اس کے بعد۔

فائدہ: یعنی ہو گیا ادا کرنا وارث کا اس چیز کو کہ مورث پر ہو طریقہ شرعیہ عام تر اس سے کہ ہو بطورِ وجوب کے یا ندب کے اور اس میں تعقب ہے اس چیز پر جو منقول ہے مالک سے کہ نہ حج کرے کوئی کسی کی طرف سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں پہنچا اس کو کسی سے اہل مدینہ سے حضرت ﷺ کے زمانے سے کہ اس نے کسی کی طرف سے حج کیا ہو یا اس کا حکم کیا ہو یا اس کی اجازت دی ہو تو جو مالک کا مقلد ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ البتہ یہ اس کے غیر کو پہنچ چکا ہے اور یہ زہری ہے جو معدود ہے فقہا اہل مدینہ میں اور تھا شیخ اس کا اس حدیث میں اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس زیادتی اخیر کے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے ظاہریہ کے اس امر میں کہ لازم ہے وارث پر قضا کرنا نذر کا اپنے مورث کی طرف تمام حالات میں اور اختلاف ہے بیچ تعین نذر کے سو بعض نے کہا کہ روزہ تھا اور بعض نے کہا کہ آزاد کرنا اور بعض نے کہا کہ صدقہ تھا اور کہا عیاض نے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس کی نذر مال میں تھی یا مبہم تھی میں کہتا ہوں بلکہ ظاہر حدیث باب کا یہ ہے کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کے نزدیک معین تھی، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لازم ہے ادا کرنا حقوق واجب کا مردے کی طرف سے اور البتہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ جو مر جائے اور اس پر نذر مالی ہو تو واجب ہے ادا کرنا اس کا رأس المال اس کے سے اگرچہ اس نے نہ وصیت کی ہو مگر یہ کہ واقع ہو نذر مرض الموت میں سو جاری ہو گی تہائی مال سے اور شرط کی ہے مالکیہ اور حنفیہ نے کہ وصیت کرے ساتھ اس کے مطلق اور استدلال کیا ہے جمہور نے ساتھ اس قصے ام سعد رضی اللہ عنہا کے اور قول زہری کے کہ وہ اس کے بعد سنت ہو گئی لیکن ممکن ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے ترکہ سے ادا کیا ہو یا احسان کیا ہو ساتھ اس کے اور اس میں فتویٰ طلب کرنا ہے اعلم سے اور اس میں فضیلت نیکی کرنے کی ہے ساتھ ماں باپ کے بعد وفات کے اور بری کرنا ان کو اس چیز سے کہ ان کے ذمہ ہو۔ (فتح)

٦٢٠٥ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ أُخْتِيْ قَدْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ

٦٢٠٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ مر گئی حج کرنے سے پہلے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا سو اللہ کا حق ادا کر سو وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔

عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَآءِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزری۔

بَابُ النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ

نذر ماننا اس چیز میں جس کا مالک نہ ہو اور حکم نذر کا گناہ میں

٦٢٠٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ.

۶۲۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نذر مانی ہو اللہ کی اطاعت کی تو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے اور جس نے نذر مانی ہو اللہ کے گناہ کی تو چاہیے کہ اس کو ادا نہ کرے۔

٦٢٠٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ وَرَآهُ يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ وَقَالَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ.

۶۲۰۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ اس کی تکلیف دینے سے اپنے نفس کو بے پرواہ ہے اور اس کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے گھسٹتا چلا جاتا ہے کہا فزاری نے الخ مراد ساتھ اس تعلیق کے تصریح حمید کی ہے ساتھ تحدیث کے۔

٦٢٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهٖ فَقَطَعَهُ.

۶۲۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا خانے کعبے کو طواف کرتے باگ سے یا غیر اس کے سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کاٹ ڈالا۔

٦٢٠٩۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ

۶۲۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کا طواف کرتے ایک آدمی پر گزرے جو دوسرے آدمی کو کھینچتا تھا نکیل سے جو اس کے ناک میں تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا پھر اس کو حکم کیا کہ اس کو اپنے ہاتھ سے کھینچے۔

بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُوْدُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِيْ أَنْفِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ أَمَرَهٗ أَنْ يَّقُوْدَهٗ بِيَدِهٖ.

٦٢١٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا أَبُوْ إِسْرَائِيْلَ نَذَرَ أَنْ يَّقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۲۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد کھڑا دیکھا تو اس کا حال پوچھا تھا تو لوگوں نے کہا کہ ابو اسرائل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے اور نہ بیٹھے اور نہ سائے میں آئے اور نہ کسی سے کلام کرے اور روزہ رکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ بولے اور اپنے اوپر سایہ کرے اور بیٹھے اور اپنا روزہ تمام کرے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ نہیں دخل ہے ان حدیثوں کو بیچ نذر اس چیز کے کہ ملک نہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوتی ہیں یہ حدیثیں بیچ نذر گناہ کے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے کہ صواب ساتھ بخاری کے ہے اس واسطے کہ اس نے لیا ہے عدم لزوم نذر کو اس چیز میں کہ ملک نہ ہو نہ لازم ہونے اس کے سے گناہ میں اس واسطے کہ نذر اس کی غیر کے ملک میں تصرف ہے بیچ ملک غیر کے بغیر اس کی اجازت کے اور وہ گناہ ہے اور جب ثابت ہوئی نفی نذر کے گناہ میں تو ملحق ہوگی ساتھ اس کے نذر اس چیز میں جس کا مالک نہ ہو کہ وہ مستلزم ہے گناہ کو واسطے ہونے اس کے تصرف بیچ ملک غیر کے اور کہا کرمانی نے کہ دلالت ترجمہ پر اس جہت سے ہے کہ نہیں مالک ہے شخص اپنے نفس کی تعذیب کا اور نہیں مالک ہے التزام مشقت کا جو اس کو لازم نہ ہو جس جگہ اس میں قربت نہ ہو پھر اشکال کیا ہے اس نے اس میں ساتھ اس کے کہ تفسیر کیا ہے جمہور نے اس چیز کو کہ نہ مالک ہو ساتھ مثل نذر کے ساتھ آزاد کرنے غلام فلانے کے اور جو توجیہ ابن منیر نے کی ہے وہ قریب تر ہے لیکن لازم ہے اس پر تخصیص اس چیز کی کہ نہ ملک ہو ساتھ اس چیز کے کہ نذر مانے شے معین کی مانند آزاد کرنے غلام فلانے کے کی جب کہ اس کا مالک ہو باوجود اس کے کہ لفظ عام ہے پس داخل ہوگا اس میں جب کہ نذر مانے آزاد کرنے غلام غیر معین کی اس واسطے کہ وہ صحیح ہے اور جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ دلیل تخصیص کی اتفاق ہے اوپر منعقد ہونے نذر کے مبہم میں اور اختلاف تو معین

میں واقع ہوا ہے اور پہلے گزر چکی ہے تنبیہ بیچ باب من حلف بملة سوی الاسلام کے اس چیز پر کہ روایت کی بخاری رالتیہ نے جس میں تصریح ہے ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہے ترجمہ کے اور وہ ثابت بن ضحاک کی حدیث میں ہے اس لفظ سے ولیس علی ابن آدم نذر فیما لا یملك یعنی نہیں ہے نذر آدمی پر اس چیز میں جس کا وہ مالک نہ ہو اور مسلم میں ہے کہ نہیں ہے نذر اللہ کے گناہ میں اور نہ اس چیز میں جس کا آدمی مالک نہ ہو اور اختلاف ہے اس شخص کے حق میں کہ واقع ہو اس سے نذر بیچ اس کے کہ کیا واجب ہے اس میں کفارہ سو کہا جمہور نے کہ نہیں واجب ہے اس میں کفارہ اور احمد اور ثوری اور اسحاق اور بعض شافعیہ اور حنفیہ سے منقول ہے کہ اس میں کفارہ ہے اور نقل کیا ہے ترمذی نے اتفاق اصحاب کا بیچ اس کے مانند دو قول کے اور اتفاق ہے اوپر حرام ہونے نذر کے گناہ میں اور اختلاف ان کا تو صرف وجوب کفارے میں ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے جو اس کو واجب کہتا ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ نہیں ہے نذر گناہ میں اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ معلول ہے اور اس باب میں نیز عموم عقبے کا ہے کہ کفارہ قسم کا ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اوپر نذر لجاج کے اور غضب کے اور بعض نے حمل کیا ہے اس کو اوپر نذر مطلق کے لیکن روایت کی ترمذی نے عقبہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ قسم کا کفارہ ہے اور جو ایسی نذر مانے جس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا کفارہ بھی قسم کا کفارہ ہے اور حمل کیا ہے اس کو اکثر فقہا اہل حدیث نے اس کے عموم پر لیکن انہوں نے کہا کہ نذر کرنے والا مختار ہے درمیان پورا کرنے اس چیز کے جس کا اس نے التزام کیا اور کفارے قسم کے اور گزر چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اول باب میں اور وہ اس حدیث کے معنی میں ہے کہ نہیں ہے نذر گناہ میں اور حجت پکڑی ہے بعض حنابلہ نے ساتھ اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کفارہ ایک جماعت اصحاب سے اور نہیں محفوظ ہے کسی صحابی سے خلاف اس کا اور حجت پکڑی گئی اس کے واسطے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے گناہ سے اور حکم کیا ہے کفارہ کا پس متعین ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث لا نذر فی معصیة واسطے صحیح ہونے نذر کے مباح میں اس واسطے کہ اس میں نفی نذر کی ہے گناہ میں سو باقی رہا جو اس کے سوائے ہے ثابت اور حجت پکڑی ہے اس نے جو قائل ہے کہ وہ مشروع ہے مباح میں ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ابوداود وغیرہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ایک عورت نے کہا یا حضرت! میں نے نذر مانی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر دف بجاؤں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو سلامت پھیر لائے تو میں آپ کے سر پر دف بجاؤں کہا بیہقی نے شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی ہو گی اس واسطے کہ اس میں ظاہر کرنا خوشی کا ہے ساتھ سلامتی کے اور نہیں لازم آتا اس سے منعقد ہونا نذر کا ساتھ اس کے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جو باب کی تیسری حدیث ہے دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں منعقد ہوتی ہے نذر مباح میں اس

واسطے کہ حکم کیا حضرت مَلَّالِیَّمْ نے ناذر کو ساتھ اس کے کہ بیٹھے اور کلام کرے اور سائے میں آئے اور روزہ تمام کرے سو حکم کیا اس کو ساتھ فعل طاعت کے اور ساقط کیا اس سے مباح کو اور صریح تر اس سے یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نذر وہ چیز ہے کہ طلب کی جائے ساتھ اس کے رضا مندی اللہ کی اور جواب قصہ اس عورت کے سے جس نے نذر مانی تھی دف بجانے کی وہ کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ قسم مباح سے وہ چیز ہے جو قصد سے مندوب ہو جاتی ہے مانند سحری کھانے کے واسطے قوت حاصل کرنے کے اوپر روزوں دن کے سو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر کرنا خوشی کا ساتھ پلٹنے حضرت مَلَّالِیَّمْ کے سلامت معنی مقصود ہیں حاصل ہوتا ہے اس سے ثواب اور اختلاف ہے بیچ جواز دف کے بیچ غیر نکاح اور ختنے کے سو ترجیح دی ہے رافعی نے اس کے مباح ہونے کو اور حدیث حجت ہے بیچ اسباب کے اور اس حدیث کے اخیر میں ہے کہ پس داخل ہوئے عمر رضی اللہ عنہ تو اس عورت نے دف بجانا چھوڑ دیا تو حضرت مَلَّالِیَّمْ نے فرمایا کہ اے عمر! البتہ شیطان تجھ سے ڈرتا ہے سو اگر یہ قربت ہوتی تو یوں نہ فرماتے اور جواب یہ ہے کہ حضرت مَلَّالِیَّمْ نے اطلاع پائی اس پر کہ شیطان حاضر ہوا ہے واسطے محبت اس کی کے ساتھ سننے اس کے کے اس واسطے کہ اس کو اُمید ہے کہ اس سے فتنے پر قابو پائے سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو بھاگا اس واسطے کہ اس کو معلوم تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسی بات پر بہت جلدی انکار کرتے ہیں یا شیطان بالکل حاضر نہیں ہوا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کی حضرت مَلَّالِیَّمْ نے مثال واسطے اس صورت کے کہ صادر ہوئی عورت مذکورہ سے اور وہ تو صرف اس چیز میں مشروع ہوئی جس کی اصل کھیل ہے سو جب داخل ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو ڈری وہ عورت اس کی مبادرت سے بوجہ نہ معلوم کرنے عمر رضی اللہ عنہ کے خصوص نذر کو یا قسم کو جو اس سے صادر ہوئے سو تشبیہ دی حضرت مَلَّالِیَّمْ نے اس کے حال کو شیطان کے حال سے جو ڈرتا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے سے اور قریب ہے اس سے قصہ ان دو لڑکیوں کا جو حضرت مَلَّالِیَّمْ کے پاس عید کے دن گاتی تھیں یہ ہے وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بہر حال حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو باب کی دوسری حدیث ہے پس ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور پوری حدیث حج میں گزری اور اس کے اول میں میں ہے کہ حضرت مَلَّالِیَّمْ نے ایک بوڑھے کو دیکھا اپنے دو بیٹوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے چلتا ہے تو حضرت مَلَّالِیَّمْ نے پوچھا کہ کیا حال ہے اس کا لوگوں نے کہا اس نے نذر مانی ہے کہ پیادہ پا چل کر خانے کعبے کا حج کرے پھر ذکر کی ساری حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت مَلَّالِیَّمْ نے اس کو حکم کیا کہ سوار ہو جائے اور روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کی کہ میری بہن نے نذر مانی ہے کہ خانے کعبے تک پیادہ پا چلے، الحدیث اور اس میں ہے کہ چاہیے کہ پیادہ بھی چلے اور سوار بھی ہو جائے یعنی اگر قادر ہو تو پیادہ پا چلے اور اگر عاجز ہو تو سوار ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ عقبہ رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ پیادہ پا حج کرے تو حضرت مَلَّالِیَّمْ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تیری بہن کے پیدل چلنے سے بے پرواہ ہے سو چاہیے کہ سوار ہو جائے

ایک اونٹ قربانی دے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری بہن نے نذر مانی ہے کہ کانے کعبے تک پیدل چلے اور پیدل چلنا اس پر بھاری ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ سوار ہو جائے جب کہ پیادہ پا نہیں چل سکتی سو بیشک اللہ کو کچھ پرواہ نہیں کہ تیری بہن پر بوجھ ڈالے اور اس حدیث میں صحیح ہو نذر کا ہے ساتھ جانے کے خانے کعبے میں یعنی بغیر نیت حج اور عمرے کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ جب نہ نیت کرے حج کی اور نہ عمرے کی تو نہیں پکی ہوتی ہے نذر پھر اگر نذر مانی ہو سوار ہو کر جانے کی تو لازم ہے اس پر سوار ہو کر جانا اور اگر پیادہ چلے تو لازم ہے اس پر قربانی اور اگر نذر کرے پیدل چلنے کی تو لازم آتا ہے اس کو پیدل چلنا جس جگہ سے احرام باندھے یہاں تک کہ تمام ہو حج یا عمرہ اور یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دونوں ساتھیوں کا ہے اور اگر عذر سے سوار ہو تو اس کو کفایت کرتا ہے اور لازم ہے اس پر قربانی شافعی کے ایک قول میں اور اس میں اختلاف ہے کہ اونٹ دے یا بکری اور اگر بلا عذر سوار ہو تو لازم ہے اس پر قربانی اور مالکیہ سے عاجز ہے کہ رجوع کرے آئندہ سال کو سو پیدل چلے جتنا سوار ہو مگر یہ کہ مطلق عاجز ہو پس لازم ہے اس پر ہدی اور نہیں عقبہ کی حدیث میں وہ چیز جو تقاضا کرے رجوع کو سو وہ حجت ہے واسطے شافعی کے اور اس کے تابعداروں کے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس پر مطلق کوئی چیز لازم نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو باب کی اخیر حدیث ہے یہ ہے کہ چپ رہنا مباح کلام سے نہیں ہے اللہ کی طاعت سے اور البتہ روایت کی ابوداؤد نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور نہ چپ رہنا دن کو رات تک اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ چپ رہنا جاہلیت کے فعل سے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز سے آدمی ایذا پائے اگرچہ انجام میں ہو جس کے مشروع ہونے میں کتاب اور سنت میں کوئی چیز وارد نہ ہوئی ہو جیسے ننگے پاؤں چلنا اور دھوپ میں بیٹھنا تو نہیں ہے وہ اللہ کی طاعت سے پس نہیں منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے نذر اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ابواسرائیل کو ساتھ پورا کرنے روزے کے سوائے غیر اس کے اور یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ نہیں دشوار ہے وہ اوپر اس کے اور اس کو حکم کیا کہ بیٹھے اور کلام کرے اور اپنے اوپر سایہ کرے کہا قرطبی نے کہ ابواسرائیل کا یہ قصہ واضح تر دلیل ہے واسطے جمہور کے بیچ نہ واجب ہونے کفارہ کے اس شخص پر جو گناہ کی نذر مانے یا جس میں طاعت نہ ہو اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ میں نے نہیں سنا کہ حضرت ﷺ نے اس کو کفارے کا حکم کیا ہو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَّصُومَ أَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ أَوِ الْفِطْرَ

جو نذر مانے کہ روزہ رکھے چند روز معین پھر وہ موافق پڑے بقرہ عید یا فطر کے دن سے

فائدہ: یعنی تو کیا جائز ہے اس کو روزہ یا بدل یا کفارہ منعقد ہوا ہے اجماع اس پر کہ نہیں جائز ہے اس کو کہ روزہ رکھے عید فطر کے دن اور نہ بقرہ عید کے دن نہ نفل روزہ اور نہ نذر سے برابر ہے کہ معین کرے دونوں کو یا ایک کو ساتھ نذر

کے یا دونوں اکٹھے واقع ہوں یا ایک اتفاقاً پھر اگر نذر مانے تو نہیں منعقد ہوتی نذر اس کی نزدیک جمہور کے اور نزدیک حنابلہ کے دو روایتیں ہیں بیچ واجب ہونے قضا کے اور خلاف کیا ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سو کہا کہ اگر اقدام کرے اور روزہ رکھے تو واقع ہوتا ہے یہ اس کی نذر سے اور کریمہ بنت سیرین سے روایت ہے کہ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ ہر چار شنبہ کے دن روزہ رکھا کروں اور چار شنبہ قربانی کا دن ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم کیا اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرہ عید کے دن روزہ رکھنے سے۔

٦٢١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ أَبِي حُرَّةَ الْأَسْلَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ أَنْ لَا يَأْتِيَ عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا صَامَ فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ فَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ لَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ وَلَا يَرٰى صِيَامَهُمَا.

٦٢١١۔ حضرت حکیم بن ابی حرہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پوچھے گئے ایک مرد کے حکم سے جس نے نذر مانی تھی کہ نہ آئے گا اس پر کوئی دن مگر کہ وہ روزہ رکھے گا سو وہ بقرہ عید یا عید فطر کے دن کے موافق پڑا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تمہارے واسطے رسول میں نیک چال چلنی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ عید فطر کے دن روزہ رکھتے تھے اور نہ بقرہ عید کے دن اور نہ عبداللہ رضی اللہ عنہ دونوں کا روزہ جائز دیکھتے تھے۔

٦٢١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ نَذَرْتُ أَنْ أَصُوْمَ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَاءَ أَوْ أَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنُهِيْنَا أَنْ نَّصُوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ مِثْلَهُ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِ.

٦٢١٢۔ حضرت زیاد بن جبیر سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو ایک مرد نے ان سے سوال کیا کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں روزہ رکھوں ہر سہ شنبے یا چار شنبے کے دن جب تک زندہ رہوں گا سو میں نے اس دن کو بقرہ عید کے دن سے موافق پایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور ہم منع کیے گئے بقرہ عید کے دن روزہ رکھنے سے تو اس مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی طرح کہا اس پر کچھ زیادہ نہ کیا۔

بَابُ هَلْ يَدْخُلُ فِي الْأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ الْأَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزُّرُوْعُ وَالْأَمْتِعَةُ

کیا داخل ہوتی ہیں قسموں اور نذروں میں زمین اور بکریاں اور کھیتی اور اسباب

فائدہ: کہا ابن عبدالبر وغیرہ نے کہ مال دوس کی بولی میں غیر عین کے ہے مانند اقسام اسباب اور کپڑوں کے اور

ایک جماعت کے نزدیک مال صرف عین ہے مانند چاندی اور سونے کے اور معروف کلام عرب سے یہ ہے کہ جو چیز کہ مال اور ملک بنائی جائے وہ مال ہے سو اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں طرف راجح ہونے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو حدیثوں سے مانند قول عمر رضی اللہ عنہ کے کی کہ میں نے ایسی زمین پائی کہ میں نے اس سے زیادہ تر عمدہ مال کبھی نہیں پایا اور مانند قول ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے کی کہ میرے نزدیک میرے سب مال سے زیادہ تر پیارا وہ باغ ہے جس کا نام بیرحاء ہے اور مانند قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ نہیں غنیمت پائی ہم نے سونا اور نہ چاندی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا کہ نہ دو بیوقوفوں کو اپنے مال اس واسطے کہ وہ شامل ہے ہر چیز کو جس کا آدمی مالک ہو اور نیز حدیث میں ہے کہ جو آئے تیرے پاس رزق سے اور تو جھانکنے والا نہ ہو تو اس کو لے اور اس سے مالدار بن اور وہ شامل ہے ہر چیز کو جو مال بنائی جائے اور تینوں حدیثیں روایت کی گئیں ہیں صحیحین میں اور حکایت کی گئی ہے ثعلب سے کہ مال وہ چیز ہے جس میں زکوۃ واجب ہوتی ہے تھوڑا ہو یا بہت اور جو اس سے کم ہو وہ مال نہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن انباری نے اور اس کے غیر نے کہا کہ مال اصل میں عین ہے پھر اطلاق کیا گیا ہر چیز پر جو ملک ہو سکے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے حق میں جو قسم کھائے یا نذر مانے کہ وہ اپنے مال کو صدقہ کرے گا کئی مذہب پر اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں واقع ہوتی ہے نذر اس کی مگر اس چیز سے جس میں زکوۃ ہو اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شامل ہے تمام اس چیز کو کہ واقع ہو اس پر اسم مال کا اور کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیثیں شہادت دیتی ہیں واسطے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اور کہا کرمانی نے کہ معنی قول بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے هل یدخل یعنی کیا صحیح ہے قسم اور نذر اعیان پر جیسے کہے کہ یہ زمین میں نے اللہ کی نذر کی میں کہتا ہوں اور جو ابن بطال سے سمجھا ہے اور وہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ اگر کوئی نذر مانے یا قسم کھائے کہ اپنا تمام مال صدقہ کرے تو یہ خاص ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ مالک ہو اس کا سوائے اس کے اور نقل کیا ہے محمد بن نصر مروزی نے بیچ کتاب اختلاف کے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے اصحاب سے اس کے حق میں جو نذر مانے کہ اپنا کل مال صدقہ کرے کہا انہوں نے کہ صدقہ کرے اس چیز کو کہ واجب ہوتی ہے اس میں زکوۃ چاندی اور سونے اور مواشی سے نہ اس چیز سے کہ مالک ہو اس کا اس چیز سے کہ اس میں زکوۃ نہیں مانند زمینوں اور گھروں اور متاع گھر کی اور غلام اور گدھے کی اور جو اس کی مانند ہو پس نہیں واجب ہے اس میں کوئی چیز بنا بر اس کے پس مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت جمہور کی ہے اور یہ کہ مال بولا جاتا ہے ہر چیز پر کہ مال بنائی جائے اور نص کی احمد نے اس پر کہ جو کہے کہ میرا مال مساکین میں خرچ ہو تو یہ محمول ہے اس چیز پر جو اس نے نیت کی یا جو غالب ہو اس کی عرف پر۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے ایک زمین پائی کہ میں نے اس سے

أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا وَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ لِحَآئِطٍ لَهُ مُسْتَقْبِلَةِ الْمَسْجِدِ.

زیادہ تر عمدہ مال کبھی نہیں پایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو وقف کر اس کے اصل کو اور خیرات کر اس کے حاصل کو اور کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ میرے نزدیک میرے سب مال سے زیادہ تر پیارا وہ باغ ہے جس کا نام بیرحاء ہے یہ اس نے اپنے باغ کے واسطے کہا جو مسجد کے سامنے تھے یعنی میں چاہتا ہوں کہ اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کروں۔

٦٢١٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِلَّا الْأَمْوَالَ وَالثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ فَأَهْدٰى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الضُّبَيْبِ يُقَالُ لَهُ رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى وَادِي الْقُرٰى حَتّٰى إِذَا كَانَ بِوَادِي الْقُرٰى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَهْمٌ عَآئِرٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ

٦٢١٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ خیبر کے دن حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے سو نہ غنیمت پائی ہم نے سونا اور نہ چاندی مگر اموال اور کپڑے اور اسباب سو قوم بنی ضبیب کے ایک مرد نے جس کا نام رفاعہ تھا حضرت ﷺ کو ایک غلام تحفہ بھیجا جس کو مدعم کہا جاتا تھا پھر متوجہ ہوئے حضرت ﷺ طرف وادی القریٰ کے کہ ایک بستی کا نام ہے یہاں تک کہ جب وادی القریٰ میں پہنچے تو جس حالت میں کہ مدعم حضرت ﷺ کے کجاوے کو اتارتا تھا کہ اچانک ایک تیر آیا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا سو اس کو قتل کیا تو لوگوں نے کہا کہ اس کو بہشت مبارک ہو یعنی وہ شہید ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا یوں نہیں اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے بیشک وہ کملی جو اس نے جنگ خیبر کے دن غنیمت کے مال سے تقسیم ہونے سے پہلے لے لی تھی البتہ اس کے بدن پر بھڑک رہی ہے آگ سے یعنی شہادت کہاں وہ تو غنیمت کی چوری سے دوزخ میں جل رہا ہے پھر جب لوگوں نے یہ سنا تو ایک مرد چمڑے کا ایک یا دو تسمے حضرت ﷺ کے پاس لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک تسمہ آگ کا یا دو تسمے آگ کے یعنی اگر نہ دیتا تو یہ تسمہ آگ ہو کر تجھ کو جلاتا۔

ذٰلِكَ النَّاسُ جَآءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شِرَاكٌ مِّنْ نَّارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ.

فائدہ: وادی القریٰ یہودیوں کی ایک بستی کا نام تھا خیبر کے پاس، بعض نے کہا کہ بیچ اتارنے اس کے اوپر بولی دوس کے نظر ہے اس واسطے کہ اس نے مستثنیٰ کیا ہے اموال کو چاندی اور سونے سے سو دلالت کی اس اس پر کہ وہ اس میں سے ہیں مگر یہ کہ استثناء منقطع ہو سو ہوگا الا ساتھ معنی لکن کے اور ظاہری ہے کہ استثناء اس غنیمت سے ہے جو مفہوم ہوتی ہے قول اس کے سے سونہ غنیمت پائی ہم نے سو اس نے نفی کی اس کی کہ انہوں نے غنیمت میں عین پائی ہو اور ثابت کیا کہ انہوں نے غنیمت میں مال پایا سو دلالت کی اس نے کہ مال نزدیک اس کے غیر عین کے ہے اور یہی مطلوب ہے۔ (فتح)

بَابُ كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ
باب ہے بیچ کفارے قسموں کے

فائدہ: نام رکھا گیا اس کا کفارہ اس واسطے کہ کفارہ وہ چیز ہے جو دیتا ہے قسم توڑنے والا اور استعمال کیا گیا ہے بیچ کفارے قتل اور ظہار کے اور وہ ماخوذ ہے تکفیر سے اور وہ چھپانا فعل کا اور ڈھانکنا اس کا ہے سو ہو جاتا ہے بجائے اس چیز کے کہ نہیں عمل کی اور اصل کفر کے معنی ہیں چھپانا کہا جاتا ہے کفرت الشمس النجوم یعنی چھپایا سورج نے تاروں کو اور نام رکھا جاتا ہے بدلی کا کافر کہ وہ آفتاب کو چھپا لیتی ہے اور رات کو بھی کافر کہا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ سب چیزوں کو آنکھ سے چھپا لیتی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَكَفَّارَتُهٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ﴾

اور اللہ نے فرمایا کہ قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا ہے یعنی آخر آیت تک

فائدہ: اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ متعین ہے عدد مذکور کو اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اگر اس کا کھانا ایک محتاج کو دے دے تو کفایت کرتا ہے اور یہ مروی ہے حسن سے اور برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ دس کو کھانا کھلائے لیکن دس دن پے در پے اور یہ مروی ہے اوزاعی سے اور حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ثوری سے لیکن اس نے کہا کہ اگر دس کو نہ پائے۔ (فتح)

وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَزَلَتْ ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾.

اور جو حکم کیا حضرت ﷺ نے جس وقت یہ آیت اتری سو فدیہ دینا ہے روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے جو باب میں ہے۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَآءٍ وَعِكْرِمَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ أَوْ أَوْ فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عطاء اور عکرمہ سے کہ جو قرآن میں وارد ہوا ہے تو اس کے عامل کو اختیار ہے اور البتہ اختیار دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب رضی اللہ عنہ کو فدیہ میں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو چیز قرآن میں أو ہے مانند قول اللہ تعالیٰ کے کی ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ تو اس میں اس کو اختیار ہے یعنی جو کفارہ ان میں سے چاہے اختیار کرے اور جو ہو ﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ﴾ تو وہ حکم بارترتیب ہے یعنی جو پہلے ہو اس کو پہلے کرے اور جو پیچھے ہو اس کو پیچھے کرے کہا ابن بطال نے کہ اس پر اتفاق ہے سب علماء کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف انکا بیچ قدر اطعام کے ہے سو کہا جمہور نے کہ ہر آدمی کو بقدر ایک مد شرعی کے کھانا دے اور فرق کیا ہے مالک نے بیچ جنس طعام کے درمیان اہل مدینہ کے سو اعتبار کیا اس نے اس کو ان کے حق میں اس واسطے کہ وہ درمیانہ گزران ان کی ہے برخلاف باقی شہروں کے سو معتبر بیچ حق ہر ایک کے ان میں سے وہ چیز ہے جو اوسط گزران اس کی ہے اور مخالفت کی ہے اس کی ابن قاسم نے اور موافقت کی ہے اس نے جمہور کی اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ واجب کھلانا ہر آدمی کو نصف صاع کا ہے اور حجت اول کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بیچ کفارے اس شخص کے جس نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تھی ساتھ کھلانے ہر ایک مد کے ہر ایک محتاج کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس جگہ بسبب تخییر کے اس واسطے کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ کفارے قسم کے جیسے کہ وارد ہوئی ہے بیچ کفارے اذی کے اور تعقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلے میں کوفیوں کے موافق ہو سو وارد کی حدیث کعب رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ واقع ہوئی تخصیص بیچ حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے اوپر نصف صاع کے اور نہیں ثابت ہوئی بیچ قدر طعام کفارے کے پس حمل کیا جائے گا مطلق مقید پر میں کہتا ہوں کہ تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ کفارہ رمضان میں جماع کرنے والے کا کفارہ ظہار کی مانند ہے اور کفارے ظہار میں وارد ہوئی ہے نص ساتھ ترتیب کے برخلاف کفارے اذے کے اس واسطے کہ وارد ہوئی ہے اس میں ساتھ تخییر کے اور نیز سو بیشک وہ دونوں متفق ہیں بیچ قدر روزے کے برخلاف ظہار کے سو ہو گا حمل کرنا کفارے قسم کا اوپر اس کے واسطے موافق ہونے اس کے اس کو اولیٰ حمل کرنے اس کے سے اوپر کفارے اس کے جس نے رمضان میں صحبت کی تھی باوجود مخالفت اس کی کے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابن منیر نے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا ہے روکا اس پر جو جائز رکھتا ہے بیچ کفارے قسم کے یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کی جائے خصلت تینوں سے جن میں اختیار دیا گیا ہے مانند اس شخص کی جو پانچ آدمیوں کو کھانا کھلائے اور کپڑے پہنائے یا ان کے سوائے اور پانچ کو کپڑے پہنائے یا آدھا بردہ

آزاد کرے اور پانچ کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے اور البتہ یہ نقل کیا گیا ہے بعض حنفیہ اور مالکیہ سے اور بعض نے ملحق کیا ہے اس کو ساتھ کفارے ظہار کے۔ (فتح)

٦٢١٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِىْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَتَيْتُهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْنُ فَدَنَوْتُ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَيُّوْبَ قَالَ صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ وَالْمَسَاكِيْنُ سِتَّةٌ.

۶۲۱۴۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہو سو میں قریب ہوا سو فرمایا کہ کیا تکلیف دیتے ہیں تجھ کو تیرے سر کے کیڑے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا سر منڈا ڈال اور اس کے بدلے روزے رکھ یا خیرات کر یا قربانی ذبح کر اور خبر دی مجھ کو ابن عون نے ایوب سے کہا کہ تین دن کے روزے اور قربانی بکری اور چھ محتاجوں کو کھانا کھلانا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت میرے حق میں اتری سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ وَمَتٰى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ.

البتہ مشروع کیا ہے اللہ نے تمہارے واسطے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ صاحب ہے تمہارا اور وہی ہے جانتا حکمت والا اور کیا واجب ہوتا ہے کفارہ مالدار اور محتاج پر؟۔

فائدہ: اور مراد کھولنا قسموں کا ہے ساتھ کفارے کے۔

٦٢١٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ فِيْهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَسْتَطِيْعُ تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ

۶۲۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو ایک بردہ آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا سو کیا تو دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا سو کیا تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا

تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ أَعَلٰى أَفْقَرَ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ أَطْعِمْهُ عِيَالَكَ.

سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا بیٹھ جا سو وہ بیٹھا سو حضرت ﷺ کے پاس ایک عرق لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں اور عرق بڑی ٹوکری کو کہتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے اور خیرات کر اس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ تر محتاج پر خیرات کروں؟ تو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے حضرت ﷺ نے فرمایا اپنے عیال کو کھلاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزری اور پہلے گزر چکا ہے بیان اختلاف کا کہ جو کفارہ نہ پائے اور نہ روزے رکھ سکے تو کیا کفارہ اس سے ساقط ہو جاتا ہے یا اس کے ذمہ میں باقی رہتا ہے کہا ابن منیر نے مقصود بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ تنبیہ کرے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفارہ واجب ہوتا ہے ساتھ قسم توڑنے کے جیسے کہ کفارہ رمضان میں صحبت کرنے والے کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوتا ہے ساتھ اقتحام گناہ کے اور اشارہ کیا ہے اس طرف کہ نہیں ساقط ہوتا ہے محتاج سے واجب ہونا کفارے کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کی محتاجگی کو جانا اور باوجود اس کے اس کو دیا جس سے وہ کفارہ ادا کرے جیسے کہ محتاج کو دیا جائے جس سے وہ اپنا قرض ادا کرے اور شاید جب کہ اس نے تنبیہ کی اوپر احتجاج کوفیوں کے ساتھ فدیہ کے تو تنبیہ کی اس جگہ ساتھ اس چیز کے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے ان کے مخالفوں نے لاحق کرنے اس کے سے ساتھ کفارے مواقع کے اور یہ کہ وہ ہر محتاج کے واسطے ایک ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ

جو مدد کرے تنگ دست کی کفارے میں

٦٢١٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ

٦٢١٦ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا اور اس کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو بردہ پاتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کیا تو دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا کیا تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس

تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ أَعَلٰى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

نے کہا نہیں، راوی نے کہا سو ایک انصاری مرد ایک بڑی ٹوکری لایا جس میں کھجوریں تھیں حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے جا اور خیرات کر اس نے کہا کیا ہم سے زیادہ تر محتاج پر یا حضرت! قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان کوئی گھر والے نہیں جو ہم سے زیادہ تر محتاج ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ میں سو جس طرح کہ جائز ہے مدد کرنا تنگ دست کو بیچ کفارے کے رمضان میں صحبت کرنے سے اور اسی طرح جائز ہے مدد کرنا معسر کو ساتھ کفارے کے اس کی قسم سے جب کہ اس میں حانث ہو۔ (فتح)

بَابٌ يُعْطِيْ فِي الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ قَرِيْبًا كَانَ أَوْ بَعِيْدًا

قسم کے کفارے میں دس محتاجوں کو کھانا دے خواہ محتاج قریب رشتے کا ہو یا دور کا

فائدہ: بہر حال عدد سو ساتھ نص قرآن کے ہے بیچ کفارے کے اور بہر حال برابری کرنا درمیان قریب اور بعید کے سو کہا ابن منیر نے کہ ذکر کی اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکور اور نہیں ہے اس میں مگر یہ قول حضرت ﷺ کا کہ اپنے گھر والوں کو کھلا لیکن جب جائز ہے دینا قرابتی کو تو بعید کو بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور قیاس کیا ہے اس نے کفارہ قسم کو اوپر کفارے جماع کے روزے میں بیچ اجازت صرف کرنے کے طرف قرابتیوں کے میں کہتا ہوں اور یہ بنا بر رائے اس شخص کی ہے جو حمل کرتا ہے قول حضرت ﷺ کے کو **اطعمه اهلك** اس پر کہ وہ کفارے میں ہے اور بہر حال جو حمل کرتا ہے اس کو اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس کو کھجوریں اس واسطے دیں تھیں تا کہ ان کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور بدستور رہے کفارہ اس کے ذمہ میں یہاں تک کہ حاصل ہو اس کو کشائش پس نہیں ہے باوجہ الحاق اور اسی طرح اس شخص کے قول پر جو کہتا ہے کہ ساقط ہوتا ہے معسر سے مطلق اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے دینا قرابتی کو مگر جس کا خرچ لازم ہو اور فروع مسئلے سے ہے شرط ہونا ایمان کا یعنی مسلمان محتاج کو دے اور یہ قول جمہور کا ہے اور جائز رکھا ہے اہل رائے نے دینا اہل ذمہ کافروں کو اور موافقت کی ہے ان کی ابو ثور نے اور کہا ثوری نے کہ کفایت کرتا ہے اگر مسلمانوں کو نہ پائے اور نخعی اور شعبی سے بھی مثل اس کی مروی ہے اور حکم سے ہے مانند جمہور کے۔ (فتح)

٦٢١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيْ

۶۲۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا

هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

فرمایا اور کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو پاتا ہے ایک بردہ کہ آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کیا تو دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں پاتا سو حضرت ﷺ ایک ٹوکری لائے گئے جس میں کھجوریں تھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے اس کو خیرات کر اس نے کہا کہ اپنے سے زیادہ تر محتاج پر مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر کوئی ہم سے زیادہ تر محتاج نہیں پھر فرمایا لے اس کو اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔

بَابُ صَاعِ الْمَدِينَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَتِهٖ وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذٰلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ.

باب ہے بیچ صاع مدینے کے اور مد حضرت ﷺ کے زمانہ کے اور جو وارث ہوئے ہیں آپس میں اہل مدینہ قرن بقرن یعنی ہر زمانے میں بدستور متعارف چلا آیا ہے اس کے اب تک۔

فائدہ: صاع عرب کے پیمانے کا نام ہے جو انگریزی تول کے حساب سے تخمیناً بقدر تین سیر کے ہوتا ہے اور مد اس کی چوتھائی کا نام ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں بطرف وجوب اخراج کے واجبات میں ساتھ صاع اہل مدینہ کے اس واسطے کہ شرع اول اول اسی پر واقع ہوئی ہے اور تاکید کیا گیا ہے ساتھ دعا کرنے حضرت ﷺ کے ان کے واسطے ساتھ برکت کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ جو وارث ہوئے ہیں اہل مدینہ، الخ تو یہ اشارہ ہے اس کی مقدار کی طرف مد اور صاع کی مدینے میں نہیں متغیر ہوئی ہے واسطے متواتر ہونے اس کے نزدیک ان کے اس کے زمانے تک اور ساتھ اسی کے حجت پکڑی تھی مالک رحمہ اللہ نے ابو یوسف رحمہ اللہ پر اور غالب ہوئے بیچ قصے کے جو مشہور ہے درمیان دونوں کے تو رجوع کیا ابو یوسف رحمہ اللہ نے کوفیوں کے قول سے بیچ قدر صاع کے طرف قول اہل مدینہ کے۔ (فتح)

٦٢١٨۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ

٦٢١٨۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صاع حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک مد اور تہائی مد کی تھا تمہارے آج کے دن کے مد سے یعنی آج کی مد کے حساب

كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَّثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ فَزِيْدَ فِيْهِ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.

سے پانچ مد اور تہائی مد کا تھا سو زیادہ کیا گیا بیچ اس کے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مد ان کی جب کہ سائب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی بقدر چار رطل کے تھی پھر جب زیادہ کیا گیا اس میں ثلث اس کا اور وہ ایک رطل تھا اور تہائی رطل کی تو قائم ہوئی اس سے پانچ رطل اور تہائی اور وہ صاع ہے بدلیل اس کے کہ مد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رطل ہے اور تہائی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع چار مد کا ہے پھر کہا کہ میں نہیں جانتا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں کس قدر اس میں بڑھایا گیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مد ان کا بقدر تین مد کے تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے اور جو اس نے کہا اس سے لازم آتا ہے کہ ہو صاع ان کا سولہ رطل کا لیکن شاید نہیں معلوم ہوئی اس کو مقدار مد اور صاع کے اور جس نے فرق کیا ہے درمیان پانی وغیرہ ماپی گئی چیزوں کے سو خاص کیا ہے اس نے پانی کے صاع کو ساتھ آٹھ رطل کے اور مد کو دو رطل سے سو قصر کیا ہے اس نے خلاف کو اوپر غیر پانی کے ماپی گئی چیزوں سے۔ (فتح)

٦٢١٩۔ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْجَارُوْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ وَهُوَ سَلْمٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيْ زَكَاةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدِّ الْأَوَّلِ وَفِيْ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ لَنَا مَالِكٌ مُدُّنَا أَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ وَلَا نَرَى الْفَضْلَ إِلَّا فِيْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِيْ مَالِكٌ لَوْ جَآءَ كُمْ أَمِيْرٌ فَضَرَبَ مُدًّا أَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُعْطُوْنَ قُلْتُ كُنَّا نُعْطِيْ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَرٰى أَنَّ الْأَمْرَ إِنَّمَا يَعُوْدُ إِلٰى مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٦٢١٩۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیتے صدقہ رمضان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے جو پہلی مد ہے اور قسم کے کفارے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے کہا ابو قتیبہ نے کہ مالک رحمہ اللہ نے ہم سے کہا کہ ہمارا مد تمہارے مد سے بڑا ہے اور نہیں دیکھتے ہم فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد میں اور کہا مجھ سے مالک رحمہ اللہ نے کہ اگر تمہارے پاس کوئی حاکم آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے چھوٹا مد بنائے تو تم کس چیز سے صدقہ دو گے؟ ہم نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مد سے دیں گے کہا پس کیا تو نہیں دیکھتا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کی طرف رجوع کرتا ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ پہلی مد تو یہ صفت ہے حضرت ﷺ کی مد کی اور یہ صفت لازم ہے اس کے واسطے اور مراد نافع کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ نہیں دیتے تھے صدقہ اس مد سے کہ نکالا تھا اس کو ہشام نے کہا ابن بطال نے کہ وہ بڑا ہے حضرت ﷺ کے مد سے دو تہائی رطل کی اور یہ جو کہا کہ مد ہمارا بڑا ہے تمہارے مد سے یعنی برکت میں یعنی مد مدینہ کا اگر چہ مقدار میں ہشام کے مد سے کم ہے لیکن مد مدینہ کا خاص کیا گیا ہے ساتھ برکت کے جو حاصل ہے حضرت ﷺ کی دعا سے سو وہ اعظم ہے ہشام کے مد سے پھر تفسیر کی مالک نے مراد اپنی اپنے قول سے اور نہیں جانتے ہم فضیلت مگر حضرت ﷺ کے مد میں اور یہ جو کہا کہ اگر کوئی حاکم تمہارے پاس آئے ، الخ تو مراد مالک کی ساتھ اس کے الزام دینا ہے اپنے مخالف کو اس واسطے کہ نہیں فرق ہے درمیان زیادتی اور نقصان کے بیچ مطلق مخالفت کے پھر اگر حجت پکڑی جس نے مد ہشامی کے ساتھ تمسک کیا ہے بیچ نکالنے زکوۃ فطر وغیرہ کے جو مشروع ہے نکالنا اس کا ساتھ مد کے مانند کھلانے مسکینوں کے کی قسم کے کفارے میں ساتھ اس کے کہ لینا ساتھ زائد کے اولیٰ ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے کہ کفایت کرتا ہے اتباع کرنا اس چیز کا کہ ٹھہرایا ہے اس کو شارع ﷺ نے برکت سو اگر جائز ہوتی مخالفت ساتھ زیادتی کے تو البتہ جائز ہوتی مخالفت ساتھ کم کرنے کے اور جب مخالف کم کرنے کو جائز نہیں رکھتا تو اس سے کہا گیا کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام سوائے اس کچھ نہیں کہ رجوع کرتا ہے طرف مد حضرت ﷺ کے اس واسطے کہ جب معارض ہوتیں تینوں مدیں اول اور حادث اور وہ شامی ہے جو اول سے زیادہ ہے اور تیسرا مفروض الوقوع اگر چہ نہیں واقع ہوا اور وہ کم ہے اول سے تو ہو گا رجوع کرنا طرف اول کی اولیٰ اس واسطے کہ وہی ہے جس کا مشروع ہونا ثابت ہوا ہے کہا ابن بطال نے اور حجت اس میں نقل اہل مدینہ کی ہے قرن بقرن اور البتہ رجوع کیا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ مقدر کرنے مد اور صاع کے طرف مالک کی اور لیا اس کے قول کو۔ (فتح)

٦٢٢٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ.

٦٢٢٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! برکت دے مدینے کے لوگوں کو ان کے پیمانے میں اور ان کے صاع میں اور ان کے مد میں۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے احتمال ہے کہ ہو یہ دعا خاص ساتھ اس مد کے جو اس وقت موجود تھے تا کہ نہ داخل ہو اس میں وہ مد جو نکلی بعد اس کے اور احتمال ہے کہ عام ہو مدینے کے ہر پیمانے کو قیامت تک اور ظاہر احتمال دوسرا ہے اور کلام مالک کا جو پہلے مذکور ہوا مائل ہے طرف اول کے اور یہ معتمد ہے اور البتہ متغیر ہو گئے ہیں پیمانے مدینے میں بعد

زمانے مالک رحمہ اللہ کے اور اس زمانے تک اور البتہ پایا گیا ہے مصداق دعوت کا ساتھ اس طور کے کہ برکت دی گئی ان کے صاع اور مد میں اس وجہ سے کہ اعتبار کیا ہے ان دونوں نے مقدار کو اکثر فقہاء شہروں کے نے آج تک اکثر کفاروں میں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے مہلب نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ﴾ وَأَيُّ الرِّقَابِ أَزْكٰى

اللہ نے فرمایا یا آزاد کرنا بردے کا اور کون سا بردہ افضل ہے؟

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس طرف کہ بردہ قسم کے کفارے میں مطلق ہے برخلاف کفارہ قتل کے کہ وہ مقید ہے ساتھ ایمان کے کہا ابن بطال نے حمل کیا ہے جمہور نے اور ان میں سے ہیں اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق مطلق کو مقید پر اور مخالفت کی کوفیوں نے سو کہا انہوں نے کہ جائز ہے آزاد کرنا کافر کا اور موافقت کی ان کی ابوثور اور ابن منذر نے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ کفارہ قتل کا مغلظہ ہے یعنی سخت ہے برخلاف کفارے قسم کے اور اسی واسطے شرط ہے پے در پے ہونا بیچ روزے قتل کے سوائے قسم کے اور یہ جو کہا کہ کون سا بردہ افضل ہے؟ تو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے جو اول عتق میں گزری ابوذر رضی اللہ عنہ سے اور اس میں ہے اور میں نے کہا اور کون سا بردہ افضل ہے؟ واسطے آزاد کرنے کے فرمایا جو بیش قیمت ہو اور مالکوں کے نزدیک بہت عمدہ ہو اور اس کی پوری شرح وہاں گزری اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف موافقت کوفیوں کے اس واسطے کہ افعل التفضیل چاہتا ہے اشتراک کو اصل حکم میں کہا ابن منیر نے کہ نہیں قطع کیا بخاری رحمہ اللہ نے حکم کو بیچ اس کے لیکن ذکر کیا ہے فضیلت کو بیچ آزاد کرنے ایماندار بردے کے تا کہ تنبیہ کرے اوپر مجال نظر کے سو جائز ہے واسطے قائل کے کہ کہے کہ جب واجب ہوا آزاد کرنا بردے کا بیچ کفارے قسم کے تو ہوگا لینا ساتھ افضل کے احوط ورنہ جو کفارے میں کافر بردے کو آزاد کرے وہ شک میں ہوگا ذمہ کے بری ہونے سے اور یہ قوی ہے استشہاد سے ساتھ حمل کرنے مطلق کے مقید پر واسطے ظاہر ہونے فرق کے درمیان ان کے۔ (فتح)

٦٢٢١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا

۶۲۲۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لونڈی غلام مسلمان کی گردن آزاد کرے گا تو حق تعالیٰ ہر ہر جوڑ غلام کے بدلے ہر ہر جوڑ آزاد کرنے والے کا دوزخ سے آزاد کرے گا یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کے بدلے اس کی شرم گاہ کے۔

مِنَ النَّارِ حَتّٰی فَرْجَهٗ بِفَرْجِهٖ.

بَابُ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

آزاد کرنا غلام مدبر کا اور ام ولد کا اور مکاتب کا کفارے میں اور آزاد کرنا ولد الزنا کا

وَقَالَ طَاوٗسٌ يُجْزِئُ الْمُدَبَّرُ وَأُمُّ الْوَلَدِ

اور کہا طاؤس نے کہ کفایت کرتا ہے آزاد کرنا ام ولد کا اور مدبر کا

فائدہ: یعنی کفایت کرتا ہے آزاد کرنا غلام مدبر کا کفارے میں اور ام ولد کا ظہار میں اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے سو موافقت کی ہے طاؤس کی حسن نے مدبر میں اور نخعی نے ام الولد میں اور مخالفت کی ہے اس کی زہری اور شعبی نے اور کہا مالک اور اوزاعی نے کہ نہیں کفایت کرتا ہے کفارے میں مدبر اور نہ ام ولد اور نہ جس کا آزاد کرنا معلق ہو اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جائز ہے آزاد کرنا مدبر کا اور کہا ابو ثور نے کہ کفایت کرتا ہے آزاد کرنا مکاتب کا جب تک کہ باقی ہو اس پر کوئی چیز اس کی کتابت سے اور حجت پکڑی گئی ہے مالک کے واسطے ساتھ اس کے کہ ثابت ہوا ہے ان کے واسطے عقد آزادی کا نہیں ہے کوئی راہ طرف دور کرنے اس کے اور واجب کفارے میں آزاد کرنا بردے کا اور جواب دیا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ اگر مدبر میں کوئی شاخ آزادی کی ہوتی تو اس کا بیچنا جائز نہ ہوتا اور بہر حال آزاد کرنا ولد زنا کا سو کہا ابن منیر نے کہ ولد زنا کے آزاد کرنے کو اسباب کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں مگر یہ کہ جو اس کے آزاد کرنے میں مخالف ہے مخالف ہوا ہو بیچ آزاد کرنے ان لوگوں کے جن کا مذکور پہلے ہوا ہو سو استدلال کیا گیا ہو ساتھ اس کے کہ نہیں قائل ہے کوئی ساتھ فرق کے اور ظاہر ہوتا ہے کہ جب اس نے جائز رکھا ہے مدبر کے آزاد کرنے کو اور استدلال کیا اس کے واسطے اور نہ لایا ام ولد میں مگر قول طاؤس کا اور نہ ولد زنا میں کوئی چیز تو اشارہ کیا اس طرف کہ پہلے گزر چکا رغبت دلانا اوپر آزاد کرنے بردے مسلمان کے پس داخل ہو گا جو ذکر کیا اس کے بعد عموم میں بلکہ خصوص میں اس واسطے کہ ولد زنا باوجود ایمان کے افضل ہے کافر سے میں کہتا ہوں آیا ہے منع اس سے اس حدیث میں جو روایت کی بیہقی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع ہے آزاد کرنا ولد زنا کا اور اسی طرح آیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہاں مؤطا میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتویٰ دیا انہوں نے ساتھ آزاد کرنے ولد زنا کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آزاد کیا انہوں نے ولد زنا کو کہا جمہور نے کہ کفایت کرتا ہے آزاد کرنا اس کا اور مکروہ رکھا ہے اس کو علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے اور منع کیا ہے اس سے شعبی اور نخعی اور اوزاعی نے روایت کیا ہے ان سب کو ابن ابی شیبہ نے اور حجت جمہور کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ﴾ اور البتہ صحیح ہو چکا ہے ملک حالف کا اس کے واسطے پس صحیح ہو گا آزاد کرنا اس کو۔ (فتح)

۶۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ

۶۲۲۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری

بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا لَّهُ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا یعنی کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے اور اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے اس کو نیلام کیا سو فرمایا کہ کون ہے جو اس کو مجھ سے خریدے تو نعیم نے اس کو آٹھ سو درہم سے خریدا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ وہ غلام قبطی تھا پہلے سال میں مر گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عتق کے باب میں گزری اور وہاں گزری ہے حجت اس کی جو قائل ہے ساتھ صحیح ہونے اس کی بیع کے اور مقتضا اس کا یہ ہے کہ کفارے میں بھی اس کا آزاد کرنا صحیح ہوا اس واسطے کہ صحیح ہونا اس کی بیع کا فرع ہے بقاء ملک کی بیچ اس کے پس صحیح ہو گا آزاد کرنا اس کا وقت کہنے کے اور بہر حال ام ولد سو حکم اس کا حکم غلام کا ہے اکثر حکام میں مانند جنایت اور حدود اور فائدہ لینے مالک کے اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ ام ولد کا بیچنا جائز ہے لیکن قرار پایا ہے امر نے اوپر نہ صحیح ہونے بیع اس کی کے اور اجماع ہے سب کا اوپر جواز تخییر عتق اس کی کے یعنی آزاد کرنا اس کا جائز ہے وقت کہنے کے پس کفایت کرتی ہے کفارے میں اور بہر حال آزاد کرنا مکاتب کا کفارے میں سو جائز رکھا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی ہے کہ ہرگز جائز نہیں اور کہا اہل رائے نے کہ اگر کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو تو نہیں جائز ہے اس واسطے کہ وہ ہو گا ایسا کہ اس نے کچھ حصہ غلام کا آزاد کیا اور ساتھ اس کے قائل ہے اوزاعی اور لیث اور احمد اور اسحاق سے ہے کہ اگر تہائی یا زیادہ ادا کیا ہو تو نہیں کافی ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس طرف کہ جب مدبر کا بیچنا جائز ہے تو جو اس کے ساتھ مذکور ہے وہ بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ لِمَنْ يَّكُوْنُ وَلَاؤُهُ

جب آزاد کرے کفارے میں ایک غلام کو جو اس کے اور دوسرے شخص کے درمیان مشترک ہو یا آزاد کرے کفارے میں تو اس کی آزادی کا حق کس کے واسطے ہو گا؟۔

فائدہ: اکثر روایتوں میں یہ صرف اتنا باب ہے اذا اعتق فی الکفارۃ لمن یکون ولاءہ اور بعض روایتوں میں دونوں باب جدا جدا ہیں لیکن اول باب میں کوئی حدیث نہیں سو شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا تھا کہ آئندہ باب کی حدیث دوسرے طریق سے اس میں درج کرے لیکن اس کے واسطے اتفاق نہ پڑا یا دونوں بابوں میں تردد کیا اور بعض روایتوں میں دونوں ترجمے اکٹھے ہیں اور حدیث باب کی دونوں کے واسطے صلاحیت رکھتی ہے لیکن تاویل سے۔ (فتح)

٦٢٢٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

۶۲۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهَا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

چاہا کہ بریرہ لونڈی کو خریدیں تو اس کے مالکوں نے ان پر ولا کی شرط کی یعنی ہم اس شرط سے بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہمارے واسطے ہو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کو خرید لے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

فائدہ: اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جو آزاد کرے اور اس کا آزاد کرنا صحیح ہو تو اس کی وارثت کا حق اسی کے واسطے ہوگا سو داخل ہوگا اس میں جب کہ آزاد کرے غلام مشترک کو اس واسطے کہ وہ مالدار ہو تو اس کا آزاد کرنا صحیح ہوتا ہے اور اپنے شریک کے حصے کا ضامن ہوتا ہے اور نہیں فرق ہے کہ آزاد کرے اس کو مفت یا کفارے میں اور یہ قول جمہور کا ہے اور ان میں سے ہیں دونوں ساتھی ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اور کہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ نہیں کفایت کرتا ہے اس کو آزاد کرنا غلام مشترک کا کفارے سے اس واسطے کہ اس نے غلام کا بعض حصہ آزاد کیا ہوگا نہ تمام اس واسطے کہ شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ آزاد کرے یا اپنے حصے کی قیمت لے یا غلام سے شریک کے حصے میں سعی کرائی جائے۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتِثْنَآءِ فِي الْأَيْمَانِ — قسموں میں انشاء اللہ کہنا

فائدہ: اصطلاح میں استثناء کے معنی ہیں نکالنا بعض اس چیز کا کہ شامل ہو اس کو لفظ اور کبھی اس کے معنی یہ آتے ہیں معلق کرنا مشیت پر اور یہی مراد ہے اس ترجمہ میں سو اگر کہے لافعلن کذا انشاء اللّٰہ تعالٰی یعنی قسم ہے البتہ میں اس طرح کروں گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس نے استثناء کیا اور اسی طرح جب کہا لا افعل کذا انشاء اللّٰہ تعالٰی یعنی میں اس طرح نہیں کروں گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور مثل اس کی حکم میں یہ ہے الا ان یشآء اللّٰہ اور اگر مشیت کے بدلے ارادے اور اختیار کا لفظ بولے تو جائز ہے پھر اگر نہ کرے جب ثابت کرے یا کرے جب کہ نفی کرے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹتی اور اتفاق ہے علماء کا جیسا کہ حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے اس پر کہ شرط حکم کی ساتھ انشاء اللہ کے یہ ہے کہ بولے مستثنیٰ بہ کو زبان سے اور نہیں کفایت کرتا ہے قصد بغیر بولنے کے زبان سے اور کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس کے وقت میں سو اکثر اس پر ہیں کہ شرط ہے کہ انشاء اللہ قسم کے متصل ہو کہا مالک رحمہ اللہ نے جب سکوت کرے یا اپنی کلام کو قطع کرے تو نہیں ہے استثناء اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ شرط ہے ملانا انشاء اللہ کا ساتھ کلام اول کے اور وصل اس کا یہ ہے کہ ہو کلام نسق یعنی بالاتصال پھر اگر اس کے درمیان سکوت ہو تو کلام قطع ہو جاتا ہے مگر یہ کہ ہو سکتہ تذکر کا یا دم لینے کا یا انقطاع صوت کا اور اسی طرح قطع کرتا ہے اس کو شروع کرنا اور کلام نہیں اور اگر اس کے درمیان استغفر اللہ کہے یا لا الہ الا اللہ کہے تو بھی کلام قطع نہیں ہوتا اور طاؤس اور حسن سے ہے کہ جب

تک مجلس میں ہو اس کو استثناء کرنا جائز ہے اور اسی طرح ہے احمد اور اسحاق سے مگر یہ کہ واقع ہو سکوت اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ جب استثناء کرے پہلے اس سے کہ اٹھے یا کلام کرے اور عطاء سے ہے بقدر دودھ دوہنے اونٹنی کے اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے چار مہینے تک اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے بعد دو سال کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اگرچہ بعد کچھ مدت کے ہو اور ایک روایت اس سے سال کی ہے اور ایک روایت اس سے ہے کہ ہمیشہ اور اس قول کے ظاہر کو نہیں لیا جاتا اس واسطے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ کبھی کوئی اپنی قسم میں حانث نہ ہو اور نہ متصور ہو کفارہ جو واجب کیا ہے اللہ نے حالف پر لیکن تاویل حدیث کی ساقط ہونا گناہ کا ہے حالف سے واسطے ترک کرنے اس کے انشاء اللہ کو اس واسطے کہ اللہ نے اس کا حکم کیا ہے اس آیت میں ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو پھر کہے اور نہیں مراد اس کی کہ جب یہ کہے اس کے بعد کہ اس کا کلام تمام ہو تو جو اس نے قسم سے عقد کیا ہو وہ کھل جاتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی استثناء سے فقط لفظ انشاء اللہ کا ہے اور مراد انشاء اللہ سے تبرک ہے اور دلیل اوپر اشتراط اتصال انشاء اللہ کے ساتھ کلام کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے باب کی حدیث میں سو چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اس واسطے کہ اگر قطع کلام کے بعد انشاء اللہ کہنا فائدہ دیتا تو البتہ فرماتے تو چاہیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہے اس واسطے کہ وہ سہل تر ہے کفارے سے اور البتہ لازم آتا ہے اس سے باطل ہونا اقراروں کا اور طلاق اور آزاد کرنے کا سو انشاء اللہ کہتا جو اقرار کرتا یا طلاق دیتا یا آزاد کرتا بعد زمانے کے اور دور ہوتا حکم اس کا پس اولیٰ تاویل اس چیز کی ہے جو منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے اور جب مقرر ہوا یہ تو اختلاف کیا ہے سلف نے کہ کیا شرط ہے قصد استثناء کا اول کلام سے یا نہیں اور منقول ہے ابو بکر فارسی سے کہ اس نے نقل کیا اجماع کو اوپر شرط ہونے واقع ہونے اس کے کے پہلے کلام کے فارغ ہونے سے اس واسطے کہ انشاء اللہ کہنا بعد انفصال کے پیدا ہوتا ہے بعد واقع ہونے طلاق کے مثلا اور یہ واضح ہے اور نقل اس کی معارض ہے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر اس کے متصل قصد واقع ہو تو بھی کفایت کرتا ہے لیکن اگر بعد تمام ہونے کے ہو تو نہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو کہے میں ایسا کروں گا انشاء اللہ جب اس کے ساتھ فقط تبرک کا قصد ہو اور کرے تو حانث ہو جاتا ہے اور اگر استثناء کا قصد ہو تو حانث نہیں ہوتا اور اتفاق ہے اوپر داخل ہونے استثناء کے بیچ ہر اس چیز کے کہ قسم کھائی جاتی ہے ساتھ اس کے مگر اوزاعی طلاق میں اور عتق میں اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جب کوئی اپنی عورت سے کہے کہ تجھ کو طلاق ہے انشاء اللہ تو اس پر طلاق نہیں پڑتی۔ (فتح)

٦٢٢٤۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَیْلَانَ بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ

۶۲۲۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چند اشعری لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سواری مانگنے

بْنِ أَبِي مُوْسٰى عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ مَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَآءَ اللّٰهُ فَأُتِيَ بِإِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا فَحَمَلَنَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَقَالَ إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ.

کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ واللہ! میں تم کو سواری نہ دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں پھر ہم ٹھہرے جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر حضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے تو حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے تین اونٹوں کا حکم دیا پھر جب ہم چلے تو ہمارے بعض نے بعض سے کہا کہ اللہ ہم کو برکت نہیں دے گا ہم حضرت ﷺ کے پاس سواری مانگنے کو آئے سو حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر ہم کو سواری دی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے سو ہم نے یہ حال آپ ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ ہی نے تم کو سواری دی ہے قسم ہے اللہ کی بیشک میں اگر اللہ نے چاہا نہیں قسم کھاتا کسی بات پر پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور کرتا ہوں جو بہتر ہو حدیث بیان کی ہم سے ابونعمان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد نے اور کہا مگر کہ اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور لاتا ہوں جو بہتر ہو یا یوں کہا کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔

فائدہ: اور ساقط ہوا ہے کلمہ واللہ کا ابن منیر کی روایت سے سو اعتراض کیا ہے اس نے کہ نہیں ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قسم اور نہیں جس طرح گمان کیا ہے اس نے بلکہ وہ ثابت ہے اصول میں اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس کے وارد کرنے سے تو صرف بیان کرنا صیغہ استثناء کا ہے ساتھ مشیت کے۔

۶۲۲۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً كُلٌّ تَلِدُ غُلَامًا

۶۲۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ البتہ میں رات کو نوے عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا ہر عورت لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے ساتھی یعنی

يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي الْمَلَكَ قُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَنَسِيَ فَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَأْتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ بِوَلَدٍ إِلَّا وَاحِدَةٌ بِشِقِّ غُلَامٍ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَرْوِيْهِ قَالَ لَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لَهُ فِيْ حَاجَتِهِ وَقَالَ مَرَّةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَثْنٰى وَحَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

فرشتے نے اس سے کہا کہ انشاء اللہ کہہ لے یعنی اگر اللہ چاہے گا سو سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہنا بھول گئے سو اس نے سب عورتوں سے صحبت کی سو ان میں سے کوئی عورت نہ جنی مگر ایک عورت آدھا لڑکا جنی سو کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو اس کی قسم پوری ہوتی اور اپنی حاجت کا پانے والا ہوتا اور کہا ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انشاء اللہ کہتا۔

فائدہ: اور جزم کیا ہے ایک جماعت نے کہ سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی تھی کہ **لاطوفن** میں لام جواب قسم کا ہے گویا کہ کہا مثلا واللہ **لا طوفن** اور راہ دکھلاتا ہے اس کی طرف ذکر حنث کا بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **لم یحنث** اس واسطے کہ ثابت ہونا اس کا اور نفی اس کی دلالت کرتی ہے اوپر سابق ہونے قسم کے اور حق یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی وارد کرنے قصے سلیمان علیہ السلام کے سے اس باب میں یہ ہے کہ بیان کرے کہ استثناء قسم میں واقع ہوتا ہے ساتھ لفظ انشاء اللہ کے پس ذکر کی حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی جو تصریح کرنے والی ہے ساتھ ذکر استثناء کے مع قسم کے پھر ذکر کیا قصہ سلیمان علیہ السلام کا واسطے وارد ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس میں ایک بار ساتھ لفظ انشاء اللہ کے اور ایک بار ساتھ استثناء کے سو اطلاق کیا لفظ انشاء اللہ پر کہ وہ استثناء ہے سو نہیں کوئی اعتراض اوپر اس کے کہ نہیں ہے سلیمان علیہ السلام کے قصے میں قسم اور کہا ابن منیر نے کہ اور گویا کہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ جب اس سے استثناء کیا اخبار سے تو کس طرح نہ استثناء کیا جائے گا اخبار سے جو مؤکد ہے ساتھ قسم کے اور وہ زیادہ تر محتاج ہے تفویض میں طرف مشیت کی اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ عدم حنث کے واقع ہونا اس چیز کا ہے جو ارادہ کیا اس نے اور کہا قرطبی نے قول اس کا **فلم یقل** یعنی زبان سے انشاء اللہ نہ کہا اور نہیں مراد ہے کہ سلیمان علیہ السلام غافل ہوا تفویض الی اللہ سے اور تحقیق یہ ہے کہ اعتقاد تفویض کا اس کے دل میں بدستور تھا لیکن مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وہ بھول گیا یعنی قصد کرنا استثناء کا جو حکم قصد کو اٹھا دیتا ہے سو اس میں تعقب ہے اس پر کہ جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے واسطے اشتراط نطق کے استثناء میں اور یہ جو کہا کہ نہ حانث ہوتا تو بعض نے کہا کہ وہ خاص ہے ساتھ سلیمان علیہ السلام کے اور اگر وہ اس واقعہ میں انشاء اللہ کہتے تو ان کا مقصود حاصل ہوتا اور یہ مراد نہیں کہ جو اس کو کہے اس کی مراد حاصل ہوتی ہے اور کہا ابن تین نے کہ نہیں استثناء بیچ قصے سلیمان علیہ السلام کے جو قسم کے حکم کو اٹھائے اور اس کی گرہ کو کھولے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے

معنی ہیں اقرار کرنا واسطے اللہ کے ساتھ مشیت کے اور ماننا اس کے حکم کو سو وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ اور سلیمان علیہ السلام نے فقط عورتوں پر گھومنے میں قسم کھائی تھی نہ اس پر کہ جو اس کے بعد مذکور ہے حمل اور وضع وغیرہ سے اس واسطے کہ وہ اسی پر قادر تھے نہ اس پر جو اس کے بعد مذکور ہے کہ وہ مجرد تمنا حصول اس چیز کی ہے جو اس کے واسطے خیر کو حاصل کرے۔ (فتح)

بَابُ الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهُ

کفارہ دینا قسم توڑنے سے پہلے اور پیچھے

٦٢٢٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسٰى وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ وَمَعْرُوْفٌ قَالَ فَقُدِّمَ طَعَامٌ قَالَ وَقُدِّمَ فِيْ طَعَامِهٖ لَحْمُ دَجَاجٍ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهٗ مَوْلًى قَالَ فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ مُوْسٰى اُدْنُ فَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهٗ يَأْكُلُ شَيْئًا قَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا أَطْعَمَهٗ أَبَدًا فَقَالَ اُدْنُ أُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهٗ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَّعَمِ الصَّدَقَةِ قَالَ أَيُّوْبُ أَحْسِبُهٗ قَالَ وَهُوَ غَضْبَانُ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَقِيْلَ أَيْنَ هٰؤُلَاءِ

٦٢٢٦۔ حضرت زہدم جرمی سے روایت ہے کہ ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ہمارے اور اس گروہ جرم کے درمیان دوستی اور احسان تھا (حق یہ تھا کہ یوں کہتا کہ ہمارے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان دوستی تھی اس واسطے کہ زہدم خود قوم جرم سے تھا لیکن چونکہ وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے تابعداروں سے تھا اس واسطے اس نے اپنے آپ کو قوم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ٹھہرایا) سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا کھانا آگے لایا گیا یعنی ان کے آگے رکھا گیا اور اس کے کھانے میں مرغ کا گوشت لایا گیا اور قوم میں ایک مرد تھا قبیلہ بنی تیم اللہ سے سرخ رنگ گویا وہ غلام آزاد تھا سو وہ کھانے سے نزدیک نہ ہوا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ قریب ہو اس واسطے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس سے کھاتے تھے اس نے کہا کہ بیشک میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا سو میں نے اس سے کراہت کی سو میں نے قسم کھائی کہ اس کو کبھی نہیں کھاؤں گا کہا قریب ہو میں تجھ کو اس سے خبر دیتا ہوں یعنی قسم کے کھولنے کی راہ بتلاتا ہوں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اشعریوں کی ایک جماعت میں آپ سے سواری مانگنے کو اور حالانکہ آپ صدقہ کے اونٹ تقسیم کرتے تھے کہا ایوب نے میں اس کو گمان کرتا ہوں کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری بھی

الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَتَيْنَا فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى قَالَ فَانْدَفَعْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْنَا فَحَمَلَنَا نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ وَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا ارْجِعُوْا بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنُذَكِّرْهُ يَمِيْنَهٗ فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا فَظَنَنَّا أَوْ فَعَرَفْنَا أَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ قَالَ انْطَلِقُوْا فَإِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللّٰهُ إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّتَحَلَّلْتُهَا تَابَعَهٗ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيِّ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا.

نہیں سو ہم چلے پھر حضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہیں یہ اشعری لوگ؟ کہاں ہیں یہ اشعری لوگ؟ سو ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حکم کیا حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے پانچ اونٹوں کا جو سفید کوہان تھے کہا پھر ہم جلدی چلے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم حضرت ﷺ سے سواری مانگنے کو آئے تو حضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر حضرت ﷺ نے ہم کو بلا کر سواری دی حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے قسم ہے اللہ کی اگر ہم نے حضرت ﷺ کو اپنی قسم سے غافل پایا تو ہم کبھی مراد کو نہیں پہنچیں گے حضرت ﷺ کے پاس چلو سو البتہ ہم آپ کو آپ کی قسم یاد دلا دیں تو ہم پھرے سو ہم نے کہا یا حضرت! ہم آپ کے پاس آئے سواری مانگنے کو تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر آپ نے ہم کو سواری دی سو ہم نے گمان کیا یا پہچانا کہ بیشک آپ اپنی قسم کو بھول گئے، حضرت ﷺ نے فرمایا میں بھولا نہیں چلو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ ہی نے تم کو سواری دی قسم ہے اللہ کی بیشک میں ان شاء اللہ نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں متابعت کی ہے اس کی حماد نے ایوب سے ابو قلابہ سے اور قاسم بن عاصم کلیبی سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کو غافل کیا یعنی لیا ہم نے حضرت ﷺ سے جو حضرت ﷺ نے ہم کو دیا بیچ حال غافل ہونے آپ کے اپنی قسم سے بغیر اس کے کہ ہم حضرت ﷺ کو قسم یاد دلائیں اسی واسطے ڈرے کہا ابن

منذر نے کہ مذہب ربیعہ اور اوزاعی اور مالک اور لیث اور تمام فقہاء شہروں کا بجز اہل رائے کے یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے کفارہ توڑنے سے پہلے مگر یہ کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مستثنیٰ کیا ہے روزے کو سو کہا اس نے کہ نہیں کفایت کرتا ہے مگر بعد قسم توڑنے کے اور کہا اہل رائے نے کہ نہیں کفایت کرتا کفارہ قسم توڑنے سے پہلے اور موافقت کی ہے حنفیہ کی اشہب مالکی نے اور داؤد ظاہری نے اور مخالفت کی ہے اس کی ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا عیاض نے کہ اتفاق ہے اس پر کہ نہیں واجب ہے کفارہ توڑنے قسم کے سے اور یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنی اس میں بعد حنث کے اور مستحب رکھا ہے مالک اور شافعی اور اوزاعی اور ثوری نے تاخیر کرنے اس کے کو بعد قسم توڑنے کے اور منع کیا ہے بعض مالکیہ نے مقدم کرنے کفارے حنث کے کو اس واسطے کہ اس میں مدد کرنا ہے گناہ پر اور رد کیا ہے اس کو جمہور نے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے جمہور کے ساتھ اس کے کہ اختلاف الفاظ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا نہیں دلالت کرتا اوپر تعین ایک دو امر کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا گیا ہے حالف ساتھ ذو امروں کے سو جب دونوں کو ادا کرے تو اس نے کیا جو اس کو حکم ہوا تھا اور جب کہ نہ دلالت کی حدیث نے منع پر تو نہ باقی رہا مگر طریق نظر کا سو حجت پکڑی گئی ہے واسطے جمہور کے ساتھ اس کے کہ جب عقد قسم کو استثناء کھول ڈالتا ہے حالانکہ وہ کلام ہے تو کفارہ اس کو بطریق اولیٰ کھول ڈالے گا باوجود اس کے کہ وہ فعل ہے مالی یا بدنی اور نیز ترجیح دی گئی ہے ان کے قول کو ساتھ کثرت کے اور کہا ابوالحسن بن قصار نے اور تابعدہوئی ہے اس کی ایک جماعت کہ قائل ہیں ساتھ جواز تقدیم کفارے کے حنث سے پہلے چودہ صحابی اور تابع ہوئے ہیں ان کی تمام فقہاء شہروں کے مگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس کے کہ وہ قائل ہے اس شخص کے حق میں جو مادہ ہرن کو حرم سے حل کی طرف نکالے پھر وہ بچے جنے پھر وہ اور اس کی اولاد اس کے ہاتھ میں مر جائے کہ اس پر ہے بدلا اس کا اور اس کی اولاد کا لیکن اس نے اگر اس کے نکالنے کے وقت اس کا بدلا ادا کیا تھا تو اس کی اولاد کا بدلا اس پر نہیں آتا باوجود اس کے کہ جو بدلہ اس کا اس نے ادا کیا تھا وہ اس کے بچے جننے سے پہلے تھا پس محتاج ہے طرف فرق کے بلکہ جواز بیچ کفارے قسم کے اولیٰ ہے اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جائز رکھا ہے حنفیہ نے جلدی دینا زکوٰۃ کا سال گزرنے سے پہلے اور مقدم کرنا زکوٰۃ کھیتی کا اور جائز رکھا ہے انہوں نے مقدم کرنا کفارے قتل کو مقتول کے مرنے سے پہلے اور کہا عیاض نے کہ خلاف بیچ جواز تقدیم کفارے کے مبنی ہے اس پر کہ کفارہ رخصت ہے قسم کے کھولنے کے واسطے یا واسطے اتارنے گناہ اس کے کی ساتھ حنث کے سو جمہور کے نزدیک وہ رخصت ہے مشروع کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے واسطے کھولنے گرہ قسم کے پس اسی واسطے جائز ہے کفارہ پہلے اور پیچھے کہا مازری نے کہ کفارے کی تین حالتیں ہیں ایک حالت قسم کھانے سے پہلے سو نہیں کفایت کرتا ہے بالاتفاق دوسری حالت بعد حلف کے اور توڑنے قسم کے سے سو کفایت کرتا ہے بالاتفاق تیسری حالت بعد حلف کے اور قبل حنث کے ہے سو اس میں خلاف ہے اور اختلاف کیا گیا ہے حدیث کے لفظوں میں سو ایک بار کفارے کو مقدم کیا ہے اور دوسری بار اس کو

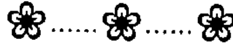
مؤخر کیا ہے لیکن ساتھ حرف واؤ کے جو ترتیب کو واجب نہیں کرتی کہا ابن تین نے کہ اگر مقدم کرنا کفارے کا کفایت نہ کرتا تو البتہ اس کو بیان فرماتے کہ چاہیے کہ وہ کام کرے پھر کفارہ دے اس واسطے کہ تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہیں پس دلالت کی اس نے جواز پر اور یہ جو کہا کہ ان کے آگے کھانا رکھا گیا تو مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز ستھری چیزوں کا دسترخوان پر اور جائز ہے واسطے بڑے آدمی کے یہ کہ خدمت کے واسطے نوکر رکھے جو اس کا کھانا لائے اور اس کے آگے رکھے اور مراد اس حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے حدیث کے اخیر میں کہ نہیں قسم کھاتا میں کسی چیز پر پھر اس کے غیر کو بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کھول ڈالتا ہوں تو تحللتها کے معنی یہ ہیں کہ کرتا ہوں جو نقل کرے منع کو جس کو وہ تقاضا کرتا ہے طرف اجازت کے سو ہو جائے حلال اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ ساتھ کفارے کے اور بہر حال گمان کیا ہے بعض نے کہ قسم کھلتی ہے ساتھ ایک دو امروں کے یا انشاء اللہ کہنے کے یا کفارے کے تو وہ بہ نسبت مطلق قسم کے ہے لیکن انشاء اللہ کہنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معتبر ہے بیچ درمیان قسم کے اس کے کامل ہونے سے پہلے اور کفارہ حاصل ہوتا ہے اس کے بعد اور واقع ہوئی دوسری روایت میں وہ چیز جو تصریح کرتی ہے ساتھ اس کے کہ مراد تحللتها سے یہ ہے کہ قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ لاتا ہوں جو تقاضا کرے حنث کو یعنی اس کے توڑنے کو اس واسطے کہ کھولنا تقاضا کرتا ہے کہ پہلے کوئی گرہ ہو اور گرہ وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر قسم موافق ہونے اس کے مقتضی سے سو ہوگا عمل تحلل لانا برخلاف اس کے مقتضی کے لیکن لازم آتا ہے اس پر کہ ہو اس میں تکرار واسطے موجود ہونے اس قول کے کہ لاتا ہوں جو بہتر ہو اس واسطے کہ جب بہتر کام کو کیا جائے تو حاصل ہے اس سے مخالفت قسم کی اور کھلنا اس سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نکلا میں اس کی حرمت سے اس چیز کی طرف کہ حلال ہے اس سے اور ہوتا ہے یہ کفارے سے اور کبھی استثناء سے ہوتا ہے۔ (فتح)

٦٢٢٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا

٦٢٢٧ـ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مت مانگ حکومت اور سرداری کو سو بیشک اگر حکومت تجھ کو بغیر مانگے ملی تو تیری غیب سے اس پر مدد ہوگی اور اگر تجھ کو حکومت مانگنے سے ملی یعنی اس میں اللہ کی طرف سے تیری مدد نہ ہوگی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھائے پھر تو اس کے غیر کو اس سے بہتر جانے تو آ وَ اس کو جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔

مِنْهَا فَأْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ تَابَعَهُ أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ وَتَابَعَهُ يُوْنُسُ وَسِمَاكُ بْنُ عَطِيَّةَ وَسِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ وَحُمَيْدٌ وَقَتَادَةُ وَمَنْصُوْرٌ وَهِشَامٌ وَالرَّبِيْعُ.

فائدہ: اس کے غیر کو یعنی محلوف علیہ کے غیر کو بہتر جانے کہا عیاض نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب ظاہر ہو اس کو کہ فعل یا ترک بہتر ہے اس کے واسطے دنیا اور آخرت میں اور موافق تر ہے اس کی مراد اور خواہش کو جب تک کہ گناہ نہ ہو میں کہتا ہوں واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں سو دیکھے اس کے غیر کو زیادہ تر پرہیز گاری اللہ کی تو چاہیے کہ لائے تقویٰ کو اور یہ مشعر ہے ساتھ قصد کرنے اس کے کی اس چیز پر جس میں طاعت ہو کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بیچ حکم کفارے کے باوجود عمداً توڑنے قسم کے دلالت ہے اوپر مشروع ہونے کفارے کے بیچ قسم غموس کے اس واسطے کہ وہ قسم حانثہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے حالف پر فعل ایک امر کا جو دونوں سے اولیٰ ہو قسم پر ثابت رہنا یا اس کو توڑ کر کفارہ دینا اور جو کہتا ہے کہ امر اس میں ندب کے واسطے ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ قول اس گنوار کے جس نے کہا تھا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس پر نہ کچھ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر یہ سچا ہے اور نہ حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ حنث کے اور کفارے کے باوجود اس کے کہ قسم کھانا اس کا اوپر ترک زیادتی کے مرجوع ہے بہ نسبت اس کے فعل کے۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْفَرَآئِضِ
کتاب ہے فرائض کے بیان میں

فائدہ: فرائض جمع ہے فریضہ کی فعیل سے ساتھ معنی مفروض کے ماخوذ ہے فرض سے اور اس کے معنی ہیں قطع کرنا کہا جاتا ہے فرضت لفلان کذا قطع کی میں نے اس کے واسطے کچھ چیز مال سے اور مراد یہاں وراثت ہے اور خاص کی گئیں مواریث باسم فرائض اللہ کے اس قول سے ﴿نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا﴾ یعنی حصہ مقرر کیا گیا یا معلوم یا مقطوع ان کے غیر سے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِيْ بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ

اللہ نے فرمایا کہ اللہ وصیت کرتا ہے تم کو تمہاری اولاد میں، دو آیتوں تک۔

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَّصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ﴾'

فائدہ: حکمت بیچ تعبیر کرنے کے ساتھ لفظ مضارع کے سوائے ماضی کے اشارہ ہے اس طرف کہ یہ آیت ناسخ ہے واسطے وصیت کے جو لکھی گئی ہے اوپر ان کے کما سیاتی فی باب میراث الزوج اور مضاف کیا فعل کو طرف اسم مظہر کی واسطے عظیم ہونے شان حکم کے اور فی اولادکم کہا واسطے اشارہ کے طرف امر بالعدل کے درمیان ان کے۔ (فتح)

٦٢٢٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَعَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِيْ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوْءَهُ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمَوَارِيْثِ.

٦٢٢٨۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو تشریف لائے اور وہ دونوں پیادہ پا چلتے تھے سو میرے پاس آئے اور حالانکہ مجھ پر بیہوشی کی گئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو میں ہوش میں آیا سو میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے مال میں کس طرح کروں؟ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

فائدہ: یعنی ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ﴾ اور روایت میں ہے کہ کلالہ کی آیت اتری اور ترجیح دی ہے ابن عربی نے مواریث کی آیت کو اور ظاہر یہ ہے کہ کہا کہ جب کہ دونوں آیتوں میں کلالہ کا ذکر تھا تو اس قصے میں اتری لیکن چونکہ تھا پہلی آیت میں کلالہ خاص ساتھ اخیافی بھائیوں کے جو ماں کی طرف سے ہوں تو لوگوں نے ان کے سوائے اور بھائیوں کا حکم پوچھا تو اخیر آیت اتری پس صحیح ہے کہ دونوں آیتیں جابر رضی اللہ عنہ کے قصے میں اتریں لیکن

متعلق ساتھ اس کے پہلی آیت سے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ کلالہ کے اور بہر حال سبب نزول اول اس کا تو وہ بھی جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہوا ہے سعد رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیوں کے حق میں کہ ان کے چچا نے ان کو ان کے باپ کی میراث سے منع کیا تھا سو یہ آیت اتری ﴿یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا سے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال دے۔ (فتح)

بَابُ تَعْلِیْمِ الْفَرَآئِضِ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ تَعَلَّمُوْا قَبْلَ الظَّانِّیْنَ یَعْنِی الَّذِیْنَ یَتَکَلَّمُوْنَ بِالظَّنِّ.

وراثت کے علم کا تعلیم کرنا اور سکھلانا اور کہا عقبہ نے کہ علم سیکھو پہلے ظانین سے یعنی جو کلام کرتے ہیں گمان اور اٹکل سے۔

فائدہ: اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ اس زمانے کے لوگ نصوص کے پاس کھڑے ہوتے تھے ان سے آگے نہیں بڑھتے تھے اگرچہ بعض سے منقول ہے کہ انہوں نے رائے سے فتویٰ دیا سو وہ بہ نسبت اس کے قلیل ہیں اور اس میں انذار ہے ساتھ واقع ہونے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی کثرت اہل رائے سے اور بعض نے کہا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ علم کی مندرس ہونے سے پہلے کہا ابن منیر نے کہ خاص کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے عقبہ کے قول کو ساتھ وراثت کے اس واسطے کہ وہ داخل تر ہے اس میں بہ نسبت غیر اس کے کہ غالب فرائض میں تعبد ہے اس کی بحث گمان اور اٹکل سے ضبط نہیں ہوتی برخلاف اور علموں کے کہ ان میں رائے کو مجال ہے اور غالبًا اس میں ضبط ہونا ممکن ہے اور لی جاتی ہے اس تقریر سے مناسبت حدیث مرفوع کی واسطے ترجمہ کے اور بعض نے کہا کہ وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہی عمل کرنے سے ساتھ گمان کے شامل ہے رغبت دلانے کو اوپر عمل کرنے کے ساتھ علم کے اور یہ فرع ہے اس کے سیکھنے کی اور علم فرائض کا سیکھا جاتا ہے غالبًا بطریق علم کے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ کہا جائے کہ جب کہ تھا حدیث میں کہ اے اللہ کے بندو! بھائی ہو جاؤ تو لیا جاتا ہے اس سے سیکھنا فرائض کا تاکہ معلوم ہو بھائی وارث اس کے غیر سے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ رغبت دلانے کے اوپر سیکھنے علم وراثت کے حدیث جو بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں روایت کیا ہے اس کو احمد اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ سیکھو علم میراث کا اور لوگوں کو سکھلاؤ اس واسطے کہ بیشک میں آدمی ہوں قبض کیا گیا اور عنقریب علم بھی قبض کیا جائے گا یہاں تک کہ جھگڑیں گے دو آدمی سو نہ پائیں گے جو دونوں کے درمیان فیصلہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ نصف علم ہے اور وہ پہلے پہل میری امت سے کھینچا جائے گا اور لفظ نصف کا اس حدیث میں ساتھ معنی ایک قسم کے ہے دو قسموں سے اگرچہ نہ برابر ہوں اور کہا ابن عیینہ نے کہ ہر آدمی اس کے ساتھ مبتلا ہو گا اور بعض نے کہا کہ اس واسطے کہ آدمیوں کی دو حالتیں ہیں ایک حالت حیات کی اور ایک موت کی اور علم فرائض کا متعلق ہے ساتھ احکام موت کے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ نہیں سیکھا جاتا ہے مگر نصوص سے۔ (فتح)

٦٢٢٩۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.

٦٢٢٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور نہ طلب کرو خبر لوگوں کی اور نہ جاسوسی کرو اور آپس میں بغض اور عداوت نہ رکھو اور ایک دوسرے کی جڑ نہ کاٹو آپس میں پشت دے کر نہ بیٹھو اور بھائی بن جاؤ اے اللہ کے بندو!۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح کتاب ادب میں گزری اور اس میں بیان مراد کا ہے ساتھ ظن کے اور وہ یہ ہے کہ نہ مستند ہو کسی اصل کی طرف اور داخل ہے اس میں بدگمان رکھنا ساتھ مسلمان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے

فائدہ: صدقہ ساتھ رفع کے ہے یعنی جو متروک ہے ہم سے وہ صدقہ ہے اور دعویٰ کیا ہے شیعہ نے کہ وہ ساتھ نصب کے ہے بنا براس کے کہ ما نافیہ ہے اور رد کیا گیا ہے اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ روایت ثابت ہے ساتھ رفع کے اور تنزل پر نصب بھی جائز ہے اوپر تقدیر حذف کے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جو ہم نے چھوڑا مبذول ہے از روئے صدقہ کے۔ (فتح)

٦٢٣٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُمَا مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ

٦٢٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہ دونوں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس حال میں کہ طلب کرتے تھے میراث اپنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ دونوں اس وقت طلب کرتے تھے اپنی زمین جو فدک میں تھی اور حصے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کو خیبر سے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل یعنی بیویاں اور اولاد اس مال سے بقدر کھانے کے پائیں گے کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ قسم ہے اللہ کی نہ چھوڑوں گا میں وہ کام کہ میں نے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا مگر کہ اس کو کروں گا ، کہا راوی نے سو

فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ.

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ترک کی سو نہ کلام کیا ان سے یہاں تک کہ مر گئیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزری اور یہ جو کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اس مال سے کھائیں گے تو ظاہر اس کا حصر ہے کہ وہ نہ کھائیں گے مگر اس مال سے اور یہ مراد نہیں بلکہ مراد بالعکس ہے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ من واسطے بعض کے ہے اور تقدیر یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کچھ مال میں سے کھائے گی یعنی بقدر اپنی حاجت کے اور باقی واسطے مصالح مسلمانوں کے ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔

٦٢٣١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي مِنْ حَدِيْثِهِ ذٰلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ فَأَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٦٢٣١۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلا تا کہ داخل ہوں عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر تو اس کا دربان یرفا نامی آیا سو اس نے کہا کہ کیا تجھ کو رغبت ہے عثمان اور عبدالرحمن اور زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم میں کہ دروازے پر کھڑے اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو اجازت دے پھر اس نے کہا کہ کیا علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کہا عباس رضی اللہ عنہ نے اے امیر المومنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں قسم دیتا ہوں تم کو اس اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے؟ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے اپنی ذات شریف تھی یعنی میرے مال کا کوئی وارث نہیں ہوگا تو جماعت حاضرین نے کہا کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ فَقَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ إِلٰى قَوْلِهِ قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْ هٰذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ فَتَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ وَلِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے سو کہا کہ کیا تم دونوں جانتے ہو کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا ہاں اور بیشک میں تم سے بیان کرتا ہوں حال اس بات کا بیشک اللہ تعالیٰ نے خاص کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال فی میں ساتھ اس چیز کے جو آپ کے سوائے اور کسی کو نہیں دی سو اللہ نے فرمایا جو عطا کیا اللہ نے اپنے پیغمبر پر قدیر تک سو یہ زمین خالص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھی قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے تمہارے اور نہ تنہا ہوئے ساتھ اس کے اوپر تمہارے کہ صرف آپ ہی سب کچھ رکھا ہو تم کو کچھ نہ دیا ہو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خاص تم کو دیا اور اس کو تم میں پھیلایا یعنی تم کو سب تقسیم کر دیا یہاں تک کہ باقی رہا اس میں سے یہ مال سو تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے اپنے گھر والوں پر اس مال سے خرچ سال بھر کا یعنی اپنے گھر والوں کے واسطے اس میں سے سال بھر کا خرچ لے لیتے پھر باقی کو لے کر بیت المال میں داخل کرتے اور مصالح مسلمین میں خرچ کرتے تھے سو عمل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اپنی زندگی میں میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم اس کو جانتے ہو؟ حاضرین نے کہا ہاں! پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم دونوں اس کو جانتے ہو؟ دونوں نے کہا ہاں! پھر اللہ نے اپنے نبی کی روح قبض کی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں ولی اور خلیفہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو اس نے اس کو قبض کیا سو عمل کیا اس نے ساتھ اس چیز کے کہ عمل کیا ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی عمل اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح بھی قبض کی تو میں نے

فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا مَا عَمِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَانِي هٰذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا.

کہا کہ میں ہوں ولی اور نائب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو میں نے قبض کیا اس کو دو سال عمل کیا میں نے اس میں جو عمل کیا تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور بات تمہاری ایک تھی اور امر تمہارا اکٹھا تھا تو میرے پاس آیا اپنا حصہ مانگنے کو اپنے بھتیجے کی وراثت سے اور یہ میرے پاس آیا اپنی عورت کا حصہ مانگنے کو اس کے باپ کی وراثت سے تو میں نے کہا کہ اگر تم دونوں چاہو تو میں اس کو تمہارے حوالے کرتا ہوں اس شرط سے کیا تم مجھ سے اس کے سوائے اور فیصلہ چاہتے ہو سو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کہ میں اس میں اس کے سوائے اور کچھ حکم نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو سو اگر تم اس سے عاجز ہوئے تو اس کو میرے حوالے کرو میں تم کو اس سے کفایت کروں گا۔

٦٢٣٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَآئِي وَمَئُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ

۶۲۳۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث سونے کے دینار کے برابر بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد اپنی بیویوں کے خرچ کے اور کارندے تحصیل دار کی محنت کے تو وہ صدقہ ہے اللہ کی راہ میں۔

فائدہ: یعنی نہ چھوڑوں گا پیچھے اپنے کوئی چیز کہ عادت جاری ہوئی ہے ساتھ قسمت اس کی کے مانند سونے چاندی کے اور جو اس کے سوائے اور کچھ چھوڑیں گے وہ بھی بطور وراثت کے تقسیم نہ ہوگا بلکہ تقسیم ہوں گے منافع ان کے ان لوگوں کے واسطے جو مذکور ہوئے اور یہ جو فرمایا میرے وارث یعنی اگر بالقوۃ ہوتا میں ان لوگوں میں سے جو وارث کیے جاتے ہیں یا مراد یہ ہے کہ نہ تقسیم ہوگا مال ترکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وراثت کی جہت سے سو ورثتی کا لفظ بولا تا کہ ہو حکم معلل ساتھ اس چیز کے کہ اس سے اشتقاق ہے اور وہ وارث ہے پس نفی تقسیم کرنا ان کا ہے ساتھ وارث ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مراد عامل سے اجیر ہے یا خادم یا ناظر اور اگر کوئی سوال کرے کہ تخصیص عورتوں کی ساتھ نفقہ کے

اور مؤنث کی ساتھ عامل کے کیوں کی تو جواب دیا ہے اس سے سبکی کبیر نے کہ مؤنث لغت میں قیام ہے ساتھ کفایت کے اور انفاق کے معنی ہیں خرچ کرنا قوت کا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ نفقہ کم ہو مؤنث سے اور بھید تخصیص مذکور میں اشارہ کرتا ہے اس طرف کہ جب حضرت ﷺ کی بیویوں نے اللہ اور رسول اور آخرت کو اختیار کیا تو ان کو قوت سے کچھ چارہ نہیں سو اقتصار کیا اس چیز پر جو دلالت کرے اوپر اس کے اور عامل جب کہ مزدور کی صورت میں تھا اور محتاج ہے اس چیز کا جو اس کو کفایت کرے تو اقتصار کیا اس پر جو اس پر دلالت کرے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ میرا پیشہ اپنے عیال کو کفایت کرتا تھا سو مشغول ہوا میں اس سے ساتھ کام مسلمانوں کے تو لوگوں نے اس کے واسطے بقدر کفایت کے وظیفہ ٹھہرایا اور یہ جو فرمایا بعد خرچ میری عورتوں کے تو داخل ہے نفقہ کے لفظ میں لباس ان کا اور تمام لوازم ان کے اور جب جوڑا جائے قول حضرت ﷺ کے کو کہ جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے ساتھ اس قول کے کہ حضرت ﷺ کی آل پر صدقہ حرام ہے تو متحقق ہوتا ہے قول حضرت ﷺ کا لا نورث اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یرید نفسہ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ نون بیچ قول حضرت ﷺ کے نورث خاص متکلم کے واسطے ہے اور جو مشہور ہے کتب اصول وغیرہ میں نحن معاشر الانبیاء لانورث تو اس سے ایک جماعت آئمہ نے انکار کیا ہے اور وہ اسی طرح ہے بہ نسبت خصوص لفظ نحن کے لیکن روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ اس لفظ کے انا معاشر الانبیاء لا نورث اور روایت کی ہے یہ حدیث دارقطنی نے اس لفظ سے کہ پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا کہا ابن بطال وغیرہ نے اور وجہ اس کی ، واللہ اعلم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو اپنا پیغام پہنچانے کے واسطے بھیجا ہے اور ان کو حکم کیا ہے کہ اس پر مزدوری نہ لیں جیسا کہ فرمایا ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾ اور اسی طرح نوح علیہ السلام وغیرہ نے بھی کہا سو حکمت یہی تھی کہ ان کا کوئی وارث نہ ہو تا کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ انہوں نے اپنے وارثوں کے واسطے مال جمع کیا اور یہ جو قرآن میں ہے ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ تو حمل کیا ہے اس کو اہل علم بالتاویل نے اوپر علم اور حکمت کے اور اسی طرح قول زکریا علیہ السلام کا ﴿فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ﴾ کہ مراد اس سے پیغمبری ہے اور برتقدیر تسلیم کے پس نہیں ہے کوئی معارض قرآن سے واسطے قول حضرت ﷺ کے لا نورث ما ترکنا صدقة سو ہوگا یہ خاصہ حضرت ﷺ کا جس کے ساتھ اکرام کیے گئے بلکہ قول عمر کا یرید نفسہ تائید کرتا ہے اس کی کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور بہرحال عموم قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ﴾ تو جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ وہ عام ہے ان لوگوں کے حق میں جو کچھ چیز اپنی ملکیت چھوڑیں اور جب ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے مرنے سے پہلے وقف کر دیا ہے تو نہ پیچھے چھوڑا آپ نے کچھ جس کا کوئی وارث ہو تو آپ کا کوئی وارث نہ ہوگا اور برتقدیر اس کے کہ حضرت ﷺ نے اپنی ملکیت سے کچھ چیز اپنے پیچھے چھوڑی ہو تو داخل ہونا آپ کا خطاب میں قابل تخصیص کے ہے واسطے اس چیز کے کہ پہچانی گئی ہے کثرت خصائص حضرت ﷺ

کی ہے اور البتہ مشہور ہوا ہے آپ سے کہ آپ کے مال کا کوئی وارث نہیں سو ظاہر ہوئی تخصیص حضرت ﷺ کی ساتھ اس کے سوائے اور لوگوں کے اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں کہ حضرت ﷺ کے مال کا کوئی وارث نہ ہو اکھاڑنا مادے کا ہے بیچ تمنا کرنے وارث کے مورث کی موت کو بسبب مال کے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنی امت کے واسطے بجائے باپ کے ہیں تو حضرت ﷺ کی میراث تمام لوگوں کے واسطے ہوگی اور یہ معنی ہیں عام صدقہ کے اور کہا ابن منیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جو کہے کہ میرا گھر صدقہ ہے اس کا کوئی وارث نہیں ہوگا تو وہ وقف ہو جاتا ہے اور نہیں حاجت ہے صریح وقف کرنے کی یا حبس کرنے کی اور یہ استنباط خوب ہے لیکن کیا ہوگا یہ صریح یا کنایہ کہ نیت کی اس میں حاجت ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلالت ہے اوپر صحت وقف منقول چیزوں کے اور یہ کہ وقف نہیں خاص ہے ساتھ غیر منقول چیزوں کے واسطے عموم قول حضرت ﷺ کے ماترکت بعد نفقة نسائی ۔(فتح)

٦٢٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْنَ أَنْ يَّبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

۶۲۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی بیویوں نے چاہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں اپنی میراث مانگنے کو یعنی حضرت ﷺ کے ترکہ سے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو مذکور ہے باب میں۔

٦٢٣٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ

۶۲۳۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قریب تر ہوں مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے زیادہ سو جو کوئی مسلمانوں میں سے مرے اور اس پر قرض ہو اور نہ چھوڑے مال اس قدر جس سے قرض ادا ہو تو اس کا ادا کرنا ہم پر لازم ہے اور جو مال چھوڑے تو

دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَآءً فَعَلَيْنَا قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ. اس کے وارثوں کا حق ہے۔

فائدہ: یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور کفالہ میں پہلے گزر چکی ہے ساتھ ذکر سبب اس کے اول میں کہ حضرت ﷺ کا ابتدا اسلام میں معمول تھا کہ جب کوئی جنازہ آتا تو پوچھتے کہ کیا اس نے اپنے قرض ادا ہونے کے واسطے کچھ مال چھوڑا ہے سو اگر کوئی کہتا کہ اس نے قرض ادا ہونے کے واسطے کچھ مال چھوڑا ہے تو حضرت ﷺ اس کے جنازے کی نماز پڑھتے ورنہ خود نماز نہ پڑھتے اور مسلمانوں سے فرماتے کہ اس کا جنازہ پڑھو پھر جب اللہ نے آپ پر ملک فتح کیے اور بیت المال میں مال جمع ہوا تو حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اور ایک روایت میں ہے کہ میں قریب تر ہوں مسلمانوں سے دنیا اور آخرت میں اور ایک روایت میں مطلق آیا ہے کہ جو مسلمان مر جائے اور قرض چھوڑے تو اس کا ادا کرنا ہم پر لازم ہے تو یہ روایت مقید اور مخصوص ہے ساتھ حدیث باب کے یعنی حضرت ﷺ صرف اس شخص کا قرض ادا کرتے تھے جو قرض ادا کرنے کے واسطے کچھ مال نہ چھوڑتا نہ ہر شخص کا ایک روایت میں ہے **فان ترك دينا او ضياعا فلياتني فانا مولاه** یعنی اگر قرض یا عیال چھوڑے تو چاہیے کہ آئے میرے پاس جو اس کا قائم مقام ہو اس کے قرض ادا کرنے کی کوشش میں یا قرض خواہ اور ضمیر مولاہ میں مردے کے واسطے ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان حکمت کا بیچ ترک کرنے نماز کے قرض دار پر اور یہ کہ جب کوئی اس کے قرض ادا کرنے کا ذمہ دار ہوتا تھا تو حضرت ﷺ اس کا جنازہ پڑھتے تھے اور کیا یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے یا حضرت ﷺ کے بعد سب حاکموں کو یہ حکم ہے اور راجح ہمیشہ رہنا اس حکم کا ہے لیکن واجب ہونا ادا قرض کا صرف مال مصالح سے ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال وغیرہ نے کہ یہ حضرت ﷺ بطور احسان کے کرتے تھے بنا بر اس کے پس نہیں واجب ہوگا حاکموں پر بعد حضرت ﷺ کے اور اول پر کہا ابن بطال نے کہ اگر امام اس کا قرض بیت المال سے ادا نہ کرے تو نہ روکا جائے گا داخل ہونے سے بہشت میں اس واسطے کہ وہ مستحق ہے اس قدر کا جو اس پر قرض ہے بیت المال میں جب تک کہ نہ ہو قرض اس کا اکثر اس قدر سے کہ اس کے واسطے بیت المال میں ہے مثلا میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ داخل ہوگا یہ با ہم قصاص لینے میں یعنی پل صراط کے بعد قنطرہ پر اس کا بدلہ دیا جائے گا اور یہ جو کہا کہ اس کے وارثوں کا حق ہے تو ایک روایت میں ہے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں گے اور مراد عصبوں سے وارث ہیں نہ وہ لوگ جو وارث ہوتے ہیں عصبہ ہونے کے سبب سے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ عصبوں کے اس جگہ وہ قرابتی ہیں جو مردے کو باپ میں ملیں اگرچہ اوپر کے درجے میں اور کہا کرمانی نے کہ مراد عصبے ہیں بعد اصحاب الفروض کے اور لیا جاتا ہے حکم اصحاب الفروض کا اصحاب کے ذکر سے بطریق اولی۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيْهِ وَأُمِّهٖ

باب ہے بیچ بیان میراث بیٹے کے اپنے باپ سے اور

اپنی ماں سے۔

فائدہ: لفظ ولد کا عام تر ہے مرد اور عورت سے اور بولا جاتا ہے صلبی بیٹے کو اور پوتے کو اگرچہ نیچے کے درجے کے ہوں کہا ابن عبدالبر نے کہ اصل قول مالک اور شافعی اور اہل حجاز کا ہے اور جو ان کے موافق ہیں قول زید بن ثابت کا ہے اور اصل قول اہل عراق کا اس میں قول علی رضی اللہ عنہ کا ہے اور دونوں کے درمیان کچھ مخالفت نہیں مگر نہایت تھوڑے مسئلوں میں۔ (فتح)

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا تَرَكَ رَجُلٌ أَوْ امْرَأَةٌ بِنْتًا فَلَهَا النِّصْفُ وَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ وَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ ذَكَرٌ بُدِئَ بِمَنْ شَرِكَهُمْ فَيُؤْتَى فَرِيْضَتَهُ فَمَا بَقِيَ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.

اور کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ جب کوئی مرد یا عورت بیٹی چھوڑے تو اس کے واسطے آدھا ترکہ ہے اور اگر دو یا زیادہ ہوں تو ان کے واسطے دو تہائی ہے ترکہ سے اور اگر ان کے ساتھ مرد ہو تو اول اول شروع کیا جائے ساتھ اس کے جو ترکہ میں ان کا شریک ہو سو دیا جائے اس کو حصہ اس کا اور جو باقی رہے تو مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قول اس کا اور اگر ان کے ساتھ مرد ہو یعنی اگر بیٹیوں کے ساتھ بھائی ہو ان کے باپ سے اور ان کے ساتھ کوئی اور بھی ہو جس کے واسطے حصہ مقرر ہے جیسے مثلاً باپ میت کا اور اسی واسطے کہا شرکھم اور نہ کہا شرکھن سو دیا جائے مثلاً باپ کو حصہ اس کا جو معین ہے اور تقسیم کیا جائے باقی کو بیٹے اور بیٹیوں میں اس طور سے کہ مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ اور یہی تاویل ہے باب کی حدیث کی اور وہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے الحقوا الفرائض باھلھا۔ (فتح)

۶۲۳۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

۶۲۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض یعنی معین حصوں کو حصے والوں سے پھر جو مال باقی رہے سو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے۔

فائدہ: مراد فرائض سے اس جگہ مقرر حصے ہیں جو قرآن میں مفصل مذکور ہیں اور وہ نصف ہے اور ربع اور ثمن اور ثلثان اور نصف ان کا اور ان کے نصف کا نصف اور مراد اہل سے وہ لوگ ہیں جو مستحق ہیں ان حصوں کے ساتھ نص قرآن کے جیسا آدھا حصہ لڑکی کا اور چوتھائی خاوند کا اور آٹھواں حصہ عورت کا سو فرمایا کہ میت کے مال سے اول فرائض والوں کو دیا جائے پھر جو مال باقی رہے تو عصبہ مرد پائے گا جو رشتہ میں میت سے قریب تر ہو اور نہیں مراد ہے

اس جگہ احق اور کہا خطابی نے معنی یہ ہیں کہ قریب تر مرد عصبوں سے اور کہا ابن بطال نے کہ مرد اولیٰ رجل سے یہ ہے کہ بعد اہل فروض کے عصبوں میں جو مرد ہوں اور اگر ان میں کوئی رشتہ میت کی طرف قریب تر ہو تو وہ مستحق ہے اور جو بعید تر ہو وہ اس کی موجودگی میں مستحق نہیں اور گر رشتہ میں مساوی ہوں تو سب شریک ہیں باقی میں اور نہیں مقصود ہے حدیث میں ساتھ باپوں اور ماؤں کے مثلا اس واسطے کہ ان میں ایسا کوئی نہیں جو دوسرے سے قریب تر ہو جب کہ درجے میں برابر ہوں اور کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ اس کے پھوپھی ہے ساتھ چچا کے اور بھائی کی بیٹی ساتھ بھائی کے بیٹے کے اور چچیری بہن ساتھ چچیرے بھائی کے اور خارج ہے بھائی اور بہن دو ماں باپ سے یا ایک باپ سے اور وہ وارث ہیں ساتھ نص قرآن کے ﴿وَاِنْ كَانُوْا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً﴾ اور مستثنیٰ ہے اس سے جو محروم ہے مانند اس بھائی کے جو باپ کی طرف سے ہو ساتھ بیٹی میت کے اور بہن عینی کے اور اسی طرح خارج ہے اس سے بھائی اور بہن عینی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ اور البتہ نقل کیا ہے اجماع کو اس پر کہ مراد اس سے وہ بہنیں ہیں جو ماں کی طرف سے ہوں اور ذکر کرنا ذکر کا بعد رجل کے اس حدیث میں واسطے تاکید کے ہے اور بعض نے کہا اس خوف سے کہ تا کہ نہ گمان کیا جائے رجل سے شخص اور وہ عام تر ہے مرد اور عورت سے اور کہا ابن عربی نے کہ ذکر کے ذکر کرنے میں یہ وجہ ہے کہ احاطہ ساتھ میراث کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے واسطے مرد کے بجز عورت کے اور بعض نے کہا کہ احتراز ہے خنثی سے اور بعض نے کہا کہ واسطے نفی تو ہم اشتراک عورت کے ساتھ اس کے تا کہ نہ حمل کیا جائے تغلیب پر اور بعض نے اس کی اور کئی وجہ سے بھی توجیہ کی ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع ہے اس پر ہ جو مال کہ فروض کے بعد عصبہ کے واسطے رہتا ہے مقدم کیا جائے اس میں قریب تر پھر جو اس کے بعد قریب تر ہو پس نہیں وارث ہوتا عصبہ بعید ساتھ عصبے قریب کے اور عصبہ وہ مرد ہے جو قریب ہو بنفسہ ساتھ قرابت کے اس کے اور میت کے درمیان کوئی عورت نہ ہو سو جب اکیلا ہو تو سب مال کا وارث ہوتا ہے اور اگر ہو ساتھ اصحاب فروض کے جو نہ مستغرق ہوں سب ترکہ کو تو لیتا ہے جو باقی رہے اور اگر متفرقوں کے ساتھ ہو تو اس کے واسطے کچھ چیز نہیں کہا قرطبی نے اور بہر حال فقہاء نے جو بہن کا نام بیٹی کے ساتھ عصبہ رکھا ہے تو یہ بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ جب وہ اس مسئلے میں لیتی ہے جو باقی رہے بیٹی سے تو مشابہ ہوئی عصبے کے اور یا حدیث باب کی مخصوص ہے ساتھ اس حدیث کے **اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة** کہا طحاوی نے استدلال کیا ہے ایک قوم یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اس کے تابعداروں نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس پر کہ جو چھوڑے بیٹی اور بھائی اور بہن عینی تو آدھا بیٹی کو ملے گا اور باقی بھائی کو اور نہیں ہے کوئی چیز اس کی بہن کے واسطے بلکہ اگر بہن کے ساتھ کوئی اور عصبہ ہو تو بھی اس کے واسطے کچھ چیز نہیں اور استدلال کیا ہے ان پر ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو چھوڑے بیٹی اور پوتا اور پوتی برابر درجے کے تو بیٹی کے واسطے نصف ہے اور جو باقی رہے وہ پوتی اور پوتے کے

درمیان تقسیم کیا جائے اور نہیں خاص کیا انہوں نے بیٹے کو ساتھ باقی کے واسطے ہونے اس کے مرد بلکہ انہوں نے اس کے ساتھ اس کی بہن کو بھی وارث کیا ہے اور وہ عورت ہے تو معلوم ہوا اس سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اپنے عموم پر نہیں بلکہ وہ ایک خاص چیز میں ہے اور وہ اس صورت میں ہے جب کہ چھوڑے بیٹی اور چچا اور پھوپھی اس واسطے کہ اس صورت میں بیٹی کے واسطے نصف ہے اور جو باقی رہے گا وہ چچا کے واسطے ہے بجز پھوپھی کے بالا جماع سو قیاس چاہتا ہے کہ بھائی اور بہن کو بیٹے اور بیٹی کے ساتھ ملحق کیا جائے نہ ساتھ چچا اور پھوپھی کے اس واسطے کہ اگر میت نہ چھوڑے مگر بھائی اور بہن عینی تو مال دونوں کے درمیان ہے پس یہی حکم ہے پوتے اور پوتی کا برخلاف چچا اور پھوپھی کے اس واسطے کہ سب مال چچا کے واسطے ہے نہ پھوپھی کے بالاتفاق اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ پوتا سمیٹتا ہے سب مال کو جب کہ اس کے نیچے درجے میں کوئی بیٹا نہ ہو اور اس پر کہ دادا وارث ہوتا ہے تمام مال کا جب کہ اس کے علاوہ باپ نہ ہو اور اس پر کہ بھائی ماں کی طرف سے جب کہ ہو چچا کا بیٹا وارث ہوتا ہے ساتھ فرض کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْبَنَاتِ
بیٹیوں کے میراث کا بیان یعنی بیٹی کو میت کے ترکہ سے کتنا حصہ پہنچتا ہے؟

فائدہ: اصل اس میں یہ آیت ہے ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ یعنی وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد میں کہ مرد کو دوہرا حصہ ہے بہ نسبت عورت کے اور شان نزول اس کا یہ ہے کہ لوگ جاہلیت کے زمانے میں بیٹیوں کو وارث نہیں کرتے تھے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ سبب مذکور کے جس نے جواب دیا ہے سوال مشہور سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ﴾ جس جگہ کہا گیا کہ ذکر کیا اللہ نے آیت میں حکم دو بیٹیوں کا بیچ حال جمع ہونے دونوں کے ساتھ بیٹے کے سوائے تنہا ہونے کے یعنی جس حالت میں بیٹا ان کے ساتھ نہ ہو اس کا حکم بیان نہیں کیا اور ذکر کیا حکم ایک بیٹی کا دونوں حال میں اور اسی طرح حکم ان کا جو زیادہ ہو دو بیٹیوں سے اور البتہ متفرد ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما ساتھ اس کے کہ حکم دو بیٹیوں کا ایک بیٹی کا حکم ہے اور انکار کیا ہے اس سے جمہور نے اور اختلاف ہے ان کے ماخذ میں سو بعض نے کہا کہ دو بیٹیوں کا حکم تین بیٹیوں کا حکم ہے اور زیادہ کا اور دلیل اس کی بیان سنت کا ہے اس واسطے کہ آیت میں جب کہ احتمال تھا تو بیان کیا سنت نے کہ حکم دو کا حکم زیادہ کا ہے یعنی جو حکم دو سے زیادہ بیٹیوں کا ہے وہی دو کا ہے اور یہ واضح ہے بیچ سبب نزول کے اس واسطے کہ جب چچا نے دونوں بیٹیوں کو وراثت سے منع کیا تو ان کی ماں نے شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ حکم کرے گا اللہ بیچ اس کے پھر آیت میراث کی اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو کہلا بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال دے سو نہ وارد ہوگا اس پر کہ لازم آتا ہے اس سے منسوخ ہونا قرآن کا سنت سے اس واسطے کہ وہ بیان ہے

نسخ نہیں اور بعض نے کہا کہ واسطے قیاس کرنے کے دو بہنوں پر یعنی جب دو بہنوں کا حصہ دوتہائی ہے تو دو بیٹیوں کا حصہ بھی دوتہائی ہوگا اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ بہ نسبت بہنوں کے میت کی طرف قریب تر ہیں سو نہ کم کیا جائے گا درجہ ان کا دو بہنوں سے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ لیا جاتا ہے یہ اس آیت سے ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ اس واسطے کہ یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ جب مرد اور عورت ہو تو مرد کے واسطے دوتہائی ہے اور عورت کے واسطے ایک تہائی ہے سو جب وہ مستحق ہے تہائی کے ساتھ مرد کے تو اپنے جیسی عورت کے ساتھ بطریق اولیٰ مستحق تہائی کے ہوگی اور اس کے سوائے اور بھی کئی وجہ سے علماء نے توجیہ کی ہے۔ (فتح)

٦٢٣٦۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ مَرِضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا فَأَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَتِيْ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قَالَ قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَبِيْرٌ إِنَّكَ إِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلٰى فِيْ امْرَأَتِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آأُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِيْ فَقَالَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيْدُ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ رِفْعَةً وَّدَرَجَةً وَلَعَلَّ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ لٰكِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ قَالَ

٦٢٣٦۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں بیمار ہوا جس سے میں قریب الموت ہوا تو حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کو آئے تو میں نے کہا یا حضرت! میں بہت مالدار ہوں اور میری ایک بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں حکم ہو تو دو تہائی مال خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پھر اس نے کہا آدھا خیرات کروں؟ فرمایا کہ نہ پھر میں نے کہا کہ تہائی مال خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! تہائی خیرات کے واسطے بہت ہے اگر تو اپنی اولاد کو مالدار چھوڑے بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور بیشک تو اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ نہ کرے گا مگر کہ اس کا ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا ثواب بھی ملے گا پھر میں نے کہا یا حضرت! کیا میں پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا اپنی ہجرت سے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو بیماری کے سبب میرے پیچھے نہ چھوڑا جائے گا سو کوئی کام اللہ کی رضا مندی کا کرتا رہے گا مگر کہ اس کے سبب سے تیرا رتبہ اور درجہ بلند ہوگا اور شاید تو میرے پیچھے چھوڑا جائے گا یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہوگی اور

سُفْيَانُ وَسَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ.

کافروں کو ضرر لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ہے حضرت ﷺ اس کے واسطے افسوس کرتے تھے کہ باوجود ہجرت کے پھر مکے میں آ کر مر گیا کہا سفیان نے اور سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ایک مرد ہے قوم بنی عامر سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزری اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ میری ایک بیٹی کے سوائے میرا کوئی وارث نہیں اور مراد سعد رضی اللہ عنہ کی نفی سے نفی اولاد کی ہے ورنہ اس کے عصبے بھی تھے جو اس کے وارث ہوتے تھے۔

٦٢٣٧ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ أَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا وَأَمِيْرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَّجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ فَأَعْطَى الْاِبْنَةَ النِّصْفَ وَالْأُخْتَ النِّصْفَ.

۶۲۳۷۔ حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس یمن میں آئے معلم بن کے یا سردار ہو کے سو ہم نے ان سے پوچھا حکم اس مرد کا جو مر گیا اور اپنی ایک بیٹی اور بہن چھوڑی تو معاذ رضی اللہ عنہ نے آدھا مال بیٹی کو دلوایا اور آدھا بہن کو۔

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنِ الْاِبْنِ إِذَا لَمْ يَكُنِ ابْنٌ وَقَالَ زَيْدٌ وَلَدُ الْأَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُمْ وَلَدٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ يَرِثُوْنَ كَمَا يَرِثُوْنَ وَيَحْجُبُوْنَ كَمَا يَحْجُبُوْنَ وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الْاِبْنِ مَعَ الْاِبْنِ.

پوتے کی میراث کا بیان جب کہ میت کا بیٹا نہ ہو یعنی اس کو کتنا حصہ ملتا ہے یعنی برابر ہے کہ اس کا باپ ہو یا چچا اور کہا زید رضی اللہ عنہ نے کہ پوتا بجائے بیٹے کے ہے یعنی صلبی بیٹے کے جب کہ ان کے اور میت کے درمیان بیٹا نہ ہو جو پوتے ہوں وہ بیٹوں کی طرح ہیں اور جو پوتیاں ہوں وہ بیٹیوں کی طرح ہیں وارث ہوتے ہیں پوتے جیسے وارث ہوتے ہیں بیٹے اور مانع ہوتے ہیں پوتے میراث سے جیسے مانع ہوتے ہیں بیٹے اور نہیں وارث ہوتا پوتا ساتھ بیٹے میت کے۔

فائدہ: اور مانع ہوتے ہیں میراث سے یعنی وارث ہوتے ہیں تمام مال کے جب کہ متفرد ہوں اور مانع ہوتے میراث سے ان لوگوں کو جو ان سے طبقے میں کم ہوں اُن لوگوں میں سے کہ ان کے اور میت کے درمیان مثلا دو یا زیادہ ہوں۔ (فتح)

٦٢٣٨ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا

۶۲۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوٗسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْحِقُوا الْفَرَآئِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے اور جو باقی رہے سو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اکثر فقہاء نے اس شخص کے حق میں جو چھوڑے خاوند اور باپ اور بیٹی اور پوتا اور پوتی کہ اول فروض والوں کو دیا جائے سو خاوند کے واسطے چوتھائی ہے اور باپ کے واسطے چھٹا حصہ ہے اور بیٹی کے واسطے نصف ہے اور جو باقی رہے سو پوتوں میں تقسیم کیا جائے اس طور سے کہ مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ اور اگر پوتی پوتے سے نیچے درجے کی ہو تو باقی پوتے کو ملے گا نہ پوتی کو اور بعض نے کہا کہ باقی مطلق پوتے کو ملے گا واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ جو باقی رہے سو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے اور تمسک کیا ہے جمہور نے اور زید رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس آیت کے ﴿فِيْ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ اور اجماع ہے اس پر کہ پوتے بجائے بیٹوں کے ہیں وقت نہ ہونے بیٹوں کے جب کہ ہوں برابر تعدد میں بنا بر اس کے پس یہ صورت مخصوص ہے عموم قول حضرت ﷺ کے سے فلاولی رجل ذکر۔

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنَةِ الْاِبْنِ مَعَ بِنْتٍ

باب ہے بیچ بیان میراث پوتی کے ساتھ بیٹی کے

٦٢٣٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ قَيْسٍ سَمِعْتُ هُزَيْلَ بْنَ شُرَحْبِيْلَ قَالَ سُئِلَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنْ بِنْتٍ وَّابْنَةِ ابْنٍ وَّأُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وَأْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ أَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِاِبْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ فَأَتَيْنَا أَبَا مُوْسٰى فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْأَلُوْنِيْ مَا

٦٢٣٩۔ حضرت ہزیل سے روایت ہے کہ پوچھے گئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حکم اس شخص کے سے کہ مر جائے اور ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیٹی کے واسطے آدھا ہے اور بہن کے واسطے بھی آدھا ہے اور تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا سو وہ میری پیروی کرے گا پھر پوچھے گئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور خبر دیئے گئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قول سے تو کہا کہ البتہ میں گمراہ ہوا اس وقت اور نہیں میں راہ پانے والوں سے میں حکم کرتا ہوں اس مسئلے میں جو حضرت ﷺ نے حکم کیا بیٹی کے واسطے آدھا مال ہے اور پوتی کے واسطے چھٹا حصہ واسطے پورا کرنے دو تہائیوں کے اور جو باقی رہے سو بہن کے واسطے ہے پھر ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو ہم نے ان کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی خبر دی تو

دَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيكُمْ. ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ پوچھا کرو مجھ سے جب تک یہ عالم تم میں ہے۔

فائدہ: یہ جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ میری پیروی کرے گا تو یہ بطورِ گمان کے کہا اس واسطے کہ اس نے اس مسئلے میں اجتہاد کیا اور سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کی موافقت کی تو اس نے گمان کیا کہ شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ان کی موافقت کرے گا اور یہ جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا تو احتمال ہے کہ اس کے اس قول کا سبب طلب ثبوت ہو اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں گمراہ ہوا اس وقت تو یہ کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کے جواب میں کہ وہ میری پیروی کرے گا اور اشارہ کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ اگر اس نے اس کی متابعت کی تو صریح سنت کے برخلاف کرے گا اور اگر جان بوجھ کر خلاف سنت کرے گا تو گمراہ ہو گا کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ عالم اجتہاد کرے جب کہ گمان کرے کہ مسئلے میں نص نہیں اور نہ متولی ہو جواب کا یہاں تک کہ اس سے بحث کرے اور یہ کہ تنازع کے وقت حجت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے پس واجب ہے رجوع کرنا اس کی طرف اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر انصاف سے اور اعتراف سے ساتھ حق کے اور رجوع کرنے کی طرف اس کی اور گواہی بعض کے واسطے بعض کے ساتھ علم اور فضل کے اور کثرت اطلاع ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اوپر سنت کے اور ثبوت طلب کرنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ میں کہ دلالت کی سائل کو اس شخص پر کہ گمان کیا کہ وہ اس سے اعلم ہے اور نہیں خلاف ہے درمیان فقہاء کے اس چیز میں کہ روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب میں اشعار ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں خلاف کیا اس میں مگر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ نے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور شاید سلمان رضی اللہ عنہ نے بھی رجوع کیا ہو گا کہا ابن عربی نے کہ لیا جاتا ہے قول ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سے کہ جائز ہے عمل کرنا ساتھ قیاس کے قبل معرفت خبر کے اور رجوع کرنا طرف خبر کی بعد معرفت اس کی کے اور توڑنا حکم کا جب کہ مخالف ہو نص کے میں کہتا ہوں اور لیا جاتا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے فعل سے کہ وہ جائز دیکھتے تھے عمل کرنے کو ساتھ قیاس کے پہلے بحث کرنے کے نص سے اور وہ لائق ہے ساتھ اس کے جو عمل کرتا ہے ساتھ عام کے پہلے بحث کرنے کے مخصص سے۔ (فتح)

بَابُ مِيرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الْأَبِ وَالْإِخْوَةِ. میراث دادا کی ساتھ باپ کے اور بھائیوں کے۔

فائدہ: مراد ساتھ جد کے اس جگہ وہ ہے جو باپ کی طرف سے ہو اور مراد اخوۃ سے بھائی ہیں عینی اور علاتی اور البتہ منعقد ہوا ہے اجماع اس پر کہ دادا نہیں وارث ہوتا ساتھ باپ کے۔

وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ الْجَدُّ أَبٌ. اور کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ دادا باپ ہے۔

فائدہ: یعنی وہ باپ ہے حقیقۃً لیکن اس کے مراتب میں تفاوت ہے باعتبار قرب اور بعد کے اور بعض نے کہا کہ وہ بجائے باپ کے ہے حرمت میں اور وجوہ نیکی میں لیکن معروف مذکورین سے اول ہے اور شعبی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ تھے ٹھہراتے دادا کو باپ وارث ہوتا ہے وہ جس کا باپ وارث ہوتا ہے اور حاجب ہوتا ہے جس کا وہ حاجب ہوتا ہے اور جب حمل کیا جائے اس کو جو نقل کیا ہے شعبی نے عموم پر تو لازم آتا ہے خلاف اس صورت کا جس پر اجماع ہے اور وہ ماں ہے باپ کی جب کہ اوپر کے درجے کی ہو ساقط ہو جاتی ہے ساتھ باپ کے اور نہیں ساقط ہوتی ہے ساتھ جد کے اور اختلاف ہے دو صورتوں میں ایک یہ کہ بھائی عینی اور علاتی ساقط ہوتے ہیں ساتھ باپ کے اور نہیں ساقط ہوتے دادا سے نزدیک ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور جو اس کے تابع ہیں اور ماں ساتھ باپ کے اور ایک زوجین کے لیتی ہے تہائی باقی کی اور دادا کے ساتھ تمام مال کی تہائی لیتی ہے مگر ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ باپ کے مانند ہے۔ (فتح)

وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَا بَنِي آدَمَ﴾ ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ﴾.

اور پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اے اولاد آدم کی! اور میں تابع ہوا اپنے باپوں کے دین کے ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے۔

فائدہ: بہرحال حجت پکڑنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے یا بنی آدم سو روایت کیا ہے اس کو محمد بن نصر نے کہ ایک مرد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا کہتا ہے تو جد میں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیرا سب سے بڑا باپ کون ہے؟ تو وہ چپ رہا گویا کہ وہ جواب میں عاجز ہوا تو میں نے کہا کہ آدم تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تو نہیں سنتا اللہ کے اس قول کو یا بنی آدم۔

وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَحَدًا خَالَفَ أَبَا بَكْرٍ فِي زَمَانِهِ وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُوْنَ

اور نہیں ذکر کیا گیا کہ کسی نے مخالفت کی ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ان کے زمانے میں اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بہت تھے۔

فائدہ: اور شاید مراد اس کی ساتھ اس کے تقویت قول مذکور کی ہے اس واسطے کہ اجماع سکوتی حجت ہے اور وہ حاصل ہے اور قول مذکور یہ ہے کہ دادا وارث ہوتا ہے جس کا باپ وارث ہوتا ہے وقت نہ ہونے باپ کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرِثُنِي ابْنُ ابْنِي دُوْنَ إِخْوَتِي وَلَا أَرِثُ أَنَا ابْنَ ابْنِي.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وارث ہوتا ہے میرا پوتا میرے سوائے میرے بھائیوں کے اور میں اپنے پوتے کا وارث نہیں ہوتا۔

فائدہ: وجہ قیاس ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ ہے کہ پوتا جب کہ مانند بیٹے کے وقت نہ ہونے بیٹے کے ہوگا دادا وقت نہ

ہونے باپ کے مانند باپ کی۔

وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدٍ أَقَاوِيْلُ مُخْتَلِفَةٌ.

اور ذکر کی جاتی ہے علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے مختلف باتیں۔

فائدہ: اور البتہ لیا ہے اس کے قول کو جمہور علماء نے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث افرضکم زید کے یعنی زید کو تم سب سے زیادہ تر علم میراث کا آتا ہے اور روایت کی دارمی نے شعبی سے کہ اول اول جو دادا اسلام میں وارث ہوا عمر رضی اللہ عنہ ہے تو اس نے اس کا مال لیا تو علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تیرے واسطے نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک دو بھائیوں کی طرح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مقاسمہ کرتے تھے جد سے ساتھ ایک بھائی اور دو بھائیوں کے اور جب زیادہ ہوتے تو دادا کو تہائی دیتے تھے اور اس کو اولاد کے ساتھ چھٹا حصہ دیتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ پوچھتے تھے حکم چھ بھائیوں کا اور دادا کا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ ان سب کو بجائے ایک کے ٹھہرا اور میرا خط مٹا ڈال اور ایک روایت میں ہے کہ دادا کو ساتواں حصہ دے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ دادا کو چھٹا حصہ دے اور روایت کی دارمی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک عورت کے حق میں کہ مر گئی اور چھوڑا خاوند اپنا اور ماں اور بھائی علاتی اور اپنا دادا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خاوند کو تین حصہ نصف کے دلوائے اور ماں کو تہائی باقی مال کی اور وہ چھٹا حصہ ہے رأس المال سے اور ایک حصہ بھائی کو اور ایک حصہ دادا کو اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ شریک کرتے تھے جد کو ساتھ بھائیوں کے تہائی تک پھر جب تہائی کو پہنچتا تو تہائی اس کو دیتے اور باقی بھائیوں کو اور کہا طحاوی نے کہ مذہب ایک اور شافعی اور ابو یوسف کا قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے دادا کے حق میں اگر اس کے ساتھ عینی بھائی ہوں تو مقاسمہ کرتے ساتھ ان کے جب تک کہ مقاسمہ اس کے واسطے تہائی سے بہتر ہوتا اور اگر تہائی اس کے واسطے بہتر ہوتی تو وہ اس کو دیتے اور نہیں وارث ہوتے علاتی بھائی ساتھ دادا کے کسی چیز کو اور نہ اولاد بھائیوں کے اگرچہ عینی ہوں اور جب ہو ساتھ جد اور بھائیوں کے ایک اصحاب فروض سے تو اول اس کو دیتے پھر دادا کو دیتے بہتر تین کا مقاسمہ سے اور تہائی باقی سے اور سدس سے۔ (فتح)

٦٢٤٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَآئِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

٦٢٤٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے اور جو باقی رہے وہ قریب تر رشتہ دار کا حق ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وجہ تعلق اس کی ساتھ مسئلے کے یہ ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو باقی رہے بعض فرض کے وہ صرف کیا جائے طرف اس شخص کی جومیت کی طرف قریب تر ہو اور گویا کہ جد اقرب ہے سو مقدم ہوگا۔

٦٢٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَّا الَّذِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهُ وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ أَوْ قَالَ خَيْرٌ فَإِنَّهُ أَنْزَلَهُ أَبًا أَوْ قَالَ قَضَاهُ أَبًا.

۶۲۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہر حال وہ شخص یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اس امت سے جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو جانی دوست بناتا لیکن اسلام کی دوستی افضل ہے یا فرمایا بہتر ہے سو اس نے اتارا ہے جد کو بجائے باپ کے یا کہا حکم کیا ہے اس کو باپ۔

بَابُ مِيْرَاثِ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ

باب ہے میراث خاوند کی ساتھ اولاد وغیرہ وارثوں کے

فائدہ: پس نہیں ساقط ہوگا خاوند کے مال میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اتارتا ہے اس کو نصف سے طرف چوتھائی کے۔ (فتح)

٦٢٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

۶۲۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اول اسلام میں مال میت کا اولاد کے واسطے تھا یعنی اولاد وارث ہوتی تھی اور وصیت ماں باپ کے واسطے تھی سو منسوخ کیا اللہ نے جو اس سے چاہا سو ٹھہرایا مرد کے واسطے دوہرا حصہ بہ نسبت عورت کے اور ماں باپ سے ہر ایک کے واسطے چھٹا حصہ ٹھہرایا اور خاوند کے واسطے نصف حصہ اور چوتھائی حصہ ٹھہرایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزری کہا ابن منیر نے کہ شہادت لینا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے باوجود واضح ہونے دلیل کے آیت سے اشارہ ہے اس سے طرف تقریر سبب نزول آیت کے کہ اور یہ کہ وہ اپنے ظاہر پر نہ مؤول ہے نہ منسوخ اور فائدہ دیا ہے سہیلی نے کہ آیت ناسخ میں یعنی ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ﴾ میں اشارہ ہے اس کے ہمیشہ رہنے کی طرف اسی واسطے تعبیر کیا ہے اس کو ساتھ فعل مضارع کے جو دلالت کرتا ہے دوام پر بخلاف

اور آیتوں کے اس واسطے کہ منسوخ آیت میں کتب ہے اور بعض اہل علم سے ہے کہ باپ نے محجوب کیا بھائیوں کو اور ان کا حصہ لیا اس واسطے کہ وہ متولی ہے ان کے نکاح کا اور خرچ کرنے کا اوپر ان کے سوائے ماں کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ

میراث عورت کی ساتھ اولاد وغیرہ وارثوں کے

فائدہ: پس نہیں ساقط ہوتی ہے وراثت کسی کی دونوں میں سے کسی حال میں بلکہ اتارتی ہے اولاد خاوند کو نصف سے چوتھائی تک اور اتارتی ہے عورت کو چوتھائی سے آٹھویں حصے تک۔ (فتح)

٦٢٤٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنِيْنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِيْ لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ قَضٰى لَهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا.

۶۲۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کچے بچے کے ایک عورت قوم بنی لحیان کی جو اس کے پیٹ سے مردہ گر پڑا تھا ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی پھر جس عورت پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بردے کا حکم کیا تھا تو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور دیت اس کے عصبوں پر۔

فائدہ: یعنی ایک عورت نے دوسری کو مارا اور اس کے پیٹ کے بچے کو گرایا پھر مارنے والی عورت مرگئی سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایک بردے کے اور یہ کہ دیت مارنے والی کے عصبوں پر ہے اور یہ کہ مارنے والی عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور اس کی شرح دیت کے باب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور وجہ دلالت کی اس سے ترجمہ پر ظاہر ہے اس واسطے کہ مارنے والی عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہوئی نہ اس کے عصبوں کے واسطے جنہوں نے اس کی دیت دی پس وارث ہوا اس کا خاوند ساتھ اولاد اپنی کے اور اسی طرح اگر خاوند مردہ ہوتا تو وارث ہوتی اس کی عورت ساتھ اولاد کے اور اسی طرح اگر وہاں عصبہ ہوتا بغیر ولد کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً

میراث بہنوں کے ساتھ بیٹیوں کے عصبہ ہونے سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ بہنیں عصبہ ہوتی ہیں ساتھ بیٹیوں کے سو وارث ہوتی ہیں اس چیز کی جو بیٹیوں سے بچے سو جو نہ پیچھے چھوڑے مگر بیٹی اور بہن تو بیٹے کے واسطے آدھا ہے اور باقی آدھا مال بہن کے واسطے ساتھ عصبہ ہونے کے بنا بر اس کے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور اگر دو بیٹیاں اور ایک بہن چھوڑے تو دونوں کے واسطے دو تہائی مال کی ہے اور باقی بہن کے واسطے ہے اور اگر چھوٹے ایک بیٹی اور ایک بہن اور ایک پوتی تو آدھا

ترکہ بیٹی کے واسطے ہے اور پوتی کے واسطے تکملہ دوتہائی کا اور باقی بہن کے واسطے ہے بنا براس کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ بیٹیاں دوتہائی سے زیادہ کی مالک نہیں ہوتیں اور نہیں مخالف ہوا کسی چیز میں اس سے کوئی مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما اس واسطے کہ وہ کہتا تھا کہ آدھا مال بیٹی کے واسطے ہے اور باقی عصبہ کے واسطے اور بہن کے واسطے کچھ چیز نہیں اور اسی طرح اگر دو بیٹیاں ہوں یا ایک بیٹی اور ایک پوتی ہو تو ان کے واسطے دوتہائی ہے اور باقی عصبہ کے واسطے ہے اور اگر عصبہ نہ ہو تو باقی کو پھر بیٹیوں پر رد کیا جائے اور نہیں موافقت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس پر کسی نے مگر اہل ظاہر نے۔ (فتح)

٦٢٤٤۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَضٰى فِيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّصْفُ لِلْابْنَةِ وَالنِّصْفُ لِلْأُخْتِ ثُمَّ قَالَ سُلَيْمَانُ قَضٰى فِيْنَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۲۴۴۔ حضرت اسود رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حکم کیا ہم میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہ آدھا بیٹی کے واسطے اور آدھا بہن کے واسطے پھر سلیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ہم میں اور نہیں ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

فائدہ: اور قائل اس کا شعبہ ہے اور اصل اس کا یہ ہے کہ روایت کیا ہے اعمش نے اول اس حدیث کو ساتھ اثبات قول اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سو ہوگا یہ قول اس کا مرفوع اور یہی ہے راجح اس مسئلے میں اور ایک بار بغیر اس کے تو ہوگا موقوف۔

٦٢٤٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَأَقْضِيَنَّ فِيْهَا بِقَضَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْابْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ.

۶۲۴۵۔ حضرت ہزیل سے روایت ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں حکم کروں گا اس مسئلے میں ساتھ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی کے واسطے آدھا مال ہے اور پوتی کے واسطے چھٹا حصہ ہے اور جو باقی رہے وہ بہن کے واسطے ہے۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ قضا کے بہ نسبت اس کے فتویٰ ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت نہ قاضی تھے نہ امیر تھے۔ (فتح)

بَابُ مِيرَاثِ الْأَخَوَاتِ وَالْإِخْوَةِ

میراث بھائیوں اور بہنوں کی

٦٢٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضٌ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ نَضَحَ عَلَيَّ مِنْ وَضُوءِهٖ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا لِيْ أَخَوَاتٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ.

۶۲۴۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے اور میں بیمار تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا تو میں ہوش میں آیا تو میں نے کہا یا حضرت! بیشک میری بہنیں ہیں سو فرائض کی آیت اتری۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ بیشک میری بہنیں ہیں اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کی اولاد نہ تھی اور استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے بھائیوں کو بطریق اولیٰ اور مقدم کیا ہے بہنوں کو ذکر میں واسطے تصریح کے ساتھ اس کے حدیث میں کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ عینی بھائی یا باپ کی طرف سے نہیں وارث ہوتے ساتھ بیٹے کے اگرچہ نیچے کے درجے کے ہوں اور نہ ساتھ باپ کے اور اختلاف ہے ان میں ساتھ جد کے اور جو اس کے سوائے ہیں سو ایک بہن کے واسطے آدھا ہے اور اگر دو یا زیادہ ہوں تو ان کے واسطے دو تہائی ہے اور بھائی کے واسطے تمام مال ہے اور جو زیادہ ہو تو برابر قسمت ہے اللہ نے فرمایا اور اگر بھائی مرد عورتیں ہوں تو مرد کو دوہرا حصہ ہے اور عورت کو ایک حصہ اور نہیں واقع ہوا ہے ان سب میں اختلاف مگر خاوند میں اور ماں میں اور دو بہنوں اخیافی میں اور عینی بھائی میں سو کہا جمہور نے کہ شریک کیا جائے بھائیوں کو اور علی رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ نہ شریک کرتے تھے بھائیوں کو اگرچہ عینی ہوں ساتھ اخیافی بھائیوں کے اس واسطے کہ وہ عصبہ ہیں اور البتہ مستغرق کیا ہے فرائض نے مال کو اور یہی قول ہے ایک جماعت کوفیوں کا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوْا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ

فتویٰ طلب کرتے ہیں تجھ سے تو کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو کلالہ کے حق میں اخیر آیت تک۔

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾.

٦٢٤٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَاءِ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

۶۲۴۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اخیر آیت جو اتری خاتمہ سورہ نساء کا ہے فتویٰ مانگتے ہیں تجھ سے تو کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو کلالہ کے حق میں۔

فائدہ: اور مراد ساتھ حدیث کے وہ چیز ہے کہ وارد ہوئی ہے اس میں تنصیص سے اوپر میراث بھائیوں کے اور روایت کیا ابوداؤد نے مراسیل میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہ ایک مرد آیا سو اس نے کہا یا حضرت! کیا ہے کلالہ؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ چھوڑے باپ اور نہ اولاد اس کے وارث کلالہ ہیں اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے کلالہ کی تفسیر میں جمہور کا یہ قول ہے کہ کلالہ وہ ہے جس کی نہ اولاد ہو نہ والد اور اختلاف ہے بیٹی اور بہن میں کیا وارث ہوتی ہے بہن ساتھ بیٹی کے یا نہیں اور اسی طرح جد میں کہ کیا وہ بجائے باپ کے ہے یا کہ نہ وارث ہوں ساتھ اس کے بھائی اور عجیب ہے یہ بات کہ جو کلالہ سورۂ نساء کی پہلی آیت میں ہے اس میں بھائی بیٹی کے ساتھ وارث نہیں ہوتے باوجود اس کے کہ نہیں واقع ہوئی ہے اس میں تقیید ساتھ قول اللہ کے ﴿لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ﴾ قید کی گئی ہے ساتھ اس کے دوسری آیت میں باوجود اس کے کہ وارث ہوئی ہے اس میں بہن ساتھ بیٹی کے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تعبیر کی گئی ہے پہلی آیت میں ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ﴾ اس واسطے کہ مقتضاء اس کا احاطہ کرنا ہے ساتھ تمام مال کے سو بے پرواہی کی لفظ یورث نے قید سے اور مثل اس کی ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ﴾ یعنی جو احاطہ کرنے والا ہو اس کے تمام مال کو اور بہرحال دوسری آیت سو مراد ساتھ ولد کے اس میں مرد ہے اور نہیں تعبیر کی اس میں ساتھ لفظ یورث کے اور اسی واسطے وارث ہوئی بہن ساتھ بیٹی کے اور کہا ابن منیر نے کہ استدلال ساتھ آیت کلالہ کے اس پر کہ بہنیں عصبہ میں نہایت باریک بنی ہے اور وہ یہ ہے کہ عرف فرائض کی آیتوں میں جاری ہے اس پر کہ شرط مذکور اس میں وہ مقدار فرض کے واسطے ہے نہ اصل میراث کے واسطے تو سمجھا جاتا ہے کہ جب شرط نہ پائی جائے تو متغیر ہو قدر میراث کا اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ کا اور ہر ایک کو ماں باپ سے چھٹا حصہ مردے کے ترکہ سے اگر اس کی اولاد ہو اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کے واسطے تہائی ہے سو متغیر ہوئی مقدار اور نہیں متغیر ہوئی اصل میراث اور اسی طرح خاوند اور بیوی میں سو اس کا قیاس یہ ہے کہ جاری ہو بہن میں سو اس کے واسطے آدھا حصہ ہے اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اگر اس کی اولاد ہو تو متغیر ہو جاتا ہے قدر اور نہیں متغیر ہوتی ہے اصل میراث اور نہیں ہے اس جگہ کہ متغیر ہو اس کی طرف مگر تعصیب اور نہیں

لازم آتا ہے اس سے کہ وارث ہو بہن ساتھ بیٹے کے اس واسطے کہ وہ خارج ہے بالا جماع اور جو اس کے سوائے ہے وہ اصل پر باقی رہے گا۔ (فتح)

بَابُ ابْنَيْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ لِلْأُمِّ وَالْآخَرُ زَوْجٌ

چچا کے دو بیٹے ایک ماں کی طرف سے بھائی اور دوسرا خاوند

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ عورت اس مرد سے بچہ جنے پھر اس نے دوسری عورت سے نکاح کیا تو وہ بھی اس سے ایک بچہ جنے پھر اس نے دوسری عورت کو طلاق دی پھر اس مرد کے بھائی نے اس عورت سے نکاح کیا تو اس عورت نے اس سے ایک بیٹی جنی تو وہ دوسرے بیٹے کی بہن ہے ماں کی طرف اور اس کی چچیری بہن بھی پھر نکاح کیا اس بیٹی سے اس کے پہلے بیٹے نے اور وہ اس کے چچا کا بیٹا ہے پھر مر گئی اپنے دونوں چچا کے بیٹے چھوڑ کر۔ (فتح)

وَقَالَ عَلِيٌّ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْأَخِ مِنَ الْأُمِّ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے خاوند کے واسطے آدھا مال ہے اس کی وراثت سے اور بھائی کے واسطے جو ماں کی طرف سے ہے چھٹا حصہ ہے اور باقی دونوں کے درمیان آدھا آدھا۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ خاوند کو آدھا حصہ دیا جائے اس واسطے کہ وہ خاوند ہے اور دوسرے کو چھٹا حصہ دیا جائے اس واسطے کہ وہ بھائی ہے ماں کی طرف سے اور باقی رہی تہائی سو وہ دونوں کے درمیان بطور عصوبت کے تقسیم ہو گی پس صحیح ہوں گے ان کے واسطے دو ثلث ساتھ فرض اور تعصیب کے اور دوسرے کے واسطے تہائی ساتھ فرض اور تعصیب کے کہا ابن بطال نے اور موافقت کی ہے علی رضی اللہ عنہ کی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور جمہور نے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ تمام مال یعنی جو باقی رہے بعد حصے خاوند کے اس کے واسطے ہے جو جامع ہو دو قرابتیوں کے سو اس کے واسطے چھٹا حصہ ہے ساتھ فرض کے اور تہائی باقی بسبب عصبہ ہونے کے اور یہ قول حسن اور اہل ظاہر کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اجماع کے دو بھائیوں میں کہ ایک عینی ہو اور دوسرا باپ کی طرف سے کہ عینی بھائی تمام مال لیتا ہے اس واسطے کہ قریب تر ہے ماں سے اور حجت جمہور کی وہ چیز ہے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب میں وارد کی ساتھ اس لفظ کے کہ جو مر جائے اور مال چھوڑ ے تو اس کا مال موالی عصبہ کے واسطے ہے اور مراد ساتھ موالی عصبہ کے چچا کے بیٹے ہیں سو ان کے درمیان برابری کی اور کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دی اور اسی طرح کہا ہے اہل تفسیر نے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآئِي﴾ یعنی چچا کے بیٹے پھر اگر حجت پکڑیں ساتھ دوسری حدیث کے جو نیز باب میں مذکور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو

فرائض والے چھوڑیں تو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے اور جواب یہ ہے کہ وہ دونوں عصبہ ہونے کی جہت سے برابر ہیں اور تقدیر یہ ہے کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے یعنی اصحاب فروض کو ان کا حق دو پھر اگر کوئی چیز باقی رہے تو وہ قریب رشتہ دار کے واسطے ہے سو جب خاوند نے اپنا حصہ لیا اور جو ماں کی طرف سے بھائی تھا اس نے بھی اپنا حصہ لیا تو ہو گیا باقی موروث ساتھ عصبہ ہونے کے اور وہ دونوں اس میں برابر ہیں اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے تین بھائیوں میں جو ماں کی طرف سے ہوں اور ایک ان میں چچا کا بیٹا ہو کہ تینوں کے واسطے ایک تہائی ہے اور باقی چچا کے بیٹے کے واسطے ساتھ تعصیب کے اور کہا مازری نے کہ مراتب عصوبت کے بیٹا ہونا ہے پھر باپ ہونا پھر دادا ہونا سو بیٹا اولیٰ ہے باپ سے اور اس کا فرض اس کے ساتھ چھٹا حصہ ہے اور وہ قریب تر ہے بھائیوں سے اور ان کے بیٹوں سے اس واسطے کہ وہ منسوب ہوتے ہیں ساتھ شریک ہونے کے باپ ہونے اور دادا ہونے میں اور باپ قریب تر ہے بھائیوں سے اور جد سے اس واسطے کہ وہ اس کے سبب سے منسوب ہوتے ہیں اور ساقط ہوتے ہیں اس کے موجود ہونے سے اور جد اولیٰ ہے بھائیوں کی اولاد سے اس واسطے کہ وہ مانند باپ کے ہے ساتھ ان کے اور چچا سے بھی اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ اسی کے سبب سے منسوب ہوتے ہیں اور بھائی اور بھتیجے اولیٰ ہیں چچا سے اور ان کے بیٹوں سے اس واسطے کہ بھائیوں کا عصبہ ہونا باپ کے سبب سے ہے اور چچا کا دادا کے سبب سے اور یہ ترتیب ہے ان کی اور وہ مختلف ہیں قریب تر ہونے میں سو جو قریب تر ہو اولیٰ ہے مانند بھائیوں کے اپنے بیٹوں کے ساتھ اور چچا کے ساتھ بیٹے اس کے سو اگر طبقہ اور قرب میں برابر ہوں اور ایک کو زیادتی ہو مانند عینی بھائی کے ساتھ علاتی بھائی کے تو وہ مقدم کیا جائے اور یہی حال ہے ان کے بیٹیوں میں اور چچا میں اور اس کے بیٹوں میں پھر اگر ہو زیادہ ترجیح ساتھ معنی غیر اس چیز کے کہ دونوں اس میں ہیں جیسے دو چچا کے بیٹے ان میں سے ایک اخیافی بھائی ہو سو بعض نے کہا کہ بدستور رہے گی ترجیح سو لے گا چچا کا بیٹا جو اخیافی بھائی ہے تمام باقی مال کو بعد فرض خاوند کے اور یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور شریح رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور طبری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے اور انکار کیا ہے اس سے جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ بلکہ لے گا اخیافی بھائی اپنا حصہ اور باقی کو دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائے۔ (فتح)

٦٢٤٨ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَالُهُ لِمَوَالِي الْعَصَبَةِ وَمَنْ

۶۲۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قریب تر ہوں مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے سو جو مر جائے اور مال چھوڑے تو اس کا مال اس کے چچیرے بھائیوں کے واسطے ہے اور جو چھوڑے بوجھ یعنی عیال یا لڑکے تو میں ہوں کارساز اس کا سو چاہیے کہ میں اس کے واسطے بلایا جاؤں یعنی مجھ کو اس کے واسطے بلاؤ کہ میں

تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَأَنَا وَلِيُّهُ فَلِأُدْعٰى لَهُ الْكَلُّ الْعِيَالُ.

کھڑا ہوں اس کے عیال اور لڑکوں پر۔

٦٢٤٩. حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَآئِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَآئِضُ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

۶۲۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے پھر جو فرائض والے چھوڑیں تو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری۔

بَابُ ذَوِي الْأَرْحَامِ

باب ہے بیچ بیان ذوی الارحام کے

فائدہ: یعنی بیچ بیان حکم ان کے اور کیا وہ وارث ہوتے ہیں یا نہیں اور وہ دس قسم ہیں خال اور خالہ اور ماں کی طرف سے جد اور نواسے اور بھانجے اور بھائی کے بیٹے اور چچا اور پھوپھی کے بیٹے اور چچا ماں کی طرف سے اور بیٹا بھائی کا جو ماں کی طرف سے ہو اور جو قریب تر ہو ساتھ کسی کے ان میں سے سو جو ان کو وارث کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اولیٰ ان میں بیٹی کی اولاد ہے پھر بہن کی اولاد اور بھائی کی بیٹیاں پھر عم اور پھوپھی اور خال اور خالہ اور جب دو برابر ہوں تو مقدم کی جائے جو صاحب فرض کی طرف قریب تر ہو۔ (فتح)

٦٢٥٠. حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ إِدْرِيْسُ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْأَنْصَارِيُّ الْمُهَاجِرِيَّ دُوْنَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ قَالَ نَسَخَتْهَا ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾.

۶۲۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور ہر ایک کے واسطے ٹھہرائے ہم نے وارث اور جن سے تم نے مضبوط قسمیں باندھیں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا اس برادری کے واسطے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان کروائی تھی اور اس کا رشتہ دار اس کا وارث نہیں ہوتا تھا پھر جب یہ آیت اتری کہ ہم نے ہر ایک کے وارث ٹھہرائے کہا کہ منسوخ کیا اس کو اس آیت نے اور جن سے مضبوط قسمیں باندھیں۔

فائدہ: اور صواب یہ ہے کہ ناسخ آیت ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ ہے اور منسوخ ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے کہ ضمیر نسختھا میں عائد ہے طرف مواخات کی نہ طرف آیت کی اور ضمیر نسختھا میں وہ فاعل مستتر ہے پھرتا ہے طرف قول اس کے کی ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ اور قول اللہ کا ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ بدل ہے ضمیر سے اور اصل کلام یوں ہے کہ جب اتری آیت ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ تو منسوخ کیا اس نے ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کو اور کہا کرمانی نے کہ فاعل نسختھا کا آیت جعلنا ہے اور ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ منصوب ہے ساتھ مقدر کرنے اغنی کے اور مراد ساتھ وارد کرنے حدیث کے اس جگہ یہ ہے کہ آیت ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نے منسوخ کیا ہے حکم میراث کو کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کہا ابن بطال نے کہ کہا اکثر مفسرین نے کہ ناسخ ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کے واسطے سورۂ انفال کی آیت ہے ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ﴾ اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابو عبید نے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے فقہاء نے بیچ وارث کرنے ذوی الارحام کے اور ذوالارحام وہ ہے جس کے واسطے کوئی حصہ ہو اور نہ عصبہ ہو سو مذہب اہل حجاز اور شام کا یہ ہے کہ ان کے واسطے میراث نہیں اور مذہب احمد اور اسحاق کا یہ ہے کہ ان کے واسطے میراث ہے اور حجت ان کی یہ آیت ہے ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ﴾ اور حجت پکڑی ہے دوسرے لوگوں نے ساتھ اس کے کہ مراد آیت سے وہ شخص ہے جس کے واسطے قرآن میں کوئی حصہ مقرر نہیں اس واسطے کہ آیت انفال کی مجمل ہے اور آیت مواریث کی مفسر ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ جو مال چھوڑے تو وہ اس کے عصبہ کے واسطے ہے اور یہ کہ اجماع ہے ان کا اس پر کہ اس کے ظاہر پر عمل نہیں سو ٹھہرایا ہے انہوں نے اس چیز کو جو معتوق چھوڑے ورثہ اس کے عصبے کے واسطے سوائے اس کے موالی کے پھر اگر عصبے نہ ہوں تو اس کے موالی کے واسطے سوائے ذی رحم اس کے اور اختلاف ہے بیچ وارث کرنے ان کے سو کہا ابو عبید نے کہ رائے اہل عراق کے رد کرنا اس چیز کا ہے جو باقی رہے فروض والوں سے جب کہ نہ ہو عصبہ اوپر ذوالفروض کے ورنہ ان پر اور عصبوں پر اور اگر نہ ہوں تو ذوی الارحام کو دیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ٹھہرایا پھوپھی کو مانند باپ کے اور خالہ کو مانند ماں کے سو تقسیم کیا مال کو درمیان ان کے تین حصے کر کے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نہیں رد کرتے تھے بیٹی پر بجز ماں کے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے الخال وارث من لا وارث له اور جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ اس کے جب کہ عصبہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے بادشاہ ہو۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْمُلَاعِنَةِ — میراث لعان کرنے والی عورت کی

فائدہ: اور مراد بیان کرنا اس چیز کا ہے جس کی وارث ہوتی ہے وہ عورت اپنے لڑکے سے جس پر اس نے لعان کیا۔

۶۲۵۱۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفٰی مِنْ وَّلَدِهَا فَفَرَّقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

۶۲۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک مرد نے اپنی عورت سے لعان کیا اور الگ ہوا اس عورت کے بیٹے سے تو حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان تفریق اور جدائی کی اور ملایا بیٹے کو ساتھ عورت کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزری اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ملایا لڑکے کو ساتھ عورت کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ معنی لاحق کرنے اس کے اپنی ماں سے باوجود اتفاق ان کے اس پر کہ نہیں ہے میراث درمیان اس کے اور درمیان اس کے جس نے اس کی نفی کی سو آیا ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ دونوں نے کہا ابن ملاعنہ کے حق میں کہ اس کے عصبے اس کی ماں کے عصبے ہیں وہ ان کا وارث ہوتا ہے اور وہ اس کے وارث ہوتے ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور یہی قول ہے نخعی اور شعبی کا اور آیا ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہراتے تھے اس کی ماں کو عصبہ اس کا تنہا سو کل مال اس کو دیا جائے اور اگر اس کی ماں اس سے پہلے مر جائے تو اس کا مال اس کی ماں کے عصبوں کے واسطے ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت کا ان میں سے ہیں حسن اور ابن سیرین اور مکحول اور ثوری اور احمد اور آیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وارث ہوتی ہے ابن ملاعنہ کی ماں اس کی اور بھائی اس کے جو اس کی ماں کے پیٹ سے ہوں اور اگر کوئی چیز باقی رہے تو وہ بیت المال کے واسطے ہے اور یہ قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور جمہور علماء اور اکثر فقہاء امصار کا ہے کہا مالک نے اور اسی پر پایا ہم نے اہل علم کو اور شعبی سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے کسی کو حجاز کی طرف بھیجا پوچھتے تھے کہ لعان کرنے والی عورت کے بیٹے کی میراث کس کے واسطے ہے؟ تو انہوں نے ان کو خبر دی کہ اس کی میراث اس کی ماں کے واسطے ہے اور اس کی ماں کے عصبوں کے واسطے اور علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس کی میراث اس کی ماں کو دی اور اس کو اس کا عصبہ ٹھہرایا کہا ابن عبدالبر نے کہ پہلی روایت مشہور تر ہے نزدیک اہل فرائض کے کہا ابن بطال نے کہ یہ خلاف پیدا ہوا ہے باب کی حدیث سے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ ملایا لڑکے کو ساتھ عورت کے اس واسطے کہ جب اس کو ماں کے ساتھ ملایا تو اس کے باپ کی نسب کو کاٹ ڈالا سو وہ ہو گیا کہ گویا اس کا کوئی باپ نہیں اور تمسک کیا ہے اور لوگوں نے ساتھ اس کے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قائم کیا عورت کو مقام اس کے باپ کے سو انہوں نے اس کی ماں کے عصبوں کو اس کے باپ کے عصبوں کے قائم مقام ٹھہرایا ہے میں کہتا ہوں کہ آئی ہے مرفوع حدیث میں جو چیز جو قوی کرتی ہے پہلے قول کو سو روایت کی ابو داؤد نے مکحول سے مرسل کہ ٹھہرایا حضرت ﷺ نے میراث ملاعنہ کے لڑکے کی اس کی ماں کے

واسطے اور اگر اس کی ماں اس سے پہلے مر جائے تو اس کے وارثوں کے واسطے ہے اور حجت جمہور کی وہ حدیث ہے جو لعان میں گزری کہ زہری کی روایت میں سہل رضی اللہ عنہ سے ہے سو ہو گئی سنت میراث میں کہ وارث ہو وہ لڑکا اپنی ماں کا اور اس کی ماں اس کی وارث ہو جو اس کے واسطے مقرر ہوا روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے اس واسطے کہ جو اہل فروض سے باقی رہے اس کو میت کے عصبوں کے واسطے ٹھہرایا ہے بجز اس کی ماں کے عصبوں کے اور جب ملاعنہ کے لڑکے کا کوئی عصبہ نہیں ہے باپ کی طرف سے تو اس کے عصبہ مسلمان لوگ ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً

٦٢٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِيْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَأٰى مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

لڑکا بستر والے کا ہے آزاد ہو عورت یا لونڈی

۶۲۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اور میرے نطفے سے سو اس کو اپنے قبضے میں کر لینا سو جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد نے لیا کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے مجھ کو اس کے بارے میں وصیت کی تھی تو عبد بن زمعہ اٹھا سو اس نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اس کے بچھونے پر پیدا ہوا تو وہ دونوں اکٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے اس طور سے کہ گویا ایک دوسرے کو ہانکتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعہ! لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا یعنی اپنی بیوی سے فرمایا کہ اس سے پردہ کر واسطے اس چیز کے کہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی سو اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: نکاح میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے گزر چکا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک صورت میں ماں کے استلحاق کا اعتبار کرتے تھے یعنی اس کی ماں اس کو جس کے ساتھ ملحق کرتی وہ اسی کے ساتھ ملحق ہو جاتا تھا اور ایک

صورت میں قیافہ شناس کے لاحق کرنے کا اعتبار کرتے تھے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ نکاح جالیت کے زمانے میں چار وجہ پر تھا، الحدیث اس میں ہے ایک جماعت دس سے کم آدمی جمع ہوتے پھر کسی عورت کے پاس جاتے اور سب اس سے زنا کرتے پھر جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو ان سب کو بلا بھیجتی وہ سب اس کے پاس جمع ہوتے تو وہ کہتی کہ میں نے بچہ جنا سو وہ تیرا بیٹا ہے اے فلانے! تو وہ لڑکا اس کے ساتھ ملایا جاتا اور اس کا بیٹا قرار دیا جاتا اور وہ مرد اس سے ہٹ نہ سکتا اور ایک نکاح حرام کار عورتوں کا تھا ان کا دستور تھا کہ اپنے دروازوں پر جھنڈے کھڑے کرتیں سو جو چاہتا ان کے پاس اندر جاتا پھر جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے واسطے قیافہ شناسوں کو جمع کرتے پھر لاحق کرتے لڑکے کو ساتھ اس کے جس کے ساتھ قیافہ شناس اس کو ملحق کرتا اور لائق ساتھ قصے زمعہ کے لونڈی کے اخیر قسم ہے اور شاید جمع کرنا قیافہ شناسوں کا اس لڑکے کے واسطے دشوار ہوا تھا کسی وجہ سے یا وہ لونڈی حرام کار عورتوں کی صفت سے نہ تھی بلکہ عتبہ نے اس سے چھپے زنا کیا اور حالانکہ وہ اس وقت دونوں کافر تھے سو وہ حاملہ ہوئی اور اس نے بچہ جنا جو اس کے مشابہ تھا تو اس کے گمان پر غالب ہوا کہ وہ اس کے نطفے سے ہے سو اچانک موت آئی اس کے ملحق کرنے سے پہلے سو اپنے بھائی کو اس نے وصیت کی کہ اس کو اپنے ساتھ ملا لے تو عمل کیا سعد نے اس کے بعد واسطے تمسک کرنے کے ساتھ برأت اصلی کے اور جاہلیت کے وقت کا یہ بھی طریقہ تھا کہ اگر لونڈی کا مالک چاہتا تو اپنی لونڈی کے لڑکے کو اپنے ساتھ ملاتا اور اگر اس سے نفی کرتا تو وہ اس کے ساتھ ملحق نہ ہوتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قصے کے اس پر کہ الحاق کرنا نہیں خاص ہے ساتھ باپ کے بلکہ بھائی کے واسطے بھی جائز ہے کہ ملحق کرے اور اپنے ساتھ ملائے جس کو چاہے اور یہ قول شافعیہ اور ایک جماعت کا ہے بشرطیکہ بھائی حاضر ہو یا باقی وارث بھی اس کے موافق ہوں اور ممکن ہو ہونا اس کا مذکور سے اور یہ کہ موافق ہو اس پر اگر ہو عاقل بالغ اور یہ کہ اس کا باپ معروف نہ ہو اور خاص کیا ہے مالک اور ایک گروہ نے استلحاق کو ساتھ باپ کے اور جواب دیا ہے انہوں نے کہ الحاق نہیں حصر کیا گیا ہے بیچ ملانے عبد کے بلکہ جائز ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر کسی وجہ سے اطلاع ہوئی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے واسطے وصی کے یہ کہ ملائے وصیت کرنے والے کے لڑکے کو جب کہ اس نے اس کو اس کے ملانے کی وصیت کی ہو اور ہو گا مانند وکیل کے اس کی طرف سے اور اس پر کہ لونڈی ہو جاتی ہے فراش ساتھ وطی کے پھر جب اقرار کرے مالک اپنی لونڈی کے ساتھ وطی کا یا ثابت ہو جائے یہ جس طریق سے کہ ہو پھر بچہ جنے مدت امکان میں بعد وطی کے تو وہ ملحق ہو جاتا ہے ساتھ اس کے بغیر لاحق کرنے کے جیسا کہ بیوی میں ہے لیکن بیوی ہو جاتی فرش مجرد عقد سے سو نہیں شرط ہے استلحاق میں مگر امکان اس واسطے کہ مراد اس سے صحبت کرنا ہوتا ہے سو اس کے نکاح کو بجائے وطی کے ٹھہرایا گیا برخلاف لونڈی کے کہ مراد اس سے اور منافع ہوتے ہیں سو شرط کی گئی ہے اس کے حق میں وطی اور اسی واسطے جائز ہے جمع کرنا درمیان دو بہنوں کے ساتھ ملک کے سوائے وطی کے اور یہ قول

جمہور کا ہے اور حنفیہ سے ہے کہ نہیں ہوتی ہے لونڈی فرش مگر جب کہ مالک سے بچہ جنے اور اس کے ساتھ ملحق کیا جائے پھر جو لڑکا اس کے بعد جنے گی اس کے ساتھ لاحق ہو گا مگر یہ کہ اس کی نفی کرے اور حنابلہ سے ہے کہ جو اعتراف کرے ساتھ وطی کے پھر بچہ جنے بیچ مدت امکان کے تو ملحق ہوتا ہے ساتھ اس کے اور اگر اس نے اس کے نطفے سے اول بچہ جنا اور اس نے اس کو اپنے ساتھ ملایا تو نہیں ملحق ہو گا ساتھ اس کے مابعد اس کے مگر نئے اقرار سے راجح قول پر نزدیک ان کے اور ترجیح اول مذہب کی ظاہر ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ اس لونڈی سے زمعہ کا کوئی اور لڑکا بھی تھا اور کل متفق ہیں اس پر کہ نہیں ہوتی ہے وہ فرش مگر وطی سے اور وطی کرنا زمعہ کا اس لونڈی مذکور سے مشہور امر تھا کہا ابن دقیق العید نے کہ معنی الولد للفراش کے یہ ہیں کہ تابع ہے واسطے فراش کے یا محکوم بہ ہے واسطے فراش کے اور منقول ہے شافعی سے کہ اس کے دو معنی ہیں یہ کہ وہ اس کے واسطے ہے جب تک کہ اس کی نفی نہ کرے پھر جب اس کی نفی کرے ساتھ لعان کے تو اس سے اس کی نفی ہو جاتی ہے دوسری یہ کہ جب جھگڑا کرے فرش والا اور زانی تو لڑکا فرش والے کا ہے اور دوسری معنی موافق ہیں اس قصے کے کہا ابن عبدالبر نے کہ ثابت ہوتی ہے لونڈی فراش نزدیک اہل حجاز کے اگر اس کا مالک اقرار کرے کہ وہ اس کے ساتھ صحبت کیا کرتا تھا اور نزدیک اہل عراق کے اگر اقرار کرے اس کا خاوند ساتھ ولد کے کہا مازری نے کہ متعلق ہے ساتھ اس حدیث کے ملا لینا بھائی کا اپنے بھائی کو اور وہ صحیح ہے نزدیک شافعی کے جب کہ اس کے سوائے اور کوئی اس کا وارث نہ ہو اور البتہ تعلق پکڑا ہے اس کے ساتھیوں نے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ نہیں وارث ہوا ہے کہ زمعہ نے اس کو بیٹا کہا تھا اور نہیں اعتراف کیا اس نے کہ اس نے اس کی ماں سے صحبت کی ہو سو ہو گا اعتبار اس قصے سے اوپر ملانے عبد بن زمعہ کے اور ہمارے نزدیک نہیں صحیح ہے استلحاق بھائی کا اپنے بھائی کو اور نہیں ہے حجت حدیث میں اس واسطے کہ ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ثابت ہوا ہو کہ زمعہ اپنی لونڈی سے صحبت کرتا تھا سو لاحق کیا لڑکے کو ساتھ اس کے اس واسطے کہ جس کی وطی ثابت ہو نہیں محتاج ہے وہ اس طرف کہ وطی کا اعتراف کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشکل ہے عراق والوں کے مذہب پر اس واسطے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس لونڈی سے زمعہ کا اور کوئی بیٹا نہ تھا اور مجرد وطی کا ان کے نزدیک اعتبار نہیں پس لازم ہے ان پر تسلیم کرنا شافعی کے قول کا اور مراد حجر سے اس میں محروم ہونا ہے یعنی محروم ہونا اس لڑکے سے جس کا اس نے دعویٰ کیا اور عادت جاری ہے کہ جو محروم ہو اس کو کہتے ہیں کہ اس کے واسطے پتھر ہے اور اس کے منہ میں مٹی ہے اور نہیں مراد ہے اس سے سنگسار کرنا اس واسطے کہ وہ خاص ہے ساتھ شادی شدہ کے اور نیز لازم نہیں آتا اس کے سنگسار کرنے سے منفی ہونا لڑکے کا اور حدیث تو صرف نفی ولد کے واسطے بیان کی گئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نہ دیکھا اور اس روایت کو جب مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے ساتھ ضم کیا جائے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حکم کو مانا اور مبالغہ کیا پردہ کرنے میں اس

سے یہاں تک کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس کو نہ دیکھا چہ جائیکہ وہ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتا اس واسطے کہ نہیں ہے امر مذکور میں دلالت اوپر منع کرنے سودہ رضی اللہ عنہا کے اس کے دیکھنے سے اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے اس پر کہ نہیں ملحق کیا اس کو ساتھ زمعہ کے اگر لاحق ہوتا تو سودہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا بھائی ہو جاتا اور بھائی سے پردہ کرنے کا حکم نہیں ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ یہ حکم احتیاط کے واسطے ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے ساتھ اس کا شبہ ظاہر دیکھا پس احتیاط اور توقی شبہات کے واسطے اس سے منع کیا اور اشارہ کیا ہے خطابی نے اس طرف کہ اس میں زیادتی ہے امہات المؤمنین کے واسطے جو ان کے سوائے اور لوگوں کے واسطے نہیں اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ ہو یہ واسطے تشدید امر حجاب کے امہات المؤمنین کے حق میں اور پہلے گزر چکا ہے حجاب کی تفسیر میں قول اس شخص کو جو قائل ہے کہ حرام ہے ان پر بعد حجاب کے ظاہر کرنا اپنی ذاتوں اور جسموں کا اگرچہ پردہ پوش مستور ہوں مگر ضرورت سے برخلاف غیر ان کے اور عورتوں سے کہ ان کے حق میں شرط نہیں بلکہ جائز ہے واسطے خاوند کے یہ کہ منع کرے اپنی بیوی کو جمع ہونے سے ساتھ محرم اس کے کے سو شاید مراد پردہ کرنے سے یہ ہو کہ اس کے ساتھ خلوت میں جمع نہ ہو کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ نہیں واجب ہے عورت پر یہ کہ اس کا بھائی اس کو دیکھے بلکہ واجب اس پر سلوک کرنا ہے اپنے رشتہ داروں سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا چیز کو باطن میں جیسا کہ گواہی سے حکم کرے پھر ظاہر ہو کہ وہ جھوٹی گواہی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ وہ عبد کا بھائی ہے اور حکم کیا سودہ کو ساتھ پردہ کرنے کے بسبب مشابہ ہونے اس کے عتبہ سے سو اگر حکم حلال کرتا چیز کو باطن میں تو نہ حکم کرتے سودہ کو ساتھ حجاب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ زنا کے واسطے حکم وطی حلال کا ہے بیچ حرمت مصاہرہ کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور وجہ دلالت کی حکم کرنا سودہ رضی اللہ عنہا کو ہے ساتھ پردہ کرنے کے بعد حکم کرنے کے کہ وہ سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے بسبب مشابہ ہونے کے ساتھ زانی کے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے مشہور قول میں اور شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے کوئی اثر واسطے زنا کے بلکہ جائز ہے زانی کو یہ کہ نکاح کرے اس عورت کی ماں سے جس سے اس نے زنا کیا ہو اور اس کی بیٹی سے بھی اور زیادہ کیا شافعی رحمہ اللہ نے اور موافق ہوا ہے اس کو ابن ماجشون اور اس بیٹی سے کہ جنے اس کو وہ عورت جس سے اس نے زنا کیا تھا اگرچہ وہ عورت پہچانے کہ وہ اسی کے نطفے سے ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور یہ استدلال باطل ہے اس واسطے کہ برتقدیر اس کے کہ وہ زنا سے ہو سو وہ اجنبی ہے سودہ رضی اللہ عنہا سے نہیں حلال ہے اس کو کہ اس کے سامنے ہو برابر ہے کہ زانی کے ساتھ ملحق ہو یا نہ ہو اور یہ رد کرتا ہے واسطے فرع کے ساتھ رد اصل کے ورنہ جو انہوں نے بنا کی وہ صحیح ہے اور جواب دیا ہے اس سے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ حکم پردے کا احتیاط کے واسطے تھا اور امر اس میں ندب کے واسطے ہے اور بہر حال بنا بر تخصیص امہات المؤمنین کے ساتھ اس کے پس بنا بر تقدیر ندب کے پس شافعی رحمہ اللہ قائل ہے ساتھ اس کے اس عورت کے حق میں جو

زنا سے پیدا اور تخصیص پر تو کوئی اشکال نہیں اور جو وجوب کا قائل ہے اس پر لازم آتا ہے کہ قائل ہو ساتھ اس کے بیچ نکاح کرنے اس لڑکی کے زنا سے پیدا ہوئی پس جائز رکھے اس کو نزدیک گم ہونے شبہ کے اور منع کرے وقت وجود اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر صحیح ہونے ملک کا فربت پرست کے لونڈی کافرہ پر اور یہ کہ حکم اس کا اس کے بعد کہ اپنے مالک کے نطفے سے بچہ جنے حکم غلام کا ہے اس واسطے کہ عبد اور سعد نے اس کو لونڈی کہا اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اسی طرح اشارہ کیا ہے اس طرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العتق میں اس حدیث کے بعد لیکن وہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ غرض بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وارد کرنے اس کے سے یہ ہے کہ بعض حنفیہ نے جب الزام دیا کہ ام الولد متنازعہ فیہ آزاد عورت تھی تو اس کو اس نے رد کیا اور کہا کہ بلکہ آزاد کی گئی تھی۔ (فتح)

٦٢٥٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ.

۶۲۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا فرش والے کا ہے یعنی جس کے نیچے اس کی ماں ہے اسی کا وہ لڑکا ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے۔

فائدہ: ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو ایک مرد نے کہا کہ فلانا میرا بیٹا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے دعوت اسلام میں جاتا رہا حکم جاہلیت کا اور لڑکا بچھونے والے کا ہے اور زانی کو پتھر۔ (فتح)

بَابُ الْوَلَاءِ لِمَنْ أَعْتَقَ وَمِيْرَاثُ اللَّقِيْطِ وَقَالَ عُمَرُ اللَّقِيْطُ حُرٌّ

غلام آزاد کے مال کا وہی وارث ہے جس نے آزاد کیا اور گر پڑے لڑکے کی میراث کا بیان اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ گر پڑا لڑکا آزاد ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے میراث لقیط کے واسطے سو اشارہ کیا ہے طرف ترجیح قول جمہور کے کہ لقیط حر ہے یعنی آزاد ہے اور اس کا مال اس کے مرنے کے بعد بیت المال کے واسطے ہے اور اس چیز کی طرف کہ آئی ہے نخعی سے کہ اس کے مال کا وارث وہی ہے جس نے اس کو گرا پڑا پایا اور حجت پکڑی ہے اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے جو انہوں نے ابو جمیلہ سے کہا اس کے حق میں جس کو اس نے اٹھایا تھا کہ جا سو وہ آزاد ہے اور ہم پر ہے خرچ اس کا اور تیرے واسطے ہے ولاء اس کا یعنی تو ہے متولی اس کی تربیت کا اور قائم ہونے کا ساتھ امر اس کے سو وہ ولایت اسلام کی ہے نہ ولایت عتق کی اور حجت اس کی واسطے صریح حدیث مرفوع ہے انما الولاء لمن اعتق سو یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ جو آزاد نہ کرے وہ اس کے مال کا وارث نہیں اس واسطے کہ آزاد کرنا چاہتا ہے کہ پہلے اس کا مالک ہو اور جو دار الاسلام میں گرا پڑا پایا جائے اٹھانے والا اس کا مالک نہیں ہوتا اس واسطے کہ اصل آدمیوں میں آزادی ہے اور جب اس کا حال معلوم نہیں تو اس کا مال بیت المال میں رکھا جائے اور پوشیدہ رہا یہ سب اسماعیلی پر سو کہا اس نے کہ حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مطابق ہے واسطے ترجمہ انما الولاء لمن اعتق کے اور نہیں ہے دونوں کی حدیث میں ذکر میراث لقیط کا اور کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں ذکر میراث لقیط کا نہیں سو شاید بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے اور حدیث وارد کرنے کا اس کو اتفاق نہیں پڑا میں کہتا ہوں کہ یہ تو فقط باعتبار ظاہر کے ہے اور بہرحال باعتبار تدقیق نظر کے اور مناسبت وارد کرنے اس کے مواریث کے بابوں میں سو بیان اس کا وہ ہے جو میں نے پہلے بیان کیا، واللہ اعلم اور کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ لقیط یعنی جو گرا پڑا لڑکا پایا جائے وہ آزاد ہے مگر ایک روایت نخعی سے اور دوسری روایت اس کی موافق جماعت کے ہے اور حنفیہ کے قول کے موافق بھی اس سے ایک روایت ہے اور البتہ آیا ہے شریح سے مانند اول کی اور ساتھ اسی کے قائل ہے اسحاق بن راہویہ۔ (فتح)

٦٢٥٤۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهْدِيَ لَهَا شَاةٌ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَقَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسَلٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَأَيْتُهُ عَبْدًا.

۶۲۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدا یعنی اس کے خریدنے کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید لے یعنی پھر اس کو آزاد کرے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وہی وارث ہوتا ہے جو آزاد کرے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کو گوشت تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے واسطے تحفہ ہے اور کہا حکم نے کہ اس کا خاوند آزاد تھا کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ قول حکم کا مرسل ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تک مسند نہیں جو حدیث کی راوی ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے اس کو غلام دیکھا۔

فائدہ: اور زیادہ کیا ہے آئندہ باب میں کہ اسود کا قول منقطع ہے یعنی نہیں موصول کیا اس کو ساتھ ذکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ اس کے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا صحیح تر ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے کہ اس نے اس کو دیکھا اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس قصے میں حاضر تھے اور اس کو مشاہدہ کیا سو راجح ہوگا قول اس کا اس شخص کے قول پر جو وہاں موجود نہ تھا اس واسطے کہ اسود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینے میں داخل نہیں ہوا اور حکم بہت زمانہ اس کے بعد پیدا ہوا۔ (فتح)

٦٢٥٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا

۶۲۵۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے احمد کی ایک روایت کے واسطے کہ جو آزاد کرے غیر کی طرف سے تو آزادی کا حق آزاد کرنے والے کے واسطے ہے اور اجر اس کے واسطے جس کی طرف سے آزاد کیا گیا، وسیاتی البحث فیہ ان شاء اللّٰہ تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ السَّآئِبَةِ سائبہ کی میراث کے بیان میں

فائدہ: مراد سائبہ سے ترجمہ میں وہ غلام ہے کہ اس کا مالک اس سے کہے کہ نہیں ولا کسی کے واسطے اوپر تیرے یا تو سائبہ ہے مراد ساتھ اس کے آزاد کرنا اس کا ہو اور یہ کہ نہیں ولا کسی کے واسطے اوپر اس کے اور کبھی اس کو کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا سائبہ یا تو آزاد ہے سائبہ سو پہلے دونوں صیغوں میں اس کے آزاد کرنے کی نیت ضروری ہے اور دوسرے دونوں میں آزاد ہو جاتا ہے اور اختلاف ہے شرط میں سو جمہور تو اس کے مکروہ ہونے پر ہیں اور شاذ ہے جو اس کی اباحت کا قائل ہے اور اختلاف ہے اس کی ولا میں کما سیاتی انشاء اللّٰہ۔ (فتح)

٦٢٥٦۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْإِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُوْنَ وَإِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَ.

۶۲۵۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل اسلام سائبہ نہیں کرتے تھے یعنی غلام کو نہیں کہتے تھے کہ تو سائبہ ہے اور جاہلیت کے لوگ سائبہ کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا حدیث کا ہے کہ روایت کیا اس کو اسماعیلی نے کہ ایک مرد عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے آزاد کیا اپنے غلام کو سائبہ کر کے سو وہ مر گیا اور اس نے کوئی وارث نہیں چھوڑا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی اور زیادہ کیا ہے اس میں کہ تو ہے وارث اس کے مال کا اور اگر ڈرے کہ گناہ میں پڑے تو ہم اس کو بیت المال میں داخل کریں گے اور یہی قول ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور روایت کی ابن منذر نے کہ سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری عورت نے سائبہ آزاد کیا تھا پھر جب سالم رضی اللہ عنہ شہید ہوا تو اس کی میراث اس انصاری عورت کو پہنچی یا اس عورت کے بیٹے کو اور روایت کی ابن منذر نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما لائے گئے مال اپنے غلام آزاد کا جو مر گیا تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے اس کو سائبہ آزاد کیا تھا سو حکم کیا کہ اس کے مال سے غلام خرید کر آزاد کیے جائیں اور احتمال ہے کہ ہو یہ فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بطورِ وجوب کے یا بطورِ ندب کے اور لیا ہے اس کے ظاہر کو عطاء نے کہ اگر غلام سائبہ کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کے آزاد کرنے والے کو بلایا جائے پھر اگر وہ قبول کرے تو فبہا ورنہ اس سے غلام خرید کر آزاد کیے جائیں اور اس میں قول بھی ہے کہ اس کا ولاء اور مال مسلمانوں کے واسطے ہے وہی اس کے وارث ہوں گے اور وہی اس کی طرف سے دیت دیں گے یہ قول عمر بن

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور زہری کا ہے اور یہی قول ہے مالک کا اور شعبی اور نخعی اور کوفیوں کا یہ قول ہے کہ نہیں ہے کچھ مضائقہ ساتھ بیع کرنے ولا سائبہ کے اور اس کے ہبہ کرنے کے کہا ابن منذر نے کہ پیروی کرنا ظاہر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی الولاء لمن اعتق اولیٰ ہے میں کہتا ہوں اور اسی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں اور اس میں ہے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے اور اس میں ہے قول اسود کا کہ اس کا خاوند آزاد تھا۔ (فتح)

٦٢٥٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ لِتُعْتِقَهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَائَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ لِأُعْتِقَهَا وَإِنَّ أَهْلَهَا يَشْتَرِطُوْنَ وَلَائَهَا فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ أَوْ قَالَ أَعْطَى الثَّمَنَ قَالَ فَاشْتَرَتْهَا فَأَعْتَقَتْهَا قَالَ وَخُيِّرَتْ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَقَالَتْ لَوْ أُعْطِيْتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهُ قَالَ الْأَسْوَدُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَوْلُ الْأَسْوَدِ مُنْقَطِعٌ وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَأَيْتُهُ عَبْدًا أَصَحُّ.

٦٢٥٧۔ حضرت اسود سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو خریدنا چاہا تا کہ اس کو آزاد کریں تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہم کو ملے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا تھا تا کہ اس کو آزاد کروں اور اس کے مالک بیع میں اس کے حق وراثت کی شرط کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے یا یوں فرمایا جو قیمت دے کہا راوی نے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا کہا اور اس کو اپنی ذات میں اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا نہ رہے سو اس نے اپنی جان کو اختیار کیا اور اس نے کہا کہ اگر مجھ کو اتنا اتنا مال ملے تو بھی اس کے ساتھ نہ رہوں کہا اسود نے اور اس کا خاوند آزاد تھا کہا ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قول اسود کا منقطع ہے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ میں نے اس کو غلام دیکھا صحیح تر ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ مَّوَالِيْهِ

گناہ اس کا جو اپنے مالکوں سے بیزار ہو وہ اور لوگوں کو اپنا مالک ٹھہرائے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی احمد اور طبرانی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بندے اللہ کے ایسے ہیں کہ اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا، الحدیث اور اس میں ہے اور ایک وہ مرد ہے کہ اس پر ایک قوم نے احسان

کیا سو اس نے ان کی نعمت کا کفر کیا اور ان سے بیزاری ظاہر کی۔ (فتح)

٦٢٥٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ غَيْرَ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ فَأَخْرَجَهَا فَإِذَا فِيْهَا أَشْيَآءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَأَسْنَانِ الْإِبِلِ قَالَ وَفِيْهَا الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ.

٦٢٥٨۔ حضرت ابراہیم تیمی سے روایت ہے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں مگر اللہ کی کتاب بجز اس کاغذ کے سو علی رضی اللہ عنہ نے اس کو نکالا سو اچانک دیکھا گیا کہ اس میں کچھ احکام تھے زخموں کے اور اونٹوں کی عمروں کے یعنی زکوۃ میں کتنے کتنے سال کے اونٹ دیئے جائیں کہا راوی نے اور اس میں تھا کہ مدینہ حرام ہے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کہ ایک پہاڑ کو عیر کہتے ہیں اور ایک کو ثور سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نہ قبول کرے گا اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بے اجازت اپنے اگلے مددگاروں اور سرداروں کے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اللہ اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض کو اور مسلمان کی امان ایک ہی ہے ادنیٰ مسلمان بھی ان میں کوشش کرے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب مسلمانوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اس سے اللہ قیامت کے دن نفل عبادت کو نہ فرض کو۔

فائدہ: اور ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہے پے در پے قیامت تک اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ جو اپنے مالکوں کے سوائے اور لوگوں سے دوستی کرے تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے اور جو چیزیں کہ اس صحیفے میں مذکور تھیں ان میں سے چار چیزیں باب کی حدیث میں مذکور ہیں ایک زخم اور اونٹوں کے دانت ہیں اور اس کی شرح دیات میں آئے گی انشاء اللہ اور کیا مراد اسنان ابل سے وہ ہیں جو متعلق ہیں ساتھ خراج کے یا متعلق ساتھ زکوۃ کے یا عام تر اس سے دوسری مدینہ حرام ہے تیسری جو کسی قوم سے دوستی کرے اور

یہی ہے مقصود اس جگہ میں اور یہ جو اس میں کہا بغیر اجازت اپنے مالکوں کے تو نہیں ہے یہ واسطے قید کرنے حکم کے ساتھ عدم اجازت کے اور قصر کرنے اس کے اوپر اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوا ہے اس پر کہ وہی ہے غالب اور احتمال ہے کہ ہو قول مَنْ تَوَلّٰی شامل معنی کو جو عام تر ہیں موالات سے اور یہ کہ اس سے مطلق مدد ہے اور اعانت اور ارث اور ہو قول اس کا بغیر اذن موالیہ متعلق ساتھ مفہوم اس کے ساتھ ماسوائے میراث کے اور دلیل خارج کرنے اس کے کی انما الولاء لمن اعتق ہے، والعلم عند اللہ اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اس کا لحاظ کیا ہے سو اس کے بعد حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی لایا جو منع کرتی ہے بیع ولا کی سے اور ہبہ اس کے سے اس واسطے کہ لیا جاتا ہے اس سے عدم اعتبار اجازت کا بیچ اس کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جب منع کیا گیا مالک بیع ولا کی سے باوجود اس کے کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے عوض سے اور اس کے ہبہ کرنے سے باوجود اس کے کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے ثواب اس کا تو منع کرنا اس کا بغیر عوض اور امانت کے اولیٰ ہے اور وہ مندرج ہے ہبہ میں اور اس حدیث میں ہے کہ منسوب ہونا غلام کا طرف غیر مالک کی جو اس سے اوپر ہو حرام ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے کفر نعمت سے اور ضائع کرنے میراث کے سے ساتھ ولا اور دیت وغیرہ کے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں جائز ہے واسطے غلام کے کہ اپنے نفس کو اپنے مالک سے خریدے اس شرط پر کہ دوستی کرے جس سے چاہے اور حجت پکڑی مالک رحمہ اللہ نے ساتھ اس حدیث کے اور کہا کہ ہبہ منع کیا گیا ہے اور تنہا ہوا ہے عطا ساتھ اس کے کہ کہا اس نے کہ اجازت مانگنا غلام کا اپنے مالک سے یہ کہ دوستی کرے جس سے چاہے جائز ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہا ابن بطال نے اور جماعت فقہاء کی برخلاف قول عطا کے ہے اور محمول ہے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی غالب پر مثل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ اور اجماع ہے اس پر کہ قتل کرنا اولاد کا حرام ہے برابر ہے کہ تنگی کا خوف ہو یا نہ ہو اور وہ منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ولا کی سے اور ہبہ کرنے اس کے سے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے غلام آزاد کے یہ کہ لکھے فلان بن فلان اور اپنا نام لے اور اپنے مالک کا جس نے اس کو آزاد کیا بلکہ یوں کہے فلاں مولیٰ فلاں لیکن اس کو جائز ہے کہ اپنی نسب بیان کرے مانند قرشی وغیرہ کی اور یہ کہ جو اس کو جان بوجھ کر کرے اس کی گواہی ساقط ہو جاتی ہے واسطے اس چیز کے کہ مرتب ہے اس پر وعید سے اور واجب ہے اس پر توبہ اور استغفار اور یہ کہ جائز ہے لعنت کرنا فاسقوں کو بطور عموم کے اگرچہ مسلمان ہوں چوتھا ذمہ مسلمانوں کا ہے وقد تقدم شرحه فی کتاب الجزية۔ (فتح)

۶۲۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۲۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق آزادی کے بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ.

فائدہ: ایک روایت میں الولاء لحمة کلحمة النسب اور بزار نے روایت کی کہ ولاء نہیں منتقل ہوتا اور نہ متحول ہوتا ہے اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ولاء کا مالک وہی ہے جو آزاد کرے نہیں جائز ہے اس کا بیچنا اور نہ ہبہ کرنا اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اتفاق ہے جماعت کا اوپر عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے مگر جو میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے اپنے غلام آزاد کا ولاء ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بخش دیا اور آیا ہے عثمان رضی اللہ عنہ سے جواز بیع ولا کا اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اور شاید ان کو حدیث نہیں پہنچی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ انہوں نے انکار کیا بیع کرنے ولاء کے سے اور ہبہ کرنے اس کے سے اور کہا ابن عربی نے کہ معنی حدیث الولاء لحمة کلحمة النسب کے یہ ہیں کہ اللہ نے نکالا ہے اس کو ساتھ حرمت کے طرف نسب کے حکماً جیسا کہ باپ نے نکالا ہے اس کو ساتھ نطفے کے طرف وجود کے حسًا اس واسطے کہ غلام مثل معدوم کے تھا احکام کے حق میں نہ قاضی ہوسکتا تھا نہ ولی نہ گواہ سو اس کے مالک نے اس کو آزاد کرنے کے ساتھ ان احکام کے وجود کی طرف نکالا ان کے عدم سے سو جب مشابہ ہوا نسب کے حکم کو تو متعلق کیا گیا ہے ساتھ آزاد کرنے والے کے اور اسی واسطے آیا ہے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہے جو آزاد کرے اور لاحق کیا گیا ساتھ رتبے نسب کے سو منع کیا گیا اس کے بیع اور ہبہ کرنے سے کہا قرطبی نے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے جمہور کے ساتھ حدیث باب کے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ وہ امر وجودی ہے نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے انفکاک مانند نسب کی سو جس طرح کہ نہیں منتقل ہوتی ہے ابوت اور جدودت یعنی باپ ہونا اور دادا ہونا اسی طرح نہیں نقل ہوتا ہے ولاء مگر یہ کہ نہیں صحیح ہے ولاء میں کھینچنا اس چیز کا کہ مرتب ہوتی ہے اس پر میراث سے اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو اپنی ذات کو اپنے مالک سے خریدے مانند مکاتب کی سو جمہور اس پر ہیں کہ اس کا ولاء اس کے مالک کے واسطے ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہے ولاء اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرٰى لَهٗ وِلَايَةً وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ رَفَعَهٗ قَالَ هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهٖ وَاخْتَلَفُوْا فِيْ صِحَّةِ هٰذَا الْخَبَرِ.

جب کوئی اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو، اور حسن اس کے واسطے کوئی ولایت نہ دیکھتے تھے یعنی جس کے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا اس کو مسلمان ہونے والے پر کچھ ولایت نہیں اور نہ کوئی حق وراثت ہے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزادی کے حق کا وہی مالک ہوتا ہے جو آزاد کرے، اور ذکر کیا جاتا ہے تمیم داری سے مرفوع یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قریب تر ہے اس سے بہ نسبت اور لوگوں کے

اس کی زندگی میں اور بعد مرنے کے اور اختلاف کیا ہے
اہل حدیث نے اس حدیث کی صحت میں۔

فائدہ: طبرانی اور ابوداؤد نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے سنت اس مرد کے حق میں جو کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ قریب تر ہے اس سے بہ نسبت اور لوگوں کے اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث واسطے دلیل قول الولاء لمن اعتق کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث ثابت نہیں اور صحیح کہا ہے اس کو ابو ذرعہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے اور جزم کیا ہے اس نے تاریخ میں کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث واسطے معارض ہونے اس کے حدیث ان الولاء کو اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر اس کی سند صحیح ہو تو بھی اس حدیث کے مقابل نہیں وہ سکتی اور برتقدیر تنزل کے پس تردد کیا ہے اس نے تطبیق میں کہ کیا عموم حدیث الولاء کا اس کے ساتھ مخصوص ہے تا کہ مستثنیٰ ہو اس سے کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے یا مراد اولیت سے حضرت ﷺ کے اس قول میں اولی الناس نصرت اور اعانت ہے اور جو اس کے مشابہ ہے نہ میراث اور باقی اس کی حدیث الولاء اپنے عموم پر جمہور کا قول دوسرا ہے یعنی مراد اولویت سے نصرت اور اعانت ہے اور راجح ہونا اس قول کا ظاہر ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن قصار نے کہا ابن منذر نے کہ کہا جمہور نے ساتھ قول حسن کے بیچ اس کے یعنی وہ اس کا وارث نہیں ہوتا اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حماد وغیرہ نے کہ وہ بدستور ہے اگر اس کی طرف سے دیت دی جائے اور اگر اس کی طرف سے دیت نہ دے تو اس کو جائز ہے کہ غیر کی طرف پھرے اور مستحق ہوتا ہے دوسرا اور اسی طرح لگا تار اور نخعی سے ایک قول ہے کہ اس کے واسطے جائز نہیں کہ اس سے پھرے اور ایک قول اس کا یہ ہے کہ اگر بدستور رہے یہاں تک کہ مر جائے تو اس سے پھرے اور یہی قول ہے اسحاق اور عمر بن عبدالعزیز کا۔ (فتح)

٦٢٦٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۶۲۶۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین نے ارادہ کیا کہ لونڈی خرید کر آزاد کریں یعنی بریرہ رضی اللہ عنہا کو تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس کو اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہم کو ملے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شرط تجھ کو منع نہ کرے خریدنے سے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کی وراثت کا مالک وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے اس واسطے کہ لام اس میں اختصاص کے واسطے ہے یعنی ولا مختص ہے ساتھ

اس کے جو آزاد کرے۔ (فتح)

٦٢٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ قَالَتْ فَأَعْتَقْتُهَا قَالَتْ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِيْ كَذَا وَكَذَا مَا بِتُّ عِنْدَهٗ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا قَالَ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

٦٢٦١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو خریدا تو اس کے مالکوں نے اس کے ولاء کی شرط کی تو میں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے اس واسطے کہ حق وراثت کا وہی وارث ہوتا ہے جو چاندی دے یعنی اس کی قیمت ادا کرے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے اس کو آزاد کیا کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس کو اس کے خاوند میں اختیار دیا اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ کو اتنا اتنا مال دے تو اس کے پاس رات نہ کاٹوں سو اس نے اپنی ذات کو اختیار کیا کہا اسود راوی نے اور اس کا خاوند آزاد تھا۔

بَابُ مَا يَرِثُ النِّسَآءُ مِنَ الْوَلَاءِ

جو وارث ہوتی ہیں عورتیں ولاء سے

٦٢٦٢۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ يَشْتَرِطُوْنَ الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

٦٢٦٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کے مالک ولاء کی شرط کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید لے اور آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کا وہی مالک ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

٦٢٦٣۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ.

٦٢٦٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزادی کے حق کا وہی وارث ہوتا ہے جو قیمت دے اور نعمت کا والی ہو یعنی آزاد کرے۔

فائدہ: اور مطابق ہونا اس کا واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الولاء لمن اعتق یہ ہے کہ آزادی کا صحیح ہونا چاہتا ہے

وہ پہلے اس کے ملک میں ہو اور ملک چاہتا ہے ثابت ہونے عوض کے کو کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ حق وراثت آزادی کا ہر آزاد کرنے والے کے واسطے ہے مرد ہو یا عورت اور اس پر اجماع ہے اور بہر حال کھینچنا ولاء کا سو کہا ابہری نے کہ نہیں ہے درمیان فقہاء کے خلاف اس میں کہ نہیں ہے عورتوں کے واسطے ولاء سے مگر جو انہوں نے خود آزاد کیا یا اس کی اولاد سے جن کو انہوں نے آزاد کیا مگر جو مسروق سے آیا ہے کہ اس نے کہا کہ نہیں خاص ہیں مرد ساتھ ولاء اس شخص کے جس کو ان کے باپ نے آزاد کیا ہو بلکہ مرد اور عورتیں اس میں برابر ہیں مانند میراث کی اور نقل کیا ہے ابن منذر نے مثل اس کی طاؤس سے اور تعقب کیا گیا ہے وہ حصر جو ذکر کیا ہے ابہری نے ساتھ اس کے کہ وارد ہوتی ہے اولاد عورتوں کی اولاد اس شخص کی ہے جس کو انہوں نے آزاد کیا اور سالم عبارت یوں ہے کہ کہا جائے مگر جس کو انہوں نے آزاد کیا یا کھینچے اس کو طرف اس کی وہ شخص جس کو انہوں نے آزاد کیا ساتھ ولادت کے یا آزاد کرنے کے واسطے احتراز کرنے کے اس سے جو ان کا ولد زنا ہو یا عورت لعان والی ہو یا اس کا خاوند غلام ہو اس واسطے کہ ان سب عورتوں کی اولاد کی آزادی کا حق واسطے اس کے ہے جس نے ان کی ماں کو آزاد کیا اور حجت جمہور کی اتفاق اصحاب کا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارث ہوتی ہیں عورتیں اس شخص کے ولاء سے جن کو انہوں نے آزاد کیا اس واسطے کہ وہ مباشرت سے ہے نہ کھینچنے ارث کے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے الولاء لمن اعطی الورق اس پر جس نے کہا اس کے حق میں کہ آزاد کرے غیر کی طرف سے ساتھ وصیت معتق عنہ کے کہ ولاء آزاد کرنے والے کے واسطے ہے واسطے عمل کرنے کے ساتھ عموم قول حضرت ﷺ کے الولاء لمن اعتق اور جگہ دلالت کی اس سے قول حضرت ﷺ کا ہے الولاء لمن اعطی الورق سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے لمن اعتق یہ ہے کہ اس کے واسطے جس کے ملک میں وہ غلام آزاد کرنے کے وقت تھا نہ اس کے واسطے جو فقط آزاد کرنے کا مباشر ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْأُخْتِ مِنْهُمْ

ہر قوم کا آزاد کیا ہوا اسی قوم میں داخل ہے اور انہیں کی طرف منسوب ہوگا اور وہی اس کے وارث ہوں گے اور ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے یعنی اس واسطے کہ وہ ان میں سے بعض کی طرف منسوب ہے اور وہ اس کی ماں ہے۔

٦٢٦٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۲۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر قوم کا آزاد غلام اسی قوم میں داخل ہے یا جیسے فرمایا۔

وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ أَوْ كَمَا قَالَ.

٦٢٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ.

۶۲۶۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بھانجا قوم کا ان میں داخل ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں جیسے عصبے اور حمل کیا ہے اس کو اس نے جو اس کا قائل نہیں اس چیز پر جو پہلے گزری اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف جواب کے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے اس واسطے کہ اگر صحیح ہو استدلال ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن اخت القوم منھم اوپر ارادے میراث کے تو البتہ صحیح ہو استدلال ساتھ اس کے اس پر کہ آزاد غلام وارث ہو اس کا جس نے اس کو آزاد کیا واسطے وارد ہونے مثل اس کے اس کے حق میں تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من انفسھم ومنھم باہم مدد کرنے اور بدلہ لینے اور نیکی کرنے اور شفقت کرنے میں ہے اور مانند اس کی نہ میراث میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ بیچ ذکر کرنے اس کے باطل کرنا ہے اس چیز کا جس پر جاہلیت میں تھے کہ بیٹیوں کی اولاد کی طرف کچھ التفات نہ کرتے تھے چہ جائیکہ بہنوں کی اولاد کی طرف سو مراد ساتھ اس کلام کے رغبت دلانا ہے الفت پر درمیان قرابت والوں کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْأَسِيْرِ

قیدی کی میراث کا بیان

فائدہ: اور مراد ہے کہ اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی قیدی کافروں کے ہاتھ میں ہو تو تقسیم میراث کے وقت اس کا حصہ نکالنا واجب ہے برابر ہے کہ اس کی خبر معلوم ہو یا مجہول۔

قَالَ وَكَانَ شُرَيْحٌ يُوَرِّثُ الْأَسِيْرَ فِي أَيْدِي الْعَدُوِّ وَيَقُوْلُ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ

یعنی تھے شریح قاضی وارث کرتے قیدی کو دشمن کے ہاتھوں میں اور کہتے کہ اس کو زیادہ تر حاجت ہے اس کی طرف۔

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَجِزْ وَصِيَّةَ الْأَسِيْرِ وَعَتَاقَهُ وَمَا صَنَعَ فِي مَالِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِيْنِهِ فَإِنَّمَا هُوَ مَالُهُ يَصْنَعُ فِيْهِ مَا يَشَآءُ.

یعنی اور کہا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہ جائز رکھ قیدی کی وصیت کو اور اس کے آزاد کرنے کو اور جو اپنے مال میں کرے جب تک کہ اپنے دین سے نہ پھرے اس واسطے کہ وہ اسی کا مال ہے کرتا ہے اس میں جو چاہتا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ جب واجب ہو قیدی کے واسطے میراث تو اس کے واسطے موقوف رکھی جائے اور سعید بن میسّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہیں وارث ہوتا ہے قیدی کافروں کے ہاتھ میں اور قول جماعت کا اولیٰ ہے اس واسطے کہ جب وہ مسلمان ہو تو داخل ہو گا تحت عموم قول حضرت ﷺ کے کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا ہے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور اس کی شرح عنقریب گزری اور نیز وہ مسلمان ہے جاری ہوں گے اس پر احکام مسلمانوں کے سو نہ خارج ہو گا اس سے مگر ساتھ حجت کے اور نہیں ثابت ہوتا ہے مرتد ہونا اس کا یہاں تک کہ ثابت ہو یہ کہ واقع ہوا ہے یہ اس سے خوشی سے سو نہ حکم کیا جائے گا ساتھ خروج مال اس کے اس سے یہاں تک کہ ثابت ہو کہ وہ خوشی سے مرتد ہوا نہ زبردستی سے اور نہ نکاح کیا جائے اس کی بیوی سے اور نہ تقسیم کیا جائے اس کا مال جب تک کہ ثابت ہو زندگی اس کی اور معلوم ہو مکان اس کا اور جب موقوف ہو خبر اس کی تو وہ مفقود ہے۔ (فتح)

٦٢٦٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا.

٦٢٦٦ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے اور جو عیال چھوڑے تو ہمارا ذمہ ہے۔

بَابٌ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَإِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ الْمِيرَاثُ فَلَا مِيرَاثَ لَهُ

نہیں وارث ہوتا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا اور جب اسلام لائے میراث تقسیم ہونے سے پہلے تو اس کے واسطے میراث نہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب اسلام لائے میراث تقسیم ہونے سے پہلے تو اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف کہ عموم اس کا شامل ہے اس صورت کو بھی اور جس نے مقید کیا ہے عدم وارث ہونے کو ساتھ تقسیم ہونے کے تو وہ محتاج ہے دلیل کی طرف اور حجت جماعت کی یہ ہے کہ میراث کا حق حاصل ہوتا ہے ساتھ موت کے سو جب انتقال ہوا ملک میت سے ساتھ مرنے اس کے کے تو نہ انتظار کیا جائے اس کے تقسیم ہونے کا اس واسطے کہ وہ مستحق ہوا ہے اس چیز کا جو اس سے منتقل ہوئی ہے اگرچہ نہ تقسیم کی جائے کہا ابن منیر نے کہ صورت مسئلے کی یہ ہے کہ جب مسلمان مر جائے اور اس کے دو لڑکے ہوں ایک مسلمان اور ایک کافر سو مسلمان ہو جائے کافر مال تقسیم ہونے سے پہلے تو جمہور نے لیا ہے اس چیز کو جس پر دلالت کرتا ہے عموم حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ کا یعنی جو مذکور ہے باب میں مگر جو معاذ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ وارث ہوتا ہے مسلمان کافر کا بغیر عکس کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ اسلام بڑھتا ہے اور نہیں کم ہوتا اور یہی قول ہے سعید بن میسّب رحمہ اللہ اور مسروق رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا کہ وارث ہوتا ہے مسلمان کافر

کا بغیر عکس کے جیسا کہ ہمارا نکاح ان میں جائز ہے اور ان کا نکاح ہم میں جائز نہیں اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے اور وہ صریح ہے مراد میں اور نہیں ہے قیاس باوجود نص کے اور نہیں ہے حدیث نص مراد میں بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ فاضل ہے سب دینوں پر اور نہیں تعلق ہے اس کو ساتھ میراث کے اور البتہ معارض ہے اس کو قیاس اور وہ یہ ہے کہ وارث ہونا آپس میں متعلق ہے ساتھ ولایت کے اور نہیں ولایت ہے درمیان مسلمان اور کافر کے لقولہ تعالیٰ ﴿لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اَوْلِيَآءَ﴾ ۔ (فتح)

٦٢٦٧۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ.

٦٢٦٧۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں وارث ہوتا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ نہیں وارث ہوتے باہم دو مذہب والے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ ایک مذہب کا کافر دوسرے مذہب کے کافر کا وارث نہیں ہوتا اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اس پر کہ مراد دونوں مذہبوں سے اسلام اور کفر ہے اور یہ اولیٰ ہے حمل کرنے اس کے سے اوپر ظاہر عموم اس کے سے یہاں تک کہ منع ہو وارث ہونا یہودی کا مثلاً نصرانی سے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ کافر وارث ہوتا ہے کافر کا اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اکثر کا اور مقابل اس کے مالک اور احمد سے ہے اور اس سے فرق بھی ہے درمیان ذمی اور حربی کے اور اسی طرح نزدیک شافعیہ کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ نہیں وارث ہوتا حربی ذمی کا اور اگر دونوں حربی ہوں تو شرط ہے کہ ایک گھر سے ہوں اور شافعیہ کے نزدیک فرق نہیں اور نزدیک ان کے ایک وجہ ہے مانند حنفیہ کے اور ثوری اور ربیعہ کا یہ قول ہے کہ کفر تین مذہب ہیں یہودی اور نصرانی اور غیر ان کے سوان میں سے ایک مذہب کا کافر دوسرے مذہب کے کافر کا وارث نہیں ہوتا اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ ہر ایک فرقہ کفار میں سے ایک مذہب ہے پس نہیں وارث ہوتا وثنی مجوسی کا اور نہ یہودی نصرانی کا اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور اختلاف ہے مرتد میں سو کہا شافعی اور احمد نے کہ جب وہ مر جائے تو ہو جاتا ہے مال اس کا فی مسلمانوں کے واسطے اور کہا مالک نے کہ ہوتا ہے فی مگر یہ کہ قصد کرے اپنے مرتد ہونے سے کہ محروم کرے اپنے مسلمان وارثوں کو سو ہوگا ان کے واسطے اور اسی طرح کہا ہے اس نے زندیق میں اور ابو یوسف اور محمد سے روایت ہے کہ اس کے مسلمان وارثوں کے واسطے ہے اور ابو حنیفہ سے ہے کہ جو مرتد ہونے سے پہلے کمایا ہو وہ اس کے مسلمان وارثوں کے واسطے ہے اور جو بعد مرتد ہونے کے کمایا ہو وہ بیت المال میں داخل کیا جائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لا یرث، الخ اوپر جواز تخصیص عموم

کتاب کے ساتھ خبر واحد کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ وَالْمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ وَإِثْمِ مَنِ انْتَفٰى مِنْ وَلَدِهٖ.

میراث غلام نصرانی کی اور مکاتب نصرانی کی اور گناہ ان کا جو انکار کرے اپنے لڑکے سے یعنی کہے کہ میرا نہیں

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ نہیں داخل کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں کوئی حدیث اور مذہب علماء کا یہ ہے کہ نصرانی غلام اگر مر جائے تو اس کا مال اس کے مالک کے واسطے ہے ساتھ غلام ہونے کے اس واسطے کہ ملک غلام کی صحیح نہیں ہے اور نہ مستقر ہے سو وہ مال اس کے مالک کا ہے مستحق ہوتا ہے وہ اس کا نہ بطریق میراث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مستحق ہوتا ہے بطریق میراث کے اس مال کا کہ مورث کی ملک مستقر ہو اور ابن سیرین سے ہے کہ اس کا مال بیت المال کے واسطے ہے اور مالک کے واسطے اس سے کچھ چیز نہیں واسطے مختلف ہونے ان کے دین کے اور بہر حال مکاتب سو اگر مر گیا بدل کتابت کے ادا کرنے سے پہلے اور بقدر باقی کتابت ادا کرنے کے مال چھوڑ جائے تو اس کی کتابت میں لیا جائے اور جو باقی رہے وہ بیت المال کے واسطے ہے اور کہا ابن منیر نے احتمال ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا ہو یہ کہ درج کرے اس ترجمہ کو تحت اس حدیث کے جو اس سے پہلے ہے اس واسطے کہ نظر اس میں محتمل ہے جیسے کہا جائے کہ لیتا ہے مال کو اس واسطے کہ غلام اس کے ملک ہے اور اس کو جائز ہے کہ زندگی میں اس سے لے سو کس طرح نہ لے گا اس سے بعد مرنے کے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہ لے اس کو واسطے عموم حدیث کے کہ نہیں وارث ہوتا مسلمان کافر کا اور اول قول باوجہ ہے اور اگر نصرانی غلام کو مسلمان آزاد کرے تو اس میں آٹھ قول ہیں سو کہا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ مانند غلام آزاد مسلمان کی ہے جب کہ اس کے واسطے وارث ہوں ورنہ اس کا مال اس کے مالک کے واسطے ہے اور بعض نے کہا کہ وارث ہوتا ہے اس کا لڑکا خاصۃً اور عکس میں جب کافر مسلمان غلام کو آزاد کرے تو جمہور کے نزدیک نہیں وارث ہوتا ہے اس کا ساتھ ولاء کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ ادَّعٰى أَخًا أَوِ ابْنَ أَخٍ

جو دعویٰ کرے بھائی کا یا بھائی کے بیٹے کا

٦٢٦٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِيْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ عُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلٰى شَبَهِهٖ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ

٦٢٦٨ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے میں تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے بھائی عتبہ کا بیٹا ہے اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے میں اس کو اس کے مشابہ دیکھتا ہوں اور کہا عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہ یا حضرت! یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا اس کی لونڈی سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مشابہت کی طرف نظر

زَمْعَةَ هٰذَا أَخِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْ مِنْ وَلِيْدَتِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى شَبَهِهٖ فَرَأٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ.

کی سو اس کی مشابہت عتبہ سے ظاہر دیکھی سو فرمایا کہ یہ تیرے واسطے ہے اے عبد! لڑکا فرش والے کا ہے اور زانی کو پتھر اور اے سودہ! تو اس سے پردہ کیا کر کہا سو اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو کبھی نہ دیکھا۔

فائدہ: شرح میں یہ حدیث اس باب کے تحت میں داخل ہے باب اثم من انتفی من ولدہ اور البتہ پوشیدہ رہی ہے توجیہ اس ترجمہ کی اس حدیث کے واسطے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ عتبہ مسلمان مرا تھا اور یہ جو چیز کہ اس کو باعث ہوئی تھی اس پر کہ وصیت کرے اپنے بھائی کو ساتھ لینے لڑکے زمعہ کی لونڈی کے یہ خوف تھا کہ ہو سکوت اس کا اس سے مع اس اعتقاد کے کہ وہ اس کا بیٹا ہے بجائے نفی کے اور اس نے سنا ہوا تھا وعدہ عذاب کا اس شخص کے حق میں جو اپنے لڑکے سے انکار کرے سو اپنے بھائی کو اس نے وصیت کی کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور حکم کیا اس کو ساتھ لاحق کرنے کے اور برتقدیر اس کے کہ عتبہ کافر مرا تھا سو احتمال ہے کہ ہو یہ باعث واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے اوپر لاحق کرنے اپنے بھائی کے بیٹے کے اور اپنے بھائی کے بیٹے کی نفی کرنا ملحق ہے ساتھ نفی بیٹے اپنے کے اس واسطے کہ کبھی وہ وارث ہوتا ہے اپنے چچا کا جیسا کہ وارث ہوتا ہے اپنے باپ کا اور البتہ وارد ہوا ہے وعدہ عذاب کا اس کے حق میں جو اپنے بیٹے سے انکار کرے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ جو اپنے بیٹے سے انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں تو البتہ اللہ اس کو رسوا کرے گا دنیا میں اور آخرت میں اور ایک روایت میں ہے کہ چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے اور متن کے مطابق یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اس واسطے کہ متن میں یہ حدیث ترجمہ من ادعا اخا کے تحت میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ

جو جان بوجھ کر اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے رشتہ لگائے اور اپنے باپ کے سوائے کسی دوسری کو باپ بتلائے۔

فائدہ: شاید مراد بیان گناہ اس کے کا ہے یا مطلق چھوڑا واسطے واقع ہونے وعید کے بیچ اس کے ساتھ کفر کے اور ساتھ حرام کرنے بہشت کے سو حوالے کیا اس کے اس شخص کی نظر کی طرف جو کوشش کرتا ہے اس کی تاویل میں۔ (فتح)

٦٢٦٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ

۶۲۶۹۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے رشتہ لگائے

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَذَكَرْتُهُ لِأَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بتلائے اور وہ جانتا بھی ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو بہشت اس پر حرام ہے پھر میں نے اس حدیث کو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں نے بھی میرے دونوں کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا۔

فائدہ: ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔

٦٢٧٠۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَآئِكُمْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ أَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ.

٦٢٧٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روگردانی کرو اپنے باپوں سے یعنی اپنے باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ نہ بتلاؤ اور جو اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بتلائے تو وہ کافر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بعض کم ذات لوگ آپنے آپ کو سید یا مغل وغیرہ بتلاتے ہیں وہ بہت برا کرتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ ان دونوں حدیثوں کے یہ معنی نہیں کہ جو مشہور ہو ساتھ نسبت کے طرف غیر باپ اپنے کی مانند متبنی ہونے کے وہ داخل ہے وعید میں مانند مقداد بن اسود کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو جان بوجھ کر اپنا باپ چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا باپ بتلائے جیسے مثلا نائی ہو اور کہے کہ میں سید ہوں اور نہیں مراد ہے ساتھ کفر کے حقیقی کفر جس کا صاحب ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث ماضی میں کہ ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے اور ہر قوم کا غلام آزاد اسی قوم میں داخل ہے نہیں ہے اپنے عموم پر اس واسطے کہ اگر اپنے عموم پر ہوتی تو جائز ہوتا کہ مثلا اپنے ماموں کی طرف منسوب کیا جائے اور ہوتی وہ حدیث معارض باب کی حدیث کو جس میں تصریح ہے ساتھ وعید کے اس کے حق میں جو یہ کام کرے سو معلوم ہوا کہ وہ حدیث خاص ہے اور مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ ان میں سے ہے شفقت اور بھلائی اور امداد کرنے میں اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ ابْنًا

جب دعویٰ کرے عورت بیٹے کا اور کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے

٦٢٧١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٦٢٧١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرٰى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَام فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُوْلُ إِلَّا الْمُدْيَةَ.

بھیڑیا آیا سو ایک عورت کے بیٹے کو لے گیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے ہی بیٹے کو بھیڑیا لے گیا اور دوسری عورت نے کہا کہ تیرے ہی بیٹے کو بھیڑیا لے گیا تو دونوں داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا فیصل کروانے کو آئیں سو انہوں نے وہ لڑکا بڑی عورت کو دلوایا سو وہ دونوں نکل کر سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے یہ حال کہا تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو چھری دو تاکہ میں اس لڑکے کو آدھا آدھا کاٹ کر ان دونوں عورتوں کو دوں تو چھوٹی عورت نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے یہ نہ کر وہ لڑکا اس بڑی عورت کا ہے یعنی اب میں نے دعویٰ چھوڑا دوسری کو دیجیے تو سلیمان علیہ السلام نے وہ لڑکا چھوٹی عورت لکو دلوایا۔

کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی سکین کو نہیں سنا مگر اس دن اور نہ کہتے تھے ہم چھری کو مگر مدیہ۔

فائدہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کو لڑکا اس واسطے دلوایا کہ اس کو درد آیا اس لڑکے کا کاٹنا گوارہ نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکا اسی کا تھا اور اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزری کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اس پر کہ ماں نہیں ملحق کر سکتی خاوند سے جس سے وہ انکار کرے پھر اگر گواہ قائم ہوں تو قبول کی جائے جہاں اس کی عصمت میں ہو اور اگر خاوند والی نہ ہو اور کہے اس کے واسطے جس کا کوئی باپ معلوم نہ ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے اور کوئی اس میں تنازع نہ کرے تو اس کے قول پر عمل کیا جائے اور وہ اس کا وارث ہوگا اور وہ اس کی وارث ہوگی اور وارث ہوں گے اس کے بھائی ماں کی طرف سے اور نزاع کی ہے اس سے ابن تین نے حکایت کی اس نے ابن قاسم سے کہ نہ قبول کیا جائے قول اس عورت کا جب کہ دعویٰ کرے گر پڑے لڑکے کا اور البتہ استنباط کیا ہے اس سے نسائی نے کہ جائز ہے حاکم کے واسطے یہ کہ توڑ ڈالے اس حکم کو جو اس کے غیر نے کیا ہو خواہ وہ غیر اس کے برابر ہو یا اس سے افضل ہو۔ (فتح)

بَابُ الْقَآئِفِ — باب ہے قیافہ شناس کے بیان میں

فائدہ: قائف وہ ہے جو پہچانے شبہ کو اور جدا کرے نشان کو۔

٦٢٧٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

٦٢٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے اس حال میں کہ خوش تھے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ فَقَالَ أَلَمْ تَرٰى أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ.

آپ کے چہرے کے خط چمکتے تھے سو فرمایا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز نے اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی طرف نظر کی سو کہا کہ بیشک یہ پیر بعض بعض سے ہیں۔

٦٢٧٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرٰى أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَاٰى أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوْسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ.

٦٢٧٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر داخل ہوئے اس حال میں خوش تھے سو فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز مدلجی آیا سو اس نے اُسامہ اور زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور ان دونوں پر چادر تھی دونوں نے اپنے سروں کو ڈھانکا ہوا تھا اور ان کے پاؤں ننگے تھے اس نے کہا کہ یہ پیر بعض بعض سے ہیں۔

فائدہ: کہا ابو داؤد نے کہ نقل کیا ہے احمد بن صالح نے اہل نسب سے کہ لوگ جاہلیت کے زمانے میں اُسامہ رضی اللہ عنہ کے نسب میں طعنہ دیتے تھے اس واسطے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نہایت سیاہ رنگ تھے اور ان کے باپ زید رضی اللہ عنہ سفید رنگ تھے سو جب کہا قیافہ شناس نے جو کہا باوجود مختلف ہونے رنگ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت خوش ہوئے اس واسطے کہ ان کے واسطے روکنے والا تھا طعن کرنے سے اُسامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اہل واسطے کہ وہ قیافہ شناس کے بڑے معتقد تھے اور اس حدیث میں جائز ہونا گواہی کا ہے اوپر منقبت یعنی خوشی کسی شخص کے اور کفایت کرنا ساتھ معرفت اس کی کے بغیر دیکھنے منہ اس کے اور جواز لیٹنا مرد کا اپنے بیٹے کے ساتھ ایک کپڑے میں اور قبول کرنا گواہی اس شخص کی کا جو بغیر مانگے گواہی دے وقت عدم تہمت کے اور خوش ہونا حاکم کا ساتھ ظاہر ہونے حق کے واسطے ایک کے مدعی اور مدعا علیہ سے۔

تنبیہ: وجہ داخل کرنے اس حدیث کے کی کتاب الفرائض میں رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں معتبر ہے قول قیافہ شناس کا اس واسطے کہ جس نے اس کے قول کا اعتبار کیا اور اس کے ساتھ عمل کیا تو لازم آتا ہے اس سے حاصل ہونا توارث کا درمیان ملحق اور ملحق بہ کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

کتاب ہے حدود کے بیان میں

فائدہ: حدود جمع حد کی ہے اور مراد اس سے اس جگہ حد زنا کی اور شراب اور سرقہ کی ہے اور حصر کیا ہے بعض علماء نے اس چیز کو کہ کہا گیا ہے اس کے ساتھ حد واجب ہے سترہ چیزوں میں سو متفق علیہ سے مرتد ہونا ہے اور محاربہ کرنا جب تک کہ تو نہ توبہ کرے قدرت سے پہلے اور زنا اور قذف ساتھ اس کے اور پینا شراب کا برابر ہے کہ نشہ لائے یا نہ اور چوری اور مختلف فیہ سے انکار کرنا ہے عاریت سے اور پینا اس چیز کا جس کا بہت نشہ لائے غیر شراب سے اور قذف ساتھ غیر زنا کے اور تعریض ساتھ قذف کے اور دبر میں زنا کرنا اگرچہ اس کے ساتھ ہو جس سے اس کو نکاح کرنا حلال ہے اور زنا کرنا چوپائے سے اور مشت زنی کرنا اور قابو دینا عورت کا اپنے اوپر بندر وغیرہ چوپایوں کو اور جادو کرنا اور سستی سے نماز چھوڑنا اور رمضان کا روزہ نہ رکھنا اور یہ سب کچھ خارج ہے اس چیز سے کہ مشروع ہے اس میں لڑنا جیسے کوئی قوم زکوۃ دینا چھوڑ دیں اور اس کے واسطے لڑائی قائم کریں اور اصل حد کے معنی ہیں جو آڑ ہو دو چیزوں کے درمیان دونوں کو باہم ملنے سے منع کرے اور نام رکھا گیا زانی کی عقوبت اور مانند اس کی کا حد اس واسطے کہ وہ مانع ہوتی ہے اس کو پھر کرنے سے یا اس واسطے کہ وہ مقلد ہے شارع کی طرف سے اور کبھی حدود سے مراد خود گناہ ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْحُدُوْدِ

جو ڈرایا جاتا ہے حدود سے

فائدہ: بعض نسخوں میں یہ معطوف ہے کتاب الحدود پر۔

بَابُ الزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُنْزَعُ مِنْهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ فِي الزِّنَا

زنا کرنا اور شراب پینا یعنی ڈرانا ان کے کرنے سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کھینچا جاتا ہے اس سے نور ایمان کا زنا میں۔

فائدہ: روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو حرام کاری کرے اللہ اس کے دل سے ایمان کا نور کھینچ لیتا ہے پھر اگر چاہے تو اس کو پھر دیتا ہے۔

٦٢٧٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ

۶۲۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ

بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِی الزَّانِیْ حِيْنَ يَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيْهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَّا النُّهْبَةَ.

زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور نہیں پیتا کوئی شراب جب کہ پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور نہیں چوری کرتا کوئی جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور نہیں اچک لیتا کوئی چیز جس میں لوگ اس کی طرف آنکھیں اٹھائیں اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور ابن شہاب رحمہ اللہ سے سعید سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مثل اس کی سوائے نہبہ کے نہبہ کا اس میں ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: مقید کیا نفی ایمان کو ساتھ حالت ارتکاب کرنے اس کے بدی کو اور مقتضا اس کا یہ ہے کہ نہیں بدستور رہتا ہے وہ بعد فارغ ہونے اس کے یہی ہے ظاہر اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ اس کا دور ہونا اس حالت میں عدم ایمان کا اس وقت ہے جب کہ اقلاع کلی ہو اور بالکل اس گناہ سے الگ ہو جائے اور بہر حال اگر فارغ ہو اور حالانکہ وہ اس گناہ پر اصرار کرنے والا ہو تو وہ مانند مرتکب کی ہے سو باوجہ ہوگا یہ کہ نفی ایمان کی اس سے بدستور رہتی ہے اور مراد نہبہ سے وہ مال ہے جو کھلم کھلا قہر سے لیا جائے اور احتمال ہے کہ ہو مراد نہ پردہ کرنے سے یعنی لوگوں کے سامنے اچک لے برخلاف سرقہ کے کہ وہ کبھی پوشیدہ ہوتا ہے اور اچک لینا اشد تر ہے چوری سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے زیادہ جرأت اور بے پرواہی سے اور یونس کی روایت میں ہے ذات شرف یعنی قدر قیمت والی چیز کو اچک لے کہ لوگ اس کو جھانکیں نہ نظر کرنے والے طرف اس کی اسی واسطے وصف کیا ہے اس کو ساتھ اس کے کہ لوگ اپنی آنکھیں اس طرف اٹھائیں اور ذکر کیا ہے طبری نے اختلاف کو بیچ تاویل اس کی کے اور قوی تر باعث اوپر پھیرنے اس کے ظاہر سے واجب کرنا حد کا ہے زنا میں مختلف طور سے بیچ حق آزاد شادی شدہ کے اور آزاد کنوارے کے اور بیچ حق غلام کے سو اگر مراد نفی ایمان سے ثابت ہونا کفر کا ہوتا تو سب عقوبت میں برابر ہوتے اس واسطے کہ مکلفین اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ ایمان اور کفر کے برابر ہے سو جب ان لوگوں کی سزا مختلف ہے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ ان چیزوں کا کرنے والا کافر نہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ محققین کے نزدیک صحیح معنی اس کے یہ ہیں کہ مراد نفی کمال ایمان کی ہے یعنی وہ اس حالت میں کامل ایمان دار نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تاویل کی ہم نے اس حدیث کی واسطے حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ کی جو لا الہ الا اللہ کہے وہ بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ زنا اور چوری کی ہو

اور واسطے حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کے جو مشہور ہے کہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اس پر کہ نہ چوری کریں نہ زنا کریں، الحدیث اور اس کے اخیر میں ہے کہ جو ان میں سے کوئی چیز کرے پھر اس کے بدلے دنیا میں سزا پائے تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا نہ پائے تو اللہ کی مشیت میں ہے چاہے اس کو معاف کرے چاہے عذاب کرے سو اس حدیث نے مع اس آیت کے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ مع اجماع اہل سنت کے اس پر کہ کبیرے گناہ کرنے والے کو کافر نہ کہا جائے مگر ساتھ شرک کے مضطر کیا ہے ہم کو طرف تاویل اس حدیث کی اور بعض علماء نے کہا کہ مراد وہ شخص ہے جو اس کو حلال جان کر کرے باوجود اس کے کہ اس کو حرام جانتا ہو اور کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اس سے نام مدح کا کھینچا جاتا ہے پس نہ کہا جائے اس کو مومن بلکہ کہا جائے زانی اور چور اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ اس سے نور ایمان کا کھینچا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ کھینچی جاتی ہے اس سے بصیرت اس کی اللہ کی اطاعت میں اور بعض نے کہا کہ یہ حدیث مشکل ہے اس کی تاویل نہ کی جائے اس کو ظاہر پر چھوڑا جائے اور بعض نے کہا کہ وہ خبر ہے ساتھ معنی نہی کے یعنی سزاوار ہے ایمان دار کو کہ یہ کام کرے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ منافق ہوتا ہے نفاق گناہ کا نہ نفاق کفر کا یہ اوزاعی سے محکی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مشابہ ہوتا ہے کافر کو اس کے عمل میں اور ایک یہ قول ہے کہ مراد نفی ایمان سے غافل ہونا ہے اس واسطے کہ گناہ غافل کرتا ہے اس کو ایمان سے اور ایک یہ قول ہے کہ مراد نفی ایمان سے نفی امان کی ہے اللہ کے عذاب سے اور ایک یہ قول ہے کہ مراد نفی ایمان سے زجر اور تنفیر ہے اور نہیں مراد ہے ظاہر اس کا اشارہ کیا ہے اس کی طرف طیبی نے اور ایک قول یہ ہے کہ مراد نفی ایمان سے یہ ہے کہ سلب کیا جاتا ہے اس سے ایمان بیچ حالت کرنے اس کے کبیرے کو اور جب گناہ سے الگ ہوتا ہے تو ایمان اس کی طرف پھر آتا ہے اور یہ ظاہر اس کا کہ مسند کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ایک روایت میں عکرمہ سے اتنا زیادہ ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کس طرح کھینچا جاتا ہے اس سے ایمان؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا پھر ان کو نکالا ایک دوسرے سے پھر جب توبہ کرے تو اس کی طرف پھر آتا ہے اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا اور حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے معنی میں تیرہ قول ہیں سوائے قول خارجیوں کے اور کہا مازری نے کہ یہ تاویلیں دفع کرتی ہیں قول خوارج کے کو اور جو ان کے موافق ہیں رافضیوں سے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا کافر مخلد فی النار ہے جب کہ بغیر توبہ کے مر جائے اور اسی طرح قول معتزلہ کا کہ وہ فاسق مخلد فی النار ہے اس واسطے کہ ان تمام گروہ مذکورین نے تعلق پکڑا ہے ساتھ اس حدیث کے اور جو اس کے مشابہ ہے اور جب کہ اس میں احتمال ہے ان تاویلوں کا جو ہم نے کیں تو دفع ہوئی حجت ان کی اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جو زنا کرے داخل ہوتا ہے اس وعید میں برابر ہے کہ شادی شدہ ہو یا کنوارا اور برابر ہے کہ مزنیہ اجنبی عورت ہو یا محرم اور نہیں شک ہے کہ وہ محرم کے حق میں فاحش تر ہے

اور بیوی والے سے اعظم ہے اور نہیں داخل ہے اس میں وہ چیز جس پر زنا کا نام بولا جاتا ہے لمس محرم اور تقبیل اور نظر سے اس واسطے کہ عرف شرعی میں اگرچہ ان گناہوں کا نام زنا ہے لیکن نہیں داخل ہیں اس میں اس واسطے کہ وہ صغیرے گناہوں میں سے ہیں کما مرتقریرہ اور اس حدیث میں ہے کہ جو چوری کی تھوڑی ہو یا بہت اور اسی طرح جو اچک لے داخل ہے وہ وعید میں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بعض علماء نے شرط کی ہے بیچ ہونے غصب کے کبیرہ گناہ یہ کہ ہو غصب کی گئی چیز نصاب یعنی جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور اسی طرح چوری میں اگرچہ نصاب سے کم سرقہ بھی حرام ہے اور اس حدیث میں تعظیم شان لینے حق غیر کے کا ہے ناحق یعنی کسی کا مال ناحق لینا بڑا بھاری گناہ ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس پر قسم کھائی اور نہیں قسم کھاتے حضرت ﷺ مگر اوپر ارادے تعظیم مقسم علیہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جو شراب پیئے داخل ہوتا ہے وعید مذکور میں برابر ہے کہ تھوڑا ہو یا بہت اس واسطے کہ شراب پینا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ جو مترتب ہوتا ہے اوپر شراب پینے کے گناہ سے خلل عقل سے فاحش تر ہے پینے اس چیز کے سے کہ نہیں متغیر ہوتی ہے اس سے عقل اور بنا بر اس قول کے کہ ترجیح دی ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے نہیں ہے کوئی اشکال بیچ کسی چیز کے اس سے اس واسطے کہ نقص کمال کے واسطے کئی مراتب ہیں بعض قوی تر ہیں بعض سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ لوٹنا کل حرام ہے یہاں تک کہ جس میں مالک اجازت دے مانند پھینکنے روپوں پیسوں کے شادی بیاہ میں لیکن تصریح کی ہے نخعی اور حسن اور قتادہ نے کہ شرط حرام ہونے کی یہ ہے کہ بغیر اجازت مالک کے ہو اور تصریح کی ہے مالکیہ اور شافعیہ اور جمہور نے ساتھ کراہت اس کی کے اور مکروہ رکھا ہے اس کو اصحاب میں سے ابومسعود بدری نے اور تابعین میں سے نخعی اور عکرمہ نے کہا ابن منذر نے اور نہیں مکروہ جانا انہوں نے اس کو جہت مذکورہ سے بلکہ اس واسطے کہ ایسی صورت میں لینا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے جس میں زیادہ زور ہو یا شرم کم ہو اور حجت پکڑی ہے حنفیہ نے اور جو ان کے موافق ہیں ساتھ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کے مرفوع کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا ہے میں نے تم کو لشکر کی لوٹ سے اور بہرحال جو شادیوں میں لوٹ ہوتی ہے وہ منع نہیں اور اس حدیث کی سند ضعیف ہے کہا ابن منذر نے کہ یہ حجت قوی ہے بیچ جواز لینے اس چیز کے جو نثار کی جاتی ہے شادیوں میں اور مانند اس کی میں اس واسطے کہ مباح کرنے والے کو ان کے حال کا اختلاف معلوم ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ لوٹنے میں ان کا حال مختلف ہے کوئی زور والا ہے کوئی کمزور جیسا کہ حضرت ﷺ نے اس کو معلوم کیا اور اس کی اجازت دی بیچ لینے گوشت اس اونٹ کے جس کو ذبح کیا تھا اور جو معنی اس میں ہیں وہ نثار میں موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ — بیچ مارنے شراب خور کے

فائدہ: یعنی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ متعین ہیں کوڑے اور شراب کے حرام ہونے کا بیان مفصل طور سے اول

اشربہ میں گزر چکا ہے۔

٦٢٧٥۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ.

٦٢٧٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مارا شراب میں چھڑیوں اور جوتوں سے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے۔

فائدہ: اور روایت کی بیہقی نے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو اس کو دو چھڑیوں سے بقدر چالیس چھڑیوں کے ماریں پھر اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے لوگوں سے مشورہ لیا تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زیادہ تر ہلکی حد اسی کوڑے ہیں تو حکم کیا ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ نے۔

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِي الْبَيْتِ

جس نے حکم کیا حد مارنے کا گھر میں یعنی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ نہ ماری جائے حد پوشیدہ

فائدہ: اور البتہ وارد ہوا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے بیچ قصے اس کے بیٹے ابوشحمہ کے جب کہ اس نے مصر میں شراب پی اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس کو گھر میں حد ماری کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا اور حاضر کیا اس کو مدینے میں اور اس کو لوگوں کے سامنے کھلم کھلی حد ماری روایت کیا ہے اس کو ابن سعد نے اور جمہور اہل علم اس پر ہیں کہ گھر میں حد مارنا کافی ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کو اوپر مبالغہ کرنے کے بیچ تادیب اپنے بیٹے کے نہ یہ کہ قائم کرنا حد کا نہیں صحیح ہے مگر کھلم کھلا۔ (فتح)

٦٢٧٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوْ بِابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ بِالْبَيْتِ أَنْ يَّضْرِبُوْهُ قَالَ فَضَرَبُوْهُ فَكُنْتُ أَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ.

٦٢٧٦۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا گیا نعیمان یا ابن نعیمان اس حال میں کہ اس نے شراب پی تھی سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گھر میں تھے کہ اس کو ماریں سو انہوں نے اس کو مارا اور میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو جوتے مارے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز قائم کرنے حد کے مست پر اور اس کے نشے کی حالت میں اور یہی قول ہے بعض ظاہریہ کا اور جمہور اس کے برخلاف ہیں اور تاویل کی ہے انہوں نے حدیث کی ساتھ اس کے کہ مراد ذکر کرنا سبب ضرب کا ہے اور یہ کہ یہ وصف بدستور ہے بیچ حال مارنے اس کے اور تائید کی ہے انہوں نے اس کی معنی سے اور وہ یہ ہے کہ مقصود مارنے سے حد میں درد پہنچانا ہے تا کہ حاصل ہو ساتھ اس کے باز رہنا اور حدیث میں حرام ہونا شراب کا ہے اور واجب ہونا حد کا اس کے پینے والے پر برابر ہے کہ تھوڑی شراب پی ہو یا بہت اور برابر ہے کہ نشہ لائے یا نہ۔

بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ — چھڑیوں اور جوتوں سے مارنا یعنی شراب خور کو

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں ہے شرط کوڑے مارنا اور اختلاف ہے اس میں تین قول پر صحیح تر یہ قول ہے کہ جائز ہے مارنا کوڑوں کا اور صرف جوتوں اور چھڑیوں اور کپڑوں سے بھی مارنا جائز ہے بغیر کوڑوں کے دوسرا قول یہ ہے کہ متعین ہے کوڑے مارنا، تیسرا یہ قول ہے کہ متعین ہے ضرب اور حجت راجح کی یہ ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کیا گیا اور نہیں ثابت ہوا منسوخ ہونا اس کا اور کوڑے مارنا اصحاب کے زمانے میں جاری ہوا سو دلالت کی اس نے اس کے جواز پر اور حجت دوسرے کی یہ ہے کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ام میں کہا کہ اگر قائم کی جائے اس پر حد ساتھ کوڑوں کے اور مر جائے تو واجب ہے دیت سو برابر کیا اس کو اور اس کو جب کہ زیادہ ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ اصل ضرب بغیر کوڑوں کے ہے اور تصریح کی ہے کہ نہیں جائز ہے حد مارنا ساتھ کوڑوں کے اور تصریح کی ہے قاضی حسین نے ساتھ معین کرنے کوڑوں کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اس پر اجماع ہے اصحاب کا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں کہ اجماع ہے اوپر کفایت کرنے کے ساتھ چھڑیوں اور جوتوں اور کپڑوں کے اور صحیح تر جواز اس کا ہے ساتھ کوڑوں کے اور تنہا ہوا ہے وہ جس نے کہا کہ کوڑے شرط ہیں اور یہ قول غلط ہے مخالف ہے صحیح حدیثوں کے اور میانہ روی اختیار کی ہے بعض متاخرین نے سو معین کیا ہے اس نے کوڑوں کو واسطے سرکشوں کے اور جوتے اور کپڑے ضعیف لوگوں کے واسطے اور جوان کے سوائے ہے جوان کے لائق ہو اور یہ باوجہ ہے۔ (فتح)

٦٢٧٧ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِنُعَيْمَانَ أَوْ بِابْنِ نُعَيْمَانَ وَهُوَ

٦٢٧٧ـ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعیمان یا ابن نعیمان حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا اور حالانکہ وہ نشے میں تھا سو حضرت ﷺ پر دشوار گزرا اور حکم کیا ان لوگوں کو جو گھر میں تھے کہ اس کو ماریں سو انہوں نے چھڑیوں اور جوتوں سے مارا اور میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو مارا۔

سَكْرَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِ وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَّضْرِبُوْهُ فَضَرَبُوْهُ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَكُنْتُ فِيْمَنْ ضَرَبَهٗ.

فائدہ: اور یہ حدیث مطابق ہے اور ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

٦٢٧٨۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ.

۶۲۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حد ماری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب میں چھڑیوں اور جوتوں سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس چھڑیاں ماریں۔

٦٢٧٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ أَنَسٌ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اضْرِبُوْهُ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ.

۶۲۷۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جس نے شراب پی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مارو کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو ہم میں سے بعض اپنے ہاتھ سے مارنے والا تھا اور بعض اپنے جوتے سے مارنے والا تھا اور بعض اپنے کپڑوں سے مارنے والا تھا پھر جب پھرے تو بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ تجھ کو رسوا کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح مت کہو اس پر شیطان کی مدد نہ کرو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے بھائی پر شیطان کی مدد نہ کرو اور وجہ شیطان کی مدد کرنے کی یہ ہے کہ شیطان جو اس کو گناہ اچھا کر کے دکھلاتا ہے تو مراد شیطان کی اس سے یہ ہے کہ آدمی کو رسوائی حاصل ہو سو جب انہوں نے اس پر رسوائی کی بددعا کی تو گویا کہ انہوں نے شیطان کا مقصود حاصل کیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ منع ہے بددعا کرنا گنہگار پر ساتھ دور کرنے کے اللہ کی رحمت سے مانند لعنت کی۔ (فتح)

٦٢٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدِ النَّخَعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ

۶۲۸۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نہیں ہوں کہ قائم کروں حد کو کسی پر سو مر جائے سو میں غمگین ہوں مگر شراب خور اس واسطے کہ اگر وہ مر جائے تو میں اس کی دیت دوں یعنی اس کو جو اس کے قبض کرنے کا مستحق ہے اور یہ دینا اس واسطے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُقِيْمَ حَدًّا عَلٰى أَحَدٍ فَيَمُوْتَ فَأَجِدَ فِيْ نَفْسِيْ إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّهٗ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهٗ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهٗ.

ہے کہ حضرت ﷺ نے اس میں کوئی عدد معین مسنون نہیں کیا۔

فائدہ: فیموت مسبب ہے اقیم سے اور قول اس کا اجد مسبب ہے سبب اور مسبب دونوں سے اور قول اس کا الا صاحب الخمر یعنی لیکن میں غمگین ہوتا ہوں حد شراب خور کی سے جب کہ مر جائے اور ایک روایت میں ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ جس پر ہم حد کو قائم کریں اور وہ مر جائے تو اس کے واسطے دیت نہیں مگر جس کو ہم شراب کی حد ماریں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو حد میں مارنے سے مر جائے اس کا بدلا نہیں یعنی اس کے قاتل پر مگر شراب کی حد میں سو علی رضی اللہ عنہ سے ہے جو پہلے گزرا اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر کوڑے کے غیر چیز سے مارے تو اس پر بدلا نہیں اور کوڑے میں بدلہ ہے بعض نے کہا دیت اور بعض نے کہا قدر تفاوت اس چیز کا ہے کہ کوڑے کی مار اور غیر میں ہے اور دیت اس میں عاقلہ پر ہے۔ (فتح)

٦٢٨١۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجُعَيْدِ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نُؤْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمْرَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ إِلَيْهِ بِأَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ آخِرُ إِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ أَرْبَعِيْنَ حَتّٰى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ.

٦٢٨١۔ حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ہم لائے جاتے تھے شراب خور حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور ابتدا میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے یعنی اول جانب میں سو کھڑے ہوتے ہم اس کی طرف اپنے ہاتھوں اور جوتوں سے اور اپنی چادروں سے یعنی سو اس کو مارتے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اخیر ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے یہاں تک کہ جب لوگوں نے سرکشی کی اور فسق کیا تو اسی کوڑے مارے۔

فائدہ: اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ چالیس کوڑوں کو مقرر کرنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے بیچ آخر خلافت فاروق کے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس چیز کے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور لکھنے اس کے کی طرف عمر رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسی کوڑوں کا حکم خلافت کے وسط میں تھا اس واسطے کہ خالد رضی اللہ عنہ ان کی خلافت کے وسط میں فوت ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ غایت کے جو اول مذکور ہے بدستور رہنا چالیس کا ہے سو نہیں ہے فا پیچھے آنے والی واسطے آخر خلافت کے بلکہ واسطے زمانے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور بیان اس چیز کے کہ واقع ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پس تقدیر یہ ہے کہ بدستور رہا مارنا چالیس کا اور مراد ساتھ غایت دوسری کے جو اس کے قول حتی اذا عتو میں تاکید ہے پہلی غایت کی یا بیان ہے اس چیز کا جو کی

عمر رضی اللہ عنہ نے بعد غایت اولیٰ کے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا درمیان ہوا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں چالیس کوڑے مارے یہاں تک کہ جب سرکش ہوئے، الخ اور اس روایت میں اشکال نہیں اور مراد عتوا سے اوندھا ہونا ہے سرکشی میں اور مبالغہ کرنا فساد میں اور بیچ پینے شراب کے اس واسطے کہ پیدا ہوتا ہے اس سے فساد اور فسقوا یعنی نکلے فرماں برداری سے اور یہ جو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی کوڑے ادنیٰ حدود ہے تو مراد اس سے وہ حدود ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں اور وہ حد زنا اور حد سرقہ اور حد قذف کی ہے اور یہ ہلکی تر ہے عقوبت میں اور کم تر ہے عدد میں اور روایت کی طحاوی نے اور بیہقی وغیرہ نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ شراب میں چالیس کوڑے مارتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی چالیس کوڑے مارتے تھے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عمر کو شام سے لکھا کہ بیشک لوگ شراب میں اوندھے پڑے ہیں اور اس کی سزا کو ہلکا جانتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اردگرد والوں سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے اور ان کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے مسجد میں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہماری رائے ہے کہ تو اس کو اسی کوڑے ٹھہرائے اس واسطے کہ جب وہ شراب پیتا ہے تو مست ہوتا ہے اور جب مست ہوتا ہے تو بکواس کرتا ہے اور جب بکواس کرے تو افترا کرتا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب میں اسی کوڑے مارے اور حدیثیں اس باب میں مختلف آئی ہیں بعض روایتوں میں چالیس عدد کا ذکر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور بعض مطلق میں ان میں سے کسی عدد معین کی قید نہیں اور مسلم میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارے اور سب سنت ہیں اور یہ یعنی چالیس کوڑے میرے نزدیک محبوب تر ہیں اس واسطے کہ اس میں جزم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور باقی حدیثوں میں کوئی عدد مذکور نہیں مگر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بقدر چالیس کے اور قصے کے سیاق میں وہ چیز ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ اصحاب پہچانتے تھے کہ حد شراب پینے کی چالیس کوڑے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشورہ کیا انہوں نے اس امر میں کہ حاصل ہو اس سے باز رہنا زیادہ اس پر جو مقرر تھا اشارہ کرتا ہے طرف اس کی تصریح کرنا اس کا بعض طریقوں میں کہ انہوں نے ناچیز جانا ہے عقوبت کو سو ان کی رائے نے تقاضا کیا کہ اضافہ کریں حد مذکور پر بقدر اس کے یا اجتہاد سے بنا بر اس کے کہ حدود میں قیاس کا داخل ہونا جائز ہے سو ہوگی کل حد اور استنباط کیا انہوں نے نص سے معنی کو جو تقاضا کریں زیادتی کو حد میں نہ نقصان کو یا جس قدر انہوں نے زیادہ کیا حد مذکور پر بطورِ تعزیر کے تھا واسطے ڈرانے کے اس واسطے کہ جب شراب خور پہچانے گا کہ عقوبت سخت ہوگئی تو ہوگا قریب تر طرف باز رہنے کی سو احتمال ہے کہ اس کے ساتھ باز آگئے ہوں اور رجوع کیا ہو امر نے طرف اس دستور کی کہ پہلے تھا یعنی چالیس سو علی رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا رجوع کرنے کو طرف حد منصوص کی اور اعراض کیا زیادتی سے واسطے منتفی ہونے سبب اس کے سے اور احتمال ہے کہ قدر زائد ان کے نزدیک خاص ہو ساتھ اس شخص کے جو متمرد اور

سرکش ہو اور ظاہر ہوں اس سے نشانیاں مشتہر ہونے کی ساتھ فجور کے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ حدیث کے بعض طریقوں میں نزدیک دارقطنی وغیرہ کے ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ضعیف آدمی لایا جاتا تھا تو اس کو چالیس کوڑے مارتے تھے اور اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے بھی مارے اور اسی بھی مارے اور کہا مازری نے کہ اگر اصحاب سمجھتے کہ شراب میں کوئی حد معین ہے تو اس میں رائے سے نہ کہتے جیسا کہ اور حکموں میں انہوں نے رائے سے نہیں کہا سو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے اجتہاد سے حد ماری ہے اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ حد معلوم کے سو واجب ہے پھرنا اس کی طرف اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو کہ جس چیز میں انہوں نے اجتہاد کیا تھا جو حد پر زیادہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تعزیر ہے بنا بر اس قول کے کہ اجتہاد کیا انہوں نے حد معین میں واسطے اس چیز کے لازم آتی ہے اس سے مخالفت سے اور البتہ روایت کی عبدالرزاق نے عبید بن عمیر سے کہ دستور تھا کہ جو شراب پیتا اس کو اپنے ہاتھوں اور جوتوں سے مارتے تھے پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی اسی طرح کیا یہاں تک کہ خوف کیا سو ٹھہرایا اس کو چالیس کوڑے پھر جب دیکھا کہ لوگ باز نہیں آتے تو ٹھہرایا اس کو اسی کوڑے اور کہا کہ یہ ہلکی تر حد ہے اور تطبیق درمیان حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جس میں تصریح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور وہ سنت ہیں اور درمیان حدیث ان کی کے جو مذکور ہے باب میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی حد معین مسنون نہیں کی ساتھ اس طور کے کہ نفی محمول ہے اس پر کہ آپ نے اسی کوڑے نہیں مارے یعنی نہیں مسنون کی کوئی چیز زائد چالیس سے اور تائید کرتا ہے اس کو قول اس کا کہ وہ فقط ایک چیز ہے جو ہم نے اپنی رائے سے کی یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف جو مشورہ دیا علی رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور بنا بر اس کے پس قول اس کا کہ اگر مر جائے تو اس کی دیت دوں یعنی ان چالیس میں جو زائد ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے بیہقی نے اور ابن حزم رحمہ اللہ نے اور احتمال ہے کہ ہو قول لم یسنہ یعنی نہیں مسنون کیا اسی کوڑوں کو واسطے قول اس کے دوسری روایت میں کہ وہ تو فقط ایک چیز ہے جو ہم نے از خود کی سو شاید علی رضی اللہ عنہ ڈرے اس چیز سے جو انہوں نے اپنے اجتہاد سے کی کہ مطابق نہ ہو اور خاص ہو وہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ انہوں نے اس کا مشورہ دیا تھا اور اس کے واسطے استدلال کیا تھا پھر ان کے واسطے ظاہر ہوا کہ کھڑے ہونا اس حکم پر جس پر امر پہلے تھا اولیٰ ہے سو اس کی ترجیح کی طرف رجوع کیا اور خبر دی کہ اگر وہ حد کو اسی کوڑوں سے قائم کریں اور مضروب مر جائے تو اس کی دیت دیں واسطے علت مذکورہ کے اور احتمال ہے کہ ہو ضمیر بیچ قول اس کے کہ لم یسنہ واسطے صفت ضرب کے اور ہونے اس کے ساتھ کوڑوں کے یعنی نہیں مسنون کیا حد مارنا کوڑوں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مارا جاتا ہے اس میں ساتھ جوتوں وغیرہ کے اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے اور کہا ابن حزم نے کہ حدیث ابو ساسان کی لائق تر ہے ساتھ قبول کرنے کے اس واسطے کہ تصریح کی گئی ہے اس میں ساتھ مرفوع ہونے حدیث کے علی رضی اللہ عنہ سے اور کہا ابن عبدالبر

نے کہ یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی یعنی جو مذکور ہوئی کہ حضرت ﷺ نے چالیس کوڑے مارے زیادہ تر ثابت ہے سب حدیثوں سے اس باب میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ فعل عمر رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے شراب خور کو اسی کوڑے مارے اس پر کہ حد شراب کی اسی کوڑے ہیں اور یہ قول تینوں اماموں کا ہے اور ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور دوسرا قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ شراب کی حد چالیس کوڑے ہیں اور یہی صحیح قول ہے اور احمد سے بھی دونوں طرح روایت آئی ہے کہا قاضی عیاض نے اجماع ہے اس پر کہ شراب میں حد واجب ہے اور اس کے انداز میں اختلاف ہے سو جمہور کا مذہب اسی کوڑے ہیں اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور قول میں اور احمد نے ایک روایت میں اور ابو ثور نے اور داؤد نے کہ چالیس کوڑے ہیں اور تابع ہوا ہے اس کی نقل اجماع پر ابن دقیق العید اور نووی اور جو اس کے تابع ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن منذر اور طبری وغیرہ نے حکایت کی ہے ایک گروہ اہل علم سے کہ شراب میں حد نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں فقط تعزیر ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ احادیث باب کے اس واسطے کہ وہ ساکت ہیں تعیین عدد ضرب سے اور جواب یہ ہے کہ اجماع منعقد ہوا ہے بعد اس کے اوپر واجب ہونے حد کے اور یہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے چوتھی بار میں شراب پینے والے کو قتل کیا تو یہ حدیث منسوخ ہے یعنی حکم قتل کا منسوخ ہے اور جو قائل ہے کہ حد شراب کی اسی کوڑے ہیں تو حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اجماع کے عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس واسطے کہ اصحاب کبار نے اس امر میں ان کی موافقت کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور فقط چالیس کوڑوں پر اقتصار کیا اس واسطے کہ وہی قدر ہے جس پر اتفاق کیا تھا اصحاب نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بسند اس انداز کے کہ حضرت ﷺ کے روبرو کیا گیا اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے اول عمر رضی اللہ عنہ کو اسی کوڑوں کا مشورہ کیا تھا تو قصے کے سیاق سے ظاہر ہوا کہ مشورہ دیا تھا انہوں نے ان لوگوں کے واسطے جو اس میں ڈوبے تھے اس واسطے کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ لوگوں نے عقوبت کو ناچیز جانا تھا اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے شافعیہ نے کہ کم تر حد شراب کی چالیس کوڑے ہیں اور جائز ہے اس میں زیادتی کرنا اسی تک بطور تعزیر کے اور نہ زیادہ کیا جائے اسی پر اور حاصل یہ ہے کہ حد شراب میں چھ قول ہیں اول قول یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس میں کوئی حد معلوم نہیں ٹھہرائی بلکہ جو جس کے لائق ہوتا اس قدر اس کو مارتے، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی حد چالیس کوڑے ہیں اور اس سے زیادہ مارنا جائز نہیں، تیسرا قول مثل اس کی ہے لیکن امام کو جائز ہے کہ اسی تک پہنچے اور یہ زیادتی حد میں داخل ہے یا تعزیر ہے یہ دو قول ہیں، چوتھا قول یہ ہے کہ شراب کی حد اسی کوڑے ہیں اور اس پر زیادتی جائز نہیں، پانچواں قول مثل اس کی ہے لیکن بقول تعزیر کے اسی پر زیادہ مارنا بھی جائز ہے اور ان سب اقوال پر کیا متعین ہے کوڑوں سے حد مارنا یا کسی اور چیز سے یا سب سے جائز ہے یہ اقوال ہیں، چھٹا قول یہ کہ اکثر شراب پیئے تو اس کو تین بار حد ماری جائے اور اگر

چوتھی یا پانچویں بار پیئے تو واجب ہے قتل کرنا اس کا اور یہ قول چھٹا بعید تر ہے اول قول سے اور یہ دونوں قول شاذ ہیں اور میں گمان کرتا ہوں کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اول قول ہے اس واسطے کہ اس نے عدد کا کوئی باب نہیں باندھا اور نہ صریح عدد میں کوئی چیز مرفوع روایت کی اور تمسک کیا ہے اس نے جو کہتا ہے کہ حد شراب میں چالیس کوڑے مارنا جائز نہیں ساتھ اس کے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تحری کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوسو پایا اس کو چالیس کوڑے سو اس کے ساتھ عمل کیا اور نہیں معلوم ہوا کہ کسی نے ان کے زمانے میں ان کی مخالفت کی ہو سو اگر سکوت اجماع ہو تو یہ اجماع سابق ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور تمسک کرنا اس کے ساتھ اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس کی سند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے اور اسی واسطے رجوع کیا ہے اس کی طرف علی رضی اللہ عنہ نے سو کیا اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کے روبرو اور ان اصحاب کے روبرو جو اس وقت وہاں موجود تھے ان میں سے ہیں عبداللہ بن جعفر اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما سو اگر سکوت اجماع ہو تو یہ اخیر ہے پس لائق ہے ترجیح اس کی اور تمسک کیا ہے اس نے جو چوتھی یا پانچویں بار میں قتل کرنے کا قائل ہے ساتھ اس چیز کے جو آئندہ باب میں آئے گی اور البتہ قرار پایا ہے اجماع اوپر ثابت ہونے حد شراب کے اور اس پر کہ نہیں ہے قتل بیچ اس کے اور بدستور رہا اختلاف چالیس اور اسی میں اور یہ خاص ہے ساتھ آزاد مسلمان کے اور بہر حال ذمی پس نہیں ہے حد بیچ اس کے اور احمد سے ایک روایت میں ہے کہ نہ حد مارا جائے اور غلام کی حد آدھی ہے آزاد سے اور اکثر اہل ظاہر کا یہ مذہب ہے کہ آزاد اور غلام حد شراب میں برابر ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَّعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ وَإِنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنَ الْمِلَّةِ

جو مکروہ ہے شراب خور کو لعنت کرنا اور یہ کہ وہ دین اسلام سے خارج نہیں

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف طریق تطبیق کے درمیان اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو حدیث باب کی نہی لعنت اس کی سے اور درمیان اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو حدیث اول باب کی کہ نہیں پیتا کوئی شراب اور حالانکہ وہ مومن ہو اور یہ کہ مراد اس سے نفی کمال ایمان کی ہے نہ یہ کہ وہ بالکل ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور تعبیر کی ساتھ کرامت کے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ نہی تنزیہ کے واسطے ہے اس کے حق میں جو مستحق لعنت کا ہو جب کہ مقصود لعنت کرنے والے کا اس سے محض گالی دینا ہو نہ جب کہ مقصود اس کا اصلی معنی اس کے ہوں اور وہ دور کرنا ہے اللہ کی رحمت سے سو اگر یہ مقصود نہ ہو تو حرام ہے خاص کر اس کے حق میں جو لعنت کا مستحق نہ ہو مانند اس شخص کی جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے خاص کر باوجود قائم کرنے حد کے اوپر اس کے بلکہ مستحب ہے اس کے واسطے دعا کرنا ساتھ توبہ اور مغفرت کے کما تقدم تقریرہ اور سبب اس تفصیل کے عدول کیا ترجمہ میں کراھۃ لعن شارب الخمر سے طرف اس کی ما یکرہ من سو اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف تفصیل کی اور بنا بر اس تقریر کے پس نہیں حجت ہے اس میں واسطے منع کرنے لعنت فاسق معین کے مطلق اور بعض نے کہا کہ منع خاص ہے ساتھ اس چیز

کے جو واقع ہو رو برو حضرت ﷺ کے تاکہ نہ وہم کرے شراب پینے والا وقت عدم انکار کے کہ وہ اس کا مستحق ہے سو اکثر اوقات ڈالتا ہے اس کے دل میں وہ چیز کہ قادر ہو ساتھ اس کے فتنے سے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ شیطان کے مددگار نہ بنو اپنے بھائی پر اور بعض نے کہا کہ منع ہے مطلق اس کے حق میں جس پر حد قائم کی جائے اس واسطے کہ حد نے گناہ کو اس سے اتار دیا ہے اور بعض نے کہا کہ منع ہے مطلق بیچ حق صاحب ذلت کے اور جواز مطلق بیچ حق مجاہرین کے اور صواب جانا ہے ابن منیر نے اس کو کہ منع ہے مطلق معین کے حق میں اور جائز ہے مطلق غیر معین کے حق میں اس واسطے کہ غیر معین کے حق میں زجر ہے تعاطی اس فعل کی سے اور معین کے حق میں ایذا ہے اس کے واسطے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی ایذا مسلمان کی سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ بددعا کرنا معین آدمی پر جو متصف ہو ساتھ کسی چیز کے گناہوں سے سو ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ حرام نہیں اور کاری گری بخاری رحمہ اللہ کی سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے لعنت کرنا اس کو جو گناہوں کے ساتھ متصف ہو بغیر اس کے کہ اس کے نام کو معین کیا جائے پس یہ جامع ہے دونوں مصلحت کو اس واسطے کہ معین آدمی کو لعنت کرنا اور اس پر بددعا کرنا بھی باعث ہوتا ہے اس کو اوپر تمادی کے یا ناامید کرتا ہے اس کو قبول کرنے توبہ کے سے برخلاف اس کے جب کہ اس کو متصف کی طرف پھیرا جائے اس واسطے کہ اس میں زجر ہے اس گناہ کے کرنے سے اور باعث ہے اس کے فاعل کے واسطے اوپر ہٹ جانے کے اس گناہ سے۔ (فتح)

٦٢٨٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِنَّهُ

٦٢٨٢۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک مرد کا نام عبداللہ تھا اور اس کا لقب حمار تھا یعنی گدھا اور وہ حضرت ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا اور البتہ حضرت ﷺ نے اس کو شراب پینے میں کوڑے مارے تھے سو وہ ایک دن حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ حد مارنے اس کے سو اس کو حد ماری گئی تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ الٰہی! اس کو لعنت کر کیا اکثر لایا جاتا ہے یعنی کیا اکثر شراب پیتا ہے اور کیا اکثر مارا جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لعنت نہ کرو سو قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا مگر یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔

يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

فائدہ: حضرت ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا یعنی کہتا تھا حضرت ﷺ کے روبرو یا کرتا وہ چیز جس سے حضرت ﷺ ہنستے ایک روایت میں ہے کہ نہ داخل ہوتی مدینے میں کوئی چیز عجوبہ مگر کہ وہ اس میں سے خریدتا پھر آتا اور کہتا یا حضرت! میں نے یہ آپ کو تحفہ دیا پھر جب اس کا مالک تقاضا کرنے کو اس کے پاس آتا اس کی قیمت مانگنے کو تو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لاتا اور کہتا کہ اس کو قیمت دیجیے تو حضرت ﷺ فرماتے کہ کیا تو نے وہ چیز مجھ کو تحفہ نہیں دی؟ تو وہ کہتا کہ میرے پاس کچھ نہیں سو حضرت ﷺ ہنسنے لگتے اور اس کے مالک کو اس کی قیمت دلواتے اور یہ جو کہا فی الشراب یعنی بہ سبب پینے اس کے شراب سکر کو اور یہ جو کہا فجلد تو ایک روایت میں ہے کہ جوتے سے پیٹا گیا بنا بر اس کے پس معنی قول اس کے فجلد یعنی مارا گیا ایسی ضرب جو اس کے چمڑے کو پہنچی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ وہی ہے وہ شخص جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اول باب میں مذکور ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فوائد ہیں جائز ہونا لقب کا ہے وقد تقدم القول فيه في الادب اور یہ محمول ہے اس جگہ اس پر کہ وہ اس کو برا نہ جانتا تھا اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مرتکب کبیرے گناہ کا کافر ہے واسطے ثابت ہونے نہی کے اس کے لعنت کرنے سے اور امر ساتھ دعا کرنے کے اس کے واسطے اور یہ کہ نہیں ہے منافات درمیان ارتکاب نہی کے اور ثبوت محبت اللہ اور رسول کے بیچ دل مرتکب کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ مرد مذکور اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے باوجود اس چیز کے کہ اس سے صادر ہوئی اور یہ کہ جس سے گناہ مکرر ہو اس سے اللہ اور رسول کی محبت نہیں کھینچی جاتی اور اس سے لی جاتی ہے تاکید اس چیز کی جو پہلے گزری کہ نفی ایمان کی شراب خور سے جو وارد ہوئی ہے تو نہیں ہے مراد اس سے دور ہونا ایمان کا بالکل بلکہ مراد اس سے نفی اس کے کمال کی ہے اور احتمال ہے کہ ہو بدستور رہنا محبت اللہ اور اس کے رسول کی کا بیچ دل گناہ کرنے والے کے مقید ساتھ اس کے جب کہ پشیمان ہو اور پچھتائے اوپر واقع ہونے گناہ کے اور قائم کی جائے اس پر حد پس دور کرے اس سے گناہ مذکور کو برخلاف اس کے جس سے یہ واقع نہ ہو اس واسطے کہ ڈر ہے اس پر ساتھ مکرر ہونے گناہ کے یہ کہ مہر کی جائے اس کے دل پر یہاں تک کہ اس سے ایمان چھین لیا جائے نسأل الله العافية والعفو اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ چوتھی یا پانچویں بار میں قتل کرنے کا حکم منسوخ ہے اس واسطے کہ ذکر کیا ابن عبدالبر نے کہ وہ پچاس بار سے زیادہ لایا گیا تھا اور کہا ترمذی نے کہ نہیں جانتے ہم اہل علم میں اختلاف پہلے زمانے میں اور نہ پچھلے زمانے میں بیچ اس کے اور کہا اہل علم نے کہ اول اسلام میں یہ حکم تھا پھر منسوخ کیا گیا ساتھ احادیث ثابتہ کے اور اجماع اہل علم کے مگر جو شاذ ہیں۔ (فتح)

٦٢٨٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ

٦٢٨٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مست آدمی حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا یعنی جو شراب سے مست

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَكْرَانَ فَأَمَرَ بِضَرْبِهِ فَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهُ بِيَدِهِ وَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ وَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ مَا لَهُ أَخْزَاهُ اللهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى أَخِيْكُمْ.

تھا تو حضرت ﷺ اس کے مارنے کو اٹھے سو ہم میں سے بعض اس کو اپنے ہاتھ سے مارتا تھا اور بعض اپنی جوتی سے مارتا تھا اور بعض اپنے کپڑے کے کنارے سے پھر جب پھرے تو ایک مرد نے کہا کیا ہے اس کے واسطے اللہ اس کو رسوا کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بنو شیطان کے مدد گار اپنے بھائی پر۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ ظاہر اس حدیث کا تقاضا کرتا ہے کہ مجرد نشہ واجب کرتا ہے حد کو اس واسطے کہ فاعلت کے واسطے ہے اور نہیں تفصیل کی ہے کہ وہ انگور کے پانی سے مست ہوا تھا یا اس کے غیر سے اور نہ یہ تفصیل کی کہ اس نے تھوڑی شراب پی یا بہت سو اس میں حجت ہے واسطے جمہور کے کوفیوں پر تفرقہ میں۔ (فتح)

بَابُ السَّارِقِ حِيْنَ يَسْرِقُ

چور جب کہ چوری کرتا ہے

٦٢٨٤۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

۶۲۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ مومن ہو اور نہیں چوری کرتا چور جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو۔

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ

چور کو لعنت کرنا جب کہ اس کا نام نہ لیا جائے

فائدہ: یعنی جب کہ نہ معین کیا جائے واسطے اشارہ کرنے کے طرف تطبیق کے درمیان نہی کے لعنت شراب خور سے اور درمیان حدیث باب کے کہا ابن بطال نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لائق ہے عیب کرنا گناہ والوں کو اور اور ان کو روبرو لعنت کرنا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لعنت کی جائے مجمل طور سے کہ جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے تا کہ ہو روکنے والا ان کو اور زجر کرنے گناہ کے سے اور نہ ہو معین کے واسطے تا کہ نا امید نہ ہو جائے سو اگر مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے تو یہ صحیح نہیں اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا شراب خور کے لعنت کرنے سے اور فرمایا کہ اس پر شیطان کی مدد نہ کر بعد قائم کرنے حد کے اوپر اس کے۔ (فتح)

٦٢٨٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ

۶۲۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ قَالَ الْأَعْمَشُ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ بَيْضُ الْحَدِيْدِ وَالْحَبْلُ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْهَا مَا يَسْوٰى دَرَاهِمَ.

نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے چور پر کہ انڈا یا خود چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے، اعمش راوی نے کہا کہ گمان کرتے تھے کہ مراد اس سے لوہے کا انڈا ہے یعنی خود اور دیکھتے تھے کہ ان میں سے بعض رسے چند درہموں کے برابر ہوتے ہیں۔

فائدہ: وجہ حدیث کی اور تاویل اس کی ذم چوری کی اور توہین فعل چور کے کی ہے اور ڈرانا بد انجام اس کے سے اس چیز میں کہ کم ہو مال سے اور بہت گویا کہ فرمایا کہ چرانا تھوڑی چیز کا جس کی کوئی قیمت نہ ہو مانند خود کہنہ اور رسی پرانی کی جس کی کوئی قیمت نہ ہو جب کہ اس کو کرنے لگے اور اس کی ہمیشہ عادت ہو جائے تو نہیں امن میں ہے اس سے کہ یہ اس کو زیادہ چیز کے چرانے کی طرف نوبت پہنچائے یعنی جب تھوڑی چیز کے چرانے کی عادت ہو گئی تو پھر رفتہ رفتہ بڑی چیز کو چرائے گا یہاں تک کہ پہنچے گا اس قدر کو جس میں ہاتھ کاٹا جاتا سو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا سو گویا کہ فرمایا پس چاہیے کہ ڈرے اس فعل اور بچے اس سے پہلے اس سے کہ مالک ہو اس پر عادت تاکہ سلامت رہے بد عاقبت اس کی سے اور کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے خوارج نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ واجب ہے ہاتھ کاٹنا تھوڑی چیز میں اور بہت میں اور نہیں حجت ہے ان کے واسطے بیچ اس کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے پھر اللہ نے آپ کو معلوم کروایا کہ نہیں آتا ہے ہاتھ کٹنا مگر چوتھائی دینار میں پس یہ بیان ہے مجمل چیز جو آیت میں ہے پس واجب ہے پھرنا اس کی طرف اور قول اعمش کا کہ مراد بیضہ سے خود ہے اور رسی کشتی کی تو یہ تاویل بعید ہے اور بعض نے کہا کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ چور چراتا ہے بڑی چیز کو تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور چراتا ہے حقیر چیز کو سو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے سو گویا کہ یہ عاجز کرنا ہے اس کے واسطے اور ضعیف کرنا ہے اس کے اختیار کا اس واسطے کہ اس نے بیچا اپنے ہاتھ کو تھوڑے مال اور بہت سے اور کہا داؤدی نے قول حضرت ﷺ کا لعن اللّٰہ احتمال ہے کہ ہو خبر تاکہ باز رہے جو اس کو سنے چوری سے اور احتمال ہے کہ دعا ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے حقیقت لعنت کی نہ ہو بلکہ فقط نفرت دلانا مراد ہو کہا طیبی نے شاید مراد اس جگہ لعنت سے اہانت اور خواری ہے فی الجملہ پس حمل کرنا اس کا معین پر اولیٰ ہے اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ کی لعنت گنہگاروں کے واسطے گناہوں کے واقع ہونے سے پہلے تحذیر ہوتی ہے پھر جب واقع ہوں تو ان کے واسطے بخشش مانگتے ہیں اور توبہ کی دعا کرتے ہیں اور کہا عیاض نے کہ نہیں لائق ہے کہ التفات کیا جائے اس چیز کی طرف جو

وارد ہوئی ہے کہ مراد بیضہ سے بیضہ لوہے کا ہے اور مراد رسی سے رسی کشتی کی ہے اس واسطے کہ ایسی چیز کی قدر و قیمت ہوتی ہے اس واسطے کہ سیاق کلام کا تقاضا کرتا ہے اس شخص کی مذمت کو جو تھوڑی چیز چرائے نہ بہت اور حدیث تو فقط وارد ہوئی ہے واسطے تعظیم اس شخص کے جو قصور کرے اپنی جان پر جو موجب حد ہو ساتھ اس چیز کے جس کی قیمت کم ہو نہ بہت اور صواب تاویل اس کی میں وہ چیز ہے جو گزری تقلیل امر اس کے سے اور توہین فعل اس کے سے اور یہ اگر اس قدر میں اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے تو رفتہ رفتہ جاری ہوگی عادت اس کی ساتھ اس چیز کے کہ زیادہ ہے اس سے۔ (فتح)

بَابُ الْحُدُوْدِ كَفَّارَةٌ

حدود کفارہ ہیں گناہ کا

٦٢٨٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ كُلَّهَا فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَإِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ.

٦٢٨٦۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مجلس میں بیٹھے تھے سو فرمایا کہ تم مجھ سے بیعت کرو اس پر کہ نہ شریک کرو اللہ کا کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور اس تمام آیت کو پڑھا یعنی ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ الآیۃ سو تم میں سے جس نے عہد پورا کیا تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچا یعنی کوئی گناہ موجب حد کیا پھر اس کے بدلے دنیا میں سزا دیا گیا تو وہ اس کا کفارہ ہوا اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچا پھر اللہ نے اس کا عیب چھپایا تو وہ اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو بخشے چاہے تو عذاب کرے۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ داخل ہے بیچ عموم قول اس کے مشرک یا وہ مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ مشرک جب عقاب کیا جائے اوپر شرک کے تو یہ اس کے واسطے کفارہ نہیں ہوتا بلکہ زیادتی ہے اس کی عبرت میں، میں کہتا ہوں اور اس میں کچھ اختلاف نہیں اور زنا جمہور کے نزدیک اللہ کا حق ہے اور یہ غفلت ہے ابن عربی کی اس واسطے کہ اس میں مزنیہ عورت کے لوگوں کا بھی حق ہے اس واسطے کہ لازم آتی ہے اس سے عار اس کے باپ اور خاوند وغیرہ پر اور محصل یہ ہے کہ کفارہ خاص ہے ساتھ حق اللہ کے سوائے حق آدمی کے ان سب باتوں میں۔ (فتح)

بَابُ ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى إِلَّا فِيْ حَدٍّ أَوْ حَقٍّ

مسلمان کی پیٹھ نگاہ رکھی گئی ہے ایذا اور تکلیف سے مگر حد میں یا حق میں

فائدہ: یعنی نہ مارا جائے اور نہ ذلیل کیا جائے مگر بطورِ حد کے یا تعزیر کے واسطے ادب دینے کے اور یہ ترجمہ لفظ

ایک حدیث کا ہے لیکن چونکہ وہ اس کی شرط پر نہیں اس واسطے اس کو باب میں وارد نہیں کیا۔

٦٢٨٧۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِیْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَلَا أَیُّ شَهْرٍ تَعْلَمُوْنَهٗ أَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا شَهْرُنَا هٰذَا قَالَ أَلَا أَیُّ بَلَدٍ تَعْلَمُوْنَهٗ أَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا بَلَدُنَا هٰذَا قَالَ أَلَا أَیُّ يَوْمٍ تَعْلَمُوْنَهٗ أَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا يَوْمُنَا هٰذَا قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يُجِيْبُوْنَهٗ أَلَا نَعَمْ قَالَ وَيْحَكُمْ أَوْ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٢٨٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا خبردار ہو کون سا مہینہ ہے جس کا تم بڑا ادب جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا خبردار ہم اس مہینے کو بڑے ادب والا جانتے ہیں فرمایا خبردار ہو تم کس شہر کو بڑے ادب والا جانتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا خبردار ہم اپنے اس شہر کو بڑے ادب والا جانتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو تم کس دن کو بڑے ادب والا جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا خبردار ہم اس دن کو بڑے ادب والا جانتے ہیں فرمایا سو بیشک اللہ نے تم پر حرام کیے ہیں تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں مگر ان کے حق سے جیسے تمہارے اس دن کو ادب ہے تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے میں خبردار ہو میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا ہر بار لوگ آپ کو جواب دیتے خبردار ہاں فرمایا تم کو خرابی میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تمہارا بعض بعض کی گردن مارے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پوری کتاب الفتن میں ہے۔

بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَالْاِنْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ

قائم کرنا حدود اللہ کا اور بدلہ لینا اللہ کی حرمتوں کا

٦٢٨٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ فَإِذَا كَانَ

٦٢٨٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں اختیار دیئے گئے حضرت ﷺ کوئی دو کاموں میں مگر کہ ان میں آسان تر کو اختیار کیا جب تک گناہ نہ ہوتا پھر جب گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ تر اس سے دور ہوتے قسم ہے اللہ کی نہیں بدلہ لیا حضرت ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کسی چیز

الْإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ وَاللّٰهِ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰى إِلَيْهِ قَطُّ حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ.

میں جو آپ کی طرف لائی جاتی کبھی یہاں تک کہ اللہ کی حرمتیں پھاڑی اور توڑی جاتیں سو اللہ کے واسطے بدلہ لیتے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ اختیار دینا نہیں ہے اللہ کی طرف سے اس واسطے کہ اللہ نہیں اختیار دیتا اپنے رسول کو ان دو کاموں میں کہ ان میں سے ایک گناہ ہو مگر یہ کہ ہو دین میں اور ایک کا انجام گناہ ہو مانند غلو کی کہ وہ مذموم ہے جیسے آدمی اپنے نفس پر کوئی چیز مشکل واجب کرے عبادت سے پھر اس سے عاجز ہو اسی واسطے منع کیا حضرت ﷺ نے اصحاب کو درویش ہونے سے اور اولیٰ یہ ہے کہ یہ دنیا کے کاموں میں ہے اس واسطے کہ دنیا کے بعض کام گناہ کی طرف پہنچاتے ہیں بہت اور اور قریب تر یہ ہے کہ تخییر کا فاعل آدمی ہے اور وہ ظاہر ہے خاص کر جب کہ صادر ہو کافر سے۔ (فتح)

بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ

قائم کرنا حد کا شریف اور خسیس پر

٦٢٨٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُقِيْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيْعِ وَيَتْرُكُوْنَ الشَّرِيْفَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ فَعَلَتْ ذٰلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

٦٢٨٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کلام کیا حضرت ﷺ سے ایک عورت کے حق میں یعنی اس کی سفارش کی کہ اس کو حد نہ ماری جائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی نے تو ہلاک کر ڈالا ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے کہ بیشک وہ قائم کرتے تھے حد کو غریب اور خسیس پر اور چھوڑ دیتے شریف کو بے حد قائم کیے قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

فائدہ: فاطمہ رضی اللہ عنہا اسود کی بیٹی قریش زادی تھی اس نے چوری کی لوگوں نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے اس کی سفارش کروائی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی سزا مقرر کی ہوئی میں سفارش کرتے ہو تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اور کسی کی سفارش نہ مانی پھر اس کے بعد اس کا ہاتھ کٹوا ڈالا معلوم ہوا کہ شرع میں کسی کی رعایت نہ چاہیے اگلی امتیں اسی کے سبب سے ہلاک ہوئیں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ إِذَا رُفِعَ إِلَى السُّلْطَانِ

مکروہ ہے سفارش کرنا حد میں جب کہ بادشاہ کی طرف پہنچائی جائے

فائدہ: مقید کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس چیز کو کہ باب کی حدیث میں مطلق ہے اور نہیں ہے اس میں قید صریح اور

شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح وارد ہوئی ہے کہ حضرت ﷺ نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا جب کہ اس نے اس میں سفارش کی نہ سفارش کر اللہ کی حد میں اس واسطے کہ جب حدیں میرے پاس پہنچیں تو ان کے واسطے ترک کرنا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ معاف کرو حدوں کو اپنے درمیان سو جو حد میرے پاس پہنچی وہ واجب ہوئی روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کی سفارش مانع ہوئی کسی حد کو اللہ کی حدوں سے تو مقابلہ کیا اس نے اللہ کے حکم کا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شریفوں کی لغزشوں اور قصوروں سے درگزر کرو مگر حدوں میں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جائز ہونا سفارش کا اس چیز میں کہ تقاضا کرے تعزیر کو اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر وغیرہ نے اس میں اتفاق اور داخل ہیں اس میں تمام حدیثیں جو وارد ہیں بیچ ندب عیب چھپانے مسلمان کے اور وہ محمول ہیں اس پر جب تک امام تک نہ پہنچیں۔ (فتح)

٦٢٩٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا.

٦٢٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ غمگین اور فکر مند کیا قریش کو مخزومی عورت نے جس نے چوری کی تھی تو انہوں نے کہا کہ کون ہے جو حضرت ﷺ سے کلام کرے اور کون ہے جو اس پر جرأت کرے بجز اسامہ رضی اللہ عنہ کے جو حضرت ﷺ کے پیارے ہیں سو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اس کی سفارش کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو اللہ کی حد مقرر کی ہوئی میں سفارش کرتا ہے؟ پھر حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا سو فرمایا اے لوگو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اسی نے گمراہ کیا ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے کہ جب ان میں کوئی شریف اور رئیس چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اس پر حد قائم نہ کرتے اور جب ان میں کوئی غریب بیچارہ چوری کرتا تو اس پر چوری کی حد قائم کرتے اور قسم ہے اللہ کی اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد ﷺ کی بیٹی چوری کرے تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں۔

فائدہ: اهمتهم المرأة یعنی کھینچا اس نے ان کی طرف غم کو یعنی ان کو رنج اور تشویش میں ڈالا اور ایک روایت میں

ہے شان المرأۃ یعنی اس کے امر نے جو چوری سے متعلق تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب اس عورت نے چوری کی تو ہم نے اس کو بھاری جانا اور سبب ان کے بھاری جاننے کا یہ تھا کہ وہ ڈرے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے اس واسطے کہ ان کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ اللہ کی حد میں رخصت نہیں دیتے اور اسلام سے پہلے بھی چور کا ہاتھ کاٹنا ان کے نزدیک معلوم تھا پھر قرآن میں اسی کے مطابق حکم اترا اور بدستور حکم جاری رہا اور وہ چوری یہ تھی کہ اس نے حضرت ﷺ کے گھر سے ایک چادر چرائی تھی اور ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک عورت کا دستور تھا کہ بطور عاریہ کے اسباب لیتی پھر اس سے انکار کرتی کہ میں نے نہیں لیا تو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے ہاتھ کاٹنے کا اور ایک لفظ یہ ہے کہ اس نے زیور عاریت لیا تھا اور علماء کو اس میں اختلاف ہے سو اس کے ظاہر کو لیا ہے احمد نے مشہور روایت میں اور مدد کی ہے اس کی ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ عاریت یعنی مانگی چیز کے انکار کرنے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا اور یہی ہے ایک روایت احمد سے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے کہ ارجح روایت یہ ہے کہ اس نے چوری کی تھی اس واسطے جس حدیث میں عاریت کا ذکر ہے اس کے اخیر میں یہ ہے کہ اگر فاطمہ چوری کرتی اس واسطے کہ اس میں دلالت قطعی ہے کہ اس نے چوری کی تھی ورنہ چوری کا ذکر لغو ہو جاتا اور نیز اس واسطے کہ اگر عاریت کے انکار میں ہاتھ کاٹا جائے تو البتہ واجب ہو ہاتھ کاٹنا ہر شخص کا جو انکار کرے کسی چیز سے جو اس پر ثابت ہو اگرچہ بطور عاریت کے نہ ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ نہیں جائز ہے ہاتھ کاٹنا امانت میں خیانت کرنے والے پر اور نہ مختلس پر اور نہ اچک لینے والے پر اور مختلس وہ ہے جو چرائے اس چیز کو جو حرز اور حفاظت میں نہ ہو اور یہ حدیث قوی ہے روایت کیا ہے اس کو اربعہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابوعوانہ اور ترمذی نے اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہاتھ کاٹنا آتا مختلس پر مگر جو منقول ہے ایاس سے اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہے قطع خیانت کرنے والے پر اور نہ اچک لینے والے پر مگر یہ کہ راہ زن ہو اور کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عاریت سے انکار کرنا چوری میں داخل ہے اور یہ جو کہا کہ کون ہے کہ حضرت ﷺ سے کلام کرے؟ یعنی جو حضرت ﷺ کے پاس اس کی سفارش کرے کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بطورِ معاف کرنے کے یا ساتھ بدلہ لینے کے اور یہ جو کہا اور کون جرأت کرے اس پر تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے قالوا یعنی قریش نے کہا کون ہے جو اس پر جرأت کرے اس واسطے کہ جس نے استفہام کیا تھا ساتھ قول اپنے کے من یکلمہ وہ اور شخص تھا اور جس نے جواب دیا تھا ساتھ قول اپنے کے من یجترئ وہ اور شخص تھا اور کہا طیبی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں جرأت کرتا حضرت پر ہیبت کے سبب سے کوئی مگر اُسامہ رضی اللہ عنہ کہ وہ اس پر جرأت کر سکتا ہے اور اتشفع میں ہمزہ واسطے استفہام انکاری کے ہے اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں منع کرنا سفارش کا حدود میں جب کہ مقدمہ حاکم کے پاس پہنچے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے سو کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ سفارش کرنی گنہگاروں اور قصور

واروں کے حق میں بہتر ہے جب تک کہ حاکم کے پاس نہ پہنچیں اور یہ کہ جب بادشاہ کے پاس مقدمہ پہنچے تو واجب ہے اس پر حد قائم کرنا اور فرق کیا ہے مالک نے کہ جو معروف ہو ساتھ تکلیف دینے لوگوں کے اور جو نہ معروف ہو کہ اول کے واسطے مطلق سفارش نہ کی جائے برابر ہے کہ حاکم کے پاس پہنچے یا نہ اور جو اس کے ساتھ معروف نہ ہو تو نہیں ہے کوئی مضائقہ یہ کہ سفارش کی جائے اس کے واسطے پہلے اس سے کہ حاکم کے پاس پہنچے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث باب کے اس شخص نے جس نے واجب کیا ہے قائم کرنا حد کا قاذف پر جب کہ حاکم کے پاس پہنچے اگرچہ مقذوف معاف کر دے اور یہ قول حنفیہ اور اوزاعی اور ثوری کا ہے اور کہا مالک اور شافعی اور ابو یوسف نے کہ جائز ہے معاف کرنا مطلق اور ساقط ہو جاتی ہے ساتھ اس کے حد اس واسطے کہ اگر حاکم پائے اس کو بعد معاف کرنے مقذوف کے تو جائز ہے کہ قائم کرے گواہوں کو ساتھ صدق قاذف کے سو ہو گا یہ شبہ قوی اور اس حدیث میں ہے کہ داخل ہیں عورتیں ساتھ مردوں کے چوری کی حد میں اور یہ کہ چور کی توبہ قبول ہے اور اس میں فضیلت ہے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بڑا رتبہ تھا اس واسطے کہ قصے میں اشارہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت ہیں اس باب میں اور نہیں لیا جاتا ہے اس سے کہ وہ افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس واسطے کہ منجملہ مناسبت سے ہے یہ کہ اس چوری کرنے والی عورت کا نام ان کے نام کے موافق پڑا اور اس سے مساوات کی نفی نکلتی ہے اور اس حدیث میں ترک کرنا محبت کا ہے بیچ قائم کرنے حد کے اس شخص پر جس پر واجب ہو اور اگرچہ اولاد ہو یا قرابتی یا بڑے قدر والا اور تشدید بیچ اس کے اور انکار اس شخص پر جو اس میں رخصت دے یا تعرض کرے واسطے سفارش کے جس پر حد واجب ہو اور اس میں ضرب المثل ہے ساتھ بڑے قدر والے کے واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ زجر کے فعل سے اور لیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا اخبار کا امر مقدر سے جو فائدہ دے فی قطع کو امر محقق سے اور اس میں جائز ہونا توجع کا ہے یعنی آہ کرنا اس کے واسطے جس پر حد قائم کی جائے بعد قائم کرنے حد کے اوپر اس کے یعنی کہنا کہ اللہ اس پر رحم کرے اور اس حدیث میں عبرت لینا ہے پہلی امتوں کے احوال سے خاص کر جو شرع کے امر کی مخالفت کرے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا﴾ وَفِيْ كَمْ يُقْطَعُ.

اللہ نے فرمایا کہ جو مرد چوری کرے اور عورت چوری کرے سو دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو اور کس قدر میں ہاتھ کاٹا جائے؟

فائدہ: اس آیت میں ہاتھ مطلق ہے کوئی ہو لیکن اجماع ہے اس پر کہ مراد دایاں ہاتھ ہے اگر موجود ہو اور اگر جان بوجھ کر یا چوک کر بایاں ہاتھ کاٹا جائے تو کیا کفایت کرتا ہے اس میں اختلاف ہے اور مقدم کیا گیا مرد اس آیت میں اور مؤخر کیا گیا زنا کی آیت میں واسطے وجود سرقہ کے غالبا مردوں میں اور اس واسطے کہ بعث زنا کا عورتوں میں اکثر

ہے اور اس واسطے کہ عورت سبب ہے بیچ واقع ہونے زنا کے اس واسطے کہ ہیں حاصل ہوتا ہے زنا غالبًا مگر عورت کی رضا مندی سے اور سرقہ کے معنی ہیں لینا غیر کے مال کا چھپ کر اور شرط کی ہے اس میں جمہور نے حرز یعنی حفاظت میں ہونا اور کہا ابن بطال نے کہ حرز مستفاد ہے سرقہ کے معنی سے یعنی لغت میں کہا مازری نے کہ نگاہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے مالوں کو ساتھ واجب کرنے قطع چرانے والے ان کے اور خاص کیا سرقہ کو واسطے قلیل ہونے اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے انتہاب اور غضب سے اور سخت کی اس کی سزا تا کہ ہو ابلغ زجر میں اور اگر ہاتھ کی دیت چوتھائی دینار کی ہوتی تو لوگ آپس میں بہت ہاٹ کاٹ ڈالتے اور اگر نصاب ہاتھ کاٹنے کی پانچ سو اشرفی ہوتی تو لوگوں کے بہت مال چرائے جاتے سو دونوں جانب میں اللہ کی حکمت ہے اور دونوں جانب میں بچاؤ ہے۔ (فتح)

وَقَطَعَ عَلِيٌّ مِّنَ الْكَفِّ

اور ہاتھ کاٹا علی رضی اللہ عنہ نے چور کا پہنچے سے

فائدہ: اور اختلاف ہے ہاتھ کی حقیقت میں سو بعض نے کہا کہ اول اس کا مونڈھے سے ہے اور بعض نے کہا کہ کہنیوں سے اور بعض نے کہا کہ ہتھیلی سے اور بعض نے کہا کہ انگلیوں کی جڑ سے سو حجت اول کی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اس کو ہاتھ کہتے ہیں اور دوسرے قول سے ہے آیت وضو کی ﴿وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ اور تیسرے قول سے ہے آیت تیمّم کی اول قول خوارج کا ہے اور دوسرے کا کوئی قائل نہیں سرقہ میں اور تیسرا قول جمہور کا ہے یعنی پہنچے سے ہاتھ کاٹنا اور بعض نے اس میں اجماع نقل کیا ہے اور چوتھا قول منقول ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور باعتبار اس اختلاف کے واقع ہوا ہے اختلاف بیچ محل قطع کے سو قائل ہیں ساتھ قول اول کے خوارج اور حجت پکڑی گئی ہے ان پر ساتھ اجماع سلف کے اوپر خلاف قول ان کے اور الزام دیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے حنفیہ کو ساتھ اس کے کہ قائل ہوں اس کے کہ کہنیوں سے ہاتھ کاٹا جائے واسطے قیاس کرنے کے وضو پر اور اسی طرح تیمّم نزدیک ان کے کہا اس نے اور یہ اولیٰ ہے قیاس ان کے سے قدر مہر کو اوپر نصاب سرقہ کے اور نقل کیا ہے اس کو عیاض نے قول شاذ اور حجت جمہور کی لینا کم تر اس چیز کو ہے کہ بولا جائے اوپر اسم اس واسطے کہ ہاتھ چوری کرنے سے پہلے حرمت والا تھا سو جب آئی نص ساتھ قطع کرنے ہاتھ کے اور وہ بولا جاتا ہے ان معنوں پر تو واجب ہے کہ نہ چھوڑی جائے یقینی چیز اور وہ حرام ہونا اس کا ہے مگر ساتھ یقینی کے اور وہ کاٹنا ہے ہتھیلی سے۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ فِي امْرَأَةٍ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ شِمَالُهَا لَيْسَ اِلَّا ذٰلِكَ

اور کہا قتادہ رحمہ اللہ نے اس عورت کے حق میں جس نے چوری کی تھی سو اس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا نہیں مگر یہ یعنی اب اس کا دایاں ہاتھ کاٹنا جائز نہیں۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر اس کے کہ اصل یہ ہے کہ چور کا اول دایاں ہاتھ کاٹا جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور نقل کیا ہے اس میں عیاض نے اجماع اور تعقب کیا گیا ہے ہاں البتہ شاذ ہے وہ شخص جو قائل ہے

کہ جب بایاں ہاتھ کاٹا جائے تو مطلق کفایت کرتا ہے جیسا کہ ظاہر قول قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور کہا مالک نے کہ اگر جان بوجھ کر ہو تو واجب ہے قصاص کاٹنے والے پر اور واجب ہے کاٹنا دائیں ہاتھ کا اور چوک کر ہو تو واجب ہے دیت اس کی اور کفایت کرتا ہے سارق سے اور اسی طرح کہا ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو قول ہیں چوٹے میں اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے حق میں جو چوری کرے اور اس کا ہاتھ کاٹا جائے پھر دوبارہ چوری کرے سو کہا جمہور نے کہ اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے پھر اگر چوری کرے تو بایاں ہاتھ پھر اگر چوری کرے تو دائیاں پاؤں اور حجت پکڑی گئی ہے ان کے واسطے ساتھ آیت محاربہ کے اور ساتھ فعل اصحاب کے اور یہ کہ انہوں نے آیت سے سمجھا کہ وہ ایک بار میں ہے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو دوسری بار پھر اس پر کاٹنا واجب ہے پھر اگر پانچویں بار چوری کرے تو تعزیر دیا جائے اور بعض نے کہا کہ قتل کیا جائے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ پانچویں بار قتل کرنا منسوخ ہے اور بعض نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ نہ چھوڑا جائے آدمی چوپائے کی طرح کہ اس کا کوئی ہاتھ نہ ہو جس سے کھائے اور استنجاء کرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تیسری بار کاٹنے کا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو مار اور قید کر اور یہ قول نخعی اور شعبی اور اوزاعی اور ثوری اور ابوحنیفہ کا ہے۔ (فتح)

٦٢٩١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۶۲۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاٹا جائے ہاتھ چور کا چوتھائی دینار یا زیادہ میں۔

٦٢٩٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ.

۶۲۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاٹا جائے چور کا ہاتھ چوتھائی دینار میں۔

٦٢٩٣۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ يَحْيَى

۶۲۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاٹا جائے چور کا ہاتھ چوتھائی دینار میں۔

بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُمْ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ
الْيَدُ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ.

فائدہ: دینار ساڑھے چار ماشے سونے کی ہوتی ہے تو اس کی چوتھائی ایک ماشہ اور ایک رتی ہوئی یعنی ایک ماشہ اور ایک رتی سونے کے برابر یا اس سے زیادہ مال چرانے تب اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور اگر اس سے کم چرائے تو نہ کاٹا جائے اور کہا طحاوی نے کہ اس حدیث میں حجت نہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ اس چیز سے جس میں ہاتھ کاٹا گیا سو احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اس وقت اپنی رائے سے اس چیز کی قیمت یہ ٹھہرائی ہو یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک اس کی قیمت یہ ہو سو کہا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹتے تھے باوجود اس کے کہ احتمال ہے کہ اس چیز کی قیمت اس وقت اس سے زیادہ ہو اور جواب یہ ہے کہ یہ بعید بات ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ جزم کریں محض اپنے گمان کی سند سے اور نیز مختلف ہونا قیمت کا اگرچہ ممکن ہے لیکن عادۃً محال ہے کہ اس قدر تفاوت فاحش ہو کہ بعض لوگوں کے نزدیک چوتھائی دینار ہو اور بعض کے نزدیک اس کا چار گنا ہو اور تفاوت تو صرف نہایت تھوڑی کمی بیشی سے ہوتا ہے اور غالباً اس کی ایک مثل کو بھی نہیں پہنچتا اور دعویٰ کیا ہے طحاوی نے اضطراب زہری کا اس حدیث میں واسطے اختلاف راویوں کے اس سے اس کے لفظ میں اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ شرط اضطراب کی یہ ہے کہ اس کے وجوہ مساوی ہوں اور اگر کوئی وجہ راجح ہو تو نہیں اور متعین ہوتا ہے لینا راجح کو اور وہ اس جگہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ اکثر راویوں نے زہری سے ذکر کیا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے اوپر مقرر کرنے قاعدہ شرعیہ کے نصاب میں اور ابن عیینہ نے کبھی ان کی مخالفت کی ہے اور کبھی موافقت سو اولیٰ اس کی روایت کو لینا ہے جو جماعت کے موافق ہے اور برتقدیر اس کے کہ ابن عیینہ نے اس میں اضطراب کیا ہو تو نہیں ہے یہ قادح اس راوی کی روایت میں جس نے اس کو ضبط رکھا ہو اور نیز طحاوی خود اس ضطراب میں واقع ہوا ہے یعنی بخاری کی اس روایت میں تو اضطراب کا طعن کیا ہے اور خود مضطرب حدیث سے حجت پکڑی ہے اور وہ یہ ہے کہ حجت پکڑی ہے طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹا ایک ڈھال کے چرانے میں جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور لفظ طحاوی کا یہ ہے کہ تھی قیمت اس ڈھال کی جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا دس درہم اور حالانکہ یہ حدیث زہری کی حدیث سے زیادہ تر مضطرب ہے اور بیان اس اضطراب کا مفصل طور سے فتح الباری میں مذکور ہے من شآء فلیرجع الیه پھر عجب ہے طحاوی سے کہ اس

اضطراب کو قبول کیا ہے اور حدیث زہری کی اضطراب پر طعن کیا ہے علاوہ ازیں معارض ہے اس کو جو روایت کی بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں کاٹا مگر چوتھائی دینار یا زیادہ میں اس واسطے کہ یہ حدیث بھی ابن اسحاق کے طریق سے ہے جس کے طریق سے طحاوی نے دس درہم کی حدیث روایت کی ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے اور ایک روایت میں ہے لاقطع فیمادون عشرۃ دراھم یعنی دس درہموں سے کم میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا اور یہ روایت اگر ثابت ہوتو ہو گی نص بیچ معین کرنے حد نصاب سرقہ کے لیکن حجاج بن ارطاۃ جو اس کا روای ہے ضعیف ہے اور مدلس ہے اور اگر ثابت بھی ہوتو نہیں ہے مخالف بخاری کی روایت کو بلکہ دونوں کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ اول دس درہم میں ہاتھ کاٹنے کا حکم تھا پھر تین درہم سے بھی ہاتھ کاٹنا مشروع ہوا اور زیادتی کی گئی تغلیظ حد میں جیسے کہ زیادتی کی گئی ہے بیچ تغلیظ حد شراب کے۔ (فتح)

٦٢٩٤ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا فِي ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

۶۲۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں کاٹا گیا چور کا ہاتھ حضرت ﷺ کے زمانے میں مگر ڈھال کی قیمت میں راوی کو شک ہے حجفہ۔ فرمایا یا ترس۔

فائدہ: ڈھال سے مراد یہاں ڈھال معین نہیں بلکہ مراد جنس ہے اور یہ کہ کاٹنا واقع ہوتا تھا ہر چیز میں جو ڈھال کی قیمت کے قدر کو پہنچے برابر ہے کہ ڈھال کی قیمت تھوڑی ہو یا بہت اور اعتماد تو اقل پر ہے پس ہو گی نصاب اور نہیں ہے قطع اس سے کم میں۔ (فتح)

٦٢٩٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي أَدْنٰى مِنْ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ذُوْ ثَمَنٍ رَوَاهُ وَكِيعٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ مُرْسَلًا.

۶۲۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہ کاٹا جاتا تھا چور کا ہاتھ بیچ کم تر کے حجفہ یا ڈھال سے کہ ہر ایک دونوں میں سے قیمت وار ہو۔

فائدہ: یعنی وہ قیمت جس میں رغبت کی جاتی پس خارج ہوئی اس سے حقیر چیز۔

٦٢٩٦۔ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَدْنٰى مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ذَا ثَمَنٍ.

٦٢٩٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں کاٹا گیا چور کا ہاتھ حضرت ﷺ کے زمانے میں بیچ کم تر کے قیمت مجن سے یا حجفہ راوی کو شک ہے یعنی ڈھال کی قیمت اور ہر ایک دونوں سے قیمت وار تھی۔

٦٢٩٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَّافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قِيْمَتُهٗ.

٦٢٩٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٢٩٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

٦٢٩٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٢٩٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

٦٢٩٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٣٠٠۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٣٠٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

وَسَلَّمَ يَدَ سَارِقٍ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قِيْمَتُهُ.

فائدہ: جس قدر میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس میں قریب بیس مذہب کے ہیں اول یہ کہ ہر چیز میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے تھوڑی ہو یا بہت حقیر ہو یا غیر حقیر یہ منقول ہے اہل ظاہر اور خوارج سے اور منقول ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اور مقابل اس قول کے شاذ ہونے میں ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ نہیں واجب ہے ہاتھ کٹنا مگر چالیس درہم یا چار دینار میں اور یہ دوسرا قول ہے تیسرا قول پہلے کی مانند ہے مگر یہ کہ اگر مسروقہ حقیر چیز ہو واسطے حدیث عروہ کے نہ ہوگا قطع کسی چیز میں حقیر چیز سے چوتھا قول یہ ہے کہ کاٹا جائے ہاتھ چور کا ایک درہم اور زیادہ میں اور یہ قول عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے اور ربیعہ کا فقہاء مدینہ سے، پانچواں قول یہ کہ دو درہموں میں اور یہ قول حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، چھٹا قول یہ کہ دو درہم سے زیادہ میں اگرچہ تین کو نہ پہنچے، ساتواں تین درہم میں یا ان کی قیمت میں، آٹھواں بھی مثل اس کی ہے لیکن اگر چاندی سونا ہو تو چوتھائی دینار کی ورنہ اس کی قیمت تین درہم کو پہنچے اور ایک قول چوتھائی دینار کی ہے یا جو اس کی قیمت کو پہنچے چاندی سے یا انواع اسباب سے یہ مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی ہے قول عائشہ رضی اللہ عنہا اور عمرو اور ابوبکر بن حزم اور عمر بن عبدالعزیز اور اوزاعی اور لیث کا اور ایک روایت اسحاق سے اور نقل کیا ہے اس کو خطابی وغیرہ نے عمر اور عثمان اور علی سے اور ایک قول دس درہم ہے یا جو اس کی قیمت کو پہنچے سونے اور اقسام اسباب سے یہ قول ابوحنیفہ اور ثوری اور ان کے اصحاب کا ہے اور ان کے سوائے اس میں اور مذہب بھی ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ دیت سونے والوں پر ہزار دینار ہے اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم اور کہا جمہور نے کہ جو چرائے اس چیز کو جو حرز میں نہ ہو تو اس پر قطع نہیں پس جمہور نے اس صورت کو آیت سرقہ کے عموم سے خاص کیا ہے اور کہا ظاہریہ نے کہ اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے واسطے عموم آیت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ہاتھ کاٹنے کے ڈھال میں اوپر مشروع ہونے قطع کے ہر اس چیز میں کہ مال بنائی جائے اور مستثنیٰ کیا ہے حنفیہ نے اس چیز کو کہ جلدی کرتا ہے اس کی طرف فساد یعنی جو چیز جلدی بگڑ جاتی ہے اور جس چیز کی اصل مباح ہے مانند پتھر اور لکڑی اور نمک اور مٹی اور گھاس اور جانوروں کی اور سرگیں میں حنابلہ کے نزدیک کاٹا جاتا ہے واسطے قیاس کرنے کے اس کی بیع پر۔ (فتح)

٦٣٠١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ

٦٣٠١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے چور کو کہ انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ.

فائدہ: ختم کیا ہے ساتھ اس حدیث کے باب کو واسطے اشارہ کرنے کے طرف تطبیق کی حدیثوں میں اس طور سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو اصل ٹھہرایا جائے سو ہاتھ کاٹا جائے چوتھائی دینار میں اور زیادہ میں اور اسی طرح اس چیز میں جو اس کی قیمت کو پہنچے سو گویا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد بیضہ سے وہ چیز ہے جس کی قیمت چوتھائی دینار یا زیادہ کو پہنچے اور اسی طرح رسی سو اس میں اشارہ ہے طرف ترجیح تاویل اعمش کے جو پہلے گزری۔ (فتح)

بَابُ تَوْبَةِ السَّارِقِ

چور کی توبہ کا بیان یعنی کیا اس کو فائدہ دیتی ہے بیچ اٹھانے اسم فسق کے اس سے تا کہ اس کی گواہی قبول ہو نہیں اور واقع ہوا ہے اخیر باب میں کہا ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے، الخ۔

٦٣٠٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَابَتْ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا.

٦٣٠٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا ہاتھ کاٹا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو وہ عورت اس کے بعد آتی تھی اور میں اس کی حاجت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھاتی تھی سو اس نے توبہ کی اور خوب توبہ کی۔

٦٣٠٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ فَقَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ

٦٣٠٣۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ایک جماعت میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بیعت کرتا ہوں تم سے اس پر کہ نہ شریک کرو ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو اور نہ بہتان باندھ لاؤ اپنے دل سے اور نہ نافرمانی کرو میری نیک کام میں سو جس نے تم میں سے عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ پر واقع ہوا اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچا اور اس کے بدلے دنیا میں سزا پائی تو وہ اس کے

تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِي فِي مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَطَهُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ إِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهُ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ وَكُلُّ مَحْدُوْدٍ كَذٰلِكَ إِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ .

واسطے کفارہ اور سبب پاک کرنے کا ہے گناہوں سے اور جس کا اللہ نے عیب چھپایا تو وہ اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے تو بخش دے، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب چور توبہ کرے اس کے بعد کہ اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو اس کی گواہی قبول ہے اور اسی طرح ہر حد مارا گیا جب کہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے۔

فائدہ: شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ساقط ہو ہر حق اللہ کا توبہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ زنا کی حد ساقط نہیں ہوتی اور حسن اور لیث سے ہے کہ کوئی حد بھی ساقط نہیں ہوتی یہ قول مالک کا ہے اور حنفیہ سے ہے کہ ساقط ہو جاتی ہے حد مگر شراب اور کہا طحاوی نے کہ نہیں ساقط ہوتی ہے کوئی چیز مگر رہزنی واسطے وارد ہونے نص کے بیچ اس کے اور مناسبت حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ترجمہ سے وصف کرنا توبہ کا ہے ساتھ حسن کے کہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ تائب کے واسطے یہ وصف ثابت ہو اور پہلی حالت کی طرف پھر پلٹ آئے اور وجہ دلالت کی عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ جس پر حد قائم ہو وہ وصف کیا گیا ہے ساتھ پاک ہونے کے اور جب اس کے ساتھ توبہ کو ضم کیا جائے تو پلٹ جائے گا پہلی حالت کی طرف تو شامل ہوگا اس کی گواہی کے قبول کرنے کو بھی، واللہ اعلم۔ (فتح الباری)

الحمد للہ کہ فیض الباری کا ستائیسواں پارہ مکمل ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب القدر

کتاب الایمان والنذور

کتاب الفرائض

کتاب الحدود

